

دیوانی انداز

مستند
مؤلف: میرزا غلام احمد خاں
تألیف: میرزا غلام احمد خاں
تألیف: میرزا غلام احمد خاں

نور احمد خاں
لاہور، پاکستان

دیوبندی مذہب

— مصنفہ —

مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب
خطیب اعظم چشتیاں شریف

— ناشر —

مکتبہ حیات گنج بخش روڈ
لاہور



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب _____ دیوبندی مذہب
مصنف _____ مناظر اسلام مولانا غلام مہر صاحب
چشتیان شریف
مطبع _____
ناشر _____ مکتبہ حامد یہ گنج بخش روڈ لاہور
قیمت _____ ۷۵

کتاب خانہ
مکتبہ حامد
لاہور

فہرست اجمالی ابواب کتاب ہذا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶۱	صلوہ خورنی	۵۱	پیش لفظ: ائمہ اربعہ رحمہ اللہ ناشر احمد ہاشمی پتوکی
۸۶۳	شرعیات مجددیہ و شریعت دیوبندیہ	۵۲	اولیات
۸۶۳	دیوبندی بدعتی عقاید کے چند نمونے	۵۳	علماء خوارج کے سخا کا نہ فتوے اور قلمائے راشدین علیہم
۸۶۴	دیوبندی مذہب کے ارکان خمسہ	۵۴	الرضوان کی خوارج کے ہاتھوں شہادت
۸۷	دیوبندی فتوہ دہلی کے چند نمونے	۵۵	اہل سنت پر دیوبندی علماء کی سب و شتم کے چند نمونے
۸۸	دیوبندیوں کی عبادات	۵۶	دیوبندی اور سنی اصل اختلافات
۹۰	دیوبندیوں کی مسجد فروشی	۵۷	اطہنت پر حملہ آور بعض دیوبندی کتب کی فہرست
۹۱	باب دوم (تاریخ)	۵۸	دیوبندی فتوہ دہلی سے کون کون سی جماعتیں بدعتی بنتی ہیں
۹۲	دیوبندی مذہب کے چھ اماموں کے تاریخی حالات	۵۹	تہذیب و وجہ تالیف کتاب دیوبندی مذہب
۹۲	مولوی اسماعیل غیر مقلد بانی دیوبندی مذہب	۶۰	سلام میں تبدیلی و تکفیزی فتنے
۹۴	اسماعیل کی غیر مقلدیت و شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی ناراضگی	۶۱	دیوبندی کے تبدیلی و تکفیزی فتنہ کا ماضی حال مستقبل
۹۴	علمائے دہلی کا اسماعیل سے پہلا تاریخی مناظرہ	۶۲	سنی و دیوبندی اختلافات میں بعض غوام کا غلط تصور
۹۸	اسماعیل نے غیر مقلد جماعت کی بنیاد کیوں رکھی؟	۶۳	دیوبندی و ہابی مذہب کی اشاعت کے اسباب
۹۹	اسماعیل اپنے تمام اکابر کا مذہباً مخالف تھا	۶۴	ایمان و کفر کے متعلق خدائی اصول و دیوبندی اصول
۱۰۰	اسماعیل نے دیوبندی فرقہ کی بنیاد کیوں رکھی؟	۶۵	دیوبندی وہ ہابی حقیقتاً ایک ہی جماعت ہیں
۱۰۱	اسماعیل کی انگریز ایجنسی	۶۶	باب اول
۱۰۲	مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند امام دوم دیوبندی مذہب	۶۷	دیوبندی مذہب کی تاریخ کا اجمالی خاکہ
۱۰۴	مولوی رشید احمد گنگوہی امام سوم دیوبندی مذہب	۶۸	سنی بریلوی علماء سے دیوبندی بغض کی اصل وجہ
۱۰۶	حاجی امجد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے گنگوہی کی منافقت	۶۹	دیوبندی مذہب انگریز کی سیاست کی ایک چال تھی
۱۰۸	حاجی صاحب کا گنگوہی پر فتویٰ	۷۰	دیوبندی پاکستان کو ملیپیدستان اور مسلم لیگ والوں کو کس
۱۱۰	حاجی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر کی کا فرمان کہ رشیدنا رشید ہے	۷۱	سور خور کہتے تھے
۱۱۲	مولوی خلیل احمد انیسوی امام چہارم دیوبندی مذہب	۷۲	دیوبندیت کا سیاسی تجزیہ
۸۰		۷۳	دیوبندیت کی بنیاد صرف پیٹ پرستی ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۵	دیوبندیوں پر مودودیوں کا فتوے کفر	۱۱۳	مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ نے خلیل احمد کو
۱۴۸	مولوی احمد علی لاہوری پر مودودی فتوے	۱۱۳	بہاول پور کے نانہ کنی مناظرہ میں عظیم شکست دی۔
۱۴۹	قاسمی دیوبندی و غلام خانی دیوبندی کی باہمی کفر بازی	۱۱۴	ریاست بہاول پور میں دیوبندی مذہب کا داخلہ
۱۵۰	شبیر احمد عثمانی پر دیوبندیوں کے فتوے		مولانا رامی و مولانا جامی رحمہما اللہ پر دیوبندیوں کے
	حسین احمد دیوبندی پر فتوے	۱۱۵	ناپاک حملے۔
۱۵۰	ابوالکلام آزاد و شبلی پر دیوبندی فتوے	۱۱۶	حضرت قبلہ عالم گوڑوی کے حضور مولوی غلام قادر صاحب
۱۵۱	محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد پر فتوے		کی حاضری۔
۱۵۵	باب چہارم (عقائد)	۱۱۸	مولوی اشرف علی تھانوی امام نجم دیوبندی مذہب۔
	خدا تعالیٰ کے متعلق دیوبندی عقائد	۱۱۹	تھانوی خود ایسے کام کرتا جنہیں وہ بدعت کہتا۔
۱۵۶	خدا تعالیٰ کے امکان کذب کا دیوبندی افتراء	۱۲۲	مولوی حسین علی داں بھچراں امام ششم دیوبندی مذہب
۱۵۷	تھانوی کی جہالت	۱۲۳	حضرت قبلہ عالم گوڑوی نے حسین علی تصدیق کی
۱۶۱	معاذ اللہ دیوبندیوں کے نزدیک خدا جھوٹا ہو چکا ہے۔	۱۲۴	پانچ اقسام دریافت فرمائیں جسے وہ ساری بکری بتا سکا۔
	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کے		حسین علی کی کتاب بلغۃ الہجران
	ناپاک عقائد۔		باب سوم۔ اسباب اشاعت
۱۶۲	ضروریات دین میں تاویل و دفع کفر نہیں	۱۲۷	اسلام میں مذہبی فرقہ بندی کا پہلا اقدام
۱۶۳	خاتم النبیین کے معنی محصور و ختم زمانی کے حصکا انکار		خارجی مذہب کا ظہور
۱۶۴	ختم زمانی کے متعلق دیوبندی عقیدہ	۱۲۸	وہابی مذہب کا ظہور
۱۶۳	فرض محال کا مسئلہ	۱۳۱	ہندوستان میں وہابی مذہب
	کفر بولنے والا شخص ننانوے علامات اسلام کے باوجود	۱۳۳	دیوبندی مذہب وہابیت کی شاخ ہے۔
۱۶۵	کفر کی ایک بات سے بھی کافر ہو جائے گا۔	۱۳۰	غیر مقلد وہابیوں کی باہمی کفر بازی
	معاذ اللہ بحالت نماز حضور کے خیال کو بیل و گدھے	۱۴۱	غیر مقلدوں کے دیوبندیوں پر فتوے
	کے خیال سے بدتر کہا۔	۱۴۲	دیوبندی کی باہمی کفر بازی
۱۶۶	حضور کو بڑا بھائی کہنے کے لئے دیوبندی فریب		کفر کی مشین
۱۶۷	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مہارت کے متعلق	۱۴۴	مودودی پر دیوبندیوں کا فتوے کفر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۳	نور محمدی	۱۴۴	مولوی منظور سنبھلی کی فریب کاریاں
۲۲۵	دیوبندی مولویوں کا اقرار کہ حضور کو صرف بشر کہنا درست نہیں۔	۱۴۵	تمام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق
	دیوبندیوں کے جھوٹ	۱۴۶	دیوبندیوں کے ناپاک عقائد
	فہم کا محط یا بیضہ	۱۴۷	کعبہ معظمہ کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۵۲	تھانوی کی خطوصی حکمتیں	۱۴۸	مدینہ عالیہ کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۵۵	مولوی محمود الحسن کی عارفانہ باتیں	۱۴۹	قرآن مجید کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۵۶	رشید محمد قاسم کی روحانی تعلیم	۱۵۰	اہل بیت اطہار کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۵۷	دیوبندیہ عورتوں کے لئے مخصوص زیورات	۱۵۱	حضور خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی سخت توہین
۲۵۸	دیوبندی علماء کی اپنے پیروں سے اعتقادی بغاوت	۱۵۲	حضور امام حسین علیہ السلام پر یزیدانہ حملہ
۲۶۰	مسئلہ علم غیب و استمداد از ابیاد و اولیاد	۱۵۳	امہات المؤمنین کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۶۱	میلا و تشریف و صلوٰۃ و سلام	۱۵۴	مدینہ عالیہ میں صحابہ کرام و اہل بیت کی قبریں اکھاڑی گئیں
۲۶۳	عرس و نذر فاتحہ	۱۵۵	تو دیوبندیوں نے گھی کے چراغ بجائے
۲۶۹	حاجی انداد اللہ صاحب کی بے ادبی	۱۵۶	ایمان کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۷۵	باب ششم	۱۵۷	اسلام کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۷۸	دیوبندی فقہ کے مسائل	۱۵۸	بہشت کے متعلق دیوبندی عقائد
۲۷۹	دیوبندیوں کی بے عقلی	۱۵۹	دیوبندی حویں
۲۸۳	دیوبندی مولوی سماع بامزامیر کرتے گیت گاتے	۱۶۰	باب پنجم (تصوف دیوبند)
۲۸۵	تالیاں بجاتے حال کھیلتے ہیں قوالی کی محفل	۱۶۱	تصوف کا پہلا شعبہ تہذیب اخلاق
۲۹۵	قیام تعظیمی	۱۶۲	دیوبندی تہذیب کے چند نمونے
	سجدہ تعظیمی	۱۶۳	ملفوظات بزرگان دیوبند
۲۹۸	باب ہفتم	۱۶۴	تھانوی کا اقرار کہ میرے تمام مرید احمق ہیں
۲۹۹	خلافت و اکاذیب دیوبندیہ ۲۰ فریب کاری	۱۶۵	تھانوی کا اقرار کہ میں بے وقوف ہوں
		۱۶۶	زمانہ تحریک ختم نبوت کے دو واقعے مسئلہ حاضر و ناظر
		۱۶۷	آیت قل انما اناب بشر مثلكہ کا صحیح مفہوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۱	الثورة الهندية یعنی رسالہ غدیریہ کا ترجمہ	۳۹۴	چند سیاسی فتوے و بد تہذیبی و بد زبانی و مہکلامی
۳۹۰	مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی شہید اور دوسرے	۳۹۵	ی مولویوں کے علم و بزرگی کا طول و عرض
۳۹۱	سرفروش	۳۹۶	مولوی غلام غوث ہزاروی، محمد علی جالندھری اور
۳۹۲	مجاہدین و شہداء رسی قائدین۔	۳۹۷	ضیاء القاسمی کے حدود اربعہ و طول و عرض
۳۹۳	حضرت مولانا مفتی صدق الدین دہلوی	۳۹۸	باب ہشتم
۳۹۵	حضرت مولانا رضا علی خاں جد امجد اعلیٰ حضرت بریلوی	۳۹۹	ذبان کے مزے۔
۳۹۸	رئیس العلماء مولانا مفتی عفات اللہ کاکوروی	۴۰۰	باب نہم
۳۹۹	صاحب علم الصیف	۴۰۱	انگریزوں سے گنہ جوڑ
۴۰۰	اعلیٰ حضرت بریلوی کے جد امجد اور مولانا مفتی علی خاں نے	۴۰۲	لارڈ لٹن کے غلام مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم
۴۰۱	مجاہدین کا ساتھ دیا۔	۴۰۳	نانوتوی نے ۱۸۵۷ء جنگ آزادی میں انگریزوں کی مدد
۴۰۲	مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی	۴۰۴	کرتے ہوئے مجاہدین آزادی سے جنگ لڑی
۴۰۴	مجاہد عظم مفتی رسول بخش کاکوروی شہید	۴۰۵	لارڈ چیمفورڈ و ریڈنگ کے زمانہ میں تھانوی کو چھ سو
۴۰۵	مولانا وصال الدین شہید مراد آبادی	۴۰۶	روپیہ انگریز دیتے تھے۔
۴۰۶	مولانا معین الدین اجمیری	۴۰۷	دیوبندیوں کی جمعیت العلماء اسلام لارڈ ویل کے روپیہ
۴۰۷	محمد علی شوکت علی	۴۰۸	سے بنی
۴۰۸	امام اہلسنت مجدد الملت شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ	۴۰۹	مودودی انگریز کا ایجنٹ ہے۔
۴۰۹	مطالعہ پاکستان میں مثنیٰ بریلوی علما کی صلاح	۴۱۰	اکابر علمائے بریلی کی انگریزوں سے ٹکر
۴۱۰	دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی	۴۱۱	وہابیوں نے انقلاب ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی مدد کی
۴۱۱	ہندو مذہب و دیوبندی مذہب کا موازنہ	۴۱۲	اور بہادر شاہ ظفر کو بدعتی کہہ کر مسلمانوں سے غداری کی۔
۴۱۲	باب دہم	۴۱۳	تحریک آزادی ہند ۱۸۵۷ء کے بانی اکابرین علماء بریلوی
۴۱۳	دیوبندیوں کی پیروی	۴۱۴	ہی تھے۔
۴۱۴	دیوبندی مولوی حاضر ناظر	۴۱۵	امام علمائے ہند مولانا فضل حق شہید خیر آبادی
۴۱۵	مسجد سجدہ تعلیمی		
۴۱۶	بدعات دیوبندیہ		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۰۹	باب چار دہم	۴۷۶	باب بیازدہم
۵۱۰	دیوبندیت ورافضیت کا اتحاد	۴۷۷	دیوبندی مولویوں کے دعوے
۵۱۲	رسالہ چراغِ سنت کی دھوکہ منڈی کا دیوالہ	۴۷۸	دیوبندیوں کو دل کے غیب کا علم ہے۔
۵۱۴	دیوبندی کی سینہ کو بی	۴۷۹	تھانوی اقرار حصول نبوت
۵۱۶	باب پانزدہم	۴۸۰	دیوبندیوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ
۵۱۷	تمام عالم اسلام پر دیوبندیوں کی کفر بازی	۴۸۱	دیوبندیوں کا درود اللہم صل علی سیدنا و مولانا اشرف علی
۵۱۸	تحریک ختم نبوت	۴۸۲	مولوی احمد علی لاہوری و غلام خان کی شہادت کہ کلمہ پڑھنے
۵۱۹	نعرہ رسالت کے چشم دید برکات	۴۸۳	والے کو کچھ گناہ نہیں۔
۵۲۰	باب شانزدہم	۴۸۴	باب دوازدہم
۵۲۱	خود دیوبندیوں کے کفریات	۴۸۵	دیوبندی اپنے کو جمہور مسلمانوں سے الگ فرقہ تصور
۵۲۲	دیوبندیوں کی کفریہ عبارات کے متعلق دیوبندی فریادیں	۴۸۶	کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد و خیر محمد جالندھری کا فتویٰ کہ
۵۲۳	کے جوابات دیوبندی عبارات سے	۴۸۷	یا رسول اللہ پڑھنے والے کا فریاد اس لئے ان سے
۵۲۴	دیوبندی کفریات کے متعلق علمائے عرب کا بیان	۴۸۸	دیوبندیہ عورتوں کا نکاح جائز نہیں۔
۵۲۵	علمائے ہندوستان کے ارشادات	۴۸۹	دیوبندیہ کا کلمہ دیوبندیوں کا درود
۵۲۶	تمام اولیاء اللہ کے ارشادات	۴۹۰	باب سیزدہم
۵۲۷	علامہ اقبال کی نظریں دیوبندیت	۴۹۱	دیوبندیت و مرزائیت کا نظریاتی اتح
۵۲۸	باب	۴۹۲	مسئلہ حاضر و ناظر اور دیوبندی اقرار
۵۲۹	شعر و سخن	۴۹۳	
۵۳۰		۴۹۴	
۵۳۱		۴۹۵	
۵۳۲		۴۹۶	
۵۳۳		۴۹۷	

پیش لفظ

مولانا غلام مہر علی، ایک تبصرہ، ایک تذکرہ

میانہ قدر، گھٹا ہوا دوسرا جسم، گندی رنگت، تھکے نقوش، سادہ لباس، سفید اور متواتر دائرہ ہی، رفتار میں لٹکے گفتار میں کھٹک، تحریر میں شوخی، تقریر میں گھن گھن۔ یہ ہیں حضرت مولانا غلام مہر علی۔ اس میر ہیں، مدلل، ناقابل تردید صحیفہ اور نہایت ہی محقق کتاب دیوبندی مذہب، کے مصنف غلام۔ اہل سنت کے شہرہ آفاق خطیب۔ عربی کے رواں قلم ادیب اور اردو میں عقائد حق کے بیباک نقیب نامور مدرس اور معروف جہاں مناظر۔ آپ مؤرخہ اشوال ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۰ جون ۱۹۲۴ء بروز اتوار ضلع بہاولنگر کے معروف گاؤں محلوپوٹ لایکا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا بیان محمد رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سادہ لیکن علوم عقلیہ اور نقلیہ کے متبحر اور مستحضر علم عالم دین تھے۔ انہوں نے خاصی لمبی عمر پائی اور حال ہی میں ان کا وصال ہوا ہے۔ مولانا غلام مہر علی ہندوستان کے اس جبری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، جس کی جنگجوئی، معرکہ آزمائی اور شمشیر زنی کے قصے دریلے۔ تیج کے کنارے پھیلے ہوئے پنجاب میں زربان زرد عوام و ناس ہیں وہ میں اکبر اعظم کے مشہور باغی نہ دلا بھیٹی، اسی نسبت سے مولانا بھی انتہائی دلیر اور بے باک واقع ہوئے ہیں، مناظروں کی ہنگامہ خیزیاں کسے معلوم نہیں ہیں۔ مخالف فریق کا ہتھکنڈہ، دباؤ، خوف و ہراس اور افواہ سازی بھی ہوتا ہے لیکن مولانا کسی خوف اور دباؤ کے تصور ہی سے واقف نہیں ہیں۔ ان کی کھڑکی میں خوف تو ہے ہی نہیں ہاں بھلیاں بھری ہوئی ہیں۔ دلائل، شواہد اور معقول و منقول کے ذریعے بھی اگر مخالف فریق لا تسلم یعنی کی گردان کرے تو یہ اللہ کا شیر اپنی ضداد قوت بازو کو بھی حرکت میں لا سکتا ہے۔ میں مولانا کو عرصہ پچیس ۲۵ سال سے جانتا ہوں۔ اپنی طالب علمی کے دوران اگر مجھے کسی مقرر نے اس شعبے میں متاثر کیا ہے تو وہ چند حضرات ہیں، ان میں مولانا غلام مہر علی بھی شامل ہیں۔

تعلیم و تربیت

جیسا کہ عرض کیا مولانا کے والد انتہائی مضبوط اور مستند فاضل تھے۔ انہوں نے اپنے اس محنت جگر کو قرآن پاک حفظ و ناظرہ کے بعد ابتدائی فارسی، صرف و نحو اور قدوری

قافیہ کے علاوہ ابتدائی رسائل منطق بھی پڑھائے۔ خاندانی ورثہ عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم رنگ لایا کہ اپنی عمر کے عین پندرہویں سال والد ماجد مولانا جان محمد مرحوم کے ہمراہ مدینہ طیبہ اور حج بیت اللہ سے سفر فرما گئے اسی سفر مبارک کے دوران شرح مائتہ عامل اور منیۃ المصلیٰ بھی والد محترم سے پڑھیں۔ ان دنوں مشہور قصبہ منجن آباد، جو کانگریسی فکر متحدہ قومیت کے حامل اور مولانا حسین احمد مدنی کے ہم خیال دیوبندی علماء کی تگ و تازہ کا حدف تھا۔ بہاولپور میں اگرچہ مولانا خلیل احمد انبیٹوی کا عاشق رسول شارح اسرار محبت حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری سے تاریخی شکست کھائے تھے اور پیکر سوز محبت حضرت خواجہ غلام فرید انبیٹوی صاحب کی شکست کا اعلان فرما چکے تھے لیکن پھر بھی ان کے اعتقادی سائے ریاست بہاولپور کے دور و دواز علاقوں میں پیلے تھے۔ اسی وجہ سے منجن آباد بھی ان لوگوں کا مرکز بن چکا تھا لیکن حضرت العارفین، تاج المحققین مولانا علامہ بریلوی شاہ

صاحب گویا وی کے ایک عقیدت مند اور مستند عالم دین مولانا غلام مصطفیٰ انجمنی تشریف فرما تھے۔ دیوبندیوں کے مدرسہ سے مستثنی ہو چکے تھے۔ مولانا نے ان سے کچھ کتابیں پڑھیں اور اس کے بعد ۱۳۷۱ھ میں منجن آباد سے بہاول نگر کے مدرسہ مفتاح العلوم میں داخل ہوئے۔ ایک سال تک اس مدرسہ کے شیخ الحدیث استاذ الکمل، امام المناطقة والفقہ شاریح اسرار وحدت الوجود حضرت مولانا فتح محمد بن چشتی نظامی سے پڑھنا شروع کیا۔ اس طرح مولانا غلام مہر علی ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں، جنہیں استاذ العلماء مولانا فتح محمد کی نسبت شاگردی حاصل ہے۔ مولانا فتح محمد کا شمار ان اجلہ فضلاء میں ہوتا ہے جن کو بلا کھٹک قرن اول کی نشانی اور علوم رازی کا صحیح وارث کہا جاسکتا ہے۔ ان کے تلامذہ میں مولانا غلام مہر علی کے علاوہ اہل مفت کے سب سے بڑے فقیہہ حضرت مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری بھی ہیں۔

حیف صد حیف کہ اتنے بڑے حبیب استاذ، معقول و منقول کے مقتدر امام، تصوف و طریقت میں قشیری اور ابن عربی کے منظر کامل پر تا حال کوئی سانچی کتاب منظر عام پر نہیں آسکی یا کم از کم میری نظر سے نہیں گزری۔ ان کے زیر سایہ مولانا غلام مہر علی نے مولانا محمد اکمل سے کچھ فنی کتابیں پڑھیں۔ اور خود حضرت مولانا فتح محمد سے بھی خاصا استفادہ کیا۔ ایک سال کے بعد طلب علم کے لئے لاہور پہنچے۔ اچھرہ کا مشہور عالم دینی ادارہ مدرسہ فتحیہ ان دنوں جوہن پر تھا۔ اور استاذ کامل شیخ المعقول والمنقول مولانا مہر محمد صاحب علم کے موتی لٹا رہے تھے۔ مولانا غلام مہر علی بھی اسی دریا میں غواہی کرنے لگے خود ان کے قول کے مطابق قاستکملت فیہا اکثر الفنون والکتب من شرح القاضی المبارک و حمد اللہ والتوضیع و اقلیدس والخیالی والامور العامة و جمیع کتب الادب العربی و تفسیر جلالین و مشکوٰۃ الشریف علی امام المعقول الاستاذ الشہیر فی لافاق الحافظ المملک مہر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یعنی میں نے اکثر فنون اور کتابیں مثلاً شرح قاضی مبارک، حمد اللہ، توضیح کوہی، اقلیدس، خیالی، امور عامہ اور تمام ادب عربی اور تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ مولانا مہر محمد سے مکمل کیں۔ اس طرح دورہ حدیث سیدنا مفسرین سند الحدیثین حضرت علامہ مولانا سید ابوالبرکات قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ مولانا غلام مہر علی اس لحاظ سے انتہائی خوش نصیب ہیں کہ وہ استاذ الاساتذہ شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوڑی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے صرف ایک ایک واسطے سے نسبت شاگردی رکھتے ہیں۔

تدریس و خطابت مولانا حزب الاحناف سے فراغت کے بعد سب سے پہلے ضلع فیصل آباد کے مشہور قصبہ بیرعل میں خطیب و مدرس مقرر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی سید العارفین امام العشاق مصطفیٰ فتاویٰ الرسول نائب اعلیٰ حضرت میرے مرشد کامل امام اہلسنت اقلیٰ نعمت سیدی و مرشدی مولانا ابوالفضل محمد بدیع الرحمن صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد تشریف نہیں لائے تھے۔ پورے علاقے میں اہانت رسول کی گھٹاؤں پر لاث چھائی مہوئی تھی۔ کوئی بھی شخص نعرہ رسالت بلند کرنے کی جرأت نہ

کرتا تھا۔ عوام تو سبھی صحیح العقیدہ تھے لیکن خارجی فکر و نظر مسند خطابت و تدریس پر مسلط تھا۔ حضرت مولانا ایسے تھے جو اہل حق میں بارانِ رحمت کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے۔ جو اہل مطلق نے تدریس اور خطابت میں حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ معقول و منقول پر مکمل نگاہ، فقہ و حدیث سے کامل آگاہی، تفسیر میں ژرف نگاہی، نحو و اصول پر مکمل عبور کے علاوہ زبان میں بلا کی مٹھاس، سیرت اور سوانح کے گہرے مطالعہ کے سبب تقریر اس قدر پُر تاثیر کہ پورے علاقے میں ڈنکے پٹ گئے۔ اہلسنت کے چمن میں بہار آگئی۔ جعلی تقدس اور پھوپھو کے علمی رعب و داب کے غبار اہل سے ہوا اٹل گئی۔ مولانا گرجنے سے زیادہ برستے گئے۔ ابھی ایک ہی سال ہوا تھا کہ آپ کے والد ماجد پھر عازمِ حرمین ہوئے۔ اس لیے مجبوراً وطنِ مالوف کو مراجعت ہوئی۔ اسی اثنا میں بلند خیر چشتیاں شریف کے اہل سنت کو حجب اس ابھرتے ہوئے نوجوان کی علمی اور تقریری صلاحیتوں کا علم ہوا تو انہوں نے قیام کے لیے مجبور کیا۔ وہ دن اور آج کا دن مولانا اور چشتیاں شریف لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے۔ قریباً پون صدی سے چشتیاں شریف سے نکل کر یہ کتاب ان کونوں کھدکوں میں بھی اپنی روشنی پھیلانے لگا۔ جہاں تعصب کے دبیز پردوں میں شب بیدار کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ آپ کی تقریر گھن گرج، زبردوم، فصاحت و بلاغت، متانت و ظرافت کا کامل مرقع ہوتی ہے۔ دلائل کی بینار، پاٹ دار لہجہ، مترنم آواز، تلاوت قرآن کا انوکھا انداز، طنز اور مزاح کا دلکش سماں ہزاروں انسانوں کو مسحور کئے پوری پوری رات بیگانہ دین و آں کئے رکھتا ہے۔ غرض کہ آپ کی خطابت نے معرکتہ الارامناظروں کو جنم دیا۔ آپ فاتح بن کر ابھرے۔ اور غنیم ہزاروں پاڑے لینے اور لاکھوں داڑی کھینے کے باوجود حضور مہر عالم سید العارفین میر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس چیتے مرید اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے فدائی کو زیر نہ کر سکا۔ اس مرد تنہا نے لشکرِ اعداء میں ایسی بھگدڑ مچائی کہ دیوبند سے لے کر نجد تک پوری کائنات خارجیت دہل کر رہ گئی۔

تصوف و طریقت

جیسا کہ نام سے واضح ہے وہ غلام، مہر علی ہیں۔ آپ کے والد ماجد کے

ہاں اولاد ہوتی اور فوت ہو جاتی مگر آخر انہوں نے نذر عاقبت کہ اب جو فرزند ہوگا اس کا نام اپنے مرشد کامل سیدنا میر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ سے منسوب رکھوں گا اور عالم بھی بناؤں گا۔ چنانچہ مولانا جون ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا یہ نام رکھا گیا۔ اس طرح طریقت گویا ان کی گھٹی میں ڈالی گئی۔ جب مولانا نے ہوش سنبھالا تو اس وقت حضرت قیام گوڑوی کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت گوڑوی کے لکھت جگر پیر سید غلام محی الدین گوڑوی کا دور شباب تھا۔ وہ اپنے والد کی کیف و مستی، عشق و محبت، حُب رسالت سوز و گداز کے صحیح وارث تھے۔ مولانا نے انہیں سے بیعت کی۔ حضرت یادِ حجبی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات نے مولانا کو سوزِ رومی سے آشنا کیا۔ علمِ ظاہری تو وافر تھا ہی۔ آپ نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی فتوحاتِ مکیہ اور قصوص الحکم کے اسرار و رموز تک رسائی حاصل کی۔ گزشتہ سطور میں عرض کیا گیا ہے کہ مولانا کو حضرت الاستاذ العالم مولانا فتح محمد بہاؤنگر کا شرف تلمذ حاصل ہے۔ وہ بھی اپنے دور کے بڑے بڑے علماء و شائخین میں سے تھے۔

موضوع تھا۔ اسی بنا پر یہ ہر ہمارے تلمیذ بھی فیض استاد اور نگاہ مرشد سے اسی عقیدہ حقیقہ کا مبلغ اعظم بن گیا۔ مولانا اسی مسئلہ میں اتنے پختہ بلکہ غالی ہو چکے ہیں کہ وہ نظریہ وحدت الشہود کو نقد و نظر کے حراز میں تولتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت شیخ محی الدین راہی عربی کے بعد صرف تین بزرگ اس قابل ہیں جن کی بارگاہوں میں ان کے جذبات عقیدت چل چل کر سلام عرض کرتے ہیں۔ وہ شیخ المحققین برکت الرسول فی دیار الہند سیدنا شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی، سید العارفین مہر عالم سیدنا پیر سید مہر علی شاہ گویاوی اور شیخ الاسلام والمسلمین مجدد ملت اسلامیہ شیخ العرب والعجم عبدالمصطفیٰ حضرت الامام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ مولانا اپنی تقریروں میں حقیقت محمدیہ اور نظریہ توحید اکابر کی مستند تصانیف اور امام المسند سیدنا رضا بریلوی کی نثری اور شعری دلائل اور شیخ گویاوی رحمۃ اللہ علیہم کے ارشادات کی روشنی میں بڑے دھڑلے سے بیان کرتے ہیں۔ مثنوی مولانا روم سے اس موضوع پر بیسیوں اشعار پڑھتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ مولانا کو اس نظریہ سے اختلاف کرنے والے اکابر علم و فضل پر جرح و تمقید کرتے سنا۔ جب سے نصوص احکم اردو میں چھپی ہے، مولانا اس کی اشاعت کے مبلغ بن گئے ہیں۔

سیاست

تمام سنی علماء کی طرح مولانا بھی جمعیت علماء پاکستان کے سرگرم حامی بلکہ ان چند افراد میں سے ہیں جنہیں اسی تنظیم کا اساسی رکن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ جمعیت کی تمام سیاسی پالیسیوں کے مؤید ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں جمعیت کے ٹکٹ پر حلقہ چشتیاں سے قومی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا لیکن پیپلز پارٹی کے سیلاب کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔ آپ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد دہلوی کے پر جوش اور سرگرم فداکاروں میں سے ہیں۔ انہیں عصر حاضر میں اہلسنت کا نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ صلح بہاول نگر میں جمعیت کے مضبوط ستون ہیں۔ جمعیت کی سب پالیسیوں کی پر جوش حمایت کے باوجود ماضی قریب میں جمعیت کے متحدہ جمہوری محاذ (U - D - F)، اور پاکستان قومی اتحاد (P - N - A) میں شمولیت اور قابل اعتراض لوگوں سے سیاسی اشتراک کو پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن جمعیت کی پالیسی سے ہر موافقہ رکھا۔ وہ پاکستان میں مکمل نظام مصطفیٰ کے عملی تقاضا پر زور دیتے ہیں۔ ہر چند کہ سیاست ان کا طبعی اور فطری موضوع نہیں لیکن وہ اس بیت خانے میں اذان اسلام دینا چاہا دیکھتے ہیں۔

قلم و قسطاس

مولانا تمام علماء حق کی طرح دین کا دفاع صرف زبان سے نہیں، قلم سے بھی کرتے ہیں۔ عقائد کے باب میں ان کی نظر انتہائی گہری ہے۔ مطالبہ جمہوریت وسیع، استدلال اور استنباط کی قوت بڑی دافر ہے۔ بنا بریں ان کے جذبات نوک خامہ سے سینہ قسطاس پر پھلتے رہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے قلم میں میر و مرزا کا انزل، داغ اور غالب کا انداز تحریر، ابوالکلام کی شستگی اور رشید صدیقی کی کاٹ نہیں۔ الفاظ سادہ، عبارت من بھائی، عوامی ذہن پر دھک دیتی ہے۔ دلائل کا لاؤ لنگر، شواہد کا انبار اور نقد و جرح کے قافلے ان کی قلمی عظمت کے نشانات ہیں۔ عربی میں بھی بڑی مہارت رہتی ہے۔ قائد تحریک آزادی

حضرت امام فضل حق شیر آبادی کی مآثرہ روزگار تصنیف "الثورة الهندية" کی عربی شرح "البيان اقية المہریر" کے نام سے تحریر فرمائی۔ اس کے حاشیے میں المستفت کے موجودہ علماء کا تعارف لکھا۔ یہی زیر نظر کتاب مدنیو بندی مذہب پر وفیہ الیاس برنی کی مشہور آفاق کتاب "تأویانی مذہب" کی طرز پر لکھی گئی۔ دیوبندی طبقہ خیال کے پورے لٹریچر کو چھان ڈالا۔ بین السطور کو جھانکنا حاشیوں کو ٹٹولا۔ تشریح کو پرکھا۔ جتنی بھی اعتقادی ایمانی، اخلاقی اور عملی کمزوریاں نظر پڑیں۔ جمع فرما کر عام آدمی کو بھی دیوبند کے پھاٹک میں داخل کر دیا۔ سینکڑوں حوالے ناقابل تردید دلائل اور اٹل شواہد اس طرح پیش فرمائے کہ لگھوہ تا نوہ، تھانہ بھون اور دیوبند کے علمی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ زبان و بیان، قلم و قرطاس کے بڑے بڑے طرہ دار مدعیان آج تک اس پیکر سادہ کا جواب لانے سے قاصر ہیں۔ مولانا وہ قابل فخر مصنف ہیں، جنہوں نے اعداء کے دلائل کو اتار ڈالا، دعویٰ کو جھٹھا ڈالا اور جھوٹے تقدس کی رداؤں کو پھاڑا ہے۔ حضرت مولانا محمد انوار الاسلام قادری دھوی مالک مکتبہ حامد یہ میرے پیر بھائی حضور سیدی و مرشدی محبت اعظم پاکستان مولانا شاہ محمد سردار احمد خٹکی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور شاگرد ہیں۔ حضرت نے جو جذبہ دین اپنے والدین کا دامن میں بھرا اسی کا اظہار اس لازوال کتاب کی اشاعت ہے۔ مولانا غلام مہر علی پنجابی میں شعر بھی کہتے ہیں۔ اور بھی کتابیں آپ کی علمی اور قلمی دکار ہیں۔ انگریز مولانا غلام مہر علی اقبال کے اس شعر کا مکمل مرقع ہیں۔

جباری و قہاری و قدوسی و جبر و است
یہ چار عناصر ہوں رہتا ہے مسلمان

برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اس لحاظ سے بڑے خوش نصیب ہیں کہ انہیں دیوبندی فکر کی سیاسی تحریک اسلام کی لازوال دولت، ان قدسی صفات نفوس کے ذریعے ملی جنہیں شرعی اصطلاح میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کے فقر غیور اور تعلق باللہ نے انسانیت کی مردہ رگوں میں صور اسرافیل بھونک دی۔ اور اہتمام کے بجاری انسان خدائے واحد و یکتا کے حضور سر بسجود ہونے لگے۔ شرک کی ہڈیاں، کفر کے خار و غص کی سیگہ توحید کی عطر بیزی اور ایمان کے لار و گل کھلنے لگے۔

بہشتیت بخود حضرت محمد بن قاسمؒ کے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک پورے برصغیر میں اعتقادی اتحاد و مظاہرہ تقریباً صحیح پیمانے پر ہوتا رہا۔ اور محبتوں کے اس چمنستان کو خزاں کا کوئی جھونکا نہ جھوسکا۔ ہاں الیٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے بلکہ کہیں کہیں صرصر کی سرسراہٹ محسوس ہونے لگی تھی۔ اسلامی متا دستان کے شہنشاہوں کی زیر سے دوری، بے علمی، کاہلی اور ناؤ نوشی میں استغراق کے باعث چمڑی کے سفید اور دل کے سیاہ فرنگی نے حصار اسلام میں دراڑیں ڈالنا شروع کیں۔ دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں کے باعث میر جعفر اور میر صادق ایسے عذاران وطن جنم لے چکے تھے۔ فرنگی نے اپنی تجویروں کے نہ کھول کر حلیوں بندوستانوں کی متار ایمان کو پوتا شرح کیا۔ پھر کیا تھا، افراق، انتشار، تشقت کے جھکھڑ چنے لگے۔ محبتوں کا چمن خزاں رسیدہ اور صرصر گزیدہ ہو گیا۔ باہمی اختلاف رائے، مذہبی انتشار کا پیش خمیہ ہو گیا۔ مسلمان اپنی سطوت کھو بیٹھا۔ اعتقادی محاذ میں

ایسا فرقہ پیدا ہوا کہ ملت اسلامیہ فرقہ بندی کی تاریک ادھیچ اندھیری خانہ میں اتر گئی۔ حتیٰ کہ خدائے واحد و یکتا کی ذات ازل وابدی بھی موضوع بحث بن گئی۔ اُنکے کے امکان کذب اور خلف وعدہ وعید پر بحثیں اٹھ کھڑی ہوئیں اور علماء اسلام کا زور قلم اسلام ہی کا نام لینے والوں کے خلاف صرف ہونے لگا۔ انگریزی سازش نے اپنے پروگرام کو جامہ عمل پہنانے اور اپنے مسئلہ اصول ”یٹاؤ اور حکومت کرو“ پر پورا پورا عمل کیا۔ حضرت محمد بن قاسم کے بعد فرقہ کی آمد تک نہ تو خدا کی ذات ہی موضوع سخن تھی اور نہ ہی کوئی دریدہ دہن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ گیتی پناہ میں ہرزہ سرائی کی جسارت کر سکتا تھا۔ بس انگریزی مداخلت نے سب سے پہلے خدا اور رسول کے خلاف یادہ گوئی کی جہات دلائی۔ اور لوگ برطانوی زلزلہ بانی کرتے، خامہ فرسائی فرماتے، کو لہجے مٹاتے اور زلف ہلاتے ہوئے سرورِ درجہاں کی ذات شفاعت مآب پر چھینٹے اڑانے لگے۔ ملت اسلامیہ لخت لخت ہو گئی۔ ردائے امن تار تار کر دی گئی، اتحاد اور امانت رسول کے اڑدھا کوچہ و بازار تو کیا سبزو محراب میں بھنکارنے لگے۔ اب کیا تھا، بیعت کا گھوڑا بگٹ ہو گیا۔ امانت رسول کی پوری ایک تحریک کھڑی ہو گئی۔ نئے نئے عقیدوں اور مذاہب نے جنم لیا۔ تا آنکہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے تقریباً دس سال بعد ضلع سہارنپور کے ایک قصبہ مستی دیوبند میں ۱۸۶۷ء میں ایک عربی مدرسہ کی ذراغ بیل ڈالی گئی۔ جس کی اصل تحریک مولوی ذوالفقار علی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے والد مولوی فضل الرحمان نے کی۔ اس کے سپہ سالار مولانا محمد محمود تھے۔ جن کو اس وقت پندرہ ماہوار ملازم رکھا گیا۔ اور یہ مدرسہ دیوبند کی چھتہ میں شروع ہوا۔

وقت کی رفتار جوں جوں تیز ہوتی گئی، انگریزوں کے اس مفتوحہ ملک میں یہ مدرسہ ترقی کرتا چلا گیا۔ اس سے بعض جزوی اختلافات کے باوجود ہم زبان اور ہم نوا ادارے ندوہ اور علیگڑھ بھی مسلسل بام ترقی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب دیوبند ایک مستقل تحریک، مکتبہ فکر بلکہ مذہبی فرقہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس میں شک نہیں کہ علمی نقطہ نگاہ سے بڑے ذی علم حضرات بھی اس کی کبھ سے پیدا ہوئے، ناموری اور شہرت اس کی بلاتیں لینے لگیں۔ طلباء کا لشکر حجاز، اساتذہ کا ہم سفر، بحث کا ہوشربا مجسم، لائبریری کی وسعتیں، عمارات کا حسن و جمال، سربراہ ملک محلّات کی خیرہ چشمی یقیناً اس قابل ہیں کہ کوئی بھی انصاف پسند مؤرخ اُن سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ یہی ادارہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سیما ب صفت پوتے شیخ المحدثین حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقلیدی مزاج حبیجہ اور شاہ عبدالغنی کے نامور بیٹے مولوی محمد اسماعیل کالکری وارث ہوا۔ پرانے حنفی خیالات سے ہٹ کر محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید اور مولانا محمد اسماعیل کی تقویت الایمان کے بیان کردہ عقائد کا ملاحظہ و نقیب ثابت ہوا۔

اس ادارہ میں نصاب تعلیم تو قدیم نصاب نظامی ہی تھا لیکن جدید سیاسیات اس کے رنگ و پے میں خون کی

طرح مردف کرنے لگیں۔ اس کے کابینہ میں سے مولوی مملوک علی تو سرکار انگلہ تیری کے ملازم ہونے کے باعث کوئی زیادہ سیاسی کردار ادا نہ کر سکے البتہ دوسرے حضرات مثلاً مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حمید الدین ہندوستانی سیاسیات میں خاصے سرگرم رہے۔ دیوبند چونکہ جناب سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کا مذہبی ترجمان بھی تھا۔ اس لئے اس کے فرزندوں اور ان کے متعلقین نے اپنی شرعی اور روحانی تعبیرات کو دیوبندی مسلک سے تعبیر کیا۔ دیوبندیوں میں دھڑلے کے مؤثر ترجمانوں شیخ محمد اکرام، مولانا غلام رسول مہر، چراغ حسن حسرت اور شورش کاشمیری وغیرہ نے ان حضرات کے علم و فضل زہد و اتقا، خلوص و ولایت، تہور و جرات، بے خوفی و بے باکی کو افغانوی حد تک قصیدہ خوانی کے باوجود انکی خشک مزاجی، طبعی سنگی، محدود سوچ، ابرہہ گفتاری چندہ طلبی کی انتہا اور جاہ پسندی تک کو بڑی فراخ دلی سے تسلیم کیا ہے۔ بلکہ شیخ اکرام رسی اپنی پی، نے سید احمد بریلوی اور مولانا محمد اسماعیل کے جانشینوں کی اسی تلخی اور ترشی کو دہائیت قرار دیا ہے۔ غیر مقلدیت کے حوالہ کو انہی حضرات کا اختلاف طبعیت فرمایا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب موج کوثر میں جو فکری لالہ و گل کھلائے ہیں انہیں دیوبندی فکر کو اہل حدیث قرار دیتے ہیں چنانچہ انہوں نے تنقید کی سان پر بچا ہے اہل حدیث کو کہ جبکہ حقیقت میں تلخی کے عناصر دیوبندیوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ ان کی رائے سے شدید اختلاف کے باوجود صرف ان کی ذہنی تاہموازی، حقائق سے گریز پائی، دلائل سے تہی دامنہ اور حقیقت کے خلاف کھلی جنگ کا ایک ہلکا سا مظاہرہ ملاحظہ فرمائیے۔

بریلوی پارٹی | سر سید نے جس اصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کی نظری صحت میں کلام نہیں۔ لیکن اہل حدیث نے ”فروعات“ میں قوم کی دیرینہ روایات کا جس طرح احترام نہیں کیا اور اس معاملے میں قوم کے سب سے بڑے عالم، امام الہند شاہ ولی اللہ کے طریق کار کو ترک کر دیا ہے اس سے دو قابل ذکر نتیجے نکلے ہیں جو دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور دونوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو دہائی اہل الرائے پسند کرتے ہوں پہلا نتیجہ اصلاحی تحریک کے خلاف زبردست رد عمل اور بریلوی پارٹی کا آغانہ ہے۔ صوبجات متحدہ کی جس بستی — درائے بریلی، میں مولانا سید احمد بریلوی پر وہ عدم سے ظہور میں آئے تھے اس کی ایک ہم نام بستی بانس بریلی میں ۱۹۲۲ء میں ایک عالم پیدا ہوئے مولوی احمد رضا خاں تام۔ انہوں نے کوئی پچاس کے قریب کتابیں مختلف نزاعی اور علمی مباحث پر لکھیں۔ اور نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔ وہ تمام رسوم فاتحہ خوانی، چہلم، پرہسی، گیارہویں، عرس، تصویر شیخ، قیام میلاد، استمداد از اہل اللہ مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ اللہ، اور گیارہویں کی نیار وغیرہ کے قائل ہیں۔ ان کے اختلاف صرف وہمیوں سے نہیں بلکہ دیوبندیوں کو بھی غیر مقلد اور دہائی کہتے ہیں۔ اور بعض بریلوی تو شاہ اسماعیل شہید جیسی ہستیوں کو بھی کافر کہنے یا کم از کم ان کی تصانیف اور ان کے ارشادات

پر سخت اعتراضات اور اظہارِ نفرت کرنے میں نامل نہیں کرتے۔۔۔
 دیکھا آپ نے شیخ محمد اکرام صاحب کی دُر فطنی کو کردہ دین کے اجالے میں تاریخ کے رخِ زیبا پر بڑی دیر دی
 سے سیاہی مل رہے ہیں۔ اور اہل عشق کے میر قافلہ دارِ اہل علم رسالتِ اعظم حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا
 خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے کس بے خبری سے فرماتے ہیں کہ "۱۲۷۲ھ میں ایک عالم پیدا ہوئے۔
 مولوی احمد رضا خاں نام" نیز شاہ ولی اللہ کے طریق کار کو ترک کرنے کے جو نتائج شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ ان میں
 بقول ان کے ایک "بریلوی پارٹی"، اور دوسرے "اہل القرآن"، کا وجود ہے۔ دیکھئے شیخ صاحب نے اپنی کتاب کا نام
 تو مروج کتب رکھا لیکن قلم میں لہر گنگا کی ہے۔

مع۔ آپ ہی بتلائیں ہم بتلائیں کب

وہ دیوبندی اور اہل حدیث حضرات کی بے جا د کالت میں قلمی متانت کو بھی خارجِ البیت قرار دیکر منکر ہیں
 حدیث نام نہاد اہل قرآن کے حائفہ قلیا کے دوش بدوش ملک کے اکثریتی عقیدہ سوادِ اعظم اہل سنت کو کھڑا کرنا چاہتے
 ہیں۔ ان کی اس فکر کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے میں انہی کے قبیلہ کے ایک شاعرِ حکیم مومن خان موسیٰ کا یہ شعر غنڈہ
 کر رہا ہوں۔

مومن نہ توڑ رشتہ زرتار بہر ہمس!! مت کردہ بات جس سے کوئی دل شکستہ ہو
 لیکن شیخ صاحب نے انتہائی دلا زار اور امن سوز اندازِ تحریر اختیار کر کے جہاں متانت اور شرافت کا سر عام خون
 کیا ہے، وہاں اپنے اکابرین کی روایتی تنگ ظرفی کا بھی بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ کتنی بڑی جرات ہے کہ وہ اہل سنت
 کو بریلوی پارٹی، ولہبیوں کی تنگ دلی کا نتیجہ، اہل قرآن کا ہم مرتبہ اور اعظم حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو صرف
 فردی اور نزاعی مسائل پر پچاس کے عدد پر محصور فرما رہے ہیں۔ شیخ صاحب اس وقت اگر دنیا میں ہوتے تو ان کے
 قلم کی جولانیوں کو روک کر ان کے کان میں حضرت مصطفیٰ خاں شیفۃ کا یہ مقطع اندیل دیتا
 شیفۃ کیسے ہی معنی ہوں مگر نام مقبول اگر اسلوبِ عبارت میں متانت کم ہو

لیکن شیخ صاحب کے ذہنی و فکر میں اسی مدرسہ دیوبند کا مسکہ رواں ہے، جس کا تذکرہ قریب ہی کی گزشتہ
 سطور میں گزرا ہے۔ ہندوستان کی بد قسمتی ہی یہی جائے گی کہ اس مدرسہ کے بلند بالا ایوانوں میں سے جو بھی نکلا
 وہ ذہنی طور پر پریشان خیالی۔ تضادات کا لالہ فکر، اصول شکنی کی تکلیف دہ روایات اور اپنی موروثی تنگ دلی
 کا بارگراں لے کر نکلا۔ نتیجتاً ہندوستان میں سر پھٹول ہما بھی، جنگ و جدل اور نزاع و اضطراب نے فرنگی حیر و
 استبداد کی زنجیریں کاٹنے کی بجائے اس کے خونیں پنجوں کو مزید گہرا کر دیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ برطانوی استعمار کو
 انہی علمبردارانِ شریعت، دارشانِ منبر و محراب کی طرف سے سیاسی اکب و دانہ ملنے لگا۔ جس کے بے شمار شواہد ملی

کتاب دیوبندی مذہب، میں فاضل مصنف علامہ غلام مہر علی صاحب کے نوکِ خامہ سے بکھرے پڑے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ دیوبندی طبقہ خیال کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی سے لے کر مولانا حسین احمد مدنی تک تمام اکابر و علماء دیوبند انگریزی حکمتِ عملی کے شرعی پرچارک تھے۔ اور انگریز ستنگر بھی اس مذہبی کم سیاسی زیادہ تحریک کا قدردان تھا۔ خدا اکبر کرے مولانا عبدالحکیم ثمری کا لکھنا ہوں نے ایک نایاب کتاب مخزن احمدی جو دیوبندی سیاسی تحریک کے مؤسس اقل جناب سید احمد بریلوی کے ایک بھانجے کی تصنیف ہے، مجھے عطا فرما کر ممنون فرمایا ہے۔ اس سے پہلے جب جناب جعفر تھانیسری اور مرزا حیرت دہلوی کے حوالے دیئے جاتے تھے تو یہ حضرات ان کے غیر ثقہ، ناقابل اعتماد اور لپست معیار تحقیق کو بہانہ بنا کر معتزین کو پختی دے کر نکل جاتے تھے۔ لیکن سید احمد بریلوی کے بھانجے سید محمد علی کی ۱۱۹ صفحات کی اس نادر کتاب میں گھر کے بھیدی نے جو لٹکا ڈھائی ہے۔ اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ وہ لکھتے ہیں۔

مذکرہ انگریزی بہ اسے سوار مع چند محافظا پر از طعام متصل کشتی رسید و پرسید کہ پادری صاحب کجا است؟ حضرت از کشتی جواب دادند کہ ایں جا موجودم تشریف بیارند فی الفور از اسب فرو در آمدہ و گلاہ خود بدست خود بچناں بکشتی رسید و بعد از پرسش حال یکدگر بعض رسانید کہ از سہ روز خبر داران، اجار قافلہ تشریف بہرہا ہی حضرت موجود بود امروز خبر آوردند کہ اغلب کہ حضرت مع قافلہ امروز بجازات مکان شما فروکش خواہند بگردانیں نوید فرحت جاوید برائے ترتیب ما حضری تا غروب آفتاب مشغول بودم۔ چوں طیار گردید بخدمت حاضر آوردم حضرت ملازمان را مامور ساختند تا آن اطعمہ را از ظروف و ادانی ایشان بر آوردہ بطرف خویش بگیرند ماسورین حسب الامر بجا آوردہ در قافلہ تقسیم ساختند و مقدار دو ساعت نجومی آن انگریز بحضور ماندہ و رخصت خواستہ روانہ گردید۔

ترجمہ :- انگریز گھوڑے پر چند برتن جو طعام سے بھرے ہوئے تھے، لے کر کشتی کے قریب پہنچا۔ اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ حضرت نے رسید احمد، کشتی سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ تشریف لائیں۔ وہ فوراً گھوڑے سے اترا، ٹوپی ہاتھ لی اور اسی طرح کشتی میں پہنچا۔ حال احوال پوچھنے کے بعد عرض کیا تین دن سے میرے خبر رساں ذریعوں نے آپ کے قافلے کی خبر دی۔ آج پتا چلا کہ غالباً آپ میرے مکان کے قریب اتریں گے۔ یہ خوشی کی خبر سن کر غروب آفتاب تک کھانا پکوانے میں مشغول رہا۔ جب نیا ہو گیا۔ خدمت میں لے آیا۔ خادموں کو حکم دیں وہ کھانا اپنے برتنوں میں

انڈیل لیں۔ حکم کے مطابق کھانا قافلے میں تقسیم کیا گیا۔ کچھ دیر وہ انگریز آپ رسید احمد، کی خدمت میں حاضر رہا۔ پھر اجازت چاہی۔

دیوبند اور طریقت | سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ دیوبند جناب سید احمد بریلوی مولانا محمد اسماعیل دہلوی کے فکر و نظر کا ترجمان ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں حضرات محمد بن عبد الوہاب نجدی کا ہندوستانی ایڈیشن تھے۔ اس لحاظ سے وہابی فکر و نظر کا سچا اور سچا ترجمان بھی قصر دیوبندی نظر آتا ہے۔ دیوبندی جماعت کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی نے محمد بن عبد الوہاب کی کتابوں اور فکر و نظر کی جس طرح تحسین کی ہے وہ اس کے لئے کافی شہادت ہے۔ وہابی تحریک کا بنیادی مقصد پیری فقیری، اور تصوف و طریقت کے ایوانوں کو زمیں بوس کرنا ہے۔ لیکن یہ بھی ان تضادات میں سے ایک شاہکار تضاد ہے جو دیوبند کی گھٹی میں دیئے گئے ہیں۔ کہ حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔ حضرت خواجہ شہاب الدین عمر سہروردی، حضور خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کے علاوہ سرکار غوث الفطین سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء گرامی سے منسوب سلاسل اولیاء ہی سے کسی سے تعلق روح رکھنا تو ان حضرات کے نزدیک شرک، بدعت اور نامعلوم کیا گیا حیثیت رکھتا ہے لیکن خود اسی طریقت اور تصوف کے بل بوتے پر اپنی تحریکوں کی بنیادیں اُستوار کرتے ہیں۔ دیوبندی لٹریچر کی چھان بھٹک سے یوں تو اولیاء، کی بڑی بہتات نظر آتی ہے بلکہ پنجابی محاورے کے مطابق اینٹ اکٹارتے سے دیوبندی نظر آتے ہیں۔ ہر دیوبندی قطب، غوث ولی اور ابدال کے مراتب پر فائز ہونے کا دعویدار ہے۔ دُور جدید میں مولانا عبد اللہ درخواسی، مولانا احمد علی لاہوری۔ مولانا عبد القادر رائے پوری۔ مولانا سراج دین پوری، مولانا عبید اللہ انور اور مفتی فقیر اللہ صاحب اور ان کے صاحبزادے مولوی عبد اللہ رسا ہیوال، ولایت کے بام عروج پر ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور کشف و کرامات، خوارق عادت جو اگر بریلویوں کے ہاں ہو تو شرک۔ اپنے ہاں ضروری اور عین توحید۔

لطیفہ | چلتے چلتے یہ لطیفہ بھی سنتے چلیے کہ جب مولانا احمد علی صاحب لاہوری کا انتقال ہوا اور وہ قبرستان میانی صاحب میں دفن ہوئے تو دیوبندی پریس نے آسمان سر پر اٹھالیا کہ مولانا کی قبر سے عین اسی طرح خوشبو آرہی ہے جس طرح امام بخاریؒ کی قبر سے آتی تھی۔ ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست بھولے بھالے عوام بھی چونکہ مولانا لاہوری کے عقائد آگاہ تھے اور لوگ جانتے تھے کہ انہوں نے حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار پر انوار کا الکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ تو مجھے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ شاہی قلعہ میں ہے۔ اس بنا پر لوگوں نے توجہ نہ کی اور یہ کھڑا کچھ دن چل کر دم توڑ گیا۔ اسی کے کچھ عرصہ بعد سایہوال میں مولوی فقیر اللہ صاحب کا انتقال ہوا۔ وہ یہاں ایک ادارہ جامعہ رشیدیہ کے نام سے چلا رہے تھے اور یہ ادارہ سایہوال میں نظر پاکستان کے مخالف کانگریسی اور احرار کی مولویوں کا بڑا مرکز ہے۔ چنانچہ جسٹس محمد منیر کی تحقیقاتی رپورٹ برائے فسادات پنجاب

بالصديق والفاروق وذی النورین والمرتعی ائمة و بالنعمان مجتهدا وبالسید
احمد مرشد اوهادیا علی هذه الشهادة نصی وعلیها نوت وعلیها نبعث
یوم القيامة انشاء الله تعالی۔

ترجمہ۔ اے ارحم الراحمین ہم اللہ کے رب، حضرت محمد رسول اللہ کے نبی اور اسلام کے دین اور
خلفاء راشدین کے آئمہ اور حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ، کے محبت اور سید احمد ربیع
کے مرشد اور ہادی ہونے پر راضی ہیں۔ اسی گواہی پر زندہ ہیں، اسی پر مریں گے اور اسی پر قیامت
کو اٹھیں گے، انشاء اللہ۔

دیکھا آپ نے سید احمد صاحب کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد مقام دیا گیا ہے۔ حالانکہ امام
اعظم رضی اللہ عنہ علم و فضل، زہد و تقا میں پوری اُمت میں مثال نہیں رکھتے۔ ان کا علم الیسا ناپیدا کنارِ ممد
ہے جس میں حضرت امام محمد، حضرت قاضی ابو یوسف کے بعد حضور داتا گنج بخش علی ہجویری جیسے شاہسوارانِ
فضل و کمال غوطہ زن ہیں۔ لیکن کتنی ستم کی بات ہے کہ ان کے معاً بعد سید احمد صاحب کو ہادی و مرشد کہا گیا
ہے۔ جن کے علمی افلاس کا اعتراف خود صاحبِ مخزن احمدی سید محمد علی یوں فرماتے ہیں
”صوچوں سن شریف حضرت ایشاں پچار سال و چار ماہ و چار یوم رسید موافق معمول
شرفاء ہند والد بزرگوار ایشاں بمعلم سپردہ بملکت نشاندہ،“
ترجمہ۔ جب سید صاحب چار سال چار مہینے اور چار دن کے ہوئے تو ان کے والد نے ہندوستان کے
شرفاء کے معمول پر آپ کو مدرسے میں استاذ کے سپرد کیا۔

مدرسے میں داخلے کا اثر کیا ہوا۔ خود صاحبِ مخزن احمدی کہتے ہیں کہ سید صاحب کو علم سے رغبت
نہ تھی۔ غلو عقیدت میں ان کو نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔
”دو سہ سال در مکتب نشستم بجز چند سورہ قرآن شریف بہرہ سعی و کوشش فرا یاد
نگشت و در نوشت غیر مفردات مرکبات وغیرہ ترتیب نیافت،“

ترجمہ۔ : تین سال مکتب میں رہے۔ استاد محترم کی ہزار کوششوں کے باوجود قرآن شریف کی چند سورتوں
نے سوا کچھ یاد نہ ہوا۔ اور لکھنے میں سوائے مفردات و مرکبات کے کچھ نہ پاسکے۔

حیرت کر دینے والی بات ہے، جنہوں کو یہاں چاک کرتا ہے، خرد بخونالہ ہے۔ ایمان و ایقان کی بنیادیں رزراں ہو جاتی ہیں
جب یہ لوگ ایسے جاہلوں کو نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر قرار دیتے ہیں۔ کوئی پوچھے ان بندگانِ سیم و زر سے کہ کیا آمنہ
کے لال، تاجدارِ شفاعت، حضورِ خواجہ کو نبی، معلمِ کائنات، الرحمنِ علم القرآن کے ظہرِ کاس۔ عَلَّامُ مَا کُم

تَلَكُمُ۔ کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکتب میں گئے تھے۔ سوائے ذاتِ باری حق جلّالہ کے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ کیا ظلم ہے کہ مرزائی قادیانی کے فیمل ہو جانے کے بعد اسے بنی قرار دیں اور یہ لوگ غبی شخص کو حضور کی اُمت کا مظہر بنا ڈالیں۔

سید احمد بریلوی کے علم و فضل کا بھانڈا ان حضرات کے ماڈرن ناقوس شیخ محمد اکرام سی۔ ایس۔ پی۔ سر بازار پھوڑتے ہوئے یوں رنڈتا رہا ہے۔ مولانا سید احمد کی ابتدائی زندگی پردہ راز میں ہے۔ لیکن اتنا معلوم ہے کہ ایام طفلی میں تحصیل علم سے آپ کو کچھ رغبت نہ تھی اور مکتب میں تین چار سال گزارنے کے بعد قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا آپ کو کچھ یاد نہ ہوا۔

شیخ صاحب نے ہی بتایا ہے کہ سید صاحب وائی ٹونک کے ہاں ملازمت کرنے لگے۔ فن سپرگری کو اپنایا اور شاہ عبدالعزیز کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ وہ دن اور آج کا دن سید صاحب پورے خارجی فکر دیوبندی مسلک اور دہائی جماعت کے ہادی و مرشد، ہیں انسان حیران ہوتا ہے کہ ایک طرف تو یہ بتایا جاتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحی جید عالم اور مولانا اسماعیل عظیم عالم اور خطیب بلکہ ان دونوں کی مساعی صراطِ مستقیم، تخلیق ہوئی۔ ایسے شاگرد ہیں اور اس قدر اُن پڑھ، علم سے بے خبر، معقول و منقول سے لاتعلقی سید احمد بریلوی ان کے مرشد۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی | حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہندوستان کے وہ خوش نصیب بزرگ ہیں جو بریلوی اور دیوبندی علماء کے مابین احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔

وہ ۱۲۲۳ھ میں تھانہ بھون میں پیدا ہوئے۔ مولوی نصیر الدین دہلوی کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ اور انہی سید احمد بریلوی کے خلیفہ مجاز شیخ نور محمد جھنجھانوی سے چاروں سلسلوں بالخصوص سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مجاز ہوئے۔ بڑے خوش عقیدہ، متقی، شب زندہ دار، صالح اور عشقِ مصطفیٰ میں ڈوبے ہوئے صوفی ہیں۔ شعر و سخن سے تعلق تھا۔ چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کچھ ایسے ذوق سے کہی کہ جنوں محبت، کیف و مستی کو بھی وجد آنے لگا۔ فرماتے ہیں:

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم، وسیلہ بیکیاں ہو تم
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امدادِ عاجز کو

مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں تباؤ یا رسول اللہ
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

حضرت حاجی صاحب کے یہی عقائد اگر بریلوی علماء بیان کریں تو خنجرانہ دیوبند کا ہر منہ نگوٹ کسے، مہنویں

اٹھائے اور شرک کی شمشیر تانے حملہ آفرین ہوتا ہے اور ہر اس مسلمان کو جو یا رسول اللہ کا اعتقاد رکھتا ہو،
 مشرک گری کی گولیموں سے چھپنی کرتا ہو نظر آتا ہے۔ لیکن انہی عقائد کی موجودگی میں حضرت حاجی صاحب کو یہ حضرات
 اپنا مرشد و طریقت تسلیم فرماتے ہیں۔ حالانکہ حاجی صاحب ہی کے ایک مرید پاپہ حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی
 رحمۃ اللہ علیہ نے فاتح بہاولپور حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوریؒ کی شہرہ آفاق، ایمان افروز اور باطل
 کتاب نقد لیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل، ۱۹۲۲ء میں تقریظ لکھی اور اس وقت کے مفتی مکہ حضرت
 محمد صالح کمال بن الحرم صدیق کمال حنفی نے بھی دیوبندیوں کے اکابر مولانا خلیل احمد اور مولانا رشید احمد گنگوہی
 کے عقائد کا رد فرمایا۔ نیز حضرت حاجی صاحب کے ایک اور مخلص حضرت مولانا محمد عبدالحقؒ نے حضرت مولانا
 غلام دستگیر قصوریؒ کی وہ شہرہ آفاق کتاب جس نے قصر دیوبند کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں اور مسئلہ امکان کذب
 کی حقیقت کر دی۔ اور دیوبندی اکابر علم و فن کے مقدس پردوں کو چاک کر دیا۔ اسی تقدیس الوکیل نے تمام منقوی
 اور منقوی اعتراضات دیوبندیہ کا مسکت جواب فراہم کیا۔ پر اظہار کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً ما کتب فی هذا القسط من صمیم لاریب فیما وادلی

سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم حدراً محمد عبدالحق عفی عنہ

ترجمہ۔ حمد و صلوة کے بعد اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

حضرت حاجی صاحب نے جب تقدیس الوکیل کو ملاحظہ فرمایا اور مولانا عبدالحق کی تحریر دیکھی تو یہ الفاظ
 رقم فرمائے۔ ”تحریر بالا صحیح اور درست ہے، اور مطابق اعتقاد فقیر کے ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کاتب کو
 جزائے خیر دے،“

بے سبب گرجیا موصول نیست قدرت از عوہل سبب معزول نیست

حاجی صاحب نے ایک رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ، کے نام سے رقم فرمایا تھا۔ جس کی ایک وصیت
 جو کہ مولانا رشید احمد گنگوہی سے متعلق ہے، کو تو یہ حضرات بڑے کر و فر سے پیش کرتے ہیں لیکن وہ اصلی مسائل
 جن پر نزاع ہے، میں حاجی صاحب کی رائے تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ ان حضرات کے نزدیک حاجی صاحب بھی
 کوئی عالم دین نہ تھے بلکہ محض صوفی تھے۔ تعجب ہے کہ اتنے بڑے بڑے دعویداران علم و فضل ایک غیر عالم کے حلقہ بگوش
 اور مریدان طریقت ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ کہ یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ یہ وارثان مسند افتاء
 ان پڑھوں کے مرید ہیں۔ شیخ محمد اکرام صاحب لکھتے ہیں ”شیخ العالم حاجی امداد اللہ“، مولانا شاہ محاسن
 کے شاگردوں میں کئی متبحر عالم تھے۔ لیکن خدا کی دین ہے کہ ان کا خاص خاندانی طریقہ تعلیم ایک ایسے بزرگ کی
 وساطت سے عام ہوا۔ جو عالم کم تھا اور صوفی زیادہ۔“

یہی وجہ ہے کہ یہ مدعیان فضل و کمال اور مسند نشینان تفسیر و حدیث کسی بھی جادہ مستقیم پر گامزن نہ رہ سکے۔ کیونکہ جاہل مرشد کبھی بھی ہدایت کا نشان منزل نہیں ہو سکتا۔ حاجی صاحب سے ان حضرات کا اختلاف عقیدہ اتنا واضح ہے کہ جس کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ اسی اعتقادی بُعَد کی بنا پر ان کو صوفی زیادہ، عالم کم کی گالی دی گئی ہے۔ شیخ صاحب نے تو اسی پر اکتفا کیا ہے۔ اُمیں ذرا مولانا رشید احمد گنگوہی سے اُنکے پیر کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ مولانا گنگوہی کا ارشاد یہ ہے کہ۔

”حضرت حاجی صاحب مفتی نہیں ہیں، یہ مسائل حضرت حاجی صاحب کو ہم سے پوچھنے چاہیے۔ دیکھا آپ نے مرید صادق پیر کامل کو مشورہ دے رہا ہے۔ کہ وہ فقہ میں محتاج مرید ہونا چاہیے۔ ہم نے آج تک حضرت حاجی صاحب کی ذات کو نہ تو علمی طوہ پر ہدف بنایا ہے اور نہ ہی ان کے زہد و تقویٰ اور منازل سلوک کی ٹٹول کی۔ بلکہ ان کے رسالہ ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کو معیار انصاف جان کر آج بھی کہتے ہیں کہ وہ جانشانِ حاجی صاحب جو اپنا تعلق مریدی اُن سے وابستہ کرتے ہیں، وہ بھی میدان میں آئیں تاکہ کم از کم فروعی اختلافات دم توڑ جائیں۔ اور امت میں سر پھٹول، گریباں چاکی اور نیت روز کی لڑائیوں مٹ جائیں۔ لیکن مریدانِ حاجی صاحب اس بات پر تیار نہیں ہیں۔ حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب نے اس کتاب میں اور بھی کئی ایسے حملے پیش فرمائے ہیں، جس میں یہ اُمید ہی ختم کر ڈالی ہے کہ یہ لوگ کم از کم حاجی صاحب پر ہی اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

تضادی تضاد | دیوبندی فکر و خیال پر آپ جتنا بھی غور فرمائیں گے۔ اتنا ہی جبرت کے گہرے سمندر میں اترتے چلے جائینگے۔ بظاہر تو یہ مردانِ پارہ سا کا قافلہ، متوکلین کا گروہ کھدر پوشوں کی سادہ لوح جماعت اور عاجزی اور انکساری میں ڈوبی ہوئی مخلوق نظر آئے گی۔ لیکن جو نہی آپ ذرا غوطہ زنی کریں گے تو دریا کی تہ سے صدف و گوہر کی بجائے خنزیرِ ریزہ اور شکستہ سفال کے علاوہ کچھ نہ ملے گا۔ ایک عام آدمی جو دین کی ابتدائی باتوں سے بھی وابستہ رکھتا ہو۔ محض تلاشِ حق کے لئے ان صاحبانِ اقل کے پاس اگر آگیا تو اس کا دین پر نچتہ ہو جانا اور اسلام میں درک حاصل کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہی حاجی صاحب سے متعلق عقیدت کا معاملہ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ ایک طرف تو پورا قصرِ دیوبند حاجی صاحب کو قطب الوقت اور اعلیٰ حضرت کے القابات دیتے ہوئے نہیں تھکتا لیکن دوسری طرف یہ تضاد بھی قابلِ دید ہے کہ دیوبندی ملت کے قطب الارشاد مولانا گنگوہی کے تلمیذ اور ربِّ صغیر کے ممتاز صاحب طرز ادیب خواجہ حسن نظامی بیان فرماتے ہیں کہ ”جب حاجی صاحب مرغم نے فیصلہ ہفت مسئلہ تحریر فرمایا اور چھاپ کر مولانا گنگوہی کے پاس بھیجا تو گنگوہی صاحب نے پورا رسالہ سماعت کیا اور مجھے حکم دیا کہ تمام رسالوں کو ضائع کر دو۔ چنانچہ میں نے رسالہ کچھ تو ضائع کر دیا اور کچھ نسخے بچا کر رکھ لئے۔ بعد میں مولانا تقی انوی جب کانپور میں تھے۔ وہ رسالہ پیش کیا تو انہوں نے مجھے انعام سے بھی سرفراز فرمایا۔“ قابلِ غور

بات یہ ہے کہ گنگوہی صاحب بدستور ان کے خلیفہ کہلاتے کے باوجود فرمودہ شیخ کا یہ احترام کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اہل قلم نے اپنے راستے میں ایسے گہرے کنوئیں کھود رکھے ہیں جن سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا ان کے لیے ممکن نہیں رہا۔ مثلاً تھانوی صاحب کی مشہور عبارت مع جس پر علماء حرمین طہیین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں اور چار پاؤں سے تشبیہ دینے پر حکم شرعی جاری فرمایا تھا۔ جس میں لفظ ”ایسا“ استعمال کیا گیا گرفت ہوئی تو یہ پورا خانوادہ تاویلوں کے گور کھ دھندے میں پھنس گیا۔ مولانا حسین احمد فی مولانا منظور احمد سنبھلی، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا مناظر احسن گیلانی غرض کہ قلم کے ہر دھنی نے تھانوی صاحب کا دفاع تا موس رسالت سے اہم جانا۔ اور لگے تا ویلات کے تانے بانے بنے۔ کسی نے لفظ ”ایسا“ کو تشبیہ کے لئے ٹھہرایا اور کسی نے اگر تشبیہ قرار دیا جلٹے تو کفر قرار دیا۔ خود تھانوی صاحب بسط البنان لکھ کر عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہوئے۔ منظور احمد سنبھلی کی فتح بریلی کا دلکش نظارہ، مولانا حسین احمد فی کی الشب اب الثاقب اور نقش حیات کے علاوہ اہم اس لفظ ”ایسا“ پر مکمل تضاد کا شکار ہے۔ حسام الحرمین۔

الصوارم الہندیہ کے علاوہ میرے مرشد برحق محدث اعظم پاکستان مولانا شاہ محمد سرور احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ”کتاب کا پیغام دیوبندیوں کے نام“ وغیرہ کتابوں نے احقاق حق اور البطل باطل کا فریضہ بکمال خوبی ادا کر دیا ہے۔ عقائد اور نظریات کے علاوہ دیوبندی حضرات سیاسیات میں بھی اسی دو عملی اور دو عملی پالیسی کا شکار ہیں۔ جس کو فاضل مصنف مولانا علامہ غلام مہر علی نے خوب خوب واضح فرمایا ہے۔ میں مولانا کے نقطہ نظر سے پوری طرح متفق ہوتے ہوئے ذرا ہٹ کر اباب علم کی توجہ اس طرف مبذول کر رہا ہوں کہ فرزند ان دیوبند نے حال ہی میں اپنے جدید لٹریچر کے ذریعے جو فکری خلفشار جنم دیا ہے اور اپنی سیاسیات کو جس نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ اس پر اگر غور فرمائیں تو بہت سی حقیقتیں انہ خود منظر عام پر آجائیں گی۔ شورشل کا شیری کے بقول عطاء اللہ شاہ کے نزدیک ان بے بھر میں سے ایک صاحب ہیں۔ جانباز مرزا۔ ان کی بعض کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان میں کاروان احرار، حیات امیر شریعت، روئداد حیش دیوبند کے علاوہ شعری مجموعہ تارگریباں بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ مجھے ان کی نئی زندگی، ذریعہ معاش، اخلاقی کردار اور اپنی مقام سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی اس پر بحث کر کے وقت اور کاغذ کا ضیاع چاہتا ہوں۔ لیکن جو سیاست اور تاریخ ان کتابوں میں آئی ہے۔ اُس سے چشم پوشی بھی ناممکن ہے۔ جناب جانباز مرزا اپنے شعروں میں جہاں دودی صلیب بھلیاں برساتے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے مرتبے گاتے ہیں۔ وہاں اپنی نثر میں تاریخ کو اغوا کرتے، حقائق کا منہ چڑھاتے فہم و فکر، سوچ و سچار، عقل و خرد، دلائل و منطق سے یکسر بے نیاز ہو کر خذف ریزوں کو مل و گوبر اور لوہے کو خار و خس قرار دینے کی جبارت کرتے ہیں۔ اور وہ ایک ایسے مرض میں مبتلا ہیں جس سے ان کی شفا ممکن نظر نہیں آتی۔ وہ مرض ہے۔ پیران عظام، اولیاء کرام اور اہل حق سے بغض۔ اسی کا ایک شاخسانہ ان کی کتاب حیات امیر شریعت میں ملتے۔ وہ ص ۹۲ تا ص ۹۸ پر ۱۹۱۸ء کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں کہ اسی وقت

گورنر پنجاب مسٹر ایڈوائزر اور لیڈی ایڈوائزر کو پنجاب کے بعض پیروں نے ایک سپانسامہ پیش کیا تھا۔ جس میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے صاحبزادے، حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف بابو جی۔ سیال شریف کے ایک صاحبزادے جناب سعد اللہ اور دیوان سید محمد صاحب کا نام بھی شامل ہے۔ جاننا نہ بتاتے ہیں کہ ان حضرات نے سپانسامے میں چالپوسی کی اور یہ شعر بھی لکھے۔

ہوئیں بد نظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا بجا آیا، بہ استحقاق آیا، بر محل آیا
سر غم سے کچھے کیوں نہ سردار ہمارا لوہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

بقول جاننا نہ یہ سپانسامہ ۱۹۱۸ء میں پیش کیا گیا۔ اور جنرل ایڈوائزر وہ تھے جن کے حکم سے اپریل ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ میں گولی چلائی گئی اور اس طرح ہندوستانیوں پر تباہی نازل کی گئی۔ اس سپانسامے کے خلاف مشہور کانگریسی خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطابت کے تمام شعبے بہ سادہ لہجے۔ اور ملتان کے باغ لنگے خاں میں مسلسل تین دن تقریریں کیں۔ اور پیران پنجاب کو خطاب کرتے ہوئے کہا: "اے دم بریدہ سگانِ برطانیہ صورِ اسرافیل کا انتظار کرو کہ تمہاری فرد جرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنے نامہ اعمال کو ندامت کے آئینہ میں دیکھ سکو۔ تمہاری تبصیح کا ایک ایک تہمتا میرے فریب کا آئینہ دار ہے۔ تمہاری دستار کے برچ و خم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں نہ لہجے۔ چند سطروں کے بعد یہی مصنف اپنے میر قافلہ جناب بخاری کی حق پسندی اور حرکات کا شاہکار لکھتے ہوئے فرماتے ہیں "اس سپانسامے کے نیچے شاہ جی کے روحانی پیشوا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے صاحبزادہ کے دستخط تھے لیکن برطانوی استعمار سے نفرت کے باعث شاہ جی نے اپنی عقیدت کی یہ رسی بھی توڑ دی ہے دیکھا آپ نے احراری اور کانگریسی شعبہ بازوں کی یہ درفتنی کہ "امیر شریعت" نے مشائخ کو کس مرصع گالیوں سے نوازا اور شب و شتم کا فصیح انداز اختیار کیا اگر ذرا غور سے دیکھیں تو احرار کی ہانڈی چور ہے یہ بھوٹی ہوئی نظر آتی ہے کسبھی کتاب حیات امیر شریعت بتاتی ہے کہ یہ سپانسامہ ۱۹۱۸ء میں پیش ہوا۔ جبکہ امیر شریعت نے پنجاب خلافت کمیٹی کے امیدوار ڈاکٹر محمد عالم کے الیکشن مہم میں کہ جب وہ پنجاب اسمبلی کے انتخابی معرکے میں جیتے ہوئے تھے اور پیران ملتان نے اس کے مخالف امیدوار کی حمایت کا ملتان کے اس امیدوار کی حمایت کے لئے بخاری صاحب زندگی میں پہلی مرتبہ ملتان وارد ہوئے اور ۱۹۲۶ء میں سپانسامے کے خلاف یہ نہر بھرا احتجاج ارشاد فرمایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ۱۹۱۸ء سے لے کر ۱۹۲۶ء تک ان اصحاب دانش و دانش اور خطابت کے اس مہسل بخاری کو مسلسل آٹھ سال تک اس سپانسامے کی خبر نہ ہوئی۔ ظاہر ہے جب سپانسامہ گورنر کو دیا گیا تو وہ اخبارات میں بھی شائع ہوا ہوگا۔ کیا ان سیاسی تاجروں نے نہ پڑھا تھا۔ یا اگر

پڑھا تھا اور واقف ہوئے تھے تو اُسے داشتہ آید بکار کے طور پر کسی الیکشن سٹنٹ کیلئے محفوظ رکھا۔ تو بتائیے یہ گنہگار دشمنی ہے یا سیاسی دسیہ کاری۔ مسلسل اچھڑ سال تک برطانوی دشمنی کی چنگاریاں دبی رہیں۔ جذبات ٹھنڈے رہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی عقیدت کا دم بھرا جاتا رہا۔۔۔ سنجوں پر ناچ کر قوم کو بوقوف بنایا گیا۔ جب سیاسی مفاد پر زبرد پڑی تو اس وقت یکایک پیران کرام برطانیہ کے سگان دم بریدہ ہو گئے۔ آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی حقیقت یہ ہے کہ دیوبند کے پیدا کردہ اس سیاسی گروہ اور خطاباتی منڈلی کا دین بھی سیاست کے تابع ہے۔ ورنہ اگر دیکھا جائے تو اس وقت حضرت باوجودی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ستائیس سال تھی۔ اور حضور قبلہ عالم گورنری خود موجود تھے۔ بالفرض اگر باوجودی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط نہ ہوں بھی تو بھی اتنا عالیہ کی غلطی اور مرضی معلوم نہیں ہوتی۔ اور حضور قبلہ عالم گورنری کی مستند صوابی مہتمم مصنفہ مولانا محمد فیض احمد چشتی میں متعدد ایسے واقعات درج کئے گئے ہیں۔ جن میں حضرت پیر صاحب نے گورنر سے بالائی چیشیٹوں کے مالک انگریزی حکمرانوں کی دعوتوں کو ٹھکرا دیا۔ اور ان کے جبر و استبداد کو عملاً دعوت دی۔ لیکن ان ناریندان خطابت کو تو ایسی عیوب شماری کرنا ہے کہ جس سے خلیفہ ولایت و درویشی بجرم ہو جائے۔ اسی سپاس نامے میں ایک صاحبزادے جناب سعد اللہ کا نام بھی ہے۔ صاحبزادہ سعد اللہ صاحب شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت خواجہ محمد دین سیالوی یعنی حضرت ثانی کے چھوٹے صاحبزادے اور حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، حضرت ثالث کے چھوٹے بھائی تھے۔ ماہنامہ ضیائے حرم کے شمس العارفین نمبر میں یہ وضاحت موجود ہے کہ وہ زمیندار اور شکار کے شوقین آزاد منش صاحبزادے تھے۔ ان کے تمام تقویٰ اور احترام کے باوجود آستانہ عالیہ سیال شریف کے ترجمان نہ تھے۔ کیونکہ خود حضور شمس العارفین سیدنا خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت ثانی موجود تھے۔ ان کے ولی عہد حضرت ثالث بھی جلوہ گر تھے ملاحظہ فرمائیے پانچویں کو نہ تو حضرت ثانی کی جرات مندانہ قیادت نظر پڑی، نہ ہی حضرت شمس العارفین کی حیاء آئی۔ بس متوقع سیاسی نقصان پر گالی جھڑپی۔ حالانکہ اسی کتاب حیات امیر فریعت کے صفحہ ۷ پر یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے کہ پنجاب خلافت کا نفرنس منعقدہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء میں جناب بخاری صاحب نے راولپنڈی کی ٹرین پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا مجھے سیال شریف کے پیر ضیاء الدین سے بچھے دنوں ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نیک بخت بزرگ نے اپنے مریدوں کے نام پر حکم فرمایا ہے کہ جو شخص میری حلقہ مریدی میں رہنا چاہتا ہے، اس کے لئے لازم کہ وہ افواج گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری ترک کر دے۔ ورنہ وہ میرا مرید نہ ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیں کہ یہ لوگ کس قدر تضاد بیانی کے خوگر ہیں کہ فرماتے ہیں ۱۹۱۸ء سپاس نامہ ہے، ۱۹۲۱ء میں یعنی تین سال بعد حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حریت آفرین اعلان ہے اور ۱۹۲۶ء میں وہی

پیران پنجاب اور آستان عالیہ سیال شریف اس شرمناک گالی سے نوازے جاتے ہیں۔ کہ ”برطانیہ کے دم
بزدلہ سگ، تیسک کا ایک ایک دانہ فریب، دستار کے پیچ و خم میں ہزاروں پاپ، العیاذ باللہ۔“

ع - بریں عقل و دانش بباہر گریست

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی اس شعبہ بازی، کذب بیانی، یا وہ گوئی اور ضمیر کشی کے باوجود
ہمارے ان پاک آستانوں، پوری ملت کے مرکز نگاہ عقیدت درباروں، معرفت اور سوز و گداز کے
مینخانوں سے محض مفاد طلبی کے لئے پھر کیونکر بارہ پاجاتے ہیں۔ نہایت ہی معزز اور محترم سجادہ نشین
حضرات ان اچھلتے، پھدکتے اور تھرکتے داڑھی دار رنگ خواران کانگرس کو پھر کیوں اپنی نوازشات سے
مہر قرار فرماتے ہیں۔ بخاری صاحب جانباز کی تحقیق کے مطابق ۱۹۱۵ء میں حضرت سید صاحب گولڑویؒ
کے مرید ہوئے۔ جبکہ ۱۹۲۶ء میں ملتان کے لہکے خاں کے باغ میں گل بوٹوں کو گواہ کر کے ”عقیدت
کی یہ رسی بھی توڑ دی،“ کا اعلان فرمادیا۔ اور بقول جانباز ”امیر شریعت نے ۱۹۳۷ء کے دم توڑتے
ہوئے دنوں میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کے ہاتھ پر لاہور میں مولانا عبداللہ قاروی کے
مکان پر بیعت کی تھی۔ اسی سے پیشتر امیر شریعت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے دامن سے وابستہ
تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایک عرصہ اپنے روحانی پیشوا کی تلاش میں رہے۔ لے الخ۔“

اس کا کیا کیجئے کہ اب عقیدت کی اس رسی کو ۱۹۳۷ء تک بڑھا دیا گیا۔ اور شاہ جی مولانا رائے پوری
کے مرید ہو گئے۔ اور یہ مولانا عبدالقادر رائے پوری کیا تھے؟ اس پر دیوبندی حلقہ فکر کے مشہور ترین محدث
جناب انور شاہ کشمیری کے فرزند انظر شاہ مسعودی نے اپنے باپ کے بقول قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم
دیوبند مکمل مفصل، جامع، حاوی، مستند اور قابل وثوق سوانح حیات نقشب دوام میں جو روشنی ڈالی ہے،
وہ بھی پڑھنے کے لائق ہے۔ کشیدہ قامت، گھٹا ہوا بدن، گھنی داڑھی، سر پر چار گوشہ ٹوپی یہ حضرت کا
نورانی و منور علیہ تھا، نہایت معصوم، بھولے بھالے اور سادہ بزرگ تھے۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری
سے حدیث و فلسفہ قدیم پڑھا تھا۔ فرماتے کہ حقیقت کی جانب رجوع حضرت شاہ صاحب ہی کی تدریس
سے نصیب ہوا، ”یعنی پہلے حنفی نہ تھے، چند سطور میں انظر شاہ آفتاب سنت و طریقت عبدالصطفیٰ امام احمد رضا
بریلوی پر پھیٹے اڑانے کے بعد رائے پوری صاحب کا دلچسپ نقشہ پیش کرتے ہیں۔ ”وہ مرشد حق کی تلاش
میں نکلے تو غلام احمد قادیانی کے یہاں بھی جا پہنچے“ لے الخ۔“

قادیانیت کے خلاف بے غم خویش جنگھاڑنے والے خطیب نے سابق قادیانی اور سابق غیر مقلد
کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ع - تفوہر تو اسے چرخ گرداں تفوہ۔

لیکن شاہ صاحب کا تعلق بیعت صرف حضرت گوڑوی اور جناب رائے پوری ہی سے تھا۔ بلکہ صاحب
نقش دوام نے بتایا ہے کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا دریس کاندھلوی، مولانا حبیب الرحمن
لدھیانوی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور بہت سے اہل علم شاہ صاحب سے بیعت کا تعلق رکھتے
تھے۔ ۱۱

نہ صرف بخاری صاحب انور شاہ صاحب کے محض بیعت تھے بلکہ امیر شریعت کا خطاب بھی
کشمیری صاحب کا عطا فرمودہ ہے۔ یہ بھی ایک دلائل حقیقت ہے کہ میخانہ خطابت کے زندوں کی یہ ٹوٹی کج
جس سے عقیدت کا اظہار کرتی ہے، اسے صحابہ اور قرن اول میں پہنچا دیتی ہے۔ کل اسی سے اختلاف
ہو جائے تو برطانیہ کا دم کٹا سنگ تک کی گالی دینے میں حجاب محسوس نہیں کرتی۔ ابھی آپ نے ملاحظہ
فرمایا کہ ایک نام نہاد سپاسنامے کی بنیاد پر یادش بخیر امیر شریعت نے کس بیباکی سے منہ بھاڑ کر بزم
خوشی پیران پنجاب کو گالی دی۔ اب ملاحظہ فرمائیے، بخاری صاحب کا غلو فی العقیدت جناب انور شاہ
سے۔ مولوی انظر شاہ لکھتے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد جناب مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ڈابھیل وارد
ہوئے تو طلباء کے اس اصرار پر کہ حضرت شاہ صاحب سے متعلق کوئی تقریر فرمائیں، مستانہ ہے کہ خصوصی اجتماع
میں بخاری صاحب یہ کہہ کر کہ میاں حضرت شاہ صاحب کے اوصاف اور فضائل کے بارے میں مجھ سے
کیا سنا جاتے ہو۔ مختصر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ صحابہ کا معصوم کارواں چلا جا رہا تھا۔ یہ حضرت ان میں سے
پیچھے رہ گئے تھے۔ ۱۲

ع۔ آپ ہی ستلائیں ہم بتلائیں کیا

ملاحظہ ہو کہ انور شاہ صحابی بھی اور معصوم بھی اور ادھر پیران پنجاب کے خلاف شعلہ باری بلکہ ننگی
گالیاں۔ یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ کیا نبی کے علاوہ کوئی اور معصوم ہو سکتا ہے۔ روائض آئمہ اہل بیت
کو معصوم قرار دیں تو سب بریلوی، دیوبندی ان کی چٹری ادھیڑ دیں اور یہاں ایک مولوی صاحب کو صحابی بھی
اور معصوم بھی کہہ دیا جائے تو پورا قافلہ دیوبند بخاری کو ٹوٹنے کی بجائے یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ڈھلی
ڈھلائی معصومیت جس طرح آپ کے رانور شاہ کے وجود میں منتقل ہو گئی تھی۔ اس کے پیش نظر بخاری کا یہ
تبصرہ بڑا جاندار اور واقع ہے، ”حوالہ مذکور،“ غور کیجئے اس بُت پرستی پر یہ لوگ اپنے طبقہ کے مولویوں
کے ساتھ کس قدر فراخ دل واقع ہوئے ہیں۔ کفر، شرک، بدعت جو دیوبند کی ٹکسالی زبان ہے، کا کوئی
گولہ نہیں برستا۔ لیکن دوسری طرف منغلطات سے بھی پرہیز نہیں کیا جاتا۔ اسی سپاسنامہ کی روشنی میں بخاری
اور اس نام کے دوسرے ننگے سادھوؤں کی یہ تضاد خیالی بھی پیش نظر رہے کہ وہی حضرت باؤجی رحمۃ اللہ علیہ

جن کو بخاری گالیاں دیتے رہے۔ شورش کا شمیری کا قبلہ حاجات تھے۔ ملاحظہ ہو فرمودہ شورش "اللہ اللہ فقر غیوہ" اپنی معراج پر تھا۔ گذشتہ سال اگست ۱۹۶۳ء میں کوہ مری سے لوٹتے وقت میری بچیوں نے اصرار کیا کہ میں انہیں گولڑہ شریف لے چلوں۔ ہم وہاں پہنچے، سہ پہر کا وقت تھا، حضور حرم میں جا چکے تھے۔ فی الفور آگئے، کھانا کھلوا دیا، عرض کی کہ بچیوں کے سر پر ہاتھ پھیر دیجئے۔ گزارش قبول کی اور ان کے سروں پر بالابالا ہاتھ پھیر دیا۔ عرض کی ان کے سروں پر ہاتھ رکھیے، فرمایا دو حدیث رسالت اب کی نفی نہیں ہو سکتی، اللہ ان کا محافظ ہے، پھر جیب سے نوٹوں کی ایک تھمی نکالی۔ سو سو کے نوٹ یعنی دس ہزار روپیہ تھا۔ بچیوں کو عطاء کیئے۔ میں نے کہا حضور! یہ کیا فرمایا، اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے مجھ سے کچھ نہ کہو، میں نے ہاتھ باندھے۔ منت کی پاؤں چھوئے۔ اصرار کیا حضور آپ کی دعاؤں نے ہمیں روپیہ پیسے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اب اس کی ضرورت نہیں۔ فرمایا نہیں جو کچھ ہے ٹھیک ہے، وہ اعلیٰ حضرت کے آستانے پر آئی ہیں، میں نے اعلیٰ حضرت کے فرمودہ گرامی کی تعمیل کی ہے، اللہ

دیکھا آپ نے کہ بخاری صاحب نے جس ستائیس سالہ نوجوان کے باعث قبلہ عالم گولڑوی سے عقیدت کی رہی توڑ لی تھی، وہ بخاری کے ایک غالی شاگرد کا کس طرح "مشکل کشا" ہے۔ پاؤں چھوتا۔ ہاتھ باندھنا، جھکنا یہ ویسے تو جائزہ نہیں لیکن امت دیوبند کے اس ناقوس کے لئے جواز ہی جواز ہے۔ بخاری صاحب نے کس قدر گالی دی۔ اور شورش صاحب نے کس قدر نیاز کیشی کا مظاہرہ کیا۔

ع - من چہ سرایم ونبورہ من چہ سراید

صرف یہی نہیں حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر جھکنے کا بخاری صاحب کا اپنا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں "جٹا پنچہ شاہ جی کی حسب ہدایت ۱۱ جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور میں آل مسلم پارٹینرز کانفرنس منعقد کی گئی اس کانفرنس کا دعوت نامہ حسب ذیل حضرات کے دستخطوں سے جاری ہوا۔

- ۱۔ مولانا غلام محمد ترمذی
- ۲۔ مفتی محمد حسن
- ۳۔ مولانا احمد علی
- ۴۔ مولانا نور الحسن بخاری
- ۵۔ مولانا داؤد غزنوی
- ۶۔ مولانا غلام غوث ہزاروی
- ۷۔ سید مظفر علی شمس

شاہ جی تشریف لائے تو پہلی قطار میں ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ کسی نے کہا کہ آپ کے دائیں طرف حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف کے فرزند ارجمند سید غلام محی الدین شاہ تشریف فرما ہیں۔ شاہ جی دفعتاً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنے دونوں ہاتھ صاحبزادہ صاحب کے پاؤں کی طرف احتراماً بٹھا دیئے۔ لیکن صاحبزادہ صاحب

نے روک کر معاف کیا، اے

یہ ہے قوی اور عملی تضاد۔ کوئی پوچھے ان فرزند ان دیوبند سے کہ کیا بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تمام نہاد
سپاسنامہ سے رجوع کیا تھا، تو بہ کی تھی یا صرف امیر شریعت سیاسی مقاصد براری کے لئے آپ کے پاؤں پھوٹے
رہے۔ میں عاف کہتا ہوں کہ اس افسوسناک گروہ کا کوئی متعین اصول نہیں بلکہ ہر بے اصولی ان لوگوں کا اصول ہے
حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے جب وصال فرمایا تو اخبارات میں فکر دیوبند کے علمبرداروں کے یہ بیان چھپے۔
فی الواقع تحریک ختم نبوت کے مورثی رہنما تھے۔

(مفتی محمود)

(سباں صفیل محمد)

(رہبر و فیصلہ غفور احمد)

(رتاج محمد لاہور)

(غلام اللہ خاں)

ان کے روئین روئیں میں اسلام ہی اسلام تھا۔

ان کا وجود آئینہ رحمت تھا۔

قامت ان کی غیرت اسلام کی تصویر تھی۔

وہ خانوادہ طریقت کا لعل شب چراغ تھے۔

علاوہ ازیں خود حضرت شورش حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر جس طرح نالہ بہ لب آنسوشتاں
اور مرتبہ خواں ثابت ہوئے، وہ بھی اصراری، کانگریسی تضاد کا ایک اچھوتا نمونہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے شورش کا شیری
کی یہ نظم۔

حضرت پیر سید محی الدین شاہ گولڑا شریف

بہیں چھوڑ کر وہ کہاں چل دیا	انہیں ڈھونڈتا ہے دل داغدار
ادھر سر لگوں گردش آسماں	ادھر مٹھل روح لیل و نہار
قیامت کی ساعت قریب آگئی	زمین دل گرفتہ فلک آشکار
لیکایک افق سے غروب ہو گیا	وہ مہر منیر شہر روزگار
رسالت کے عہد مقدس کا حیا نہ	صحابہ کی اس دور میں یادگار
کہاں سے اسے ڈھونڈ کے لافٹوں میں	کھڑا ہوں میں سر راہ گزر دل فگار
سیاہ رات تاریک تر ہو گئی	مرد و مہر و کوکب ہیں ترار و نزار
وجود اس کا تصویر جود و سخا	پیمبر کی اولاد گردوں وقار
ابو ذر غفاری کی تصویر تھا	حسین و حسن کا حسین یادگار
شگفتہ جبیں چہرہ پر جمال	سیاہ کالوں میں در تاب دار
قیامت میں اس سے ملوں گا ضرور	مجھے اپنی بخشش پہ ہے اعتبار

اس نظم پر بدیہی تبصرہ یہی کافی ہے کہ۔

ص - یہ نصیب اللہ اکبر کو ملنے کی جائے ہے۔

کہاں فرمودہ امیر شریعتؒ تمہاری دستار کے ہر پہنچ و خم میں ہزاروں پاپ تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ قریب ۱۱ اور کہاں منظر امیر شریعتؒ شورش کاشمیری کہ یہ نیاز مندی کہ حسینؑ و حسنؑ کے حسین یادگار، مہر منیر، جود و سخا کی تصویر رسالت کے عہد مقدس کا چاند، صحابہ کی دورِ حاضر میں یادگار وغیرہ وغیرہ۔ بے کوئی کنارہ تضاد کے اس بحرِ بے پایاں کا۔ غرضیکہ احرارِی مدرسہ فکر کا ہر تر بیت یافتہ ضمیر کے معاملہ میں انتہائی کمزور اور نوٹوں کی تھئی کا غالی لالچی ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے اس قبیلہ ادب و خطابت میں تضاد ہی تضاد نظر آتا ہے۔ حضرت علامہ ارشد القادریؒ کی شہرہ آفاق تصنیف نزولہ اور یہ کتاب دیوبندی مذہب اس موضوع پر۔ انسائیکلو پیڈیا ثابت ہوئی ہیں۔ چلتے چلتے یہ تضاد بھی ملاحظہ فرمائیے کہ پورا دیوبندی قبیلہ مولوی اسماعیل صاحب کی کتاب تقویت الایمان کی روشنی میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مجسم ماننے سے منکر ہے۔ بلکہ بڑھ بھائی اور گاؤں کے چوہدری کے برابر ثابت کرنے کے لاکھوں جتن کئے جاتے ہیں۔ لیکن مولانا عاشق الہی مرہٹھی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو نور مجسم قرار دیا یہ تذکرہ الرشید، اس کی گواہ ہے، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات پر کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن علمی اور ادبی حلقوں میں انور شاہ کشمیری اور مولانا حسین احمد مدنی کے استاذ اور پوسی ملت دیوبند کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کا مرثیہ دلچسپی کا باعث ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے پیر گنگوہی صاحب کو مشکل کشا، حاجت روا اور کعبہ سے زیادہ گنگوہ کا مقام بتایا گیا ہے۔ لیکن اس پر ہمارے اہل قلم کے علاوہ خود دیوبندی مفتیوں نے جو محاکمہ کیا ہے، وہ ایک دلچسپ باب ہے۔ مگر جشن دیوبند کے بعد پاکستان میں آنے والی ایک نئی کتاب نقش دوام میں انور شاہ کشمیری کا جو تذکرہ اہل علم کے سامنے رکھا ہے، وہ بھی اسی ثر ولیدہ خیالی، ذہنی پرانگی، احساسِ کہتری اور خوفناک تضاد بیانی کا شاہکار ہے۔ مسئلہ نور پر ضخیم فتوے اور ہزاروں اوراق سیاہ کرنے والے ان سیاسی و ارثان منبر و محراب نے انور شاہ کے حضور جود و سجود نیاز لٹائے ہیں۔ اس کا ایک نمونہ تو آپ عطاء اللہ شاہ بخاری کی ڈھابیل والی تقریر میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیے۔ انظر شاہ معوی اپنے والد کے حضور مولانا شمیم احمد عثمانی کا ایک نذرانہ عقیدت نقل کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنی مشہور کتاب فتح الملہم میں فرمایا ہے۔ ارشاد ہے۔ ”لہ تو المعیون مثله ولعید ہو مثله فی الزمان، نہ آنکھوں نے ان کی نظیر دیکھی اور نہ خود اپنے دور میں انہیں کوئی اپنی نظیر مل سکی۔ علاوہ ازیں بھی صاحب کتاب نقش دوام انور شاہ کی ولایت بیان کرنے پر جو واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ جب شاہ صاحب بہاول پور میں قادیانوں کیخلاف بیان دے رہے تھے، اس وقت ایک کتاب ”فوارح الرحوت“ کی عبارت زیر بحث تھی۔ برسرِ علالت شاہ

صاحب نے قادیانی ناقوس جلال الدین شمس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا "جلال اب بھی ایمان لے آؤ اگر چاہتا ہے تو
مذہب فلاں کو ای وقت جہنم میں دیکھ سکتا ہے، اسے

ملاحظہ فرمائیں کہ دیوبندی محدث کی بہلو پور کی عدالت میں کھڑے ہوئے نگاہ کھل دیکھ رہی تھی۔ اسی پر
بس نہیں یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں جو اور شاہ کی شان یوں بیان کرتا ہے۔

۴۔ بدر منیر فی سماء فضیلة وجلیبہ کا الشمس فی اللامعان

یعنی شاہ صاحب بدر منیر اور ان کی پیشانی سورج کی طرح ہے۔ مزید ارشاد ہوتا ہے

۵۔ مرجبا اے نور مہر و ماہ مسا مرجبا علمہ انور شاہ ما

یہاں مہر و ماہ تک کہا گیا۔ تضاد یہ ہے کہ جب کوئی سنی مسلمان عقیدت کے اتقاہ کنندروں میں اپنے
آقا و مولا سرور کائنات نور مجسم شفیع معظم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جھوم کر ایک فن
فی المصطفیٰ کا یہ شعر پڑھتا ہے

۶۔ تیری نسل پاک کا ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

تو یہ اصحاب فتویٰ زندان پارسا، کانگریس کے کھڑ بوش مذہبی ایجنٹ آپے سے باہر ہو کر سر اپا عیظ
غضب بن جاتے ہیں اور نگرہ نگوٹ کسے خدا کے ذوالجلال کے خوف سے بے نیاز اور اپنے بے رونق سیاہ
چہروں پر عرق غضب کے قطرے لا کر مسلمانوں کو مشرک بنانے لگتے ہیں۔ اگر حضور ختمی مرتبت کی تعریف و ثنا
مشرک اور گاندھوی مولویوں کی تعریف تو حید ہے تو پھر ایک عام آدمی صرف یہی کہے گا

۷۔ اس زمیں پر کثردم وارڈ برسنے چاہئیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور دیوبند | یہ مسئلہ بھی سنگدل دیوبند نے اپنی ردائی تضاد بیانی اور سیاسی غرض
کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اس نام پر لاکھوں روپیہ چندہ بٹورا گیا۔ لیکن

سامنے صرف خود غرضی رہی حقیقت یہ ہے کہ انکار ختم نبوت کا فتنہ برطانوی استعمار کا خود کا شتہ پودا تھا۔
دیوبند کی طرح یہ فتنہ بھی انگریزی دور حکومت اور ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی سیاسی شکست کے بعد
پیدا ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوا اور مسی ۱۸۹۷ء میں آنجہانی ہوا۔ یہ کل ستر سال
بے تغیر کے مسلمانوں کی مستقل بد قسمتی بن گئے۔ علماء ربانی نے مرزا کے دعویٰ ہائے مسیحیت و نبوت کے پرچے
اڑائے۔ بد وقت حکم شرعی بیان فرمایا۔ کون نہیں جانتا کہ حضور قبلہ عالم گوڑھ دی، امیر ملت بہر سید جماعت علی قلم
صاحب علی پوری کے علاوہ یو۔ پی۔ سی پی اور وسیع ہندوستان میں پھیلے ہوئے علماء و راہنہ فی العلم نے برطانوی
استعمار کے پیدا کردہ اس فتنہ کے سامنے سد سکندری کی حیثیت اختیار کی۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

قائد تحریک محبت رسول حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، علمائے بدایوں، علمائے رام پور کے علاوہ پنجاب میں مشہور نفعت گوشتا مولانا حافظ مظہر الدین مرحوم کے والد ماجد مولانا نواب الدین رمداسی اور حضرت مولانا کریم الدین بھٹی جہلمی جنہیں آج ان کا دیوبندی صاحبزادہ خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر زبردستی دیوبندی ظاہر کر رہا ہے، نے قادیانی دجال سے مناظرے مباہلے اور مقدمے لڑے۔ لیکن باریک بین لگانے سے بھی اس حرماں نصیب گروہ کی قادیانی کی موجودگی میں کوئی خدمات نظر نہیں پڑتیں۔ میکدہ دیوبند کے سب سے بڑے ساتی مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں۔ جن کا انتقال ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ قادیانی سنہ ۱۹۰۷ء میں نبوت کا کھڑا کر چکا تھا۔ لیکن اب دو قطب الانشا، جس نے میلاد کی مٹھائی، امام حسین کی بیس، گیارہویں کے چاول حرام قرار دے دیئے تھے اور امکان کذب کا مسئلہ تراش کر اسماعیل دہلوی کے رسوائے زمانہ کتاب تقویت الایمان کا سب سے بڑا نقیب بنا بیٹھا تھا۔ اور مسلمانوں کو تھوک کے حساب سے مشرک گری کی بھیت چڑھا رہا تھا، نے اول تو قادیانی کے خلاف کہا کچھ نہیں۔ لدھیانہ کے علماء نے اگر کچھ کہا بھی تو ان سے اختلاف کیا۔ آخر گنگوہی صاحب کے مستند سوانح نگار مولانا عاشق الہی میرٹھی نے بقول کچھ کہا بھی تو یہ۔

سوال۔ ہرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات متعلق بہ وفات عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ ہیں۔ ظاہر ہے ہمیں اس مرزائی جماعت کا اپنی مساجد میں نہ آنے دینا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے تنفر رکھنا کیسا ہے؟۔
جواب۔ مرزا قادیانی گمراہ ہے، اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ اگر جماعت سے الگ رہیں اچھلے، جیسا رافضی خارجی کا حدار ہونا اچھا ہے۔ ان کی واہیات مست سنو اگر ہو سکے اس کو جماعت سے خارج کر دو۔ بحث کر کے ساکت کرنا اگر ہو سکے ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کو جواب دو۔ ہرگز فوت ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا آیات سے ثابت نہیں الحاح

دینی اداروں میں پڑھنے والا ایک ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ماننا فصوص صریحہ سے ثابت ہے۔ اور اس کا انکار کفر ہے۔ گنگوہی صاحب نے نہ تو مرزا کے مسئلہ ختم نبوت کو چھوڑا اور وفات عیسیٰ علیہ السلام پر بھی گمراہ کہنے پر اکتفا کیا۔ خدا جانے مرزا کی اور کافری کیلئے۔ یہ تو تھے گنگوہی صاحب۔ اب سینے تھانوی صاحب کی۔ آپ سنہ ۱۹۰۷ء میں فوت ہوئے۔ ہزار کتابوں کے مصنف بتائے جاتے ہیں۔ ان میں افاضات ایومیہ حبیبی رطب دیالسی سے بھرپور اور نشر الطیب حبیبی و قیغ کتابیں شامل ہیں۔ ان کا امداد الفتاویٰ بھی کئی جلدوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی جلد ثانی میں ایک فتاویٰ کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

سوال۔ متناکحت یا ہم ایسے مرد و عورت کی کہ ایک ان میں سے سنی حنفی اور دوسرا مرزا غلام احمد قادیانی کا

مستفاد اور متبع ہوں اور ان کے جملہ دعاوی اور الہامات کی تصدیق کرتا ہوں۔ جائز ہے اور اگر یہ دونوں یا ایک ان میں سے نابالغ ہو تو بولائیت والدین جو ایسے ہی مختلف العقیدہ ہوں کیا نکم ہے، امید ہے کہ تشریح و لبط سے جواب مرحمت ہو۔

الجواب :- مرزا کے بعض اقوال حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں مگر یہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی مستفاد خاص اس قول کی خبر نہ رکھتا ہو۔ اس لئے مرزا کا مستفاد ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ خاص اس کفر کا بھی مستفاد ہو۔ پس اگر یہ مرزائی خواہ مرد ہو اور عورت بالخصوص اس قول کفر کا بھی مستفاد ہو تو اس کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ مرزائی بالغ ہے تو خود اس کا عقیدہ دیکھا جائے گا۔ اور اگر نابالغ ہے تو اس کے ماں باپ کا عقیدہ دیکھا جائے گا۔ یعنی اگر ماں باپ دونوں مرزائی ہوں گے تو اس نابالغ کو مرزائی قرار دیں گے اور اگر ایک بھی غیر مرزائی ہے تو اس کو غیر مرزائی قرار دے کر یہ حکم مذکور ثابت نہ کریں گے۔ اور اگر یہ مرزائی خاص کسی ایسا مسد موجب کفر کا مستفاد نہیں تو مبتدع ہے اور حنفی سنی کا دیانت میں کفو نہیں۔ پس اگر یہ عورت ہے تو مرد سنی حنفی کا نکاح اس سے درست نہیں ہے۔ اور اگر یہ مرد ہے اور عورت شیعہ حنفیہ ہے تو اگر یہ عورت بالغ ہے اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا ہے تو نکاح ہو گیا اور اسی طرح اگر نابالغ ہے اور باپ دادا نے کر دیات بھی ہو گیا۔ اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا یا باپ دادا کچھ شفیق و خیر خواہ نہیں ہیں تو سوال میں اس کی تصریح ہونے سے جواب دیا جائے گا۔ فقط۔ لے

ملاحظہ فرمائیں حکیم الامت کی اگر مگر اور یہ ارشاد کی قادیانی کے بعض اقوال حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں یعنی کفر نہیں۔ یہ بھی صحیح کر کے کسی طریقے سے نکاح کا جواز تلاش کر لیا گیا۔ جبکہ پوری امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کے کفر پر متفق ہے لیکن خانوادہ دیوبند الفاظ کی مینا کاری اور توجیہات فقیرہ کے تو شر و سفاک اور انتہائی ظالم گروہ قادیانی کو قلمی پناہ دینے کے درپے ہے۔ یہ فتویٰ تقریباً ۱۹۱۸ء میں لکھا گیا۔ اس وقت قادیانی فوت ہو چکا تھا۔ جولائی ۱۹۱۸ء میں تھانوی صاحب کا وہ مشہور عالم رسالہ امداد چھپا جس میں ان کا کلمہ اور درود طبع ہوا۔ اس میں ایک خط ادب اس کا جواب پڑھنے کے لائق ہے۔ سوال :- جناب محمد منا مولانا عم فیوضہم و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمست نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جد امجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی صاحب مرحوم کا لڑکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں تصنیف فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے صاحب فضل اور دین کے پیشواؤں کو تو ہر وقت کی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر فرما کر دین متین کی اصلاح اور اس کی حفاظت میں پوری توجہ سے کوشش فرمانا فرض ہے خصوصاً ایسے نازک وقت میں جبکہ

اندرونی و بیرونی ہر طرح کے حملے زوروں پر ہو رہے ہیں یہی وقت ہے علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کا نظارہ دکھانے کا ہمارے اندرونی دشمن جو اسلامی پیرایہ میں درپردہ اسلام کی بیخ کنی کرنے میں پوری کوشش اور سرگرمی سے مصروف ہیں زیادہ خطرناک ہیں بہ نسبت بیرونی دشمنوں کے پھر جب تک ان کا متفقہ قوت سے مقابلہ نہ کیا جاوے اس وقت تک ان کا دفعیہ غیر ممکن ہے ایک دو آدمی کی توجہ اور کوشش سے کام نہیں چل سکتا چونکہ آنجناب کو اس طرف پوری توجہ نہیں ہے۔ اس لئے ان کی پوری حالت نہیں معلوم کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور غالباً مرزا کی کتابیں بھی ملاحظہ سے نہیں گذری ہیں ورنہ جناب کو معلوم ہوتا کہ اس نے درپردہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور مذہب اسلام کو بالکل اٹھا دینا چاہا ہے یعنی محمدیت کو اور اپنا مذہب یعنی بقول انہوں نے احمدیت مرناثیت کو پھیلاتا چاہا ہے اور یہی کوشش ان کی جماعت کی بھی ہے اس میں جان توڑ کوشش کر رہے ہیں ان کی طرف سے سینکڑوں مبلغین مرد و عورت صرف بہکانے پر مقرر ہیں اور تنخواہ پاتے ہیں تمام لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے صرف ہندوستان ہی میں نہیں افریقہ وغیرہ بلکہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا ہر شخص اپنے مذہب کے پھیلائے میں سرگرم ہے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سب اپنی حیثیت کے موافق چندہ دیتے ہیں جو لوگ امیر ہیں وہ سینکڑوں روپے ماہوار قادیان بھیجتے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں ایک تاجر ہے وہ قادیانی ہو گیا ہے بہت صرف کرتا ہے اس طرح اور بھی ہیں حیدر آباد میں اور سہارنپور کی طرف کوئی جگہ ساڈھو رہے وہاں کے مشائخ درپردہ قادیانی ہیں ان کے ماننے والے بہت ہیں اسی طرح ہر طرف یہ گمراہی پھیل رہی ہے اب فرمائیے کہ ہماری طرف سے اس کے مقابلہ میں کون کھڑا ہو گا۔ جو پوری کوشش و توجہ سے ان کا مقابلہ کرتا اگر اس طرف سے بھی پوری کوشش ہوتی تو آج گمراہی کی یہ حالت نہ ہوتی فلاں مولوی صاحب اور فلاں مولوی صاحب نے کچھ مقابلہ کیا وہ اپنی ذاتی غرض سے وہ بھی جب تک مولوی صاحب کا رسالہ اشاعت السنۃ لکھتا رہا اس وقت تک وہ کچھ اس میں لکھتے رہے وہ بھی تقریباً انہیں کی جماعت میں محدود رہا اس پر اس قدر قیمت رکھی گئی تھی کہ اس کو کوئی شائق بھی نہیں لے سکتا تھا یا مولوی صاحب نے اپنے اخبار میں کچھ مضمون لکھ دیا۔ یا بعض رسالے لکھ دیئے تو آپ ہی بتائیں کہ اس سے لوگ کہاں تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھر ان کے مقابلہ میں جن کی کوشش کا یہ حال ہو کہ ساڈھو ہزار خطوط و رسالے ماہوار مرزا کے وقت میں تمام میں شائع ہوتے تھے اور اب بھی بہت شائع ہوتے ہیں اور اب ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہے کہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا تحریف کر کے شائع کر رہے ہیں آپ ہی فرمائیے کہ ادھر کس عالم کو توجہ ہے جو اس فتنہ کی طرف متوجہ ہو بجز ہمارے جہاں مجاہد قبلہ عالم مدظلہ العالی کے مگر اب کچھ ایسی حالت رہتی ہے اور ضعف و نسیان غایت درجہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اب بہت مجبور ہو گئے ہیں اور کوئی معین و مددگار بھی نہیں جو کسی قسم کی مدد کر سکے اس وقت جناب کا اور حضرات علماء دیوبند کا بہت اثر ہے اگر آپ حضرات کی خاص توجہ اس طرف ہوتی تو لوگوں پر زیادہ اثر ہوتا اور لوگوں کو یہ خیال ہوتا کہ واقعی یہ فتنہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے اب تو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کے ہنگامے ہیں اس وجہ سے ہمارے علماء کو مدد کرنا پڑے گا۔

نے تو یہ فرما کر ٹال دیا کہ رسالہ الامداد سے مجھے کوئی تعلق نہیں علماء دیوبند نے اپنے رسالوں میں اس قسم کا مضمر لکھنے سے انکار کیا حالانکہ اس میں بھی آپ ہی کی سرپرستی لکھی ہے امداد الامداد آپ کے معتقدین کا ضروری ہے پھر یہ نامکن کہ آپ ان حضرات سے فرمائیں اور وہ انکار کریں مگر وہاں توجہ خاص کے بغیر کام چلتا نامکن ہے جب آپ ہی جیسے حضرات اس سے پہلو تہی فرمائیں گے تو پھر اسلام کا خدا ہی حافظ ہے جناب جدا مجد قبلہ عالم کا کام تو آپ حضرات کے گوش گزار کر دینا ہے اب جناب کو اختیار ہے اس فرض کو ادا کیجئے یا نہیں جناب قبلہ عالم کا کرامت نامہ بھی ملفوف بذیل ہے ختم نبوت کے بارے میں ادھر سے کافی بحث لکھی جا چکی ہے مگر ابھی ادھر سے ایک کتاب حقیقت ختم نبوت لکھی گئی جس کے دو حصے ہیں۔ مگر قادیانی ہم کو نہیں دیتے جو رسائل جناب کے ملاحظہ کے لئے بھیجے گئے ہیں اگر ان میں کوئی بات آپ کے خیال میں پسندیدہ نہ ہو تو اس سے ضرور عزت افزائی فرمادیں اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ ان میں کون سا رسالہ زیادہ مفید ہے اس ناچیز کو کانپور میں کئی مرتبہ ملازمت حاصل ہوئی ہے اور چند بار موعظ سننے کا موقع حاصل ہوا ہے مولوی صاحب مرحوم کے ایک صاحبزادے ہیں نام ہے مجھے امید ہے قوی ہے کہ اس کے حجاب باصواب سے عزت افزائی فرمائیں گے والسلام۔

جواب۔ جامع الفضائل والعلیہ مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ صحیفہ و محبت نے ممنون فرمایا آپ کا پورا پورا پتہ معلوم کر کے سرور ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو قاہری و باطنی برکات عطا فرمادے آپ کے صحیفہ کے دو جز ہیں ایک متعلق امراء کے اس میں تو ہم عزاء کا کچھ دخل ہی نہیں دوسرا طلباء کے متعلق وہ بیشک ہم لوگوں کے کرنے کا کام ہے اور فرض ہے مگر علی الکفایہ۔ لیکن اسی کی مثل اور بھی بہت کام فرض علی الکفایہ میں ظاہر ہے کہ ہر شخص ہر کام پورے طور سے نہیں کر سکتا بحر اس کے کوئی صورت نہیں کہ استہتام یا اتفاقاً کوئی کام کوئی کرے جب ایک یا دو شخص سے ایک کام میں کفایت ہو جاوے دوسرے سبکدوش ہو جاویں گے ظاہر اگر رد قادیانی میں رسائل کافی ہو چکے ہیں۔ اس لئے دوسروں کا ذمہ اب مشغول نہیں ہے لیکن آپ کو اس باب میں وسعت نظر زیادہ ہے اگر اب بھی کوئی خدمت ضروریہ رہ گئی ہو تو اس کو معین و متخص کر کے فرمائیں کیونکہ مبہم مضامین سے کشف حال نہیں ہوتا اگر وہ خدمت مقدور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ذمہ سمجھ کر انجام دیا جاوے گا باقی رہا مطبع کے مالکوں کا معتقدین سے ہوتا اور اس لئے میرے اذن کا لازم یا مستحسن ہونا یہ ایک نہایت ظاہری حکم ہے۔ تحقق کے بعد میرے اس دخل نہ دینے کو انشاء اللہ تعالیٰ ترجیح دی جاوے گی۔ مصالح اس قدر کثیر ہیں کہ تحریر میں گنجائش نہیں میں رسائل مرسلہ کے مطالعہ کی فکر میں ہوں وقت نہیں ملا لیکن بطرح بن پڑے گا دیکھوں گا اور دیکھ کہ جو رائے ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اطلاع دوں گا اس میں جتنی دیر ہوگی اس کا سبب تاخیر مطالعہ ہوگا باقی آپ کی دلسوزی و مشورہ خیر پر دل سے آپ کے لئے دعائے برکت کرتا ہوں والسلام مگر آنکہ ان رسالوں کے علاوہ اور رسائل رد قادیانی کے جو آپ کو معلوم ہوں ان کا نام و نشان فرمائیے تاکہ نگاہوں یا موجود ہوں تو عاریتہ دیدیئے ان سب کے مطالعہ میں شاید کوئی خدمت میرے ذہن میں بھی آجاوے۔ ۲۶/ شوال ۱۳۳۵ھ۔

یہ ہے تھانوی صاحب کی سادگی کہ وہ لاؤ قادیانیت کو فرض کفایہ قرار دیتے ہیں اور سائل بڑا شاطر معلوم ہوتا ہے کہ اس نے پورے دیوبند کا بھانڈا پھوڑ کر رکھ دیا۔ ایسے عالم میں ان حضرات کی رہنمائی، پار سائی، قیادت اور لیڈر شپ کو یہ نہیں کہا جائے گا؟

۱۳۱ کتاب الغراب امام قوم سیدہم طوبی الما لکین

ایک انکشاف

مکتبہ چٹان سے ایک کتاب یارانِ کہن جناب عبدالمجید سالک جو پنجاب یونیورسٹی میں صدر شعبہ صحافت جناب عبد السلام خورشید کے والد تھے، کے قلم سے چھپی۔ سالک صاحب کے والد بدقسمتی سے قادیانی تھے۔ سنی ۱۹۱۷ء میں جب قادیانی لاہور میں مرا تو عبدالمجید سالک نے اس کا جنازہ قادیان جانے کا منتظر لکھا۔ اور غضب ڈھا دیا اس بات پر کہ آنجنابی قادیانی کے جنازے میں دیوبندیوں کے امام احمد ابوالکلام آزاد بھی قادیانی کے کندھا دینے اور جنازہ اٹھانے والوں میں شامل تھے۔ سوئے اتفاق یہ کتاب شورش صاحب نے چھاپ دی۔ اب دیوبندی اصغر واکا پر نیچے جھاڑ کر سالک اور شورش کے پیچھے پڑ گئے چنانچہ شورش کے کہنے سننے پر سالک صاحب نے چٹان میں تردید شائع کر دی۔ اسی اثناء میں ضلع رحیم یار خاں کے ایک مشہور مصنف نے سالک صاحب سے اس مسئلے پر خط و کتابت کی۔ تو سالک صاحب نے انہیں لکھا کہ واقعہ تو دہری صحیح ہے کہ آزاد صاحب نے جنازے میں شمولیت کی چنانچہ سالک کا یہ خط ”نوازش نامے“، نامی کتاب میں شائع ہو گیا۔ اس کی ضروری تفصیلات خطوط کے پروف لاہور کے مشہور شاعر اور مصنف راجا رشید محمود کے پاس موجود ہے عنقریب! اس کو اب و کتاب سے شائع کر رہا ہے۔ یہ حضرت ابوالکلام ہندوستان کے وزیرِ تعلیم، قائدِ اعظم کے نزدیک شوبوائے۔ لیکن ایم او متھائی پرسنل سیکرٹری پنڈت نہرو کے نزدیک وہ کیا ہیں۔ مولانا آزاد نے ”انڈیا ٹریفر فریڈم“ میں لکھا ہے کہ جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پہلی حکومت تشکیل ہوئی، تو گاندھی جی نے اصرار کیا تھا کہ آزاد وزارتِ تعلیم لیں، کیونکہ یہ شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ سراسر اغلط ہے۔ گاندھی جی پیر کے روز چپ کار وزہ رکھ کر تے تھے اور اس دن پیر ہی تھا جب انہوں نے استعمال شدہ لفافے کے اندرونی حصے میں نہرو کو ذاتی خط لکھا جس میں مشورہ دیا گیا تھا کہ مولانا آزاد کو وزیرِ تعلیم نہ بنایا جائے۔ کیونکہ گاندھی جی کو یقین تھا کہ مولانا تعلیم کا ستیا ناس کر دیں گے۔ گاندھی جی نے مزید تحریر کیا تھا کہ مولانا کو کابینہ میں بطور وزیرِ بحکمہ شامل کرنا چاہیے، تاکہ مولانا ایک بزرگ سیاستدان کے طور پر کام کریں نہرو، گاندھی جی کی خواہش کو عملی جامہ پہننا سکے، کیونکہ مولانا نے ”تعلیم یا کچھ نہیں“ کا رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ گاندھی جی کا مذکورہ ذاتی خط ان قدیم تاریخی دستاویزات کے محافظ خانے میں موجود ہے جو میں نے بڑی محنت سے ۱۹۴۷ء سے جمع کرنا شروع کر دی تھیں، اور وزیرِ اعظم ہاؤس جسے اب ”موتی ہاؤس“ کہا جاتا ہے میں چھوڑ آیا تھا۔ ضنائیہا بھی عرض کر دیا جائے کہ بطور وزیرِ تعلیم گاندھی جی کی جگہ انتخاب ڈاکٹر حسین پرپڑی تھی۔

اب خوبرو، بارعب، تقدس مآب ہستی جو اپنی صاف مونچھوں اور ترہی ڈاڑھی اور لمبی ترکی ٹوپی کے باعث مزید بکھر

ہو گئی تھی، اور کوثر و نسیم میں دھلی اردو زبان میں خطاب کرتی تھی، مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان بھی ہو جائے۔ پارلیمنٹ میں کم ہی تقریر کرتے تھے، مگر جب بھی انہیں پارلیمنٹ میں تقریر کرتا ہوتی تھی، لوگ بھاگم بھاگ آتے تھے اور جگہ نہ ملتی تھی جہاں تک ان کی تقدس مآبی کا تعلق ہے وہ مذہب اسلام کے متعلق ان کے وسیع علم اور ان کی شہرہ آفاق تفسیر قرآن تک ہی محدود ہے۔ اس کے علاوہ تودہ دینوں انسان تھے۔ اور زندگی کی اچھی چیزوں سے پیار کرتے تھے۔

۱۹۴۵ء میں جب جیل سے رہا ہوئے تو اخلاق و مذہب میں سخت محتاط بعض لوگوں نے گاندھی جی کو رپورٹ دی کہ مولانا جیل میں باقاعدگی کے ساتھ شراب پیتے رہے ہیں۔ رجکاری امرت کورنے مجھے بتایا کہ جیل سے رہا ہونے کے بعد جب ان کی مولانا سے اولین ملاقات ہوئی، تو گاندھی جی نے مولانا سے دریافت کیا تھا کہ آیا آپ شراب پیتے ہیں، مولانا نے مذکورہ رپورٹ سے انکار کیا تھا، تاہم گاندھی جی کے ذہن میں شک کا شائبہ موجود رہا۔

۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء کو جب کہ کانگریس کی مجلس عاملہ برطانوی کینٹ مشن کی تجاویز پر ابھی غور کر رہی تھی۔ گاندھی جی کو اطلاع ملی کہ مولانا نے، جو ان دنوں کانگریس کے صدر تھے، انہیں یا مجلس عاملہ کو بتائے بغیر کینٹ مشن کو ایک خط لکھا ہے۔ اس خط کا مسودہ ہمایوں کبیر نے تیار کیا تھا۔ فرقہ وارانہ مسائل کے حل کے سلسلے میں مولانا کو لپٹاؤ کینٹ مشن کے خیالات میں ہم آہنگی نظر آئی تھی۔ مولانا کے نزدیک اس مسئلے کا حل یہ تھا کہ وقافی طرز حکومت ہوں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری حاصل ہو اور مرکز کے پاس صرف دفاع امور خارجہ اور مواصلات ہوں، کینٹ مشن کو اپنے مشکل کام سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مولانا کی ذات میں ایک ہم خیال شخص نظر آیا۔ اپنے پرائیویٹ خط میں مولانا نے کینٹ مشن سے کہا تھا کہ وہ گاندھی جی کی ذات یا مشن کی تجاویز کے متعلق گاندھی جی کے حکوک و شبہات کا زیادہ فکر نہ کرے۔ گاندھی جی کی فرمائش پر سدھیر گوش کینٹ مشن سے مولانا کا خط عاریتاً حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جو نہی گاندھی جی نے اس خط کو پڑھ کر اپنے سامنے پڑے ہوئے چھوٹے سے پست قامت ڈلیک پر رکھا۔ مولانا پہلے سے مقرر کردہ ملاقات کے لئے آگئے۔ رجکاری امرت کورنے جو قریب ہی ایک پردے کے پیچھے بیٹھی بات چیت سن رہی تھی۔ مجھے ایک مدت بعد بتایا کہ گاندھی جی نے براہ راست سوال کیا کہ آپ نے کینٹ مشن کو موجودہ مذاکرات کے متعلق کوئی خط لکھا ہے۔ مولانا نے صاف انکار کر دیا۔ گاندھی جی کو اس دروغ گوئی پر سخت تعجب اور غم ہوا۔

ایک اور واقعہ سنئے معلوم ہوا کہ ۲۲ جون ۱۹۴۶ء کو مولانا فالشرائے لارڈ ویول کو ایک پرائیویٹ خط تحریر کیا تھا۔ جس میں انہوں نے بطور صدر کانگریس یقین دہانی کرائی تھی کہ میں عبوری حکومت کی فہرست میں کانگریس کی طرف سے کسی مسلمان کا نام شامل نہ ہونے سے دل کا اور اگر نام تجویز ہوا، تو میں اسے قبول نہ کروں گا۔ یہ خط بھی ہمایوں کبیر نے تیار کیا تھا۔ اس سے نہ صرف گاندھی جی اور نہرو بلکہ مجلس عاملہ کے دیگر ارکان بھی مضرب ہو گئے تھے۔ پھر مولانا اور دیگر اصحاب حالات کے آگے بے بس ہو گئے اور نہرو نے مولانا کی جگہ کانگریس کی صدارت سنبھال لی ۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء کو قائم ہونے والی عبوری حکومت میں نہرو نے تین مسلمان شامل کر لئے اور تب مولانا کے پاس عبوری حکومت سے الگ ہونے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار ہی تھا

میں نے متعدد دیگر ابواب میں بھی مولانا کا ذکر کیا ہے۔ ملتقم المزاج شخص تھے، وہ کرشنا مینن کے سخت مخالف تھے۔ اس کی مخالفت کی اصل وجہ یہ تھی کہ جب مولانا لندن کے دورے پر تھے، تو وزیراعظم نے انہیں ہائی کمیشن کے توسط سے ایک خفیہ تار ارسال کیا تھا جو لندن پہنچنے کے "صرف" سات یوم بعد مولانا تک پہنچا یا گیا۔ علاوہ ازیں کرشنا مینن کا اس میں کوئی نقصان نہ ہوتا، اگر وہ مولانا کے لیے "روحانی غذا" کا بندوبست کر دیتا۔

ایک بار جب مولانا جرمنی گئے، تو وہ کولون کے سفارت خانے میں سیرائے، سی، این، انبیاس کے مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے۔ انبیاس حیرتوں تک کا خیال رکھتے والا اور مہمان نواز تھا۔ اور اسے مولانا کی عادات اور ان کے ذوق کا علم تھا۔ اس نے مولانا کے کمرے میں ایک چھوٹا سا میکہ قائم کر دیا۔ جس میں دھسکی، برائڈی، موئے سفید شراب، لائی شراب اور فرانسیسی پکین یا فراطھیا کر دی گئیں۔ مولانا جب غیر ممالک میں ہوتے تھے۔ تو ٹیلیفون کو یا مخصوص پسند فرمایا کرتے تھے۔ انبیاس پر یہ حقیقت کھلی کہ مولانا کو بوتلوں کے نرخے میں۔ کمرے میں اکیلے رہنے دیا جائے تو وہ بہت غور و خیر کرتے ہیں۔ انبیاس کو صرف ایک شکایت تھی اس نے کئی اہم جرمن افراد کو جن میں وزیر اور دیگر معزز ہستیوں شامل تھیں ایک دعوت میں لایا جو مولانا کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ دعوت ختم ہوتے ہی۔

مولانا غائب ہو گئے اور اپنے کمرے میں اکیلے شراب پیا کئے۔ ایسا ہی ایک واقعہ بعد میں لندن میں پیش آیا تھا۔ مولانا ہائی کمیشن کی رہائش گاہ پر وجے لکشی پنڈت کے مہمان کی حیثیت سے قیام پذیر تھے۔ سرنپنڈت نے مولانا کے اعزاز میں کھانا دیا۔ جس میں سرانٹھونی ایڈن ماؤنٹ بیٹن اور متعدد دیگر معززین مدعو تھے۔ جو نہی دعوت ختم مولانا پیپے سے غائب ہو گئے اور ان کی روانگی کسی کے نوٹس میں بھی نہ آئی۔ تھوڑی دیر بعد ایڈن اور دیگر اصحاب نے پوچھا کہ مولانا کہاں ہیں۔ سرنپنڈت نے خفت مٹانے کی خاطر ڈپلومیٹک سفید جھوٹ بول دیا۔ ورنہ حق بات تو یہ تھی کہ عین اس وقت مولانا اپنے کمرے میں بیٹھے شہین کے جام چڑھا رہے تھے۔

دلی میں مولانا نے کبھی کسی ڈنر پارٹی میں شرکت کی۔ غیر ملکی اہم شخصیتوں کے اعزاز میں دی جانے والی صرف دوپہر کی دعوتوں میں وہ وزیراعظم ہاؤس آجایا کرتے تھے۔ کابینہ کے اجلاسوں میں بالعموم شام پانچ بجے یا اس کے بعد ہوتے تھے، مولانا چھ بجتے ہی اٹھ کر رخصت ہو جاتے اور اس بات کی پرواہ نہ کرتے کہ موضوع زیر بحث اہمیت کے لحاظ سے کسی قسم کا ہے اور پھر وہ دھسکی سوڈا، بیرف اور کوسوں کی ایک پلیٹ کے سامنے جا براجمان ہوتے شراب نوشی کے عالم میں فقط چند افراد ان سے ملاقات کر سکتے تھے۔ ان لوگوں میں نہرو اور ادنا آصف علی ہمایوں کبیر اور مولانا کا ایک چیتا پرائیویٹ سیکرٹری شامل تھے۔ نہرو کو شمش کرتے تھے کہ مقام کے وقت مولانا سے ملاقات کی جائے۔ کبھی کبھار اشد ضروری کام پڑنے پر ملاقات مستثنیات میں شامل تھی۔

ایک روز مولانا کا چیتا پرائیویٹ سیکرٹری مجھے پرائیویٹ طور پر ملنے آیا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے مولانا کے بارے میں سخت فکر لاحق ہو گئی ہے۔ کیونکہ مولانا اب ہر شام دھسکی کی ادھی بوتل پینے لگ پڑے ہیں۔ وہ اکثر گر پڑتے ہیں۔ ان کی پست پر بھی چوٹ آئی ہے جہاں ٹیل پلیٹ روپات کی پلیٹ، لگانا پڑی۔ اس وقت سے مولانا صاحب

شام کو شراب پی کر اٹھتے ہیں۔ انہیں ایک مضبوط و تو مند ملازم سہارا دیے رکھتا ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری کچھ سے کہنے لگا کہ مولانا صرف ایک شخص کی بات مانتے ہیں اور وہ ہے وزیر اعظم۔ اس نے دریافت کیا: کیا پنڈت جی مولانا کو شراب کم کرنے کا مشورہ نہیں دے سکتے، میں نے اس کی تجویز وزیر اعظم تک پہنچانے کا وعدہ کر لیا۔ جب میں نے بہرہ سے بات کی تو مجھے مسکراہٹ کے علاوہ اور کوئی جواب نہ ملا۔ ۱۹۷۲ء جنوری سے مفت مذہب اسلامی چھوڑ کر۔ حیدر شاہ ۴۴

اس حوالہ کو پڑھ لینے کے بعد کون عقل مند ہے جو محض الفاظ پر توجہ دے والوں کو امام الہند کے خطاب دیتا ہے خیرات ہو رہی تھی مسئلہ ختم نبوت کی۔ حقیقتاً دیوبندی جماعت نے ۱۹۲۵ء کے بعد اس مسئلے پر محض سیاسی آویزش کی بنا پر تاجنا کو دنا شروع کیا۔ چنانچہ مرزا جانا بزاز کی "حیات امیر شریعت"، اور شورش کا خمیر کی "سید عطاء اللہ شاہ بخاری"، اس کی شہادت دیتی ہیں۔ جہاں تک پاکستان کی قومی اسمبلی کا تعلق ہے، دیوبندی حضرات اس میں بھی نہ مسئلہ نہ اٹھا سکے۔ ۱۹۴۹ء کا دستوری مسودہ، ۱۹۵۶ء

ایک شرمناک حقیقت | ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء کی آئین سازی میں دیوبندی اکابر مولانا شبیر احمد عثمانی سے لے کر مفتی محمود تک شریک رہے ہیں۔ یہ لطیفہ ملکہ ایک شرمناک حقیقت جو بدی ظہور الہی مرحوم نے بیان کی اور جس کو وہ دم آخر تک مفتی محمود سے سیاسی اتحاد کے باوجود اپنی محفلوں میں بیان کرتے رہے۔ کہ محترمہ فاطمہ جناح کے مقابلہ کے لئے جیب ایوب خان نے ۱۹۶۲ء کے آئین میں ترمیم کرنا چاہی تو مفتی صاحب نے ایک لاکھ روپے میں اپنا ووٹ فروخت کیا۔ بہر حال قومی اسمبلی کی کارروائی میں ۲۲/اپریل ۱۹۷۳ء تک کسی دیوبندی کی کوئی تقریر موجود نہیں۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت اٹھایا گیا ہو۔ چونکہ مفتی صاحب کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے چند سطور میں ان کا ذکر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ذکر مفتی محمود کا

مجھے کچھ کالعدم قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود اکیا سٹو برس کی عمر میں مؤخرہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز منگل کراچی میں وفات پا گئے۔ ان کی شخصیت ملک کے تمام سیاسی اور مذہبی حلقوں میں معروف ترین شخصیت تھی۔ اپنی گونا گوں اور بوقلموں خصوصیات کی بنا پر ہر حلقے میں اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ اعتقادی طور پر ان کا تعلق دیوبندی مکتبہ خیال اور سیاسی طور پر قوم پرست علمائے حق تھا۔ وہ دینی علوم کی تدریس میں خاصے شہرت یافتہ تھے۔ فقہ، حدیث اور تائید بیان کا چرچا تھا۔ بایں ہمہ وہ قومی شہرت کے حامل کوچہ سیاست سے ہونے والے انہوں نے تقریباً پاکستان سے واضح اور شدید اختلاف رکھنے کے باوجود پاکستانی سیاسیات میں بہت کردار ادا کیا۔ مجبوراً وہ ناگوئی سمولی بات نہ تھی لیکن مفتی صاحب نے اس سے خاصا سیاسی معرکہ رچایا۔ انہوں نے اپنی جماعت کو سیاسی بنیادوں پر مستحکم کیا۔ اگرچہ ان کی جماعت کے سربراہ مولانا عبداللہ درخواستی خالص غیر سیاسی شخصیت ہیں۔ لیکن یہ بھی مفتی صاحب کی سیاست تھی کہ بقول کسے اہلبیان مسجد کو دانش گاہ سیاست میں گینچ

لائے۔ مفتی صاحب سے ہزار اختلاف کے باوجود یہ بات تو ہر حل تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ وہ انتہائی محنتی پارلیمنٹریس، جد مسلسل کے ٹھوگر سیاسی راہنما تھے۔ انہوں نے اجتماعی سیاست میں خاصی عمر گری دکھائی اور یادش بخیر قومی اتحاد کے یوم ولادت سے لے کر ایڑی گھسیٹ لٹحات موت تک اس کی صدارت پر فائز رہے۔ قومی اتحاد کی صدارت کا کب اُخروقت تک سنبھالے رکھا۔ مفتی محمود ڈھیلا ڈھالا لباس، بھاری کم چٹہ اور سادہ عادات کی بنا پر ایک مثال سمجھے جاتے تھے۔ ہمارے سامنے ان کی سیاسی زندگی ہے۔ اس کے مختلف اُوراق لالہ و گل بھی اور خار و خش بھی ہیں ان میں نرمی بھی اور گرمی بھی۔ کہیں روشنی کی کرن پھوٹتی نظر آتی ہے تو کہیں شب بیلہ کا ہوناک تسلط۔ دراصل سیاسی شب و روز عموماً تضاد اور ارتباط کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ لیکن قائد اعظم کا سیاسی عقیدت کیش اس مسئلہ پر غور کرتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ سیاست نام ہے تضاد اور جھوٹ پاک حکمت عملی کا۔

مگر مفتی صاحب نے چالیس سال قبل نظریہ پاکستان کی کٹر دشمن جماعت جمعیت علماء ہند کے سیاسی بلیٹ فارم سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ اور تادم مرگ اس جماعت کے فلسفہ وارث رہے۔ انہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا کفایت اللہ دہلوی، مولانا احمد سعید دہلوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی سے جو سیاسی سبق پڑھا تھا۔ آخر وقت تک اسی کے نقیب ثابت ہوئے۔ پاکستان کے نقیب و فراز میں عملی طور پر انہیں داخل ہونے کا موقع ۱۹۴۲ء کے بعد حاصل ہوا۔ جب کہ وہ ایوب خاں کے بی۔ ڈی نظام کے ذریعے منتخب ہو کر اسمبلی میں پہنچے۔ ایوب خاں نے ۱۹۵۶ء کے دستور کے تحت حلف وفاداری لکھا تھا اور پاکستان کی بری افواج کے کمانڈر انچیف کی حیثیت سے اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی تھے۔ لیکن کچھ تو ایوب خاں کی ہوس اقتدار اور کچھ سکندر مرزا کی حماقتوں کی بنیاد پر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ پاکستان میں پہلا باقاعدہ مارشل لاء نافذ ہوا۔ ایوب خاں نے بریگی کی قوت سے خائف ہوتے ہوئے عوام کو بے شعور ہونے کی گالی دی۔ اور بی۔ ڈی نظام تو لے لیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سیاسی راہنما یوم اول ہی سے اس غیر جمہوری اور آمرانہ اقدام کا مقابلہ کرتے لیکن قومی اسمبلی کی گڈ آر سیٹ، ایم۔ این۔ اے کے مالی حقوق، شہرت کا مضبوط زینہ بڑے بڑوں کو اپنے ساتھ بہا لے گیا۔ مفتی صاحب بھی سلامت نہ رہ سکے۔ اور وہ بھی اسی نظام کی بدولت قومی اسمبلی میں براجمان ہوئے۔ یہ دلیل تھی اس بات کی کہ ان کی ذہنی آبیاری جمہوری بنیاد پر نہیں ہوئی اور نہ عوام میں رہنے والا سیاسی راہنما اس طرح کی غیر عوامی حرکت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے نہ صرف قومی اسمبلی کی سیٹ حاصل کی بلکہ ایوب خاں کے بتائے آئین میں ایک بے جواز ترمیم کو ووٹ دے کر اس ملک کو گردن پر سٹپ ہوئے میں مدد دی۔ ارباب دانش و بینش جانتے ہیں کہ ۱۹۶۲ء کا دستور غلامان سیاستدان ذوالفقار بھٹو کا تصنیف کردہ تھا۔ بھٹو صاحب نے اس آئین میں اپنے ڈیڈی کو گھنٹہ گھر بنا کر بیٹھایا۔ جمہوریت کا کلا گھونٹا گیا، بنیادی حقوق کو ایک آمر کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ مگر مفتی صاحب نے اس طرح کے غیر جمہوری اور آمرانہ دستور کو قبول کیا اور اس کے تحت حلف اٹھایا جو ہماری تاریخ کا ایک ”نظیم المیہ“ ہے۔ چوہدری ظہور الہی مرحوم آخر وقت تک ڈنگے کی

جوت بکتے رہے کہ مفتی محمود نے ایوب خان کو ووٹ ایک لاکھ روپے نقد چہرہ شاہی کے عوض دیا تھا، مسلمان
 انہیں کا عدم جماعت اسلامی کے و باڑی سے ایم۔ این۔ اے چوہدری عبدالرشید جو رائیں بیلادری کے فرزند تھے
 اور دولتانہ کے لکڑن پلان کی بنا پر ممبر منتخب ہوئے تھے تھے بھی پاکستان میں سیاسی فروختگی کا آغاز کیا۔

مفتی صاحب نے اس کے بعد بھی مسلسل ایسے اقدامات کئے، جن میں کم از کم جمہوریت کا رفرمانظر نہیں آتی۔
 انہوں نے ایوب خان کے خلاف مادر ملت کی حمایت نہ کی۔ بلکہ آخر وقت تک اپنے امیدوار کھر کر نیکار چھانکے رہے۔
 قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا نام لیا جاتا رہا اور آخر میں "عودت کی صدارت کے شرعی حکم کی آٹے کر
 ایوب خان کی بلا روک ٹوک حمایت شروع کر دی۔ اور ایوب خان کے وزیر قانون شیخ خورشید احمد جو تک
 دیوبندی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے مفتی صاحب ان کی جماعت اور شور و ش کا شمیری کو ایوب خان
 کا خاصا قرب حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد ایوب خان کی گول میز کانفرنس میں بھی مفتی صاحب کا کردار ہمیشہ بحث و نظر کا
 مرکز بنا رہا کہ انہوں نے جمہوری مجلس عمل کے آٹھ نکات کی تصنیف میں اسلامی نظام حیات کا نام نہ لیا صرف
 پیرٹی کے خاتمے اور براہ راست انتخاب پر زور دیتے رہے۔ مولانا مودودی بھی ان کے شریک سفر رہے لیکن جب
 کانفرنس روم میں پہنچے تو تمام راہنما اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے۔ مجیب چھ نکات، ولی خان سیکورازم۔ نواب زاد
 نصر اللہ جمہوریت۔ مولانا مودودی طے شدہ آٹھ نکات اور مفتی صاحب اسلامی نظام کی بات کرنے لگے۔ اس
 پر مودودی صاحب اور مفتی صاحب کے پیروکاروں میں کئی مرتبہ گریبان چاک اور دھینگا منشتی کے واقعات بھی ہوتے
 تھے۔ اسی کا مظاہرہ ختم جوت ۱۹۷۴ء کی تحریک میں مولانا مودودی کی تقریر کے دوران مفتی صاحب کی تشریف
 آوی پر شاہی مسجد میں ہوا۔

علاوہ انہیں بھی مفتی صاحب کی سیاست جمہوریت سے گریزاں رہی اس کے شواہد پاکستان کے چتے چتے
 میں بکھرے پڑے ہیں۔ جن میں سے کچھ کا تذکرہ سطور بالا میں ہو چکا۔ یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ مفتی صاحب
 نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمہوری قوتوں اور اسلام دوست جماعتوں سے الگ کمیونسٹوں اور سیاسی فٹامیوں
 کو شرعی آب و دانہ مہیا کیا۔ تمام مکاتیب فکر کے علماء نے سوشلزم کے آمرانہ نظریے کو شرعی کسوٹی پر کس
 کر مسترد کر دیا۔ اور بھٹو کے ابھرتے ہوئے فتنے کے مقابلے میں ایک سٹیج پر جمع ہوئے۔ جن میں مولانا احتشام الحق تھانوی
 بڑے نمایاں انداز میں اُھرے۔ بریلوی، دیوبندی، خلیفہ، جماعت اسلامی غرضیکہ سب مکاتیب فکر اس فتنے
 کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ لیکن مفتی صاحب کا وزن بھٹو کے پڑے میں گیا اور ۱۱۳ علماء کے علم و فضل، قہاست و
 صلابت، دانش و دیانت مفتی صاحب کے نزدیک سراپا جہالت بن گئی۔ مفتی صاحب نہ تو چلمن میں چھپے اور نہ
 ہی صاف نظر آئے۔ بلکہ دورویہ پالیسی سے دینی قوتوں کا زور کم کرتے رہے۔ بھٹو سے اتحاد کی بیاڑ کوشش
 کے باوجود اس فتنہ سلاں کو ختم کرنے میں نہ اتار سکے۔ بجایہ ممکن بھی کہاں تھا کہ ایک خراباتی، دھوکے باز، بھلا
 شب زندہ داروں سے ہم آغوشی کرتا۔ بجایہ کیسے ممکن ہے کہ مسجد سے بھگتی میکرہ کرے۔ لیکن مفتی صاحب

کی دہی غیر جمہوری سوچ یہاں بھی پھیلن دے گئی۔ اور انہوں نے شوقِ گل بوسی میں ان کانٹوں پہنچا دیا رکھ دی۔
آخر کار وہی بھٹو حضرت مفتی صاحب کے مقابلے میں خنجر کھڑا ہوا۔ سو اس طرح مفتی صاحب کا یہ عالم تھا۔

۳۔ نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم!!

نہ اُدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دینی قوتوں کو بے انتہا نقصان پہنچا۔ شرافت بہر بازار پٹ گئی۔ شرفاء مٹ چھپانے لگے۔ ملک کے دونوں
حصوں میں علاقائی جماعتیں اور لیڈ شپ ابھری۔ غنڈے، شرابی، بدکار، وطن دشمن، خود فروش۔ سیاہ باطن و سیرکاز
اور جاوید شرم کے دشمن بازاروں میں دم دمانے لگے۔ بھٹو اور نجیب کی لڑائی کا نتیجہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی برآمد
ہوا۔ اگر مفتی صاحب اس وقت جمہوری سوچ کو بروئے کار لاتے تو بھٹو جیسے آمر کو اس طرح کی تقویت نہ مل
سکتی۔ مزید افسوس یہ ہے کہ ملتان میں بھٹو نے انتخابی عوام کا اعلان کیا تو وہاں کے شہریوں نے پیر طریقت

حضرت مولانا حامد علی خاں کو اس کے مقابلے میں اپنا امیدوار نامزد کیا۔ جماعت اسلامی نے مولانا حامد علی خاں سے
لا تعداد فکری اختلافات کے باوجود امیدوار واپس لے لیا۔ مسلم لیگ کے سارے گروپ، نوابزادہ نصر اللہ
کی جماعت، جماعت اہل حدیث حتیٰ کہ ولی خاں اور نجیب کی جماعتوں نے بھی مولانا حامد علی خاں کی حمایت
کی۔ لیکن حضرت مولانا مفتی محمود یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔ اور انہوں نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ

سے محروم ایک رکن بابو پرویز الدین انصاری کو کھڑا کر دیا۔ جس سے دائیں بازو کے ووٹ تقسیم ہو گئے۔ اور بھٹو
کا اثر۔ مولانا حامد علی خاں کی خیر سے بازی لے گیا۔ اگر مفتی صاحب کی سیاسی سوچ جمہوری ہوتی تو آمریت کی اس اٹھی
غار کا ساتھ نہ دیتے۔ انہی انتخابات میں بھٹو پنجاب سے ملتان میں مولانا حامد علی خاں اور لاہور سے حکیم مشرق۔
دانا سے خودی، ترجمان الینا حضرت علامہ اقبال کے فرزند دلبند کو شکست دے کر کامیاب ہوا۔ اس موقع
پر شورش کاشمیری نے پنجاب سے شکوہ کرتے ہوئے ایک نظم کہی، جس کا ایک شعر یہ ہے

۴۔ ہر گپ لاہور میں اقبال کا لخت جگر

پٹ گیا پنجاب میں اسلام تیرا شکریہ

لاڈکانہ اور سندھ نے بھی اس کو تمغہ کامیابی دیا جبکہ خود مفتی محمود صاحب کے مقابلے میں ہار گیا۔ مفتی صاحب
کی سیاسی زندگی میں یہ کرپٹ انہیں بہر حال جاتا ہے۔ لیکن بعد میں مفتی صاحب کا طرزِ عمل پھر وہی جمہوریت کے منافی،
آمریت کا نچوگر ثابت ہوا۔

سو یہ سرحد میں صوبائی اسمبلی کا ایوان کل۔ ہم ارکان پر مشتمل تھا۔ اس میں گیارہ نشستیں صیب، سپریم قیوم گڑگڑ
ہ مفتی صاحب کی ان نشست کنونشن لیگ، ہر پیپلز پارٹی اور ایک خیر سے مولانا مودودی کے تناور درخت
طرزِ فکر کے لحاظ سے مضبوط ترین جماعت، اسلامی فکر کی تبلیغ و ترجمانی کی واحد اجارہ دار یا دش بخیر جماعت اسلامی کہ
حقے میں آئی۔ امداد ایک لڑا۔ غور فرمائیے کہ مفتی صاحب کا ووٹ ایک پریشروٹ تھا۔ دونوں بڑی جماعتوں

مسلم لیگ قیوم گروپ اور نیشنل عوامی پارٹی ولی گروپ نے مفتی محمود صاحب کو دعوت اتحاد دی۔ دونوں جماعتوں نے مفتی صاحب کی شرائط کو تسلیم کر لیا۔ لیکن مفتی صاحب نے اپنے پڑا تے فکری ہمسفر عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی کے بیٹے ولی خاں سے سیاسی یا رمانہ گانٹھا۔ جب کہ وہ علماء کو اپنے دروازوں سے ٹکڑے کھانے کی گالی دے چکا تھا۔ مفتی صاحب نے اُسی سے اتحاد کیا اور بھٹو کی روایت کے عین مطابق جب کہ وہ صوبائی اسمبلی کے رکن نہ تھے، صوبہ سرحد کی وزارت علیا پر براجمان ہو گئے۔ اس سے قبل انہوں نے دسمبر میں بھٹو سے اتحاد غلطہ کیا۔ جس میں ولی خاں کی نیپ، مفتی صاحب کی جمعیت اور بھٹو صاحب کی پیپلز پارٹی شامل تھیں۔ مارشل لا کو چھ مہینے تک حوالہ کی سند عطا کی۔ اگر مفتی صاحب، ولی خاں اور بھٹو جان بے چارہ کی جمہوریت کے ساتھ کچھ تعلق رکھتے تو جمہوریت کے مخالف مارشل لا کی ٹوٹی کیوں استعمال کرتے۔ ہماری سیاست کے عجوبہ روزگار بزرگ میل محمود علی قصوری نے بھٹو کے مارشل لا کو عوامی مارشل لا کہا اور مفتی صاحب نے اس معاہدے سے اُسے عملاً اسلامی مارشل لا فرما دیا۔ حضرت مفتی صاحب صوبہ سرحد میں برسرِ اقتدار آنے کے بعد پاکستان کے کھلے دشمن سرحدی گاندھی عبدالغفار خاں کو کابل سے پاکستان لائے۔ طورخم کی سرحد پر سرکاری اعزاز سے استقبال کیا۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ جناب چوہدری قہور الہی مرحوم اور نہایت شریف سیاستدان نوابزادہ نصر اللہ خاں کا حقہ اور ملازم فرید بھی نوابزادہ صاحب کے ساتھ شامل استقبال تھے۔

حضرت مفتی صاحب کے دورِ وزارت میں ان کے فکری مخالف صوبہ سرحد کے اکثریتی طبقہ وجود اور اقلیتی سیاست پر مبنی بریلوی مکتبہ فکر کو سخت امتحان سے گزرنا پڑا۔ ان کے دورِ حکومت میں پورے صوبہ سرحد میں کوئی نئی بریلوی ایک بھی جلسہ نہ کر سکا۔ اور مفتی صاحب نے سرکاری ملازمتوں میں قادیانوں کی ایک بڑی کھیپ بھرتی کی۔ اس میں کوئی ایک گنا بریلوی بھی بار نہ پاسکا۔ سیاسی انتقام کی اتہا اس وقت ہوئی جب ڈیرہ اسماعیل خاں کے مرنے پر بریلوی خطیب صاحب قاضی عزیٰ الرحمن کو صوبہ سرحد پر دیا گیا۔ لیکن کوشش کے باوجود حضرت مفتی صاحب کے دل میں ان کے لئے نرمی کی کوئی ایک کرن بھی نہ پھوٹ سکی۔ بریلویوں کی نائنہ سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان کی تمام سرگرمیاں جامد کر دی گئیں اور مولانا شاہ احمد نورانی کو صوبہ سرحد کا کوئی ایک دورہ بھی نہ کرنے دیا گیا۔ بلکہ یہ افسوسناک واقعہ مفتی صاحب کے دورِ حکومت ہی میں ہوا کہ مولانا شاہ احمد نورانی پشاور میں یکہ فوت کے مدد سے غوثیہ میں خطاب فرمانے حضرت مولانا بابر بخش صاحب کی دعوت پر پشاور ایئر پورٹ پر اترے تو پولیس نے انہیں حراست میں لے لیا اور حسن ابدال لا کر چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کی بندوبست مفتی صاحب نے وفاقی حکومت کے گاندھی پر رکھ دی۔ اسی دور میں صوبہ سرحد میں دیوبندی مکتب فکر کے مدارس کو بے تحاشہ طور پر فراہم کی گئی۔ ان سب واقعات سے جہاں سیاسی طور پر ان کی غیر جانبداری مجروح ہوتی ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کم از کم اپنے عقیدہ اور مسلک میں بڑے مخلص اور سچے وفادار تھے۔ انہی کا دور صوبہ سرحد میں دیوبندی مدارس کے لئے حیات کو کا ڈوبے۔ دیوبندی علماء کو دھڑا دھڑا سلمہ کے لائسنس بھی جاری

کئے گئے۔

جب بھٹو نے غیر جمہوری آمرانہ اور جاہلانہ اقدام کر کے بلوچستان کی منتخب حکومت کو یک طرفہ کیا تو مفتی صاحب نے بڑی دانائی کا مظاہرہ کیا۔ بھٹو کے یک طرفہ کرنے سے پہلے خود استعفیٰ دے دیا۔ یہ اعزاز انہیں بہر حال جاتا ہے۔ کہ انہوں نے یسٹری وزارت کو طلاق مُغلظہ دے دی۔ مفتی صاحب کو یہ اعزاز بھی جاتا ہے کہ جب ۱۹۷۳ء کا دستور مکمل ہوا اور اس کے تحت وزیر اعظم کا انتخاب ہونے لگا۔ مفتی صاحب نے حزب اختلاف کے متحدہ امیدوار شاہ احمد نورانی کی حمایت کی اور اپنا ووٹ ان کے حق میں استعمال کیا۔ جب کہ انہی کی پارٹی کے مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم اور مولانا عبدالحق میران قومی اسمبلی نے مولانا شاہ احمد نورانی کے اتقاء جذبہ دینی اور عشق رسول پاک پر بھٹو کی ثنابی، کبابی اور شرابی زندگی کو ترجیح دی۔

۵۔ محل اپنا اپنا مقام اپنا اپنا
کئے جاؤ میسجوار کام اپنا اپنا

چونکہ وزیر اعظم کے ووٹ OPEN تھے، اس لئے جب غلام غوث ہزاروی بھٹو کو ووٹ دینے جا رہے تھے۔ مفتی صاحب نے تاریخی جملے فرمائے۔ کہ مولوی غلام غوث کچھ شرم کرو، ایک عالم کے مقابلے میں شرابی کو ووٹ دیتے ہو۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد مولانا غلام غوث اور مولانا مفتی محمود کبھی ایک میز پر اکٹھے نہ بیٹھ سکے۔ حتیٰ کہ جشن دیوبند میں بھی غلام غوث نے الٹی شرکت نہ کر سکے۔ اور انہوں نے برملا اس کا ذمہ دار مفتی محمود کو ٹھہرایا۔ جو اب غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم اور ضیاء القاسمی نے مفتی صاحب کی وفات پر بہت عرصہ تک ایک لفظ بھی تعزیت کا نہ کہا۔

مفتی صاحب کی سیاسی زندگی میں یہ واقعہ بھی ہوا کہ متحدہ جمہوری محاف نے ضمنی انتخابات کے بارے میں متضاد پالیسی اختیار کی۔ سب سے پہلے ایک ضمنی انتخاب میں نیشنل عوامی پارٹی کو تو اجازت دے دی گئی۔ لیکن حیدر آباد میں عثمان کنٹیڈی کی سیٹ ختم ہو جانے پر ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کیلئے مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت پر پابندی لگادی۔ اس میں مفتی صاحب نے خاصا کردار ادا کیا۔ لیکن جب مولانا نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی نے اس پابندی کو بے جواز قرار دیا تو بیر صاحب پکارا شریف کی سادگی، پروفیسر غفور احمد کے اختلاف اور مفتی صاحب کی خاموش عداوت کی بنا پر مولانا شاہ احمد نورانی کی جماعت کو محاذ سے خارج کر دیا گیا۔ لیکن مولانا نورانی نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔ ان کے نزدیک اس سیاسی بے جواز کاروائی پر ایک بھی حرف احتجاج بلند نہ کیا۔ مولانا مفتی محمود ایک مرنجیاں مرنج انسان ثابت ہوئے کہ انہوں نے پھر بھی اپنے حریف مولانا نورانی کی جماعت سے کھلا تصادم مول نہ لیا۔ بعض اوقات دونوں ہم خیال بھی رہے مثلاً ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مفتی صاحب قرار داد ختم نبوت اور آئین کی جو تھی ترمیم کا مسودہ پیش کرنے کیلئے

مولانا نورانی کے راستے میں زیادہ رکاوٹ نہ بنے۔ چنانچہ یہ اعزاز مولانا شاہ احمد نورانی کو بھی حاصل ہوا۔

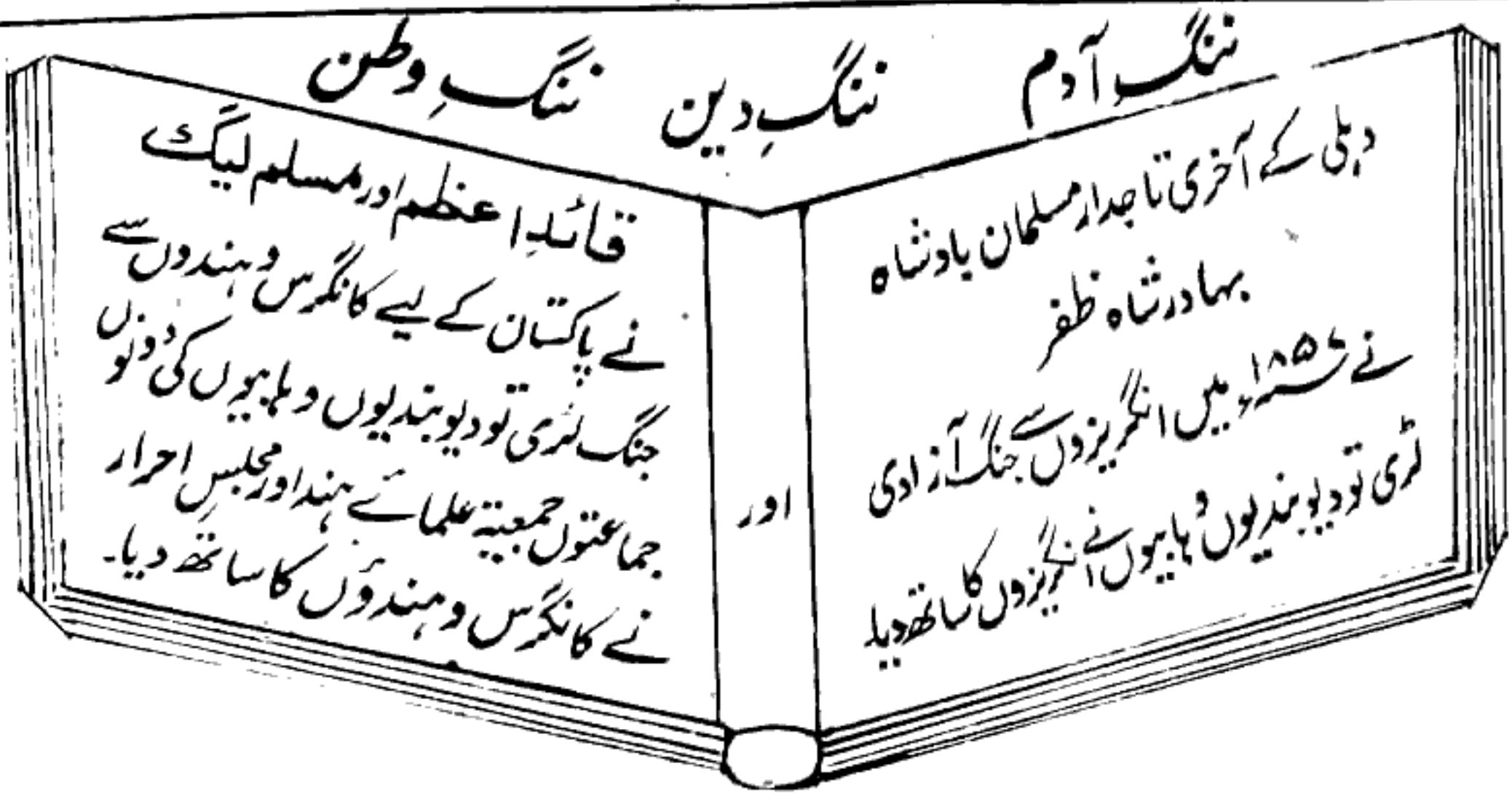
مفتی محمود حبيب قومی اتحاد کے صدر بنے، اس وقت صورتحال یہ تھی کہ اپوزیشن میں سیاست دانوں کے دگروپ تھے۔ ایک نو متحدہ جمہوری محاذ اور دوسری جمعیت علماء پاکستان اور تحریک استقلال پر مشتمل گروپ اور ان دونوں گروپوں میں واضح اختلاف موجود تھا۔ DF کہتا تھا کہ انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ جبکہ دوسرا گروپ تحریک اور جمعیت کا انتخابات میں حصہ لینے کے حق میں تھا۔ بھٹو صاحب نے انتخابات کا اعلان کر دیا۔ قومی اسمبلی ختم کر دی تو ان سیاسی جماعتوں نے مل بیٹھنے کا فیصلہ کیا مولانا عبدالنار خان نیازی کی کنشنس لگ گئیں۔ جمعیت علماء پاکستان کے دفتر میں خاکہ بنا اور اس کے مطابق جناب محمد رفیق باجوہ کے مکان پر قومی اتحاد کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس وقت طے یہ پایا کہ اگر صدر UDF کا ہو تو سیکرٹری جنرل دوسری دو جماعتوں کے گروپ کا ہوگا۔ چنانچہ مفتی صاحب صدر ہو گئے اور رفیق باجوہ سیکرٹری جنرل۔ باجوہ صاحب کا تعلق جمعیت علماء پاکستان سے تھا یا قاعدہ طور پر دستور بنا۔ ایک جماعت قرار دینے کے لیے الیکشن کمیشن میں دستور کی کاپی پیش کی گئی۔ ایک جماعت تصور کر کے ٹکٹوں کی تقسیم ہوئی۔ عہدہ دار بالا اتفاق منتخب ہوئے۔ لیکن جب باجوہ صاحب حادثہ کا شکار ہو گئے تو طے شدہ پروگرام کے مطابق جمعیت علماء پاکستان نے سیاں محمود علی قصوری کو سیکرٹری جنرل کے لئے نامزد کیا۔ یہاں پھر مفتی صاحب کی غیر جمہوری سوچ ابھر آئی۔ انہوں نے اپنے تیار شدہ آئین کے وجود سے انکار کر دیا اور ایک مخصوص لابی کے زیر اثر اپنے مخصوص مفادات کے لئے پروفیسر غفور احمد صاحب کو لے آئے۔ چنانچہ پھر قومی الیکشن میں فراڈ ہوا۔ تحریک جلی۔ سب لوگ پس دیوار زنداں چلے گئے مفتی صاحب کسی بھی ہمسفر جماعت کا اعتماد حاصل کئے بغیر بھٹو سے مذاکرات کی میری جا بیٹھے۔ صرف تین آدمیوں کی لابی نے اتنی بڑی تحریک کو اپنے ثمر سے محروم رکھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ سعودی سفیر جناب ریاض الخطیب نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ لیکن مفتی صاحب نے اپنے ساتھیوں کی رہائی کے بغیر مذاکرات کا سوچنا بہ حال ایک زیادتی تھی۔ سردار عبدالقیوم خان کاہنگامی دورہ اس کے جواز کے لئے کافی ہیں۔ مذمت کے نتیجے میں ناکامی پلے پڑی اور مارشل لا پھر اس ملک کا مقدمہ بن گیا۔ مفتی صاحب کی یہ غیر جمہوری سوچ بھی خاصی بحث و نظر کا موضوع رہی۔ کہ وہ اور ولی خاں قومی اتحاد کی کسی بھی جماعت کے لئے صوبہ سرحد و بلوچستان میں داخلہ گوارا نہ کرتے تھے۔ چنانچہ PNA کی ٹکٹیں تقسیم کرتے وقت بھی اس موقف سے خاصی تلخی نے جنم لیا۔ اس وقت مولانا ثورانی کا استدلال یہ تھا کہ ۱۹۷۰ء میں سرحد کا ایوان ۴۰ نشستوں پر مشتمل تھا۔ نیپ کو سرحد سے گیارہ اور آزاد کو ۵ سیٹیں ملی تھیں۔ اور بلوچستان سے آزاد کو کل تین سیٹیں حاصل ہوئی تھیں۔ اب جب کہ ۱۹۷۱ء میں نشستوں کا کوٹہ دوگنا ہو چکا ہے یعنی سرحد کا ۸۰ اور بلوچستان کا ۴۰۔ اس میں دونوں جماعتوں کو یعنی سرحد میں نیپ کو ۲۲ مفتی صاحب کو دس اور بلوچستان میں بھی اسی حساب سے دو گئے ٹکٹ دے دیے جائیں۔ جماعت اسلامی نے ایک ایک سیٹ جیتی تھی۔ اب دو ٹکٹ دے دیجئے۔ اور باقی ٹکٹ قومی اتحاد کی دوسری جماعتوں مسلم لیگ، تحریک استقلال اور جمعیت علماء پاکستان میں تقسیم کر دی جائیں۔ اس طرح صوبائی

کا بھنکار تا ہوا عفریت دم توڑ جائیگا۔ اور صوبائی عصبیت کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ لیکن ولی خان اور دیگر علیحدگی پسند عناصر نے اپنی توپ مفتی صاحب کے کندھے پر رکھ کر داعی اور وہ بھی ہم نوالہ سے زیادہ اُن عناصر کے ہم پیار ثابت ہوئے۔ اسی باہمی انتشار اور توٹکار کے بعد جب عرصہ انتخاب میں قومی اتحاد نعرہ زن ہوا تو صد ہونے کے باوجود مفتی صاحب نے صرف اپنی جماعت کے امیدواروں کے انتخابی حلقوں میں جانا پسند کیا۔ چنانچہ یہ افسوسناک واقعہ ہوا کہ حضرت مفتی صاحب میسلی ضلع وہاڑی کے ایک حلقے میں جہاں اُن کی جماعت کا اُمیدوار تھا۔ تشریف لے گئے لیکن ساتھ ہی کے حلقے دنیا پور میں چونکہ مولانا نورانی کا اُمیدوار تھا۔ مفتی صاحب نے ہزار سماجت کے باوجود وہاں جانا پسند نہ کیا بلکہ راستے ہی سے گاڑی موڑ کر دوسری طرف سے ملتان پہنچ گئے۔

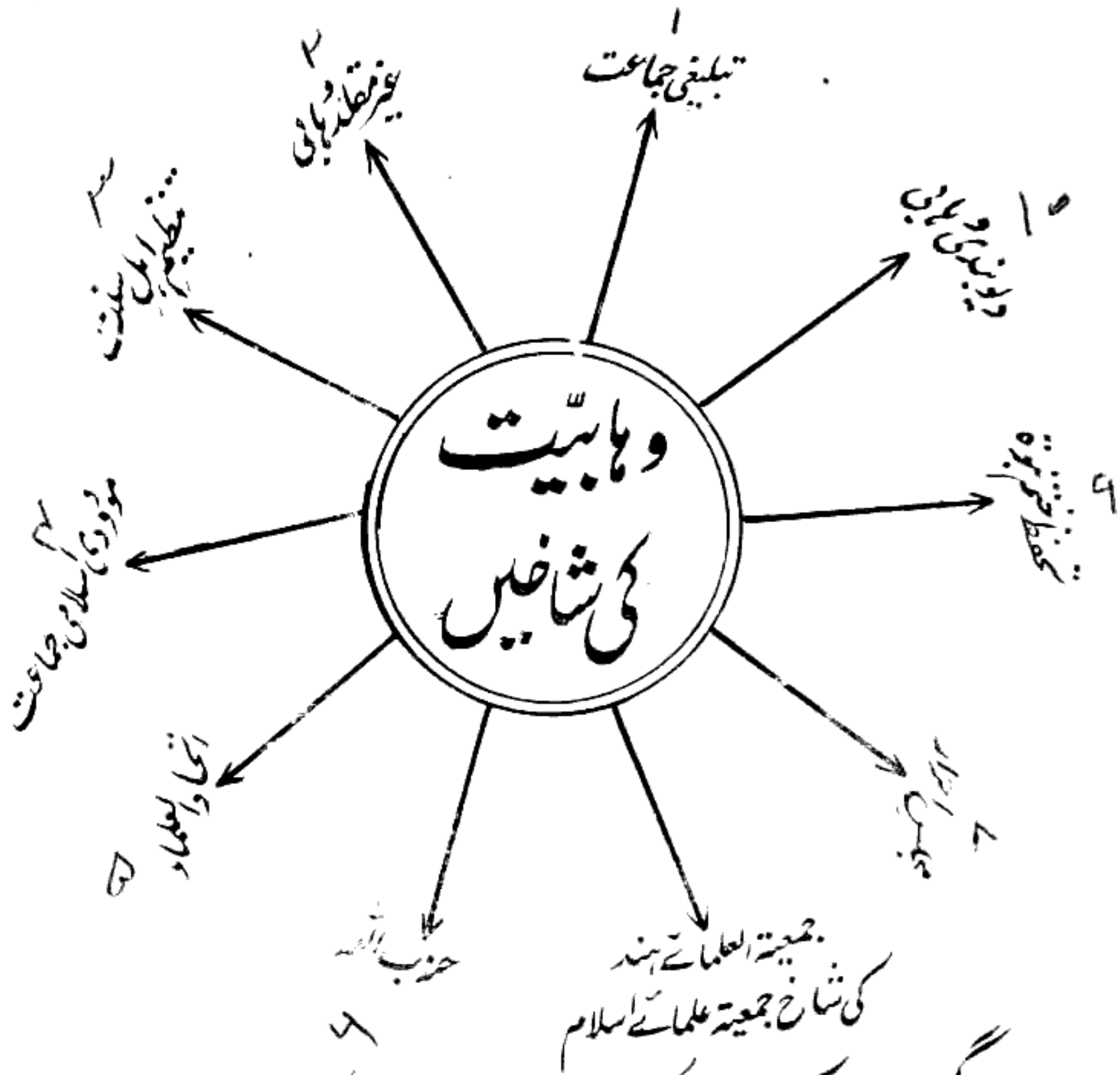
صدر ضیاء الحق کے قول کے مطابق قومی اتحاد کے بعض رہنماؤں نے انتخابات کو ملتوی کرنے کی درخواست کی۔ نتیجتاً یہ لیاٹلیٹ دی گئی اور اب قومی اتحاد کی شکست و ریخت کا دور شروع ہوا۔ سب سے پہلے ایئر مارشل اصغر علیحدہ ہوئے پھر جمعیت علماء پاکستان سے ہنگامہ ہوا۔ یہ قلعہ بہت طویل ہے۔ پورے قومی پریس نے قومی اتحاد سے اختلاف کیا اور اس کے موقف کو غلط قرار دیا۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں نے جمعیت علماء پاکستان سے صلح کا ڈول ڈالا۔ اس کے مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔ جمعیت کی مذاکراتی کمیٹی کے رکن خواجہ اقبال احمد ایڈووکیٹ اور نوابزادہ نصر اللہ خاں کا مشترکہ بیان اخبارات میں آگیا۔ لیکن تنہا مفتی صاحب نے اس صلح پر خط منسوخ کھینچ دی۔ PNA کے دستور میں ترمیم اور انتخابات پر معرکہ تپا ہوا۔ تو بڑا افسوسناک مظاہرہ پوری قوم نے دیکھا کہ اسلام کے نام لیوا آپس میں لڑ رہے ہیں۔ لیکن اس کا اثر مفتی صاحب اور اُن کے احباب پر نہ ہوا۔ صدر ضیاء کی دعوت پر مسلم لیگ کا سب سے پہلے شامل ہونا، بعد میں جماعت اسلامی کا دلچسپانا اور مفتی صاحب کا خود شامل ہو جانا اُن کے غیر جمہوری ذہن کے مظاہرے تھے۔ غرضیکہ مفتی صاحب سیاسی بصیرت، دور اندیشی، قوت گویائی، معاملہ فہمی، علم میں دستگاہی کے باوجود جمہوری ذہن کے سیاستدان نہ تھے۔ ہم سب نے اپنے اللہ کے ہال چلے جاتا ہے۔ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ کریم ہمیں صلابت رائے۔ تقویٰ دیانت، ملی مفاد کلذبہ، قومی راستبازی، حب الوطنی، جمہوری رائے کا احترام اور پاکستانی اقدار سے وفاداری عطا فرمائے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ رحمت، نظامِ مصطفیٰ اس ملک میں نافذ ہو جائے۔

۷۔ ٹھوکر پیں کھاتے پھوگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گپ۔

ننگِ آدم ننگِ دین ننگِ وطن



بہرنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدرت رائے شناسم



گواہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دیوبندی مذہب

کا
علمی محاسبہ

از قلم

فاضل جلیل حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی

معہ

الثورة الهندية

یعنی
تحریک آزادی ہند

از قلم: ملک العلماء تاج الفحول، حضرت مولانا علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

جسے میں

انگریزوں سے جنگ آزادی اور ۱۸۵۷ء کے مشاہدات جو کہ تحریک آزادی ہند کے پیشوا، اسیر جزیرہ آندومان
رئیس المجاہدین حضرت مولانا علامہ فضل حق شہید نے کائے پانی کی کال کوٹھڑیوں میں محبوسی کے ایام میں خود پر قلم
فرمائے تحریک حریت میں سنی بریلوی علماء کے پیشواؤں کی انگریزوں سے معرکہ الآراء جنگ اور ان پر انگریزوں
کے مظالم و مافیہ خارجیوں کی انگریز پرستی اور شاہان مغلیہ سے دشمنی اس داستان حریت میں ملاحظہ فرمائیں۔

انتساب

بآرواح مبارکہ مظلومین تیغِ جفا سے خارجیت

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی
امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہما

اور

ان سب شہداء کی ارواحِ طیّبہ کی نذر جو خارجی سفاکوں کے ہاتھوں شہید ہوئے

اور

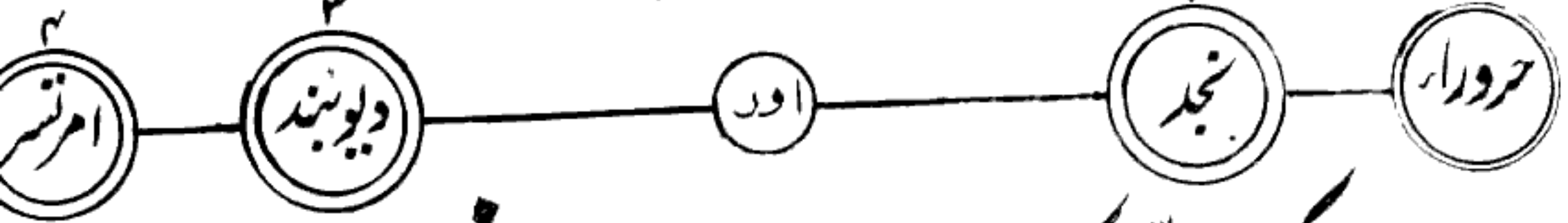
ان عارنین کا ملین موجدین اولیاء اللہ، مشائخ کرام سلاسلِ طیّبہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ
اولیّیہ کے حضور جنہوں نے خارجی مولویوں کے فتوائے بدعت و شرک کی اذیتیں برداشت کیں

اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
بِحَاجَةِ النَّبِيِّ الْعَلِيمِ الْحَلِيمِ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ الْكَرِيمِ
وَسَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
يَا غَفَّارُ يَا رَحِيمُ

اُولیات

محمد یونس سیالکوٹی

مسلمانوں کو بدعتی، مشرک، کافر بنانے کے مشہور مراکز



کے سقا کا نام سوز فتنے

خارجی مذہب کے پلید کار دوبار یعنی مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک کہنے کی بنیاد حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نام نہاد موجد عبداللہ بن عباس نے رکھی تھی۔ بسائی مولویوں نے امیر المؤمنین پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر آپ کو شہید کر دیا تو بتائیے کہ نعوذ باللہ

کیا! حضرت عثمان غنی بدعتی تھے؟

(ہم گز نہیں)

مگر ان نامراد علمائے تو آپ کو بھی بدعتی کہنے سے گریز نہیں کیا۔ مشہور مولف حمید الدین، ایم۔ اے۔ لیکچرار پنجاب یونیورسٹی لاہور لکھتے ہیں کہ:-

شر پسندوں کا ساتھ تو اس انعام یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مذہب میں بعض ایسی بدعتیں پیدا کیں جن کو اکثر صحابہ نے ناپسند کیا۔ یہ اعتراض حقیقت سے بالکل خالی ہے کیونکہ جن چیزوں کو مفسدین بدعت قرار دیتے تھے وہ دراصل بدعتیں نہیں تھیں بلکہ وہ اپنی کم علمی کے باعث ایسا سمجھتے تھے (تاریخ اسلام مصنفہ حمید الدین داخل نصاب ج ۱ ص ۱۸۲، مطبوعہ فیروز سنز لاہور)

پھر حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس ناپاک مذہب کی باقاعدہ تشکیل ہو گئی۔ ان خالہ جیوں نے مشہور مقام حروراء کو دارالتوجید قرار دیکر اپنا خصوصی نام اہل توجید تشخیص کر کے حضور مولیٰ علی پر مشرک ہونے کا فتویٰ دیا اور خارج مولویوں کے فتویٰ مشرک بدعت سے ہی ابنِ بزم خارج نے آپ کو شہید کر دیا۔ غور کیجئے۔ نعوذ باللہ

کیا حضرت علی المرتضیٰ نے شرک کرتے تھے؟

مگر ان نام نہاد اہل توحید نے باب مدینۃ العلم پر فتویٰ شرک لگانے تک دین نہیں کیا۔ مشہور مؤرخ نجم سہا حسب لکھتے ہیں:-

(خوارج حضرت علی کے لشکر میں سے نکل کر موضع حرورہ میں چلے گئے اور کہنے لگے، ان علیا و معاویہ قد اشترکا فی حکم اللہ، یعنی تحقیق حضرت علی اور معاویہ نے دین خدا میں شرک کیا ہے۔
(تاریخ مذاہب الاسلام ص ۸۷ سطر ۴)

کیا دیوبندیوں ہاپیوں کے سوا تمام مسلمان بدعتی مشرک ہیں؟

(ہرگز نہیں)

حقیقت یہ ہے کہ خارجیوں نے توحید کا ایک نو د ساختہ معیار قائم کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقدس زمانہ سے لے کر آج تک تمام صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین، عارفین، صوفیائے عظام و علمائے اہل سنت اور تمام سنی مسلمانوں کو بدعتی مشرک کہنے کا جو ناپاک دھندا بنایا ہو ہے یہ ایک یہودی سازش تھی جس نے ہر زمانہ میں مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے گھاٹ اتارا ہے۔

عوام و خواص اہل سنت و جماعت پر دیوبند لوٹنے سبب و شتم و حملہ جات کے چند نمونے

نبی کو جو حاضر و ناظر کہے۔ بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔

کافر

(جواہر الہند آن ص ۷۳)

لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکالی ہیں۔ چند بدعتیں یہ ہیں: پختہ قبریں بنانا۔ قبروں پر گنبد بنانا۔ دھوم دھماکا عرس کرنا۔ (تعلیم الاسلام حصہ ۴ ص ۱۸)

بدعتی

ان پیٹ کے کتوں نے شر و شرور میں ابر کے دود میں بھی خوب مزے کیے۔

کتے

(آئینہ صداقت ص ۲۳)

اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا بروکہ اس نے اپنے دعویٰ کے لیے قائم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۳)

دجال

اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔

غیر مسلم

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۸۵)

آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بچھتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں۔ چادریں چڑھانا منع ہے اور حبر عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔ (بہشتی زیور ج ۶ ص ۶۲)

مشرک

کیا ایسی کیسہ حرکتیں ایک مسلمان ایک عالم دین کی شان ہے۔

کیسہ

(چراغِ سنت ص ۱۴۷)

کوئی قادری کوئی سرور دی کوئی نقشبندی کوئی چشتی ہے (الہی قولہ) یہود و نصاریٰ کی طرح۔

یہودی

(تقویت الایمان تذکیر الاخوان ص ۷۹)

اس پاک گروہ سے تعلقات کی استواری پر بھی غور فرمائیے۔

کنجریوں سے تعلق

(بریلوی مذہب ص ۹)

یہ تو مرزا یوں سے بھی بڑھ گئے

مرزا یوں سے بڑے

(بریلوی مذہب ص ۱۸)

ناخبریت انصاف کریں

کہ دیوبندی و ہابی علماء کی ایسی بدزبانی، گندہ دہنی اور بدگوئی کے جواب میں ہم کتاب ”دیوبندی مذہب“ لکھنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو اب ”دیوبندی مذہب“ کو تفصیل سے بڑھ کر حق و باطل کا خود فیصلہ کر لیجیے۔

دیوبندی — اور — مُسنی

اصل اختلاف

خدا تعالیٰ کے امکان کذب بلکہ وقوع کذب اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دیوبندی علماء کی کفریہ عبارات حضور کے علم کی توہین اور حضور کے علم کو پاگللوں، حیوانوں کے علم سے تشبیہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و اشرف علی تھانوی کی عبارت

حضور نبی کریم کے علم کی توہین، شیطان کے علم سے حضور کے علم کی کمی کا اقرار

خلیل احمد رشید احمد گنگوہی کی عبارت | عبارات ع: شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو ذکر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے عبارات ع: ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو، چہ جائیکہ زیادہ (براہین قاطعہ ص ۹۱)

خاتم النبیین کے معنی آخر الزمان نبی کے علاوہ دوسرے معنی کی تجویز اور حضور کے بعد امکان نبو کا اقرار

محمد قاسم نانوتوی کی عبارت | عبارات ع: سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ معلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا آخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تخذیر الناس ص ۲)

عبارت ع: سو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں، اور سو آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ (تخذیر الناس ص ۴)

عبارات ع: بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تخذیر الناس ص ۲۴)

دیوبندی فرقہ کی یہ عبارات کفریہ ہیں۔ خود دیوبندی بڑے بڑے علماء اس بات کا اقرار چکے ہیں کہ یہ عبارات خلاف اسلام اور کفریہ ہیں۔ ہماری اس کتاب کا باب سوم اور باب پانزدہم دیکھیے :

دیوبندیہ فرقہ کی جملہ کن اور انسانیت سوز فرقہ وارانہ سترہ کتب کا واحد جواب

دیوبندی مذہب

(بجواب رسالہ)

بریلوی مذہب

مصنف عبد القادر ملتانی

تقویت الایمان

مصنف اسماعیل دہلوی

پیر آغ سنت

مصنف فردوس قصوری

افاضات الیومیہ

مصنف تھانوی

جواہر القرآن

مصنف غلام خان راولپنڈی

علمائے حق

مصنف لطف اللہ جالندھری

فیض کن مناظرہ

مصنف منظور سنبھلی

حفظ الایمان

مصنف تھانوی

فتاویٰ رشیدیہ

مصنف رشید احمد گنگوہی

ہشتی ریور

مصنف اشرف علی تھانوی

کوکت پیمانی

مصنف مرتضیٰ حسن درہنگی

براہین قاطعہ

مصنف خلیل احمد سہارنپوری

تحقیق المذاہب

انجمن مسودہ لاہور

تعلیم الاسلام

مصنف کفایت اللہ دہلوی

شہادت ثاقب

مصنف حسین احمد دیوبندی

آئینہ صداقت

مصنف روحی کراچی

جہد المقلد وغیرہ

مصنف محمود الحسن دیوبندی

دیوبندیہ کی ان کتب میں اہل سنت و جماعت کو کس طرح سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا ہے صفحہ نمبر ۸ پر بعض کی دہرہ دہنی سب و شتم اور بدزبانی کے چند نمونے ملاحظہ کیے جا چکے ہیں۔

ایک ہزار روپیہ انعام

ہم نے یہ کتاب دیوبندیوں کی طرف سے شائع شدہ رسالہ "بریلوی مذہب" وغیرہ حملہ آور کتابوں کے جواب میں لکھی ہے اور متعلقہ حوالے خود دیوبندیوں کی کتابوں سے نقل کر کے دیوبندی فرقہ کے عقاید کا نقشہ پیش کیا ہے۔ اگر کوئی شخص حوالہ غلط ثابت کرے تو اس کو فی حوالہ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اس میں جو کچھ درج کیا گیا ہے وہ دیوبندی مولویوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ ان کی کتابیں بھی موجود ہیں جو چاہے ملاحظہ کرے۔

اہل بدعت

بدعت^۱ بدعت^۲ بدعت^۳ بدعت^۴ بدعت^۵

دیوبندی فرقہ کے لوگ اہل سنت کو "اہل بدعت" کا نام دے کر اپنی خار جیانہ توحید کا مظاہرہ کر رہے ہیں، مگر اپنے مایہ ناز امام و مفتی کے فتویٰ کے مطابق یہ تمام وہابی اور

دیوبندی بھی اہل بدعت ہیں

چنانچہ وہابیوں اور دیوبندی مولویوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کا یہ فیصلہ ملاحظہ ہو،
ای صاحب بدعتہ محرمتہ والہ فقد تكون واجبة كنصب الادلة علی اهل الفرق الضالة
وتعلم النحو المفہد للكتاب والسنة ومنذوبة كاحداث نحور باط و مدرستہ و
حل احسان لم یکن فی الصدر الاول - ومکر وہة كزخرفة المساجد - ومباحثہ كالتوسع
بلذیذ المآكل والمشارب والشیاب الخ (بواور النوادر تھانوی رحمہ اللہ شامی) یہ
یعنی بدعت کی پانچ قسمیں ہیں، بدعتِ محرمہ، بدعتِ واجبہ، جیسے علمِ نحو پڑھنا وغیرہ۔ بدعتِ مستحبہ، جیسے عربی
مدارس بنانا، بدعتِ مکروہہ، جیسے خوبصورت مسجدیں بنانا۔ بدعتِ مباحہ جیسے عمدہ کپڑے پہننا اور عمدہ طعام
کھانا۔

اہل بدعت کون؟

- ① ————— مدرسے بنانے والے دیوبندی وہابی بھی بدعتی
 - ② ————— علمِ نحو اور قوانین پڑھنے والے دیوبندی بھی بدعتی
 - ③ ————— مسجدوں میں نقش و نگار کرانے والے دیوبندی بھی بدعتی
 - ④ ————— اچھے کپڑے پہننے والے دیوبندی بھی بدعتی
- دیوبندی مولوی یہ ساری بدعتیں خود کمر کے بھی اگر سنیوں اور بریلویوں کو اہل بدعت کہیں اور خود اہل توحید بنیں تو پھر
اس پر بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے

مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہنے والے

انگریزی علماء ————— انگریزی جاسوس ————— انگریزی مذہب

لارڈ کلائیو و لارڈ ہسٹنگز کے ایجنٹ

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی سید احمد و اسماعیل کے متعلق خود دیوبندی مصنف ابوالحسن و جعفر تھانیسری لکھتے ہیں :
اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالیکیوں میں کھانا رکھے (سید احمد و اسماعیل)
کی کشتی کے قریب آیا۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا برتنوں میں منتقل کر لیا جائے الخ
(بہار سید احمد مصنف ابوالحسن ندوی ص ۱۹۰ و سوانح احمدی مصنف جعفر تھانیسری خلیفہ سید احمد)

لارڈ لٹن کے چچے

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق خود ان کا شاگرد
مولوی عاشق الہی میرٹھی لکھتا ہے :
جب امام ربانی رشید احمد گنگوہی (اپنے رفیق جانی مولانا محمد قاسم نانوتوی و حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ
بندوچیوں (مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ خبر آؤں کہ لیر جتھہ اپنی سرکار (انگریزی) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے
یا ہٹ جانے والا تھا الخ
(تذکرۃ الرشید مصنف مولوی عاشق الہی دیوبندی ص ۷۲، ۷۵)

لارڈ چیمسفورڈ و لارڈ ریڈنگ کا نمک خوار

دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی کے متعلق خود مولوی شبیر احمد عثمانی کہتا ہے :
مولانا اشرف علی تھانوی کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت
کی جانب سے دیے جاتے تھے (مکالمۃ الصدرین ص ۱۰)

لارڈ ویل کے جاسوس

جمیۃ العلماء اسلام کے دیوبندی مولویوں کے متعلق حوالہ ملاحظہ ہو :
کلکتہ میں جمیۃ العلماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایملے قائم ہوئی۔ الخ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بریلویوں نے مسلمان بادشاہ کا ساتھ دیا اور انگریزوں سے لڑے مگر دیوبندی انگریزوں کے چھوٹے گئے پھر پاکستان بنا تو بریلویوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا مگر دیوبندیوں نے پاکستان اور مسلمانوں کی مخالفت کی اور کانگریس ہندوؤں کا ساتھ دیا

تاریخ کاروشن و تاریک پہلو

انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اسلام کے وفادار اور اسلام کے غدار علماء کا کردار

انگریزوں کے دشمن اور اسلام کے وفادار بریلوی علماء

انگریز تاجربن کر بندوستان آئے پھر کچھ زمینیں الاٹ کر انوار کھلکتے میں کارخانے لگایے پھر کارخانوں کے پہرہ کے نام پر مسلح فوج بنالی پھر آس پاس کے علاقوں پر قابض ہونے لگ گئے اور جب سلطنت دہلی کمزور ہونے لگی تو انہوں نے کئی علاقوں پر قبضہ کر کے شاہان اسلام سے غداری کر کے دہلی پر قبضہ کے لیے ادھر متوجہ ہوئے تو تخت دہلی کے آخری مسلمان تاجدار بادشاہ سلطان بہادر شاہ ظفر نے انگریزوں سے ۱۸۵۷ء میں ایک عظیم جنگ لڑی یہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے اس جنگ کے تمام قائدین سنی صوفی اکابر بریلی جید علماء و فضلاء کی وہ قدسی انفس جماعت تھی جو محدث معترف مفتی بھی تھے اور میدان کارزار کے بطل عظیم بھی جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ شہید حضرت مولانا فضل حق شہید خیر آبادی جو اند دین کی جیل میں شہید کئے گئے۔ مولانا مفتی عنایت اللہ کاکوروی مصنف علم الصیغہ مولانا مفتی صدیق الدین دہلوی، مولانا سر فراز علی خاں، مولانا رضا علی خاں بریلوی جد امجد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ حضرت مولانا یاقوت علی، مولوی امام بخش، مولوی نور الحسن، مولوی سید خواجہ تراز علی، مولوی کریم اللہ قاضی محمد کاظم، مولوی فیض احمد عثمانی بدایونی، مولانا کفایت علی کافی شہید مراد آبادی، مولوی غلام جیلانی، مولوی غلام مرتضیٰ، مولوی رسول بخش، مفتی انعام اللہ، مولانا سید تراز علی سجادہ نشین کاکوری وغیرہم رحمہم اللہ سب اکابرین بریلی تھے یہی وہ بریلوی پیشوا تھے، جنہوں نے کبھی مسند درس پر بیٹھ کر قاضی، حمد اللہ اور افتخار المسین کے حواشی لکھے، یہ یہ سعید یہ اور علم الصیغہ جیسی مقبوض و مشہور کتابیں لکھیں مطلق و میبذی، تصریح و چمنی، بخاری و مسلم کے درس دیے اور کبھی فرنگی سامراج کے لیے دیوار آہنی ثابت ہو کر ان افاضل نے بجاک و خون غلطیدن کے درس دیے شہادتیں پائیں، جیلوں میں محبوس کیے گئے مگر آئندہ نسلوں کے لیے آزادی کی تمام تحریکوں کی داغ بیل ڈال گئے اور آج انہیں کی انٹی برٹش تحریک کے صدقے ہم پاکستان کی مملکت عظیمہ حاصل کیے ہوئے ہیں۔

اسلام کے دشمن اور انگریزوں کے وفادار دیوبندی علماء

اس کے برعکس تمام اس وقت کے دیوبندی اور دہلوی مولوی مسلمانوں سے غداری کر کے انگریزوں کے ساتھ مل گئے اور اپنے سفید آقا پہ میدان جنگ میں جانیں قربان کیں۔ اس زمانے میں سب وہابیوں کے پیشواؤں نے انگریزوں سے روپیہ وصول کرنے کے لیے مسلمان مجاہدین کے حملوں سے بچے ہوئے انگریزوں اور انکی میموں کو گھر میں پناہیں دے کر دین کے بدلے دنیا خریدی چنانچہ سید رئیس احمد جعفری تاریخ بہادر شاہ ظفر کے ص ۸۰ پر بحوالہ تواریک علیہ لکھتا ہے۔

عین بغاوت ۱۸۵۷ء کے عام فتنہ کے وقت بجائے بغاوت اور فساد (تحریک آزادی کو انگریزوں نے بغاوت اور فساد کا نام دے رکھا تھا) کے دہائیوں نے انگریزوں کی میم بچوں کو باغیوں (مجاہدین اسلام) کے ہاتھ سے بچا کر اپنے گھروں میں چھپا رکھا تھا۔
(بہادر شاہ ظفر ص ۱۰۸)

بلکہ خود امام دہلیہ لکھتا ہے کہ

نادان عوام الناس فتنہ و فساد پر آمادہ ہو کر جہاد کا جھوٹ موٹ نام لینے لگے اور (انگریز کے) عورتوں و بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے انہوں نے خطافا حش کی الہی

(رسالہ ترجمان دہلیہ صدیق حسن خاں ص ۱۳، مطبوعہ لاہور)

اور دیوبندیوں کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی و حافظ ضامن وغیرہ موجود تھے یہ سب میٹ کی نذر ہو کر انگریزوں کے غلام ہو گئے اور مسلمانوں کو ہندوستان سے ختم کرنے کے لیے ان انگریزی مولویوں نے اپنے سنیہ آقا کو خوش کرنے کے لیے ایک دستہ تیار کر کے اپنے آقا انگریز کے لیے مجاہدین اسلام سے مقابلے کیے اور کئی میدان جنگ میں شہید فرنگ بھی ہوئے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ اپنے شیخ گنگوہی کے حالات تذکرۃ الرشید میں لکھتا ہے:

حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا محمد قاسم نانوتوی x x x و حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بند و چکیوں (مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا x x x یہ نبرد آزمادہ لیر جتھہ اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگ یا بٹ جانے والا نہ تھا x x x (تذکرۃ الرشید مصنفہ مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی ص ۷۴)

۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد جب علی پور پڑے جہاں لگے تو کسی نے رشید احمد گنگوہی کو بھی ڈرایا کہ تم بھی کہیں پکڑے نہ بادودہ جو میں کہتے لگا کہ میں سرکار کا فرماں بردار ہوں۔ (تذکرۃ الرشید ص ۸۰)

اسی پکڑ دھکے میں پکڑنے والے انگریز کی غلطی سے دیوبندی انگریزی ملاں بھی پکڑا لیا تو اس کو راستہ میں مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند نے دیکھ کر: اشاروں اشاروں میں خدا تعالیٰ کے وہ وعدے یاد دلانے جو سچی سرکار کے خیر خواہوں کے لیے درانتھانی مصیبتوں پر صبر و استقلال ظاہر کرنے والوں کے لیے انجام کار و دعیت رکھے گئے ہیں (تذکرۃ الرشید ص ۷۸)

ناظرین غور فرمائیں کہ انگریزوں کے وفاداروں کے شان میں کون سی آیات و احادیث ہیں جن میں سچے وعدے لکھے گئے ہیں عیسائی و یہودی و ہنسیست اور ان سے روحانی یگانگت کا غلط نتیجہ:

انگریزی سازش ————— انگریزی مولوی ————— انگریزی نبی

ختم نبوت کے خلاف انگریزی سازش کو بانی دیوبند اور مرزا قادیانی نے مل کر پورا کیا

بانی دیوبند نے خاتم النبیین کا معنی بدلا — تو — مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا

ر کے کوئی اور معنی یا تاویل کرنا انکار اجماع المسلمین کی وجہ سے کفر ہے جیسا کہ ان الصلوٰۃ کا منت علی المؤمنین کتابا موقوتا میں لفظ
 صلوٰۃ شرعاً و اجماعاً فقط نماز کے معنی میں محصور اور بند ہے اور اس کی کوئی اور تاویل کرنا کفر ہے اسی طرح آیت و لکن رسول
 و خاتم النبیین میں لفظ خاتم النبیین شرعاً و اجماعاً فقط آخری نبی یعنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور آخر الزمان نبی کے معنی میں محصور
 اور بند ہے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا معنی فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی اور تیرہ سو سال سے سب
 امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ یہی معنی قطعی اجماعی ہے اس میں تاویل کرنا یعنی کوئی اور معنی گھڑنا کفر ہے۔ خود دیوبندیوں کو اس
 لفظ کا فقط آخر الزمان نبی کے معنی میں اجماعاً محصور ہونا تسلیم ہے چنانچہ ان کی تصریحات ہماری اس کتاب کے باب کفریات
 دیوبندیہ میں ملاحظہ ہوں یہاں بطور نمونہ صرف دو عبارتیں پڑھ لی جائیں۔

۱۔ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (الی قولہ) کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں
 (الی قولہ) امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے الخ

(ختم النبوة فی الآثار مسنف مفتی محمد شفیع ص ۸)

۲۔ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں (الی قولہ) فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر

(مسک الختام مسنف محمد ادریس کاندھلوی ص ۲۵)

کاندھلوی صاحب نے اشاروں اشاروں میں فلیکفر کہہ کر بانی دیوبند و مرزا کے متعلق سب کچھ کہہ دیا ہے۔

مگر براہو پاپی پیٹ کا کہ انگریزی ولی اور قاسم العلوم مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند نے بمع رشید احمد گنگوہی وغیرہ
 ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی غلامی میں مجاہدین اسلام سے جنگ بھی لڑی جس کا حوالہ آپ ابتدا میں پڑھ چکے ہیں
 اور پھر انگریزی سکوں اور محض انگریزی نبی کی نبوت کے لیے گنجائش نکالنے کے لیے انگریزوں کے اشارے پر کتاب تحذیر ان
 لکھ کر اجماع المسلمین کا منکر ہو کر خاتم النبیین کے معنی محصور در آخری نبی میں تاویل کر کے مرزا کی نبوت کے لیے گنجائش
 نکالنے کے لیے نیا معنی نکالا "ذاتی نبی" اور کہا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی سمجھنا یہ کوئی اچھا معنی نہیں۔ اس کا عمدہ معنی
 یہ ہے کہ آپ ذاتی و اصلی نبی ہیں اور باقی عارضی نبی لہذا بالفرض اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آجائے تو حضور کی ختم نبوت میں
 کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ پھر بھی آپ ذاتی نبی رہیں گے اور اگلے پچھلے سب عارضی ہوں گے بانی دیوبند کی مندرجہ ذیل عبارت
 پڑھیے کہ اس نے کس دیدہ دلیری سے منکر اجماع ہو کر انگریزوں کو خوش کر کے مرزا کے لیے میدان صاف کیا ہے۔

۱۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب
 میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح
 میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳)

۲۔ سو اس طرح رسول اللہ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا

آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض (ص ۴)

بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحدیران ص ۲۳)
 بانی دیوبند کی اس مردود تاویل کے بعد سب کے وارے نیارے ہو گئے۔ اس کا پیٹ بھر گیا انگریزوں کی شرارت پوری
 ہو گئی۔ مرزا کے لیے میدان صاف ہو گیا اور محمد قاسم نانوتوی کے متبعین کو تحفظ ختم نبوت کے نام پر چندوں کا موقع مل گیا
 اور مرزا قادیانی نے اپنے پیشوا بانی دیوبند کے سرکود عاقل دے کر خاتم النبیین کے معنی میں یہی اصلی و عارضی ذاتی و بروزی ہ
 چکر چلا کر خوب دکانداری چلائی۔ چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی کی مذکورہ عبارات و مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارات کی معنوی
 یگانگت ملاحظہ کیجئے :

۱۔ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد
 اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی الہ (کشتی نوح مصنف مرزا غلام احمد قادیانی ص ۲۱)
 ۲۔ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کا فیضان کبھی رک نہیں سکتا۔۔۔۔۔ ایسے نبی بھی آ سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لیے بطور ظل کے ہوں۔۔۔۔۔ اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں اس طرح فرق
 نہیں آتا۔ (دعوة الامیر مصنف بشیر محمد سود ص ۲۵)

ابتدا ہے اس کی دیوبند اور انتہا ہے قادیان

ننگِ آدم — ننگِ دین — ننگِ وطن

وطن اور انسانیت کے تحفظ کے لیے جب مسلمان انگریزی سامراج کے خلاف متحد ہوئے تو دیوبندیوں کی دونوں جماعتوں
 جمعیت العلمائے ہند اور احرار نے کانگریس کی حمایت کر کے پنجاب کے کئی اضلاع ہندوؤں کے سپرد کر دیے اور وہاں کے
 ہزاروں مسلمانوں کے قتل عام کا سبب بنے جس کے بے شمار حوالے کتاب میں آ رہے ہیں۔

۱۹۶۹ء میں ایوب حکومت ختم ہوئی اور ملک میں اسلام یا سوشل ازم لانے کے نظریے پیش ہوئے تو جمعیتہ العلماء اسلام
 کے ناظم اعلیٰ غلام غوث ہزاروی اور کنوینئر مفتی محمود نے اسلام سے بے وفائی کر کے سوشل ازم کی حمایت کی۔ چنانچہ خود دیوبندی
 مولویوں نے بیان دیا کہ :

مولانا غلام غوث ہزاروی نے حیدرآباد میں کمیونسٹ لیڈروں کا دارالحدیث میں استقبال کیا اور ان کے سامنے
 سوشل ازم کی حمایت کی۔ (روزنامہ ندائے ملت، لاہور، ۱۹ اگست ۱۹۶۹ء)

واضح رہے کہ اس جمعیتہ العلماء اسلام کا صدر دیوبندیوں کا خود ساختہ پیر عبد اللہ درخواستی ہے وہ بھی کفر کی حمایت
 میں غلام غوث کا حصہ دار ہے۔

دیوبندی مذہب کا مکمل حساب
تمام دیوبندی لٹریچر کا خلاصہ اور دیوبندی مذہب کے متعلق عجیب و غریب نئے نئے انکشافات

دیوبندی مذہب

علمی محاسبہ کا

— (تالیف) —

مولانا غلام مہر علی گولڑوی مدظلہ

مندى چشتیاں شریف

مع اضافات جدید

— طابع —

مکتبہ حامدیہ — گنج بخش روڈ، لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين، مغيث المستغيثين، بسيد المرسلين، احمدك اللهم
يا مجيب كل سائل واصل وأسلم على هذا النبي الذي هو اليك اشرف الوسائل مظهر
ذاتك وصفاتك عالم ما في السموات والارض بفضلك وعطائك شفيعنا ووكيلنا
وسيلتنا في الدارين سيدنا محمد وعترته المتطهرين وجميع اصحابه واحزابه اجمعين.

اما بعد۔ واضح رہے۔ مالی بادل کہ بندہ جب ہی ۱۲۶۵ھ میں علوم عربیہ سے فارغ ہوا تو ایسے ماحول سے دوچار ہونا پڑا کہ دیوبندیوں
کی طرف سے مشائخ کرام و صوفیائے عظام (متعنا اللہ بفیوضاتہم) پر بدعت اور شرک کے فتوؤں سے اس فرقہ کے حملوں سے
دفعیہ کی طرف مجبوراً توجہ کرنی پڑی۔ بندہ نے ابتدا میں دیوبندیوں کے رسالہ ”چودہویں صدی دا وگاڑ“ (بس میں حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے نور ماننے والوں کو مشرک کہا گیا تھا) کا جواب ”نور محمدی“ و صواعق غتابیہ ”اور مرزا نیہ کی رد میں ”خاتم النبیین“
لکھا۔ بعدہ مختلف مقامات پر مناظرے ہوئے جن میں سے مناظرہ چاہ گین متصل توبہ قلندر شاہ تحصیل بہاول نگر اور مناظرہ
چک نمبر ۶۹ ڈاہراں والا و موضع جلیٹھ متصل قبولہ ضلع سامیوال و مناظرہ موضع ڈھاباں ہوالی بہاول نگر و مناظرہ منڈی صادق گنج
و چک نمبر ۵۲ ہارون آباد میں دیوبندیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں جن کی حقیقت ہر موافق و مخالف کو تسلیم ہے۔ مگر جب
کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آیا۔ پیش قدمی کبھی بھی ہماری طرف سے نہیں ہوئی۔ چنانچہ بندہ کی یہ کتاب بھی کسی قسم کی پیش قدمی نہیں
بلکہ حال ہی میں دیوبندیوں کی شائع کردہ کتاب میں ”چراغ سنت“، ”تحقیق المذاہب“، ”بریلوی مذہب“، ”فیصد کن مناظرہ“
اور ”آئینہ صداقت“ وغیرہ کا مدافعانہ جواب ہے۔ چونکہ دیوبندیوں نے اپنے رسالوں میں حضرات اویانہ کرام و علمائے
عظام پر نہایت فحش قسم کے حملے کر کے اہل سنت کے دلوں کو مجروح کیا ہے، اس لیے مجبوراً بندہ کو حقیقت کا اصل رخ بے نقاب
کرنے کے لیے کچھ لکھنا پڑا۔ بندہ نے اس کتاب میں دیوبندی رسائل سے نسبتاً از حد درجہ نرم زبان استعمال کی ہے۔ ان چند اوراق کی
تحریر کسی پر حملہ بادل شکنی قطعاً مقصود نہیں، صرف مدافعت اور احقاق حق مطلوب ہے، واللہ اعلم قوم میری اس کوشش
نا تمام کو کس نظر سے دیکھے، مگر دیوبندی حرکات سے باخبر احباب اس کتاب کو سنیت کی ایک بہت بڑی خدمت تصور فرمادیں
گے۔ حضرت شیخ عطار فرماتے ہیں کہ

کار خود بانا سزا نہ کند رہا

مردمی نہ کند بجائے ناسزا

اللہ تعالیٰ بھی فرمائے، فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا، معاشرے کے تحفظ و بقا کے لیے بھی تحریری حرکات

میں نے جو حوالہ جات اس کتاب میں دیے ہیں، ان کے ماخذ و کھلنے کا ذمہ دار ہوں، اور بوجہ غلطی کتابت کسی صفحہ نمبر کے غلط یا خلط ہو جانے کی صورت میں بندہ کی طرف رجوع فرمایا جائے۔ تو تسکین کرا دوں گا۔ کیونکہ کتابت کی غلطی کا مصنف ذمہ دار نہیں ہوتا۔ تاہم کتابت کی تصحیح میں بھی حتیٰ الوسع احتیاط کی گئی ہے۔ بندہ کی اس کتاب میں بعض مباحث بوجہ ضخامت کے فی الحال نظر انداز کر دی گئی ہیں۔

امید ہے کہ اجاب اہل سنت اس نازک دور میں میری اس ادنیٰ خدمت کے بدلے میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے۔ اور دیوبندی حضرات کی خدمت میں درود مندانہ گزارش ہے کہ ۛ

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ابوالرحنا یٰن

غلام مہر علی

سنی حنفی میلکا، گولڑوی، بیعتہ محمود پوری

خطیب منڈی چشتیاں شریف

دسمبر ۱۹۵۶ء

اسلام میں تکفیری فتنے

اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی خوب جانتا ہے کہ عالم رنگ و بو کو وہ دین میں جلوہ گر ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے مگر وساطت اسباب سے اتنی بات ہر باخبر انسان کو معلوم ہے کہ بنی نوع انسان کی بود و باش کا سنگ بنیاد جب سے اس دنیا میں رکھا گیا، اسی دور سے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب عالم مافی السموات والارض، نور مجسم، منظر اول و آخر ظاہر و باطن اور بکلی شئی علیم محبوب خدا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک وسلم کے مقدس زمانہ تک جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس دین اسلام کے تحفظ و بقا اور اہم راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنے پاک نبیوں کو مبعوث فرمایا، تو ان خاصان حق سے بغض و حسد رکھنے والے طبقہ نے اپنی تباہ کن شور و شلوں سے کسی بھی رہبر انسانیت سے درگزر نہیں کیا، فرود و فرعون کے سیاہ کار نے کسی سے بھی مخفی نہیں کیا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ نے ان ظالموں کی ستم کاریوں کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور کائنات یَقْتُلُونَ النَّبِيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ سے تو مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہل ہوانے نے ان پاک ہستیوں کے قتل تک سے گریز نہیں کیا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ساحر، مجنون وغیرہ کے ناپاک فتوے دینے والے بھی بڑے بڑے علم کے ٹھیکیدار ہی تھے۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد چوں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اس لیے آپ کے بعد آپ کے سچے جانشینوں حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بدعت و شرک و کفر کی فتویٰ بازی کا کام خود مدعیان اسلام نے ہی سنبھال لیا اور محض اپنی علمی موشگافیوں اور احساس برتری کے جذبہ میں احسنہ اللہ علی علمہ کا مصداق بعض نام نہاد علماء ہی بزرگان سلف کو بدعتی، کافر کہنا جہاد اکبر قرار دینے لگے۔ خلافت راشدہ کے مقدس دور میں ہی بعض مغنیوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا تھا۔ چنانچہ حمید الدین ایبہ اسے پی۔ ایچ ڈی اپنی کتاب تاریخ اسلام داخل شدہ نصاب ایبہ اسے کے باب خلافت عثمانیہ میں لکھتے ہیں کہ خارجیوں، سبائیوں نے جو الزامات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر لگائے تھے ان میں ایک الزام یہ بھی تھا کہ یہ بدعتی ہو چکا ہے، پھر سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر بھی بدعتی و مشرک ہونے کا فتویٰ دیا گیا آپ کو شہید کیا گیا دیکھو (عام کتب تاریخ و مذاہب اسلام مصنف مورخ مشہور علامہ نجم الغنی ص ۴۸۷ و فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۱۳۰) اور پھر ایسی ناپاک تحریکوں کے چلانے والے صرف جاہل ہی نہ تھے بلکہ بڑے بڑے علم و فضل اور توبہ کے ٹھیکیدار کھلانے والے ہی پیش پیش تھے، اور وہ اپنے مذہب و مقصد کو اس قدر سچا اسلام تصور کرتے تھے کہ اب الحکمہ لکھ لکھ و غیرہ آیات قرآنیہ پر ہر کسے ہی خاصان حق کو بدعتی کہتے تھے حتیٰ کہ ابن عساکر صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولانا علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کر لیا تو بڑے تپاک سے کہہ رہا تھا فَوَيْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ الْعَسْكَرُ ص یہ تکفیری فتنہ نوارج سے ہوتا ہوا نجد میں ابن عبد الوہاب نجدی کی زیر سرپرستی آیا اور اس نے تمام عالم اسلام کو بدعتی اور کافر قرار دے کر خود کو شہید کر لیا۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایمان یا کفر کے متعلق خدائی اصول :

جو شخص آپ کا ادب کرے وہ مسلمان ہے

اور
جو شخص آپ کی بے ادبی کرے وہ بے ایمان ہے

ارشادِ الہی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا إِنَّا سَمِعُوا وَاللَّكَا فَرِينَا عَذَابَ الْيَمْرِ
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
پہلی آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ اے مسلمانو! ارعنا کے لفظ میں چونکہ را غی پر د ہے یا رغونت کا معنی بھی نکلتا ہے
اور گو اس کا ایک معنی صحیح بھی ہے، مگر بوجہ جو ہم بے ادبی ہونے کے ایسا غلط ادبی کا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کہو،
ورنہ یاد رکھو، کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب وہی لوگ ہیں جو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لا کر آپ کا ادب بھی کریں۔ آپ کی امداد مثل بالقرآن سے مشرت بھی ہوں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے والا ہرگز مسلمان نہیں رہتا۔ اور آپ کا ادب و احترام کرنے والے ہی مومن ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایمان یا کفر کے متعلق دیوبندی اصول

جو شخص آپ کا ادب کرے وہ پکا بے ایمان ہے

اور
جو شخص آپ کی بے ادبی کرے وہ پکا مومن مسلمان ہے

ارشادِ دیوبند

بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان اور دہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان

(اضافات ایومیہ تھانوی ج ۳ ص ۱۶۶ سطر ۱۹)

دہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان

(اضافات ایومیہ ج ۳ ص ۱۰۰ سطر ۲)

دیوبندی مذہب کے اس اصولی فیصلہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلے :-

- ۱- حضور صلی اللہ علیہ کا ادب کرنے والا شخص بے ایمان ہے، کیونکہ تھانوی نے با ادب کو بے ایمان قرار دیا ہے۔
- ۲- جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرے وہی پکامومن ہے کیونکہ تھانوی نے بے ادب کو ایمان دار قرار دیا ہے۔
- ۳- جو شخص سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت و ثنا کر رہا ہو اور ادب کی تلقین کرتا ہو، سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے کیونکہ تھانوی کے نزدیک آپ کا ادب بدعتی ہی کرتے ہیں، اور یہی ان کے بدعتی ہونے کا سبب ہے۔
- ۴- جو شخص سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہو، اور گستاخ ہو اور بدگوئی و سب و شتم کرے اور بے ادبی کی تلقین کر رہا ہو، سمجھ لو کہ وہ دہابی دیوبندی ہے، کیونکہ تھانوی فیصلہ سے آپ کی توہین دہابی ہی کرتے ہیں۔

واضح رہے

”کہ دیوبندیوں و دہابیوں سے مذہباً و اعتقاداً مکمل متحد ہیں، چنانچہ امام دیوبند رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:
 عقاید میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں۔“
 (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰ سطر ۱۲)

اور انصرف علی تھانوی لکھتا ہے:

”اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو، سب کی خواہ کہہ دوں، پھر خود ہی سب دہابی بن جائیں۔“
 (افاضات البیومہ ج ۳ ص ۶، سطر ۵)

اس گنگوہی اقرار و تھانوی اظہارِ تمنا سے بخوبی واضح ہو گیا، کہ دہابیوں، دیوبندیوں میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے، اور دہابیوں کا بے ادب و گستاخ ہونا خود تھانوی اقرار سے معلوم ہو چکا، تو نتیجتاً ثابت ہو گیا کہ دہابی و دیوبندی ہر دو جماعتیں خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب و گستاخ ہیں اور ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارے پر یہاں دین گھر کر ملت اسلامیہ کو سخت نقصان پہنچایا ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے :-

عقاید پر قیامت آئے گی ترمیمِ ملت سے
 نیا کعبہ بنے گا مغربی پتلے صنم ہوں گے

بابِ اَوَّل

دیوبندیت کا اجمالی خاکہ

باب اول

دیوبندی مذہب کا اجمالی خاکہ

دیوبندیت کی تاریخ

تاریخی تجزیہ

دیوبندی مذہب خارجی و شیعہ سازش کا ایک اسٹنٹ ہے جو کہ اسلام کے رنگ میں تقریباً ایک صدی سے سرزمین ہند میں کھیل جا رہا ہے، دیوبندی مولوی ابتدائے علم و عمل سے ایک یتیم جماعت تھی، جنہیں اپنا پیٹ پالنے اور خوارج کے عقاید کی نشر و اشاعت کے لیے مسلمانوں کے ہاں کہیں جلے پناہ نہ ملتی تھی۔ تاکہ اس زمانہ میں شیعہ

مذہب و ہندومت کے بڑے بڑے سرمایہ دار سرکار اودھ ہاتھا گاندھی وغیرہ ایسے پیٹ پرستوں کی تلاش میں تھے، کہ جو ان کیلئے بندہ بے دام بن کر ہندوؤں اور شیعوں کا ساتھ دے کر بزرگان اسلام حضرت مجدد الف ثانی اور خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہم دیگر اولیائے کرام کے مزارات پر جانے والے اور بزرگان اسلام سے عقیدت رکھنے والے اہل اسلام کو ان خاصان حق کے خلاف بدعت و شرک کے فتوے دے کر ان سے بیزار کر سکیں، چونکہ شیعوں کے خلاف حضرت شاہ عبدالحزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفہ اثنا عشریہ" لکھ کر فضل و تشیع کے پرچے اڑا دیے تھے، اولیائے کرام سے مسلمانوں کی عقیدت ہندوؤں کے ساتھ میل جول میں ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی، اس لیے دیوبندی مولویوں کو شیعوں نے اس مطلب برآری کے لیے خریدا اور ہندو راجوں کے خزانے ان ہندو نو از دیوبندی مولویوں کے لیے مکمل کھول دیے گئے، ہندوؤں کا مقصد اولیاء اللہ کے ماننے والوں کو بدعتی و مشرک کہلوانا تھا اور شیعہ یہ چاہتے تھے کہ "تحفہ اثنا عشریہ" وغیرہ کے بعد مسلمانوں کو جو حضرت اہل تشیع سے پیدا ہو گئی ہے کسی طرح وہ ختم کر دی جائے، چنانچہ یہ کام دیوبندی علماء نے پورے طور پر نبھال لیا۔ کیونکہ دیوبندی مولویوں کو خود بھی مسلمانوں سے پرانی عداوت تھی جو کہ عبد اللہ بن سبا یہودی رئیس المنافقین کے بعد خوارج و روافض کے ذریعے ابن عبد الوہاب نجدی کے ہاتھوں سے کر مولوی اسماعیل غیر مقلد نے بذریعہ "تقویۃ الایمان" ملک ہند میں ان دیوبندی مولویوں کے سپرد کی تھی، ہندو راجوں کے بڑے بڑے وظیفے دچندے ان چندہ خوار مسلم مذاہبوں کو ملنے شروع ہوئے، شیعہ نوابوں نے سونے کی تھیلیاں نذر کیں، پھر کیا تھا، عرسوں پر جانے والے کو بدعتی اور مشرک قرار دیا جانے کے فتوے شروع ہو گئے اور ہندوؤں کی دیوالی کی پوٹیاں حلال و طیب قرار پانے لگیں۔ حضرات دیوبند کا دین و مذہب "رکابی" اور چندہ پر بچاؤ رہا اور ایمان و اسلام انگریزی امدادوں کی نذر کر دیا گیا۔ اور دیوبند سے فتوے صادر ہونے لگے۔

ہندوؤں کی دیوالی کی پوٹیاں کھانا حائز ہیں

ہندوؤں کی مرغوب غذا کوٹے کے گوشت کو کھانا ثواب قرار پایا

(ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰)

ہندوؤں کی جماعتوں میں مسلمانوں کو بھرتی کرنا شروع کیا گیا، اور اس طرح یہ ہندوؤں کے پروردہ نعمت مولوی مسلمانوں کو دل سے ہندوؤں کی نفرت دور کرنے کی "خدمت اسلام" بنزعم خود کا ایک اعلیٰ فریضہ انجام دینے میں کامیاب ہونے لگے اور ہندوؤں کی دولت دوسرا یہ سے "مدرسہ دیوبند" کی بلند بالا عمارتیں بھی ظہور میں آنے لگیں۔ اور اپنے ان داتا رافضیوں کی یہ خدمت کی کہ "خاندان دلی الہی" کی "ازالۃ الخفا" اور "تحفہ آشنا عشریہ" میں رد افضس سے مسلمانوں کو الگ رکھنے کی کوشش کی گئی تھی، مگر ان مولویوں نے عافیتوں سے روکا کہ:

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہنے والا سنی نہیں ہے

ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱

اور رافضیوں کے نکاح میں سنی عورتیں دینا جائز ہیں

ملخصاً امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۴

اور رافضی کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے

ملخصاً امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۸

اور چونکہ مسلمان تعزیر وغیرہ سے بیزار ہو چکے تھے "اس لیے دیوبند کے ہائیکورٹ تھانہ بھون سے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی نے تعزیر نکالنے کی اجازت دے کر شاہ عبد العزیز صاحب محلہ شاد پور رحمتہ اللہ علیہ کی کوششوں کا بالکل ہی صفایا کر دیا، دیکھو افاضات البیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۵ و ۱۸۴

اسی طرح رافضی حاسدین کا یہ بغض ان دیوبندی "حکیم الامتوں" اور "شیخ السناءوں" کے ذریعہ سب انجام پایا اور رافضیت کو چونکہ حضرت غوث الاعظم جیلانی سے سخت حسد تھا، کیونکہ آپ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" رافضیوں کے لیے سینہ مسلول کا کام کر رہی تھی، اس لیے رد افضس کے اثناء پر دیوبندیوں نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے خلافت ہرزہ سرائی کی اور آپ کی یاد گار "گیارہویں شریعت" کی صرف اس لیے مخالفت کی گئی کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے حضرت غوث الاعظم کی یاد نکل جائے، اور یہ لوگ رافضیوں کے پرستار بن سکیں، اہل سنت والجماعت ادیبائے کرام جن کی نظر کرم نے ہندوستان کے باشندگان کو کلمہ توحید سے آشنا کیا تھا، ان کو بت اور ان کے معتقدین صوفیائے کرام کو بت پرست، بدعتی اور مشرک قرار دیا جانے لگا۔ یہ سب کچھ رافضیت کی نمک حلائی کا مظاہرہ تھا۔

بریلوی علماء سے دیوبندیوں کے بغض کی وجہ

جب دیوبندیوں نے ہر طرح ناصان حق کو بدنام کر کے اپنے رافضی آقاؤں کو خوش کرنے کی شرمناک جراتیں کیں تو ہندوستان کے سنی علماء کو یہ فتنہ از حد نقصان دہ معلوم ہوا۔ چنانچہ امام المسلمین مجدد الملت والدین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ان ہندو ایجنٹوں ورافضی مبلغ مولویوں کے مقابلہ میں دیوار آہنی کی طرح ڈٹ گئے، مولانا نے دیوبندیت کی سیاہ کاریوں سے مسلمانان ہند کو بچانے کے لیے رافضیت سوز کتاب "رد الہرافضہ" تحریر فرمائی، جس میں باتفاق فقہائے اسلام ثابت کیا ہے کہ

بالجملہ ان رافضیوں، تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی، قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔

(رد الہرافضہ مصنفہ علی حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ص ۶)

چونکہ دیوبندی مولوی یہ فتوے دے چکے تھے کہ عیاضہ کرام کی تکفیر کرنے والے پکے سنی ہیں، اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے اور ان سے مناکحت جائز ہے، فتوے ملاحظہ ہوں

- ۱۔ وہ اپنے اس گہیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہو گا (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱)
- ۲۔ رائج و صحیح یہ ہے کہ (ذبیحہ حلال ہے) (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۸)
- ۳۔ نکاح منعقد ہو گیا، (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۵)

تو مولانا احمد رضا خان صاحب کا یہ دیوبندیت ورافضیت سوز فتویٰ یقیناً ان رافضی ایجنٹ دیوبندی مولویوں کی "روزی" میں سخت رکاوٹ پیدا کر رہا تھا، پھر کیا تھا، یہ بدعتی ہے، مشرک ہے، مکفر ہے، دجال ہے، یہ کلمات بریلوی علماء کو سننے پڑے اور دیوبندیوں کی پیٹ پوجا کے رنگ میں جھنگ ہی بریلوی علماء پر بدعتی ہونے کی فتویٰ بازی کا سبب بنی مگر وہ قوی ہیکل انسان ان ہند گان زر کی طرح گد اگر نہ تھا، وہ ایک فارغ البال انسان تھا جسے خدا تعالیٰ نے شرف علم و فضل کے ساتھ نعمت ظاہری و باطنی سے مالا مال فرما دیا تھا۔ جس کے آباؤ اجداد علم و فضل کے شہسوار ہونے کے علاوہ قدیم نواب چلے آئے تھے، پھر جو دیوبندیت کی گت بنی آج بھی اس کے نام پر دیوبندیت کے قلعوں میں زلزلے رونما ہو جاتے ہیں، ہاں اگر وہ بھی شیعوں کو برا نہ کہتا اور ہندوؤں، بد مذہبوں، گستاخان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متحد ہونے سے نہ روکتا، تو پھر وہ عالم بھی تھا، عارف بھی تھا، مگر چونکہ "چندے" میں دخل انداز ہوا، اس لیے بدعتی، مشرک، دجال سمجھی کچھ بنا ڈالا گیا، مگر اس کے استقلال کے قربان کہ اس نے صاف کہہ دیا ہے

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گداہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

کسی نے خوب کہا ہے ۔

اولئك ابائى فجننى بمثلهم

اذا جمعتنا يا جريرا الملبا مع

دیوبند میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی واثرف علی صاحب مٹھانوی اور پنجاب میں حسین علی صاحب اس محکمہ خوارج وروافضہ کے انگریزی اسخارج مٹھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رافضیوں کے اصول و نظریات انہوں نے

اٹھا کر مسلمانوں کے کندھوں پر سوار کر دیے، چنانچہ آج بھی دیوبندی رافضی اپنے نمایاں نظریات میں دوش بدوش چل رہے ہیں۔ مثلاً افضیت کا سارا زور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدنام کرنے کے لیے ہے، تو دیوبندی بھی حتیٰ الوسع حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور آپ کے متبعین کو بدعتی قرار دے کر اس میں از حد حصہ لے رہے ہیں۔ رافضی تقیہ کرتے ہیں، تو دیوبندی بھی چندہ وصول کرنے کے لیے اپنے منہ کبے بدعتیوں کی خوشامدیں کرتے پھرتے ہیں۔

رافضی یا شیخ عبد القادر جیلانی کے وظیفہ کو حرام قرار دیتے ہیں، تو دیوبندی بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، رافضی صحابہ کرام کی تکفیر کو خلاف اسلام نہیں سمجھتے تو دیوبندی بھی مکفرین صحابہ کو اہل سنت و جماعت تصور کرتے ہیں، رافضی اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں، دیوبندی بھی اپنے سوا سب کو بدعتی و کافر قرار دیتے ہیں۔ رافضی ایک قلیل جماعت ہونے کی وجہ سے ہر نئی مذہبی و سیاسی جماعت کی گود میں جا گھستے ہیں تو دیوبندیوں کی چال کیاں بھی کسی سے مخفی نہیں، غرضیکہ دونوں جماعتوں میں جمہور مسلمین کے خلاف جو باطنی حسد ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اور رافضی اور دیوبندی کا ایک ایسا روحانی رشتہ ہے کہ اولیاء اللہ کو بدنام کرنے اور غوث الاعظم جیلانی کے نام پر پیرے کے اطوار بدل جاتے ہیں تو یہ دونوں ”مظلومانِ امت“ ایک ضرب المثل بن چکے ہیں۔

انگریز کی سیاست سے کون ناواقف ہے

انگریزوں نے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی بھانپ لیا کہ اس ملک میں مشائخ کرام اور اولیائے سیاسی تجزیہ عظام کے معتقدین کی اکثریت ہے، اور یہاں کے جمہور مسلمین اولیائے کرام و علمائے اہل سنت سے وابستہ ہیں۔ اس لیے اس نے علاج بالمثل تجویز کر کے اپنے ایجنٹوں سے معلوم کر لیا کہ یہاں بھی ”غدارانِ ملت“ ایسے دیوبندی موجود ہیں۔ جو مشائخ اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے اور جمہور مسلمانوں کو بدعتی مشرک کہہ کر تفریق بین المسلمین کا کام پہلے ہی سے سرانجام دے رہے ہیں، تو جہاں انگریزوں نے جہاد منسوخ کرنے کے لیے قادیان میں مرزا قادیانی کو اپنا رسول بنا کر مبعوث کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی محسنین اسلام و اکابرِ ملت کو بدنام کرنے و بدعتی و مشرک کہنے کے لیے دیوبندی مبعوث ہوئے اور پختاوانہ بھون میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و پنجاب میں مولوی حسین علی س برطانوی محکمہ کے سول ایجنٹ تھے یہاں تک کہ تھانوی صاحب کو انگریزی سرکار سے مال و دولت کے خاص بل و وظیفے مقرر کر دیے گئے تھے۔ دیکھو (مکالمہ ۱) مدیرین مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی ص ۶) پھر تو دیوبندیوں کی پانچوں گھٹی میں ہو گئیں، کہیں جمعیۃ علمائے اسلام انگریز کی رقم سے پیدا ہوئی (مکالمہ ص ۷) اور کہیں تبلیغی جماعت اسی بہادر کے سرمایہ سے وجود میں آئی (مکالمہ ص ۸) اور کہیں اس کے اشارے سے کانگریس کا ظہور ہوا۔ (مکالمہ ص ۹) غرضیکہ ان سیاسی چالوں کے نام پر زرا اندوزی کے تمام اسباب مکمل کر لیے گئے اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ دیوبندی جس جماعت کے

بھی قائد بنے ہمیشہ مسلمانوں کی تباہی کا ہی نظریہ ان کے سامنے تھا۔ اور وہ کسی قیمت پر بھی اپنے محسن اور دشمن اسلام گاندھی کی روحانی و جانی جدائی سے باز نہ آئے اور گاندھی کے ہر مخالفت کو دیوبندیوں نے بلادریغ کافراور بدعتی کہا۔ ہندوستان میں جو تنظیم بھی مسلمانوں کو انگریز و ہندوؤں کے دستِ ظلم سے نجات دلانے کے لیے قائم کی گئی یہ دیوبندی ہمیشہ اس کی مخالفت میں پیش پیش رہے اور انہوں نے ہمیشہ ایسی ہی جماعتوں کانگرس وغیرہ کا ساتھ دیا، جو کہ اپنی سیاسی چالاکیوں سے مسلمانوں کو کچل کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتی تھیں، آج بھی ہندوستان میں شدھی کا سیہ کار نامہ رونما ہو رہا ہے، وہ انہیں حضرات علمائے دیوبند کے ہاتھوں سے رکھی ہوئی بنیاد اور خشتِ اول کا نتیجہ ہے، کون مسلمان نہیں جانتا کہ مسلمانوں کی دس کروڑ آبادی جب اپنے مطالبہ پاکستان کے حصول میں موت و حیات کا آخری فیصلہ کر رہی تھی تو فرزندِ اندان دیوبند فرما رہے تھے کہ ہم

پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔
(خطبات احرار ص ۹۹)

اور جب کہ مسلمان دیوبندیوں ہندوؤں کی جماعت کانگرس کی سیہ کاریوں سے تنگ آکر اور ہزار ہو کر مسلم لیگ کا جندِ بلند کر رہے تھے۔ تو حضرات دیوبند فتوے دے رہے تھے کہ:-

جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سورہیں اور سور کے کھانے والے،

(چغتائے ظفر علی خان ص ۱۶۵)

اور جب کہ مسلمان ہند مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر حصولِ پاکستان کا نعرہ لگا رہے تھے تو فرزندِ اندان دیوبند جھوم جھوم کر فرما رہے تھے

دس ہزار جناح جواہر لال کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جاسکتے ہیں

(مختصر چغتائے ظفر علی خان ص ۱۶۵)

اور حامیان ”امیر شریعت“ دیوبند کا یہ ارشاد تھا کہ محمد علی جناح کا فرِ اعظم ہے

یہ کافرِ اعظم ہے یا قائدِ اعظم
(حیات محمد علی مصنفہ رئیس احمد جعفری)

جس سے صاف عیاں ہے کہ دیوبندی پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں اور اب بھی ان کی رگ عناد ٹھنڈی نہیں بلکہ بار بار پکارتے ہیں کہ

جو لوگ پاکستان کی مخالفت کرتے تھے، جب یہ کہتے تھے کہ یہ محض فریب ہے، سیاسی چال

ہے تو کیا وہ غلط کہتے تھے؟ (ترجمان القرآن: جمادی الآخرہ ص ۷۷)

اب ہم دیوبندیوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ

۱۔ جب دیوبندی مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے کو سورا سمجھتے ہیں تو اس ملک میں جس قدر مسلمان ہیں یہ اکثر مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے ہیں اور آپ کے روحانی باپ ہندو تو ہند میں جا بسے تو کیا یہ سب

مسلمان علماء و مشائخ آپ کے نزدیک سوری ہیں؟

۲۔ کیا تم بانی پاکستان کو اب بھی کافر اعظم سمجھتے ہو؟

۳۔ اس پاکستان میں رہ کر تمہیں کفار کی ایجنسی کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟

علمائے اہل سنت کو تو خبر کانگریسی برا ہی سمجھتے رہے کیونکہ مسلمان ہندوؤں سے کبھی نہیں ملا، مگر آپ کے لیے تو آپ کی "مادر وطن" کی اب بھی دیدہ انتظار فرشتہ راہ ہے، پھر آپ یہاں کے مسلمانوں کو کیوں تنگ کر رہے ہو؟ یہ پاکستان تھانوی کے مردہ فتوے سے نہیں بلکہ زندہ دلائل پنجاب مشائخ و علمائے اہل سنت اور جان نثاروں کی قربانیوں سے بنا ہے جنہیں تم آج بدعتی کہتے ہو۔ اور جو روزانہ حضرت داتا گنج بخش اور حضرت غوث بہاء الحق ملتانی رحمہما اللہ کے دردِ دیوار کو چومتے کبھی سیر نہیں ہوتے اور حصولِ پاکستان میں علمائے اہل سنت و پیرانِ عظام پنجاب علی پور، گولڑہ، تونسہ کی مساعی جمیلہ سب سے پیش پیش تھیں۔ تو اب ان بدعتیوں کے بندے ہوئے ملک میں بدعتیوں سے گھورتے اور مسلمانوں کے چند سے کھا کر ان کو بدعتی اور رضا خانی کہتے ہوئے تمہیں کچھ خوفِ خدا نہیں آتا؟ اور لو لگا کر شہیدوں میں نام لکھواتے اور پاکستان کے ٹھیکیدار بنتے ہوئے تمہیں کچھ تو اپنی سیاسی سیہ کاریوں کا مطالعہ کر لیتا پایا ہے۔

دیوبندی مذہب کی بنیاد صرف پیٹ پرستی پر ہے

وصیتِ موت میں تھانوی صاحب کو پیٹ پرستی کی منکر گرم فکر | تمہارے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو۔ وصیت کرتا ہوں کہ جس آدمی مل کر

اگر ایک ایک روپیہ ماہواران ربوی صاحبہ کے لیے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی۔

(تبیہات وصیت تھانوی ص ۲۰ سطر ۱)

بحان اللہ! ساری عمر تو یہی ہے اور نذرانے بنور سے ہی تھے۔ اب آخری وقت بھی اللہ کے بندے کو نہ خدا باد نہ رسول نہ کلمہ نہ ایمان بلکہ اب بھی چند ہی دوا یہ پختی ان بزرگانِ دیوبند کی پیٹ پرستی، کہ لوگوں کو تو

آخری وقت خاتمہ بالخیر کی فکر ہوتی ہے اور یہاں چندے کی سیکم اب بھی چالو ہے، اور ادھر ثواب کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ:

”اگر میرا انتقال ہو جاوے تو حسب مقدار ثواب پہنچا دیں اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ ہو۔“

(تنبیہات وصیت تھانوی ص ۲۰ سطر ۱)

یعنی ثواب ضرور ہو مگر محدود۔ واللہ اعلم تھانوی صاحب کو زیادہ ثواب تکلیف دیتا ہوگا۔ اگر تھانوی صاحب قبر میں خود ہی پیٹ بھرنا چاہتے تب تو خیر اندازہ کا مفہوم سمجھ ہو سکتا ہے۔ مگر پھر یہ مشکل ہے کہ اب تھانوی کی قبر میں دیوبندیوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ اب ”وہ“ بھر گیا ہے یا نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ثواب تو بہر حال اندازہ کا ہی ہو کہ کہیں بد بھنمی نہ ہو جائے۔ البتہ چندہ ضرور ہو۔ کیونکہ اس سے فائدہ ہی فائدہ ہے، اور شکم“ نہیں بھرتا یہ ہے ان دنیا پرست حضرات کا مذہب کہ مرتے مرتے بھی تو کل علی اللہ کا پورا مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ اور یہ دیوبندی چندہ میں اس قدر قابل ثابت ہوئے ہیں کہ چندہ میں کنجریوں کی کمائی وصول کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور زنا کی مزدوری کس شوق سے تناول فرماتے ہیں۔ ان کے گھر کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

زندگی کی کمائی جو بالیقین حرام ہے اور اس کا صرف کرنا جائز نہیں اگر وہ اس آمدنی سے کسی مسکین سوال فقیر وغیرہ پر صدقہ یا خیرات کر دے اور پھر وہ مسکین مالک ہونے کے بعد کسی مسجد یا مدرسہ میں دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟ الخ

اس صورت میں فقہانے ایک حیلہ لکھا ہے، وہ یہ کہ زندگی کسی حلال مال سے قرض لے کر مسجد میں جواب دے یہ جائز ہے۔۔۔۔۔ اس صورت سے مسجد وغیرہ (مدد سہ دیوبند) میں لگا سکتے ہیں۔ الخ

(افاضات ایومیہ ج ۲ ص ۲۶ سطر ۲ وغیرہ)

”فاحشہ کے مال میں بھی احتمال ہے کہ کچھ مال حلال ہو۔ گو سب حرام سے حاصل ہوا ہو، پھر یہ کلام خاص اس روپیہ میں ہے جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے (الی قولہ) عام طور پر یہی دستور ہے (الی قولہ) اس کا مال حرام کے حکم میں نہیں ہوا بلکہ پاک اور حلال ہے۔“

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۶۵) منسل حوالہ ”دیوبندیوں کی پیٹ پرستی میں ملاحظہ ہو۔“

دیکھیے یہ دیوبندی مولوی زنا کی مزدوری کھانے میں کس قدر مشتاق ہیں، غرضیکہ ان کا دین ہی چندہ ہے۔ خواہ وہ حلال ہو یا حرام اور عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کے تجرباتی فتویٰ سے تو اس خاص گروہ سے کٹھ جوڑ کا بھی عجب مظاہرہ ہو رہا ہے، دیکھیے حرام خوری کی کیسی تہذیبی تجویز فرمائی جا رہی ہیں۔ اور سود تو یہ لوگ پردن سمیت ہی ہرپ کر جاتے ہیں۔ چنانچہ سود خوری کا دیوبندی طریقہ ملاحظہ فرمائیں:

ایک جملہ شرعی ہے وہ یہ آدمی یہ خیال کرے کہ سرکار بہت سے محصول اپنی رعایا سے لے لیتی ہے۔۔۔۔۔
ایسی نیت سے شاید (سود خوری) میں حق تعالیٰ مواخذہ نہ فرمادے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۹)
ایک صاحب مٹھانوی صاحب کی خدمت میں سود خوری کے متعلق عرض کرتے ہیں اور مٹھانوی صاحب
جواب دیتے ہیں ملاحظہ ہو:

سود کو لے کر کہاں خرچ کرنا چاہیے میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ اس کو لے کر ہندوستان آجاؤ۔

(افاضات ایوبیہ ج ۵ ص ۷۷)

اور پھر سود کو ایک انعام تصور کر کے ہضم کرنے سے گریز نہیں کیا گیا۔

(حوادث الفناوی مٹھانوی ص ۲۶)

اگر کوئی شخص گائے سے زنا کرے تو مٹھانوی جی چیزے تعرض نہ کر وہ شود فرماتے ہیں۔

(امداد الفناوی ج ۲ ص ۱۵۵)

اور نسوانی شرمگاہ کی اندرونی غلاظت کو بھی مٹھانوی جی پاک فرماتے تھے (بوار النوار ص ۲۱۲) کانگریس میں محبت
کا باعث بھی شاید یہی تجزیاتی فتوے ہوں۔

یہ بھی ایک کامیاب اور خاص فیشن ہے کہ خود کھانے رُخانے اور نظروں سے پکھنے کے لیے دوسروں
کو بدنام کیا جاتا ہے تاکہ لوگ ادھر متوجہ ہوں تو ادھر سب کچھ ہضم کر لیا جائے جس طرح رشوت حرام
خور طبقہ اپنے کمر دار کو چھپانے کے لیے علماء کو پیٹ پرست کہہ کر بدنام کرتا ہے اسی طرح دیوبندی بھی اپنی حلوانواری
وپیٹ پرستی پر پردہ ڈالنے کے لیے سنیوں کو بدنام کرتے ہیں، ورنہ خود دیوبندیوں کے امام مولوی رشید احمد
کنگواہی کے عشق حلوا کا ایک واقعہ مٹھانوی جی کی ہی زبانی سنیے فرماتے ہیں:

ایک صاحب نے حضرت کنگواہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنو لیجیے، فرمایا کیا ہوگا۔ دانت بنوا
کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گے۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے، نرم نرم حلوا کھانے
کو ملتا ہے۔ (افاضات ایوبیہ ج ۲ ص ۲۲)

یعنی لوگوں کے رحم و کرم کا دریائے حلوا جو دیوبندی امام کے پیٹ میں موجیں مار رہا ہے اس کے بند
ہو جانے کے خطرہ سے دانتوں کو ہی جواب دے دیا ایک دن سلوانے کسی دیوبندی مولوی کے عاشقانہ حملہ کی تاب
نہ لاتے ہوئے خوب کہہ دیا تھا کہ کلہ

خود تیغ زدی بر من نام دگر اں کردی

دینی تجزیہ

شریعت اور ہے اور دیوبندی مذہب اور

دیوبندی مذہب مذہب اسلام نہیں، بلکہ چار مولویوں رشید احمد، خلیل احمد، اشرف علی اور حسین علی کا ایجاد کردہ ایک نیا مذہب ہے۔ چنانچہ دیوبندیہ کی مشہور کتاب تذکرۃ الرشید والمہند جس پر تمام امت دیوبندیہ کے علماء کے دستخط مہری ہیں، تمام سے باتفاق لکھ دیا ہے کہ ہمارا مذہب گنگوہی و خلیل احمد کا ایجاد کردہ ایک نیا دین ہے عبارت ملاحظہ ہو:

۱۔ سن لوطی دہی ہے۔ جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۴)

۲۔ (جن کو) مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔۔۔۔۔ واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے۔ (المہند ص ۵۰ سطر ۳۰)

یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ شریعت اسلامیہ کو مذہب قرار دیا جاوے، بلکہ صاف اقرار ہے کہ مولوی خلیل صاحب امام دیوبندیہ کی تحریر کو مذہب قرار دیا جاوے۔ اور ہدایت و نجات گنگوہی صاحب کی اتباع پر موقوف قرار دے دی گئی ہے اور اسے وما ینطق عن الہوی ان ہوالہ وحی لیحی کا مصداق بنایا گیا ہے۔ یعنی دیوبندی شریعت ہی علیحدہ ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ کوئی نیا "مذہب" ہے جو کہ انگریزی سرکار اور ہندو و شیوہ کے باہمی اختلاف سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ اب جو مذہب مولوی خلیل صاحب وغیرہ جماعت دیوبند کا ہے۔ اس کے چند نمونے ملاحظہ کر لیجیے:

توہین باری تعالیٰ ج ۱ ثناء

خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن ہے | امکان کذب (جھوٹ) ہاں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔ مگر یہ اختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ ہندو کا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰ سطر ۱۹)

یعنی دیوبندی قانون سے خدا چوری زنا سب کچھ کر سکتا ہے اور پھر یہ عقیدہ ہندو کا ہے۔ اس سے جو "ایجاد ہندو"

کی بواہی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اب یہ خدا وہ خدا تو ہو نہیں سکتا، جو کہ عیوب سے بالکل پاک ہے۔ بالامکان بھی اور بالشرع بھی، تو یہ خدا کون ہے، یہ دیوبندیوں کا نیا ہی خدا ہے۔ ان حضرات کا نام ہے مولوی رشید احمد صاحب، یہ دیوبندی مخلوق کے خصوصی رب کہلاتے ہیں۔

خدا ان کا مرنی ہے وہ مرنی تھے خلایق کے۔

دیوبندیوں کا خدا

(مرثیہ محمود الحسن ص ۱۲ در شان مولوی رشید احمد گنگوہی)

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

اللہ صل علی سیدنا و نبینا و مولانا

دیوبندیوں کا نبی و رسول اور کلمہ اور درود

اشرف علی (رسالہ الامداد مولوی اشرف علی بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵) تھانوی کا ایک مرید تھا تو

کو لکھتا ہے میں آپ (تھانوی صاحب) کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(اشرف العمولات ص ۵ و مزید المجد تھانوی ص ۱۸ سطر ۱۱)

۴۔ پھر تھے کعبہ میں دھونڈتے گنگوہ کا رستہ

(مرثیہ صدر دیوبند ص ۱۳)

دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ

۵۔ یہاں سے ساتھ لے چلنا ہمارا بات ہی کیا تھی

تیرے صدقے وہاں بھی ہو ہی جاتا فضل یزدانی (مرثیہ ص ۱۴)

دیوبندیوں کا شافع محشر

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا داماں پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا

اسے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا (شعاع امداد ص ۱۳۹)

جیسا مدینہ شریف میں رہ کر میل کچل دالا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ حضرت

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا دیا یہاں

دیوبندیت کا مدینہ تھانہ بھون

(افاضات ایوبیہ ج ۴ ص ۲۴۰)

(تھانہ بھون) پر بھی نہیں رہ سکتا۔

ایمانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

طلب

۱۔ (مناذ اللہ) آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت

امریہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس

میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور

بہائم کے لیے بھی حاصل ہے، پھر چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند ص ۸)

۲۔ شیطان کو یہ وسعت (علمی) نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعت علمی کی کون سی نص قطعاً ہے؟

۳۔ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے برگزہ ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت

کے برابر بھی ہو چکا ہو زیادہ۔ (ابراہیم قاطعہ مصنفہ خلیل احمد مصدقہ رشید احمد گنگوہی ص ۵۱)

تو معاذ اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم پاگلوں حیوانوں کے مشابہ اور شیطان اور ملک الموت سے کم قرار دے دیا گیا۔ (استغفر اللہ)

اہانت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

۵

اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

(مرثیہ شیخ الہند ص ۳۳)

یہاں علمائے دیوبند نے حضرت مسیح علیہ السلام کو رشید احمد گنگوہی سے مقابلہ کا چیلنج دیا ہے۔ کیا دیوبندی مرزا سے کچھ سچے رہے ہیں، نہیں بلکہ یہ تو اس کے بھی استاد نکلے۔

اہانت حضرت یوسف علیہ السلام

عبید سوداں کا لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ)

اہانت صحابہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھے، مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، ان حضرات کی صورت میں شیطان آ سکتا ہے۔

اہانت اہلبیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین

ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے ہم کو سینے سے چمٹا لیا۔ ۱۶

(اقامات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۷)

مسلمانو! خدا کے واسطے ینزدیت کا یہ ناپاک حملہ لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ملاحظہ کر کے اندازہ کیجئے کہ انگریزی جھوٹے نبی غلام اسد نے تو خاتون جنت کی ران مبارک کی توہین کر کے جہنم خرید لیا تھا مگر ان انگریزی مولویوں نے تو خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ مبارک کی ہتک کرنے کی جرأت کر لی ہے کیا معاذ اللہ حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیر مردوں کے سینے سے لگتی تھیں۔ الامان والحفیظ، لعنة اللہ علی الکاذبین (یہ ہیں حکیم الامتہ علمائے دیوبند)

دیوبندیوں کا حج گنگوہ میں

پھرے تھے کعبہ میں بھی دُھونڈتے گنگوہ کا رستہ (مرثیہ ص ۱۲)

اس کی آواز تھی یا بانگِ خلیل اللہی

کہہ کے لبیک چلے اہل عرب اہل عجم (مرثیہ ص ۲۴)

یعنی بب گنگوہی صاحب اپنے گنگوہ کے حج کا اعلان کرتے ہیں تو تمام دیوبندی لبیک لبیک پکارتے ہیں۔ اب تو صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندی مکہ معظمہ والے کعبے کے قائل نہیں بلکہ ان کا حج دکنہ صرف گنگوہ ہی ہے۔ (عورت کے فرج سے) روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نہ نمکیں معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔

(اقامات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۵۴)

دیوبندی تہذیب

لیجئے یہ بھی حضرات حفاظ دیوبند اور ان کے معتقدین کے لیے ایک عجیب سالن ہے۔ واضح رہے کہ ایسے سالن کے لیے روٹی بھی خاص قسم کی ہوتی ہوگی۔ تو حضرات علمائے دیوبند کے مقدس عقل کے فتوے سے گو نہہ (گنگلی) کھانا بھی جائز ہے یعنی غذا گو نہہ اور سالن فرج کی غلاظت۔ دیکھو (اقامات ایومیہ ج ۲ ص ۳۷۳)

دیے سنا بھی گیا ہے کہ دیوبندی شیطان جنات بھی گو نہہ کھاتے ہیں۔ اور دیوبند کے بندے بھی اس کے

مزے اڑاتے ہیں۔

دیوبندی مذہب کے ارکانِ خمسہ | اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اس کے برعکس

دیوبندی مذہب کے ارکان خمسہ یہ ہیں:

- ۱- ہر وہ مسلمان جو دیوبندیوں کو نہ مانے اس کو مطلقاً بدعتی کافر مشرک جاننا اور تھلیل مسلمین میں کوشاں رہنا۔
- ۲- خداوند تعالیٰ کے امکان جھوٹ کے ثبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک اور بے مثلیت کے خلاف دلائل تلاش کرنا اور خصوصاً شان رسالت کی تنقیص میں ہر وقت مصروف رہنا۔
- ۳- فراہمی چسندہ کے لیے تقیہ کرنا یعنی اپنے منہ کہے بدعتیوں کی خوشامدیں کرنا۔
- ۴- اپنا پلیٹ فارم الگ بنانے کے لیے لوگوں کو بدعتی کہنا مگر بہاں طمع و لالچ ہو وہاں اسی کام کو خود کر گزرنے۔
- ۵- شیعہ و رافضی کے موافق فتوے دے کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو زخمی کرنا۔

ایک مولوی صاحب کہتے تھے کہ آپ اخبار میں نہیں دیکھتے۔۔۔

دیوبندی علماء کے جھوٹ

میں نے کہا کہ آپ اخبارات سے واقعات کا اقتباس کر کے میرے پاس بھیج دیا کریں۔۔۔ کہنے لگے کہ لکھ کر بھیجنا احتیاط کے خلاف ہے۔۔۔ میں نے کہا۔۔۔ میں کہہ دوں گا کہ میں نے تھوڑا ہی کہا تھا کہ میرے پاس بھیجا کرو میری دشمنی میں بھیج دیا۔

(افاضات ایومیہ ج ۲ ص ۴۶)

اب دیکھ لیجئے اس سے خود ہی تو کہا کہ تم اخبارات کا انتخاب بھیج دیا کرو۔ مگر اس کے پکڑے جانے کا معاملہ ہوا۔ تو تھانوی صاحب کیسا حکیمانہ ہیر پھیر دہاتے ہیں۔

دیوبندی مفتیوں کے فتوؤں کا نمونہ

ایک شخص۔۔۔ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کیا کرتا تھا۔۔۔ تو ان چیزوں
ماں کے ساتھ زنا عطلاً جائز کو عقل کے فتوے سے جائز رکھا جائے گا۔ (افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۶۷)

یہ ہے علماء دیوبند کی عقل مبارک کا کرشمہ، سکھوں میں ایک فرقہ ہے، ماں ٹن (ماتم) یعنی ماں سے زنا کرنے والے، خیال تھا کہ کسی اور عقل میں یہ فعل جائز نہ ہو گا۔ مگر اب یقین ہو گیا کہ دیوبندی عقل و حکمت بھی۔۔۔ ان سے تیجے نہیں رہی کیا سکھوں کی طرح ان کی عقل کے بھی بارگاہِ نبی گئے۔

ایک موجد سے لوگوں نے کہا اگر حلوا وغلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں
خنزیر بن کر گوشت نہ کھالیا نے شکل خنزیر ہو کر گوشت نہ کھالیا پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا الخ

(امداد المشاہد مصنف تھانوی ص ۱۱، سطر ۱۱ مطبوعہ تھانہ بھون)

دیوبندیوں کے نزدیک موجد صرف دیوبندی یا غیر مقلد و ہابی ہیں باقی سب مشرک یا بدعتی ہیں موجد نہیں تو یہ شوق

کرنے والے حضرات بھی دیوبندی ہوں گے یا وہابی۔ واللہ اعلم مگر خوب ترقی ہے مفصل جواب باب ششم دیوبندی فقہ کے مسائل میں ملاحظہ فرمائیے۔

نبی کی سابق سے رگڑ گزرنے کا دل دے یا اس کے ہاتھ سے خارج کرادے۔

(امداد الفتاویٰ تھانوی ج ۲ ص ۱۶۳)

مُشت زنی

دیوالی یا ہولی کی ریوڑیاں وغیرہ (ہر چیز) کھانا جائز ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳)

دیوالی

دیوبندیوں کی عبادات

اگر کثرت سے مقدار میں پانی جمع ہو اور اس میں تھوڑی سی مقدار پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۱ ص ۱۴۷)

آب وضو

پانی بہا کر سور کی چربی والا کپڑا پہننا جائز ہے

(خلاصہ افاضات ایومیہ ج ۲ ص ۱۲۱)

لباس نماز

ریسی کو کھانا جائز ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰)

اکل حلال

ہندو آریوں میں ایک فرقہ ہے وہ کوسے کے مشاق ہیں دیکھو (رامائن تلمی داس اردو ص ۶۰) تو دیوبندی بھی چونکہ ہندوؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لیے یہ بھی کوا کھانے کے مشاق ہیں (کیونکہ عادت و جاہلی عادتیاں) اب ایسی پاک غذا گو نہہ اور گو نہہ خور کو اور ایسے لباس کے بعد جس میں سور کی چربی کا جز موجود ہو اور ایسے پانی سے وضو کے بعد جس میں پیشاب کی لپٹیں آرہی ہوں، دیوبندیوں کی نماز ملاحظہ ہو۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے ایک آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے

کے اوپر سے گر گئی ہیں، میں نے خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔“ (اشرف المعولات تھانوی ص ۱۴)

تو گویا تھانوی صاحب پہلے ہی سے اس کے منتظر تھے کیونکہ آخر ایسوں کی نماز بھی ایسی ہونی چاہیے۔

آپ نے ابتداء میں ان ہندوؤں اور روافض ایجنٹ دیوبندی مولویوں کی ملک و ملت سے سیاسی غداریاں

ملاحظہ فرمائی ہیں۔ اب آخر میں بھی ایک دو خدمات ملاحظہ فرمائیے تاکہ اول و آخر میں مطابقت ہو جائے۔

جب کہ مسلمانان کشمیر پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے مسلمانوں کی معصوم بیٹیوں کی عصمت دری برسرِ باز اور ظالم

دو گروے کر رہے تھے اور مسلمان جتنے بنا کر کشمیر روانہ ہو رہے تھے تاکہ وہاں کے مسلمانوں کی امداد کریں۔ تو انگریزی دیوبندی مولویوں کے پیشوا تھانوی صاحب فرما رہے تھے۔

۱۔ ”کشمیر پر جو جتنے جا رہے ہیں ان کے متعلق ایک صاحب مجھ سے دریافت فرمانے لگے۔ کہ ان جتنوں کے جاننا جاننا ہونا تو الگ بات ہے مگر نافع بہت ہے، میں نے کہا، جی ہاں خمر و شراب بھی نافع ہے۔“ ۱۶۔ (اخلاص الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۱۱)

۲۔ ”جیل میں جانا پانا، بھوک ہر تال وغیرہ کرنا خود کشتی کے مترادف ہے۔“ (اخلاص الیومیہ ج ۱ ص ۵۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا تھا۔ اس لیے کہ انگریز اس پر قابض تھا اس کے برخلاف حکیم امت دیوبند و قطب دیوبند یہ فتوے دے رہے تھے، کہ ہندوستان کو اکثر دارالاسلام کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۷)

اور پھر تھانوی صاحب نے توجہاد کو حرام کہہ کر ہندوستان کے دارالامان ہونے کی چکی دو گری دے دی۔ مندرجہ ذیل ہیں:

”حکومت انگریزی میں رعایا پر کسی قسم کی دار و زیر و بے اطمینانی سرکار کی جانب سے نہیں ہوتی۔ بلکہ بدستور ہر شخص اپنے جان و مال پر مطمئن رہا (الی قولہ) بعض کے لیے امان اول باقی ہے۔ بعض کے لیے امان ثانی یہ بھی مثل ددوں اجزاؤں یا دونوں انصالوں کے ہو گا۔ اور ترجیح دارالاسلام کو دی جائے گی۔“ (تحدیر الاخوان تھانوی ص ۹)

علمائے اہل سنت کو بدنام کرنے والے اپنے تھانوی صاحب کے فتاویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اور معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی تک دنیا میں انسان موجود ہیں۔ دیوبندی مانسوں کا سکھ نہیں چلتا۔ یہ سیاسی جمود کیسے یا جو رل چاہے فتوے لگا لیجئے۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے

صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

غرضیکہ دین اسلام کے ان بدترین دشمن دیوبندی مولویوں نے ہمیشہ سے اسلام اور اہل اسلام سے غداری کر کے اپنے چندوں کی خاطر مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی۔ اور ”حکیم الامت“ اور ”شیخ الہند“ کے خوشنام غلطوں میں اپنے نئے ایجاد کردہ دین کو مسلمانوں پر جاری کرنے کی پوری سعی کی ہیں۔ یعنی مرزائیت اور دیوبندیت کے ہر دو شعبوں نے ملت اسلامیہ کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں۔ سو یہ پنجاب کا منقہ ہو کر ہندوؤں کے ہاتھ چلا جانا، ہمیں دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی کا ایک بین شاخسانہ ہے اور پھر ان

کی سیاسی جالائیاں بھی کسی سے مخفی نہیں کہ جدھر وہ پیر ادھر دیوبندی، چنانچہ جب ہندوؤں نے نوٹوں سے خدمت کی تو انگریزوں کے خلاف اوصاف دہرائیں اور ہندوؤں کا اتحاد کا پرچم اور جب انگریزوں سے پیاک و سول ہونے تو پاکستان مردہ باد کے نعرے شروع ہو گئے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ دیوبندیوں نے اپنے ان وانا انگریز کو جاتے دیکھ کر پاکستان کا مطالبہ کرنے والوں پر کھربازی کی مستیں چلا دی۔ پھر بارہ سول اللہ پڑھنے والے بھی کا فر (فتویٰ مولوی خیر محمد، عرسوں کا کافر) (فتویٰ رشید)، عرضیکہ سوائے دیوبندیوں کے سب دنیا بدعتی اور مشرک قرار دے دی گئی۔ گویا اعلیٰ اسلام کی تکذیب میں عدالت دیوبند ضرب المثل قرار پائے۔ اور ان کی اسی سیاسی سودا بازی سے ہی مسجد شہید گنج کے تباہ کنی واقعہ ابھی تک ان کے ماتھے پر کلتاب کا ٹیکہ ہے کہ سینکڑوں سلمان جب کہ وہی دروازہ سے نکل کر خانہ خدا کی آبرو پر جانیں قربان کر دیتے تھے تو دیوبندی دین کے امیر شریعت سودا فرما کر نہ لے کر حرام فرما چکے تھے۔ اور خانہ خدا کے ہاتھ سے ہاتھ فروخت ہو چکا تھا، مسجد فستجوری دہلی کا پچھلا حصہ ہندوؤں کے ہاتھ فروخت کرنا مولوی گفٹار دیوبندی کا نمایاں کارنامہ ہے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت سے بھی دیوبندی بایں وجہ مخالف رہے کہ سنی علماء ان کی ایسی ناپاک سیاستوں سے کنارہ کش رہ کر کہتے تھے۔

میں نے مسجد نہیں بچی کبھی تیری ماسد
ابے اوچندے کے جو کے بے او دین فروش

(ملاحظہ ہو مجتہدین لکھنؤ ص ۱۰۴ و ۱۰۵ وغیرہ)

(اجمالت خاکہ ختم ہوا ہے اسی کے تفصیلے شروط ملتے ہیں)

باب دوم

دیوبندی مذہب کے امام

باب دوم

دیوبندی مذہب کے چھ امام

تاریخی حالات

اول :- مولوی محمد اسماعیل صاحب، غیر مقلد دہلوی بانی و امام اول، دیوبندی مذہب،
 دوم :- مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند، و امام دوم دیوبندی مذہب،
 سوم :- مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سرپرست دیوبند، و امام سوم دیوبندی مذہب،
 چہارم :- مولوی خلیل احمد صاحب انبیسٹوی صدر مدرس سہارنپور، و امام چہارم دیوبندی مذہب،
 پنجم :- مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، مجدد و حکیم فرقہ دیوبندی و امام پنجم دیوبندی مذہب،
 ششم :- مولوی حسین علی صاحب پنجابی ساکن و ان پھر ان، امام ششم دیوبندی مذہب،
 اس میں شک نہیں کہ دیوبندی مذہب کا اصل بانی اور ان خیالات کا موجد مولوی اسماعیل دہلوی ہی ہے۔
 اور اس کی تصنیف شدہ کتابیں تقویت الایمان، ایضاح الحق، یک روزی، صراط مستقیم، امداد الفتاح، مینرالعیین،
 منصب امامت وغیرہ ہی اس فرقہ کی بنیادی اینٹ ہیں۔ مگر چونکہ مولوی محمد قاسم، مولوی خلیل احمد، مولوی رشید احمد،
 مولوی اشرف علی و مولوی حسین علی صاحب نے اس مذہب کی اشاعت و ترویج میں نہایت کوشش کر کے اس
 مذہب کے افراد پیدا کیے ہیں۔ اور پری مریدی کے پردے میں بھی حنفی خیال کے لوگوں کو دیوبندی مذہب کا شکار
 کیا ہے۔ اس لیے ان کو بھی اس مذہب کا امام کہنا بے جا نہیں۔ اگر مولوی محمد الحسن صاحب دیوبندی اور مرتضیٰ
 الحسن صاحب دیوبندی درجہ بھٹی مدرس دیوبند کو بھی اس مذہب کا امام کہا جائے تو زیادہ موزون ہے۔ کیونکہ فرقہ
 دیوبندیہ کے لوگوں کو ان مولویوں سے اعتقادی درجہ امامیت سے بھی کہیں بالاتر نظر آتا ہے۔

بانی دیوبندی مذہب مولوی اسماعیل صاحب (دہلوی)

دیوبندی مذہب کا بانی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی دہلی کے ایک معزز خاندان کا فرد اور حضرت شاہ
 عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا برادر زادہ تھا۔ خاندان شاہ عبد العزیز کا علم و فضل ہندوستان میں مشہور ہے

خاندان شاہ صاحب کے عقاید نہایت ہی عمدہ تھے۔ اور یہ لوگ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے سچے معتقد تھے۔ خصوصاً سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو شاہ عبدالعزیز کی کتب میں نہایت ہی نفیس عقاید تحریر ہیں۔ اس خاندان کے لوگ حنفی صحیح العقیدہ اور مسلک اہل سنت پر گامزن تھے۔ مگر مولوی محمد اسماعیل کی طبیعت کو یہ طریق پسند نہ آیا۔ جب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخر عمر میں اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کو کافی مقدار میں بخشی۔ اپنی اہلیہ اور نو اسول کو بہہ کی نو مولوی اسماعیل صاحب اس پر زبردستی قبضہ ہو گئے۔ اور مولوی عبدالحی صاحب داماد شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا سا بخشی بنا کر یہ منور کیا کہ اس زمانہ کے تمام لوگ گویا ہر نماز روزہ کرتے ہیں، مگر حقیقت سب کے سب مشرک کافر اور بدعتی ہو چکے ہیں۔ اس لیے لوگوں کا اسلام درست کرنا چاہیے اور چونکہ اس علاقہ ہندوستان کے لوگ پیروں کے زیادہ معتقد ہیں۔ اس لیے کسی پر کو ساتھ ملانا چاہیے۔ اتفاق سے ان دنوں سید احمد کی پری نہی نہی چمک رہی تھی اور یہ صاحب چند ایک لوگوں میں مشہور ہو چکے تھے۔ اسماعیل ان کے پاس پہنچے اور سید صاحب کے مرید ہو کر لوگوں میں سید صاحب کی تعریف کرنے لگے۔ چنانچہ سید صاحب کی شان میں جو کچھ کہنا تھا وہ بھی کہہ گئے۔ مثلاً یہ کہ سید صاحب کو براہ راست خدا سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ ان کو واسطہ نبوت کی ضرورت نہیں اور جو سید صاحب کا مرید ہو جائے خواہ وہ زنا کرے، چوری کرے، کچھ گناہ کرے اور پھر خواہ وہ مرید کتنے ہی ہوں۔ خواہ لکھو کہ باہی ہوں، ان کے لیے مرید ہو جانا ہی کافی ہے۔ وغیرہ۔ یہ اعتقادات اس کی کتب میں موجود ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ روزے حضرت جل و علی دست راست ایشان را بدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیزے را از امور

قدسیہ کہ یمنع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا چہ بیس دادہ ام۔ و چیزے دیکر خواہم داد۔

(صراط مستقیم فارسی مصنف مولوی محمد اسماعیل صاحب، ص ۱۶۴۔ مبلوغہ مجتہدانی)

۲۔ ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بدست تو بیعت خواہد کرد گو لکھو کہ با باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔

(صراط مستقیم ص ۱۶۵)

۳۔ فرمودند کہ امر در حق جل و علا بمحض عنایت خود بلا توسط احدی اختتام نسبت چشتیہ بماندانی داشت۔

(صراط مستقیم ص ۶۶)

۴۔ باید دانست کہ حضرت ایشان از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجہول بودند۔ وغیرہ

(صراط مستقیم ص ۱۶۳)

ان ایام میں مولوی محمد اسماعیل کی اعتقادی افراط و تفریط کا عالم یہ تھا کہ ایک طرف تو وہ اپنے پر کے متعلق اس قدر بڑھ گیا کہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشابہ قرار دیا۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

از بیکہ نفس عالی حضرت ایشان بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوات والتجلیات

(صراط مستقیم ص ۳)

درود فطرت مخلوق شدہ الخ

اور دوسری طرف تمام دنیا کے مسلمانوں پر کفر و شرک کی مشین چلا رہا تھا۔ ۱۸۲۲ء میں جب سید احمد صاحب اور اسماعیل صاحب باہم ملے تھے اور پیری مریدی کا معاملہ ہوا۔ تو سید احمد صاحب مختلف علاقوں کی سیرو سیاحت میں گھوم رہے تھے کہ ۱۸۲۳ء میں سکھوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ سید احمد صاحب و اسماعیل انگریزوں کے اشارے پر ادھر متوجہ ہوئے، مولوی اسماعیل صاحب وعظ کہنے میں اچھی خاصی مشغول رکھتے تھے اس لیے مولوی اسماعیل صاحب نے انگریزوں کی حمایت میں وعظ شروع کر دیے۔ ایک مرتبہ وہ کلکتہ میں سکھوں کے خلاف وعظ کر رہے تھے کہ اثنائے وعظ میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزوں پر جہاد کا وعظ کیوں نہیں کرتے؟ وہ بھی تو کافر ہیں اس کے جواب میں مولوی محمد اسماعیل صاحب نے کہا کہ:

”انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کوئی اذیت نہیں پہنچی۔ اور چونکہ ہم انگریزوں کی رعایا ہیں۔ ہمارے مذہب کی رُو سے ہم پر یہ فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم کبھی شریک نہ ہوں۔“

(تواریخ عجیبہ ص ۳، تواریخ مذاہب الاسلام مطبوعہ لاہور ص ۶۶۰)

دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کا مخفی مذہب

چھوڑ کر غیر مقلد ہونا اور ہابی مذہب قبول کرنا !!

مولوی اسماعیل صاحب نے دنیا بیا علم پڑھا تھا۔ اور دہلی وغیرہ شہروں میں وعظ کیا کرتا تھا۔ کہ انہیں دنوں ملک نجد سے وہابی خارجی مذہب کی کتاب ”کتاب التوحید“ مصنفہ ابن عبد الوہاب نجدی عربی زبان میں طبع ہو کر بمبئی پہنچی۔ اس کتاب کے پہنچنے سے پہلے اس ملک ہندوستان میں کوئی وہابی تھا اور نہ کوئی دیوبندی بلکہ سب لوگ صحیح العقیدہ اور سادے مسلمان تھے۔ بمبئی میں وہابیوں کے ایجنٹ نے جب دوسرے علمائے کرام کو اس کتاب کے نسخے ارسال کیے تو ایک نسخہ اسماعیل صاحب کو بھی بھیجا۔ دوسرے تمام علمائے کرام نے اس کتاب کا رد کیا اور اس کے ناپاک مضامین سے عوام کو تنبیہ کیا۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب کی طبیعت اس کتاب کی طرف مائل ہو گئی۔ اس مذہب کی اس کتاب میں مندرجہ عقاید کو اہمیت دی گئی تھی۔

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول تھے اور ان کی زندگی میں ان کی عزت و حرمت بیشک مخفی مگر اب چونکہ آپ وفات پا گئے ہیں۔ اس لیے اب ان کی عزت اور تعریف و صفت و ثنا کی ضرورت

نہیں۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذرہ برابر بھی علم غیب نہیں دیا۔

۲۔ کوئی نبی یا کوئی ولی کوئی بھی اختیار یا مرتبہ نہیں رکھتا۔ اور جب محمد رسول اللہ ہی بے اختیار ہیں۔ تو عبد القادر جیلانی کی کیا طاقت ہے۔

۳۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو مشکل کے وقت پکارے اور یا محمد اور یا رسول اللہ پڑھے وہ یقیناً مشرک کا ذرہ ہے۔ اس کا قتل واجب ہے۔

۴۔ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان دراصل مشرک ہو چکے ہیں۔ اور کوئی بھی موحّد نہیں۔ اس لیے ان پر جہاد فرض ہے۔

۵۔ روضہ رسول اللہ کی زیارت کے واسطے سفر کرنا قطعاً مشرک ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ کہلانابت ہے۔ کسی امام کی تقلید کرنا سخت گناہ اور مشرک ہے۔ اور جو لوگ دہاوی عقاید نہ مانیں اُن کا کلمہ اور ایمان معتبر نہیں۔ ان کا صل حلال ہے۔ مولوی اسماعیل نے آہستہ آہستہ ان عقاید پر پختہ ہو کر عوام میں اس کی تبلیغ شروع کر دی۔ مولوی عبدالحی نے بھی مولوی اسماعیل کی کافی امداد کی۔ اور یہ دونوں مولوی صاحبان دہاوی مذہب کی تبلیغ میں شب و روز سرگرداں پھرنے لگے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اسماعیل کو تنبیہ

مولوی اسماعیل نے بامداد مولوی عبدالحی نجدی مذہب کی کتاب "کتاب التوحید" سے نجدیانہ مسائل و خارجیانہ عقاید کا انتخاب کر کے ایک کتاب اردو زبان میں تصنیف کر لی اور اُس کا نام "تقویۃ الایمان" تجویز کیا۔ یہی وہ پہلی کتاب ہے جس نے سرزمین ہندوستان میں مذہبی آگ لگا کر سب فتنے اٹھائے۔ اس کتاب سے قبل اس ملک میں ان عقاید کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ مولوی اسماعیل نے یہ کتاب لکھ کر دہلی کے مقامی علماء سے چھپر چھپا کر شروع کر دی اور سب کو مشرک اور بدعتی کہنا شروع کر دیا۔ اس وقت دہلی میں حنفی مذہب کے بڑے بڑے جید علماء موجود تھے۔ ان سب علماء نے مولوی اسماعیل صاحب کے اس خطرناک فتنہ اور اس کے عقاید کی خرابی اور اس کے کتاب التوحید پر فریفتہ ہونے کی شکایت سلطان المحدثین حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی۔ تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل صاحب سے اذ حدنا راض ہوئے۔ اور اس کو ان سخت الفاظ سے ڈانٹا:

"میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) کو کہ جو کتاب (نام نہاد) کتاب التوحید نامی سے آئی ہے،

میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقاید صحیح نہیں بلکہ (وہ کتاب) بے ادبی بے نصیبی سے
بھری پری ہے۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔
تم اسے اسماعیل، ابھی نوجوان بچے ہو۔ ناخن شور و شر برپا نہ کرو۔

(فرید المسلمین ص ۹۰ و انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶)

دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کا حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نافرمانی کرنا

مولوی اسماعیل صاحب کے وہابی عقاید اختیار کرنے اور ان کی تبلیغ و شور و شر پر جب حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب نے اس کو تنبیہ کی تو مولوی اسماعیل صاحب نے بجائے اس کے کہ وہ اپنے بزرگوں کی بات مان کر برے
عقاید سے توبہ کر لیتا اس نے مزید ضد کی۔ شاہ صاحب اور ان کے تلامذہ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ اور سب سے
پہلے حضرت شاہ صاحب کے تلامذہ سے ہی مولوی اسماعیل صاحب نے مقابلہ اور مناظرہ کا ارادہ کیا تو یہی تودہلی کے
علمائے خاموشی اختیار کی اور لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ یہ لڑکا بے وقوف ہے اس کا کہا کوئی بھی نہ مانے، مگر جب مولوی اسماعیل
صاحب نے سنی علماء کو مناظرے کے صاف پیغام شروع کر دیے تو مجبوراً علمائے اخاف کو اس کی سرکوبی کے لیے
کھڑا ہونا پڑا۔ (انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶)

مولوی اسماعیل صاحب سے دہلی میں مناظرہ کا انعقاد اور سرزمین ہند میں سنی و وہابی

کے موضوع پر سب سے پہلا مناظرہ

شاگردان حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور حضرت شاہ عبدالقادر
صاحب کے افہام و تفہیم پر بھی جب مولوی اسماعیل صاحب اور عبدالحی اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو بالآخر
۱۲۴۲ھ میں باتفاق جمیع علمائے اخاف دہلی مولوی اسماعیل صاحب سے مناظرہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور مولوی
رشید الدین خان صاحب نے باتفاق مولوی مخصوص اللہ مولوی موسیٰ خلیف الرشید شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم
و دیگر علمائے کرام کے ایک مجمع عام منعقد کیا جس میں شہر دہلی کے تمام ایمان موجود تھے۔ اور یہ تاریخی اجتماع شاہی جامع
مسجد دہلی میں منعقد ہوا۔ (انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶)

مولوی اسماعیل و مولوی عبدالحی اور مولوی عبد العزیز مہدی اور ان کے چند رفقاء کو مجسم عام میں بلوایا گیا۔ اور اخافت کی طرف سے شاگردان شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ و دوسرے جید علمائے کرام اخافت نے اسماعیل کے سامنے کتاب و سنت و اقوال امت سے مجتہد عنہ مندرجہ ذیل مسائل دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ سے ثابت کئے۔

(۱) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود صرف بشری ہی نہیں، جیسا کہ مولوی اسماعیل وغیرہ نے شور مچا رکھا ہے۔ بلکہ وہ گوہر نورانی فوراً صلی خدا تعالیٰ کے ہیں اور آپ کا نور مخلوق اور خاص فیض ہے نور الہی کا۔
(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانا اور اس میں قیام کرنا اور صلوٰۃ و سلام پڑھنا مورد ثواب و مراسم الہی ہے۔

(۳) مطلق علم غیب عطائی انبیائے عظام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اس کا منکر کافر بے دین ہے۔
(۴) آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب کلی عطا فرمایا ہے کہ آپ تمام دنیا و مافیہا کے ذرے ذرے سے باخبر ہیں۔ اور آپ کو حاضر و ناظر ماننا کتاب و سنت و عقائد جمہور اہل اسلام سلف و خلف سے ثابت ہے۔

(۵) اذان میں آپ کے نام پاک کو سن کر ناخن کو بوسہ دینا آنکھوں پر لگانا امر باعث برکت ہے اور سنت اکابرین اسلام ہے۔ آنکھوں کو ہر بیماری سے محفوظ رکھنا ہے۔

(۶) انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا وسیلہ پکڑنا اور ان سے غائبانہ مدد مانگنا بایں طور کہ وہ عون الہی کے مظہر ہیں۔ قبل از ممات و بعد از ممات ہر طرح جائز ہے۔

(۷) مزارات اولیاء اللہ پر قرآن خوانی کرنا، ان کے نام کی فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کرنا، طعام پر قرآن پڑھنا، بزرگوں کے وفات کے روز عرس کرنا، قبروں پر روشنی کرنا بصورت آرام دہی زائرین کے یہ امور بے شک جائز ہیں۔

(۸) ذیلیفہ یا رسول اللہ، یا صدیق، یا عمر، یا عثمان، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا شیخ عبد القادر جیلانی، یا خواجہ معین الدین چشتی۔ یہ درود وظائف بے شک جائز ہیں۔

اس مباحثہ میں آؤ لاؤ مولوی اسماعیل نے کچھ ضد کی۔ مگر ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۴۳ھ کے روز علمائے دہلی نے اس پر ایسی گرفتیں کیں کہ مولوی اسماعیل اپنی اسٹیج پر مولوی عبدالحی و مولوی عبد الغنی کو چھوڑ کر خود خفیہ طور پر مجمع سے مفرد ہو گیا۔ مولوی عبدالحی کو جب علماء نے ہر طرح لاجواب کر دیا تو اس نے مجمع عام میں مولوی اسماعیل کے پیدا کردہ عقاید سے توبہ کی اور وہ تو نامہ تحریر ہو کر اس پر مولوی عبدالحی اور دیگر معززین شہر دہلی کے دستخط ثبت

ہوئے۔ پھر اس تو بہ نامہ کو ملک کے ہر گوشہ میں شائع کر دیا گیا۔

(مصمصام قادری ص ۹ مطبوعہ دہلی)

دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کا وہابی جماعت غیر مقلدین (اہلحدیث) کی بنیاد رکھنا

اس تاریخی مناظرہ میں اسماعیل کی شکست سے اس کی کافی بدنامی ہو گئی اور تمام عوام و خواص اہلسنت و جماعت مولوی اسماعیل کے مخالف ہو گئے۔ تو اس نے ایک نیارنگ بدلا کہ ایک پارٹی بنا کر اس میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلافت تبلیغ شروع کر دی۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ تمام سنی لوگ بزرگان دین کے بے حد معتقد ہیں اور جب تک ان لوگوں کو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا مخالف نہ بنایا جائے، اس وقت تک ان کو وہابی بنانا نہایت مشکل ہے۔ اسماعیل نے سب سے اڈل تقلید کا رد کیا اور پھر نماز میں رفع یدین اور آمین بالجہر یہ سب افعال شروع کر کے مکمل غیر مقلد وہابی ہو گیا چنانچہ دیوبندی مذہب کے امام پنجم اشرف علی کو بھی اپنے پیشوا اسماعیل کے غیر مقلد ہونے کا بایں الفاظ اقرار کرنا پڑا ہے۔

(۱) ایک مرتبہ دہلی میں آمین بالجہر کسی مسجد میں کسی مسافر پر سختی کی گئی۔ حضرت مولانا شہید صاحب

رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر آمین بالجہر کہنا شروع کر دی کہ مجھ کو کوئی رد کے کوئی سختی کرے۔۔۔۔۔

(۲) (لوگوں نے) یہی شکایت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی، شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

نے حضرت مولانا شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا، اس کی ضرورت ہی کیا ہے، عوام میں شور و شغب ہوتی ہے۔ مولانا شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جو مردہ سنت کو زندہ کرے سو شہید و

کا ثواب ہے۔ (۵۱ افادات ابو یوسف اشرف علی نقوی حصہ ۶ ص ۳۰۴ سطر ۱۱ مطبوعہ مکتبۃ بھون)

(۳) اس کے متعلق مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب جواب دیا تھا۔ مولانا شہید

رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے جہر بالتابعین کے متعلق کہا تھا کہ حضرت آمین بالجہر سنت ہے۔ اور

یہ سنت مردہ ہو چکی ہے اس لیے اس کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے

فرمایا کہ یہ حدیث اس سنت کے باب میں ہے جس کے مقابل بدعت ہو اور جہاں سنت کے

مقابل سنت ہو وہاں یہ نہیں اور آمین بالتسریح سنت ہے۔ تو اس کا وجود بھی سنت کی حیثیت

سے مولانا شہید نے کچھ جواب نہیں دیا۔ (افادات ابو یوسف نقوی ج ۳ ص ۱۶۰ سطر ۱۹ مطبوعہ مکتبۃ بھون)

مولوی اسماعیل صاحب مذہبی طور پر اپنے اکابرین کا مخالف تھا

خود دیوبندیوں کو تسلیم ہے کہ مولوی اسماعیل اپنے اکابرین مثلاً شاہ ولی اللہ کا مذہباً سخت مخالف تھا دیوبندیوں کا امام لکھتا ہے۔

”مولوی اسماعیل شہید چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسلک پیران خود مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔“ (امداد الشاق اشرف علی تھانوی ص ۹، سطر ۵، مطبوعہ تھانہ بھونہ)

فرقہ دیوبندیہ کے امام پنجم کی اس تحریر سے واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب مذہباً غیر مقلد و ہابی تھا۔ اور اپنے مشارک و پیران عظام کا مخالف تھا۔ پھر وہ خود بھی اس امر کا معترف ہے چنانچہ اسماعیل لکھتا ہے

الْحَقَّ ابْتَغَى رَفَعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْفَتْحِ
وَالْكَوْعَ وَالْقِيَامِ مِنْهُ وَالْقِيَامِ إِلَى
الثَّلَاثَةِ سَنَةٍ عَيْرَ مُؤَكَّدَةٍ مِنْ
سُنَنِ الْهُدَى فَيُثَابُ فَأَعْلَى بِقَدْرِ
مَا فَعَلَ إِنْ دَامَ فَحَسْبُهُ

(تنویر العینین مصنف مولوی اسماعیل امام اول د

بانی سنہ فرقہ دیوبندیہ و غیر مقتلین ص ۱)

لیت شعری کیف يجوز التزاؤ تقلید

شخص معین (تنویر العینین مصنف مولوی اسماعیل

یقیناً رفع یدین کرنا اور تکبیر اور رکوع اور میرے قیام کے وقت سنت ہے غیر مؤکدہ، ہدایت دینے والی سنتوں سے۔ تو جس قدر ہی رفع یدین کیلئے ثواب ہی ہو گا۔ اگر ہمیشہ رفع یدین کرے تو اس کو جنت میں جانے کے لیے بس یہی کافی ہے

(تنویر العینین)

کیسے جانوں کہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے التزام کر لینا تقلید کسی شخص معین کا۔

مذکورہ بالا تصریحات کے بعد مولوی اسماعیل صاحب کا مذہب و اعتقاد خوب واضح ہو جاتا ہے کہ وہ آئین بالجہر کرتا تھا۔ رفع یدین پر زور دیتا ہے۔ اور تقلید ائمہ کو ناجائز بتاتا تھا۔ نیز واضح ہو کہ ان عقاید کا سنگ بنیاد سب سے اول ہندوستان میں مولوی اسماعیل ہی نے رکھا تھا۔ اور مختلف شہروں میں اس نے غیر مقلد و کی جماعتیں بھی بنالی تھیں۔ مگر عوام اہل اسلام اسے منفرد تھے اور وہ نہایت ہی سرگرداں تھا کہ آخر وہاں بیت کو کس رنگ میں پھیلا یا جا سکتا ہے۔ پہلے اس نے دہلی میں کوشش کی تو دہلی کے علمائے اے شکست فاش دی تھی۔ اور پھر وہ غیر مقلد بھی ہوا۔ تو پھر بھی وہاں مذہب کی کوئی خاص تردید نہ ہو سکی۔ کیونکہ لوگ ان کی رفع یدین و آئین بالجہر دیکھ کر

بھانپ جاتے تھے کہ یہ غیر مقلد و ہابی ہیں ان حالات سے مجبور ہو کر اسماعیل نے ایک اور رنگ بدلا۔

مولوی اسماعیل ہابی کا دیوبندی مذہب کی بنیاد رکھنا اور علما اہلسنت سے دوسرا مناظرہ

مولوی اسماعیل صاحب نے غیر مقلدانہ رنگ میں بھی جب وہابی عقاید کی ترویج میں خاطر خواہ کامیابی نہ دیکھی تو اپنے چند معتقدین سے مشورہ طے کر لیا کہ اس ملک میں تقیہ کے بغیر اس وہابی مذہب کو پھیلانا مشکل ہے لہذا جو لوگ غیر مقلد ہو چکے ہیں ان کو تو اسی حالت میں رہ کر تبلیغ کرنی چاہیے اور دوسرا ایک گروہ ایسا پیدا کیا جائے جو بظاہر حنفی ہی نظر آئیں۔ یعنی رفع یدین وغیرہ نہ کریں۔ امام ابو حنیفہ کی تعریف کریں اور حنفی ہی کہلائیں۔ مگر توحید و رسالت کے متعلق جو وہابیوں کے عقاید ہیں۔ ان کی عام لوگوں میں ذرا نرمی سے متواتر تبلیغ کی جائے۔ اس طرح عام مسلمان بہت جلد وہابی مذہب قبول کر لیں گے۔ چنانچہ یہ مشورہ طے ہو گیا اور مولوی اسماعیل صاحب نے پشاور کے سفر کا ارادہ کر کے تبلیغی پروگرام شروع کر دیا۔ نواح پشاور میں افسان علماء نے مولوی اسماعیل صاحب کے عقاید کھریہ اور اس کی زبانی انبیائے کرام کی بے ادبی سن کر مولوی اسماعیل صاحب کو گھیر لیا تو مولوی اسماعیل مناظرہ پڑھ ڈٹ گیا۔ سرحدی علمائے اہلسنت جمع ہوئے اور مولوی اسماعیل سے گفت و شنید شروع ہوئی۔ کچھ تو مولوی اسماعیل پہلے سے ہی بظاہر غیر مقلدانہ طرز سے تقیہ کر کے خود کو حنفی ظاہر کرنا چاہتا تھا اور حرافقان علمائے کرام کے سامنے لاجواب ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی اسماعیل نے تمام علماء کے سامنے رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ اعمال سے توبہ کا اعلان کر دیا۔ مسند قد دیوبندیہ کے مسلم و معتقد عالم مولوی قطب الدین صاحب دہلوی مصنف مظاہر حق بھی اس امر کے معترف ہیں۔ اور مولوی اسماعیل کے ابتداء رفع یدین کرنے اور پھر ترک کرنے کے متعلق لکھتے ہیں:

انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ علمائے حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔ الخ

(ہدایت الصالحین بر حاشیہ توقیر الحق مصنف نواب قطب الدین دہلوی مطبوعہ رام پور ص ۸۷ سطر ۶)

نواب صاحب کی اس تصریح سے دو امر ثابت ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مولوی اسماعیل صاحب ایک زمانہ تک رفع یدین کرتا رہا اور دوسرے یہ کہ اس نے رفع یدین کو اپنی دلی خواہش سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ علماء کے سامنے ذلت اٹھا کر مجبوراً اسے بظاہر غیر مقلد و ہابیوں کا طریقہ چھوڑنا پڑا۔ اب ہر شخص پر واضح ہے کہ جس شخص کی زندگی اس قدر مذہبی غیرت کی شکار ہو۔ اس پر کیسے اعتماد ہو سکتا ہے، مگر مولوی اسماعیل کے اس رفع یدین وغیرہ

چھوڑنے سے بعض حنفی مولوی اس کی وہابی تعلیمات کا بآسانی شکار ہو گئے۔ اس کے بعد مولوی اسماعیل صاحب نے حنفی رنگ میں رہ کر عوام میں وہابی معتقدات کی تبلیغ شروع کر دی اور ایک ایسی جماعت بھی بنا ڈالی جو کہ حنفی کہلاتے تھے مگر بزرگان دین اسلام کو مشرک اور بدعتی کہتے تھے۔ یہ وہی جماعت ہے کہ غیر مقلدوں سے دوسرے ذریعہ میں دیوبندی فرقے کے نام سے اپنے اسلاف خوارج کے عقائد کی اشاعت کر رہی ہے۔ باقی رہے سید صاحب کی دوسری جماعت کے عمومی عقاید، تو اس کے متعلق غلام رسول صاحب مہر صاف لکھتے ہیں کہ: سید احمد افغانی علاقہ میں پہنچے تو وہاں کے بڑے بڑے جید اور متبحر علماء نے ان کے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا:

”سید صاحب اور آپ کے رفقاء الحاد و زندقہ میں مبتلا ہیں۔ ان کا کوئی مذہب ایک نہیں یہ لوگ نفسانیت کے پیرو ہیں اور لذات جسمانی کے جویا۔“

(سیرت سید احمد، مصنف غلام رسول مہر ج ۲ ص ۲۸۸)

مولوی اسماعیل صاحب کی انگریز ایکٹیوٹ

مولوی اسماعیل صاحب اور اس کے مرشد مولوی سید احمد صاحب یہ ہر دو اشخاص مل کر اپنی تبلیغ کر رہے تھے تو انگریزوں نے سید احمد و اسماعیل کو ہدایت کی کہ تم مسلمانوں کا رخ ہمدردی طرف سے پھیر کر سکھوں کی طرف کر دو۔ تاکہ شاہان مغلیہ کو آسانی سے کچل سکیں۔ اسماعیل و غلط خوب کہتا تھا اور سید احمد صاحب پری مریدی کے رنگ میں پہلے ہی چند لوگوں کے امیر بنے ہوئے تھے۔ یہ دونوں مولوی صاحبان ۱۲۴۲ھ میں پشاور پہنچے اور وہاں پہنچ کر فوجی تنظیم کر کے مولوی اسماعیل نے اپنے مرشد مولوی سید احمد کا لقب امیر المؤمنین تجویز کیا۔ اور پنجاب کے تمام علاقوں کے مسلمانوں اور بڑے بڑے علمائے کرام کو اپنے امیر المؤمنین کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی یہ پیغام بھجوا دیا کہ اس وقت سید احمد صاحب امیر واجب الطاعت ہیں۔ اسی لیے اس نے اپنی کتاب ”منصف امامت“ بھی تصنیف کی تھی۔ تاکہ لوگ سید احمد کو امام یقین کر لیں اور لوگوں کو تلقین کی کہ ان سے بیعت کرنا لازم ہے۔ چند یوم کے بعد ہی مولوی اسماعیل نے فتویٰ جاری کر دیا کہ جو لوگ سید احمد سے بیعت نہیں وہ کافر ہیں۔ اس فتوے پر علمائے اسلام بہت ناراض ہوئے تو مولوی اسماعیل صاحب نے مسلمانوں سے بھی جنگ شروع کر دی۔ اس وقت مولوی اسماعیل کے امدادی جرگہ یوسف زئی کے پٹھان تھے۔ جو کہ ساٹھ ہزار ہندوؤں سے مسلح تھے۔

انصاف کیجیے کہ جو شخص بلا وجہ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان سے جہاد شروع کر دے پھر اسی مفسدہ انجیل میں مارا جائے کیا وہ شہید ہوگا ؟

سید احمد اسماعیل کا اندرونی طور پر سکھوں سے بھائی چارہ

مولوی سید احمد و اسماعیل کے بالاکوٹ میں مرجلے کے بعد ان کے مزارات بنانے کا انتظام ان کے معتقدین سکھوں نے ہی کیا ہے، مولوی سید احمد کے متعلق دیوبندیوں کا امام لکھتا ہے:

”فربایا کہ آدمیوں نے حضرت کا بدن پایا سر کو بموجب وصیت کے جدا کر دیا گیا تھا نہیں ملا۔ امر سنگھ نے بتعظیم و اکرام عام مزار تیار کیا۔“

(امداد المشتاق مصنف اشرف علی تھانوی ص ۱۶ سطر ۱۱، مطبوعہ تھانہ بھون)

سید احمد کا مزار سکھوں کے ہاتھوں تیار ہونا و بابوں کے اس فریب کو بھی بے نقاب کر دیتا ہے کہ سید احمد و اسماعیل سکھوں کے مذہبی دشمن تھے۔ کیونکہ اگر وہ تمام سکھوں کے مخالف تھے تو دشمن کا مزار بنانا تو بجائے خود رہا۔ سکھ ان کی لاش دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں کے ایک طبقہ نے سید احمد کو اپنا مذہبی رہنما تصور کیا ہوا تھا۔ سید احمد ان کا پیر بن کر ان کی دل جوئی کیا کرتا تھا ورنہ سکھوں کو مسلمانوں کے مزار بنانے سے کیا واسطہ ؟ (فافہم و تفکر)

مولوی محمد قاسم امام دوم خارجی مذہب

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولوی مملوک علی دہلوی کا شاگرد ہے۔ یہ مولوی مملوک علی صاحب مولوی اسماعیل کا معتقد تھا۔ اور دہلی میں دیوبندیت اور وہابیت کا پرچار کیا کرتا تھا۔ مولوی اسماعیل کے مرجلے کے بعد مولوی مملوک نے ہی سارے ہندوستان میں وہابیت پھیلانی ہے کیونکہ وہ خود گو اس قدر کام نہ کر سکتا تھا۔ مگر اس نے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو دہلوی مذہب کی تعلیم دے کر دوسرے گرم ممبر تیار کر لیے تھے یہ مولوی مملوک علی صاحب دہلی کے ایک پرائیویٹ سکول میں عربی تعلیم کے ذریعے وہابیت اور مولوی اسماعیل صاحب کے عقاید پھیلاتا تھا۔ خود اس کے عقاید اس قدر بگڑے ہوئے تھے کہ اس نے اپنے شاگردوں شیخ احمد دیوبندی و محمد قاسم وغیرہ کو ہدایت کی ہوئی تھی کہ گو میرے والد نے میرا نام مملوک علی

(غلام علی) رکھا ہے۔ مگر یہ نام مشرکانہ ہے۔ کیونکہ علی کا غلام کہلانا شرک ہے اس لیے میں نے اسے اپنا نام مملوک العلّی (غلام خدا) بدل لیا ہے۔ لہذا مجھے ہمیشہ "مملوک العلّی" لکھا کرو۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مملوک علی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"حضرت مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد کے نام کو بجائے مملوک علی کے مملوک العلّی یعنی الف لام کے ساتھ لکھا ہے۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام میں الف لام نہیں داخل کیا جاتا۔"

(افاضات الیومیہ تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ج ۷ ص ۲۱۳ سطر ۱۶)

چونکہ مولوی مملوک علی کو اپنے پیشوا مولوی اسماعیل کے دہلی میں وہابیت کی تبلیغ میں ناکام رہنے کا خوب علم تھا۔ اس لیے اس نے تقہ سے کام چالو کیا۔ دہلی میں لوگ مشائخ کرام کے از حد معتقد تھے۔ اور ہندوستان میں حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا چرچا تھا۔ مولوی مملوک علی کے پاس جو طلبہ سنی عقیدہ کے پڑھتے تھے بظاہر ان کے سامنے بزرگوں کی تعریف کرتا تھا۔ اور گاہے بگاہے تقیہ ان کی ایسی تعظیم بھی کر گزرتا تھا، جس کو وہ اپنے اعتقاد میں شرک و بدعت سمجھتا تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:

"ایک روز یہی سبن ہو رہا تھا کہ ایک شخص نیلی لنگی کندھے پر ڈالے ہوئے آنکلی۔ اور ان کو دیکھ کر حضرت مولوی مملوک علی صاحب مع تمام مجمع کے کھڑے ہو گئے اور فرمایا لو بھائی حاجی صاحب آگئے، الٰہ

(امداد الشاق مصنف اشرف علی صاحب ص ۹۱ سطر ۱۷)

اب ظاہر ہے کہ مولوی مملوک علی نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے لیے خود بھی قیام تعظیمی کیا اور سارے مجمع سے بعد تمام طالب علموں کے قیام تعظیمی بغیر اللہ کرایا۔ حالانکہ دیوبندی، وہابی مذہب میں یہ فعل سب شرکوں سے بڑا شرک ہے دیکھو: "تہیۃ الایمان مصنف مولوی اسماعیل امام فرقہ دیوبندیہ) اور مولوی مملوک علی اعتقاداً بھی حاجی امداد اللہ صاحب کا سخت مخالف تھا۔ کیونکہ وہ تو اپنا نام مملوک علی (غلام علی) بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ اور حاجی صاحب عباد اللہ (بندگان خدا) کو عباد الرسول (بندگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا بھی جائز ارشاد فرماتے تھے، خود حاجی صاحب فرماتے ہیں:

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ مَرْجِعٌ ضَمِيرٌ مُّسْكَمٌ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا قرینہ بھی اسی کا ہے۔"

(شما تم امدادیہ مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۳۵ و ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ امداد الشاق مصنف اشرف علی ص ۹۳ سطر ۱۲)

مملوک علی نے محمد قاسم صاحب ورثہ احمد صاحب گنگوہی کو تاکید عام کی تھی کہ اس زمانے کے مسلمان مشرک

فرہو چکے ہیں۔ اور سوائے فرقہ و ہابیہ کے کوئی صاحب صحیح مسلمان نہیں۔ مگر عوام لوگ وہابی تبلیغ سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لیے تفتیہ سے کام کر دے کہ خود رفع یدین مت کر دے۔ اور اپنے کو حنفی ظاہر کر دے۔ اور سب سے بڑا ذریعہ تبلیغ کا تعلیم و مدرسہ ہے۔ لہذا مدرسہ شروع کر کے وہابی عقاید کے مولوی پیدا کرے۔ چنانچہ مولوی ملک علی کی وصیت کے مطابق محمد قاسم نے ۱۲۹۳ھ میں مدرسہ قاسمیہ دیوبندیہ جاری کیا۔ جس میں بظاہر حنفی مذہب کی کتابیں شروع کر کے اس کے ساتھ مولوی اسماعیل کی کتاب تقوینۃ الایمان، بیکردی، اصرار مستقیم وغیرہ سے وہابی عقاید کی تبلیغ سے ہر حنفی طالب علم جو کہ خالی الذہن ہوتے تھے ان کو دیوبندی وہابی مذہب پر پکا کر لیا جاتا۔ ہندوؤں نے جب دیکھا کہ مدرسہ دیوبندیہ وہابی مذہب کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور ہندوؤں سے میل جول کی ترغیب دی جاتی تو ہندوؤں کو وہابی مذہب کے پھیلنے سے بہت فائدہ معلوم ہوا۔ کیونکہ وہابی مولوی مشائخ کرام و بزرگان اسلام انبیائے عظام اور اولیائے کرام کی بے ادبی اور ہندوؤں کے ساتھ جلسے جلوس کرتے تھے۔ اس لیے ہندوؤں نے اس مدرسہ دیوبندیہ کی از حد مالی امداد کی، اور کانگریس جماعت کا مرکز دیوبند بنا دیا۔ اس طرح اس مدرسہ کی بھی ترقی ہوتی رہی اور ہندوؤں کی خواہش تفریق بین المسلمین بھی دیوبندیوں کے ہاتھوں پوری ہو گئی۔ پھر جس قدر مسلمانوں میں فتنہ و فساد مذہبی پائی بازی اور سنی و دیوبندی کا جھگڑا اس مدرسہ دیوبندیہ کی بدولت شباب پر آیا۔ اس سے ساری دنیا واقف ہے کہ "دیوبندی مذہب" کا وہ کون سا مولوی ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا وادعائے عام کا انکار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کی ہو۔ اور حضرات انبیائے عظام علیہم السلام اور اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مشرک اور بدعتی ہونے کے فتوے صادر نہ کیے ہوں۔

رشید احمد صاحب گنگوہی امام سوم دیوبندی مذہب

محدث اسم کے مرجانے کے بعد دیوبندی فرقہ کے عقاید کی تبلیغ کا انتظام مولوی رشید احمد گنگوہی نے وسیع طور پر کیا، پھر وہ مدرسہ دیوبند کا مہتمم بھی بن گیا۔ اس کے عقاید از حد خراب تھے۔ یہ اعتقاد آپکا اسماعیلی وہابی اور مملوک علی کا خاص شاگرد تھا۔ اس نے جب اپنے وطن میں وہابی عقاید کی تبلیغ کی اور نواہ گنگوہ کے سب لوگ اس کو وہابی سمجھ کر اس سے بدظن ہو گئے تو اس نے محمد قاسم و مملوک علی سے مشورہ کیا، انہوں نے تجویز یہ بتائی کہ تم بھی ہماری طرح اپنا کام نکالنے کے لیے بظاہر مسلمانوں کے کسی پیر کے مرید ہو جاؤ۔ مگر یہ مرید ہونا صرف ظاہری رہے درپردہ شیخ اسماعیل کے وہابی عقائد کی ہی تبلیغ کرو۔ یہ ہندوستانی کسی پیر کا مرید ہو جانے سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور پھر معتقد بن کر سب کچھ قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ رشید احمد نے لوگوں کی نظروں سے پنکھ کے لیے

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے منافقانہ بیعت کر لی۔ اور ان کو دھوکہ دیتا رہا۔ حالانکہ اسے حاجی صاحب سے قطعاً اعتقاد اور محبت نہ تھی۔ بلکہ محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے بطور نفاق یہ بیعت کی گئی۔ خود دیوبندی مذہب کا امام مولوی اشرف علی اسنے شیخ رشید احمد گنگوہی کا اقرار ہی منافق مرید ہونا بایں الفاظ لکھتا ہے:-

”حضرت مولانا گنگوہی نے ایک خط میں ایک مخلص کو ارشاد فرمایا۔ تم تو دوسرے درجہ میں ہو الحق کہ خود مرشدنا (حاجی امداد اللہ صاحب) سے بھی مجھ کو جی سے اعتقاد و محبت نہیں (کیونکہ مولانا اس سے بھی زیادہ کے پیار سے تھے) ایک بار حضرت کی خدمت میں بھی عرض کر دیا تھا، کہ آپ کے سب خادموں سے اس بات میں کم ہوں ہر شخص کو کسی درجے کی آپ سے محبت ہے۔ اور اعتقاد، مگر مجھ نالائی کو کچھ بھی نہیں اور یہ اس واسطے ذکر کیا تھا، کہ نفاق اپنا ظاہر کر دوں اور حقیقتہً الحال عرض کر دوں“ (بریکٹ والے الفاظ تھانوی صاحب کے ہیں)۔

(مکاتیب رشیدیہ ص ۵۲ امداد المذاق اشرف علی تھانوی ص ۱۹۰ سطر ۱۶، مطبوعہ مخفانہ بھون)

یہ رشید احمد گنگوہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم سے از روئے اعتقادات سخت مخالف تھا۔ مولوی اشرف علی لکھتا ہے:

”یہ واقعہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت مولانا (گنگوہی) کے مسلک میں کسی قدر اختلاف تھا“ (افاضات الیومیہ اشرف علی حصہ ۸ ص ۸۰، سطر ۲)

یہ تو بیعت کا فائدہ ہوا۔ پھر جب تک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہندوستان میں رہے۔ اس وقت تک تو گنگوہی صاحب کچھ دبے رہے۔ مگر جب حاجی صاحب ہجرت فرما کر مکہ معظمہ چلے گئے۔ پھر گنگوہی صاحب خوب آزاد ہوئے اور کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر اور حضرات مشائخ کرام پر شرک کے فتوے شروع کیے۔ خدا تعالیٰ کے امکان جھوٹ پر زور دیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے رد میں قتل اٹھایا۔ وہابی مذہب کی تعریفیں لکھیں۔ غرض کہ جو جی میں آیا کر گزرے۔ حضرت حاجی صاحب کو مکہ میں گنگوہی صاحب کی بد اعتقادی کا علم ہوا۔ آپ نے انبوس فرمایا۔ اور گنگوہی کے اعتقادات کے خلاف ایک مضمون لکھوا کر اس پر خود حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے دستخط کیے اور اسے اپنی مہر سے مزین فرما کر ہندوستان روانہ فرمایا تاکہ لوگ رشید احمد گنگوہی کے منہ دانہ اعتقادات سے پرک جائیں اور یہ مضمون تقدیس الوکیل میں شائع کر دیا گیا۔ مولوی گنگوہی نے ان عقاید پر زور دیا ہوا تھا:

(۱) خدا تعالیٰ کا کذب ممکن ہے۔

(۲) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل پیدا ہونا ممکن ہے۔

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیثیت بشریت کے تمام بنی نوع انسان کے برابر ہیں۔

(۴) حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کا علم زیادہ ہے۔

(۵) مجلس مولود مروجہ بدعت سیئہ حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد مصدقہ رشید احمد گنگوہی)

گنگوہی کے ان ناپاک عقاید اور مضامین کے رد میں حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ نعمانی نے مندرجہ ذیل مضمون تحریر کیا اور اس پر دستخط و مہر ثبت فرمائے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گنگوہی پر فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱۔ امانہ، جاننا چاہیے کہ شرعاً و عرفاً و عقلاً امکان کذب حق سبحانہ و تعالیٰ محال اور ممتنع ہے۔ اور ایسا ہی امکان نذیر سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم محال و ممتنع ہے۔ کیونکہ قرآن میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہے اور خلاف وعدہ محال و ممتنع ہے۔ علامہ قزاقی صاحب تنویر الابصار معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں ولا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم و السفہ و الکذب لان السحال لا یدخل تحت القدرة و عند المعتزلة یقدم ولا یفعل اتی۔ اور امکان کذب باری تعالیٰ کے اعتقاد کو امام رازی نے تفسیر کبیر میں قریب کفر لکھا ہے۔

۲۔ شریعت وغیرہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے جملہ بنی آدم کو مساوی جانتے محققین کی تصریح کے خلاف ہے اور آیت قل انما انا بشر مثکم کو مفسرین نے تو اضع پر محمول کیا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر، نیشاپوری، معالم التنزیل اور خازن وغیرہ میں موجود ہے۔ جو چاہے دیکھ لے۔

۳۔ شیطان لعین کو دست علم اور احاطہ زمین کو مخصوص قطعہ سے الحج بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کہنا اور اس کو شرک سے تعبیر کرنا اور آپ کے علم شریف کو معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم لکھ دینا یہ آپ کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آپ اعلم مخلوقات ہیں اس بشادات قرآن و حدیث شریف اکابر علمائے اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ماکان و مایکون کا حاصل ہے۔ جیسا کہ قاضی بیاض نے شفا میں اور علامہ قاری نے اس کی شرح میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة وغیرہ میں اس پر تصریح کی ہے۔

۴۔ مجلس مولود شریف مروجہ عرب و عجم کو کینا کے جنم سے تشبیہ دینی اور بدعت سیئہ حرام کہنا اور اس

مجلس میں قیام کو جو بنظر تعظیم ذکر و خیر و حمایت ادب کے مستحسن جانا گیا ہے۔ حرام بلکہ شرک و کفر کھدینا اور فاختہ اولیا و صلحا و سائرمومنین کو برہمنوں کے اشلوک پڑھنے سے مشابہ کہنا سخت قبیح کلمات ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مخالف شرع کاموں سے سچی توبہ نصیب کرے آمین بقلم محمد ابو عبد الرحمن فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ درمکہ معظمہ شریف ۸ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ

یہ مضمون تحریر کر کے مولانا غلام دستگیر صاحب مرحوم نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے پیش کیا تو حاجی صاحب نے اس کو ملاحظہ فرما کر حضرت مولانا الحافظ محمد عبد الحق صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا عبد الحق صاحب نے یہ تحریر فرمائی:

حامدا ومصليا ومسلما ما كتب في هذا القترطاس صحيح لما ريب فيه

والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم۔ حررہ محمد عبد الحق عفی عنہ، (عبد الحق ۱۲)

پھر یہ مضمون حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش ہوا تو آپ نے اس پر یہ تحریر فرمایا:

تحریر بالا صحیح و درست ہے۔ مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کاتب کو جزائے خیر دے
بے سبب گم عزیمت موصول نیست
قدرت از عزل سبب معزول نیست

مہر حاجی صاحب

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے صدر مدرس و دیگر مدرسین کے دستخط

حامدا ومصليا ومسلما رسالت تقدیس الوکیل عن اہانت الرشید والخیل
پر علاوہ تصدیق حضرت مولانا مولیٰ انکل حامی دین مستین سید المرسل صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا الحاج
المہاجر فی اللہ مولانا محمد رحمۃ اللہ عافا اللہ جو مخفی طب بخطاب پایہ حرمین شریفین ہیں کے دستخط و منیتان
مذہب اربعہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تصحیح و تعریف و تقریظ سے مزین ہوا اور اب ابند ربیع الاول ۱۳۰۸ھ
میں جناب حاجی صاحب پیشوائے سالکان شریعت و طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ نے
بھی اس رسالہ کی مخلص تحریر پر اپنے دستخط خاص سے تصدیق و تسطیر فرمائی۔۔۔۔۔ الحق یصلو ولا یصلی
کا مضمون خوب ظاہر ہوا۔ اب امید غالب ہے کہ مولوی رشید احمد و خلیل احمد صاحبان مع اپنے دیگر ہم مشربوں
اور مؤیدوں کے اپنی خطاؤں سے باز آئیں گے اور ہٹ و ہرمی نہ فرمائیں گے۔ کیونکہ ان کی خطا حضرت مولانا
صاحب پایہ حرمین شریفین کی شہادت اور پیرو مرشد جناب حاجی صاحب موصوف و ممدوح (حاجی امداد اللہ)
کے ارشاد سے ثابت ہو گئی، الخ۔ حررہ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ از مکہ معظمہ مدرسہ صولتیہ العبد محمد سعید عفی عنہ

ابو معظم سیّد حسین عظمیٰ علی (منقول بلفظ مختصر) از کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل مصنف
مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری مطبوعہ صدیقی پریس قصور، بامداد و ارشاد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام دستگیر
رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچراں شریف ص ۲۲۱۔

نوٹ: حضرت حاجی صاحب کے اس ارشاد سے مندرجہ ذیل امور عیاں طور پر ثابت ہو گئے:

۱۔ حضرت حاجی صاحب رشید احمد کے عقاید کو کفر یہ سمجھتے تھے اسی لیے حاجی صاحب نے مولانا غلام دستگیر
صاحب کی کتاب تقدیس الوکیل پر جس میں رشید احمد و خلیل احمد کے عقاید کو کفر بیان کیا گیا ہے دستخط
فرمائے اور ہر ثبت فرمائی۔

۲۔ حضرت حاجی صاحب کو رشید احمد و خلیل احمد کے بارے میں جو پہلے حسن ظن تھا اور آپ نے فیہ القلوب
وغیرہ میں گنگوہی کی تعریف بھی لکھی تھی۔ ہجرت کے بعد ان کے کردار کو دیکھ کر آپ نے وہ رائے بدل لی تھی۔
اسی وجہ سے آپ نے رشید احمد کی تکفیر کرنے والے مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم کی مکہ معظمہ میں دو دفعہ
محبت سے اپنے مکان پر دعوت فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

۳۔ حضرت حاجی صاحب عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ کو کفر سمجھتے ہیں۔ اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
شیطان سے کم بتانا جس طرح گنگوہی و انبیٹھوی نے براہین قاطعہ کے ساتھ پر سکھا ہے۔ حاجی صاحب اس کو
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین سمجھتے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا یقیناً کفر ہے۔

مقدمہ علمائے ہندوستان حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب مہاجر ملی کا فرمان

کہ رشید احمد — نا — رشید نکلا

حضرت مولانا حاجی رحمت اللہ صاحب کی ذات سے کون ناواقف ہے۔ جب ہندوستان
میں تھے۔ تو سب دیوبندی آپ کے علمی کمالات کے گنگاتے تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر
ملکی حاجی رحمت اللہ صاحب کو اپنا مخلص اور بے مثل عالم عارف باللہ سمجھتے تھے۔ اور ان کی از حد توفیر فرماتے
تھے اور آپ مکہ و مدینہ میں پایہ حریم کے خطاب سے مشہور تھے۔ اور ان کی بزرگی یہ مسلم دلیل ہے کہ حضرت
حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر ملکی کو بعد از وفات بطور تبرک و انس جسمانی دروہانی حضرت حاجی رحمت اللہ علیہ کے جوار
میں دفن کیا گیا اس امر کی تصدیق و حاجی رحمت اللہ صاحب کی توثیق کے متعلق تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب (جنت البقیع مقبرہ اہل مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ مہاجر رحمت اللہ

علیہ کے رکھے گئے۔ (امداد افتاق اشرف علی تھانوی ص ۲۰۲ سطر ۹)

(۲) بہر حال تاسیس ارادت کے سلسلے میں ان دونوں بزرگوں حضرت قاسم العلوم اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے کاموں میں یکسانی پائی جاتی ہے۔

(رسالہ ندائے حرم بابت رجب ۱۳۴۰ھ ص ۵۴ سطر ۱۲)

(۳) ہمارے شیخ المند مولوی رحمت اللہ (برابہین قاطعہ ص ۱۶۰ سطر ۱)

(۴) مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے مکہ میں فائق ہیں اور باقرار علمائے مکہ اعلم ہیں۔

(برابہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد امام دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۲۶۳ سطر ۴)

حاجی رحمت اللہ صاحب باقی مدرسہ ہندیہ صولتیہ مکہ معظمہ کو جب رشید احمد کے ناگفتہ بہ عقاید کا حال مکہ معظمہ میں معلوم ہوا۔ اور کانگوہی کی کتابیں فتاویٰ رشیدیہ، برابہین قاطعہ، سبیل الرشاد وغیرہ حضرت موصوف کے ملاحظہ میں لائی گئیں تو آپ نے مندرجہ ذیل تحریر بدست مولانا غلام دستگیر صاحب ہندوستان ارسال فرمائی تاکہ شائع کر دی جائے اور لوگ فرقہ دیوبندیہ کے امام رشید احمد کے عقاید سے محفوظ رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد اور نعت کے کہتا ہے حاجی رحمت رہ المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الخنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا، جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ تھا کہ انہوں نے ایسا کیا ہوگا۔ (الی قولہ) میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممکن رہتا کہ حضرات علمائے مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی، کہ تمام افسوس سے کچھ کننا پڑا۔ اور چپ رہنا خلافت دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا۔ پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی (نار رشید) نکلے جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونا کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت نے اول قلم اس پر اٹھایا کہ :-

(۱) جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو۔ اس میں دوسری جماعت کو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو۔ اور دوسری جگہ ہو۔ جائز نہیں۔ (الی قولہ)

(۲) پھر ایک فاسق مرد کو جو اپنے کو حضرت عیسیٰ کے برابر سمجھتا تھا اور سب انبیائے بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے بیٹے کو درجہ خدا ہی پر پہنچاتا تھا (الی قولہ) حضرت مولوی رشید اس مرد کو مرد صالح کہتے تھے۔ (الی قولہ)

(۳) پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان کی شہادت کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں کیسا ہی روایت صحیحہ سے ہو، منع فرمایا۔ (الی قولہ)

(۴) پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی، اسی پر ہی اکفانہ کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنہیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا۔ (الحی قولہ) اور پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفصل ثابت کر بیٹھے اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کہیں کم تر ہے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ جھوٹ بولنا منقطع بالذات نہیں۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال فرمائی، نوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر و باطن میں بہت برا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے محسبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے پیچھے چانموں کے ایسے ارشادات نہ سنیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کھلم کھلا تبرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے سائنس اور اولیائے کاملین اور رسول رب العالمین اور جناب باری جہاں آفرین ان کی زبان سے اور قلم سے نہ جھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ الخ۔

محی اللہ
رحمۃ اللہ علیہ

البد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما المنان ۵ اذی قد شہد ہذا منظر

حضرت نور

عبد البھان

البد عبد البھان عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ مکہ منظم بقلم خود

ناظرین کرام ذرا غور فرماویں کہ حضرت حاجی رحمت اللہ صاحب کے واضح فیصلہ کے بعد یہ کوئی مسلمان شخص اس فرقہ دیوبندیہ کے امام رشید کے کفریہ عقاید سے بے علم رہ سکتا ہے۔ یہ خود ان کے گھر کے مسلم بزرگ ہیں جنہوں نے صاف صاف فرما دیا کہ یہ رشید نہیں بلکہ اپنے گندے عقاید کی وجہ سے اس کے برعکس مارشید ہو گیا ہے۔ مگر فرقہ دیوبندیہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آیا۔ اور آج اسی نام نہاد رشید کے عقاید پر ہی سدا مذہب قائم ہے اور اسی کو امام ربانی قطب یزدانی کے خطابات دیے جا رہے ہیں۔ نوذ باللہ من ذالک۔

خلیل احمد بیٹھوی سہارنپوری امام چہارم دیوبندی مذہب

یہ نبیل احمد رشید احمد گنگوہی کا خاص حواری ہے اور از حد درجہ متعصب دیوبندی و ہابی تھا۔ اسی نے ہی رشید احمد کی تصدیق سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس علم کو شیطان کے علم سے کم لکھا ہے اور اس نے مختلف قسم کے فریب سے دیوبندیوں کو فروغ دیا تھا۔ اس لیے دیوبندی اس کو اپنے مذہب کا بہت بڑا امام مانتے ہیں۔ ریاست بہاول پور میں دیوبندیوں کا پہلا قدم اسی خلیل کے ذریعے رکھا گیا۔ ورنہ اس سے قبل اس ریاست میں کوئی دیوبندی نہ تھا۔ ریاست ہذا کے عالی مرتبت نواب ساجان دربار عالی چاچراں شریف سے غبیقہ واسطہ اور سنی جمیع العقیدہ اولیاء اللہ کے از حد معتقد تھے خلیل احمد کے ریاست میں داخلہ کا سبب ریاست ہذا

بعض ہندوستانی ملازمین تھے جو کہ پہلے سے دیوبندیوں کے تبلیغی مرکزوں کے پور، سہارن پور اور دیوبند وغیرہ سے وابستہ تھے۔ ریاست ہند چونکہ ایک پرانی اسلامی ریاست ہے۔ اس لیے اس میں عزلی علوم کی تعلیم کے لیے تدبیر سے ہی ایک سرکاری مدرسہ جامعہ عباسیہ قائم ہے۔ ریاست کے بعض دیوبندی ملازمین نے عالی جناب نواب صاحب کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر خلیل احمد کو جامع عباسیہ میں صدر مدرس منظور کر لیا۔ چونکہ افسران بالا کو خلیل احمد کے معتقدین دیوبندی ملازمین کی اس دھوکہ دہی کا علم نہ تھا۔ وہ اس کو مولوی صورت دیکھ کر فریب میں آ گئے اور منظور کر لیا۔ چنانچہ مولوی خلیل احمد نے بہاول پور میں ڈیرے ڈال کر وہاں دیوبندیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کر کے چند ایک افسران کو اپنا شیخ مجاز ہونا ہی ہر کر کے مرید بھی کر لیا۔ یہ وہ پہلا موقع تھا کہ جب ریاست عالیہ بہاولپور کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو فتنہ دیوبندیت کا شکار کیا جانا شروع ہوا جس کا سلسلہ آج تک شروع ہے اور لوگوں کو دیوبندی بنایا۔ بلکہ ان کے قیمتی سرمایہ ایمان باللہ و ایمان بالرسول کو ضائع کیا جا رہا ہے۔ اسی اثنا رہا سوال ۳۶ میں فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قسوری مرحوم نو علم ہوا کہ ریاست بہاول پور میں خلیل احمد کا دروڑ ہو چکا ہے۔ آپ بہاول پور تشریف لائے۔ اور بعض نیک دل حکام کو خلیل کی کتاب براہین قاطعہ دکھائی جس میں خدا تعالیٰ کے جھوٹ کے امکان اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شیطان کے علم سے کم ہونے اور فاتحہ کو ہندوؤں کے اشلوک پڑھنے سے تشبیہ اور حضور کے میلاد پاک کو کرشن کہنیا کے جنم دن منانے کے مشابہ ہونے کے ناپاک مسائل درج تھے حکام اعلیٰ نے یہ خبر والی ریاست عالی جناب نواب مرحوم صاحب کے حضور پہنچائی۔ تو نواب صاحب نے اس علمی مسالہ کی چھان بین کے لیے اپنے مرشد و آقا قبلہ و دردمنداں، مخزن علم و عرفان خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچراں شریف کی خدمت میں عرض کیا۔ بالآخر حضرت خواجہ صاحب نے خلیل احمد و مولانا غلام دستگیر صاحب کو مسئلہ ۳۶ میں ایک جگہ جمع فرما کر مسائل پر بحث سنی۔ مولانا غلام دستگیر صاحب نے خلیل احمد کو اس تاریخی مناظرہ میں دلائل قاطعہ سے ایسی شکست فاش دی کہ اس کے حواس باختہ ہو کر رہ گئے اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے آخر میں فیصلہ فرمایا کہ خلیل احمد کا عقیدہ وہاں پانہ سے اور یہ شخص بے ادب ہے اور مولانا غلام دستگیر صاحب کے مسائل صحیح اسلامی ہیں۔ چنانچہ اسی شکست کی وجہ سے ہی خلیل احمد کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو وہ رات کے وقت مفرور ہو کر شب کی گاڑی سے ریاست سے بھاگ نکلا (تذکرۃ الخلیل ۱۹۰۹) اس طرح یہ فتنہ ریاست میں گونچے کم تو ہو گیا۔ مگر اس کی کچھ آگ سلکتی رہی جس کے نتیجے میں بعد دیوبندی ریاست میں آتے گئے اور آج وہ زمانہ ہے کہ دیوبندیوں کو ریاست میں سرکاری تنخواہیں مل رہی ہیں۔ اور ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کا محاسبہ کرنے والا کوئی نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امدا

نوٹ :- خلیل احمد دیوبندی سے مولانا غلام دستگیر صاحب حنفی مرحوم کا مناظرہ و فیصلہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کتاب تقدیس الوکیل میں بلفظ درج ہے۔ یہ کتاب بندہ کے پاس موجود ہے، جسے خواہش ہو۔ ملاحظہ فرما سکتا ہے

ریاست بہاول پور کے شرقی حصہ میں دیوبندی مذہب کا داخلہ

ریاست بہاول پور کے شرقی حصہ میں دیوبندیت مدرسہ دیوبندیہ محمد پور سنساراں و مدرسہ منچن آباد کی دیوبندیانہ تعلیمات کے ذریعے پھیلی ہے ان ہر دو مدارس کے دیوبندی مولویوں کی اعتقادی حالت کا آج کل یہ عالم ہے کہ مدرسہ منچن آباد کے ایک مدرس کی زبانی بندہ نے خود یہ الفاظ سنے تھے کہ لوگ تو پاکستن شریف ایمان زندہ کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ مگر ہمیں تو یہ بھی یقین نہیں کہ بابا گنج شکر کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا یا نہیں (العیاذ باللہ) محمد پوری مولویوں نے گزشتہ دنوں ایک رسالہ "چودھویں سدی دا وگاڑ" لکھ کر آنحضرت سرور عالم نور خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ماننے والوں کو کافر بنا ڈالا تھا جس کے جواب میں بندہ نے رسالہ "نور محمدی" لکھا اور پھر چاہ گیلن کے مناظرہ میں یہ پارٹی بھاگ نکلی تھی۔ بہادنگڑ کے قرب و جوار میں مولوی اللہ بخش صاحب ساکن جٹوالا نے بھی تعویذ گنڈے و پیری مریدی کے رنگ میں بعض جاہل زمینداروں کو دیوبندیت میں رنگا ہے ان مدارس کے بانی خود مولوی غلام قادر صاحب کے عقاید کیا تھے۔ اور کیا وہ دیوبندی تھے یا سنی؟ اس کے متعلق ہمیں موصوف کی کوئی تحریر و تقریر نہیں ملتی کہ جس میں انہوں نے دیوبندی مذہب کے اکابرین اشرف علی مخٹاوی و رشید احمد گنگوہی و محمد قاسم وغیرہ کی کفریہ عبارات جن میں ان دیوبندیوں نے سرکارِ دو عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و سب و شتم کیا ہے، کبھی تائید کی ہو۔ اور بلا ذمہ و بلا ثبوت کسی کو دیوبندی کہنا و طعن کرنا ہمارا اور ہمارے اکابرین کا مسلک نہیں ہے۔ مولوی صاحب کے گلدستہ اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ ایسے اشعار بھی موجود ہیں جو کہ یقیناً دیوبندیوں کے فتوائے شرک و کفر کی زد میں آتے ہیں مثلاً

ہر کے قبلہ آپ اپنا ثابت نص و متد آنوں

میرا قبلہ ہے عشق محمد ظاہر کمر اں بیانون (گلدستہ اشعار ص ۱۲)

اگر کوئی دوسرا شخص یہ شعر کہتا تو مولوی صاحب کے دیوبندی اخلاف یقیناً اسے کافر بنا ڈالتے تو مولوی صاحب کو وہ کس طرح اچھا سمجھتے ہوں گا۔ البتہ سنا گیا ہے کہ مولوی صاحب کے مدرسہ میں ان کے وقت میں بھی کتاب شہاز پڑھی جاتی تھی جس کے یہ دو شعر ملاحظہ ہوں :-

ایہ ملاں جامی کیا اندر تحفے کھنڈاں والے جو جامی رومی دتے پھلگ ادہ کافر سترن منہ گلے

مثنوی رومی دے مچہ جامی شائع چک چلایا ! ہلکیاں کتیاں واسے چکوں رکھیں شرم خندایا

(شہباز مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۴)

اور مقامی سنی علماء کے احتجاج پر بھی موصوف نے "شہباز" پڑھنے والوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اللہ علم دیوبندیوں کو یہ جرأت کہاں سے آگئی ہے کہ وہ مولانا روم و مولانا جامی رحمہما اللہ تعالیٰ کو کافر کہتے ہوئے کچھ خوف خدا نہیں کرتے، سنا گیا ہے کہ خود مولوی غلام قادر صاحب مشائخ اہل سنت کے مداح بھی تھے۔ ممکن ہے کہ دیوبندیوں کی کفریہ عبارات سے ناواقفیت کی وجہ سے انہیں دیوبندیوں سے خوش فہمی رہی ہو، مولوی صاحب سے بعض ملنے والے لوگوں کا بیان ہے کہ آجکل کے دیوبندی مولویوں کا بھینیں مدرسہ محمد پور و منچن آباد کی طرح مولوی صاحب کے اعتقادات نہیں تھے۔ ان کے بعض اخلاف نے دیوبندی ہو کر مولوی صاحب کو بھی بدنام کیا ہے۔ چنانچہ یہ آج کل کے بعض محمد پوری مولوی صاحبان تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورمانے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور مولوی صاحب نے اپنے گلدستہ اشعار میں کسی مقامات پر حضور کو نورانی کہا ہے مولوی صاحب لکھتے ہیں :-

ہر جا عطر عنبر ہوئے اوہ خوشبو مارن حلقے شمس نورانی وچہ مدینے کون مدینے تُلے

وقت دلالت نوروں شعلے ماڑیاں نظریں آیاں وچہ شام دلالت مائی تائیں رحمت جھڑپاں لائیاں

(گلدستہ اشعار ص ۹ و ص ۲۶)

مولوی صاحب کے والد صاحب میاں صوبہ و دیگر ملکوں کا صاحبان کے گھر حضرت عوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مابانہ عرس گیارہویں شریف کا ختم و لاکر غریبوں میں گیارہویں کا دودھ بھی تقسیم کیا جاتا تھا۔ اکثر حنفی حضرات میں آج تک بھی جاری ہے۔ میاں محمد صاحب برادرِ حقیقی مولوی غلام قادر صاحب بعض مذہبی معاملات کی وجہ سے مولوی صاحب سے ناراض بھی رہے ہیں۔ مولوی صاحب پاک پٹن شریف کے عرس مبارک میں بہشتی دروازہ سے بھی گزرتے رہے مگر بعدہ مولوی صاحب کے بعض دیوبندی متعلقین نے گڑ بڑ کر دی تھی سنا گیا ہے کہ مولوی صاحب نے کسی شیخ سے بیعت نہیں کی۔ مگر خود لوگوں کو مرید کہتے تھے۔

حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کے دروازہ کو بہشتی کہنا اور جو شخص خود کسی ظاہری شیخ سے بیعت نہ ہو۔ وہ دوسروں کو اپنا مرید کہہ سکتا ہے یا نہیں۔ ان مسائل کے متعلق مقامی علماء دستے جب مولوی صاحب کی چھپر چھاڑ ہوئی۔ تو مولوی صاحب محمول عرس پاک پٹن شریف پر جلتے ہوئے یہ خیال کرتے گئے کہ ان ہر دو مسائل پر ہم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی سے گفتگو کریں گے۔

قطب بانی معدن صدانی مرشدنا و مولانا قبلہ عالم حضرت پیر سید خواجہ

مہر علی شاہ صاحب گولڑوی عجلہ الرحمتہ

کے حضور میں مولوی غلام مستاد صاحب کی حاضری

حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کی یہ شان بھٹی کہ زمانہ تقسیم میں ہی بڑے بڑے جلیل القدر اساتذہ حضرت کے علم لدنی کے معترف تھے۔ چنانچہ مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری کے حلقہ درس میں حدیث قوموالی سید کہ پر بحث چلی تو حضرت مولانا نے فرمایا کہ آپ لوگ اپنے اپنے دلائل بیان کیجیے۔ دیوبندی خیال کے طالب علموں نے کہا کہ یہاں قیام للہما جہ مراد ہے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لفظ قوموا جمع ہے اور حاجت ایک آدمی کے قیام سے بھی رفع ہو سکتی تھی تو سب کو قیام کا حکم اس امر پر دال ہے کہ یہ قیام تعظیمی کا امر تھا۔ نیز جب کہ موضوع مشتق ہو۔ اور قضیہ میں محمول کو موضوع پر حمل کیا جائے تو وہاں حمل کی علت موضوع کا مبداء اشتقاق (مصدر) ہو کر تا ہے۔ جیسے کہ الکاتب متحرک الاصابع میں تحرک الاصابع کی علت کاتب کا مبداء اشتقاق کتابت ہے۔ اسی طرح قوموالی سید کہ میں قیام کی علت سید کا مبداء اشتقاق سیادت قرار پائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ قیام حضرت سعد کی سیادت، ظاہر نے نے لے کر لایا، جو کہ تعظیمی ہوا نہ لہما جہ۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب حضرت قبلہ عالم کی زبان فیض ترجمان سے ایسے علمی نکات سن کر فرمایا کرتے تھے کہ سید صاحب زمانہ کے مقتدا ہوں گے اور باطنی ولایت میں یگانہ روزگار ہونے کے علاوہ ظاہری علم و فضل میں بھی تمام محصوروں میں ملک ہند میں سبقت لے جائیں گے۔ ہر موقعہ عرس مبارک حضور بابا کنج شکر مولوی غلام قادر صاحب شب کو جمع اپنے رفیقوں کے پاک پتھر شریف میں منعم ہونے تو مولوی صاحب کے رفیق مولوی احمد دین کو بحالت خواب مشاہدہ ہوا کہ شیخ الانارکج حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند مقام پر کھڑے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ مولوی غلام قادر کو پاک پتھر سے باہر نکال دو، ہم ناہ اض میں صبح ہی مولوی احمد دین نے اپنا یہ واقعہ مولوی صاحب کو سنایا تو انہوں نے ایک دوسرے نہ کرمال دیا۔ اور حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے حضور جمع رفقاء آپہنچے حضرت مولانا فخر الدین صاحب قید بھاہڑے والے بروایت قبلہ عارفین سنت خواجہ عبدالحکیم صاحب نوری آرام فرمائے صادق گنج ریاست بہاول پور بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ اس موقعہ پر موجود تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مولوی غلام قادر صاحب سے تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ مولوی صاحب کیا یہ حدیث شریف صحیح ہے کہ مومن لی قبر و ضئ من ہایاض الجنة ہوتی سے مولوی صاحب

نے عرض کیا کہ بالکل درست ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ لفظ جنت کا اطلاق جب مومن کی قبر پر حدیث میں موجود ہے تو پھر اس کے دروازے پر لفظ بہشت کے اطلاق میں کون سا امر مانع ہے، مولوی صاحب نے کہا کہ اس لفظ کا ہونا تو جائز ہوا مگر یہ فرمائیے کہ پھر اس دروازہ کی ہی نسوھی شہرت کی کیا وجہ ہے؟ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان ہے کہ میں نے چشم سر عالم ظاہری میں بحکم اظہار بہار یار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دروازہ سے ۱۶ محرم الحرام کو شریعت لاتے زیارت کی ہے۔ اس مقدس دروازے کی شہرت خصوصی کا یہ سبب ہے۔ اور تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے۔ مولوی غلام قادر صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ سلسلہ بیعت و رشد کے لیے کسی نہ کسی ظاہری شیخ سے بیعت نہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کیا کہ میری بیعت بحالت خواب خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے۔ ایک دفعہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے کامل فرمایا۔ اور دوسری دفعہ مکمل ربیعہ اسم فاعل فرمایا تو لفظ مکمل سے میں اپنے مجاز ہونے کا یقین کر کے بیعت کرتا ہوں۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرقت ہونا و بیعت ہونا تو امر غیر ممکن نہیں ہے۔ مگر یہ فرمائیے کہ جب لفظ کامل و مکمل کی آواز آپ نے سنی کیا اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ کی صورت منورہ حاضر تھی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ نہیں صورت تو موجود نہ تھی۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا۔ ممکن ہے کہ آواز ہی حضور کی نہ ہو جیسا کہ تلک الفوائیق العلی کے قصبہ میں علماء سامعین کے اشتباہ کے قائل ہو چکے ہیں پھر یہ شک کہ صحیح سمجھا بھی کہ نہ پھر یہ کہ جب بیداری میں غلطیاں واقع ہوتی ہیں تو بحالت خواب تو سماع میں غلطی ہونا زیادہ ممکن ہوا۔ (بواد الزادہ ص ۶۳) تو آپ محض ایسے خیال خام کے پیچھے لگے کہ حضرات مشائخ کرام کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی بظاہر کسی شیخ سے بیعت نہ تھے۔ مگر آپ کا سلسلہ بیعت مشہور ہے۔ قبلہ عالم نے فرمایا کہ اولاً تو یہی غلط مشہور ہے بلکہ آپ یہ شیخ سے بیعت تھے اور سلاسل میں ان کے شیخ کا نام مشہور موجود ہے اور پھر ان کی یہ شان تھی کہ ایک دفعہ ان کی مزدور دین کو خدا تعالیٰ نے سونا کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے مولا مجھے اس دنیا میں مستلانہ فرما۔ تو ان کی بڑائی کا دعویٰ مناسب نہیں۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت پیر سے کوئی آدمی ہی خانی نہیں ہوتا۔ قاعدہ پڑھانے والا بھی پیر اسپارہ پڑھانے والا بھی پیر فارسی پڑھانے والا بھی پیر الخ۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ مولوی صاحب جناب نے تو اتنے پیر ذکر فرمادیے۔ ہیر ایک عورت تھی اور انجھے کے عشق مجازی میں مبتلا تھی۔ چوچک نے اپنے شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہیر کے اس منیلائے عشق ہونے کا ذکر کر کے کہا کہ حضرت دعا فرمائیے۔ ہیر انجھے کے عشق سے باز آجائے۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ پھر جب آؤ تو ہیر کو یہاں سے لے آنا۔ اُسے ذکر الہی کے مناسب معاملہ سے درست کریں گے۔ چوچک نے جب ہیر سے اپنے

پیر کے ہاں حاضری کے لیے کہا تو ہیر نے انکار کر دیا کہ مجھے معذور تصور فرمایا جاوے۔ جب چوچک نے یہ ماجرہ شیخ سے عرض کیا تو حضرت خود چوچک کے گھر تشریف لائے جب ہیر کے پاس تشریف لائے تو ہیر نے اپنے شیخ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ مگر اپنی دونوں آنکھیں ہاتھوں سے بند کر لیں۔ حضرت نے آنکھیں بند کرنے کا سبب دریافت فرمایا تو ہیر نے عرض کیا کہ قبلہ آپ بہ شک ہمارے شیخ ہیں مگر میں قسم اٹھا چکی ہوں کہ جن آنکھوں سے آنکھ کو دیکھا ہے اب کسی دوسرے کو نہ دیکھوں گی۔ حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہیر کے اس استقلال پر فرمایا کہ یہ مجازی عاشق ہے۔ مگر افسوس کہ عشق الہی میں ایسے استقلال والے لوگ بہت ہی کم ملتے ہیں۔ حضرت قید عام نے فرمایا کہ مولوی صاحب ایک عورت کو اپنے مطلوب سے یہ محبت ہو کہ کسی نیز کی طرف نظر نہ کرنا پسند نہ کرے۔ اور جناب سینکڑوں مرشد بنائے پھرتے ہیں۔ ایسی خام باتوں کے پیچھے لگ کر تمام مشائخ طریقت کی مخالفت کرنا اہل علم کے برگز شایان شان نہیں۔ مولوی غلام قادر صاحب نے عرض کیا کہ حضور واقعی میں سخت غلطی میں مبتلا تھا۔ مجھے جناب ہی بیعت فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ پہلی بیعتوں کے غلط ہونے کا اعلان کر دیں۔ مولوی صاحب نے ادنیٰ جگہ کھڑا ہو کر اعلان کیا کہ جو لوگ قبل ازیں مجھ سے بیعت تھے وہ بیعت باطل تھی تو حضرت نے بیعت فرمایا۔ اور اجازت بھی عطا فرمادی۔ مگر جب حضرت قبلہ دیوان سید محمد صاحب مرحوم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے اس معاملہ کو پس نہ فرمایا کہ اتنی جلدی مجاز نہ کرنا مناسب نہیں۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ اس کی دل شکنی ملحوظ خاطر نہ ہوئی۔ اس کا نتیجہ عنقریب مولوی صاحب کی طرف سے ہی ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ شیخ کامل کی فراست باطنی کا بیان فرمودہ نتیجہ پسند و نوس بعد ہی ہوں ملاحظہ فرمادیں کہ مولوی غلام قادر صاحب نے اعلان کر دیا کہ میری کوئی بیعت نہیں ہے اور پھر اسی طرح آزادانہ طور پر جی حسب معمول تبلیغ اور تقریر میں مصروف رہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

مولوی اشرف علی صاحب امام مخم و مصنف دیوبندی مذہب

مولوی اشرف علی صاحب مخمناوی مخمناہ بھون کا باشندہ تھا۔ اور اس کے خاندان کے لوگ بھی اکثر شریعی جمیع العقیدہ تھے۔ چنانچہ اپنے ماموں کے متعلق وہ خود لکھتا ہے کہ ان کا مسلک ہمارے خلاف تھا۔ "ماموں صاحب کا مسلک ہم لوگوں کے خلاف تھا۔ صاحب سماع تھے۔ اور اس میں بھی غلو کا درجہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر باقی ماموں صاحب کی بڑی جیمائے ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میاں کہیں دوسروں کی جوتیوں کی حفاظت کی بدولت اپنی گھڑی نہ اٹھوا دینا؟" کیسی ہی جیکمانہ پیشگوئی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہو کر رہی، کہ مخمناوی صاحب دوسروں کو بدعتی اکافر کہتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی توہین کر کے خود ایمان کی گٹھڑی اٹھوائی تھی، مولف

دیکھو (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ ص ۷۶ سطر ۱۱)

اور پھر لطف یہ کہ تھانہ بھون جو کہ دیوبندی مذہب کی اشاعت کا ایک کامیاب اڈہ تھا۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی امام پنجم دیوبندی مذہب نے وہاں کے عوام و خواص کو اپنے دیوبندیانہ عقاید سے وابستہ کرنے کے لیے اپنی تمام مساعی مصروف کر رکھی تھیں، وہیں تھانہ بھون میں ہی دیوبندی مذہب کو برا سمجھنے والے صحیح العقیدہ مسلمان بھی ہمیشہ موجود رہے۔ جو کہ مولوی صاحب کی درپردہ اشاعت و ہابیت دیوبندیت سے واقف تھے اور اس کو بد اعتقاد تصور کرتے تھے۔ مولوی اشرف علی خود لکھتا ہے:

یہاں پر تھانہ بھون میں بھی حضرت سید صاحب تشریف لے آئے ہیں محمد اللہ یہاں پر کوئی جماعت بدعتیوں کی نہیں ہے۔ ویسے ہی کچھ لوگ معمولی طریق پر اس خیال کے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۴۰ سطر ۲)

تھانوی صاحب نے مجبوراً تسلیم کر لیا کہ کچھ لوگ اس خیال کے یہاں اب بھی موجود ہیں۔ اور تھانوی صاحب کا انہیں کچھ لوگ کمنا یہ بھی تعصب ہے۔ ورنہ تھانہ بھون کے اکثر مسلمان تھانوی صاحب کی بد اعتقاد سے بیزار تھے۔ تھانوی صاحب مولوی یعقوب دیوبندی کا شاگرد ہے۔ اور بادیہ وجودیکہ اس نے دیوبند وغیرہ میں تعلیم حاصل کر کے اپنے اسلاف اہل اسلام کے عقاید سے روگردانی کر لی تھی۔ اور تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر سمجھنا تھا۔ مگر اس نے نہایت چالاکی سے کام چالو کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ سب سے اول کانپور کے ایک اسلامی مدرسہ میں ملازم ہوا تھا۔ تو وہاں کے لوگ چونکہ صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ لہذا تھانوی جی نے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے وہاں میلاد النبی اور قیام و سلام میں شریک ہونا شروع کیا اور پھر کافی عرصہ تک وہ یہی اسلامی اعمال جنہیں دیوبندی اور یہ مولوی صاحب بھی کفر و حرام کہتے ہیں، خود مولوی اشرف علی صاحب کرتا رہا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے:

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نرمی کی ضرورت ہے۔ اس لیے بعض اوقات (عمل میلاد و قیام) میں بھی ان کی موافقت کرتا رہا۔ ایک زمانہ دراز اسی پر گزرا۔ اس کے بعد تجربہ سے وہ پہلا ہی طریق نافع ثابت ہوا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۱۲ سطر ۱۱)

اس بیان میں بھی اس نے حقیقت پر پردہ ڈال کر غلط بیانی سے کام لیا ہے، کیونکہ ان صاحب کو جب حاجی امداد اللہ صاحب سے اعتقاد کسی طرح بھی موافقت نہ تھی۔ ملاحظہ ہو بزرگان دیوبند کا تصوف "تو پھر حاجی صاحب کے فرمان سے میلاد النبی و قیام و سلام کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ اور حقیقت یہ سب کچھ تقیہ تھا۔ اور مسلمانوں

پر وہاں کے ڈورے ڈالے جا رہے تھے۔ پھر اس کا خود لکھنا کہ پھر وہی پہلا طریق ہی نافع ثابت ہوا۔ اس سے مزید معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ چند دن بعد ہی ان اسلامی عقاید کا منکر ہو گیا تھا۔ وہ یوں ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو جب مولوی اشرف علی کے یہ افعال معلوم ہوئے تو اس نے اسے ایک خط لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ تم وہاں کانپور میں میلاد النبی پڑھتے ہو۔ اور قیام و سلام کر کے صلوٰتیں پڑھتے ہو۔ تو اشرف علی نے ان اعمال میں شریک ہونے کی جو وجہ ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ اگر میں میلاد نہ پڑھوں تو "جو ان لوگوں کے عقاید و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جائے گی، اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو دہائی ہے۔"

دیکھو (تذکرۃ الرشید ص ۱۲۵)

اس سے بھی عیاں ہو گیا کہ اس کا کانپور میں شریک بنیں میلاد شریف ہونا محض نفیہ تھا نہ کہ حاجی صاحب کے فرمان کی تعمیل۔ مگر جب گنگوہی نے تھانوی صاحب کو دوبارہ ڈانٹا تو وہ ان اعمال اسلامی سے مکمل یک طرف ہو کر پورے طور پر دیوبندی و دہائی مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہو گیا۔ جب کانپور کے لوگ اس کی بد اعتقادی سے واقف ہوئے تو تمام اس سے بیزار ہو گئے۔ جب اس کو بھی معلوم ہوا کہ لکھنؤ میں دیوبندیت کا اڈہ جانا اور ان لوگوں کو دیوبندی بنانا مشکل ہے تو اس نے وہاں سے ملازمت چھوڑ دی۔ اور تھانہ بھون میں ڈیرے ڈال دیے اور دیوبندیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ چونکہ تھانہ بھون علماء سے دور افتاد و ہتھانی علاقہ تھا۔ اس لیے یہاں اس کا کام خوب چل نکلا۔ اور وہ دیوبندیت کا مستقل اڈہ بن گیا۔ گو اس تھانوی جی کا زمانہ بعد کا ہے، لیکن اس نے دیوبندی مذہب کی کافی اشاعت کی ہے، بلکہ دیوبندی و دہائی مذہب کا تمام لٹریچر اسی کی ایجاد ہے۔ پھر پیری مریدی کے نام پر اس نے لوگوں کے ایمان ضائع کرنے میں بڑی کامیابی بھی حاصل کر لی تھی۔

یہ مولوی صاحب طبعاً اس قدر بخیل تھا کہ اس نے اپنے گھر سے شاید ہی کسی آدمی کو کچھ دیا ہو۔ خصوصاً روٹی دینے کے معاملے میں تو بخیل کی انتہاء تھی۔ اور لوگوں سے ہدیے اور نذرانے وصول کرنے کی اچھی خاصی ترکیبیں جانتا تھا۔ اس نے ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور حیوانوں جیسا بتایا ہے (جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے) دیوبندی اس کو اپنے مذہب کا سب سے بڑا مجدد و حکیم الامت و امام مانتے ہیں۔ بلکہ پچھلے زمانے کے دیوبندی تمام اپنے سابقہ اماموں کی نسبت اشرف علی کے زیادہ معتقد ہیں۔ کیونکہ دیوبندی مذہب کے لٹریچر اور تحریری اشاعت کا سب کام اسی نے کیا ہے اور اس مذہب کے بانی و امام اول اسماعیل کی ناپاک کتاب "تقویتہ الایمان" میں مندرج شدہ عقاید کی سب سے زیادہ تبلیغ اسی نے کی ہے۔ کیونکہ اس نے پیری مریدی کے فریب میں سب دیوبندیوں کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ کچھ تصوف کے مسائل یاد کر رکھے تھے۔ ان کو بیان کر کے بعد اپنی وہاںیت اور دیوبندیت کا شکار کیا کرتا تھا۔ صاحب موصوف کے نزدیک سب سے بڑا گناہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گفت و گو میں میلاد کرنے والوں کو بدعتی اور کافر کے الفاظ سے یاد کرتا۔ اور صوفیائے کرام کے عرس کرنے اور میلاد منانے والے سب مسلمانوں کو بدکار سمجھتا تھا اس نے کتابوں کی تصنیف و مذہبی اشاعت کے متعلق بھی ایک عجیب ہی طریقہ تجویز کیا کہ اس کے پاس ہمیشہ دو چار تنخواہ خوار مولوی ملازم رہتے تھے۔ جو کہ مختلف قسم کی عربی فارسی کتابوں کے اردو ترجمے کر کے ان ترجموں کو تھانوی صاحب کے سپرد کر دیتے اور وہ ان ترجموں کو اول سے آخر تک لفظ بلفظ دیکھ کر اس کتاب پر اپنا نام موئے قلم سے اور ان کے لکھنے والے مولویوں کا نام باریک قلم سے لکھوا کر اس کتاب کو شائع کر دیتا اور اس طرح وہ کتابیں مولوی اشرف علی کی مشہور ہو جاتی۔ چنانچہ اشرف علی کی بڑی بڑی کتابیں جلال الاولیاء، انوار المحسنین اور اس قسم کے بہت سے رسائل اسی قسم کی چالاکी کا نتیجہ ہیں۔ ان کتابوں کے سرنامے دیکھنے سے اس کا یہ فریب بخوبی کھل جاتا ہے اور کچھ کتابیں اسی قسم کی ہیں کہ اس نے دو چار ماہنامے الامداد، المبلغ، النور جاری کیے ہوئے تھے۔ ان ماہوار رسالوں کے مدیر صاحبان مولوی شبیر علی، جمیل احمد وغیرہ کا سب سے بڑا کام یہی ہوتا تھا کہ یہ لوگ تھانوی کی حرکت پیشاپاؤ و قول و فعل کو قلم بند کرنے میں مصروف رہتے۔ کیونکہ خود اس نے اپنے ملفوظات جمع کرانے کے لیے باقاعدہ ان لوگوں کو تنخواہ پر رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ خود بیان کرتا ہے۔

”میں نے ملفوظات ضبط کرنے والوں سے کہا کہ تم پنسل کا غزلے کر بیٹھ جانا۔“

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۰۵ سطر ۹)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملفوظات ضبط کرنے والے آدمی مقرر شدہ تھے جو کہ ہر وقت اس کے حکم کے منتظر رہتے اور وہ ان ملفوظات کو ان ماہوار رسالوں میں باقاعدہ شائع کرتے۔ مولوی اشرف علی ان اپنے ملفوظات کو اشاعت سے قبل لفظ بلفظ دیکھ لیتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ملفوظات افاضات الیومیہ میں خود اپنے قلم سے لکھتا ہے۔

الحمد للہ! آج شب جمعہ، ۱۰ ربیع الاول کو ان ملفوظات ضبط کردہ حافظ عذیر احمد مرحوم پر نظر ثانی اصلاحی سے فراموش ہوا۔ فقط۔ اشرف علی تھانوی عفی عنہ۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۴۰ سطر ۲۰)

اور اسی افاضات الیومیہ کا ضبط کرنے والا ایک مولوی لکھتا ہے۔

اکثر حضرت قدس کا معمول صبح کے وقت ملفوظات کو دیکھنے کا ہے۔ لیکن آج صبح کو ملاحظہ نہیں فرماتے، مگر بعد عصر مکان پر اپنے ہمراہ لیتے گئے اور وہاں سے ملاحظہ فرما کر بعد مغرب میرے پاس پہنچا دیے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۴۰ سطر ۲۰)

معلوم ہوا کہ ملفوظات کا ہر لفظ تھانوی جی کی طرف سے تصدیق شدہ ہوتا تھا۔ اس طرح وہ ملفوظات جب

ایک جلد کو پہنچ جاتے تو ان کا باقاعدہ کتابی صورت میں جمع کر کے کتاب شائع کرادی جاتی، چنانچہ افاضات الیومیہ وغیرہ اسی قسم کی تصنیفات سے ہیں۔ پھر ان کتابوں کی ضخامت بھی محض فضولیات و فحش قسم کی حکایات وغیرہ جس طرح کر کے بنائی گئی ہے۔ چنانچہ اس فضول قسم کے ملفوظات میں سے ایک ملفوظ کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

ملفوظات علامہ :- فرمایا ارادہ تھا کہ سویرے کھانا کھاؤں اور تھوڑی دیر آکر بیٹوں، مگر دیر ہو گئی۔ کام بہت ہی ہے اس وجہ سے اس وقت بیٹھنا نہ ہوگا۔ یہ فرما کر حضرت والا مکان پر تشریف لے گئے اور مجلس خاص بوقت صبح موقوف رہی (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۷ سطر ۱)

ناظرین کرام ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ تھانوی کے ملفوظات اس قسم کے ہی ہیں کہ آج کھانا دیر سے کھایا۔ آج انت آرائی، آج قبض کی شکایت۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خود تھانوی کی لکھی کتابیں نہایت ہی غیر معتبرہ تعداد میں ہیں۔ دو دو ورق کے رسائل کو موٹے موٹے ناموں سے مزین کر کے اس کی تصنیفی شہرت کے سامان بنایا گیا ہے۔ ہم پر بھی اس کی تصنیف کے ڈھول کا بول اس وقت کھلا جب کہ ہم نے دیوبندیت کے لٹریچر کو جمع کر کے اس پر غور و فکر سے نظر کی۔ تو معلوم ہوا کہ تصنیف کا تو نام ہی تھا۔ مگر ان رسائل میں دیوبندیت و خارجی و ہابی عقاید کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا گیا۔ تھانوی صاحب کے ہاں مزدوری پرکت ہیں لکھے جانے کے سلسلہ میں وہ خود اقرار کرتا ہے۔

ایک شخص نے خط لکھا کہ اہل باطل کی فلاں کتاب کا جواب لکھ دو۔ میں نے جواب میں لکھا کہ مجھ کو توفیر صحت نہیں، تم خرینج برداشت کرو تو میں کسی عالم سے حق المحنت دے کر لکھوا دوں۔ اس پر اس نے لکھا کہ خدا کا خوف کرو۔ اس قدر دین فروش مت بنو۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۴۱، سطر ۲)

نوٹ :- یہ دین فروشی کا قول بھی خالی از حکمت نہیں۔

حسین علی ساکن وان پھراں ضلع میانوالی امام ششم دیوبندیؒ

مولوی حسین علی صاحب قصبہ وان پھراں ضلع میانوالی کے توطن تھے، سا گیا ہے کہ ان کے والد میاں محمد اور داد میاں عبد اللہ (دکن) نہایت سادے قسم کے صحیح العقیدہ زمیندار لوگ تھے۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے پورے متفقہ تھے۔ مگر مولوی حسین علی صاحب اپنے تعلیمی دور میں اپنے خاندان کی بدقسمتی سے مولوی مظہر صاحب دیوبندی کے پاس جا پھرنے تو مظہر صاحب نے مولوی صاحب کو وہابیت کے رنگ

میں پوری طرح زنگ کر بقاء کی تکمیل کے لیے رئیس دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے پاس بھیج دیا۔ پھر کیا مت۔ گنگوہی صاحب نے موصوف کو شرک و بدعت کا چلتا پھرتا کارخانہ بنا ڈالا۔ چنانچہ مولوی صاحب اہل اسلام کو تکفیر اور انبیائے کرام کی توہین خصوصاً سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنے میں تمام دیوبندیوں سے نمبر لے گئے۔ فی زمانہ مولوی غلام خان دیوبندی انہیں مولوی صاحب کا ہی تیار کردہ مجسمہ کفر باز بہار ہے۔ مولوی حسین علی نے اپنے ابتدائی دور میں ضلع میانوالی کے مسلمانوں کو دیوبندی بنا کر اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کی تو علمائے بانیین نے مولوی صاحب کے غیر اسلامی خیالات کا رد کر کے مختلف مقامات پر اسے ذلتیں دیں تقریباً ۱۹۲۰ء میں قصبہ ان پھچراں کے رؤسا ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کے فتنہ کے مکمل استیصال کے لیے اپنے پیرومرشد قبلہ علم و فضل و کبر رشید و معرفت حضور سیدنا و مرشدنا خواجہ پیر مر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لڑوہی کی طرف رجوع کیا اور حافظ عالم خاں و میاں شیر قوم بھچر ساکن و ان پھچراں کو لڑوہ شریعت حاضر ہوئے۔ حضور پیر مر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے مناظروں کے لیے سفر کبھی نہیں کیا۔ البتہ اجمیر شریف کے عرس مبارک سے واپسی پر میں آپ کے ہاں اتروں گا۔ چنانچہ عرس سے واپسی پر آپ میاں دالی اتر کر مریدین کے جم غفیر کے ساتھ و ان پھچراں و رد فرما کر ملک مظفر کے مکان پر قیام فرما ہوئے۔ ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کو بلوایا وہ دور داز سے بلائے ہوئے اپنے امدادی مولویوں کے ساتھ آگیا۔ اور جب وہ کافی دیر خاموش بیٹھا رہا تو خود پیر صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اہل سنت کے کس عقیدے سے اختلاف ہے؟ اس نے کہا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطائی علم غیب نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی نفی پر آپ کے پاس جو سب سے بڑی دلیل ہو پیش کیجیے تاکہ تھوڑے وقت میں اسی پر ہی فیصلہ ہو جائے۔ مولوی حسین علی صاحب اپنے ساتھی مولویوں کو مکان سے باہر لے جا کر دلیل پیش کرنے کے مشورے کرنے لگا۔ کیونکہ وہ ابتدائی گفتگو میں ہی پیر صاحب علیہ الرحمۃ کے ذریعے علم و فضل کی وسعتوں سے واقف ہو چکا تھا۔ اس نے بعد از مشورہ آکر آیت کریمہ و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو پیش کی۔ حضور پیر صاحب نے فرمایا کہ آپ کا اس آیت پر ایمان ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ایمان تصدیق کا نام ہے۔ اور تصدیق کی سات قسمیں ہیں۔ بعض مقبول اور بعض مردود۔ آپ کو کون سی تصدیق ہے۔ اسی سے ہم انشاء اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب ثابت کیے دیتے ہیں۔ مولوی حسین علی ان علمی مباحث کی ابجد سے بھی ناواقف تھا۔ یہ سوالات اس پر ایک بجلی کی طرح گزرے اور اس کے ذہن بجدیت کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔ حضور پیر صاحب علوم کے امام اور فنون کے مجدد تھے۔ آپ نے علم غیب کے اثبات کے لیے ایک ایسی بحث کی بنیاد رکھ دی تھی کہ اگر کوئی صاحب علم و فضل پیر صاحب کی علمی بحث سمجھ جاتا تو مسکے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا۔ مگر مولوی حسین علی ایک رسمی مولوی تھا اور پسند آیات رٹ رکھی تھیں۔ اس لیے وہ سخت ہشیانی کے عالم میں کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا۔ اس کے نیچے والا ٹاٹ

بھیگ گیا تھا واللہ اعلم وہ کیا ہوا۔ اور بالآخر جواب ہو کر چلا گیا اور پھر آج تک وہ اور اس کے سب اصاغروا کا برنہ وہ قسمیں بتائے اور نہ عوام کو گمراہ کر کے سنا گیا ہے کہ اس کے فقائے بانزکاں کو اسے ملامت کی اور کہا کہ تو گھنٹوں میں سر دبا کر پھر اوپر کو کہا دیکھتا تھا۔ اس نے کہا میں نے ہم روز حزب البحر پر تھی۔ پھر صاحب کو شکست دینے کے لیے میں اس کی توجہ ڈالتا تھا۔ مگر اس کا اثر اٹھا مجھ پر ہی پڑتا کہ مجھے پسینے پر پسینہ آئے جا رہا تھا۔

مولوی حسین علی صاحب کی تفسیر بلغة الحیران و تفسیر بے نظیر دیوبندی مذہب کی مایہ ناز تفسیریں ہیں جو اہل القرآن کو غلام خان نے مکھی ہے، مگر وہ بھی اسے مولوی حسین علی صاحب کی تقاریر کا ہی استنباط بتاتا ہے۔

مولوی حسین علی، علم غیب خدا تعالیٰ اور مسئلہ تقدیر کا منکر ہے اور اس کی تفسیر بلغة الحیران جس میں اس نے اپنے دیوبندیانہ و معتزلانہ عقاید کا صاف اظہار کیا ہے۔ یہ تفسیر تمام فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک معتبر ہے۔ چنانچہ شیخ الحدیث دیوبندیہ کے یہ الفاظ اس کی توثیق میں کافی ہیں۔

وفي انشأ ذلك تتابعت تراجم القرآن وفوائده التفسيرية بعضها صحيحة من اهل الحق كتقديرات لترجمة القرآن افادها العالم العارف مولانا الشيخ حسين علي الفتنجاي طال بقائه من تلامذة قطب العصر مولانا المحدث ابو مسعود رشيد احمد الكنكوهي الديوبندي الخ

۱۔ بقیۃ ایمان مقدمہ مشکلا القرآن مصنف مولوی نور شاہ کشمیری ص ۲۹، سطر ۲۰

جس سے واضح ہے کہ عقاید مندرجہ بلغة الحیران سے تمام دیوبندیوں کا مکمل اتفاق ہے۔ اور آج کل کے بعض دیوبندیوں کا بلغة الحیران سے حیران ہو کر "تقیہ" کرنے ہوئے اپنے شیخ کے مندرجہ الفاظ کا لحاظ کم ناچاہیے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے کہ مولوی حسین علی صاحب رئیس الوہاب یہ گنگوہی صاحب کے حجاز خلیفہ ہیں۔ ان کی تفسیر کے حوالہ جات اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

ایستادم

باب سوم

شیطان کی شرارت اور اسلام میں مذہبی انتشار کا سب سے پہلا قلم

دنیا اسلام میں مسلمانوں پر شرک و بدعت کا سب سے پہلا فتویٰ

دیوبندی مذہب کی مرکزی جماعت خارجی مذہب کی ابتدا اور خارجیوں کا سب سے پہلا
خطرناک فتوے

دیوبندی مذہب اور وہابی مذہب کا سب سے بڑا اصول یہی ہے کہ یہ لوگ ہر معمولی سے معمولی بات پر
عام مسلمانوں خصوصاً اولیائے کرام و صوفیائے عظام اور ان کے معتقدین کو بے دھڑک مشرک، کافر و بدعتی
کہتے ہیں اور اپنے آپ کو توحید کا حامی اور مشائخ کرام کو توحید کا مخالف ظاہر کر کے بعض بھولے بھلے عوام
مسلمانوں کو اپنی دیوبندیت کا شکار کرتے ہیں۔ دیوبندی، وہابی جماعت کے مکفرین مولوی مسلمانوں کو کافر مشرک
و بدعتی کہنے کے اس اصول پر اس لیے سختی سے گامزن ہیں کہ دیوبندی مذہب اور وہابی مذہب یہ ہر دو جماعتیں
اپنے مخصوص انداز اور فریب دہ دلکش رنگ میں خارجی مذہب کی فروغی جماعتیں اور خارجی مذہب کا شعبہ نشر و
انتانت ہیں۔ گو دیوبندیوں وہابیوں کو خوارج کے بعض اصولوں سے اختلاف بھی ہے اور یہ لوگ اپنے آپ پر
حنفیت کا پردہ ڈال کر اپنے آپ کو خوارج کا مخالف بھی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر خارجیوں نے ہی مسلمانوں کو
بدعتی کہنے کا اصول تجویز کر کے اس کا ابتدائی تجربہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر امیر المؤمنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ لہ تھا، کناریتوں کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ کو حضرت عثمان غنی و حضرت علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہما پر چپا کر کے حضرت عثمان و حضرت علی کو بدعتی کہتے اور آپ اہل توحید کہلاتے تھے۔
ایسا ہی آج کل دیوبندی وہابی لات و عزیزی کے بارے میں نازل شدہ قرآنی آیات کو اولیاء اللہ اور ان کے مزاروں
پر چپا کر کے انبیاء اور اولیاء اور ان کے دلدادگان کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔ اس لیے عمدۃ المحققین علامہ

ابن عابدین فقہ اخلاف کی سب سے بڑی اور معتبر کتاب فتاویٰ شامی میں دہائیوں کو باغیوں خارجوں میں شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اسلام کے باغی صرف وہی خارجی نہیں ہیں جنہوں نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خرد و ج کیا تھا۔ بلکہ ابن عبد الوہاب نجدی کے متبعین (وہابیوں) کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ یہ وہابی بھی صرف اپنے کو مسلمان اور اپنے مخالفین کو مشرک کہتے ہیں (پھر فرماتے ہیں) بعض محدثین کرام نے ان سب باغیوں کو کافر کہا ہے۔ (فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۲۱۹ سطر ۱۳ مطبوعہ مصر باب البغاة)

خارجی مذہب

یہ مذہب ۳ھ میں بمقام صفین اس وقت پیدا ہوا تھا، جب کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک اجتہادی اختلاف کی بنا پر جنگ ہوئی۔ حضرت معاویہ کے شاہی سپاہی عربی تلواروں کی تاب نہ لاتے ہوئے جب میدان سے بھاگنے لگے۔ تو حضرت معاویہ کے بعض فوجی افسران نے جنگ روکنے کی ایک تجویز کی اور قرآن کو نیزوں پر بلند کر کے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے سپاہیوں کو روکنے کے لیے اعلان کر دیا کہ اے علی کے سپاہیو! یہ قرآن تمہارے اور ہمارے درمیان گواہ ہے۔ فی الحال جنگ بند کر دو، بعد ازاں کوئی تصفیہ کی صورت نکال لی جائے گی۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج سے مسعر بن تمیم اور زبیر بن حصین بیس ہزار کا لشکر لے کر جن میں ستر قاری بھی تھے، حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری رائے یہی ہے کہ جنگ بندی کر دی جائے۔ کیوں کہ قرآن کو نیزوں پر دیکھ کر ہم جنگ روکنے نہیں کر سکتے۔ حضرت علی نے فرمایا تمہاری مرضی مگر یاد رکھو کہ تمہیں دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ مگر وہ لوگ جنگ روکنے پر اڑ گئے۔ حضرت علی نے جنگ بندی کرادی اور جب اسی گروہ کے جنرل مسعر بن تمیم نے ثالثوں کے سپرد کام کر لیا تو یہی ستر قاری اور بیس ہزار کا لشکر حضرت علی کے خلاف ہو گیا۔ اور حضرت علی پر فتوے لگا دیا کہ اِنَّ عَلِيًّا وَ معاوية قَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰی یعنی علی اور معاویہ مشرک ہو گئے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا کہ وہی قاری صاحبان جو جنگ بندی کرانے میں پیش پیش تھے وہی اب میرے خلاف آیات قرآن یہ ان الحکم اللہ پڑھ کر مجھے مشرک بدعتی کہہ رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا حکمت حق ارا ید بہ الباطل کلمہ حق کا ہے مگر ان کی نیت بری ہے۔ کیونکہ قرآن کسی کو خواہ مخواہ مشرک نہیں کہتا، اس کے بعد یہ بیس ہزار کا لشکر حضرت علی کی فوج سے خارج ہو گیا۔ اسی وجہ سے ان کا نام ”خارجی“ مشہور ہوا یہ لوگ ضرور اس کے مقام پر

جمع ہو کر حضرت علی کے خلاف مشرک اور بدعتی ہونے کی تبلیغ کرتے رہے اور انہوں نے اپنا مستقل مذہب بنالیا۔ کچھ دنوں بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان خارجیوں سے معرکہ الاراء جنگ لڑی جس میں سب خارجی مارے گئے۔ صرف نو آدمی بچے۔ جن میں سے دو خراسان، دو مین، دو عثمان، دو دریائے فرات کے کنارے اور ایک فافان چلا گیا۔ اور وہ ان ملکوں میں تبلیغ کرتے رہے۔ اب ساری دنیا کے دیوبندی اور وہابی انہیں نو آدمیوں کی تبلیغی سازشوں سے پیدا شدہ خوارج ہیں جنہوں نے خارجیوں کی بدنامی کے باعث محمدی اور دیوبندی کے پردوں میں اپنے خارجی مذہب کو چھپا رکھا ہے۔

وہابی مذہب

یہ مذہب محمد بن عبد الوہاب نجدی اور دشمن اسلام میلہ کذاب کی قوم نجدی سعودیوں کی سازش سے پیدا ہوا تھا۔ اس مذہب کے امام ابن عبد الوہاب نجدی نے اس مذہب کو خارجی اصولوں پر استوار کر کے ۱۱۴۵ھ میں رائج کیا۔ اور گو اس کے ابتدائی عقائد ابن حزم ظاہری و ابن تیمیہ غیر مقلد حرافی و ابن قیم جوزی اپنے وقتوں میں پیدا کر چکے تھے، مگر ان کو باقاعدہ مرتب کر کے ایک مستقل مذہب کی شکل میں محمد بن عبد الوہاب نے ہی شائع کیا تھا۔ اس لیے یہ مذہب ابن عبد الوہاب کی طرف منسوب ہو کر "وہابی" کے نام سے مشہور ہو گیا۔ تفصیل کے لیے درکار منہ دیگر مکتب تاریخ ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ یہاں مزید اطمینان کے لیے صرف ایک مایہ ناز عربی مؤرخ کی تحقیقات کا ایک اقتباس درج کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔ وہابی مذہب کے متعلق ممالک عرب کے سب سے مشہور اور مؤرخ سید و حلان لکھتے ہیں

"ابتداءً سے ظہور سے درسن ہزار ایک صد و چهل و سه ۱۳۱۵ھ) بود و در سال ہزار یک صد و پنجاه ۱۳۱۵ھ) امر دے انتشار یافت الی قولہ) و از جملہ امیران شریقی کہ بصرت و دعوت اوقیام بدین نو مذہب بن سعود امیر درعیہ بور و بعد از دے پسرش عبد النعز و بعد از ان سعود و بعد از ان سعود پسر منہ بعد از ان سعودیاں از نسل بنی حنیفہ میلہ کذاب بودند و بعضے از مشایخ ابن عبد الوہاب کہ در یہ مظهر بودند در او ان تعلیم دے می گفتند کہ این شخص عنقریب گمراہ می گردد و گمراہ سے گرداند۔ الخ۔"

فتوحات اسلامیہ مصنف سید و حلان مفتی مکہ معظمہ ج ۲ ص ۲۰۶ سطر ۲۳ مطبوعہ و مترجمہ ہرات

یعنی اس وہابی مذہب کے بانی ابن عبد الوہاب نے اپنا وہابی مذہب ۱۳۱۵ھ میں رائج کیا۔ پھر یہ

مذہب ۱۵؍؎ میں خوب مشہور ہو گیا۔ اس مذہب کو سب سے اول قبول کرنے اور اس کی تبلیغ میں سرگرم ہونے والے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن مدعی نبوت میلہ کذاب کی قوم کے سعودی نجدی تھے۔ انہیں شاید اپنے قومی مقتدا میلہ کذاب کے صحابہ کرام کے ہاتھوں مارے جانے کی وجہ سے مسلمانوں سے سخت دشمنی بھی تھی۔ جب ابن عبد الوہاب نے تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان کا قتل حلال قرار دیا تو سعودیوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کا یہ نادر موقع ہاتھ آگیا۔ اور وہ سب کے سب اس کا مذہب قبول کر کے وہابی ہو گئے اور توحید کی آڑ میں وہابیوں کے علاوہ سب مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہہ کر ان سے جنگ لڑنے اور ان کے قتل کے لیے آمادہ ہو گئے۔ محمد بن عبد الوہاب قبیلہ بنی تمیم سے ۱۱؍؎ میں بمقام عینہ، ملک نجد میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی وفات ۱۲۰۶؎ میں بتائی جاتی ہے۔ اس حساب سے اس کی کل عمر تانے سال ہوتی ہے۔

مؤرخ بطبرن اپنے جغرافیہ میں ابن عبد الوہاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ابن عبد الوہاب نے اپنی تعلیم شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی سے حاصل کی تھی۔ اس کے تعلیمی دنوں میں یہی بزرگ اپنے نور فراست سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ملحد اور بے دین ہو گا۔ کیونکہ زمانہ تعلیم میں بھی اس کا شغل کچھ اس قسم کا خطرناک تھا کہ یہ اکثر و بیشتر باغیان اسلام و دشمنان توحید و رسالت، میلہ الکذاب و اسود غلسی و طلحہ اسدی وغیرہ کذابین مدعیان نبوت کے حالات سے دلی محبت و قلبی اشتیاق رکھتا اور اکثر ان کے حالات کے مطالعہ میں خوشی محسوس کرتا تھا، چند روز بعد ہی اس نے عربی تعلیم غیر مکمل صورت میں چھوڑ کر باغیان اسلام خارجی علماء سے میل جول پیدا کر لیا۔ اور کچھ مدت تک خارجی مذہب کے مطالعہ کے بعد اس نے خارجی مذہب کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ مگر اسے اس میں کامیابی بائیں وجہ نظر نہ آئی کہ لوگ اس مذہب سے عموماً متنفر تھے۔ اس لیے اس نے ابن تیمیہ کی کتابوں سے فائدہ اٹھا کر خارجی مذہب کو ابن تیمیہ وغیرہ کے رنگ میں شائع کرنے کی ضرورت محسوس کی اور خارجی مذہب کو نئی شکل دے کر ”وہابی“ مذہب کے رنگ میں کام کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے ”خارجی مذہب“ کے اعتقادات کو باقاعدہ طور پر منظم کر کے اس سلسلہ میں کتاب التوحید کشف الشبہات وغیرہ کتابیں لکھیں۔ سب مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دے کر اہل اسلام کا قتل حلال کر دیا چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

و عرفنا ان اقراہم بتوحید الربوبیۃ لحدید خلعہم فی الاسلام وان قصدہم
الملئکۃ والہ ولیا یریدون شفاعتہم والتقرب الی اللہ بذالک ہوالذی احد
دمائہم واموالہم کشف الشبہات مصنف ابن عبد الوہاب وہابی مذہب ص ۶ سطر ۱۔ مبیود مسر

اس نے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرنا شرک ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجبور محض ہیں۔ وہ کوئی نفع نہیں دے سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی غیب کا کوئی علم نہیں جو آپ کے لیے ساری دنیا کا علم غیب مانے وہ منکر ہے۔ کسی امام کی تقلید کرنا یا کسی بزرگ کا قول ماننا شرک اکبر ہے۔ اور چونکہ اس زمانہ کے عام مسلمان حضرات انبیائے علیہم السلام اور اولیائے کرام سے محبت رکھتے ہیں، یہ محبت کرنا بھی شرک فی المحبتہ ہے اس لیے ضروری ہے کہ وہ لوگ انبیاء اور اولیاء سے نفرت ظاہر کریں۔ ورنہ وہ کافر ہیں۔ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ان کی عورتیں چھین کر بلا نکاح استعمال کی جاسکتی ہیں۔ ابن عبد الوہاب نے جب یہ فتنہ اٹھایا تو اس کے مذہب کو کسی نے قبول نہ کیا۔ وہ ایک دفعہ مدینہ عالیہ میں آیا تو علمائے عرب نے اس سے معرکہ الآراء مناظرہ کر کے مسجد نبوی کے باہر اس کو ایسی ذلت دی کہ وہ لا جواب ہو کر شب کو منہ دہو گیا۔ جب اسے کامیابی نظر نہ آئی تو اس نے میلہ کذاب کے حامیوں کو ساتھ ملائے کی کوشش کی۔ سب سے اول میلہ کذاب کی قوم سے درعیہ کا زمیندار ابن سعود اس کی تبلیغ سے متاثر ہوا۔ جو کہ سعودیوں کے نام سے مشہور ہوتے بعد ابن سعود اور ابن عبد الوہاب نے چند اور ڈاکو قسم کے باغی منصر کو اپنے ساتھ ساتھ شامل کر کے باقاعدہ ایک لشکر بنایا اور اس پاس کے علاقوں پر ڈاکہ زنی شروع کر دی۔ کچھ علاقوں پر قبضہ کر کے پھر عرب کے علاقے پر متواتر ڈاکے ڈال کر اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ ^{۱۸۱۷} "عرب میں" وہابی "حکومت قائم کر لی۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ کے تمام علمائے ربانیتین و اولیائے کرام اہل سنت و جماعت کو برسر باز قتل کر لیا۔ خاتون جنت فاطمہ الزہراء و ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ و اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مزارات کو اولاد توپوں سے اڑا دیا۔ پھر عام لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے ان مزاروں پر گھوڑے چڑھائے اور پیشاب و گندگی سے ان مزارات کو ملوث کر لیا (الامان و الحفیظ) جب حرمین شریفین کی یہ بے ادبی اور اہل اسلام پر یہ مظالم ان نجدی درندوں نے نہایت خوشی سے کیے۔ یہ حالت دیکھ کر محمد علی پاشا والی مصر نے رہا گیا۔ اس نے ترکوں سے مشورہ کیا۔ ترکوں نے محمد علی پاشا کو از حد غیرت دلائی کہ وہ کون سا وقت ہے کہ اہل اسلام کے مقدس مقامات کعبہ معظمہ و مدینہ عالیہ کو ان وہابیوں کے پنجہ استبداد سے آزاد کر لیا جائے گا۔ کیا علمائے حرمین کا قتل، صحابہ کرام کے روضوں کی بے عزتی، سید زادیوں کی عصمت و ری کسی مسلمان سے برداشت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ والی مصر نے ^{۱۸۱۷} حرمین وہابیوں پر چڑھائی کر دی مصر کے مسلمانوں نے دشمنان اسلام خارجیوں کو جن جن کو ختم کر لیا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ کے مسلمانوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ والی مصر نے کعبہ معظمہ و روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت قیمتی ریشمی چادریں چڑھائیں۔ تمام مساندہ مزارات کو دوبارہ تیار کر کے مزین کر لیا۔ عرب میں مکمل امن و امان قائم ہو گیا۔ ان مصرکوں میں اکثر وہابی خارجی مارے گئے مگر چند ایک وہابیوں نے بظاہر اسلام قبول کر کے اپنا بچاؤ کر لیا۔ درحقیقت وہ وہابی ہی

رہے (یعنی منافق) اور خفیہ طور پر اپنی تبلیغ میں کوشاں رہے۔ بعدہ دوبارہ وہابیوں نے تنظیم کر کے عرب پر قبضہ کر لیا۔ اور آج تک وہی سعودی عرب میں سعودی حکومت کے نام سے "دہابی حکومت قائم کئے ہوئے ہیں۔

لعل اللہ يحدث بعد ذلك امراً

ہندوستان میں دہابی مذہب کا دامن

محمد علی پاشا کے حملہ سے چونکہ کچھ دہابی بیچ گئے تھے۔ وہ عرب میں اپنی تبلیغ میں سرگرمی سے کام کرتے رہے اس لیے جو لوگ بیرونی ممالک سے حج کے لیے عرب جاتے وہ "دہابی" بیرونی لوگوں کو خارجیت سے متاثر کرنے کی کوشش کرتے اور سب جاہلوں کو دہابی مذہب کی دعوت دیتے کہ کسی طرح یہ مذہب دوسرے ممالک میں رائج ہو جائے۔ چنانچہ ہندوستان سے سید احمد صاحب ساکن بریلی ۱۲۴۲ھ میں حج کو گئے تو وہابیوں کے پھندے میں آ گئے۔ اور حج سے جب واپس ہوئے ان کو ہندوستان میں دہابی تبلیغ کے فریضہ کو انجام دینے کے لیے مولوی اسماعیل دہابی دہلوی اچھا کارکن پسند آیا۔ سید صاحب مولوی اسماعیل کو ساتھ لے کر تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ سید احمد صاحب خود تو پیر بن گئے۔ ہر وقت "چپ شاہ" بن کر لوگوں کو مریدی میں پھنساتے۔ مولوی اسماعیل سے وعظ کرتے۔ مولوی اسماعیل ہندوستان کے سب مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہتا اور جو لوگ پھنس جاتے ان کو سید احمد صاحب کا مرید کہہ دیتا۔ مولوی اسماعیل سے پہلے ہندوستان میں کوئی بھی دہابی نہ تھا۔ مولوی اسماعیل نے دہابی مذہب کو شائع کرنے کے لیے دہابی مذہب کی سب سے پہلی اردو کتاب "تقویۃ الایمان" تصنیف کر کے ہندوستان میں ایک دائمی فتنہ و فساد کی بنیاد ڈال دی کہ آج تک دیوبندی و سنی اختلاف کا سلسلہ سب اسی "تقویۃ الایمان" کی بدولت لوگوں کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ پھر اس "تقویۃ الایمان" کی تعلیمات سے متاثر ہونے والے وہابیوں کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ نوائے اربعہ کی تقلید سے بالکل منحرف ہو کر غیر مقلد ہو گیا جس کی سرپرستی سید احمد صاحب کے خلیفوں عبدالحق بنارس، عبد اللہ صفی پوری، نذیر حسین دہلوی و ضیاء الدین وغیرہ نے کی۔ چونکہ خود سید احمد صاحب غیر مقلدیت کی طرف راغب تھے۔ اس لیے سید صاحب کی حیات میں ہی سید صاحب کے اہل سنت و جماعت حنفی ساتھیوں پر بھی بوجہ سید صاحب کی رفاقت کے غیر مقلدیت و ہابیت کا رنگ چڑھ گیا تھا۔ اور ائمہ اربعہ کے انکار کا جذبہ پیدا ہو کر گا ہے۔ لگاتار بحث و تمحیص کی شکل بھی اختیار کر لیتا تھا۔ چنانچہ سید صاحب کا از حد محققہ مؤرخ غلام رسول مہر لکھتا ہے۔۔

سید صاحب کلکتہ میں بحری سفر کا انتظام فرما رہے تھے تو ایک موقع پر مولوی عبدالحق و مولوی رجب علی

ویشی مرزا جان لکھنوی کے درمیان تعلیم و عدم تعلیم پر بحث ہوئی تھی۔ اس پر سید احمد مصنفہ غلام رسول مہر نے اصلاً

دوسرا گروہ بظاہر حنفی رہا مگر تقویۃ الایمان وغیرہ دہلوی اعتقاد پر ایمان لایا۔ اس گروہ کی سرپرستی محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، انشرف علی تھانوی وغیرہ دیوبندیوں نے کی۔ پہلے طبقہ نے اپنے کو "محمدی"۔ "اہل حدیث"۔ "دہلوی" وغیرہ مختلف ناموں سے مشہور کیا اور دوسرے گروہ نے اپنے کو "دیوبندی"۔ "اہل توحید" وغیرہ ناموں سے منسوب کیا۔ گویہ دونوں پارٹیاں الگ الگ نظر آتی ہیں۔ مگر اعتقادات میں سب متحد ہو کر مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک کہنے میں آج تک سرگرم عمل ہیں اور پھر "دیوبندی" دہلوی "دہلوی" اپنے "خارجی دہلوی" ہونے کے خود بھی معترف ہیں جن کا ذکر قریب ہی آرہا ہے۔

دیوبندی مذہب

مسلمانوں پر خارجی مذہب کی سازش کا اثر

"دیوبندی مذہب"۔ "دہلوی مذہب" کا وہ خطرناک گروہ ہے کہ جو لوگ ائمہ اہل سنت کے مقلد ہونے کے مدعی ہیں۔ بظاہر دہلیوں کی طرح ترک تقلید وغیرہ نہیں کرتے۔ بعض اعمال میں بھی حنفیوں سے متا بہت رکھتے ہیں۔ اس لیے عام مسلمان بہت آسانی سے ان کے قریب میں آجاتے ہیں۔ مگر حقیقت تمام اعتقادات متعلقہ توحید و رسالت اور بعض اعمال میں بھی "دیوبندی" دہلیوں سے متحد ہیں۔ جمہور اہل اسلام کو سلف صالحین کے عقاید سے برگشتہ کرنے ان کو دہلوی بنانے اور بزرگان سلف کو مشرک و بدعتی کہنے ہیں "دیوبندی" اور "دہلوی" ہر دو جافیس مکمل طور پر دو قالب اور ایک جان ہو کر سرگرم عمل ہیں۔ دیوبندی، دہلوی خارجی سازش سے متاثر ہونے والے ان لوگوں کا نام ہے جنہوں نے ہندوؤں سے میل جول اور انگریزوں کی حکومت کی مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھا کر خارجیت کی تبلیغ کی ہے۔

"دیوبندی مذہب" کا بانی اسماعیل غیر مقلد دہلوی ہے۔ اسی وجہ سے اس فرقہ کا نام پہلا اسماعیلی مذہب تھا۔ مگر چونکہ بعد ازاں مذہب کا مرکز مدرسہ دیوبند بن گیا اور دیوبند سے ہی اس کا عام رواج ہوا۔ اس لیے اب یہ مذہب "دیوبندی مذہب" کے نام سے عام مشہور ہے۔

"دیوبندی مذہب" کا بانی مولوی اسماعیل صاحب اولاً غیر مقلد خارجی تھا۔ اور اس نے خارجی مذہب کے مرکز نجد سے دہلوی مذہب کی ہدایات لے کر ہندوستان میں ابتداءً اس مذہب کی تبلیغ شروع کی تھی۔ رفع یدین وغیرہ کا از حد پابند تھا۔ اس نے دہلی وغیرہ کے گروہ و نواح میں غیر مقلد قسم کے کچھ لوگ پیدا بھی کرے تھے۔ مگر چونکہ ہندوستان میں عام مسلمان صحیح العقیدہ تھے۔ اس لیے ان کو دہلوی بنانے میں اسماعیل کو کوئی نتیجہ خیز کامیابی نہ ہوئی۔ حضرت شاہ

عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل کی تردید کرائی۔ سرحدی علاقہ کے علماء نے اسماعیل سے مناظرہ کر کے اس کو صاف شکست دی۔ تو اسماعیل نے اپنی چالاکی سے کام لے کر اپنے آپ کو بظاہر حنفی بنالیا۔ اور حنفیت کے پردے میں وہابی عقاید کی ایک جماعت پیدا کر لی جو کہ ابتداءً "اسماعیلی" کے نام سے مشہور ہوئی اور بعدہ وہ فرقہ ایک مستقل "دیوبندی مذہب" کے نام سے مروج ہو گیا۔ اس کی تفصیل "اسماعیل" کے بیان میں گزر چکی ہے۔ اس دیوبندی مذہب کے عقاید از حد خطرناک ہیں۔ دیوبندیوں کے عقاید اسلامی عقاید سے قطعاً لگاؤ نہیں رکھتے بلکہ دیوبندی مذہب خارجی جماعت کا ایک گروہ ہے جو کہ حنفیت کے رنگ میں اہل اسلام کو اپنا شکار کر رہا ہے۔ کیونکہ "دیوبندی" عقیدہ کے ذمہ دار امام اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم عقاید میں "وہابیوں" سے مکمل طور پر متحد ہیں۔ تو دیوبندیوں کا اقراری وہابی ہونا خود ان کے ذمہ دار افراد کے بیانات سے واضح ہے۔ "وہابی" فرقہ اسلام کا باغی فرقہ ہے، چنانچہ احناف اہل سنت کے مایہ ناز امام علامہ ابن عابدین نے فتاویٰ ثنائی ج ۳، ص ۳۱۹ میں وہابیوں کو باغیان اسلام خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ تو "دیوبندی" بھی بوجہ "وہابی ہونے کے باغیان اسلام اور خارجیوں میں سے ہوئے۔ کیونکہ خود دیوبندی کے ذمہ دار اماموں کو اپنے وہابی ہونے کا اعتراف ہے۔

دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی مذہباً و اعتقاداً متحد ہیں؟

دیوبندیوں کی زبانی وہابیوں کی تعریفیں اور دیوبندیوں کا اقرار کہ ہم بھی وہابی ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کو وہابی بنانے کیلئے اشرف علی تھانوی کی سرگرمیاں "میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو، سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔" (افاضات الیومیہ تھانوی حصہ ۳ ص ۶۱، سطر ۸)

مولوی اشرف علی صاحب کا اقراری وہابی ہونا | دیوبندیوں کے امام اشرف علی نے جب کانپور میں ملازمت کی تو وہاں تقیہ کر کے میلاد شریف کے قیام و سلام میں شریک ہوتا رہا۔ کیونکہ وہاں کے سب لوگ سنی تھے اور دیوبندیت کا چلنا مشکل تھا۔ مگر جب رشید احمد گنگوہی کو معلوم ہوا تو اس نے اشرف علی کو ڈانٹا کہ سنا ہے کہ تم کانپور میں قیام و سلام و میلاد کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہو۔ اور صوتیں پڑھتے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اشرف علی نے یہ جواب لکھا:

"الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا مجکوم ہوں نہ کسی سے مجبور، مگر پوری مخالفت کر کے قیام و شوار ہے گواب

بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو "وہابی" کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے۔ اس کے دھوکہ میں مت آنا۔۔۔۔۔ دینی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقاید و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جائے گی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے (تذکرۃ الرشید۔ حصہ اول ص ۱۳۵)

نوٹ :- مولوی اشرف علی صاحب کی اس تحریر سے اس کا اقراری وہابی ہونا بھی ظاہر ہو گیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ رافضیوں کی طرح دیوبندیوں میں تقیہ کا عام مشغلہ ہے کہ یہ لوگ اپنی دیوبندیت کو صیغہ راز میں رکھنے کے لیے سب کچھ کر گزرتے ہیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا صاف اقرار کہ ہم دیوبندی اور وہابی عقاید میں متحد ہیں "عقاید میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲، ص ۱۰، سطر ۱۴)

اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ تمام دیوبندیوں کا فیصلہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔

(المہند مصنف و مصنفہ تمام مولویاں فرقہ دیوبندیہ ص ۹، سطر ۱۲)
نوٹ :- یہ کتاب المہند ہندوستان کے تمام دیوبندیوں اور دیوبندی مذہب کے تمام ذمہ دار اماموں نے متفقہ طور پر تصنیف و تصدیق کر کے شائع کی ہے۔ اس کتاب پر تمام دیوبندیوں کے دستخط موجود ہیں۔ اور یہ ان کی ایک مایہ ناز کتاب ہے۔ اس میں دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ سنی حنفی وہی ہو سکتا ہے جو وہابی ہو تو دیوبندیوں کا وہابی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

وہابی ہونا دیوبندیوں کیلئے بہت بڑی نعمت ہے چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں یا وہابی اور بے ملت کہیں۔ اپنے حق میں صیقل نہ لگا رہے۔

(تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان ص ۵۲، سطر ۱۵)

وہابی ہونا متبع سنت ہونے کی نشانی ہے اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲، ص ۱۴۱، سطر ۹)

وہابی ابن عبد الوہاب کے متبعین کا لقب ہے اس لقب کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مسک میں ابن عبد الوہاب

کاتذبح یا موافق ہو

(امداد الفتاویٰ ج ۵، ص ۲۳۳، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا اقرار کہ وہابیوں کے عقائد عمدہ ہیں | محمد بن عبد الوہاب کے مفتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۱۱۱، سطر ۱۴)

دیوبندیوں و وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں | دیوبندیوں و وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ یہ ایسی بات ہے جیسے کہ مشہور ہے کہ بھڑے

کو اپنی قوت معلوم نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۵۰، سطر ۱)

نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں۔

نجدیوں کے عقائد اچھے ہیں

(افاضات الیومیہ مخاومی حصہ ۴، ص ۶۳، سطر ۱)

خدا معلوم کیا ذہن میں آیا ہو گا جس کی بنا پر یہ کہا گیا ویسے تو عقائد میں

نجدیوں کے عقائد نختہ ہیں

نہایت ہی نختہ ہیں۔ (افاضات الیومیہ مخاومی حصہ ۴، ص ۶، سطر ۲)

اہل حدیث حنفی۔۔۔۔۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں الخ

حنفی کفر کی پیداوار ہیں

(خطبات مودودی ص ۷۶)

جاہلیت بمعنی کفر دیکھو: (تجدید و احسان دین مودودی ص ۷۶)

جو چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کیے ہیں۔ لاریب

اہل سنت و جماعت کے چار مصلے برے ہیں

یہ امر ذہن بے۔

(سبیل الرشاد رشید احمد گنگوہی ص ۲۱، سطر ۴)

وہابی مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب | (۱) کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور رد شرک

و بدعت میں لاجواب ہے۔ اسناد لال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا، پڑھنا،

اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ اور موجب اجر کا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۲۰، سطر ۶)

(۲) حضرت مولانا شہید صاحب کا فیض عام نہ تھا۔ مگر تمام تقویۃ الایمان کا طرز اس کا شاہد ہے۔

(افاضات ج ۳ ص ۴۴)

(۳) مولوی اسماعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کو اکھاڑنے والے اور سنت کو جاری کرنے والے الخ
(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۲۱)

نوٹ ۱۔ وہابیوں کے خارجی ہونے کی یہ بھی ایک واضح دلیل ہے کہ خارجیوں کا فرقہ حنفیہ صرف اقرار توحید نجات کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ اقرار رسالت کو ضروری نہیں سمجھتا (غنیۃ الطالبین باب فرق ضالہ ص ۹) اور وہابیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اور محمد م رسول اللہ کا قائل نہ ہو۔ تو وہ امیدوار نجات ہے۔ (رسالہ المحدث کے امتیازی مسائل مصنفہ مولوی عبد اللہ روپڑی ص ۷) خارجی بھی یہی کہتے ہیں کہ من عرف اللہ وکفر بما سواہ من رسول وجنتہ فہو بری من شرک (غنیۃ الطالبین ص ۹۷)

معلوم ہوا کہ وہابی خارجی ہیں اور دیوبندی مذہباً مکمل طور پر وہابیوں سے متحد ہیں۔ اور ان کا حنفی کہلانا صرف دھوکہ اور محض فریب کاری ہے۔ تو دیوبندی اقراری وہابی ہوئے۔ اور بقول علامہ ثامی وہابی خارجی ہیں۔ تو حد وسط نکال دینے کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ دیوبندی خارجی ہیں۔ نیز معلوم ہو گیا کہ "دیوبندی" تقویۃ الایمان کے مصنف کے مقلد ہیں۔ تقویۃ الایمان پر ان کا مکمل ایمان ہے اور جس قدر عقاید تقویۃ الایمان میں درج ہیں مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی کے برابر ہونا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور حضرات اولیائے کرام کو چار سے بھی ذیل سمجھنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی میں مل گیا ہوا سمجھنا، بیوں کا مقام بس گاؤں کے ایک چوہدری کے برابر سمجھنا، مشائخ و بزرگان کے سلسلوں کو یہودیت بتانا، تمام اولیاء اللہ کے معمولات غرس، گیارہویں، میلاد شریف، ذیضریار رسول اللہ و عظمت و احترام انبیائے کرام کو کفر و شرک بتانا، وغیرہ۔ ان سب ناپاک و غیر اسلامی عقاید پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان ہے۔ حالانکہ تمام دنیا کے مسلمان تقویۃ الایمان کے ناپاک عقاید کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کے علمائے کرام نے تقویۃ الایمان میں درج شدہ عقاید کو کفر پر اور غیر اسلامی بتایا۔ نمونہ کے طور پر علمائے عرب کے فیصلے ملاحظہ کر لینا کافی ہے۔ جو کہ چند سطور کے بعد پیش ہو رہے ہیں۔

دیوبندی مصنفین کے وہابیوں غیر مقلدوں کی طرفداری میں ائمہ اہل سنت و جماعت احناف پر ناپاک حملے

وہابی فرقہ اپنے عقاید و طرز عمل کے لحاظ سے یعنی اہل اسلام پر شرک و بدعت کی فتویٰ بازی کے مخصوص

انہاں سے خارجیت کا پورا پورا تفصیلی نقشہ ہے۔ چونکہ دیوبندی مولوی بھی مسلمانوں کو کفر، شرک اور بدعت کی چکی میں پیستے کے لیے وہابیت کا ہی ایک تبلیغی شعبہ ہیں اور دیوبندیت کو نجدیت، غیر مقلدیت نے کافی فروغ دیا ہے۔ اس لیے جن اکابر سلف صالحین، ائمہ اہل سنت نے وہابیوں کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ آج کل کے دیوبندی ان ائمہ احناف کو سب و شتم پر بھی اترائے ہیں اور جس طرح غیر مقلدین سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگوئی کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اب دیوبندی مولوی بھی ائمہ احناف و فقہائے کرام پر زبان درازی شروع کر کے اپنی غیر مقلدیت کا پورا پورا منظر ہرہ کر رہے ہیں۔ فقہائے احناف میں حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا جو مقام ہے وہ آپ کی مابینا کتاب ردالمحتار فتاویٰ شامی کی مقبولیت عامہ سے ظاہر ہے۔ بڑے بڑے فقہائے احناف آپ کے خوشہ چیں ہیں۔ حضرت امام ابن عابدین نے فتاویٰ شامی میں وہابیوں کو خارجیوں میں لکھا ہے۔ بعض نا عاقبت اندیش دیوبندیوں نے حضرت ابن عابدین پر بھی زبان درازی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ فیروز الدین دیوبندی اپنے رسالہ "آئینہ صداقت" کراچی (جو کہ شان دیوبند میں تصنیف کیا گیا ہے) میں امام احناف کے متعلق لکھتا ہے۔

"ابن عابدین شامی نے حکومت کے اثر سے ان غریبوں (وہابیوں) کو بدنام کیا۔ اور ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر کے اپنی دنیا سنبھالی۔ براہو اس دنیا پرستی اور سنہری سکوں کا جس کے عوض شامی نے نجدیوں کو دل کھول کر بدنام کیا ہے۔ شامی نے یہ سب کچھ محمد علی پاشا کے حکم سے اور اس کی دولت کے اثر سے لکھا ہے۔" (آئینہ صداقت ص ۵۴)

ان ظالم دیوبندیوں نے علامہ ابن عابدین پر دولت پرستی کا الزام لگا کر کس قدر اپنی گندی ذہنیت کا ثبوت دیا ہے۔ چونکہ خود فیروز الدین صاحب نجدی سکوں پر حقیقت فروخت کر چکے ہیں۔ اس لیے صاحب مذکور نے اپنی پیٹ پرستی بحال رکھنے کے لیے علامہ ابن عابدین مرحوم پر ایسا نازک اتہام باندھ کر اکابرین احناف کے متعلق بہت بڑی جرات کی ہے۔ خیر یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ ناتیرو شہر ہما فیہ مگر ہم اتنا ضرور عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر وہابیوں کو برا کہنا ہی پیٹ پرستی ہے اور دنیا پرستی کی دلیل ہے۔ تو پھر فیروز الدین صاحب کے سب اکابر دیوبندی مولوی بھی حرام خورد ثابت ہوں گے۔ چنانچہ تمام دیوبندی مولویوں کی مصدقہ اور آخری فیصلہ کن کتاب "المہند" جس پر محمود حسن دیوبندی، مولوی احمد حسن امروہی، مولوی عزیز الرحمن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی عبدالرحیم، اسے پوری، مولوی حبیب الرحمن دیوبندی، مولوی کفایت اللہ دہلوی، مولوی عاشق الہی وغیرہ سب دیوبندیوں کی مہر و تصدیق موجود ہے۔ مولوی خلیل احمد امام دیوبندی مذہب کی اس کتاب کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

سوال :- محمد عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا، مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا، شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ الخ

جواب :- ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام علی (علیہ السلام) کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے۔ اگرچہ باطل ہی سہی۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبد الوہاب نجدی کے تابعین سے سرزد ہوا۔ کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے۔ مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہلسنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ الخ

(المہند مطبوعہ دیوبند ص ۱۹)

اور پاکتانی دیوبندیوں کے تازہ رسالہ "چراغ سنت" میں لکھا ہے کہ:

"اس قسم کے دہائی لوگ ہمارے نزدیک خارجیوں کی قسم سے ہیں۔ شامی نے لکھا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب

نجدی کے پیرو نجد سے نکلے" الخ (چراغ سنت قصور ص ۱۳۳)

اس عبارت میں تمام دیوبندیوں نے علامہ شامی کی عبارت کو حجت مانا ہے اور دہائیوں کو خارجیوں میں لکھا ہے

اور مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے اشباب الثاقب کے ص ۶۷ پر دہائیوں کو طائفہ شنیہ اور ص ۶۸ پر غیر مقلدین فاسقین اور ص ۶۹ پر دہائیہ خبیثہ اور ص ۷۰ پر ابن عبد الوہاب کو فاسق العقیدہ لکھا، اور صدر دیوبند مولوی انور شاہ کشمیری لکھتا ہے۔

اما محمد بن عبد الوہاب النجدی فانہ کان جلا بلیدا قلیل العلم فکان

یساراً الى الحكم بالکفر

(مقدمہ فیض الباری مصنفہ انور شاہ ج ۱ ص ۱۷۱)

کیا یہ دونوں صدر دیوبند اور دیوبند کا یہ سب آدے کا آدا ہی حرام خورد تھا۔ علامہ شامی کو پیٹ پرست

کہنا اور ابن عبد الوہاب کی حمایت دیوبندیوں کے لیے کس قدر وبال جان ثابت ہوئی۔

دیوبندیوں و غیر مقلدوں کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق مکہ معظمہ و مدینہ عالیہ کے علمائے کرام کی فیصلہ کن رائے

لا شك في بطلان المنقول من تقوية الايمان بكونه موافقا للتجديدية وماخوذا
من كتاب التوحيد لقرن الشيطان ومولف هذا الكتاب دجال
كذاب استحق اللعنة من الله تعالى وملئكته واولى العلم وسائر
العلمين. الخ

ترجمہ :- تقویۃ الایمان میں منقول عقاید بے شک باطل ہیں کیونکہ وہ شیطانی گمراہ نجدیوں کی کتاب التوحید
مصنفہ ابن عبد الوہاب کے بالکل موافق ہے اور اس کتاب کا مصنف (مولوی اسماعیل صاحب) دجال اور
جھوٹا ہے۔ (وہ اسماعیل) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور سب جہان والوں سے لعنت کا مستحق ہے۔

دستخط علمائے مکہ معظمہ

عبدہ شیخ عمر احمد و حلان مفتی مکہ معظمہ عبدہ عبد الرحمن محمد البکی مفتی مکہ

دستخط علمائے مدینہ طیبہ

الایم ابو سعود الحنفی المفتی مدینہ عالیہ محمد بانی سید یوسف العزنی سید ابو محمد طاہر الصدیقی
ابو السعادات محمد عبد القادر و تیاوی مولوی محمد اشرف خراسانی ولایتی شمس الدین بن عبد الرحمن

(بھونچال بر شکر و جال مطبوعہ لاہور ص ۶۸ از انوار آفتاب صداقت ص ۵۳)
نوٹ :- ہر ذی فہم پر دیوبندیوں کا وہابی ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو چکا کہ جس طرح مولوی اسماعیل صاحب
کو اہل سنت و جماعت کے اکابرین علمائے کرام کو دجال بتاتے ہیں، دیوبندی اس کو مجدد و پیشوا مانتے ہیں۔
اس کی کتاب "تقویۃ الایمان" کو علمائے اسلام باطل اور شیطانی سازش بتاتے ہیں۔ مگر دیوبندی تقویۃ الایمان
کو عین اسلام سمجھتے ہیں۔ تو کیا اب بھی دیوبندیوں کو اپنے اہل سنت و جماعت کہلاتے ہوئے اور عوام کو دھوکہ
دینے کے لیے اپنی وہابیت سے انکار کرتے ہوئے کوئی فریب کاری کام دے سکتی ہے ؟

غیر مقلد دہائیوں کی باہمی کفر بازی اور ان کی اندرونی پارٹیاں

یہ امر تو کسی سے بھی مخفی نہیں کہ دہائی اپنے سوا سب مسلمانوں کو کافر مشرک بدعتی کہنے میں ہر وقت مصروف کار ہیں۔ خیر یہ تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ کیونکہ خارجیوں کا طریقہ ہی یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہیں مگر لطف تو یہ ہے کہ دہائی ایک دوسرے کو بھی کفر بازی کی مشین میں پس دینے سے گریز نہیں کرتے مثال کے طور پر دیکھیے، ہندوستان کی غیر مقلد دہائیوں کی دو پارٹیاں شہور ہیں۔ ایک ثنائی جس کا سرگروہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری تھا۔ اور دوسری غزنوی جس کا سرپرست مولوی عبدالاحد خان پوری تھا۔ ان ہر دو دہائی پارٹیوں نے ایک دوسرے کو بڑے فخر سے کافر کہہ کر فتویٰ بازی کی ہے۔ نمونہ کے طور پر مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق مولوی عبدالاحد صاحب خان پوری کا یہ فتویٰ ملاحظہ ہو:

(۱) ثناء اللہ خارج ہے۔ بہتر فرقہ سے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں اور بدعت ہے روافض و خواجہ اور مرجیہ اور قدریہ سے۔ الخ

(۲) پس ثناء اللہ کی تو یہ بھی قبول نہ کی جاوے۔ اگر حکم شریعت کا جاری ہو۔ یا سلطنت اسلامیہ ہو۔ اور بجز قتل کے کوئی سزا نہ ہو۔ کیونکہ عقاید اس کے بھی زنادقہ کے ہیں۔ اور تو بہ بھی اس کی منافقانہ ہے۔

(القول الفاصل مصنفہ مولوی عبدالاحد امام غیر مقلدین مطبوعہ سادہ ص ۲۴۳ سطر ۱۶)

غیر مقلد اہلحدیث دہائیوں پر بدعتی ہونے کا فتویٰ خود اہلحدیثوں کی طرف سے

پنجاب کے اہلحدیث دہائیوں کا پیشوا مولوی عبدالاحد خان پوری اپنے علاوہ تمام اہلحدیث جماعت جن کا عمومی پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے کے متعلق لکھتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کے بدعات کا زہر کل جماعت میں اثر کر گیا ہے۔

(القول الفاصل الفارق بین الکاذب فی دعوائے اہل الحدیث والصادق حصہ ۲ ص ۲)

(مصنفہ مولوی عبدالاحد غیر مقلد دہائی)

پھر مولوی عبدالاحد غیر مقلد تمام پنجاب کے غیر مقلد دہائیوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

آپ جارے نزدیک بدعتی ہیں اور بدعتیوں کی جماعت کو متفرق کرنا نیک نیتی اور اطاعت اللہ اور

رسول کی ہے۔

(القول الفاصل حصہ ۲ ص ۳)

غیر مقلدوں کا دیوبندیوں پر مشرک ہونے کا فتویٰ

دیوبندی فرقہ کے لوگ حنفی مقلد کہلاتے ہیں۔ اب غیر مقلدوں کا فیصلہ دیکھیے۔ مولوی افتدار احمد غیر مقلد اپنے مولوی ثناء اللہ کی تحریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

شُرک کی اک شاخ ہے تقلید
تو نے یہی کہکشاں ثناء اللہ

(فتاویٰ ثنائیہ حصہ اول ص ۳۲)

مودودی دیوبندی وہابیوں کا برادران اعتقادی دیوبندیوں وہابیوں پر فتوے کفر

المحدث حنفی دیوبندی بریلوی شیعہ سنی

یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ (خطبات مودودی ص ۷۶)

مودودی صاحب نے لفظ جہالت استعمال کیا ہے۔ اب دیکھیے کہ ان کے نزدیک جہالت سے کیا مقصود ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: اسلام اور جاہلیت کی اصولی و تاریخی کش مکش کو اچھی طرح سمجھ لیا جاوے۔ (تجدید و ایجاد ص ۶) دیکھیے یہاں جاہلیت اسلام کے مقابلہ میں مذکور ہے جو کہ مودودی اصطلاح میں معنی کفر استعمال ہوتی ہے۔

دوسرے دیوبندیوں کا فتویٰ کہ مودودی دیوبندی بدعتی ہیں !

مارچ ۱۹۶۳ء میں مودودی صاحب نے نجدی سعودی حکومت کے کمرایہ پر پاکستان میں اپنی جماعت کا دفتر بنانے اور سعودی حکومت کی شہرت کے لیے پاکستان میں تیار شدہ غلاف کعبہ معظمہ کو شہر بشہر ریل کے ڈبہ میں رکھ کر پھر اکہ زیارت کمرانے کی سکیم چلائی تو غیر مودودی دیوبندیوں نے مودودی دیوبندیوں پر بدعتی ہونے کا فتوے جڑ دیا عبارت ملاحظہ ہو:

غیر ملکی رہا گے سے بنے ہوئے کپڑے میں تقدیس کیسے؟ اسو گئی جس کی بنا پر عوام کو یوں صنعت الا و بنایا جا رہا ہے (الی قولہ) ایسی تعظیم و تکریم جس کی اسلام نے اجازت نہ دی ہو۔ اور وہ فطرت انسانی کے منافی ہو۔ ایک ایسی بدعت ہے جس سے مختلف راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

(مولوی احمد علی لاہوری کا رسالہ خدام الدین ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء)

دیوبندیوں کا اپنے اعتقادی مہمانی وہابیوں پر فتویٰ کہ یہ فرقہ پلید اور اسلام کا باغی ہے

صدر دیوبند مولوی حسین احمد دیوبندی اہلحدیث وہابیوں کے متعلق لکھتا ہے کہ:

”وہابیہ جیسے یہ صورت نہیں نکالتے۔“ (الشہاب الثاقب ص ۶۹)

فرقہ دیوبندیہ کی مایہ ناز کتاب المہند میں اہلحدیث وہابیوں کا یہ فتوے ملاحظہ ہو۔

”ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ (الی قولہ) ان کا باغیوں کا ہے۔“

(المہند ص ۱۸)

دوسرے دیوبندیوں کا فتویٰ کہ مودودی دیوبندی کا فرہیں

یہ جماعت (اسلامی مودودی) اپنے اسلاف (یعنی مرزائی) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ

ضرر رساں ہے (کشف حقیقت مصنف مولوی سعید احمد مفتی سہارن پور ص ۸۸)

فرقہ دیوبندیہ کے مایہ ناز امام مولوی احمد علی لاہوری کے مرتبہ فتاویٰ جات میں مودودی صاحب کے متعلق فیصلہ

کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔

(حق پرست علماء مصنف احمد علی لاہوری ص ۱۱۵)

وہابیوں دیوبندیوں کی باہمی بدعت بازی، کفر سازی کے بعد اب مزید فتوے جات ملاحظہ فرمائیے:

کفر کی مشین

دیوبندیوں کی باہمی کفر بازی اور ان کی اندرونی پارٹیاں

دیوبندی خوارج کی اپنی جماعتی پوزیشن غیر مقلدین سے بھی زیادہ قابل رحم ہے۔ عرس کرنے والے، بیار رسول اللہ

پڑھنے والے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر کہنے والے اور آپ کے خداداد علم غیب پر ایمان لانے والے

جمہور اہل اسلام کو کافر، مشرک بدعتی کہنے میں تو خیر دیوبندی سب سے پیش پیش تھے ہی مگر لطف یہ ہے کہ پاک و

ہند کے کفر ساز دیوبندی عالموں اور مفتیوں نے باہمی ایک دوسرے کو کافر بنانے میں بھی ایک مثال قائم کر دی ہے

مثلاً دیکھیے کہ اس وقت دیوبندیوں کی تین مشہور پارٹیاں بن چکی ہیں۔ ایک قاسمی جس کے سرگروہ ملاں منظور سنبھلی، حسین احمد دیوبندی، اعجاز علی دیوبندی، کفایت اللہ صاحبان وغیرہ ہیں۔ دوسری غلام خانی جس کا پیشوا حسین علی ساگر دان پھراں کا شاگرد غلام خان دیوبندی ہے۔ تیسری مودودی جس کا پیشوا مولوی مودودی ہے۔ یہ ہر پارٹیاں یقیناً دیوبندیوں و بابیوں کی ہیں۔ مگر دیکھیے کہ ان دیوبندیوں نے بھی باہمی کفر کی مشین کو کیسی سرگرمی سے چالو کر رکھا ہے۔ مثال کے طور پر مودودی دیوبندیوں پر قاسمی دیوبندیوں کا یہ فتوے ملاحظہ ہو:

مودودی دیوبندی پارٹی کے متعلق مفتی دیوبند کا قابل دید فتویٰ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع منہین اس بارے میں کہ جو جماعت علامہ مودودی کی جماعت اسلامی ہے۔ ان کی کتابیں پڑھنی چاہئیں یا نہیں؟ اور ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو بہت سے آدمی کہتے ہیں کہ یہ جماعت دیوبندیوں کے خلاف ہے تو وہ باتیں کون سی ہیں جو سمارے خلاف ہیں۔ وہ ہمیں بھی بتلا دیجیے۔ تاکہ ہم لوگ بھی اس سے بچیں۔ آمین و توحید و ۱۔

(حافظانہ پورہ، پیش، مہ سجدہ دار والی قصیدہ شاہ پور، ضلع مظفرنگر، پی ۱۳۱، مارچ ۱۹۵۱ء)

الجواب :- اس جماعت کی کتابیں عوام کو نہ پڑھنی چاہئیں اور نہ جماعت میں داخل ہونا چاہیے۔ مودودی صاحب کے مضامین اور کتابوں میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے طریقہ کے خلاف ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کے متعلق ان کا اچھا خیال نہیں ہے۔ احادیث کے سلسلہ میں بھی ان کے خیالات ٹھیک نہیں ہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ غرض بہت سی باتیں ہیں جو خلاف ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اس جماعت سے علیحدہ رہنا چاہیے۔

(کنز السید مہدی حسن غفرلہ ہم ای ۲۷ھ)

افسوس ہے کہ میں ضیق وقت سے مجبور ہوں۔ ورنہ اہل اسلام کے سامنے پیش کرتا۔ جو ہر کہ اس جماعت کی جانب سے شہد میں ملاکر مسلمانوں کے سامنے لایا گیا ہے۔ اس لیے بالاختصار اس قدر عرض کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلاف یعنی مرزاہوں سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے۔

(محمد اعجاز علی امروہی غفرلہ (مفتی دیوبند) ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۷۱ھ)

المؤید فخر الحسن غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند

(کشف حقیقت مطبوعہ دیوبند۔ ص ۸۸)

مودودی مسلمان نہیں زندگی ہے وصال ہے

(مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کا فتوہ ہے)

ایسے شخص کو مسلمانوں کی قبرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔

(حق پرست علماء کی مودودیت سے ناہاشگی۔ مصنفہ مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی ص ۱۱۵)

(مودودی) مبتدع اور ملحد زندگی ہے (کتاب مذکور ص ۱۳)

میری سمجھ میں ان تینوں دہالوں میں ایک مودودی ہے۔ (کتاب مذکور ص ۹۷)

مودودی کی ابن الوستی

دیوبندیوں اور وہابیوں کی ابن الوستی مشہور ہے۔ دیوبندیوں میں دیوبندی اور اپنے منہ کھے بدعتیوں میں بدعتی بن جانا یہ تو سب دیوبندیوں کا متفقہ کارنامہ ہے۔ ان کے بڑے بڑے امام بھی پیسہ کمانے کے لیے کیسی ابن الوستی سے سرفراز ہوتے ہیں۔ مولوی مودودی صاحب دیوبندی وہابی کے متعلق خود ان کے گھر کے ایک دیوبندی عقیدہ کے آدمی کے خیالات ملاحظہ ہوں۔

مولانا مودودی کے خیالات بدلتے کچھ وقت نہیں لگتا۔ اگر آج کسی کی تعریف کر رہے ہیں تو کل اسی چیز کی اقدارانی بیان کریں گے کہ گویا وہ دنیا کی سب سے بری چیز ہے۔ ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا موصوف چند برس پہلے شاہ سعود آف سعودی عرب کے بارے میں فرماتے ہیں "نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے گرانے کی پیہم کوشش کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اہل عرب کو علم اخلاق، تمدن، عریضہ، مراعات سے لپٹی کی انتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا۔ آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں "سلام سے پہلے مبتلا تھی اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے اور نہ اسلامی اخلاق ہے۔ نہ اسلامی زندگی ہے۔ بہت سے لوگ اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے الٹا کھواتے ہیں۔ وہی پرانی مہنت گری جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے بعد جاہلیت کے زمانہ میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر ختم کیا تھا۔ پھر تازہ ہو گئی ہے۔ حرم کعبہ کے منظم اب پھر اسی طرح مہنت گری بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ نہ ان کا گھر اسباب ان کے لیے باندہ ادب بن گیا ہے۔ اور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو آسانی سمجھیں۔ مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہ پانے والے بڑے ایجنٹ مقرر ہیں تاکہ آسامیوں کو گھیر گھیر کر بھیجیں۔ یہ ہمارے اور ہر دوار کے پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گزاروں

اور مرکزی عبادت گاہ کے مجاوروں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے مہنت گری کے کاروبار کی جڑ کاٹ دی تھی۔ جہاں عبادت کرانے کا کام مزدوری اور تجارت بن گیا ہو۔ جہاں عبادت گاہوں کو ذریعہ آمدن بنایا گیا ہو۔ ایسی جگہ عبادت کی روح کہاں رہ سکتی ہے۔ (خطبات مولانا مودودی طبع ہفتم ۱۹۵-۱۹۶) پہلے تو مودودی صاحب کے یہ خیالات تھے۔ لیکن جب اس حاکم نے آپ کو زرخیز دوست خاص بنایا تو اپنے خیالات کو یکسر بدل دیا۔ مولانا سعودی عرب گئے، تو شاہ سعود کے دربار میں یوں گویا ہوئے، ”ہم جلالتہ الملک کو ان کے پاکستانی بھائیوں کا سلام پہنچاتے ہیں۔ جو جلالتہ الملک کو کتاب و سنت کا حامی سمجھتے ہیں۔ اور انہیں پوری توقع ہے کہ جلالتہ الملک کے ہاتھوں اسلام از سر نو تازہ ہوگا۔“

(ایشیاء فروری ۱۹۶۲ء) اسماعیل لائل پور (ماخذ نوائے وقت ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء)

مودودیوں کا اقرار کہ دیوبندی اور ہم انبیاء و اولیاء و سلف کی توہین کرنے میں برابر کے حصہ دار ہیں

دیوبندیوں نے جب مودودیوں پر الزام لگایا کہ یقیناً صحابہ کی توہین کی ہے تو اس کا جواب مودودی ان الفاظ میں دیتے ہیں:

”اگر حالات کا جائزہ لینے اور تاریخی واقعات بیان کرنے سے کسی دور کی توہین ہو جاتی ہے۔ تو اس از تکاب توہین سے کون بچا ہے۔“

ایں گناہیست کہ در شہر شما (دیوبند) نیز کنند (جائزہ ص ۴۰)

قاسمی و تھانوی دیوبندیوں پر مودودی کا ایک اور پراسرار فتویٰ

جن دیوبندیوں کے کفریات پر ہندوستان کے علمائے اہل سنت نے گرفت کی تھی۔ مودودی صاحب اُس کی تائید کرتے ہوئے اور قاسمی و تھانوی دیوبندیوں کی غیر اسلامی عبادات کو کفریات ماننے کی تائید کر کے مودودی دیوبندیوں کا مابین اہل اسلام اصلاتی پراسرار الفاظ میں قاسمی و تھانوی دیوبندیوں پر کفر کا فتوے صادر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”مولانا اسماعیل شہید کی تفریقہ الایمان وغیرہ پر کیوں نہ نظر ثانی کمرائی اور جب دیوبندیوں کے خلاف امکان کذب باری وغیرہ پر کفر کے فتوے نکلے تھے۔ تو کیوں نہ اکابر دیوبند کی گناہیں ایک کمیٹی کے حوالہ کی گئیں۔ جس میں بریلی کو پچاس فیصدی نمائندگی ہوتی۔ (ترجمان القرآن صفر ۱۳۴۱ھ ص ۳۰)

پھر جن علمائے اسلام عرب و عجم نے اکابرین دیوبندیہ پر ان کے کفریات کے سبب کفر کا فتوے لگایا تھا، ان علمائے اسلام کی تائید کرتے ہوئے امین احسن صاحب لکھتے ہیں۔

ان کو مطمئن کرنے کی صورت تو صرف یہ تھی کہ تزییح الرائج کی تیاری میں مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم ابریلوی (کو بھی برابر کا حصہ ملتا (ترجمان القرآن بحوالہ مذکورہ)

نیز دیوبندی کفریات سے ہزاروں ظاہر کرتے ہوئے اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

الغرض انہوں نے محمدی صاحب نے جب سے قرطاس و قلم کا مشغلہ اختیار کیا ہے۔ ان کو اپنے گرد و پیش سے ایک چومکھیا لڑائی لڑنی پڑی ہے۔ حنفی اور اہلحدیث، دیوبندی اور ابریلوی، صوفی اولیاء، مقلد اور غیر مقلد، شیعہ و قادیانی، منکر حدیث اور منکر شریعت، کانگریسی اور مسلم لیگی، غرض کوئی ایسا نہیں جن پر ان کو تنقید نہ کرنی پڑی ہو اور وہ ان کے لڑیچکر کے کسی نہ کسی حصہ سے بیزار نہ ہوں۔

(ترجمان القرآن صفحہ ۳۷)

قاسمی و مٹھانویوں کی عبارت کفریہ کے متعلق ہرودی دیوبندیوں کا ایک اور فتویٰ

دیوبندیوں کی کفریہ عبارات غلط اور قابل رجوع ہیں !

مولوی عامر دیوبندی لکھتا ہے

” میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ان علمائے دیوبند کی بظاہر قابل اعتراض غلو آمیز اور وحشت آفرین تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق حذف کہا جاسکتا ہے۔

بلکہ معنوی اعتبار سے بھی کتنے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں۔ (تجلی دیوبند اگست دوسمبر ۱۹۵۶ء ص ۴۲)

نیز مولوی عامر صاحب لکھتے ہیں:

حضرت مولانا مدنی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے علمائے حق کی پیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اور اکابر دیوبند کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص ملہیت سے کام لیا ہے۔ (تجلی دیوبند، فروری، مارچ ۱۹۵۶ء ص ۷۵)

مولوی احمد علی لاہوری پر ہرودی دیوبندیوں کی طرف سے دعویٰ کا فتویٰ

مولوی عامر عثمانی صاحب دیوبندی احمد علی لاہوری کے متعلق لکھتا ہے۔

بقول شخصے گو برکھائے تو ہاتھی کا کھائے جو پیٹ بھر کے پنج بھی رہے۔ اسی مقولہ پر ان صاحب (مولوی احمد علی) نے عمل کیا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپنے لیے تو بتکلم خود حضرت مولانا صاحب رقم فرمایا گیا ہے مگر مولانا مودودی کے لیے کوئی انقلاب آداب نہیں گویا حضور تو پیران پیر ہیں اور مولانا مودودی طفل مکتب یہی خود پسندی ہے "جسے مفدس فرعونیت" کا نام دیا جاسکتا ہے۔
(تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء ص ۲۷)

نیز مولوی احمد علی صاحب لاہوری کے متعلق یہی مولوی عامر غفانی صاحب دیوبندی رقمطراز ہیں: لاہور کے ایک مولوی (احمد علی) کا خیال ہے کہ شیطان کو حضرت آدم کے لیے حکم سجدہ دینے میں اللہ سے بھول ہوئی اور دوسری بھول یہ ہوئی کہ شیطان نے جب لمبی عمر مانگی تو عطا فرمادی اس کے علاوہ ان مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قرآن و حدیث کو جتنا صحیح میں نے سمجھا گذشتہ بارہ سو سال میں کسی نے نہیں سمجھا اور یہ (احمد علی) اپنے مریدوں کو چپکے سے تعلیم دیتے ہیں کہ میری پیروی کرتے رہو تو جنت میں سب سے اچھی بلڈ ٹیگیں دلاؤں گا۔ میرا مقام جنت نعیم میں سب سے اوپر انبیاء کی صف میں ہے۔ ان مولوی صاحب نے مجھے (یعنی میرے پیرو کو)

ایک خط میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالمی امور کے انتظام و انصرام میں مجھ سے مشورہ لیتے ہیں اور فجر و عشاء کی نماز میں اکثر بیت اللہ یا مسجد نبوی میں پڑھتا ہوں۔ ایک اور خط میں انہوں نے مجھے لکھا کہ تو بھی میرا مرید ہو جا۔ پھر دیکھ عرش و کرسی سب دکھاتا ہوں۔ قطبیت مجھ پر ختم ہے۔ میرے مرتے ہی قیامت آجائے گی۔ ان مولوی احمد علی صاحب کی ایک کتاب ہے "سلسلۃ السلوک" اس میں ص ۹۸ پر انہوں نے لکھا ہے کہ سن پچاس ہجری کے بعد قرآن و سنت کو صرف میں نے سمجھا ہے اور سارے مفسرین و محدثین جھاک مارتے رہے ہیں، ص ۲۰۴ پر ہے۔ میں اللہ ہوں اور اللہ میں ہیں۔ مجھ میں منصور ہے۔ اور میں منصور میں بیٹج مجھ سے ہے اور میں بیٹج سے۔ اپنی ایک اور کتاب "وحی والہام" میں ص ۹۲۹ پر لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے۔ لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے۔
(ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء ص ۲۱)

مودودی دیوبندیوں کا مزید فتویٰ کہ دیوبندیوں کی متنازعہ عبارت کفریہ ہیں

مولوی غلام نبی فاضل دیوبند ساکن فورٹ عباس لکھتا ہے:

کیا آپ (دیوبندی مولوی) حضرات کی نظر کبھی اپنی کتابوں پر نہیں پڑی؟ اگر آپ کو یہ مسائل معلوم

ہیں تو آپ نے کبھی ان کے خلاف آواز اٹھائی؟ آپ کو تو پہلی فرصت میں یہ مسائل (کفریہ) ان کتابوں سے کھنڈہ دینے تھے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں۔ لیکن آپ نے کبھی ادھر اتھات ہی نہیں کیا۔ محترم حضرات ذرا غور و فکر فرمائیے۔ آپ کس شغل میں منہمک ہیں۔ مسلمانوں کو کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ اور پھر اپنے انجام پر بھی نگاہ رکھیے۔ آخر سب کچھ یہ دنیا کی چار دیواری ہی تو نہیں ایک ایک لفظ کا جواب دینے کا وقت آرہا ہے۔ اس وقت کیا کر گلو خلاصی کرانے کو سوچ رکھا ہے۔ دنیا والوں کو تاویلوں اور تحریفوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا جبر و دانا کو بھی فربہ دیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ تسنیم لاہور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء)

مولوی احمد علی لاہوری پر مودودی دیوبندیوں کا ایک اور فتوے

بیل اور جسم کے اعتبار سے بیشک مولوی احمد علی صاحب مولوی ہیں۔ لیکن روح ان کی مولوی نہیں ہے۔ ثبوت متعدد ہیں۔ یہ دیکھیے کہ کیا یہ انداز تحقیر مہیٹا خانوں اور زنان خانوں کے علاوہ بھی کسی سنجیدہ اور نقد اور میں مل سکتا ہے۔ کہ کیا کوئی سچ مچ کا مولوی ایسی گھٹی بات کر سکتا ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء، ص ۳۰)

مودودی دیوبندیوں پر دوسرے دیوبندیوں کا فتوے بدعت

غلاف کعبہ کی نمائش کرنے والے سب مودودی اور دیوبندی بدعتی | سوچنا پڑتا ہے کہ اس (غلاف کعبہ) کی نمائش سے آخر کون سے فرائض و سنن کی تعمیل ہوتی ہے۔ غیر ملکی اچانک سے بنے ہوئے پیرے میں تقدیس کیسے پیدا ہو گئی۔ جس کی بنا پر عوام کو یوں ضعیف الاعتقاد بنایا جا رہا ہے۔ اگر یہ غلاف خانہ کعبہ سے مس ہو کر آتا تو بھی ایک بات تھی کہ یہ اللہ کے گھر سے ہو کر آیا ہے۔

ہماری حالت پر تو حضرت غالب کا یہ شعر چپاں ہوتا ہے کہ

رات کو پی ملی، صبح کو تو بہ کمر لی

زندہ کے زند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

(القولہ)

احترام و تعظیم یقیناً قابل تعریف فعل ہے۔ لیکن اس تعظیم و تکریم جس کی اسلام نے اجازت نہ دی ہو۔ اور وہ فطرت انسانی کے منافی ہو، ایک ایسی بدعت ہے جس سے مختلف راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے جس

کی اسلام سرگز اجازت نہیں دیتا۔ (رسالہ خدام الدین مولوی احمد علی دیوبندی لاہوری ۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۱۴)
نوٹ:- مودودی دیوبندی پارٹی کے اس واضح بیان سے ثابت ہو گیا کہ جہاں مودودی صاحب نے اپنے احساس بڑائی میں تمام دنیا کے مسلمانوں پر کافر، مشرک و بدعتی ہونے کی مشین چلائی وہاں مودودی صاحب نے اس فتویٰ بازی سے اپنے ہم پیشہ دیوبندیوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اب ہندوستانی قاسمی دیوبندیوں کا پنجابی غلام خانی دیوبندیوں پر ایک عجیب و غریب فتوے ملاحظہ کیجئے!

قاسمی دیوبندیوں کا غلام خانی دیوبندیوں پر عجیب و غریب فتویٰ

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین (مولوی غلام خاں وغیرہ پنجابی دیوبندیوں کی مایہ ناز کتاب "تفسیر بلغۃ الحرام" کے مندرجہ ذیل مقامات میں آیا۔ یہ جو کچھ اس تفسیر میں لکھا گیا ہے۔ یہ سلف الصالحین اور اہلسنت و جماعت علمائے دین کے نظریات کے موافق ہے یا مخالف؟ الخ۔

الجواب:- یہ تفسیر مسلمانوں کے لیے مضر ہے۔ ایسے عقاید رکھنے والے (سب پنجابی دیوبندی) حضرات اہلسنت میں داخل نہیں ان (غلام خانی دیوبندیوں) کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ان کو امام مسجد نہ بنایا جائے۔ ایسے عقاید والوں سے۔۔۔ سلام کلام بند کر دینا چاہیے۔

دارالافتاء الجامعہ
الاسلامیہ فی
دیوبند - ہند

کتاب السید مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند ۵/۶۶ھ

مندرجہ سوال نمبرات کا مفہوم بلاشبہ عقاید اہلسنت و الجماعت سے متصادم ہے، الخ۔
 (مولوی محمد شفیع سابق مفتی مدرسہ دیوبند حال کراچی)

مصنف کا کوئی مذہب نہیں، نہ عقاید اہلسنت و جماعت کے موافق ہیں (یعنی اس کا مصنف مولوی حسین علی صاحب وان پھراں والہ فرقہ دیوبندیہ لا مذہب ہے)

(مفتی کفایت اللہ دہلوی)

ایسا طائفہ (دیوبندیہ) ملت اسلام سے خارج ہے۔ فقط،

(عبد الجبار بگڑہ عفی عنہ)

نوٹ:- دیوبندیوں کی فتوے بازی کا خلاصہ یہ کہ مودودیوں کے نزدیک سب دیوبندی کفریات کا شکار ہیں اور باقی دیوبندی ان کو مرزائیوں سے بھی زیادہ۔۔۔۔۔ سمجھتے ہیں اور مولوی غلام خان صاحب وغیرہ کو خارج از اسلام کہتے ہیں۔ تو بتائیے کہ خود دیوبندیوں کی فتوے بازی سے کس دیوبندی کو مسلمان کہا جاسکتا ہے اور جب دیوبندیوں نے اپنے کو بھی نہیں چھوڑا تو وہ اگر اولیاء اللہ کو مشرک بدعتی کہیں تو کیا تعجب؟

پاکستانی دیوبندیوں کے پیشوا مولوی شبیر احمد عثمانی پر ابو جہل ہونے کا فتویٰ

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی اپنے ہم مشربوں مولوی حسین احمد دکنایت اللہ صاحب وغیرہ دیوبندیوں کے سامنے روناروتا ہوا کتا ہے۔

۱۔ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے ہیں۔ جن میں ہمیں ابو جہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ (دیوبندی مولوی صاحبان) حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت باستان، ایک دو کے بلا واسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے۔

(مکالمۃ الصدیرین تقریر شبیر احمد صاحب عثمانی، مطبوعہ دیوبند، ص ۲۱، سطر ۱)

نوٹ:- معلوم ہوا کہ دیوبند کے سب مدرسین و مولوی صاحبان مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی وغیرہ شبیر احمد عثمانی صاحب کو ابو جہل کہنے پر راضی تھے۔ اسی لیے تو بقول شبیر احمد صاحب ان ذمہ دار دیوبندیوں نے اس کا کوئی تدارک نہ کیا۔ بلکہ راضی ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شبیر احمد صاحب عثمانی کو ابو جہل کہنے اور کہلانے والے اکثر مفتی صاحبان شبیر احمد صاحب کے شاگرد بھی تھے اور وہ اپنے استاذ کو ابو جہل کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ یہ ہیں دیوبندیوں کی اپنی تہذیب و سنتی فتویٰ بازی کے کرشمے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی کی طرف سے حسین احمد صدیق دیوبند پر احمق اور شیخی ہونے کا فتویٰ

مولوی حسین احمد نے جب اپنے پیشوا گاندھی کی نمک حلائی میں قائد اعظم کو کافر اعظم کہہ ڈالا۔ عبارت ملاحظہ ہو:

مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا۔ اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔

(خطبہ صدارت شبیر احمد عثمانی ص ۲۸)

تو مولوی شبیر احمد عثمانی نے حسین احمد کے متعلق کہا:

یہ پرے درجے کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے۔

(مکالمۃ الصدیرین ص ۳۲)

دیوبندیوں کے مذہبی سیاسی اہم ابوالکلام آزاد، سرسید و شبلی نعمانی پر دیوبندیوں کا فتویٰ

ابوالکلام | فاصبح بحیث تری فیہ۔ ترجمہ: وہ ابوالکلام آزاد اپنی نفسانی خواہشات

شحامطاحا وھوی متبعاً واعجباً
برایہ وخروجاً عن المسلك القویہ
فکان ہذا یسئ الاحدب مع
اکابر الامۃ

کاتبین ہے۔ اور اسلام کے سیدھے سادھے راستے
سے جھکا ہوا ہے۔ اور اکابرین ملت کا سخت
بے ادب ہے۔

(یتیمۃ البیان مشکلات القرآن، مصنف امام دیوبند محمد انور شاہ کشمیری ص ۳۳، سطر ۱۱)
سر سید ہوسر جل زندقہ ملحد
وجاہل ضال۔۔۔ فہکذا ضل
واضل ویالیت لو کان کفرہ و
الحادہ غیر متعدد وقت حاول
ھوان یدین الناس کلہ بذینہ
ویومنوابہ۔۔۔ فانظرالی این
بلغت سفاہۃ ہذا السفیہ

وہ سر سید بے دین لمحہ با جاہل گمراہ ہے۔ وہ خود
گمراہ ہوا اور اس نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ اور
اگر اس کا کفر و الحاد زیادہ نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ
اس پر مکمل ایمان لے آتے، پس دیکھ کہ اس
لمحہ بے وقوف کی بیوقوفی کہاں تک پہنچ گئی ہے۔

الملحد۔ الخ (یتیمۃ البیان مشکلات القرآن ص ۳۳ سطر ۵ و غیرہ)

شبل نعمانی انہ کیف یعتقد فی
ذالک الرجل۔۔۔ ہل ہی مداہنتہ
دینیۃ لمصالح مشترکۃ او ذالک
من ائتلاف امر واحمہا واشتراك
مقاصد ھما فی السلم والفہم۔۔۔
وانما الوح علی عین الناس
اذ لیس من الدین ان یغمض عن

بے شک وہ شبلی سر سید کے بارے میں از حد
خوش اعتقاد ہی رکھتا ہے۔ پس یا تو یہ مداہنتہ
فی الدین ہے۔ اور ان دونوں سر سید و شبلی کی
روحیں علم و مقاصد میں یک جا ہیں۔ اور ہم نے
لوگوں کے سامنے شبلی کا یہ پول اس لیے ظاہر
کیا ہے کہ دین اسلام میں کسی کافر کے کفر سے چشم پوشی
کرنا ہرگز جائز نہیں۔

کافر۔ الخ (یتیمۃ البیان مشکلات القرآن، محمد انور شاہ کشمیری ص ۳۳، سطر ۱۶، و غیرہ)

سر سید پر مزید فتوے کفر

جب مولوی شبیر احمد عثمانی مسلم لیگ میں شامل ہوا تو مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی احراری دیوبندی
مولوی شبیر احمد عثمانی کو ایک خط میں لکھتا ہے کہ آپ کے بزرگواروں کا فتوے تو یہ تھا کہ سر سید احمد کے

ساتھ اشتراک عمل بھی جائز نہیں۔ اور ہندوؤں سے مل کر دنیاوی کام چلانے میں کوئی حرج نہیں۔ تقریباً تیس برس کا عرصہ ہوا آپ نے دیوبند میں مجھ سے نصرت الابرار کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ تمہارے بزرگوں نے سرسید احمد اوز قادیانیوں کے بارے میں جس رائے کا اظہار فرمایا۔ وہ ان کا کشف صریح تھا اور انہوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچا لیا۔ رسالہ نصرت الابرار بھیج رہا ہوں۔ اس پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط بھی ہیں۔ اللہ کی شان ہے سرسید احمد کو کافر کہنے والوں کی روحانی اولاد اسی سرسید احمد کی روحانی اولاد کے سلسلے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے اور اسی کو اسلام اور مسلمانوں کا نجات دہندہ سمجھتی ہے میں اور مولانا حفظ الرحمن صاحب سہارنپور میں آپ کے اس بیان کا ذکر کر رہے تھے کہ مولانا حفظ الرحمن کے آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے جہاد اور اسلام کے دشمن ہم کو ذبح کرتے تھے۔ اب آپ نے ان کی جگہ لے لی ہے۔

{ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء
چوہدری حبیب احمد ص ۱۰۲ }

نوٹ:- اس حوالہ سے واضح ہے کہ رسالہ نصرت الابرار میں سب دیوبندیوں نے مع رشید احمد گنگوہی و شبیر احمد عثمانی سرسید کو کافر کہا اور یہ بھی روشن ہے کہ خود ان کے اقراء سے مولوی اشرف علی تھانوی ان کو اسلام کے دشمنوں سے ذبح کرتا تھا۔ اب سنی بریلوی علما نے اگر کسی ملحد و بے دین دشمن اسلام کی شرعاً تکفیر یا تفسیق کی ہے تو دیوبندی کیوں چراغ پا ہیں۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی
و مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پر
دیوبندیوں کا فتوائے کفر

(جو مولوی اشرف علی وغیرہ کو کافر بن گئے وہ خود کافر تھے)
ناظم تعلیمات دیوبند و مناظر فرقہ دیوبندیہ و مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی

کا

واضح فتوے اور فیصلہ کن بیانات

اگر خان صاحب (مولا احمد رضا خان صاحب مرحوم) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند۔۔۔۔۔
 (اشرف علی تھانوی و رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھوی، محمد قاسم نانوتوی)۔۔۔۔۔ واقعی
 ایسے تھے، جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا، تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی
 اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے، جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے
 عقاید کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور
 مرزائیوں کو کافر اور مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزا کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ
 لاہوری ہوں یا قباہی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب مصنف مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات و تبلیغ دیوبند)

(مطبوعہ مجتہائی دہلی ص ۱۹ سطر آخر)

نوٹ:

دیوبندی صاحبان اس کو جھوم جھوم کر پڑھیں اگر کوئی سنی عالم دیوبندیوں کے ان مولویوں کو کافر کہے جنہوں
 نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ تو ان کے معتقدین دیوبندی سخت گھبر
 جاتے ہیں۔ مگر اب وہ کیا کریں گے۔ اب تو مرکز دیوبند سے ہی دیوبندیوں پر کفر کا فتوے صادر ہو گیا۔
 اور پھر تاکید ہو گئی کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اسی ڈر سے علمائے اہل سنت بھی ان کو
 کافر کہتے ہیں کہ کہیں بقول مولوی مرتضیٰ حسن صاحب وہ خود بھی کافر نہ ہو جائیں۔

آپ مولوی مرتضیٰ حسن کے خط دادہ الفاظ پر غور کریں۔ اور خود ہی فیصلہ فرمائیں۔ کہ ان کے
 ایسے فیصلے کے بعد علمائے اہل سنت کا قصور ہی کیا ہے۔ بلکہ یہ
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چرائے سے

عنایت اللہ مشرقی بانی جماعت خاکساراں

وجوہ کفر الرجل اکثر من
 ان تستقصی
 عنایت اللہ مشرقی کے کفر کے وجوہ
 بے شمار ہیں

(تیسرے بیان مقدمہ مشکلات القرآن)

(مولوی الزور شاہ کشمیری)

عنایت اللہ کو عقیدت مندانہ سلامی

عنایت اللہ مشرقی ۲۹ اگست ۱۹۶۳ء میں مرا تو سب سے پہلے اس کی میت کو احراری دیوبندیوں نے سلامی دی۔

(کوہستان ملتان ۳۰ اگست ۱۹۶۳ء)

مولوی طغرا احمد عثمانی بڈھا کاذب

مولانا غلام غوث ہزاروی نے مولانا احتشام الحق کو امریکی سامراج کا ایجنٹ قرار دیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا طغرا احمد عثمانی کو بڈھا کاذب قرار دیتے ہوئے لوگوں کو مشورہ دیا کہ اس کی گردن پکڑو الخ

(بیان دیوبندیہ مندرجہ روزنامہ ندائے ملت لاہور)

۱۹ اگست ۱۹۶۹ء

باب چہارم

(اعتقادات)

(توہین توحید)

خدا تعالیٰ جل شانہ کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ دیوبندی مکفرین بات بات پر مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی کہتے ہیں۔ اور اپنا کاروبار بحال رکھنے کے لیے صرف اپنے کو موحّد اور باقی تمام اولیائے کرام اور علمائے عظام و جمیع اہل اسلام کو مشرک کہہ کرتے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر آپ کو از حد تعجب ہو گا کہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق دیوبندیوں کے اس قدر غیر اسلامی عقاید ہیں کہ دنیا میں کسی کافر سے کافر جماعت کے بھی اپنے رب و مجبور کے بارے میں نہیں ہو سکتے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن ہے (اسماعیل دہلوی)

پس لائسم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد الی قولہ الا لازم آید کہ قدرت انسانی زاید از قدرت ربانی باشد

(بیکروزی مصنف اسماعیل امام اول دیوبندیہ مطبوعہ فاروقی ص ۱۴۵، سطر ۱)

ترجمہ :- پس ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ محال بالذات ہو۔ ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت خدا کی قدرت سے زاید ہو جائے گی۔

نوٹ :- اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے جیسے کھانا پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، ڈوبنا، مرنا خدا کے لیے بھی یہ سب کچھ ممکن ہے ورنہ دیوبندی قانون سے قدرت انسانی خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی (استغفر اللہ) مسلمان اندازہ کر لیں کہ اللہ جل شانہ کے مقدس صفات کو انسانوں پر قیاس کرنا یہ انہیں دیوبندی جہاں کا مذہب ہے۔

خدا جھوٹا کلام کر سکتا ہے | عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و اور اہل شانہ باں مدح می کنند

(اسماعیل دہلوی)

بر خلاف آخرس و جہاد و صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام

(بیکروزی ص ۱۴۵، سطر ۱)

کاذب وارور الخ

ترجمہ :- جھوٹ نہ بولنے کو اللہ تعالیٰ کے کمالات سے گنا جاتا ہے۔ بخلاف گونگے آدمی کے کہ اس کی کوئی مدح بھی نہیں کرتا اور صفت کمال کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنے پر قدرت ہو اور کسی مصلحت کی وجہ سے نہ بولے ۱۰۱۔

نوٹ :- اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کا جھوٹ نہ بولنا صرف گونگے کے نہ بولنے کی طرح ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ گونگے کا نہ بولنا تو محال بالذات ہے۔ اور نہ مختلج بالخیار نہ مختلج عقلی اور نہ ہی محال شرعی بلکہ صرف محال عادی ہے۔ اور پھر دیوبندیوں کا یہ اقرار کہ خدا کا جھوٹ نہ بولنا تو گونگے کے نہ بولنے سے بھی کم درجہ ہے کہ جھوٹ نہ بولنے پر خدا کی تو مدح کرتے ہیں اور گونگے کی کوئی مدح نہیں کرتا، اس سے اور بھی واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال عادی بھی نہیں ہے (استغفر اللہ)

امکان کذب (جھوٹ) باری معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس کے خلاف پروہ قادر ہے۔ مگر خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے

جھوٹ بولنے پر خدا قادر ہے
(رشید احمد گنگوہی)

(فتاویٰ رشیدیہ مصنف گنگوہی حصہ اول مطبوعہ رحیمیہ دہلی ص ۱۰۱ سطر ۹)

نوٹ :- افسوس صد افسوس! آج تقریباً عرصہ چودہ سو سال کا گزر چکا ہے، کیا کسی بھی مسلمان نے یہ کہا تھا کہ خدا جھوٹ بولتا تو نہیں، مگر بول سکتا ہے اور پھر گنگوہی صاحب کا یہ قول کہ باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ اس سے تو صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ کبھی بے اختیاری میں خدا جھوٹ بھی بول بھی سکتا ہے۔ اور پھر قدرت الہیہ کو کذب اور جھوٹ کے ناپاک الفاظ سے تعبیر کرنا دیوبندیوں کی ہی علمیت کا کرشمہ ہے۔

کلام لفظی افعال میں سے ہے اور صدق مرتبہ فعل میں مقدور ہے اور قدرت ضدین سے جھوٹ مقدور الہی متعلق ہوتی ہے تو بوجہ مقدوریت صدق اس کی ضد کذب بھی مقدور ہو گا ۱۰۲

(خلاصہ کلام تھانوی برادر النوا ور ۱۲ ص ۲۱۰)

نوٹ :- امکان کذب باری ثابت کرنے کے لیے دیوبندیہ نے کئی چکر چلائے ہیں کبھی جواز خلف وعید کا بہانہ بنایا جب اس میں مار کھائی تو قدرت انسانی قدرت الہیہ سے زائد ہو جانے کا خطرہ دکھایا۔ جب یہاں بھی پٹے تو اب تھانوی کا یہ تیسرا فریب ہے مگر اہل علم پر روشن ہے کہ یہ بھی تھانوی کا حکیمانہ کذب ہے۔ کیونکہ صدق کی نقیض ہے عدم الصدق اور یہ مطلقاً کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ عدم الصدق رفع مطابقت نسبت واقعہ کلام معہ الطلاء الکلام (کذب) اسے بھی ہو سکتا ہے۔ اور اعدام الکلام سے بھی ہو سکتا ہے۔ اعدام الکلام یعنی اعدام الصدق ہے۔ مگر کذب نہیں کیونکہ صدق و کذب تو بواسطہ کلام ہی متعلق ہوتے ہیں جب کلام ہی معدوم کر دی گئی تو کذب کس میں آئے گا تو مقدوریت صدق در مرتبہ فعل کا مطلب یہ ہے کہ انہ قادر علی ایجاد الکلام الصادق و اعدامہ تو ضدیت کذب صرف شق اول میں رہی نہ کثانی میں لہذا تھانوی کا تمام کلام باطل ہوا۔ اور یہ بھی علی سبیل التنزیل ورنہ غلیت

کلام لفظی عند المتقدمین مخدور و ضدیت کذب برفع النسبت مع البقاء الکلام بھی عند الجاحظ مخدوش و مع قطع النظر عند رأیت حال مہضواتہ ماد اُبیست۔

تھانوی کی جہالت یا دروغ گوئی

اشرف علی تھانوی نہایت ہوشیار اور مکار مولوی ہے۔ علمی رنگ کے جھوٹ اور فریب کاری میں بہت ماہر اور تجربہ کار ہے۔ دیکھو اس نے مسئلہ امکان کذب کی زمین پختہ کرنے کے لیے چند غلط مقدمات کو کس طرح مسلمہ مقدمات ظاہر کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

اول چند امور مقدمہ کے سمجھ لیے جاویں۔ اول صفات باری تعالیٰ غیر مقدور ہیں اور افعال مقدور۔ دوم کلام لفظی صفت ہے اور کلام لفظی فعل سوم قدرت دونوں ضدوں سے متعلق ہوتی ہے مثلاً عدم البصار پر اسی کو قادر کہیں گے جو ابصار پر بھی قادر ہو۔ چارم صدق و کذب میں تقابل تضاد ہے الخ (بوادر النواذر ص ۱۰۹)

نائبین غور فرمائیں کہ افعال مقدور کا لفظ کہہ کر کلام لفظی کو فعل اور مقدور قرار دے کر اس میں امکان کذب ثابت کرنا کس قدر جہالت ہے کیونکہ کذب قبیح ہے تو کلام لفظی کا ذب قبیح تو فعل خدا ہو ہی نہیں سکتی۔ تو مطلقاً افعال مقدور ہو کر کذب کو تحت فعل متصور کر لینا ہی کیا کم حماقت ہے۔ نیز یہ کہ صدق و کذب میں تقابل تضاد ہے کہ جملہ سے کلام الہی میں صدق و کذب کی تساوی بتانا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ کلام الہی صورت وجود میں یقیناً صادق ہو گا اور صورت عدم میں نہ صادق کہلائے گا نہ کاذب ہے انشائت اور الفاظ مفردہ تو کلام لفظی میں عدم مقدوریت کذب سے ارتفاع نفیضین قطعاً لازم نہیں آتا کیونکہ صدق کی نقیض عدم الصدق ہے اور کذب صدق سے انحصار ہونہ کہ مساوی تو تھانوی کا مقدمہ اولیٰ اور ثانیہ کس قدر واہی اور مجموعہ مکر و فریب ہوا۔ اسی طرح مقدمہ دوم میں یہ لفظ کہ کلام لفظی فعل ہے کہہ کر اپنی اندیشی ثابت کرنا بھی عجیب مکاری ہے۔ کیونکہ کلام لفظی کاذب خدا تعالیٰ کا فعل ہے ہی نہیں تو عام سے خاص پر حکم کس طرح لگایا جاسکتا ہے۔ فعل الہی کلام لفظی صادق ہے جو یقیناً مقدور ہے مگر کلام لفظی کاذب تو فعل الہی ہے ہی نہیں۔ اس سے قدرت کا کیا تعلق محالات تحت قدرت داخل نہیں ہیں فعل کلام لفظی کاذب خدا تعالیٰ سے محال ہے والمحال لا بدخل تحت القدرة (مسامرہ ص ۱۴۰)

الاحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ

جھوٹ قدرت الہی میں داخل ہے

(درشید احمد گنگوہی)

ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ اول، ص ۱۹، سطر ۱۰)

کذب متنازعہ فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفات فعلیہ

جھوٹ خدا کی صفات میں داخل ہے

(محمد الحسن دیوبندی)

میں داخل ہے۔ (الجمہد المقل مصنفہ محمود اسن دیوبندی ج ۲، ص ۳۰)

جملہ بات کہہ دینا خدا کیلئے ممکن ہے (محمود الحسن دیوبندی)

واقفہ غیر واقعی (جھوٹ) کا عقد و اصدار۔۔۔ قدرت باری جل سلطانہ میں داخل ہے۔

(الحمد المقل ج ۱، ص ۴۴)

بد فعل کرنا بھی خدا کیلئے ممکن ہے
(محمود الحسن دیوبندی)

اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کر سکتے ہیں۔

افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔

(الحمد المقل حصہ اول، ص ۸۳)

خدا تعالیٰ چوری و شراب خوری کر سکتا ہے

تمام بد کاریاں خدا کی ذات میں ممکن ہیں
(محمود الحسن دیوبندی)

افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق (دیوبندی) تسلیم کرتے ہیں۔

(الحمد المقل حصہ اول، سطر)

خدا سے چوری و شراب خوری بھی ہو سکتی ہیں
(محمود الحسن دیوبندی)

چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد

ہونا ضرور نہیں، حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے بمقدور اللہ ہے (تذکرۃ الخلیل مصنفہ عاشق الہی میرٹھی مطبوعہ مشن پریس میرٹھہ ص ۸۶، و مضمون محمود الحسن دیوبندی مندرجہ اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۹۸۹ء)

(وہابی عقاید نامہ)

نوٹ :- مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی یکروزہ پر معارضہ فرمایا تھا کہ اس کا یہ کلیہ غلط ہے کہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور الہی بھی ہو۔ ورنہ لازم آئے گا کہ چوری، شراب خوری، جہل، ظلم وغیرہ بھی مقدور الہی ہو جائیں۔ کیونکہ یہ چیزیں یقیناً مقدور عابد ہیں تو مولوی محمود الحسن صاحب نے صاف اقرار کر لیا کہ معاذ اللہ چوری، شراب خوری، جہل وغیرہ سب کچھ خدا تعالیٰ سے سرزد ہونا ممکن ہے۔

تو معلوم ہو گیا کہ جو چیزیں مقدور عابد ہیں مثلاً بیوی کرنا، بچے جنمنا وغیرہ دیوبندیوں کے نزدیک یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے لیے ممکن ہیں۔ (معاذ اللہ) حالانکہ ان نام نہادوں کا یہ کلیہ ہی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ایسی ناپاک چیزوں اور ذات الہی کے غیر مناسب امور سے قدرت الہی کو کوئی تعلق نہیں۔ اور ان چیزوں سے قدرت کے تعلق نہ رکھنے سے قدرت الہی قدرت عابد سے ہرگز کم نہ ہوگی۔ اور نہ ہی قدرت الہی میں کوئی نقص لازم آئے گا۔ کیونکہ قدرت الہی بے شک کامل ہے مگر ان چیزوں میں یہ لیاقت ہی نہیں ہے کہ قدرت الہیہ سے متعلق ہو سکیں۔

خدا کے جھوٹ کا مسئلہ کوئی نیا نہیں (خلیل احمد سہا پٹوہی) | امکان کذب کا مسئلہ تو اب کہ جدید کسی نے نہیں نکالا، بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے

یا نہیں۔ (براہین قاطعہ مصنف خلیل احمد سہا پٹوہی مطبوعہ دیوبند، ص ۲، سطر ۱۵)

نوٹ :- مولوی خلیل احمد صاحب نے خدا تعالیٰ کے لیے جھوٹ ثابت کرنے کے لئے ایک اور رنگ بدلا ہے کہ خلف و عید بھی نفوذ باہد جھوٹ ہی ہے حالانکہ جو لوگ بھی خلف و عید کے قائل بھی ہوں وہ خلف و عید کو ہرگز جھوٹ نہیں کہتے۔ بلکہ رحمت الہیہ اور جود و کرم بتاتے ہیں چنانچہ ان کی یہ تصریح موجود ہے لَا تَنْهَلُ لَآ يَتَدَنَّصًا بَلْ جُودًا وَ كَرَمًا یعنی خلف و عید نقص نہیں بلکہ جود و کرم الہی ہے تو دیوبندیوں کو یہ خیال نہ آیا کہ کیا کوئی خلف و عید کا بھی قائل ہوا ہے ہرگز نہیں تو پھر یہ قول خلف و عید بھی اس کی رحمت پر مبنی ہے۔ اس کو جھوٹ بتانا تو تمام کافروں کے کفر سے بھی گندہ کفر ہے کہ خدا تعالیٰ کے جود و کرم کو جھوٹ کہنے کی جرأت کی جاوے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیہ کے علاوہ تمام اہل اسلام علمائے سلف و خلف امکان کذب باری کی تردید فرماتے ہیں۔

تصریحات علمائے متقدمین اسلام بابت عقیدہ امکان کذب

تصریح نمبر ۱ | امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب يخرج بذلك عن الايمان (تفسیر کبیر ج ۵، ص ۲۵۶ سطر)

ترجمہ :- کسی مومن کو جائز نہیں کہ خدا تعالیٰ کے لیے کذب کا گمان کرے کیوں کہ اس سے وہ قائل جبے ایمان ہو جائے گا

تصریح نمبر ۲ | لا يوصف الله تعالى بالقدرة على الظلم والفساد والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة الخ (مسامرہ ص ۱۸۰، سطر ۳)

ترجمہ :- ظلم، فسق، کذب قدرت الہیہ کے تحت داخل نہیں ہیں یعنی خدا تعالیٰ کے لیے ہرگز امکان کذب نہیں ہے۔

تصریح نمبر ۳ | امام ابن ہمام فرماتے ہیں: وعند المعتزلة يقتدر تعالى ولا يفعل (مسامرہ ص ۱۴۰، سطر ۳)

ترجمہ :- یہ معتزلہ کا ہی عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو کذب و غیرہ پر قدرت ہے مگر کرتا نہیں معلوم ہوا کہ دیوبندی مذہب فرقہ معتزلہ کی شاخ ہے۔

تصریح نمبر ۴ | کتب عقاید کی مشہور کتاب عقاید مضدیہ میں ہے الکذب نقص والنقص عليه محال

فلا یكون من الممكنات ولا تشتمله القدرة

(عقائد مضد یہ ج ۲ ص ۲۲ نو لکھنوی)

ترجمہ :- کذب نقص ہے اور نقص خدا تعالیٰ کے لیے محال ہے پس خدا کے لیے امکان کذب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کذب پر خدا کی قدرت کو دخل ہے۔

تو دیوبندیوں کے امام مولوی اسماعیل صاحب کی یہ کس قدر نادانی ہے اور علوم اسلامیہ سے سراسر جہالت ہے کہ اس نے محض انبیائے کرام علیہم السلام کی عداوت کا ابال نکالنے کے لیے بندوں کی صفت کو خدا پر چسپاں کر کے اپنا اور اپنی امت کا ایمان برباد کر دیا۔ یہ تو ایسا ہے جیسا کہ کوئی بے دین کہہ دے کہ زندہ رہنا خدا کے اختیار میں ہے۔ جب چاہے زندہ کی اختیار کر لے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

لحلیفہ :- جب دیوبندی خدا کے ہی علم غیب کے منکر ہیں پھر وہ اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا انکار کریں تو کیا تعجب۔ ان الذین یفتنون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔

خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے کچھ خبر نہیں؟ اور انسان خود مختار ہے، اچھے کریں یا نہ کریں۔ اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے۔ بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا۔

(تفسیر بلغة الجہان مصنف حسین علی دیوبندی امام ششم دیوبندی مذہب، خلیفہ مجاز رشید احمد گنگوہی ص ۱۵۶، سطر ۲۵)

نوٹ :- جناب مولوی حسین علی صاحب نے معتزلہ کے اس قول کی تائید کر کے اس کو اپنا مذہب بتایا ہے تو معلوم ہوا کہ دیوبندی معتزلہ کی شاخ ہیں اور اہل سنت و جماعت کے دشمن ہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ مسلک یہ ہے کہ خدا کا علم قدیم ہے اور ازلی ابدی ہے۔ اور دیوبندیوں معتزلیوں نے یہ عقیدہ رد و افضل شیعہ کے عقیدہ بدائے حاصل کیا ہے۔ کیونکہ شیعہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ بعض علوم خدا پر بعد میں ظاہر ہوتے ہیں، جن کا خدا کو پہلے کوئی علم نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیعہ کی کتاب اصول کافی میں بدائے کا ایک مستقل باب باندھ کر اس کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

(دیکھو اصول کافی مع شرح صافی مطبوعہ نو لکھنوی ج ۲ ص ۲۲۹)

خدا بھی بندوں کی طرح زمان و مکان کا محتاج ہے

تمنیز یہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الی قولہ) ہمارا قبیل بدعت

حقیقہ است۔ الخ۔ (ایضاح الحق مصنف اسماعیل امام دیوبندی ص ۵۳ وغیرہ سطر ۱۲ وغیرہ)

ترجمہ :- خدا تعالیٰ کو زمان و مکان وغیرہ سے پاک ماننا حقیقی بدعت ہے۔

نوٹ :- معلوم ہوا کہ دیوبندی مذہب میں خدا کو زمان و مکان جہت سے ماننا سخت گمراہی ہے۔ تو دیوبندیوں

کے فتویٰ سے تمام ائمہ کرام و پیشوایان اسلام معاذ اللہ بدعتی و گمراہ ہوئے شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم فرماتے ہیں:

عقیدہ یسزدہم آنکہ حق تعالیٰ راکمان نیست و اور اجتنے از فوق و تحت متصور نیست و ہمین است مذہب

اہل سنت و جماعت (تحفہ اثنا عشریہ فارسی مطبوعہ کلکتہ ص ۲۵۵، سطر ۱۵)

اور کتب فقہ اسلام میں صاف فرمایا کہ یکفربا ثبات المکان للہ تعالیٰ یعنی جو خدا کے لیے مکان ثابت کرے

وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۵۹)

اب دیوبندی خود اپنے امام اور اپنے متعلق فیصلہ فرمالیں کہ وہ کون ہوئے؟

خدا ان کا مرنی وہ مرنی تھے خلافت کے

دیوبندیوں کا رب شید احمد گنگوہی

(مرثیہ مصنفہ محمود الحسن دیوبندی ص ۱۲، سطر ۱)

سوال :- دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ تیسرے

نے کہا، کہ میں وقوع کذب باری کا قائل ہوں۔ آیا یہ قائل مسلمان ہے

خدا تعالیٰ کا جھوٹ واقع ہو گیا گنگوہی کا فتوے

یا کافر بدعتی ہے یا اہل سنت، باوجود قبول کرنے کذب باری کو۔

الجواب :- اس کو کافر کہنا یا بدعتی خیال کرنا نہ چاہیے۔ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اس ثالث کو

کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ دیکھو حنفی شافعی پر طعن نہیں کرتا۔ لہذا ایسے ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم۔ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(خلاصہ فتویٰ گنگوہی جس کا فولڈ دار علوم حزب الاحفان لاہور میں موجود ہے۔ اور اس کا عکس اس کتاب میں بھی

پیش کیا جا رہا ہے)

نوٹ :- اس فتویٰ سے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ دیوبندیہ کے نزدیک معاذ اللہ خدا جھوٹا واقع ہو چکا۔ ان الذین

یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون جو لوگ خدا پر جھوٹ کا بہتان باندھتے ہیں، وہ کبھی جہنم سے چھٹکارا

نہ پائیں گے۔

اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ

اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔

خدا تعالیٰ کو ہمیشہ علم غیب نہیں

(نقویۃ الایمان مصنفہ اسماعیل امام دیوبندیہ مطبوعہ اہل حدیث کانپور دہلی ص ۲۳، سطر ۲۰)

نوٹ :- دیوبندیوں کا یہ نقویۃ الایمانی نظریہ واضح کر گیا کہ دیوبندیوں کے عقیدہ میں خدا تعالیٰ کا علم لازم و

ضروری نہیں اور معاذ اللہ اس کا جمل نکلن ہے کہ جب چاہے علم غیب دریافت کر سکتا ہے۔ اور اس کو غیب دریافت

کرنے کا اختیار ہے مگر بالفعل نہ اسے علم ہے اور نہ وہ کچھ جانتا ہے معلوم ہوا کہ دیوبندی ارشاد الہی لا یعزب عنہ

مختلف ذرات کے منکر میں اور لفظ اختیار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک خدا کی صفت اختیار ہی ہے واجبہ نہیں۔ اور اختیار مستلزم حدوث کو ہے۔ تو ان کے نزدیک علم الہی قدیم نہ ہوا۔ اور کتب فقہ اسلام میں صاف موجود ہے کہ لو قال خدائے قدیم نیست یکفر کذا فی التا قار خانیتہ۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۶۲)

اور اسی طرح دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے صاف بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ بھی تک تو جاہل ہے۔ ہاں اسے علم غیب حاصل کرنے کا اختیار ہے۔ یہ کہنا بھی صریح کفر ہے کتب فقہ میں تصریح ہے کہ یکفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او انسبه الى الجمل او العجرا والنقص (فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۵۸) حالانکہ غیب کے دریافت کرنے کا اختیار تو خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں بھی عطا فرمایا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مباحر مکی فرماتے ہیں:-

میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔

(زہد امدادیہ ص ۸۱۵ سطر ۸)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ دیوبندی بھی عیسائیوں کی طرح تثلیث کے قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ تو صرف رشید احمد کا رب ہے اور باقی سب دیوبندیوں کا رب رشید احمد ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الحمد لله رب العالمین یعنی عالمین کا رب خدا تعالیٰ ہے اور دیوبندی کہیں کہ رب العالمین تو رشید احمد گنگوہی ہے۔ کیونکہ مری و رب العالمین کا ایک ہی مفہوم ہے۔

خدا کی قبر | قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل چھلے، اس پر شامیانہ کھڑا کر کے چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھے۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کر اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان مصنف اسماعیل امام اول دیوبندی مذہب مطبوعہ دہلی ص ۱۲، سطر ۹)

نوٹ :- شرک اس فعل کو کہتے ہیں، جو خدا کے لیے خاص ہو۔ پھر دوسرے کے لیے کیا جاوے۔ قبر کو مورچھل جھلنا تب شرک ہو سکتا ہے جبکہ خدا کی قبر کے لیے مورچھل جھلا جاتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو جس طرح مرزا نیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا کشمیر میں جھوٹا قصہ تراش کر اپنا الویدھا کیا ہے۔ اسی طرح دیوبندیوں نے بھی خدا کو مراد ہوا مان کر کہیں اس کی قبر تجوین کی ہوئی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ دیوبندی رشید احمد گنگوہی کو اپنا رب جانتے ہیں شاید سب اس کی قبر کے لیے کیا جاتا ہو گا۔

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ادنیٰ مری دیکھی بھی نادانی

(مرثیہ محمود حسن، صدر دیوبند، ص ۱۷، سطر ۱۱)

گنگوہی کی قبر کو ہر طور ہے اور گنگوہی خدا ہے

نوٹ :- مولوی محمود حسن دیوبندی کہتا ہے کہ (اے میرے پیارے گنگوہی) تمہاری قبر میرے لیے طور
ہے اور تم خدا ہو اور جس طرح کلیم اللہ طور پر خدا کو اربنی اربنی عرض کرتے تھے میں بھی تمہیں خدا سمجھ کر تمہاری قبر پر
ارنی اربنی پکار رہا ہوں۔

یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال
خدا کو لوگوں سے خطرہ کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس کے آئین کی قدر
گھٹ نہ جائے۔ سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر واد کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے
کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ (الی قولہ) سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم
شفاعت ہو سکتی ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۷، سطر اوغیرہ)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ خدا تعالیٰ بھی ہمیشہ جیلہ سازی مکاری سے ہی کام لیتا
ہے کہ قیامت میں وہ کچھ لوگوں کو بخشا چاہے گا مگر اپنے آئین کی قدر کے گھٹ جانے کے لیے لوگوں سے ڈر جائے
گا۔ اور انبیا اس کی مرضی پا کر خدا تعالیٰ کو اس خطرہ سے نکالنے کے لیے محض برائے نام سفارش کر دیں گے۔ اور پھر خدا
بھی نعوذ باللہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ان نبیوں کی سفارش کا بہانہ بنا کر اس کو بخشے گا۔

ایک بار حضرت مولانا یعقوب صاحب نے ناز میں آکر اللہ تعالیٰ کی شان میں
خدا تعالیٰ کی خطرناک بے ادبی ایک خاص کلمہ فرمادیا۔ اور وہ مجھے معلوم ہے مگر میری زبان سے نہیں نکل
سکتا کسی نے وہ کلمہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے سامنے نقل کر دیا۔ سن کر بحیرت پوچھا کہ کیا یہ فرمایا۔ کہا جی ہاں۔
فرمایا۔ یہ انہیں کا درجہ ہے، جو سن لیا گیا۔ ہم ہوتے تو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیے جاتے۔

(افاضات الیومینہ ج ۷، ص ۱۵۵، سطر ۱۶)

نوٹ :- اس کلمہ کو تھانوی صاحب نے اپنے استاد کا ناز فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں بات یہ ہے
کہ بعضوں کا درجہ جلال اور ناز کا ہوتا ہے۔ (حوالہ مذکور) یعنی خدا تعالیٰ کی توہین دیوبندی مولویوں کا ناز ہے۔ اور اسی کا نام
سے دیوبندی توحید پرستی۔

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

خدا کو رشید احمد گنگوہی کے تابع رہنا پڑتا ہے

سراسر حق ہے لائق فی عجا ئیہ پر کیا کیجے
گیا زیر زمین وہ محرم اسرار ہستہ آنی

(مرثیہ محمود الحسن دیوبندی ص ۱۳، ۱۴، سطر ۱۰۳)

نوٹ :- یہاں دیوبندیوں نے اپنے رب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق اپنا عقیدہ صاف بیان کر دیا کہ جس طرح گنگوہی صاحب مائل ہو جاتے ہیں حق کو ادھر ہی دائر ہونا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ حق تو نہ ہوا۔ گنگوہی صاحب کا کھلونا ہوا اور پھر یہ معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب برحقانی سے بڑھ کر حقانی تھے تو نعوذ باللہ ان کے نزدیک مولوی گنگوہی صاحب تمام سحابہ کرام بلکہ تمام انبیائے کرام سے بھی بڑھ کر تھے۔ اور پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے قوله الحق یعنی خدا تعالیٰ کا قول حق ہے اور محمود حسن کہتا ہے کہ، گنگوہی صاحب ہی حق تھے تو دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی صاحب ہی قول خدا ہوئے اور لائق فی عجا ئیہ میں صاف اقرار کیا کہ اگر ساری دنیا مل کر بھی گنگوہی صاحب کا شان بیان کرنے لگے تو دنیا ختم ہو جائے مگر رشید احمد صاحب کا شان ختم نہ ہو گا (آخر ان کا رب جو ٹھہرا)

میں اللہ ہوں اور اللہ میں میں مجھ میں منصور ہے اور میں منصور میں۔

مولوی احمد علی لاہوری کا دعویٰ کہ میں خدا ہوں

(ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء ص ۲۱)

نعم لا ینام علیہم لعدم اشتغالہم بواجبات
العلمیۃ (سجدہ کرنے والے پر بھی بوجہ لغزش کے
بلامت نہ کریں گے اور مغفرت سمجھیں گے۔)

غیر اللہ کو سجدہ کرنا کوئی قابل طعن بات نہیں ہے
(مختصر لکھنؤی کا فیصلہ)

(ابو دار النوار مختصر لکھنؤی ص ۱۳۶، سطر ۱۲، ص ۱۳، سطر ۱۴)

نوٹ :- یہ ہے دیوبندیوں کی توحید پرستی کا نمونہ، کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے پر تو طعن ہی نہ کرو۔ مگر میلاد شریف کرنے والے لوگوں سے مقابلہ کرنا جہاد اکبر ہے۔

سوال :- محفل میلاد جائز ہے یا نہیں۔ الخ۔ (مختصر)

الجواب :- یہ مجلس بدعت ضلالت ہے (الخ) مختصر ابلغ ظہ فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۲۵ سطر ۴۰

(۲) بدعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے حکمت پیدا ہوتی ہے (افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۲۸۲ سطر ۱۲)

(۳) اب اجازت ہے اپنی قوت اور وسعت کے موافق مقابلہ کیجئے بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھیے۔۔۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہوگی۔ برکت ہوگی (افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۲۱۰، سطر ۱۳)

نوٹ :- دیکھیے جناب! غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے پر تو ملاحت تک نہیں مگر میلاد منانے والوں، گیارہویں دینے والوں سے مقابلہ جہاد ہے اور تھانوی کی دعا کہ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ میرے خیال میں تو یہ الٹی ہی پڑ گئی۔ کیونکہ جب سے دیوبندیت نے جنم لیا ہے علمائے حق کے مقابلہ میں دیوبندی ہر جگہ رسوائیاں برداشت کرتے پھر رہے ہیں۔

مسئلہ تقدیر سے مکمل انکار

ہر چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی نہیں | کُلُّ فِی کِتَابِ مَبِیْن۔ یہ علیحدہ جملہ ہے۔ ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تاکہ یہ لازم آئے کہ تمام باتیں اولاً کتاب میں لکھی ہوئی

ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے اعمال لکھے ہوئے ہیں فرشتے، حاصل مقام یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت قائل ہیں کہ سب کچھ پہلے لکھا ہوا ہے اور اسی کے مطابق دنیا میں امور ہو رہے ہیں لہذا اس مذہب پر اعتراضات قویہ معتزلہ کے آتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے واسطے بہت جیلے کئے ہیں۔ لیکن کوئی معتد بہ جواب نہ دیا۔ جس سے تسلی اور یقین آجائے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس تقدیر پر مختار نہ رہا، الی قولہ، اور معتزلہ کہتے ہیں کہ پہلے ذرہ بندہ لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ جو چاہا تھا لکھا تھا۔ سب چیز موجود کا عالم ہے، اور جس چیز کا ارادہ رکھتا ہے اس کا بھی عالم ہے اور جس چیز کا بھی ارادہ بھی نہیں کیا اس کا عالم نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور آیات قرآنیہ جیسا کہ ولعلہ الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔ (بلغۃ الحیران ص ۵۸، سطر ۱ تا ۲۱)

نوٹ :- یہ ہے دیوبندی علمیت کا کہ شمعہ کہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کو غیر تسلی بخش اور قابل اعتراض قرار دے کر اس سے دیوبندیوں کا امام صاحب اعتراض کر کے اور اس مسئلہ تقدیر کا مکمل منکر ہو کر معتزلہ کا مذہب اختیار کر چکا ہے۔ کیا دیوبندیوں اور معتزلیوں میں کوئی فرق ہے؟ امکان کذب کے مسئلہ میں بھی دیوبندیوں کا مذہب معتزلہ ہے اور تقدیر کے مسئلہ میں بھی یہ لوگ بکے معتزلی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی شکل | (۱) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو خاص شکل میں دیکھا ہے (القطائف تھانوی)

(۲) اللہ تعالیٰ کی رویت جس کو ہوئی انسان کی صورت میں ہوئی۔ (ربوادر ص ۷۹۴)

خلق عین حق ہے | یوں تو کہیں گے کہ خلق عین حق ہے۔ یوں نہ کہیں گے کہ حق عین خلق ہے۔ الا تجعزاً الخ، (افاضات ایوبیہ ج ۱، ص ۱۷۷)

نوٹ :- دیوبندی صاحبان فرماویں کہ مولوی محمد یار صاحب مرحوم کا شعر بھی کیا آپ کے تھانوی صاحب سے زیادہ خطرناک ہے؟ اب رسالت کے متعلق بھی ان دشمنانِ توحید کے چند عقاید ملاحظہ ہوں۔

توہین رسالت

بارگاہِ نبوت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق

دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

دیوبندی اپنے آپ کو اتباعِ شریعت کا ٹھیکیدار ظاہر کر کے راہبانہ شکلیں بنا کر صوفی نمائندگی کی طرح دنیا کو تھگتے پھرتے ہیں اور ترقیہ کر کے ہمارے بھولے بھالے سیدھے سادھے اہل سنت و جماعت مسلمانوں کو اپنے مذہب کا شکار کرنے کے لیے دیوبندی مذہب کی کتابوں سے ناواقف عوام و خواص کے سامنے دیوبندی دیوبندیوں کو عاشقِ رسول ظاہر کرتے ہیں مگر ان کی کتابیں دیکھ کر آپ کو ان کی اس دغا بازی پر از حد تعجب ہو گا کہ یہ لوگ کہتے کچھ ہیں اور کتابوں میں لکھتے کچھ ہیں اور اگر آپ تھوڑا سا بھی ان کی کتابوں کے قریب ہو جائیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ تمام دنیا سے دیوبندیوں سے بڑھ کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی دشمن و گناہ نہیں ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان، ملک الموت کا سال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کے خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔

نعوذ باللہ حضور علیہ السلام والصلوة
کا علم ابلیس سے بھی کم ہے

فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد صدر مدرس دیوبند یہ سہارنپور، امام چہارم دیوبندی مذہب

ومصدقہ رشید احمد گنگوہی امام سوم دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۵۱، سطر ۱۱)

نوٹ :- (۱) یہ دیوبندی صاحبان شیطان کی وسعت علمی پر ایمان لائے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علمی سے قطعاً منکر ہو گئے۔

(۲) دیوبندی شیطان کا علم محیط قرآن سے ثابت مانتے ہیں مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم

کے لیے کوئی آیت بھی نہیں لیتے۔

(۳) دیوبندی شیطان کے لیے دنیا کے ہر ذرے کا علم مانتے ہیں مگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اتنا علم بھی شرک کہتے ہیں۔ کیا شرک کے یہی معنی ہیں کہ شیطان کے لیے ماننا تو شرک نہ ہو اور حضور کے لیے ماننا جائے۔ تو شرک ہو جائے کیا یہ دیوبندی اپنے "حضرت" کی سراسر حمایت نہیں کر رہے اور افسوس کہ دیوبندیوں کو اپنے شیطان کے علم کے لیے تو نص قطعی اور حدیث مل جائے اور جس مدنی آقا کی شان میں سارا قرآن نازل ہوا اس محبوب کے لیے ایک آیت بھی نظر نہ آئے۔

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ (براہین قاطعہ ۵۲ سطر ۱)

معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
علم ملک الموت سے بھی کم ہے

نوٹ:- معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ ملک الموت کا علم بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے اور شیطان سے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کم ہے۔ اب دیوبندیوں کے ان ناپاک نظریوں کے متعلق کتب متقدمین اسلام کا فیصلہ سن لیجئے:-

امام اہل سنت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فان من قال فلان اعلم منه صلى الله عليه وسلم فقد عابه ونقصه (الى قوله) والحكم فيه حكم النساب من غي فرق بينهما (الخ)

(نسيم الرياض شرح شفا قاضی عیاض مصنف امام شہاب الدین خفاجی مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۳۵ سطر ۱۰)

(الباب الاول في بيان ما هو في حقه صلى الله عليه وسلم نسب)

توجہ:- جس شخص نے خدا کی کسی بھی مخلوق کا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم مانا۔ تو بیشک اس شخص نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی تنقیص کی اور کسی بھی مخلوق سے آپ کا علم کم بتانے والے شخص اور آپ کو گالی دینے والے شخص میں کوئی فرق نہیں ہے۔ الخ۔

تو معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے امام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت وغیرہ سے کم بتا کر یقیناً حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور گالی دی ہے۔ ولا فرق بين المسلم والكافر في وجوب قتله بالاسلح

(نسيم الرياض ج ۲ ص ۳۵۴، سطر ۱۳)

رحم العلماء على ان شاتم النبي صلى الله عليه وسلم المتقص له كافر مرتد والوعيد

عليه جاء بعذاب الله له وحكمه عند الله القتل ومن شك في عذابه وكفده فقد

كفد لان الرضى بالكفر كفر (نسيم الرياض ج ۲ ص ۳۳۸، سطر ۲۵، الباب المذكور)

توجہ :- تمام امت محمدیہ کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی سے یا آپ کی تنقیص کرے وہ بے شک کافر مرتد ہے۔ عذاب الہی کا مستحق ہے اور اس کا قتل واجب ہے اور جو شخص اس کو کافر کہنے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کیوں کہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے۔ اور خود دیوبندی بھی اہل ہند ص ۲۵ پر اس امر کا اقرار کر چکے ہیں کہ صاحب نسیم الریاض کا یہ حکم درست ہے۔

معلوم ہوا کہ جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملک الموت وغیرہ سے کم بتایا اس نے باتفاق فتویٰ جمیع امت محمدیہ آپ کی یقیناً تنقیص کی ہے اور اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے وہ بقول علامہ خا جی : قاضی عیاض یقیناً کافر ہے۔ اور اس کے متبعین خود فیصلہ فرمائیں کہ وہ کیا ہیں۔ و ہذا کلمۃ اجماع من العلماء دائمة الفتویٰ من لدن الصحابة رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۳۶، سطر ۵)

شیطان کو تو ناپاک چیزوں کا بھی علم ہے تو اس کا علم بھی ناپاک ہو گا۔ تو اگر وہ ناپاک علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت کیا جاوے تو اس میں حضور کی توہین ہو جائے گی۔ لہذا حضور کا علم شیطان کے علم سے کم ہی کہا جاوے گا۔

دیوبندی عذر

اسلامی جواب | علم کسی چیز کا بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ علم بہر حال ایک پاک صفت ہے وہ کبھی بھی پلید نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جاو دو۔ حسد۔ ریا حرام و شرک ہیں مگر ان کا بھی علم پاک ہے۔ بلکہ اس کا سیکھنا

فرض بھی ہو جاتا ہے۔ رد المحتار میں ہے : علم الاخلاص والعجب والحسد والریاء فرض عین دشامی ج ۱ ص ۳۱ مقدمہ) اور رد المحتار کے قول السحر کے ماتحت ہے نعلمه فرض الدفع ساحرا هل الحرب، (شامی ج ۱ ص ۳۲ مقدمہ) نیز سود حرام ہے مگر اس کی تعلیم کے متعلق آپ کے تھانوی صاحب لکھتے ہیں : سکھلا کر یہ دوزخہ کہہ دیا کیجئے کہ اس حساب سے سود میں کام لینا جائز نہیں، دیکھو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۵۲) تو یہ تعلیم دینے والا کیسے ناپاک ہو گیا؟ حالانکہ تھانوی صاحب تو سود کا علم پڑھنے پڑھانے کو جائز لکھ رہے ہیں۔ نیز دیکھو کتب فقہ میں حلال و حرام چیزوں کا بیان ہوتا ہے جسے مولوی صاحبان پڑھتے ہیں اور کتب فقہ میں کلمات کفر کا بیان بھی ہوتا ہے۔ مولوی صاحبان بڑے شوق سے ان کا علم حاصل کرتے ہیں تو کیا یہ علم بھی برا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ورنہ سب دیوبندی مولوی بھی بدکار ثابت ہوں گے۔ تو ثابت ہو گیا کہ علم کسی چیز کا بھی برا نہیں۔ بُرے فعل کا کرنا برا ہوتا ہے۔ ورنہ بتاؤ کہ جن چیزوں کا علم شیطان کو ہے اور جس کو تم پلید سمجھ رہے ہو کیا خدا تعالیٰ کو ان کا علم ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی بھی توہین ہو جائے گی۔ اور جب خدا

مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں : قاض القضاۃ شہاب الدین الخفاف المصروی الحنفی سماء العلم والقرآن والندو والغنم
(طرب اللغات ص ۱۶۳ سطر ۹)

تعالیٰ کی اس علم سے توپن نہیں ہوتی تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توپن نہیں ہوتی۔ یہ محض دیوبندیوں کی مکاری ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک رد کرنے کے لیے ایسے بے اصل مہاتے بناتے ہیں اور دیوبندیوں نے شیطان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ عالم اس لیے مانا اور اس کی حمایت کی ہے کہ ان کے لیے شیطان بھی صاحب نسبت بزرگ ہے۔ چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں: "اگر تم شیطان ہو تو کیا ہوا نسبت تو اب بھی قطع نہیں ہوتی۔"

(افاضت الیومینہ ص ۴ ص ۵۴۲)

**معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم
پاگلوں اور حیوانوں ایسا ہی ہے**

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیبت ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد

ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان مصنف اشرف علی تھانوی، مطبوعہ دیوبند ص ۸، سطر ۱۶)

نوٹ:- (۱) مولوی اشرف علی صاحب نے اولاً یہ کہہ کر آپ کی ذات مقدسہ پر الٰہ تصریح کی ہے کہ تھانوی صاحب کے پیش نظر صرف علم غیب محمدی کی ہی بحث ہے مطلق علم غیب کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور پھر تھانوی صاحب کا یہ کہنا کہ ایسا علم غیب تو ہر صبی و مجنون کو بھی حاصل ہے۔ اس سے اس نے حضور کے علم مبارک کو مجاہدین دوزخ کے علم سے تشبیہ دی ہے اور مولوی سین احمد صاحب صدر دیوبند نے الشہاب الثاقب کے ص ۱۱۲ پر تسلیم کیا ہے کہ تھانوی کی عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہی ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ حضور کے علم کو بری چیزوں کے علم سے تشبیہ دینا صریح کفر ہے۔

(۲) دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے تقوینۃ الایمان میں فیصلہ کیا کہ جو شخص ایک ذرہ کا علم غیب بھی غیر اللہ کے مانے وہ مشرک ہے اور تھانوی صاحب پاگلوں کے لئے بھی علم غیب مانتے ہیں۔ تو اپنے ہی امام کے فتوے سے مشرک ہو گئے۔

ع۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

بعض علم غیب سے مطلق غیب مراد ہو سکتا ہے تو تاویل ہو سکتی ہے اس لیے یہ عبارت کفریہ نہیں۔ (فیصلہ کن مناظرہ، منظور سنبھلی ص ۱۴۵)

دیوبندی عذر

یہ دیوبندیوں کی محض فریب کاری ہے۔ اس عبارت میں کسی حکم بھی مطلق بعض علم غیب کا ذکر نہیں بلکہ یہ سب بحث علم غیب محمدی کے متعلق ہو رہی ہے اس لیے اس میں قطعاً کوئی

اسلامی جواب

تاویل نہیں ہو سکتی۔ اور ایسی واہیات تاویلیں ہو سکیں تو پھر دنیا بھر کا کوئی کفر بھی کفر نہ رہے گا اور تھانوی صاحب کے قول "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانے سے حضور کے علم کا ذکر ہے۔ اور پھر اس کا کہنا کہ اس سے

مراد بعض غیب ہے۔ یہ (اس) کی ضمیر بھی۔ بنا حضور کے علم کی طرف راجع ہے اور پھر اس کا یہ کہنا اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے؟ یہ (اس) بھی پہلے (اس) کی طرح حضور کی ہی طرف راجع ہے۔ اور پھر عدم تخصیص کے واضح جملہ سے تو باطل صاف ہے کہ تھانوی صاحب حضور کا ہی بعض علم غیب پاگلوں وغیرہ کے لیے مانتا ہے۔ کیا تمہیں خاصہ و عدم خاصہ کا ہی پتہ نہیں؟ نیز اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں دیوبندی مولوی صاحب کا منہ کیسا خوبصورت ہے دوسرے کہے کہ اس میں مولوی صاحب کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا منہ تو سورا کا بھی ہے اور پھر تاویل کرے کہ میری مراد تو یہ تھی کہ خنزیر بھی منہ سے کھاتا ہے اور یہ دیوبندی مولوی بھی تو کیا یہ تاویل آپ مان لیں گے؟ نیز اگر ایسی کفر خیز عبارت کی تاویل ہو بھی سکتی تو بھی تاویل سے کفر دفع نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہی امام دیوبندیہ تھانوی لکھتا ہے:

مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے جواز ہی میں صحابہ رضوان اللہ عنہم کو کلام تھا، لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قطعی رائے تھی کہ ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے کیونکہ وہ تاویل کے ساتھ دکن اسلام کے منکر تھے۔ کیونکہ ضروریات دین میں تاویل واضح کفر نہیں۔

(اقاضات ایومیہ تھانوی ج ۱، ص ۶۰ سطر ۲۰)

اب تو دیوبندیوں کا یہ تاویلی بہانہ بھی کام نہ کر سکا۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت سے بڑھ کر اور کون سی چیز ضروریات دین سے ہو سکتی ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ عبارت یقیناً کفریہ ہے۔

لحطیفہ۔ بندہ کا ایک دیوبندی سے مناظرہ ہو رہا تھا اور تھانوی صاحب کی اسی کفریہ عبارت پر بحث ہو رہی تھی وہ دیوبندی بار بار ضد کر رہا تھا کہ اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں، بندہ نے کہا۔ اگر اس عبارت میں حضور کی توہین نہیں تو میں آپ کے تھانوی صاحب کے متعلق لکھ دیتا ہوں، مثلاً اگر کوئی یوں کہے کہ:-

”مولوی اشرف علی صاحب کی ذات پر عالم ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندیہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ

ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علم (کلی علم تو ہو نہیں سکتا) اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم پاگلوں اور جمیع حیوانات کے خنزیر کو بھی حاصل ہے۔ تو پھر چاہیے کہ کتنے وغیرہ کو بھی عالم کہو۔ البتہ تو بتاؤ کہ کیا یہ عبارت تمہیں قبول ہے۔ اگر مولوی اشرف علی صاحب کی اس میں کوئی توہین نہیں تو ہمیں اس عبارت پر دستخط کر دو کہ واقعی یہ عبارت تھانوی صاحب کی شان کے لائق ہے اور اگر اس عبارت میں تم اپنے تھانوی صاحب کی بے ادبی سمجھتے ہو تو پھر آقا سے نامدار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی عبارت سے توہین کیسے نہ ہوئی اور ہمارے بار بار مطالبے پر بھی دیوبندی مناظر نے اس عبارت پر دستخط نہ کیے۔ مگر افسوس کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت تھانوی صاحب کے برابر بھی نہ ہوئی کہ وہی عبارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے توہین نہیں اور اسی عبارت کی مثل سے تھانوی صاحب کی توہین ہوتی ہے۔ تو اس مناظرہ میں ہماری اس گرفت پر اس دیوبندی کو ایسی ذلت ہوئی کہ

اس کے حواس اڑ گئے اور مجمع پر واضح ہو گیا کہ واقعی دیوبندیوں کا اپنے مولوی اشرف علی پر ایمان ہے مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا کچھ بھی ایمان نہیں۔ دیوبندی صاحبان بتائیں کہ حضور کے علم غیب کی شان میں تو خود قرآن شہد ہے۔ اور آیات عالم الغیب فلا یظہر الا بتہ وغیرہ حضور کے لیے علم غیب ثابت کر رہی ہے۔ مگر پاگلوں کے علم غیب کا ثبوت قرآن یا کس حدیث ہے۔

بعض علم غیب کی حیثیت سے بھی (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسری مخلوق میں کوئی فرق نہیں

امام دیوبندیہ اشرف علی لکھنا ہے پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ سے کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے (حفظ الایمان مصنف تھانوی ص ۱۸ سطر ۲۲)

خاتم النبیین کے معنی محصور ختم نبوت زمانی کے حصر کا انکار

(۱) سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولكن رسول الله وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

(تخدير الناس مصنف محمد قاسم بانی دیوبند امام دوم دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۲، سطر ۱۷)

(تازہ مطبوعہ دیوبند ص ۲ سطر ۴)

(۲) اور یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے سے پیچھے ہے الخ

(المہند ص ۲۲) (یہاں بالذات کی بھی قید نہیں، مرتب)

نوٹ :- آیت ولكن رسول الله وخاتم النبیین کا معنی حضور کریم نے لآ نَبِيَّ بَعْدِي فرمایا مشکوٰۃ شریف ۱ اور نچوڑھنے والے طالب علم بھی جانتے ہیں کہ بعد طرف زمان ہے تو خاتم النبیین کے معنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرما رہے ہیں کہ لآ نَبِيَّ بَعْدِي یعنی میرا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانہ کے بعد ہے اور یہ معنی فرما کر ہی حضور اپنی فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ چونکہ مجھے تاخر زمانی حاصل ہے اس لیے بایں حیثیت مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت حاصل ہے گو یقیناً حضور ذاتی و زمانی ہر طرح خاتم النبیین ہیں اور حضور کی ختم نبوت ذاتی پر سینکڑوں دوسرے

دلائل بھی موجود ہیں مگر اس آیت سے حضور کی ختم نبوت زمانی مراد ہے اور یہی حضور کریم نے سمجھا اور لابی بعدی کے ارشاد سے یہی بیان فرمایا مگر بانی دیوبند حضور کے اس فرمودہ معنی کو عوام جہال کا خیال بتاتا ہے اور اس آیت سے صرف ختم نبوت زمانی کے مفہوم کا انکار کر کے ختم نبوت زمانی مراد لینے والوں کو اہل فہم سے نکالتا ہے تو نعوذ باللہ اس کے نزدیک حضور بھی اہل فہم نہیں تھے اور لابی بعدی کے لفظ سے حضور نے جو اپنی فضیلت بیان فرمائی اس کا مزاج بتاتا ہے۔ اور کہہ کر صحیح ہو سکتا ہے کہ کہہ کر حضور کے ارشاد لابی بعدی کو غلط ثابت کرتا ہوا مرزا ایت کی بنیاد رکھ چکا ہے اور فخر کر رہا ہے کہ نعوذ باللہ آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے لابی بعدی کا ختم نبوت زمانی معنی کرنے میں حضور بھی غلطی کھا گئے اور یہ دیوبندی حضور سے نمبر بے گئے یہ صریح کفر ہے کیونکہ حضور بے شک ذاتی و زمانی ہر طرح خاتم النبیین ہیں مگر بارشاد نبوی لابی بعدی آیت خاتم النبیین صرف معنی ختم نبوت زمانی میں محصور ہے۔ اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ لہذا مولوی منظور صاحب سنبھلی کا کوئی فریب کام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ دیوبندیوں کے مفتی مولوی محمد شفیع صاحب نے بھی اس آیت کو ختم نبوت زمانی میں محصور نہ ماننے والے کو کافر لکھا ہے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث (دیوبندیوں کے کفریات)

(معاذ اللہ) حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین بھی یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جاوے۔

(تخذیر الناس ص ۶۴، سطر ۱۶)

نوٹ: معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ افضل النبیین ہیں، اس لیے بقول دیوبندیہ اگر حضور کے ساتھ بھی کوئی نبی اللہ موجود ہوں۔ یا حضور کے بعد اگر کوئی اللہ کے نبی پیدا ہوں تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ دیوبندیوں کا یہی نظریہ مرزا ایت کی بنیاد ہے اور مرزا غلام احمد نے بانی دیوبند کی اسی کتاب سے مستفیض ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور مرزائی بھی حضور کو اسی معنی سے خاتم النبیین مانتے ہیں کہ آپ افضل نبی ہیں اسی لیے وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب

بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر روزی طور الخ۔ (کشتی نوح مطبوعہ قادیان ص ۳۳ سطر ۴)

تو معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کا جو نظریہ مرزائیوں کا ہے۔ وہی دیوبندیوں کا ہے۔ فرق صرف اتنا ڈاگہ کا ہے۔

دیوبندی استاذ ہیں اور مرزائی شاگرد اور دونوں پارٹیوں کا یہ عقیدہ سراسر کفر ہے۔

مولوی محمد قاسم صاحب نے بالفرض کے طور پر کہا ہے اور فرض کرنا محال کا بھی ممکن ہے۔ اس لیے

دیوبندی عذر

یہ عبارت کفریہ نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے اور ممکنہ کا فرض کرنا بھی جائز

اسلامی جواب

نہیں ہوتا۔ چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:-

”اور اک بالکافی الواقع ممکن ہے۔ اس کا فرض محال ہے۔ اس پر احکام و اقیعہ مرتب نہیں ہوتے۔“

(بوادر النواذر تھانوی ص ۹، سطر ۳)

اور اگر محال کو فرض بھی کر لو، تب بھی اس پر احکام و اقیعہ مرتب نہیں ہو سکتے، اور اس محال مترجمی پر عدم فساد کو حکم لگانا یقیناً کفر اور خدا و رسول سے کھلی بغاوت ہے۔ چنانچہ آپ کے تھانوی صاحب کو مذکورہ عبارت میں اس امر کا خود اعتراف ہے کہ احکام و اقیعہ مرتب نہیں ہوتے، حالانکہ مولوی محمد قاسم صاحب نے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا سے اپنے فرض پر حکم واقعی مرتب کر دیا ہے۔ اور اگر ختم نبوت میں فرق نہیں آتا تو مرزائیوں سے جھگڑنے کا سارا قصہ ہی فضول ہوا۔ بناؤ کہ اگر کوئی بے دین یوں کہے کہ ”اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ کو اور اللہ تعالیٰ بھی ہو۔ تو بھی اللہ تعالیٰ کی توحید میں کوئی فرق نہیں آتا، کیا یہ عبارت درست ہے۔ یعنی ہمارا اعتراف اس عبارت کے حصہ ”پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا“ پر ہے۔ کہ یہ حصہ کفریہ ہے۔ خواہ بالفرض ہو یا فی الواقع۔

دیوبندی دھوکہ | تحذیر اناس کی عبارت میں لفظ نبی سے مراد جھوٹے نبی ہیں۔ کہ حضور کے بعد جھوٹے نبی پیدا ہوں، تو آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔ (یہ جاہل دیوبندیوں کا ایک دھوکہ ہے جو ان پڑھے بولگوں کو دیتے ہیں۔)

اسلامی رد | جھوٹے نبی کو تو نبی کہنا ہی کفر ہے۔ کیا دیوبندی مرزا غلام احمد کو نبی کہنا جائز سمجھتے ہیں؟

چوڑی اور پھریہ فریب کاری | نبی کا لفظ ہمیشہ سچے نبی پر بولا جاتا ہے جھوٹے کو متنبی یا کذاب کہا جاتا ہے۔

دیوبندیوں کا آخری حربہ | دیوبندی جب اپنے مولویوں کی ان ناپاک اور توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز کفریہ عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے سے ہر طرح عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر

وہ آخری یہ مرکاز نہ چال چلتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور اگر کسی شخص میں نالائقی احتمال کفر کے ہوں اور ایک بات اسلام کی ہو تو بھی اس کو کافر نہ کہنا چاہیے تو اگر محمد قاسم نانوتوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد اور خلیل احمد بغیرہ نے حضور کریم کی کسی جگہ توہین بھی کر دی۔ تو کیا ہوا؟

اسلامی جواب | پھر تو دنیا میں کوئی بھی کافر نہ کہلائے گا۔ مرزا غلام احمد تو تم سے بھی بڑھ کر اسلامی خدمات کا مدعی ہے۔ آپ تو صرف

ہندوستان کے ہی اسلام کے ٹھیکیدار ہونے کے مدعی ہیں مگر مرزا غلام احمد فرانس، جرمنی، لندن، پیرس، ترک، دنیا کے تمام ممالک میں قرآنی تعلیمات شائع کرنے اور اسلامی خدمات کا مدعی ہے تو کیا اس کی ان باتوں کو دیکھ کر اس کے ختم نبوت کے انکار کو نظر انداز کر کے اس کو لپکا مسلمان سمجھو گے؟ آپ کا یہ قول ہی غلط ہے کہ کسی شخص میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں تو اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ اس کے متعلق اپنے تھانوی صاحب کا فیصلہ ملاحظہ کر لیجئے وہ لکھتا ہے۔
 فقہا کا جو یہ حکم ہے کہ اگر کسی میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو۔ تو ننانوے وجوہ کا اعتبار نہ کیا جاوے گا۔ اور اس ایک وجہ کا اعتبار کیا جاوے گا۔ اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے۔ بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی مزیل ایمان نہ ہوں گے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی، وہ بالاجماع کافر ہے۔
 افادات ایومیہ تھانوی ج ۱، ص ۲۲۲، سطر ۹۔

امعاذ اللہ! نماز میں حضور کا خیال لانا گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر ہے

مقتضائے ظلمات بعض ارسوسے زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف بہت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤں خود است (صراطِ مستقیم مصنفہ اسماعیل امام دیوبندیہ و دہا پیر مطبوعہ مجتبیٰ ص ۸۶، سطر ۳)

خلاصہ یہ کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کا خیال بہتر ہے اور بیل اور گدھے کے خیال سے بزرگوں اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کئی درجے بدتر ہے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بحالت نماز آنحضرت
 فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصہ
 الکریم و قد السلام علیک ایہا النبی الخ۔

امام غزالی کی طرف سے دیوبندیت
 کے اس ناپاک نظریہ کی تردید

(ایجاد العلوم امام غزالی ج ۱، باب چارم ص ۵۱ سطر ۲۶)

یعنی التیجیات پڑھتے وقت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کو دل میں حاضر کر اور کہہ السلام علیک ایہا النبی بزرگان اسلام تو یہ فرمادیں کہ حضور کے ذکر خیر کے وقت حضور کی طرف خصوصی توجہ مبذول کر کے حضور کی ذات بابرکات کا نقشہ باندھ کر سلام کہو اور دیوبندیوں کا امام کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف خیال لانا ہی گدھے کے تصور میں سراسر ڈوب جانے سے بھی کئی درجے بدتر ہے اور زنا و مجامعت زوجہ خود اور تصور محمدی اور تصور گدھے کا جو اسماعیل نے ناپاک موازنہ بنایا ہے اس سے تو مسلمان کی روح جل اٹھتی ہے۔ نماز میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے اور

جا بجا قرآن میں ذکر محمدی اور فضائل محمدی کا بیان ہے تو دیوبندیوں کو قرآن پڑھنا چھوڑ دینا چاہیے اور اپنے محرابوں میں گدھے، بیل یا گائے وغیرہ باندھ رکھنا چاہئیں۔

کل نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی

نماز خاص اللہ کی عبادت ہے تو اس میں اگر حضور کا خیال آجائے تو نماز میں فرق آتا

دیوبندی عذر ہے۔

یہ تو کلمہ حق ارید بہ الباطل والا قصد ہے۔ نماز بیشک عبادت الہیہ ہے مگر حرب

اسلامی جواب

تک ذکر محمدی کی مہر نہ لگ جائے اور السلام علیک ایہا النبی نہ پڑھ لیا جائے تو نماز ہرگز مقبول ہی نہیں ہوتی تو تمہیں چاہیے کہ سلام بھی چھوڑ دو۔

یہ سلام ہم دل سے نہیں پڑھتے بلکہ خدا تعالیٰ نے جو حضور کو مصراج میں سلام دیا تھا اس کی نقل کرتے ہیں۔

دیوبندی سوال

تمہارا یہ السلام علیک ایہا النبی دل سے نہ پڑھنا تصریحات اکابرین اسلام کے خلاف

اسلامی جواب

ہے۔ کیونکہ فقہ اسلام کی تمام معتبر کتابیں فرماتی ہیں کہ بارگاہ نبوت میں یہ سلام دل سے کہنا چاہیے نہ کہ حکایت۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری و درمختار میں صاف موجود ہے۔

ویقصد بالفاظ التشمید معانیہا مدادہ لہ علی وجہ الفشاء کانہ یحیی اللہ تعالیٰ

ویسلم علی نفسه وأولیائہ لا الاخبار عن ذالک الخ (درمختار ج ۱ ص ۳۵۸، سطر ۹)

یعنی التحیات میں یہ الفاظ دل سے پیدا کر کے اپنی طرف سے سلام دینا چاہیے اور واقعہ معراج کی حکایت و خبر کے طور نہیں کہنا چاہیے۔

اسی قول کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:-

ای لا یقصد الاخبار والحکایة عما وقع فی السمر اج الخ

(فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۳۵۸، سطر ۹، مطبوعہ مصر)

یعنی معراج کی حکایت نہ کرے، بلکہ خود اپنے سلام کی نیت کرے تو دیوبندیوں کا دل سے سلام نہ دینا

بارگاہ نبوت سے مکمل بیزاری ہے اور کتب اسلام سے صاف غداری ہے۔

نماز میں اگر رسول پاک کا خیال آجائے تو بوجہ الفت کے ہمارے حضور قلب میں

دیوبندی فریب

فرق آتا ہے۔

اسلامی تازیانہ | اچھا جی اب تم صوفی بن گئے۔ اچھا دیکھو تمہارا سب سے بڑا بناسپتی حکیم الامت اشرف علی

تھانوی صاحب اپنا ایک نماز کا واقعہ لکھتا ہے، کہ
 ”میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا۔ کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا، کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر
 سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔“

(اشرف المعولات ص ۱۴، سطر ۱۱)

تو اب بتاؤ کہ تمہارے سب سے بڑے متصوف تھانوی صاحب تو اپنی بوڑھی بیوی کا خیال اتنے ہی سہ سے
 نماز ہی توڑ دی تو نہ ان کے تصوف میں کوئی فرق آئے اور نہ ان کا حضور قلب خراب ہوا، اور نہ تم ان پر کوئی طعن کرو۔
 اور اگر کوئی عاشق مصطفیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں حاضر کر کے حضور علیہ السلام کو الیک ایچا
 النبی عرض کرے تو تم اس پر شرک کے فتوے لگا دو۔ اور اس محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی اور سراسر
 رحمت خیال مبارک کو گائے، بیل اور گدھے کے خیال سے بھی کمی درجے بدتر بتاؤ۔ یاد رکھو کہ:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرہ کی وعید ہے

علامہ اقبال کی طرف سے دیوبندیت کے اس ناپاک نظریہ کی تردید

دیوبندی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ نماز میں حضور کا خیال نماز کو خراب کرتا ہے اور یہ کہ نعوذ باللہ نماز میں آپ کا خیال
 بیل اور گدھے کے خیال سے بھی بدتر ہے۔ مگر مفکر اسلام ڈاکٹر اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
 میرا قیام بھی حجاب میرا سجدہ بھی حجاب
 ۱۵۴
 (بال جبریل)

(۱) وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز
 (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑھائی میں اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی،
 وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہوئے۔
 (۲) جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار کرو۔

(تقویتہ الايمان مطبوعہ دہلی ص ۱۷۸، سطر ۱۳)

نوٹ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفات کمالیہ و خاصہ نبوت و اوصاف حمیدہ کو چھوڑ کر صرف بڑا
 بھائی بنانا حضور کی صریح گستاخی ہے۔ بڑے بھائی کی وفات کے بعد تو اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہوتا ہے
 مگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویاں تمام امت کے لیے حرام ہیں۔ تو حضور کو بڑا بھائی کہنا کس قدر بارگاہ
 نبوت کی توہین ہے۔

سوال قرآن مجید میں انما المؤمنون اخوة یعنی سب مومنین بھائی بھائی ہیں۔ اور حضور بھی مومن ہیں تو ہمارے بھائی ہوئے۔

جواب ہمارے مومن ہونے اور حضور کریم کے مومن ہونے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہم مومن ہیں اور حضور عین ایمان بلکہ جان ایمان ہیں۔

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان میں یہ

راہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ بریلوی

اور اگر تم قرآن مجید کے اس ارشاد کو غلط استعمال کر کے ہر جگہ یہ فتوے لگاؤ گے۔ تو پھر بتاؤ کہ خدا تعالیٰ بھی اپنے آپ کو مومن فرماتا ہے الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن الہیۃ تو کیا دیوبندی خدا تعالیٰ کو بھی بڑا بھائی کہیں گے۔ (معاذ اللہ)

دیوبندی بہانہ حضور نے خود اپنے لیے فرمایا اکرموا احاکم اپنے بھائی کی عزت کرو۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو بھائی ہی کہنا چاہیے۔

اسلامی تازیانہ مالک اپنے غلاموں کو اگر تو اضعاف کچھ ارشاد فرماوے تو غلاموں کو اس کی اس تواضع سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسی لفظ سے یاد کرنا گستاخی ہوتا ہے۔ دیکھو آپ کا مجدد اور حکیم الامت تھانوی اپنے متعلق کہتا ہے:

”کیا ایسا شخص کسی کو ذیل سمجھے گا جو خود ہی کو سب سے ذیل اور بدتر سمجھتا ہے۔“

(افاضات الیومیہ ملفوظات تھانوی حصہ ۳ ص ۳۳، سطر ۱۹)

تو بتاؤ کہ تم نے بھی کبھی تھانوی کو بدتر اور ذیل کہا تمہیں چاہیے کہ یوں کہا کرو۔ ہمارے ذیل تھانوی صاحب نے یہ کہا ہمارے بدتر حکیم الامت صاحب نے یہ فرمایا۔ باوجود تھانوی کے اقراری۔۔۔۔۔ ذیل ہونے کے تم اسے حکیم الامت، مجدد الملت کہو اور اگر ہمارے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم محض تواضعاً کوئی ایسا لفظ فرمادیں، تو رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شیخ المذنبین اور سید الکونین کے پیارے الفاظ کو چھوڑ کر آپ کو ایسے عامیانہ لفظ سے یاد کرنا کیا یہ غلاموں کا کام ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر کے قول انت اخي کو بھی انت

اخي دین اللہ فرما کر خاص فرمادیا تھا کہ کوئی شخص اخوت ایمانی کو مطلقاً سمجھ کر حضور کو بھائی نہ کہے۔ اور آپ کے خصوصی صفات کو ترک نہ کرے۔ دیکھئے کہ باپ بیٹے میں اخوت ایمانی مشترک ہوتے ہوئے بھی بیٹے کا باپ کو بھائی

کہنا بے ادبی ہے۔ معلوم ہوا کہ اطلاق میں منصب عظیم کو استعمال کرنا لازماً تعظیم سے ہے۔ اور اخوت ایمانی کے باوجود

معظم ہستی کو ماہ الامتیاز صفات سے ہی یاد کرنا لازم ہے۔

ع۔ از خدا خواہیم توفیق ادب

بہر حال ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اللہ کے نبی کی قوتِ باہ کا حاکم
لگانہ مذاقِ سلیم پر بھی بارگراں ہے۔

(تقیہات سرودری ص ۳۲، مطبوعہ چٹانکوٹ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
دیوبندیوں کا اخلاقی حملہ

یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے
آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل)

(تقویۃ الایمان ص ۱۶، سطر ۹، مطبوعہ دہلی)

نوٹ۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بڑی مخلوق حضراتِ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام ہیں اور
پھر سب سے اعلیٰ واولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو اسماعیل کا بڑی مخلوق کو چار سے بھی زیادہ ذلیل
بتانا کس قدر ناپاک جرأت ہے۔ (خدا کی پناہ)

حضرت شیخ شہاب الدین سروردی فرماتے ہیں لا یکمل الایمان لامرأحتی

دیوبندی فریب

یکون الناس عندہ کا الہ باعد یعنی کسی شخص کا ایمان مکمل تب ہوتا ہے کہ عام
لوگ اس کے نزدیک اونٹ کی مینگیوں کی طرح ہوں اور حضرت محبوب الاولیاء سے بھی شیخ صاحب کی اسی عبارت
کی مثل الفاظ فوائد الفوائد میں منقول ہیں اور شیخ صاحب کے الفاظ الناس میں جس کا معنی لوگ ہے۔ انبیاء کرام
بھی داخل ہیں۔ تو شیخ صاحب نے مینگیوں کی طرح فرمایا ہے۔ اگر اسی طرح اسماعیل صاحب نے بھی تقویۃ الایمان
میں لکھ دیا تو معاملہ ایک سا ہی ہے۔

تم لوگ اپنی تقویۃ الایمان اور اسماعیل کے کفریات کو درست کرنے کے لیے حضرات

اسلامی جواب

اولیاء کرام پر افتراء باندھنے اور جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہو۔ حضرت

شیخ صاحب کے مقدس ارشاد پر اسماعیل کے کفر کو تمہارا قیاس کرنا چند وجوہ سے بالکل باطل ہے۔

(۱) حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ "اناس" جس کے معنی لوگ ہیں اس سے عوام الناس مراد

ہیں حضراتِ انبیاء کرام اور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اور اس پر شیخ

صاحب کے جملہ لا یکمل الایمان کا قیہہ بایں وجہ شاہد ہے کہ شیخ صاحب نے ایمان کے دو درجے مقرر

فرمائے ہیں۔ مطلق ایمان اور کامل ایمان اور اس عبارت میں ایمان کامل کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ اور

ایمان کامل ہی تب ہوگا کہ پہلے اصل ایمان تو ہو اور اصل ایمان ہی تب آئے گا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم اور خدا کے سب پیغمبروں پر ایمان ہو۔ تو حضرات انبیائے کرام لفظ ایمان میں آگئے اور اناس میں دوسرے عوام لوگ مراد ہیں۔

حضرت شیخ تو فرما رہے ہیں کہ وہ مومن جو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و سب انبیائے کرام پر اہانت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسالہ کا اقرار کر کے ایمان لا چکا ہے۔ اس کا ایمان مکمل تب ہوگا کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کو انبیائے کرام کے مقابلہ میں ابا و عری کی طرح قلیل جانے، کیونکہ حضرات انبیائے کرام کی شان باقی سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ شیخ صاحب تو انبیائے کرام پر ہی مکمل ایمان لانے کو فرما رہے ہیں اور تم نے اس لئے معنی کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی۔ تو بحمدہ تعالیٰ حضرت شیخ صاحب کی عبارت بالکل بے غبار رہی اور اسماعیل صاحب پر اسی طرح کفر کی مار رہی۔

(۲) حضرت شیخ صاحب امت رسول کو ہدایت فرما رہے ہیں۔ اور قرآن مجید میں جہاں حضرات انبیائے کرام کے سوا دوسرے عوام کو ہدایات کی گئی ہیں۔ وہاں اناس کے لفظ سے غیر نبی ہی مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث الایہ یہاں الناس غیر نبی مراد ہیں۔ کیونکہ انبیائے کرام کو بعثت میں شک ہونا ہی محال ہے۔ نیز ارشاد الہی قل یا ایہا الناس انما انالکم مذیبر مبین یہاں بھی الناس سے حضور کی امت مراد ہے۔ حضور کریم اس میں داخل نہیں۔ یعنی الناس سے مراد عوام لوگ ہیں۔ اور ملاحظہ ہو کان الناس امة واحدة فبعث اللہ النبیین فیہی پہلے لوگ ایک ہی جماعت تھے۔ تو اللہ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ یہاں بھی الناس سے غیر انبیاء مراد ہیں۔ اس قسم کی بے شمار آیات پیش کی جاسکتی ہیں کہ جہاں عوام کا ذکر ہوتا ہے، وہاں اکثر و بیشتر اسلامی طرز کلام میں الناس سے مراد عوام غیر انبیاء ہی ہوتے ہیں تو شیخ صاحب کے مقدس کلام پر بفضلہ تعالیٰ کوئی اعتراض نہ رہا۔

(۳) "الناس" میں الف لام عہد کا ہے۔ استغراق کا نہیں اور اگر استغراق ہو بھی تو عرفی ہے، حقیقی نہیں۔ اور اس میں انبیائے کرام ہرگز داخل نہیں ہیں۔ اور اگر دیوبندی ضرور ہی اسے استغراق حقیقی بنائیں گے تو پھر وہ بتائیں کہ ان کے شیخ الامام محمود الحسن صدر دیوبند نے رشید احمد گنگوہی کے لیے یہ الفاظ کہے ہیں:-

”مخدوم الكل مطاع العالم“

(سزنامہ مرتبہ مصنف محمود حسن ص ۱ سطر ۳)

تو کیا یہاں بھی الكل اور العالم میں استغراق حقیقی مراد لے کر مولوی رشید احمد کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطاع اور مخدوم اور حضور کو معاذ اللہ مولوی رشید احمد صاحب کا خادم اور مطیع کہو گے۔ رہا جو ابکم فہو جوا ابکم نیز دیوبندیوں کے نزدیک اشرف علی وغیرہ تو کامل الایمان تھے تو پھر کیا۔ اشرف علی کے ایمان میں واقعی حضور صلی اللہ

علیہ وسلم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اونٹ کی مینگینوں کی طرح تھے (استغفر اللہ من ذالک)
جس طرح شیخ صاحب کے کلام میں استغراق حقیقی مراد نہیں، اسی طرح اسماعیل صاحب کے کلام میں
سوال بھی استغراق حقیقی مراد نہیں۔

اسماعیل صاحب کی عبارت کو اس طرح بھی شیخ صاحب کی عبارت پر قیاس کرنا بالکل
جواب لغو اور باطل محض ہے۔ کیونکہ شیخ صاحب کے کلام میں الناس سے استغراق حقیقی مراد
نہ ہونے پر دو قوی قرینے موجود ہیں۔

اول یہ کہ شیخ صاحب ایمان مکمل کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں، اور ایمان تب ہی ہوگا کہ اول حضرات
انبیائے کرام کو مانا جائے تو الناس میں یقیناً استغراق غیر حقیقی ہوگا۔
دوم یہ کہ شیخ صاحب کے اس کلام سے اول و آخر کسی جگہ بھی انبیائے کرام سے ہزار می کا ذکر نہیں اور
اسماعیل کے کلام سے یقیناً استغراق حقیقی مراد ہے اور اس نے ہر بڑی مخلوق کا صریح لفظ بول کر قصداً انبیائے
کرام کو ذلیل کہنے کی جرأت کی ہے اور اسماعیل صاحب کے کلام میں استغراق حقیقی مراد ہونے پر تین قوی قرینے
موجود ہیں

اول یہ کہ اس کے کلام میں ہر مخلوق کا صریح لفظ موجود ہے۔
دوم یہ کہ وہ انبیائے کرام کے متعلق ہی لوگوں کے عقاید کا رد کر رہا ہے۔
سوم یہ کہ اس کی اس عبارت سے اول اور آخر انبیائے کرام کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت سے
پہلے بھی صاف موجود ہے کہ

”جو کوئی کسی انبیاء اولیاء کی اماموں اور شہیدوں کی“ الخ (تقویتہ الایمان ص ۱۳، سطر ۹)

اور اس ناپاک عبارت کے بعد بھی یہی موجود ہے کہ:

”اور جو کوئی کسی نبی ولی کو یا جن و فرشتہ“ الخ

”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ الخ (تقویتہ الایمان ص ۲۴ سطر ۱۵ وغیرہ)

جس سے صاف عیاں ہے کہ ساری کتاب میں ہی اس کا روئے سخن صرف حضرات انبیائے کرام علیہم السلام
اور خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور انہیں کے حق میں وہ یہ سب گستاخیاں کر رہا ہے۔

قرآن پاک نے خارجیوں کی ناک کاٹ دی

مولوی اسماعیل صاحب امام خارجیہ نے ہر مخلوق پر ذلیل ہونے کا ناپاک لفظ بولا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے محبوب

بندوں کا شان اور عزت بیان فرماتا ہوا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کے حق میں فرماتا ہے وکان عند اللہ وجیہا اور وہ (موسیٰ) اللہ کے نزدیک بڑی شان والا ہے۔

منافقین علماء کے پیشوا ابن ابی وغیرہ نے بھی حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ذلیل کہا تھا تو خدا تعالیٰ نے منافقین کی ناک کاٹ کر فرمایا واللہ العزۃ والرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمونہ یعنی اللہ اور اس کا رسول اور مومن سب عزت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی عزت کے ساتھ اپنے محبوبوں کی بھی عزت بیان فرماوے اور دیوبندی سب کو ذلیل کہیں یہ خدا سے مقابلہ نہیں تو کیا ہے

نعوذ باللہ حضور مٹی میں مل چکے | ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقریبۃ الایمان ص ۶۹، سطر ۱۵)

نوٹ :- اسماعیل صاحب نے ایک تو معاذ اللہ حضور کو مٹی میں ملنے والا کہا اور دوسرا ظلم یہ کہ اپنی اس گستاخی کو حضور کی طرف منسوب کر دیا کہ نعوذ باللہ حضور نے فرمایا ہے کہ میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں بھی اپنے کو مٹی میں ملنے والا نہیں فرمایا نہ کوئی دنیا میں ایسی حدیث ہے۔ نہ دیوبندی قیامت تک دکھا سکتے ہیں۔ بندہ ناچیز کی عمر کا ایک حصہ بھی بد مذہبوں سے بحثوں میں گزر چکا ہے۔ اور بار بار مطالبے کے باوجود آج تک کوئی دیوبندی ایسی حدیث نہیں دکھا سکا کہ جس میں حضور نے اپنے کو مٹی میں ملنے والا فرمایا ہو۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس فرماتے ہیں ان اللہ حرم علی الناس خذات تا کل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حمید خذات یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم شریف کو کھائے۔ تو اللہ کا نبی (قبر میں بھی) زندہ ہے، رزق دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث شریف صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ شریف میں موجود ہے۔ کوئی دیوبندی یا وہابی انکار کرے تو لطف آجائے۔

پھر اسماعیل صاحب نے یہ جملہ حضور کی طرف منسوب کر کے حضور پر عدا جھوٹ بولا ہے اور حضور فرماتے ہیں من کذب علی متعمداً فلینبوا مقعدہ من النار یعنی جس شخص نے مجھ پر قصداً جھوٹ لگایا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

(معاذ اللہ) حضور کسی چیز کے بھی مختار نہیں | جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقریبۃ الایمان ص ۴۷، سطر ۶)

نوٹ :- اول تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کو بغیر کسی خطاب عزت کے اس طرح بولنا کہ محمد و محمد صاحب! یہ ہندوؤں اور سکھوں کا طریقہ ہے (دیکھو ستیارتھ پر کاشش) اور اس طرح کہنا حضور کی سخت بے ادبی ہے اور پھر حضور کے بالکل بے اختیار ماننا یہ سخت گستاخی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے انی وقد اعطيت مفاتيح خزائن الارض (بخاری ج ۱، ص ۵۰۸)
ترجمہ :- مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وبينهما انا لخير ايتي اوتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت بيدي
(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲)

ترجمہ :- اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔
معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنی عطا سے دنیا و آخرت کی ہر نعمت عطا فرما کر مالک و مختار کل بنا دیا ہے۔

دیوبندی اور وہابی اپنے مال کے مختار، دکانوں کے مختار، اچھے بُرے کے مختار، اپنی ملکیت زمینوں میں جو چاہے کریں مکمل مختار اور فخر کائنات، منشاء کوہین، شہنشاہ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ذرہ کا بھی مختار نہ جانیں۔

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا۔ اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہونے۔

برامین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد صدر مدرسہ سہانپور و رشید احمد گنگوہی امام فرقہ دیوبند مطبوعہ دیوبند ص ۱۴۸، ص ۱۴۹
نوٹ :- حضور کے میلاد شریف کو کرشن کے سانگ سے بھی بدتر کہنیا یہ تو اہل کفر کا پرانا شیوہ ہے۔ اب تو سارے پاکستان میں باقاعدہ سرکاری طور پر میلاد النبی منایا جاتا ہے۔ اور دیوبندی بھی مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو کیا سارے پاکستانی حرام کار و سانس کی ٹھہرے، بیچ ہے کہ ہ

بزم میلاد ہو کنہیا کے جنم سے بدتر

اے اندھے اے مردود یہ جبرأت تیری

جیسا کہ ہر قوم کا چوبداری اور گاؤں کا زمیندار، سوان معنوں کو ہر پیغمبر انبی امت

(تقویۃ الایمان ص ۲، سطر ۶)

کا سردار ہے

معاذ اللہ نبی چوبداری ہے

نوٹ :- خدا تعالیٰ فرماتا ہے، وما ارسلناک الا رحمة للعالمین مگر دیوبندیوں کے نزدیک رسول اللہ

چوہدری تھے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

مَعَاذَ اللَّهِ حُضُورِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
دیوبندیوں کے شاگرد ہیں

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئے۔ آپ تو عزیزی ہیں، فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ دیوبند کا معلوم ہوا۔

(براین قاطعہ مصنفہ امام چہارم دیوبندی مذہب ص ۲۶، سطر ۹)

نوٹ:- دیوبندیوں کی بد اعتقادی ملاحظہ کیجیے کہ اپنا اور اپنے مدرسے کی شان بیان کرنے اور حضور کے اتنا د بننے کے شوق میں تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کس قدر بے باکانہ اقدام کیا کہ نعوذ باللہ معلّم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان سیکھنے میں ان ہندوستانی ملاؤں سے فیض حاصل کیا۔ اور آپ کو معاذ اللہ یہ زبان پہلے نہ آتی تھی۔ حالانکہ تمام عالم اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ چونکہ خدا نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ و ما ارسَلناک الا کافّة للناس جسیراً و نذیراً تو حضور کو پہلے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام زبانوں کا عالم کامل و مکمل بنا کر بھیجا۔ اس معاملہ میں تفسیر جلالین کے محشی علامہ جمل رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

و هو صلی اللہ علیہ وسلم کان یخاطب کل قوم بلغتهم وان لم یثبت
انہ تعلم باللغة التركیة لانه لم یثقف انہ خاطب احدا من اهلها ولو خا
لکلمہ بہا۔ (جمل ج ۲ ص ۵۱۲، سطر ۶، مصری)

یعنی حضور ہر قوم کو ہر قوم کی ہر زبان سے خطاب فرماتے تھے۔
اور علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ارسلہ اللہ لجميع الناس علمہ جمیع اللغات

(نیم الریاض شرح شفا ج ۱ ص ۳۴، سطر ۸)

خدا تعالیٰ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا رسول فرماوئے اور دیوبندی آپ کو رسول دیوبند ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ و علمک ما لم تکن تعلم فرما کر حضور کے علم کو اپنی طرف منسوب فرمائے اور دیوبندی اپنی طرف منسوب کریں۔ یہ ہے دیوبندیوں کا ایمان، یعنی مدرسہ دیوبند کا رتبہ بڑا ہے کہ حضور بھی یہاں سے فیض حاصل کر کے گئے۔ (معاذ اللہ)

(معاذ اللہ) حضور ہی رحمۃ للعالمین نہیں | استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ رحمۃ للعالمین مخصوص

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟
الجواب:- لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ الخ

رفقاؤ فی رشیدیہ مصنفہ گنگوہی امام سوم دیوبندی مذہب ج ۲، ص ۹، سطر ۱۱۴

حضرت گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ کئی روز حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو دست آتے رہے اس قدر صدمہ اور رنج ہوا تھا۔ بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ

(معاذ اللہ) دیوبند لوں کے پیشوا حاجی صاحب بھی رحمۃ للعالمین ہیں!

اس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہوگی۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔
(اضافات ایومیہ تھانوی ج ۱ ص ۱۰۵ سطر ۵ وغیرہ)

(۲) آج نماز جمعہ پر یہ خبر جان کاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن دیوبندی لاہور) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔ (تذکرہ حسن بچوالہ ماہنامہ تجلی دیوبند ماہنامہ نوری کرن بریلی فروری ۱۹۶۳ء)

نوٹ:- اب تو اصل مرض کا پتہ چلا گیا کہ صرف حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار حاجی صاحب اور دوسرے سب دیوبندی ملاؤں کو رحمۃ لا ہیں مابت کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے۔

(معاذ اللہ) خاتم النبیین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نہیں

(تخذیر الناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۳۰ سطر ۵)

(۲) ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے۔ پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے ہفت اقلیم کا محکوم ہے۔ ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے، پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع ہے۔
(تخذیر الناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۳۰ سطر ۸)

(۳) دوبارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب سے قمر کو اکب باقیہ بلکہ اوز زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں۔
(تخذیر الناس ص ۳۱ سطر ۱)

نوٹ:- یہ ہر سہ عبارتیں مولوی قاسم نانوتوی کی ہیں۔ جو بانی دیوبند امام دوم دیوبندی مذہب ہے۔ اور جس کی قبر کی مٹی دیوبندی ملاں بطور تبرک صبح و شام چاٹتے اور یہ کتاب تخذیر الناس وہ کتاب ہے کہ جس کا دیوبندی ہر وقت بطور ایمان و طبقہ رکھتے ہیں۔ دیوبندیوں کے امام نے زمین کے سات حصے بنا کر ہر حصے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نبی خاتم النبیین ثابت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ایک وقت میں چھ خاتم النبیین ہونے کا اقرار کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں مگر دیوبندی یہ

صفت آپ کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے۔ قرآن مجید نے رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین کی دو خاص صفتوں سے اپنے محبوب علیہ السلام ہی کو نوازا ہے۔ مگر دیوبندیوں نے حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار تو اس طمع میں کیا کہ اپنے دیوبندیوں کو بھی رحمۃ للعالمین اور حضور کے برابر ثابت کر سکیں۔ تو شاید حضور کے ساتھ خاتم النبیین کے خاص ہونے کا بھی انکار اس لیے کرتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو خاتم النبیین مانتے ہوں گے۔ کیونکہ دیوبندی اشرف علی کو نبی اللہ و رسول اللہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللہ صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی ہے جس کے بشمار حوالہ جات دیوبندیوں کی تحریروں سے دیوبندی مولویوں کے دعوے کی بحث میں دیے جائیں گے، وہاں ملاحظہ ہوں۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی فضول ہی جانتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

”ایک مراد ہو۔ تو شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی“

(تحدیر الناس ص ۸، سطر ۱)

یعنی ختم نبوت کا معنی مولوی محمد قاسم صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کا مرتبہ ہر نبی سے بڑھ کر ہے اور ہر نبی آپ سے مستفیض ہے۔ یہی معنی ختم نبوت کا مرزائی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے“ (کشتی نوح ص ۳۳، سطر ۵)

تو ختم نبوت کے نظریہ میں دیوبندی اور مرزائی بالکل متحد اور مسلمانوں کے نظریہ کے مخالف ہیں۔ اور ان کی باہمی جنگ زرا اندوزی اور پیٹ پرستی کی معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ دیوبندی و مودودی اعتقاداً بالکل متحد ہیں اور بزرگان اسلام اور اولیائے کرام اور سب مسلمانوں کو بدعتی، مشرک اور کافر کہنے میں یک جان ہیں اور ان کی باہمی جنگ کفر بازی محض چندہ سازی اور فریبانی کی کھالوں کے لیے گرم ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثانی تھا

(صدر دیوبند کا بیان ہے)

زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اُعلیٰ ہبل شاید
اتھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ مصنفہ محمود حسن صدر دیوبند ص ۶، سطر ۳)

نوٹ :- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایکہ مثلی (بخاری) یعنی تم سے کون میرا ثانی ہو سکتا ہے۔ اور دیوبندی اس محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاثانی ذات پاک کا اپنے مولوی گنگوہی صاحب کو ثانی ثابت کرتے ہیں۔

یہ مرتبہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے مولوی رشید احمد صاحب کی موت کے بعد اس کی شان میں لکھا ہے معلوم ہوا کہ جب صدر دیوبند کا یہ عقیدہ ہے تو دیوبندی جہلاً خدا جانے کیا کیا نہ سمجھتے ہوں گے۔ اور صدر دیوبند صاف کتبہ ہے۔

وفات سرور عالم کا نقشہ آب کی رحلت

تھقی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

کسی کو معلوم نہیں نہ بنی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۱)

معاذ اللہ نبیوں کو اپنی آخرت کا کچھ پتہ نہیں

چوتھی بات یہ فرمائی کہ جب ہم جنت میں جائیں گے۔ اور یہ ایسے طور پر فرمائی جیسے یقین ہو کہ جنت میں ضرور جائیں گے۔

(ارواح ثلاثہ تھانوی ص ۳۵، سطر ۳)

مگر دیوبندیوں کو اپنی آخرت کا مکمل پتہ ہے

تاجدارِ دو عالم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی ہتک و توہین کا نہایت خطرناک دیوبندی اقدام

دہلی سے بر خور داری خاتون سلیمہ کا کارڈ بھی میرے نام آیا، جس میں بر خور داری نے اپنا ایک خواب درج کر کے درخواست کی ہے کہ حضرت والا کی خدمت مبارک میں عرض کر کے

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی اشرف علی کی ایک دیوبندیہ مریدنی سے بغل گیر ہو

تعبیر منگادو۔ لہذا ذیل میں بھی نقل کی جاتی ہے۔ وہو هذا۔

ایک جنگل ہے اس میں میں ہوں۔ ایک تخت ہے کچھ اونچا سا۔ اس پر زینہ ہے۔ ایک میں اور دو میں آدمی

ہیں۔ ہم سب کھڑے ہیں حضرت رسول اللہ کے انتظار میں، اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بجلی چمکی، تھوڑی

دیر میں حضرت تشریف لائے اور زینے پر چڑھ کر میرے سے بغل گیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا۔

جس سے سارا تخت ہل گیا۔۔۔۔۔ معاذ اللہ۔

نوٹ۔ بیگانی عورت کی طرف قصداً نظر کرنے سے نثر سال کی عبادتیں ضائع ہو جاتیں ہیں اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ الناظر یعنی نظر کرنے والے پر خدا کی لعنت، تو وہ محبوب خدا جن کی مقدس تعلیم نے لاکھوں انسانوں کو شرم و حیا کے زیور سے آراستہ فرمایا۔ وہ محبوب جس نے ہر انسان کو اپنی بے گانی کی تمیز کے سبق سکھائے، وہ محبوب خدا جن کی ایک نظر کریم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کامل ایمان والا ایمان کے لقب سے

مع یہ خواب مولوی اشرف علی کی مریدنی کا ہے۔ اس نے رشید احمد کو بیان کیا۔ اس نے تھانوی کی طرف بھیجا۔ تھانوی نے فخر اشائع کر دیا۔

مناز فرما دیا اس ذات پاک پر یہ ناپاک الزام کہ معاذ اللہ آپ تھانوی صاحب کی ایک مریدنی سے بغل گیر ہوئے اور اس کے سینے سے لگے۔ (والی اللہ المثلکی) اور اس خواب کو تھانوی صاحب نے اپنا شان ظاہر کرنے کے لیے اپنی کتاب اصدق الروایا میں درج کر کے کس قدر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا اقدام کیا، اگر کسی دیوبندی مولوی کے متعلق ہی یہ واقعہ ہوتا تو کوئی کہہ بھی سکتا تھا۔ ممکن ہے کہ شیطان اس مولوی کی صورت میں ظاہر ہو کر ایسی نازیبا اور اخلاق سوز حرکات کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ مگر یہ تو اس ذات پاک پر الزام لگایا گیا ہے کہ جو فرماتے ہیں من رافى فقد رافى الحق فان الشيطان لا يتمثل فى معنى جس نے مجھے دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا۔ اور شیطان میری صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا، اور خود تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”واقعی شیطان حضور کی شکل میں نہیں آ سکتا“ (افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۱۸۲، سطر ۱۹)

ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سراسر افتراء ہے اور تھانوی صاحب کی متعلقہ نے یہ جھوٹ گھڑا ہے۔ ہم اس سے زیادہ کچھ بھی عرض نہیں کر سکتے کہ ایسا جھوٹ گھڑنے والی اور اس کو اصدق الروایا یعنی بہت ہی سچا بتا کر اپنی کتاب میں شائع کرنے والے نے شان نبوت میں گتاخی کی ہے۔ امیر البیان نے واقعی سچ کہا تھا کہ یہ لوگ یادگار نیگلا رسول ہیں

خامہ انگشت بدنداں ہے اُسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریباں ہے اُسے کیا کہیے

واضح رہے کہ یہ اصدق الروایا تھانوی صاحب کی معتبر کتاب ہے جس کا خطبہ انہوں نے بوادیر النواذیر کے ص ۲۶ پر بڑے شان سے لکھا ہے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے بصورت معانقہ دوزخ کے پُل صراط پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھے ہر لگا کر ایک تھوہردی اور آپ کے ساتھ بہت سے

(معاذ اللہ) دیوبندیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گمراہ سے بچایا

بڑے لوگ بھی تھے۔ تو میں نے بیت اللہ کے پاس دعائمانگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعائمانگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ تو آپ نے مجھ سے معانقہ کیا اور اذکار سکھائے و مایات انہ یستطفا مسکتہ واعتصمتہ عن السقوط اور میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ گمراہ سے ہیں تو میں نے آپ کو تھام کر گمراہ سے بچایا۔

(مبشرات بلخہ الحیران مصنفہ مولوی حسین علی امام ششم دیوبندی مذہب خلیفہ رشید احمد گنگوہی ص ۸ سطر ۱۵)

نوٹ: خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین تو معلوم ہوا کہ تمام جہانوں کو حضور کی ہی رحمت

تھامے ہوئے ہے مگر دیوبندی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرنے سے ہم تھامے ہوئے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گر جاتے۔ نیز قیامت کے دن جب لوگ پل صراط سے گزرنے لگیں گے تو بہت سے گرنے والوں کے حق میں حضور دعا فرمائیں گے۔ سَلِّمْ، سَلِّمْ یعنی اے اللہ! اسے گرنے سے بچائے تو آپ کی دعا مبارک نفع دے گی۔ اور وہ آرام سے پل صراط سے گزر جائیں گے۔ (مسلم شریف) مخلوقات تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دوزخ کی پل صراط سے نچے اور دیوبندی کہیں کہ آپ کو گرنے سے ہم نے بچا لیا۔ حالانکہ امام ابن سیرین فرماتے ہیں وَمِنْ مَرَاهٍ مُتَغَيِّرٍ الْحَالِ فَلَاحِخِرٍ فِي تِلْكَ الرُّوْيَا فَإِنَّا نَقْصِدُ فِي دِينِ الرَّأْيِ

(تعبیر الروایا ص ۷)

سوال :- بعض مثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے۔ بالتشریح والتفصیل جواب تحریر فرمائیے فقط۔

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک بھی حرام بنا ہوا ہے
(دارالعلوم دیوبند کا فیصلہ)

الجواب :- قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا جائز اور حرام ہے بنانے والے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔ الخ (بندہ عزیر الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند) (فتاویٰ دیوبند ج ۱ ص ۱۴ سطر ۵ وغیرہ)

نوٹ :- حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی گنبد مبارک مدتوں سے جلوہ گر ہے۔ اور فتوے دیوبند ہ حرام ہوا۔ تو گویا دیوبندیوں کے عقیدہ میں ہزاروں سالوں سے حضور پر حرام کا ہی سایہ ہے (معاذ اللہ) اور نعوذ باللہ حضور کریم بھی اس حرام کو اپنی ذات سے دور کرنے میں کچھ نہ کر سکے۔ جس ذات پر رحمتوں کا سایہ ہو یہ دیوبندی اس محبوب پر حرام فعل کا سایہ بتاتے ہیں اور جتنے مسلمان روضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہو کر خوش ہوتے ہیں۔ دیوبندی فتوے سے وہ تمام دنیا کے مسلمان گنہگار ہوئے اور معلوم ہوا کہ اگر دیوبندیوں کا بس چل جائے تو روضہ انور کے ذرے ذرے اڑا دیں کیونکہ یہ اُسے حرام کہتے ہیں۔ یہ ہے ان نام نہاد مولویوں کی حضور کے متعلق خطرناک اور ناپاک سازش اور جب حضور کے روضہ انور کی عزت بھی ان کے دل میں ذرہ برابر نہیں تو اولیاء اللہ کے روضوں پر اگر ذرہ برابر بھی دیوبندیوں کو دسترس حاصل ہو جائے تو نہ جانے یہ لوگ آگ لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے ہمارے جھوٹے بھالے سجادہ نشینان حضرات کو ان تقیہ باز دیوبندیوں کی منافقانہ خوشامدوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ یہ

مع نجدیوں نے مدینہ طیبہ کے اصحاب والہبیت کے روضے گرائے تو دیوبندیوں نے بڑی خوشی منائی اور نجدیوں کی مدد کی تھی۔ دیکھو کتاب (عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش لاہوری ص ۸۸)

لوگ مزاروں میں رسوخ حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کے جائز اور ناجائز بہانے سے بھی گریز نہیں کیا کرتے۔ مگر سانپ کا بجہ آخر سانپ ہی ہوتا ہے۔

۴ مخی روید از تخم بد بار نیک

(۱) آپ کا قدمبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اعلیٰ اور تن شریف حضرت مولانا اشرف علی جیسا ہی تھے۔

(اصدق الرؤیا ص ۵، سطر ۵)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بس اشرف علی جیسے ہی تھے

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔ (اصدق الرؤیا ص ۲۵، سطر ۱۵)

(۳) شکل ایسی ہی ہے، جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی۔ (اصدق الرؤیا ص ۳۷، سطر ۱۹)

نوٹ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ما سارایت شیئا احسن من رسول اللہ (مشوۃ شریف) یعنی میں نے حضور سے بڑھ کر حسین کسی کو نہ دیکھا، وہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کے حسن کے سامنے چاند، سورج شرم کھائیں ان کو اشرف علی جیسا بتانا اور تھانوی صاحب کو حضور کے برابر ثابت کرنے کے لیے اس قدر بے اعتدالی کا مظاہرہ کرنا یہ دارالعلوم دیوبند کا ہی ناپاک فیض ہے۔

طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فهو الطاغوت اس معنی بموجب طاغوت جن اولیاء اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراد خاص شیطان ہے۔

(نحوۃ اللہ) حضور کہیم صلی اللہ علیہ وسلم کو طاغوت کہہ سکتے ہیں

(بلغة الحیران امام ششم دیوبندی مذہب، ص ۳۳، سطر ۹)

اور خود امام دیوبند لکھتا ہے کہ طاغوت شیطان کو ہی کہتے ہیں۔ "طاغوت بمعنی شیطان فرمایا ہے"

(بوادر النوار تھانوی ص ۲۹، سطر ۱۲)

مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔

(معاذ اللہ) دیوبندی علماء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برابر ہیں

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۶۶، سطر ۲)

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں۔ تو علوم ہی میں ممتاز ہونے میں۔ باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بنظر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

دیوبندی مولوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ بھی جاتے ہیں

(تخذیر الناس مصنف بافی دیوبند ص ۳۴، سطر ۴)

نوٹ :- یہی تو اصلی مقصد تھا کہ دیوبندیوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت کیا جائے جسے بالآخر ظاہر کر ہی دیا گیا کہ دیوبندی علم اور عمل ہر چیز میں نبیوں سے بڑھ سکتے ہیں۔ پھر نبوت کیا رہی؟
 (معاذ اللہ) حضور سے علم میں بھی بڑھ سکتے ہیں

(افادات الیومیہ ج ۶ ص ۳۴۹، سطر ۱)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کافر سے بھی تھوڑا ہے
 (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں

(برائین قاعدہ مصنف مولوی خلیل احمد صدر مدد سہارنپور، ص ۵۱، سطر ۱)

اور کافر دیوار کے پیچھے کی چیز کا بھی علم حاصل کر سکتا ہے
 اور کشف ہے کہ لوگ اس کو بڑی چیز سمجھتے ہیں کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جا کر دیکھ سکتے ہیں وہ اس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی۔ یہ بات تو کافر کو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

(افادات الیومیہ، تھانوی، ج ۲ ص ۴۴، سطر ۱۱ وغیرہ)

نوٹ :- دیوبندیوں کے ان ہر دو نظریوں کو ملاحظہ کیجیے، اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک ایک کافر تو اپنی قلبی صفائی کر کے اس قدر کشف حاصل کر سکتا ہے کہ اس کے سامنے دیوار حجاب نہ رہے۔ اور دیوار کے پیچھے کی چیز معلوم کرے۔ مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ذی اللہ اس کافر جتنی قلبی صفائی بھی حاصل نہیں کہ دیوار کے پیچھے کی چیز کا علم حاصل کر سکیں یعنی بالکل حجابات میں گھرے ہوئے اور ہر قسم کے انکشاف سے محروم ہیں۔

یہ تو ہے دیوبندی مولویوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت مندی کا نمونہ۔ پھر ظلم یہ کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ پر کذب و افتراء باندھتے ہیں۔ دیوبند و سہارن پور کے شیخ الحدیث نے ذرہ برابر دریغ نہیں کیا مسلم ہو تا ہے کہ دیوبند کے شیخ الحدیث شیخ المفسرین بھی ہوتے ہیں۔ دیکھئے اسی دیوار کے پیچھے نہ جاتے والی روایت کے متعلق شیخ صاحب مدارج النبوت میں یوں فرمائیں۔

”من بندہ امی و ائمہ اچھے درپس دیوار است جو البش آنست کہ اس سخن اصلی ندارد و روایت ہذا صحیح نہ شدہ۔“

یعنی حضور کے متعلق جو مشہور کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی کچھ بھی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(مدارج النبوت مصنفہ شیخ عبدالحق ج ۱ سطر ۱۶، ص ۷)

اور ملا علی قاری اپنے رسالہ المصنوع فی الحدیث الموضوع میں صاف لکھ رہے ہیں کہ یہ روایت لیس

حدیث۔ (المصنوع فی الحدیث الموضوع ص ۲۲ مطبوعہ مجیدی)

دیکھیے شیخ صاحب تو اس روایت کو بے اصل اور غیر صحیح فرما دیں۔ مگر صدر دیوبند نے کس دیدہ و دبیری سے جھوٹ بول کر کہہ دیا۔ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں جس روایت کو شیخ صاحب رد کریں۔ اس کو شیخ صاحب کی روایت بتانا اور یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوات نقل کر کے و انتہ سکا مای چھوڑ دینا اور شیخ صاحب کی کتاب سے پہلے الفاظ نقل کر کے "یعنی بے دانا نیدن حق" یا "اس سخن اصلے ندارد و روایت ہذا صحیح نشدہ" کی تنقید و جواب کو چھوڑ دینا یہ کس قدر شرمناک خیانت کا اقدار ہے۔ اور خلیل احمد صاحب نے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یہ افتراء محض اس لیے باندھا کہ شیخ صاحب چونکہ سچے عاشق رسول ہیں۔ تو ان کو بھی آپ ساتھ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں شریک کر لیا جائے شاید ہماری بات کا اعتبار ہو جائے گا مگر افسوس کہ آخر چوری ظاہر ہو گئی۔ اور دیوبندیوں کا یہ افتراء تو کچھ ایسا ہے کہ جیسا کہ کوئی مسلمان کسی مرزائی کی کوئی عبارت رد کرنے کے لیے اپنی کتاب میں نقل کرے اور کوئی رد کے الفاظ چھوڑ کر یہ لکھ دے کہ دیکھو ہمارے اعتقاد کے الفاظ تو فلاں کی کتاب میں بھی موجود ہیں۔ اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے میں دیوبند کے بڑے بڑے شیخ الحدیث و حکم الامت جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

مان لیا کہ شیخ صاحب نے مدارج النبوت میں اس روایت کو غیر صحیح اور بے اصل بتلایا

دیوبندی عذر ہے۔ مگر اشعۃ اللمعات میں تو شیخ صاحب نے اس روایت کو بلا تنقید نقل کیا ہے۔ لہذا مولوی خلیل احمد کا یہ کہنا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ درست ہے۔

(فیصد کن مناظرہ ص ۱۳۰)

یہ پالا کی اور پھر ہمارے سامنے تمہاری یہ جیلہ سازی و فریب کاری بھی قطعاً بے بنیاد ہے

اسلامی جواب کیونکہ شیخ صاحب نے اشعۃ اللمعات میں بھی اس روایت کے مفہوم کلی کو مطلقاً تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات میں بھی یہ روایت نقل کرنے کے بعد شیخ صاحب نے صاف لکھ دیا ہے کہ

"یعنی بے دانا نیدن حق سبحانہ"

اولاً تو مولوی خلیل احمد صاحب کا یہ کہنا کہ شیخ صاحب روایت کرتے ہیں یہ کہنا از حد خیانت ہے۔ کیونکہ

روایت و نقل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ خیانتِ اول ہے۔ اور پھر اگر مولوی خلیل احمد صاحب نے اشعة اللمعات سے ہی شیخ صاحب کی یہ عبارت نقل کیا ہے۔ تو پھر بھی اس نے شیخ صاحب کے یہ تنقیدی الفاظ یعنی "بے دانا نیدن حق سبحانہ" کو چھوڑ کر صرف پہلے الفاظ نقل کر کے از حد خیانت کی ہے۔ نیز دیوبندی اصول (جس کی تفسیر آئندہ آ رہی ہے) کے مطابق تو دیوبندی صرف اشعة اللمعات پیش ہی نہیں کر سکتے۔ ان کے نزدیک سب عبارات ملا کر حکم لگتا ہے اسی اشعة اللمعات میں شیخ صاحب علم غیب محمدی کے متعلق تحت حدیث فعلت ما فی السموات والارضین فرماتے ہیں:

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود، عبارت راست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی احاطہ آن
(اشعة اللمعات ج ۱ ص ۲۳۳ سطر ۱۷)

تو بقانون دیوبندیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے تمام علوم جزوی و کلی کا احاطہ مانتے ہیں، وہ ایک دیوبار کی پچھلی چیز کے علم سے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح بے خبر اعتقاد کر سکتے ہیں۔ تو بفضلہ تعالیٰ دیوبندی اصول سے ہی دیوبندیہ کے اقرا کی فریب کاری فاش ہو گئی۔ تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ اگر شیخ صاحب اشعة اللمعات میں اس روایت کو بالفرض مطلقاً صحیح ہی تسلیم کر لیتے اور "یعنی بے دانا نیدن حق سبحانہ" کے الفاظ تحریر فرما کر اپنی تنقید نہ بھی فرماتے تو دیوبندی اصول کے مطابق باوجودیکہ یہ اصول ہمارے نزدیک قطعاً غلط ہے۔ مگر دیوبندیوں کے مسلم اصول کے مطابق تو پھر بھی چونکہ اشعة اللمعات اور مدارج ہر دو کتابیں شیخ صاحب کی تصنیف ہیں اور مدارج النبوت میں شیخ صاحب نے واضح الفاظ میں اس روایت کے متعلق فرمادیا ہے کہ

"جوابش آنت کہ این سخن اصلے ندارد و روایت بدان صحیح نشدہ" اور ملا علی قاری المصنوع فی الحدیث الموضوع

میں صاف کہہ رہے ہیں ما علم خلف جدامری ہذا قال ابن حجر لیس بحديث (المصنوع ص ۲۲) تو صرف اشعة اللمعات کی آڑ لے کر مدارج النبوت میں شیخ صاحب کے اس فیصلہ کو چھوڑ کر اس روایت کا شیخ صاحب پر یمنان باندھنا جس کو نقل کر کے خود شیخ صاحب جواب دے رہے ہیں، دیوبندیوں کے اصول کے مطابق تو پھر بھی مولوی خلیل احمد صاحب کی خیانت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دیوبندیوں کا یہ اصول ہے کہ اگر کوئی مصنف اپنی کسی ایک عبارت میں کوئی قابل اعتراض بات بغیر تنقید کے تحریر کر دے اور پھر کسی دوسری عبارت میں اسی قابل اعتراض بات کے متعلق تردید کر کے اپنے عقیدہ کی اس سے بریت ظاہر کر دے تو دوسرے مقام کی عبارت پہلی عبارت کی تشریح سمجھی جاوے گی۔ یعنی اب ان کے نزدیک مصنف کی مختلف عبارات کا ایک ہی حکم تصور کیا جاوے گا چنانچہ دیوبندیہ کے امام مولوی محمد قاسم صاحب بانی دیوبند نے اپنی کتاب تہذیر الناس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کے

متعلق مزائیت خیر الفاظ لکھ کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا تو عالم اسلام کے رہائین نے نانوتوی صاحب کی ان کفریہ عبارات مندرجہ تحذیر ان سس پر کفر کا فتوے لگایا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی کا انکار کفر ہے تو ملاں سنبھلی اپنی کتاب "فیصد کن مناظرہ" میں (جس کو محرف آختر کہتے ہیں) جب انہیں تحذیر ان سس میں نانوتوی صاحب کی صفائی کے لیے کوئی واضح دلیل دستیاب نہ ہوئی۔ تو نانوتوی صاحب کی دوسری کتابیں "قبلہ نما" اور "مناظرہ عجیبہ" کی عبارتیں متعلقہ ختم نبوت کو نانوتوی صاحب کی کتاب تحذیر الناس کی صفائی میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پھر تحذیر الناس ہی پر سر نہیں، حضرت مرحوم کی دوسری تصانیف میں بھی بکثرت اس قسم کی تصریحات موجود ہیں" (فیصد کن مناظرہ ص ۲۲، سطر ۲)

دیوبندیوں کے مشہور پیشہ ور ملاں سنبھلی کی یہ عبارت واضح کرتی ہے کہ بقول دیوبندیہ ایک مصنف کی تمام عبارات کا ایک ہی حکم ہوگا۔ اس کے بعد سنبھلی صاحب نانوتوی صاحب کی مختلف تصانیف کی عبارات پیش کرنے کے بعد نانوتوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:-

حضرت قاسم العلوم صاحب کی یہ کل دس عبارتیں ہوئیں۔ کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی صاحب دیانت اور صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص ختم نبوت زمانی کا منکر ہے۔ (فیصد کن مناظرہ ص ۲۳، سطر ۶)

اس سے معلوم ہو گیا کہ دیوبندیہ کے اس غلط اصول کے مطابق کوئی مصنف کتنا ہی بڑا جرم نہ کرے مگر اس کی دوسری تصانیف و عبارات مصنف کا عقیدہ اس کفر و جرم کے خلاف ثابت کر دیں تو کوئی صاحب عقل و دیانت دیوبندی اس مصنف پر وہ جرم عاید نہیں کر سکتا۔ تو اب ہمیں بھی علم محمدی کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ملاحظہ کرنا ہے۔ حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں:-

۱۔ عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آل (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۳۳، سطر ۱۰)

یعنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جزوی و کلی علوم پر احاطہ حاصل ہے۔ اس سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم کے منکرین کی دیوبندیت بھی فنا ہو گئی۔ کلی کے لفظ سے گہرانے والے غور فرمائیں۔

۲۔ ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان نفعہ اولی بروئے منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول و آخر معلوم کرد، (مدارج النبوت ج ۱ ص ۳۴، سطر ۱۰)

یعنی جو کچھ دنیا میں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک سب محم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح کر دیا گیا اور حضور نے ہر ایک چیز کے اول سے آخر تک کے حالات معلوم فرمائے۔

۳۔ و هو بجدشی علیہ و وی صلی اللہ علیہ وسلم وانا است برہم چیز الخ

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۲، سطر آخر)

یعنی آیت شریف ہو الاول والاخر والظاہر والباطن و ہو بکل شئی علیم میں اول آخر ظاہر باطن اور بجل شئی علیم حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ تو ملاں سنبھلی کے مسلہ دیوبندی اصول کے مطابق ہم بھی بطور الزام کہہ سکتے ہیں کہ تم اپنے ہی قانون سے مارے گئے۔

”حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اور اس قسم کی دوسری بے شمار عبارات کے ہوتے ہوئے کیا کوئی بھی صاحب دیانت اور صاحب عقل رسوائے مولوی خلیل احمد صاحب اور ان کے خائن معاونین کے کہہ سکتا ہے کہ شیخ صاحب روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور شیخ صاحب حضور کے دیوار کے پیچھے کے علم کے منکر ہیں۔“

یہ کس قدر مستحکم چیز بات ہے کہ جب نانوتوی صاحب پر اعتراض ہوتا ہے تو اس کی دوسری عبارات مناظرہ عجیبہ وغیرہ اٹھا کر اس کی صفائی میں پیش کر دی جاتی ہیں اور جب شیخ صاحب پر جھوٹ بولا جاتا ہے تو شیخ صاحب کی کتاب مدارج النبوت کو دور پھینک کر اشعة اللمعات کی ناکام آڑ لی جاتی ہے۔ کیا دیانت و تقویٰ کو دیوبند سے بالکل ہی کان پکڑ کر نکال دیا گیا ہے۔ اور کیا روز محشر سنبھلی صاحب کو پیش نہیں ہونا ہے۔

ہو ابے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلجھانے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

”ملاں سنبھلی کی کتاب“ فیصلہ کن مناظرہ کی فریب کاریوں کا ایک نمونہ

جناب سنبھلی نے اپنے اکابرین کے کفریات کو عین اسلام ثابت کرنے کے لیے اپنی کتاب **خیانت پر خیانت** فیصلہ کن مناظرہ میں ہر مقام پر جن فریب کاریوں سے عوام کا الانعام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر کوئی بھی صاحب علم و بصیرت اسے ملاحظہ کرے گا، تو اسے صاحب موصوف کے دیانت و علمیت پر ضرور افسوس ہوگا۔ کہ یہ دیوبندی مولوی جاہل مطلق ہو کر لوگوں کو کس قدر دھوکہ دیتے ہیں کہ لاہور کے مناظرہ میں مضبوط ہو کر بھی اسے اپنے حق میں فیصلہ کن مناظرہ کا لقب دے دیا گیا، بندہ نے اپنی اسی کتاب کے مختلف مقامات پر اس کا مکمل رد کر دیا ہے۔ یہاں ہم مولوی صاحب کی خیانتوں کا صرف ایک نمونہ پیش کرتے ہیں جس سے باقی کتاب کی صداقت و کذب کا آپ پر از خود ہی راز فاش ہو جائے گا کیونکہ مشہور ہے کہ

فیس کن زگلستان من بہار مرا

مولوی خلیل احمد صاحب نے جب شیخ صاحب کے فیصلہ مدارج النبوت سے چشم پوشی کر کے شیخ صاحب کے کلام نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا۔ اور علمائے اسلام نے جب دیوبند کے اس شیخ الکذابین کی دیانت پر اظہارِ افسوس

کیا تو سنبھلی صاحب اس کی صفائی کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔ اولاً تو یہ دھوکہ دیا کہ یہ مولوی خلیل احمد صاحب نے اشعۃ اللمعات سے ہی یہ عبارت نقل کی اور جب اسے یہ خطرہ ہوا کہ شیخ نے تو اشعۃ اللمعات میں بھی "یعنی بے دانا نیدن حق سبحانہ" فرما دیا ہے۔ اور خلیل احمد نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے تو خیانت پھر بھی ثابت ہو جائے گی۔ تو سنبھلی صاحب بھی مدارج النبوت کی عبارت میں ہیر پھیر کرنے کے لیے اور حضرت شیخ صاحب کی عبارت "اس سخن اصلے ندارد در روایت بدایہ صحیح نشدہ" میں سے صرف پہلے جملہ اس سخن اصلے ندارد کا ایک خود ساختہ معنی کر کے دوسرے جملہ در روایت بدایہ صحیح نشدہ کو بالکل ہی مضموم کر گئے۔ چنانچہ مولوی صاحب لکھتے ہیں:

مگر چونکہ اس روایت کی اسناد منقول نہیں۔ اس لیے مدارج النبوت میں ایک جگہ یہ بھی فرما دیا کہ اس کی اصل صحیح نہیں، یعنی اسناد نہیں۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۳۳، سطر ۳)

اہم دیوبندی حضرات کو خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ شیخ صاحب کی کتاب مدارج النبوت ہر جگہ موجود ہے۔ کوئی صاحب انصاف اس کتاب کی جلد اول کا صفحہ ۷ کھول کر ملاحظہ فرمائیں اور ہمیں بتائیں کہ کیا شیخ صاحب نے صرف یہی لکھا ہے کہ اس کی اصل نہیں اور کیا اسی جملہ کے ساتھ ہی متصل شیخ صاحب کا فیصلہ کن جملہ "در روایت بدایہ صحیح نشدہ" موجود نہیں؟ ہمیں سخت افسوس ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب سے بھی اس ملاں نے بڑھ کر خیانت کی۔ اور یہ صرف اس لیے کہ دوسرے جملہ کے سامنے کوئی چارہ کار نظر نہ آتا تھا۔ اس لیے اصلے ندارد کا معنی یعنی اسناد نہیں کہہ کے جان بچانے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ اصلے ندارد کا "اسناد نہیں" ترجمہ کرنا ہی غلط ہے۔ دیکھیے دیوبند کے صدر مولوی انور شاہ صاحب کشمیری اپنی کتاب مشكلات القرآن میں لکھتے ہیں:

"الثالث التفسیر المفرد للمذہب الفاسد بات يجعل المذہب اصلاً والتفسیر تابعاً یعنی تفسیر کی تیسری قسم یہ ہے کہ مذہب کو بنیاد اور تفسیر کو اس کا تابع بنا دیا جائے۔ (مشكلات القرآن ص ۲۰) تو کیا دیوبندی صاحبان یہاں بھی اصل کے لفظ کا معنی سند کریں گے؟

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا

کار طفلان تمام خواہ شد

حالانکہ اصل کا معنی جر و بنیاد و ذات کا ہی ہے۔ کتب لغت میں ہے۔ اصل بیح و بن و شراد (صراح و غیرہ)

اور ملا علی قاری اپنے رسالہ الموضوع فی الحدیث الموضوع میں تصریح کرتے ہیں کہ ما اعلو خلف جداسی هذا قال ابن حجر لیس بحديث (المصنوع فی الحدیث الموضوع مطبوعہ محمدی لاہور ص ۲۲)

تو حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہی بے بنیاد ہے۔ اور اس کی روایت بالکل درست نہیں مگر افسوس! کہ خائن کی حمایت سے سنبھلی صاحب نے نہایت ہی بے بنیاد اور غلط روایت کو درست قرار دیا ہے۔

کی حقیقت واضح ہو گئی ہے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف (اقبال)

نوٹ:- دیوبندی حضرات اگر شیخ صاحب کی کتاب اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوت کو علیحدہ علیحدہ تصور کریں گے تو مولوی محمد قاسم کی مختلف عبارات تحذیر الناس وغیرہ کو بھی علیحدہ علیحدہ تصور فرمائیں۔ اور اپنے نانو تووی صاحب کو کفر کے پڑے میں دھکیل دیں۔ اور اگر اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوت کو بقانونِ دیوبندیہ ایک ہی سمجھا جائے گا تو مولوی خلیل احمد صاحب کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا۔

اُجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

خود آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

(معاذ اللہ) روضہ مصطفیٰ کی زیارت کو جاتے ہوئے ضرور ہی بد معاشی کرنا چاہیے اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شرک سے بچنا۔۔۔۔۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی باتیں کریں تو ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۱۱ سطر ۱۲)

نوٹ:- دیوبندیوں کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی نبی دلی کے دربار کو جاتے ہوئے راستے میں نامعقول باتیں یعنی بد معاشی نہ کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ جاتے ہیں کہ ایک کنوارے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے اس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۴ سطر ۲)

(نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بے حواس ہو گئے

نوٹ:- خدا تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے: فکان قاب قوسین او ادخ فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما نزلنا غ البصر و ما طغی۔ یعنی شبِ معراج جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بلا واسطہ کلام فرمایا۔ تو آپ کی آنکھ بھی نہ جھپکی۔ بارگاہِ الہی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عزت و رفعت ہو۔ مگر دیوبندی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگلی کے مقابلے میں بے حواس کہیں۔

اللہما حفظنا من شر الخوارج

(۱) اس شہنشاہ کی تویہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر

(معاذ اللہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ ہی جیسے اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں

(تقویۃ الایمان ص ۳۵، سطر ۱۷)

پیدا کر ڈالے۔

(۲) پس وجود مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل باشد تحت قدرت الہیہ وہو المطلوب۔

(یکروزی مصنفہ اسماعیل ص ۱۳۸، سطر ۱۸)

نوٹ:- جس طرح دیوبندیوں و ہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور کی مثل نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح مرزائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ مرزا ثانی صاحب لکھتا ہے۔

”اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں کسی طرح فرق نہیں آتا۔“

(دعۃ الامیر ص ۳۸، سطر ۳)

مگر دیوبندیوں کی یہ عبارات تو مرزائیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ مرزائی حضور کے بعد جن نبیوں کی آمد مانتے ہیں، اُن کو حضور کے برابر نہیں کہتے۔ بلکہ آپ کے تابع و خادم مانتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

”اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں، مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے

مخدوم سے جدا نہیں۔“ (دکشا نور ص ۳۳، سطر ۶)

حالانکہ ہمارے نزدیک مرزائیہ کا یہ نظریہ بھی سراسر باطل اور کفر ہے۔ مگر دیوبندی تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے بالکل برابر نبی پیدا ہونے کے بھی قائل ہو گئے۔ یہ ہے وہ تقویۃ الایمان جس کو گنگوہی صاحب اپنے فتوے میں ہر دیوبندی کا ایمان بتاتے ہیں۔

حالانکہ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اگر بقول دیوبندیہ آپ کے بعد آپ کے برابر کوئی نبی پیدا ہو سکے گا تو وہ بھی خاتم النبیین ہوگا۔ ورنہ برابری کا دعویٰ غلط ہو جائے گا۔ اور جب وہ خاتم النبیین ہوگا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہیں گے۔ نیز قرآن مجید کا جھوٹا ہونا بھی لازم آئے گا۔ اور چونکہ حضور خاتم النبیین ہیں، لہذا آپ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال بالذات ہے۔ اور تمام امت محمدیہ کا یہ عقیدہ،

”المحال لا یدخل تحت القدماۃ“

(مسارہ مع مسارہ ص ۸۰، سطر ۲)

یعنی محال چیزیں قدرت الہیہ کے تحت داخل نہیں۔ مگر افسوس کہ دیوبندیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نبی کو داخل قدرت الہیہ شمار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک دوسرے خاتم النبیین کا امکان مان

لیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں
(تقویۃ الایمان ص ۳۴، سطر ۶)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کسی چیز کے بھی مالک و مختار نہیں

ذوٹے :- دیوبندی اپنے مکانوں کے مختار اپنی دوکانوں کے مختار اپنی اولاد کے مختار اپنے اچھے، بھلے
کے مختار مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان میں خدا تعالیٰ انا اعطینک الکوشرفراوے یعنی میرے
حبیب ہم نے آپ کو ہر شرت عطا فرمادی۔ ان کو کسی چیز کا بھی مختار نہ مانا۔ کس قدر بد اعتقاد ہی ہے۔ پھر کلام کا لہجہ پالانہ
طرز بھی دیکھیے نہ حضرت نہ حضور نہ درود نہ خطاب۔

جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے، تو آپ بھی چور
ہو جاتا ہے الخ۔

(معاذ اللہ) تمام انبیائے کرام
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی چور ہیں

(تقویۃ الایمان، ص ۳۶، سطر ۸)

ذوٹے :- مولوی اسماعیل نے یہ عبارت انبیائے کرام کی شفاعت کا رد کرتے ہوئے لکھی ہے۔ اور کون
مسلمان نہیں جانتا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لاهل الکبائر، یعنی میری شفاعت
بڑے بڑے گنہگاروں کے لیے ہوگی۔ تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیامت کے
دن چوروں کی حمایت کر کے چور بن جائیں گے۔ (العیاذ باللہ)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جان کے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں۔

(۱) سوانہوں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے، نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی
جان تک کا بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ الخ۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۸، سطر ۹)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نفع نہ نقصان کی طاقت اور نہ ہی غیب جاننے کی طاقت اللہ کی طرف سے
دی گئی ہے۔ (جواہر القرآن غلام خان ص ۷۲)

ذوٹ :- حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے بارگاہ النبی میں عرض کیا لا املك الا نفسي و اخي۔ یعنی میں صرف
اپنی جان اور اپنے بھائی کا مالک ہوں۔ حضرت موسیٰ تو اپنی جان اور اپنے بھائی کے بھی مالک ہونے کا دعویٰ فرمادیں
اور آنحضرت سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوبندی صرف اپنی ہی جان کے نفع کا مالک نہ سمجھیں۔

انا لله وانا اليه راجعون

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
دیوبندی بزرگوں کے پیچھے بیٹھتے ہیں

انہوں نے جواب دیا کہ آپ پر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں۔ پھر حاجی
سے سن کر میں نے بھی یہی کہا۔ پھر دریافت فرمایا کہ حاجی جی کے
پیچھے کون ہیں؟ حاجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہیں۔ الخ۔ معاذ اللہ۔

(اصدق الروایا نقلاً عن ۲ ص ۲۶، سطر ۹)

نوٹ:- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے کہ معراج کی شب بیت المقدس میں
جمع انبیائے کرام علیہم السلام رونق افروز ہیں۔ مگر جب جماعت کا وقت آتا ہے۔ کوئی نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے آگے امام ہونے کے لیے تشریف نہیں لاتا۔ اور پھر یہی ذات بابرکات جو امام اولین و آخرین و امام الانبیاء ہیں۔
سب کے امام بن کر مصلیٰ پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

دراں مسجد امام انبیاء شد

صف پشینیاں را پیشوا شد

(جامی)

تو اس ذات پسا نواس کے متعلق امت دیوبندیہ کی حاجی صاحبہ کا یہ کہنا اور نقلاً عنی صاحب کا اس کو فخر یہ طور
پر اصدق الروایا یعنی بہت ہی سچا خواب شمار کر کے شائع کرنا کہ حضور کریم دیوبندیوں کی پیچھے بیٹھتے ہیں۔
اور دیوبندی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیچھے کر کے بیٹھنا فخر سمجھتے ہیں۔

بارگاہ نبوت میں یہ گستاخانہ جرات ہے۔ ہمارے عقیدہ میں تو یہ جھوٹ گھڑا گیا ہے اور دیوبندیوں کی
ہاجی نے کذب بیانی کی ہے۔ (یہ ہاجی مولوی اشرف علی کی بوڑھی بیوی ہے۔)

نیز دیکھا کہ زوجہ شیخ فدا حسین والدہ حافظ احمد حسین مہاجر و امین
حجاج مقیم مکہ ذاد ہا اللہ شرفاً و کرامتہ برائے حضرت ایشاں اپنے
مکان میں کھانا پکا رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
دیوبندیوں کے پیروں کے باورچی ہیں

پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اٹھ تاکہ مہمان امداد اللہ کے واسطے کھانا پکاؤں۔ (معاذ اللہ)

(شماٹم امداد یہ مرتبہ اشرف علی وغیرہ ص ۲۲، سطر ۵ تا ۱۰)

نوٹ:- حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے کہ تمام کائنات جن کی خادم کہلائے اور
آپ کی ہی غلامی کو ہر مخلوق اپنا فخر سمجھے، خود خدا تعالیٰ آپ کی مہمانی فرما دے اور حضور ابیت عند ربی بطہنی
و یسقلنی کا ارشاد فرماویں۔ محبوب خدا کی پاک ذات کے متعلق دیوبندیوں کا یہ عقیدہ کہ معاذ اللہ آپ دیوبندیوں
کے باورچی بنے اور دیوبندیوں کی روٹیاں پکاتے رہے۔ لاجول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

(معاذ اللہ) مدینہ عالیہ اور تھانہ بھون میں مناسبت مثلی ہے جیسا کہ مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ

سکتا، اللہ کا شکر ہے، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا یہاں پر بھی نہیں رہ سکتا۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۴۰، سطر ۱)

نوٹ ہے۔ پہلے تو تھانوی صاحب نے رسول اللہ بننے کا دعویٰ کیا اور پھر مدینہ طیبہ اور اپنے تھانہ بھون کو برابر قرار دیا۔ اور تھانہ بھون کے متعلق وہ خود لکھتا ہے کہ یہاں سب بے جا ہی رہتے ہیں (دیکھو افاضات ایومیہ ج ۲ ص ۶۶۵) تو کیا معاذ اللہ اس کے نزدیک مدینہ شریف بھی ایسا ہی تھا۔

ہمارے معزز دوست نواب جمشید علی خان نے بھی یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ

حدیث میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت تو معلوم ہے۔ تو کیا اس حدیث کی رو سے حضور کے گنبد شریف کا شہید کر دینا بھی واجب ہے

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گنبد گرانا واجب ہے

چونکہ واقعی بناء علی القبر کی حدیث میں مخالفت ہے اس لیے اول تو میں متحیر ہوا۔ بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو ہوتی تو ہیں واقعی لیکن ان کا تذکرہ بدنام اور بے ادبی و بدتمہہ ہی ہوتا ہے۔ الخ۔

(افاضات ایومیہ ج ۲ ص ۱۹۰، ۱۹۱، سطر ۲۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کر لیے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا۔ جس کے اندر کیریلر کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدا نخواستہ آپ کو بود و گم، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟ (استقام انکاری)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد اگر عربی لوگ نہ کرتے، تو معاذ اللہ آپ کی نبوت ہی فیل ہو جاتی

اندر کیریلر کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدا نخواستہ آپ کو بود و گم، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے؟ (استقام انکاری)

(تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں مصنف مولوی مودودی صاحب دیوبندی ص ۱۱، سطر ۳)

نوٹ ہے۔۔۔ منشاء تخلیق عالم رحمۃ للعالمین کی اس سے بڑھ کر اور کیا توہین ہو سکتی ہے کہ بس ان کی کامیابی کا مدار ایسی جماعت کو قرار دیا جائے کہ جن کو زیور اسلام سے آراستہ کر کے کمالات ظاہری و باطنی سے منور کرنے والی آپ ہی کی ذات والا صفات تھی۔ کیا دیوبندیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو لوگوں کا محتاج نہیں قرار دے دیا۔

(۱) ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے۔ جو علم و فضل یا ولایت

بلکہ نبوت کے بھی ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔

(ربوادر النوار، تھانوی، ص ۱۹۴، سطر ۱۹)

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غلطی جمع ہو سکتی ہے

(۲) کبھی کبھی اقتضائے بشریت کی بنا پر جب کبھی آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہوئی۔ الخ
(تغیبات مودودی ص ۲۴۵، مطبوعہ پشاور)

دیوبندیوں کے ساتھ غلطی جمع نہیں ہو سکتی
حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یاد دہانے سے عارفین کے ذہن میں مقاصد پہلے آتے ہیں اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقاصد میں نہیں پہنچتا۔
(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲، ص ۳۲۲، سطر ۱۹)

خوٹے۔ تو معاذ اللہ جو کمال دیوبندیوں کے پیر کو حاصل تھا۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل محروم تھے۔
(لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی وقعتی
ایک صاحب کی لڑکی کا رشتہ طے ہو رہا ہے۔ لڑکے والوں نے ان کو لکھا ہے کہ جناب سول مقبول صلی اللہ علیہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ شادی میں جلدی کرو۔ تو کیا آپ کی مصلحت حضور کی مصلحت سے بڑھی ہوئی ہے۔ اب وہ بیچارے لڑکی والے لکھتے ہیں کہ کہیں اس وقت شادی نہ کرنا حضور کے حکم کے خلاف تو نہ ہو گا میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ ایسے امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیداری کے ارشادات بھی محض مشورہ ہوتے تھے۔ جن پر عمل کرنے سے انسان خود مختار ہوتا تھا۔
(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴، ص ۳۹۸، سطر ۴)

خوٹے۔ کیا تھانوی صاحب سے چکر الویت کی بو تو نہیں آ رہی؟

نعوذ باللہ حضور اور سب بنی جھوٹ بولنے اور گناہ کرنے سے معصوم نہیں ہیں
(۱) دروغ بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے بنی کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔
(تصفیۃ العقائد مصنف محمد قاسم باقی دیوبند ص ۲۳، سطر ۵)

(۲) بالجلہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت باین معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے پاک ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں۔
(تصفیۃ العقاید ص ۲۵، سطر ۱۳)

خوٹے۔ کسی شخص نے یہی عبارتیں بغیر مصنف کا نام ذکر کیے مفتیان دیوبند سے ان کے متعلق فتوے پوچھا انہوں نے حکم دیا کہ ”ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا نکاح فاسد ہوا۔“

(تجلی دیوبند مئی ۱۹۵۶ء ص ۳۰ کالم ۱ سطر ۱۳)

حضور کفار جیسے تھے
یہ بات پوشیدہ نہیں کہ انما انا بشر مثلكم کا خطاب مشرکین کی طرف ہے پس تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی بشریت میں ان مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا۔ جن کی نجاست قرآن مجید سے ثابت ہے۔
(تقوینۃ الایمان خط اسماعیل، ص ۲۹)

(معاذ اللہ) آپ نے عدت گزرنے سے پہلے ہی حضرت زینب کا نکاح کر لیا۔

زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا۔

(بلغة الحیران، ص ۲۲، سطر ۱۱)

نوٹ :- حدیث شریف میں ہے لما انتقضت عدۃ زینب، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزیید فاذکرہا علی (مسلم شریف، کتاب النکاح)

اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے بعد گزرنے عدت کے نکاح کیا۔ مگر امام دیوبند کی جہالت ملاحظہ ہو کہ نکاح ہی قبل از عدت قرار دے کر حضور پر حملہ کر دیا۔ (لاحول ولاقوة الا باللہ) مسئلہ مولود میں ایک باریک بات ہے۔۔۔۔۔ جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ محمد

حضور کا نام لینا ہی بے کار ہے محمد، تو اب یہ بات معلوم کرنے کی ہے کہ یہ عبادت بنے یا نہیں؟ سو اس کے واسطے

نقل نہیں ہے۔ (مزید المجید تھانوی ص ۳۶، سطر ۳)

نوٹ :- مولوی نذیر حسین دہلوی و ہابی نے بھی حضور کے (سم گرامی کے وظیفہ سے منع کیا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ، ص ۱۱، ص ۴۹)

یا رسول واہ واہ! تو نے اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔

(بلغة الحیران ص ۲۲۶، سطر ۲)

حضور کے متعلق دیوبندیوں کا

ایک خود ساختہ نرالا درود

نوٹ :- دیوبندیوں کو چاہیے کہ جلسوں میں بھی درود شریف پڑھا اور پڑھایا

کریں، مگر "یا" اس میں بھی موجود ہے۔

اخلاق محاسن کے تین جزو ہیں تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست

ان تینوں سے آپ قطعاً واصلاً بے خبر تھے جب آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کتاب الہی

کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیونکر آگاہی ہو سکتی

(معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہذیب اخلاق سے بے خبر تھے

(تاریخ ایمان و ہدایہ بحوالہ مختصر سیرۃ نبویہ از مولوی عبد الشکور لکھنوی دیوبندی ص ۲۲)

تھی۔

نوٹ :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کنت نبیا و آدم بین الماء والطين، یعنی حضرت

آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں ہی تھے کہ میں مقام نبوت پر فائز ہو چکا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی فرما

ہیں جعلنی نبیا وجعلنی مبارکاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پیدا ہوتے ہی مبارک و فائز اپنی تکمیل اخلاق و

تہذیب کا اعلان فرمائیں۔ مگر سید المرسل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دیوبندیہ کا یہ ناپاک نظریہ کہ معاذ اللہ چالیس

سال کی عمر شریف تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہذیب اخلاق اور ایمان و تمام شرعی و اخلاقی خوبیوں سے قطعاً غافل

و بے خبر ہے۔

(معاذ اللہ) حضور اکرم ناپاک تھے۔

دیوبندیوں اور دہابیوں کا پیشوا شہ ابوالاعلیٰ مودودی امیر نام نہاد جماعت اسلامی اپنی جماعت کے ہفت روزہ رسالہ "ایشیا" بھر یہ اذلالہ میں قرآن مجید کی آیت قل لا اقول لكم عندى خزائن الله کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اے محمد! کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں غیب کا حال جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہی کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (یعنی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوں) میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو محمد پر وحی کی جاتی ہے۔" (انعام)

(ایشیا ۹ جون ۱۹۶۸ء ص ۱۲ کالم ۱)

یہ بریکٹ بند الفاظ یعنی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوں، ظاہر ہے کہ قرآن شریف کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ فقرہ نہ میں تم سے یہی کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں کی توضیح کے لیے مودودی کی مغرور ذہنیت نے رسول اکرم کو ناپاک ثابت کرنے کے لیے اختراع کیا ہے۔ مودودی کے نزدیک حضور کے فرشتہ نہ ہونے کا مطلب حضور کا انسانی کمزوریوں سے ناپاک ہونا ہے اس خام ذہنیت نے یہ مردود وجہ تو کمر لی مگر ذہن میں یہ کیوں نہ آیا کہ فرشتہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ فرشتے تو میری بارگاہ کے خادم میرے نور کے خوشہ چین، میری بارگاہ رسالت کے درباری اور غلام ہیں۔ سید الخلق کی عظمت و جلالت سے ملائکہ کا کیا موازنہ! اب سوال یہ ہے کہ مودودی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کون سی انسانی کمزوری نظر آرہی ہے؟ ان لوگوں نے جب رب العزت جل شانہ کی ذات والا سے بدکاریوں کا صدور ممکن مان لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا لحاظ کریں گے دیکھو ہماری اسی کتاب کا باب ہے: ہم تمام مودودیوں دیوبندیوں دہابیوں کو تنبیہ دیکھتے دیتے ہیں کہ انہوں نے رسول پاک کی اطہر اذکی ارفع و اعلیٰ معصوم و پاک ذات کو انسانی کمزوریوں سے ملوث کہہ کر شان نبوت پر سنگین حملہ کیا ہے۔ اگر ان میں صداقت ہے تو وہ ہمیں آپ کی کمزوریوں کا ثبوت پیش کریں۔ ورنہ میدان محشر میں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا جواب دیں گے۔

بسیار چیز است، کہ ظہور آن از مقبولین حق از قبیل خرق عادت
شمرده مے شود، حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ قوی واکمل
اذان اذار باب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔

جادوگر (نعوذ باللہ) حضرات انبیائے کرام
علیہم السلام سے بھی زیادہ طاقت رکھتے تھے

نوٹ:۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے خرق عادت معجزات من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ اور جادوگر کا بھان متی سراسر فریب ہوتا ہے۔ اور فریب کسی طرح بھی معجزہ سے اقویٰ و اکمل نہیں ہوتا۔ اور ساحرین فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شکست کھانا اس پر واضح دلیل ہے۔

ایمانت و گتخی کردن جناب انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کفر است و اگر بتاویں و تو جیسے گوید کافر نشود۔ (معاذ اللہ)

(امداد الفتویٰ ج ۳، ص ۱۲۶)

(نوذ باللہ) تاویل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توپن کرنے والا کافر نہیں ہوتا

نوٹ:۔ اور یہی تھانوی دوسرے مقام میں فرماتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۲، ص ۲۰، سطر ۲۱)

”ضروریات دین میں تاویل دافع کفر نہیں“

اور مولوی مرتضیٰ حسن ناظم دیوبند لکھتا ہے:

جو شخص کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے۔ بہر صورت کافر ہے، مرتد ہے،

پھر جو شخص اسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ الخ (اشد العذاب ص ۱۶، سطر، مطبوعہ دیوبند)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ عزت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبندیوں کے نزدیک کوئی ضروری بات نہیں (تسخر اللہ) یہ سب کچھ حفظ الایمان، تسخیر الناس، وبراہین قاطعہ کی شان رسالت میں گالی گلوچ کو جائز کرنے کے لیے ہو رہا ہے۔

تمام حضرات انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم السلام کے متعلق دیوبندوں کے ناپاک عقاید

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو معلوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں

باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں

(تسخیر الناس مصنف بانی دیوبند ص ۳، سطر ۲۱)

(معاذ اللہ) دیوبندی مولوی حضرات

انبیائے کرام سے بڑھ بھی جاتے ہیں

بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس سیمائی کو دیکھیں ذرا

ابن مریم

(مرثیہ مولوی محمود الحسن، صدر دیوبند ص ۳۳)

(معاذ اللہ) مولوی رشید احمد گنگوہی کے معجزے اور

حاجت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تھے

نوٹ:۔ محمود الحسن نے اس سیمائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رشید کو زیادہ طاقت

والا بتایا ہے۔ مرزا قادیانی بھی محمود الحسن کی طرح لکھتا ہے:

”صد ہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیشین گوئیاں سبقت لے گئی ہیں (ریویو حصہ ۱ ص ۲۹۳) معلوم ہوا

کہ مرزائی تو مرزا کو نبیوں سے قوی تر مانتے ہیں۔ اور دیوبندی رشید احمد کو نبیوں سے طاقت ور یقین رکھتے ہیں۔

(معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ نبی تھے نہ رسول | وثائق و حقائق و سلسلہ ابراہیمی میں دراصل دو ہی صاحب شریعت رسول آئے۔ پہلا نبی اسحاق میں خاندان بنی اسرائیل

کا اولوالعزم پیغمبر جس نے فراعنہ مصر کی شخصی حکمرانی اور محکومی و غلامی سے اپنی قوم کو نجات دلائی۔ دوسرا اس کے مورث اعلیٰ خلیل اللہ کی مقدس دعا کا مقصود و مطلوب اور بنی اسماعیل بنی امی جس نے نہ صرف اپنے خاندان اپنی قوم اور اپنے وطن کو بلکہ تمام عالم انسانیت کو انسانی حکمرانی کی لغت سے نجات دلائی و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (۳۳، ۳۲) سیح ناصری کا تذکرہ بے کار ہے۔ وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا۔ پر خود کو نبی صاحب شریعت نہ تھا۔ اس کی مثال ان مجددین ملت قدیمہ اسلامیہ کی سی تھی۔ جن کا حسب ارشاد صادق و مصدوق تاریخ اسلام میں ہمیشہ ظہور رہتا ہے۔ وہ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا۔ وہ خود بھی قانون عشرہ موسوی کا تابع تھا۔ الخ

(بہت روزہ السلال کلکتہ مرتبہ ابوالکلام آزاد۔ دیوبندی۔ پرچہ نمبر ۱۳۔ بابت ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۲۲۹، کالم ۲ سطر ۱)

نوٹ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجدد ہی بتا کر ابوالکلام نے آپ کی رسالت و انجیل شریف کا انکار کیا ہے۔ اور سلسلہ ابراہیمی میں صرف دو ہی رسول مان کر کتب و صحف الہیہ و باقی رسل کا انکار کیا ہے۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی
(مرثیہ محمود الحسن، ص ۱۱، سطر ۸)

(معاذ اللہ) مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے بندے
بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے برابر تھے

نوٹ ہے۔ (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن بے مثال کی یہ شان ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبیحانہ جمال کے مالک تھے تو مولوی محمود حسن صاحب کا یہ کہنا کہ ہمارے گنگوہی صاحب کے منہ کا لے لوٹے بھی حسن میں یوسف علیہ السلام کے برابر و ثانی تھے۔ کیا صدر دیوبند نے خدا تعالیٰ کے محبوب پیغمبر کے خداداد حسن و جمال نبوت کی توہین نہیں کی۔

(۲) دیوبندیوں کا یہ فیصلہ ہے کہ عبد النبی نام رکھنا شرک و کفر ہے چنانچہ تھانوی صاحب شرک و کفر کی باتیں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

عن نخش، حسین نخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا (یعنی یہ کفر و شرک ہے)

(مبشقا زیور حصہ اول ص ۳۴، سطر ۱)

دیوبندیوں کا پیشوا گاندھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہے؟
 موجودہ حکومت ہند فرعون سے مشابہ ہے اور مسٹر گاندھی موسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہیں۔۔۔۔۔ فرعون کو یہ معلوم نہ تھا کہ شیر خوار بچہ جس کے وہ درپے ہے، خود اسی کے گھر میں شاہی محل کے اندر پرورش پائے گا اور اس کی ڈاڑھی نوچے گا۔ ایسے ہی مہاتمہ گاندھی ہند میں پیدا ہوئے۔ الخ۔

(تقریر مولوی عطاء اللہ شاہ دیوبندی واقعہ مسجد شیخ خیر الدین امرتسر نے مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء)
 نوٹ ۱۔ اس تقریر کی وجہ سے عطاء اللہ شاہ پر جب مقدمہ چلا تو اسے ڈی، ایم امرتسر نے فیصلہ میں یہ الفاظ لکھے کہ ”مسٹر گاندھی اور حضرت موسیٰ کے مابین جو مقابلہ اس (عطاء اللہ شاہ) نے کیا اس پر اور اس ناشائستہ انتشار سے پر رائے زنی کرتے ہوئے اس نے جوش فرحت کے ساتھ اس طریقہ کو پُر زور لفظوں میں ادا کیا۔“
 (فیصلہ عدالت اے ڈی۔ ایم امرتسر مجریہ ۸ اپریل ۱۹۲۱ء)

(معاذ اللہ) تمام انبیاء ذرہ ناچیز سے کم درجہ رکھتے ہیں
 سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۶۳، سطر ۱۴)

نوٹ ۱۔ اللہ تعالیٰ حضرات انبیائے کرام میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے کہ وَعَنْ عِنْدَ اللَّهِ وَجِیْہَا۔ یعنی وہ موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے روبرو بڑی عزت والا ہے۔ خدا تعالیٰ تو انہیں اپنے روبرو عزت والا فرماوے اور یہ ان ناپاک سبقتوں کو ذرہ ناچیز سے بھی کم درجہ بتائیں۔ (نور باب اللہ)
 اور رسولوں کا کمال سلامت رہنا عذاب الہی سے فقط۔

(معاذ اللہ) بس عذاب سے ہی بچ جانا
 نبیوں کے لیے غنیمت ہے
 (بلغۃ البحران، مصنف امام ششم دیوبندی مذہب ص ۲۴۴، سطر ۲۶)
 نوٹ ۲۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے:

وَأَنْتَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ یعنی اے محبوب! بیشک آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمائے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میرے حبیب رحمتہ للعالمین تمام کائنات کے ہادی ہیں۔ اور دیوبندی ان کے لیے عذاب الہی سے بچ جانا ہی مشکل سمجھیں۔

(معاذ اللہ) سب انبیاء بچو اس ہو گئے
 اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۴، سطر ۱۹)

نوٹ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَعَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَتْلِيهَا**۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حقیقت کلام فرمایا۔ اور دیوبندی کہیں کہ معاذ اللہ وہ بے حواس ہو جاتے ہیں۔ تو پھر موسیٰ علیہ السلام نے یہ کیسے عرض کیا، سب اہل حق بے حواس آدمی تو بات ہی نہیں کر سکتا، کیا دیوبندیوں نے کلام الہی کا انکار کر کے اپنا ایمان برباد نہیں کیا۔ اور ستم ظریفی یہ کہ اپنے مولویوں کے متعلق تو ان کا یہ اعتقاد کہ وہ خدا تعالیٰ سے بلا تکلف باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ امام دیوبندی مولوی اسماعیل صاحب اپنے بزرگ مولوی سید احمد کے شان کے متعلق لکھتا ہے:-

ایک روز اللہ تعالیٰ نے (مولوی سید احمد صاحب) کا دایاں ہاتھ اپنے قدرت کے ہاتھ میں پکڑ لیا اور امور قدس کی چیز جو بہت ہی اعلیٰ تھی سید صاحب کے سامنے کی، اور فرمایا کہ تجھے یہ اور ایسی کسی چیزیں دوں گا۔

(صراط مستقیم ص ۱۶۴، سطر ۱۹)

تو یہاں سید صاحب تو نہ رعب میں آئے اور نہ بے حواس ہوئے مگر انبیائے کرام کو دیوبندی بے حواس بتاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرات انبیائے کرام کو اپنے مولویوں سے بھی حقیر سمجھتے ہیں۔

ان (تھانوی صاحب کے مرید دیوبندی) نے پرچہ پیش کیا، اس میں یہ لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی صاحب نبیوں کے برابر ہیں

(مزید المجید تھانوی ص ۱۱۸، سطر ۱۱۹، اشرف الممولات ص ۵۰، سطر ۶)

نوٹ: انوار علی پور وغیرہ سے غیر ذمہ دار لوگوں کے حوالے دے کر علمائے اہل سنت کو بدنام کرنے والے دیوبندی اپنے مریدین کا بھی عقیدہ ملاحظہ کر لیں۔

بیشین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے (معاذ اللہ) چار سے بھی زیادہ ذلیل آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویت الایمان ص ۱۶، سطر ۱۹)

نوٹ: اللہ کی بڑی مخلوق پر چار سے بھی زیادہ ذلیل ہونے کا لفظ بولنا کس قدر بے دینی ہے۔ واضح باد کہ یہاں دیوبندی جو فریب دیتے ہیں اس کے مفصل جوابات پہلے ”دیوبندیوں کے عقاید“ بابت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث میں گزر چکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ ہوں۔ کیا کوئی مسلمان دیوبندیوں سے دریافت کر سکتا ہے کہ چار تو بے ایمان ہونے کی حیثیت سے بھی ذلیل ہے۔ تو کیا معاذ اللہ انبیائے کرام کو بھی تم ایسا ہی سمجھتے ہو۔

میں کم نکت کیا چیز ہوں کہ میں اس کا انتظار کروں کہ مجھ سے رتو ذبا اللہ حضرات انبیائے محبت کی ضرورت ہی نہیں

مجت ہو خود حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھی

طبعی محبت کرنا فرض نہیں

(اقاغات الیومیہ ج ۴، ص ۵۶۴، سطر ۷)

دیوبندی مولویوں سے محبت کرنا ضروری ہے | اپنے پاس اعمال وغیرہ کا تو کچھ ذخیرہ نہیں، صرف بزرگوں کی دعا اور محبت ہی ہے۔۔۔۔۔ اس کا ہر شخص کو اہتمام کرنا چاہیے۔

(اقاغات الیومیہ ج ۴، ص ۵۶۴، سطر ۱۹)

معاذ اللہ نبی ناکارے لوگ ہیں | ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے تصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ الخ۔

(تقوینۃ الایمان ص ۳۳)

کعبہ معظمہ کے متعلق دیوبندیوں کے عقاید

استنجی کے وقت کعبہ شریف کو پیٹھ کرنا جائز ہے | سوال :- استنجا کرنا یعنی آبدست لینا قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے کیسا ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱، ص ۳، سطر ۲۱)

الجواب :- چونکہ کوئی دلیل نہیں۔ اس لیے جائز ہے۔
نوٹ :- حالانکہ کتب فقہ میں مصرح ہے کہ وقت استنجی بھی قبلہ شریف کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا بے ادبی ہے علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں :- لما فی المذنبۃ ان ترکہ ادب الخ (فتاویٰ شامی ج ۱، ص ۳۲۸)
تو معلوم ہوا کہ ایسے فتوے دے کر شعائر اللہ کی بے ادبی کرنا یہ دیوبندیوں کا ہی مذہب ہے۔

سجدہ کرنے کے لیے کعبہ کی طرف منہ کرنا کوئی شرط نہیں | یہ سوال کہ سجدہ میں استقبال قبلہ تو ہونا ضروری ہے اور اس میں اس شرط کا الزام نہیں ہو سکتا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرط اجتنادی ہے۔ اس میں اختلاف کی گنجائش ہے، چنانچہ نیل الودیان باب التکبیر للسجود میں

ہے کہ حضرت ابن عمر کے نزدیک سجدہ تلاوت میں وضو نہ طہ نہیں اور ابو عبد الرحمن کے نزدیک استقبال قبلہ کی بھی شرط نہیں۔ الخ۔ (بواد النواذر مختار نوی ص ۱۳۹، سطر ۷)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ شوکانی غیر مقلد اور مختار نوی صاحب دونوں مذہبی بھائی ہیں اور ان کو آزادی ہے کہ بلا وضو سجدہ کیا کریں، حالانکہ فقہائے اخاف نے تصریح فرمائی ہے کہ بلا وضو نماز پڑھنا کفر تک پہنچا دیتا ہے چنانچہ رد المحتار میں ہے :-
وانما اختلفوا اذا صلی لہ علی وجہ الاستغفار بالذین فان کان علی وجہ

(رد المحتار ج ۱، ص ۵۰، سطر ۲۳)

الاستغفار ینبغی ان یکون کفرا عند الحل

معلوم ہوا کہ سجدہ بغیر وضو بصورت استغفار تو کفر یقینی ہے۔ اور بصورت عدم استغفار فسق تو پھر بھی یقینی ہوگا۔

خود اشرف علی لکھنوی ہے۔

جس کے کفر میں اختلاف ہو۔ اس کا فسق یقینی ہے۔

(اضافات الیومیہ ج ۳، ص ۳۵۲، سطر ۱۶)

پھر تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کارستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے

(مرثیہ، مصنفہ صدر دیوبند، ص ۱۳، سطر ۷)

نوٹ ہے :- خدا تعالیٰ تو فرمائے کہ ہر شخص کو امن اس پاک جگہ یعنی کعبہ میں حاصل ہو جاتا ہے مگر دیوبندی اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں کعبہ میں بھی اطمینان نہ ہوا۔ بلکہ کعبہ میں بھی ہمارے قلوب گنگوہ ہی کی طرف متوجہ رہے۔ تو گویا نماز پڑھیں گنگوہ ہی کی طرف پڑھیں گئی۔ (استغفر اللہ)

مدینہ عالیہ کے متعلق دیوبندیوں کی بد اعتقادی

جیسا مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے۔
حضرت حاجی صاحب کی برکت سے ایسا ویسا یہاں پر (تھانہ بھون) بھی
رہ نہیں سکتا۔نحوہ باللہ مدینہ عالیہ اور
تھانہ بھون ایک ہی جیسے ہیں

(اضافات الیومیہ ج ۴، ص ۲۷۰)

نوٹ ہے :- ناظرین اندازہ فرمائیں کہ پہلے تو تھانوی صاحب نے مدینہ عالیہ اور تھانہ بھون کو ہم مثل قرار دیا۔ اور پھر تھانہ بھون کو بے حیائی کا مرکز قرار دیا۔ تو خدا وسط حذف کرنے کے بعد طیبۃ البلاء مدینہ عالیہ کے متعلق دیوبندیوں کی بد اعتقادی کا کس قدر شرمناک مظاہرہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وانا ناراک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ اور فرمایا واهل بیتی (مشکوٰۃ)

یعنی جو مسلمان قرآن مجید اور اہل بیت کے ساتھ وابستگی رکھنے والے ہیں وہ ہدایت پر رہیں گے اور ان کے متعلق بد اعتقادی رکھنے والے گمراہ ہو جائیں گے۔ اب آپ قرآن مجید و اہل بیت نبوت کے متعلق دیوبندی مولویوں کی بد اعتقادی خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما کر دیوبندیوں کو صراحتاً بد اعتقادی کا خطرہ

فیصلہ فرمائیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:-

(نمود باللہ) قرآن مجید کوئی فصیح بلیغ کلام نہیں ہے | اس جگہ مفسرین کرام یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن بلیغ اور فصیح کلام ہے۔ اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام

لاؤ لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا۔ کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء و بلغاء کے نہیں آیا اور یہ کمال بھی نہیں۔ (بلغۃ النیران۔ امام ششم۔ دیوبندی مذہب ص ۱۲، سطر ۱۴)

نوٹ ہے:- خدا تعالیٰ نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء کو اعلان فرمایا کہ اگر تمہارے خیال میں یہ قرآن خدا کا کلام نہیں اور کسی بندے کا کلام ہے تو اسے عرب والو اقم سے بڑھ کر تو عربی زبان کا کوئی بھی فصیح و بلیغ نہیں، تو فالتو بسورۃ من مثله آئے۔ صورت تو اس جیسی بنا کر لاؤ۔ اور اگر تم قرآن کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ نہ کر سکتے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ کلام بندے کا نہیں بلکہ خدا کا ہے۔ خدا تعالیٰ تو قرآن کی فصاحت کا اعلان فرما دے۔ مگر دیوبندی اس کے بھی منکر ہوئے۔ بلا علی قاری صاف فرماتے ہیں

والا عجائز حاصل بنطیمہ ومعناہ (شرح فقہ اکبر مجتہبی ص ۱۸۶) تو اسے امت دیوبندیہ!

فانقوالنار اللتی وقودھا الناس والحجارۃ۔

قرآن مجید خدا کا کلام ہی نہیں ہے | اس کے دربار میں ان (ذبیوں) کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور لوہ

اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے، بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں۔ سو اسے آمناء صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

(تقویۃ الایمان، ص ۳۴، سطر ۱۹)

نوٹ ہے:- دیوبندیوں کے عقیدہ میں جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ معاذ اللہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں اور کلام سمجھ نہیں سکتے۔ اور دوبارہ دریافت کر نہیں سکتے۔ بلکہ ایک دوسرے سے پوچھ کر آمناء صدقنا کہہ لیتے ہیں۔ یہ تو باہمی مشورہ ہوا۔ کلام الہی تو نہ ہوا۔ کیونکہ کلام الہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں، دوبارہ دریافت نہ کیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پر پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الہی پر کیسے حملے کریں اور جو دیوبندی و وہابی اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کتاب تقویۃ الایمان کا ہر گھر میں رہنا سین ایمان ہے تو وہ کس منہ سے قرآن پاک کو کلام الہی کہیں گے

(۱) اس نے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا | دیوبندیوں کے نزدیک بحالت خواب قرآن پر پشاپ کرنا اچھا ہے | ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے

حضرت نے فرمایا کہ بیان تو کرو۔ ان صاحب نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔
(مزید المجید تھانوی ص ۶۶، سطر ۲۳)

(۲) آپ نے فرمایا کہ یہ بہت مبارک ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۱۳۳، سطر ۳)

نوٹ ہے۔ تھانوی صاحب نے ایسی مردود تعبیر کا اتہام حضرت شاہ عبدالعزیز پر لگایا ہے اور ایسے ناپاک نظریہ کو ایک بزرگ کے منہ پر مقحوظ کر اپنی بدعت قادی کا مظاہرہ کیا ہے، کیا کوئی دیوبندی صاحب حضرت شاہ صاحب کی کسی اپنی کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آپ نے ایسا فرمایا، ورنہ قرآن پر پیشاب کرنے کو مبارک تصور کرنا یہ دیوبندیوں کا ہی عقیدہ ہے۔ حالانکہ خوابوں کی ایسی غلط تعبیرات کی نسبت شاہ صاحب کی طرف کرنا بالکل غلط ہے، گنگوہی نے اسے تسلیم کیا ہے۔ (دیکھو فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۰۹، سطر ۲۱)

(نعوذ باللہ) قرآن مجید کا فنا ہو جانا ممکن ہے
و نیز بعد از اختیار ممکن است کہ ایشان را فراموش گردانید شود، پس قول بامکان وجود مثل اصلاً متحیر تکذیب نصی از منصوص نگرد دو
(یکموزی مصنف مولوی اسماعیل ص ۱۴۴، سطر ۲۳)

نوٹ ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان میں جب یہ لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے برابر کابنی پیدا ہونا ممکن ہے تو اس پر علمائے اسلام نے اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کالیہ میں حضور کا شریک و ہمسر پیدا ہونا محال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ تو اب اگر حضور کے برابر کوئی نبی پیدا ہو سکے گا۔ تو خدا تعالیٰ کے فرمان خاتم النبیین کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا۔ اور کذب الہی محال ہے۔ لہذا حضور کے برابر کسی نبی کا پیدا ہونا بھی محال ہے، جو کہ ہرگز ہرگز داخل قدرت الہیہ نہیں ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مولوی اسماعیل صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو لوگوں کے دلوں سے بھلا دیوے پھر تو آیت خاتم النبیین کی تکذیب نہ ہوگی۔ جس میں امام دیوبندیہ نے صاف اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ حرج تو صرف اس میں ہے کہ کہیں بندے خدا کے جھوٹ پر مطلع نہ ہو جائیں۔ تو اگر خدا ان کو بھلا کر اپنی بات جھوٹی کر دے تو پھر تکذیب کہاں سے آئے گی، یعنی جھوٹ بولنے میں خدا کو ڈر صرف بندوں کا ہے۔ ویسے اس کے لیے جھوٹ بول دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

مسلمان فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسا شخص مسلمان ہے، یا مرتد، دیکھو شفاء شریف، امام تھانوی عیاض فرماتے ہیں:
”جس نے نبیوں کا جھوٹا ہونا جائز سمجھا فہو کافر یا جماع (شفاء ص ۳۶۱)

جب انبیاء کے لیے جھوٹ جائز ماننے والا کافر ہے، تو خدا تعالیٰ کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا۔ اور پھر ظالم نے صاف کہہ دیا کہ نعوذ باللہ قرآن مجید کا فنا ہو جانا ہی ممکن ہے۔ اور فنا ہونا صفت مخلوق کی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے عقیدہ میں قرآن مجید بھی حادث اور مخلوق ہے۔ فہو کفر صریح۔

(۱) خلاصہ یہ نکلا کہ ما بہ النزاع بین الفریقین امکان فی

الکلام اللفظی ہے۔

(المجد المتل، صدر دیوبند ج ۱، ص ۳۴)

یعنی خدا کے کلام لفظی یعنی
قرآن مجید کا جھوٹا ہونا ممکن ہے

(۲) صدق اور کذب میں تقابل تضاد ہے۔۔۔ اور مرتبہ کلام لفظی میں مقدور ہیں۔

(بوادر النوار تھانوی ص ۲۱۰، سطر ۵)

(۳) تو اس قدر علی الاجمال عن غیر الواقع بالکلام اللفظی کو جس کا مشہور عنوان طلبہ میں اس وقت امکان کذب ہو گیا ہے جو کہ بوجہ محض و مواءمہ للعوام ہونے کے قابل ترک ہے۔۔۔ اتناع بالغير کے توہم قائل ہیں۔ لیکن اس سے امکان بالذات کی نفی نہیں ہوتی۔ فان تصد المقت وبہت النافی واسکت فالحمد لله حمداً طیباً مبارکاً فیہ علی اعلیٰ الحق وانما الباطل جاد الحق وزهق الباطل ان الباطل کان منہوفا ولنرم ما قیل ان الحق یعلو ولا یعلی

(بوادر النوار ص ۸۱ تا ۸۳، مختصر سطر ۱۰۰)

نوٹ ہے۔۔ خدا تعالیٰ کے کلام لفظی یعنی قرآن مجید اور کلام اللہ میں امکان جھوٹ ماننا کس قدر دیوبندی مولویوں کی بے علمی اور معتزلانہ بد اعتقادی ہے اور پھر تھانوی صاحب خود معترف ہیں کہ واقعی یہ عنوان خدا تعالیٰ کی بے ادبی کا ہے لہذا عوام کی وحشت کی وجہ سے اسے ترک کر دینا چاہیے۔ افسوس کہ تھانوی صاحب خدا کے خوف سے تو نہ ڈرے اور عوام کے ڈر سے خوف زدہ ہیں کہ کہیں لوگ ہمیں بے دین سمجھ کر بدیے، طوے، منڈے، گنگلے وغیرہ دینا بند ہی نہ کر دیں اور پھر تھانوی صاحب خدا کے کلام میں جھوٹ کا امکان ثابت کر کے فرماتے ہیں الحمد للہ ہم نے اپنے خدا کے جھوٹ کا ثبوت دے دیا۔ مبارکاً، یعنی ہمیں اور ہمارے خدا کا جھوٹ پر حمد مبارک اعلیٰ کلمۃ الحق، یعنی ہم نے اپنے خدا کے جھوٹ کو برحق ہونا ثابت کر دیا۔ اور جاد الحق وزہق الباطل، یعنی جھوٹ خدا کے لیے پکا ہو گیا۔ اور باطل یعنی اس کا سچا ہونا خدا سے دور کر دیا گیا۔ پھر فرمایا الحق یعلو یعنی خدا کا جھوٹ ہی ہمیشہ بلند رہے گا۔ اس پر کبھی خدا کا سچا ہونا بلند نہ ہو سکے گا۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ۔

کلام نفسی اور کلام لفظی میں فرق ہے کیونکہ کلام لفظی حادث ہے اور وہ قدیم ہے لہذا اگر
کلام لفظی میں جھوٹ کا امکان مان لیا جاوے تو خدا تعالیٰ کے کلام نفسی میں کوئی فرق نہیں آتا

دیوبندی عذر

اور نہ ہی خدائی توہین ہوتی ہے۔ (دیوبندی کی مشہور فریب کاری ہے)

(دیکھو بوادر النوار و جہد القتل وغیرہ)

اسلامی جواب

کلام لفظی تعبیر کس سے ہے، کسی معنی سے ہے یا یہ معنی سے علیحدہ الفاظ ہیں، ضرور ہے کہ معنی سے تعبیر ہے اور معنی کلام نفسی ہے، اب ہم پوچھتے ہیں کہ صدق کذب اولاً معنی کو عارض ہو یا الفاظ کو، ضرور ہے کہ معنی ہی کو عارض ہے۔ اس کے ذریعے سے الفاظ پر تو کذب کلام نفسی پر ہو یا صرف کلام لفظی پر معنی اگر مطابق واقع ہیں تو صادق ورنہ کاذب الفاظ اگر اس کے موافق ہیں تو یہ صادق ہو گا۔ تو وہ بھی صادق اور یہ کاذب تو وہ بھی کاذب اور اگر موافق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوتی۔ بشر کا کلام لیجئے، زید کے ذہن میں ایک معنی ہیں غریب قاصداً اگر الفاظ میں زید بیس بقائم ہیں تو سراسر اس کی تعبیر ہی نہ ہوتی اور اگر زید قائم ہے تو معنی صادق ہوں گے، تو یہ بھی صادق ہو گا۔ اور وہ کاذب تو یہ بھی کاذب۔ الخ (لہذا خدا کے کلام نفسی میں امکان جھوٹ ماننا دیوبندی کی سراسر جہالت ہے۔)

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ ج ۴ ص ۳۰)

فالحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً على اعدائه الحق وان هاقه الباطل
جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً۔ ومن اصدق من الله حديثاً۔

خاندان اہلبیت نبوت کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

ثقل اول کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے متعلق دیوبندیوں کی از حد درجہ بد اعتقادی تو آپ نے ملاحظہ کر لی۔ اب ثقل ثانی یعنی اہل بیت نبوی کے متعلق دیوبندی مولویوں کی ناپاک جراتیں اور بد اعتقادی بھی ملاحظہ کیجئے۔

چونکہ دیوبندی مذہب خارجیت و زیدیت کی پیداوار ہے اور انہیں دیوبندیوں کے پیشواؤں نے ہی اولاً حضرت علی کریم اللہ وجہہ کو بدعتی قرار دے کر آپ کو شہید کرنے تک دریغ نہ کیا تھا اور پھر کربلا کے میدان میں خاندان نبوت کے انہیں دشمنوں نے اہل بیت اطہار پر جو مظالم ڈھائے، وہ کسی سے مخفی نہیں، پھر ستم یہ کہ ان ظالموں نے تو آل رسول کی زندگی میں یہ جفا کاریاں کی تھیں۔ مگر دیوبند کے شیخ الحدیثوں اور مولویوں نے تو آج تیرہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی خاندان رسول کو قبروں میں ایذا رسانی میں حد کر دی ہے۔ اہل بیت نبوت کے متعلق دیوبندی علماء کی بد اعتقادیوں کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا مبتلا بہت روا فضیلت کے منع ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۸۵، سطر ۵)

حضرت امام حسین علیہ السلام
کا ذکر کرنا بھی حرام ہے

(۲) محرم میں ذکر شہادت حسین علیہم السلام اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دنیا یا دودھ پلانا سب نادرست اور شبہ روا فضیلت کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳، ص ۱۱۳، سطر ۵)

سوال :- علم کرنا امام حسین کا شرعاً جائز ہے یا نہیں،
 الجواب :- علم اس وقت تھا جب آپ شہید ہوئے۔ تمام عمر علم کرنا کسی
 کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت امام حسین علیہ السلام
 کا علم کرنا حرام ہے

(رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۴۳، سطر ۱۶)

نوٹ :- معلوم ہوا ہے کہ دیوبندی علماؤں کے عقیدہ میں امام حسین علیہ السلام کا علم اور ذکر کرنا بھی منع ہے۔ یہ
 بات یزیدیت کا کرشمہ ہے ورنہ علمائے اہلسنت وجماعت کے سینوں میں سے تو سانحہ کربلا کی داستان علم کسی وقت بھی
 فراموش نہیں ہو سکتی۔ اور جمیع علمائے خلف و سلف عشرہ محرم میں ذکر و علم امام عالی مقام علیہ السلام کا صحیح روایات و شرعی
 حدود کے اندر کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد میشوند مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسین، اول کہ
 مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چار صد مع شونند ذکر فضائل حسین کہ در حدیث تریف وارد
 شدہ در بیان می آید (الی قولہ) نیز مذکور ہے ستود خواہاں متوحش کہ حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ دیدہ اند و
 دلالت بر فرط حزن و اندوہ روح مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مے کنند، مذکور گردید بعد ازاں ختم
 قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ما حاضر فاتحہ نمودہ مے آید۔ (دیوبندیت فنا)

(فتاویٰ عریزی حصہ اول مطبوعہ مجتہبی ص ۱۰۵، سطر ۱ و غیرہ)

اور اگر ذکر حسین محض تشبہ و توافض کی وجہ سے ہی حرام ہے تو پھر دیوبندیوں کو نماز وغیرہ بھی چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ
 روافض بھی نماز پڑھتے ہیں تو ان سے مشابہت نہ ہو جائے اور پھر لطف یہ کہ دیوبندی امام حسین علیہ السلام کے ذکر و علم کو
 حرام کہتے ہیں۔ اور اپنے مولویوں کا علم و فکر بلکہ ان کا ماتم پینا و نوحہ کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب
 گنگوہی کے مر جانے کے بعد دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی نے ایک باقاعدہ مرثیہ تصنیف کیا جس
 میں وہ گنگوہی صاحب کے متعلق ماتم کرتا ہوا لکھتا ہے۔

نکل جائے علم میں دم با نور امیانی
 علم مرشد ہے پر مرشد غموں کا ہے یہ وجدانی
 جو تاج خسروی تھا آج ہے کسکول ساسانی

۱۔ طفیل مرشد عالم رشید الدین والملت
 ۲۔ ہزاروں علم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا
 ۳۔ جہاں تھا خندہ شادی وہاں ہے لوحہ ماتم

دیکھیے یہاں سب کچھ جائز ہے۔ اور پھر تمنا کی جارہی ہے کہ مرتے دم تک ہمیشہ گنگوہی صاحب کا علم ہی کرتے
 رہیں گے مگر امام حسین کا علم کرنا منع ہے۔ نعوذ باللہ۔

حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراءؑ کی شان میں دیوبندیوں کی گستاخی

ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے ہاتھ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کی خوب اچھی طرح سے شست و شو کی، جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو منلا تے اور شست و شو کرتے ہیں۔ اور جناب فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کو پہنایا۔

معاذ اللہ سیدۃ النساء نے ایک دیوبندی مولوی کو لباس پہنایا

(صراط مستقیم اردو مصنف مولوی اسماعیل امام اول دیوبندی مذہب ص ۳۷ سطر اوغیرہ)

(صراط مستقیم فارسی ص ۶۴ سطر ۳)

نوٹ ہے یہ امام دیوبندیہ مولوی اسماعیل ہے جسے دیوبندی شہید وغیرہ کہہ کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا کرتے ہیں۔ اسلامی نظریہ کے خلاف مولوی اسماعیل کی یہ بڑا کہ نعوذ باللہ حضرت علی نے مولوی سید احمد صاحب کو بچوں کی طرح غسل دیا۔ یعنی جس طرح ماں بچے کو خوب بلا دیر بخ دھوتی ہے، معاذ اللہ حضرت علی نے بھی سید صاحب کو ایسا ہی غسل دیا۔ یہ کس قدر مولا علی کی شان میں مولوی اسماعیل کی بد اعتقادی ہے، کیا بالغ آدمی کو کوئی بھی انسان بچوں کی طرح شست و شو کر کے غسل دے سکتا ہے (معاذ اللہ) پھر وہ خاتون جنت کہ جن کے دامن پاک کے صدقے کائنات کو پردہ داری نصیب ہوئی ان کے بارے دیوبندی کہ شہید کی یہ جرات کہ معاذ اللہ سیدۃ النساء نے ایک اجنبی آدمی کو بلا پردہ لباس پہنایا۔ اس سے بڑھ کر لخت جگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے۔ ایسا افراد باندھتے ہوئے ان دشمنان اہل بیت نبوت کو ذرہ خوف نہ آیا۔ اگر کوئی شخص کسی دیوبندی مولوی صاحب کو کہے کہ مولوی صاحب آپ کی بیٹی نے آج رات مجھے لباس پہنایا۔ تو پھر دیکھیے کہ مولوی صاحب کس طرح جوش میں آکر اس بے چارے پر فتوے جڑتے ہیں مگر جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی کہتے ہوئے دیوبندیوں کو ذرہ خوف نہ آیا (DANGER OF SOGENT) محشر میں کیا منہ دکھائیں گے۔

امام حسین علیہ السلام کی سبیل کا پانی حرام (۱) محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دو دھ پلانا سب نادرست اور

تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط۔ رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۲)

(۲) چونکہ شربت و سبیل کے بارے میں عام جہلاً تقرب غیر اللہ کی نیت رکھتے ہیں، حالانکہ تقرب صرف اللہ کا حق ہے۔ اس لیے اس قسم کا شربت و پانی ناجائز و حرام ہے (بیان مولوی احتشام الحق صاحب نفاوی، اخبار جنگ ۸ ستمبر)

۱۹۵۵ء، ص ۶ کالم ۳ سطر ۶۴)

نوٹ:۔ امام حسین علیہ السلام کی سبیل کا پانی تو حرام مگر دیوبندی فتوے میں ہندوؤں کی سودی روپے کی سبیل کا پانی حلال و پاک ہے۔ (دیکھو بحث، دیوبندی فقہ کے مسائل)

امام حسین علیہ السلام کا روضہ حرام بنا ہوا ہے بعض مثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے درست جائز ہوئے؟ الخ

الجواب:۔ قبور پر گنبد اور فرش نہ بنانا جائز و حرام ہے۔ بنانے والے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱، ص ۱۱، سطر ۵)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا روضہ یہ سب حرام ہیں۔ معاذ اللہ جن محبوبانِ بارگاہِ الہی پر رحمتِ الہیہ کا ہر وقت نزول ہوا ان پر دیوبندی ہر وقت حرام کا سایہ بتاتے ہیں۔ خیر مسلمانوں کے پیشواؤں کی قبروں پر فرش تو بفتوائے دیوبند حرام ٹھہرا۔ مگر منڈی چشتیاں کے دیوبندی مولوی کی قبر جو عید گاہ کے قریب بنی ہوئی ہے، اس پر فرش نہ بنے اور کتبہ جو لگایا گیا ہے۔ اس بے چارے پر اس قدر حرام کاری کا بوجھ کیوں ڈالا گیا ہے۔ پس جس صاحب کی مرضی ہو وہاں جا کر ملاحظہ کر لے۔ دیوبندیوں کی قبروں پر تو سب کچھ جائز مگر امام حسین علیہ السلام کی قبر پاک پر سب حرام، ان خارجیوں کو خدا ہی سنبھالے۔

جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی توہین و ہتک کا از حد درجہ خطرناک دیوبندی اقدام □

ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سے چٹایا۔ ہم اچھے ہو گئے۔ (واقعات الیوم بیہ تھانوی ج ۶ ص ۳۷، سطر ۴)

معاذ اللہ ایک دیوبندی مولوی حضرت فاطمہ الزہراء کے سینے سے لگا

نوٹ:۔ یہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہے جسے دیوبندی حکیم الامت وغیرہ کے خطابات سے یاد کیا کرتے ہیں۔ اور اسے رسول اللہ کے مقام تک پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ: ہمارے مولوی فضل الرحمن صاحب بیمار ہو گئے تھے تو (معاذ اللہ) خاتونِ جنت نے اُن کو سینے سے لگایا اور مولوی صاحب خاتونِ جنت کے سینے سے لگ گئے اور درست ہو گئے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

مسلمانوں! تمہیں تمہارے ایمان کی قسم تھوڑی دیر کے لیے سچے ایمان سے غور کرو اور نحتِ جگر نبی کے مقامِ عزت کو بھی یاد کرو جو انہیں اُن کے رب نے تطہیر سے عطا فرمائی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو تکلیف دی۔ اُس نے مجھے تکلیف دی۔ (مشکوٰۃ)

مسلمانو! غور کرو! اور دیوبند کے حکیم الامت تھانوی صاحب کی یہ جرأت تو دیکھو کہ اس نے کس قدر نوزِ نبوت حضرت خاتونِ جنت کی عزت و وقار سے بغاوت کی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیٹی کے شرم و حیا پر اس قدر ظالمانہ حملہ کیا کہ معاذ اللہ! آپ ایک غیر محرم اجنبی آدمی کے سینے سے لگیں۔ اور وہ دیوبندیوں کا مولوی بھی معاذ اللہ! آپ کے سینے سے لگا۔ (الامان والحفیظ)

مسلمانو! خدا را سوچو کہ مرزائی قادیانی لعین نے تو ناپاک جرأت کر کے جگر گوشہ رسول پر حملہ کیا تھا کہ معاذ اللہ! مائی صاحب نے مرزا کا سراپہ اپنی ران پر رکھا مگر تھانوی تو اس بقول کے پاک سینے تک کی بے حرمتی کی جرأت کر گیا۔ دیوبندی تو خاندانِ نبوت کی دشمنی اور تک (INSULT) میں مرزائیوں سے بھی بڑھ گئے۔ مولوی فضل الرحمن صاحب نے تو یہ کہہ دیا کہ ہمیں ہرگز ایسی اُمید نہیں ہو سکتی اور نہ اُن کی کوئی کتاب ہے، جس میں یہ بیہودگی درج ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ تھانوی صاحب کا گھڑا ہوا بہتان ہے اور خارجی یزیدیوں کو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو دل میں بغض و کفر تھا۔ آخر کار ان لوگوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک نورانی صاحبزادی پر حملہ کر کے اپنا بغض نکالا۔

علمائے اہل سنت و جماعت کے سر تاج اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم فرماتے ہیں :-

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نہ نور کا

سید الشہداء شہیدِ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام پر دیوبندیوں کا یزیدانہ حملہ

جس نے اس حکم کا خلاف کیا۔ مثال اُس کی اُس شخص کے ہے جو فکر سے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر خلافِ راہ ہدایت سو اسوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے۔ ادھر ہی

معاذ اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام
ظاہر و باطن کے اندھے تھے

چلا جائے اور جو دوسرا شخص جو اس کے مقابلے میں ہمیشہ مکیا ہو کر نہیں چلتا بلکہ سبوتا ہو کر چلتا ہے اور علی وجہ ہو کر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں چلتا بلکہ صراطِ مستقیم دیکھ کر چلتا ہے ان دونوں شخصوں میں کون اہدیٰ ہوگا

۷۔ کور کورانہ مرد در کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

نوٹ ہے :- یہ تفسیر مولوی حسین علی صاحب آیت افسن یمشی مکباً کی کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ حالت کفار کی بیان ہو رہی ہے۔ کیونکہ اس سے قبل ان الحافرون الافی عذرو، صاف موجود ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ مکباً سے مراد ابو جہل ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ سارے کافر مراد ہیں۔ (دیکھو تفسیر حقانی) مگر افسوس صد افسوس کہ امام دیوبندیہ نے مکباً کا مصداق امام عالی مقام کو بنا کر اور آپ کو کور و بنا کر معاذ اللہ ابو جہل اور کفار سے ملا دیا۔ جس کے نور ہٹانے عالمگیر روحانیت کے سامنے کائنات کی فہم و دانش زانوئے ادب بچھائے اس ذات پاک پر کج رو ہونے کا حکم لگانا، جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہتک ہو سکتی ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیویوں ازواج مطہرات امہات المؤمنین کے متعلق دیوبندی علماء کے ناپاک عقاید۔

معاذ اللہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو مولوی اشرف علی نے اپنی بیوی سے تعبیر کیا ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عقد ثانی کا داعی پیش آیا تھا، فرمایا۔ ان کی سادگی و دینداری اور بے نفسی۔ جی چاہتا تھا، کہ ایسی اچھی طبیعت کا آدمی گھر میں رہے۔۔۔۔۔ ان کے گھر میں رہنے کی بجز عقد کے اور کوئی صورت نہ تھی۔۔۔۔۔ نیز اس کے متعلق میں نے ایک یہ بھی خواب دیکھی تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی، وہ ہی نسبت ان کو ہے۔ (معاذ اللہ)

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۶۸ سطر ۲۳)

نوٹ ہے :- یہ مولوی اشرف علی صاحب کا ملفوظ ہے، چونکہ تھانوی صاحب امت دیوبندیہ کے حکیم الامت ہیں۔ اس لیے ہم تو از حد حیران ہیں، کہ کیا کہیں؟ بہتر یہی ہے کہ ناظرین تھانوی صاحب کے اس ناپاک نظریہ پر خود غور کر کے فیصلہ فرمائیں۔ تھانوی صاحب کا خواب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مکان میں آنے والی دیکھ کر یہ کہنا کہ اس سے میں یہ سمجھا کہ عائشہ صدیقہ کی عمر کی کوئی عورت میرے ہاتھ لگنے والی ہے۔ اس سے بڑھ کر ام المؤمنین کی توہین کا اور کیا مظاہرہ ہو سکتا ہے۔ اور تھانوی صاحب کی بے ادبی کا اور کیا مزید ثبوت ہو سکتا ہے۔ فرمان الہی تو یہ ہے وانا واجہ امہاتہم یعنی اس بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں اور تھانوی صاحب ماں کو دیکھ کر بیوی سے تعبیر کرتے ہیں۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں دن مجھے فلاں دیوبندی مولوی صاحب کی ماں خواب میں ملی تھی، تو میں نے یہ سمجھا کہ اس

جیسی عورت میرے ہاتھ لگنے والی ہے۔ تو دیوبندی مولوی جل انھیں گے مگر آقاؐ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی کو اپنی جود سے تشبیہ دیتے ہوئے انہیں کچھ خوف نہ آیا۔ خالی اللہ الشکلی۔

اہم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی مزید توہین | پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں جناب کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش۔ انہوں نے دریافت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا کہ ضرور، اتنے میں کسی نے کہا۔ کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں۔ اب بڑے غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت و شکل وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں۔ (معاذ اللہ) حکیم الامت مصنف عبد الماجد دریا آبادی مطبوعہ معارف اعظم گڑھ ص ۵۵۹

نوٹ ہے :- یہ خواب اشرف علی صاحب کے خاص حواری عبد الماجد دریا آبادی نے گھڑا ہے اس میں اس نے تھانوی جی کی بیوی کو معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہو اور تھانوی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص الخاص نسل بتایا ہے پھر اس نے جب یہ خواب تھانوی جی کو لکھ کر بھیجا ہے تو وہ اس کی تعبیر میں لکھتا ہے کہ بعض اوصاف میں میری بیوی حضرت عائشہ صدیقہ کی وارث ہے۔ (نوذ باللہ) کہاں ایک ہندوستانی عورت اور کہاں ذات پاک صدیقہ اور پھر اسی خواب کے متعلق تھانوی جی کہتے ہیں :

رویائے صالحہ کا بشارت میں سے ہونا یہ حجت شرعیہ سے ثابت ہے۔ اس لیے اس کو بشارت سمجھنا اور اس پر مسرور ہونا مذون فیہ ہے۔ (حکیم الامت مصنف عبد الماجد دریا آبادی ص ۵۵۹)

مسلمان اندازہ فرمائیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر اپنی کس بیوی کے متعلق کہنا کہ (معاذ اللہ) حضرت صدیقہ مولوی اشرف علی کے گھر آنے والی ہیں۔ ایذا باللہ۔ ایذا باللہ۔ حضرت صدیقہ کی وہ ذات پاک جن کی سواری کی مبارک اونٹنی کے غبار پر ہماری مائیں قربان جن کی نعلین پاک کے صدقے مسلمانوں کی مغفرت ہو گی۔ دیوبندی انہیں دیکھ کر کہیں بیوی ہاتھ لگنے کی تعبیر گھڑیں۔ خدا کی پناہ ہم اس ناپاک گتخی کا حوالہ تھانوی جی کی کتاب افاضات الیومیہ سے دے آئے ہیں۔ اب ایک اور معتبر کتاب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ تھانوی اپنی جڑ کی شادی کے متعلق لکھتا ہے :

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر (معاذ اللہ) حضرت عائشہؓ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ معاذ بن اسی طرف منتقل ہوا۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن تشریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت کم عمر تھیں، وہی قصہ یہاں ہے۔

نوجوان لڑکی سے بڑھا آدمی نکاح کر کے کیا اپنی ماں کو گھر میں آنے کا خواب گھر کر اپنی بیوی کی بشارت سے تشبیہ دے سکتا ہے۔ یہ تو دیوبندی امت کے حکیموں کا ہی کام ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم)۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی شان میں عطا اللہ شاہ بخاری کی گستاخی

معاذ اللہ امات المؤمنین دیوبندی ملاؤں کے دروازے پر سائل اور فریادی بن کر آئیں، دیوبندیوں کے امیر شریعت عطا اللہ شاہ بخاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی کے دروازے پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ آئیں اور فرمایا: ہم تمہاری مائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔ اسے دیکھو ام المؤمنین عائشہ دروازے پر تو کھڑی نہیں۔

(سید عطا اللہ شاہ بخاری مصنف شورش کاشمیری ص ۱۹۹)

ناظرین غور کریں کہ امات المؤمنین جن کی عزت کا خدا حافظ، جن کے دامن تطہیر کی نویر میں اللہ تعالیٰ قرآن نازل فرما کائنات کی مشکلات جن کے نعلین مبارک کے صدقے حل ہوں، دیوبندی ملاؤں کے شان گھرنے میں ازواج مطہرات رسول کی شان میں ایسی گستاخی کہ وہ کفایت اللہ جیسے مسجد فروش ہندوستانی ملاؤں کے دروازے پر فریاد لے کر آئیں۔ الیہا وباللہ۔ خدا کی پناہ۔

حضرات صحابہ کرام خلفائے اشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

جو کچھ کرے اور جو کچھ کہے، نفسیات اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے لیے اس کی رضا جوئی کے لیے اور اس کے نظام عدل کی برقراری کے لیے کرے۔ اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے اور یہ اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر جیسا بے نفس، متودع

معاذ اللہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق کی کافرانہ حمیت

اور سراپا للیت انسان بھی اس کو پورا کرنے سے چوک گیا۔ مگر اسلام کی روح۔۔۔۔۔ اتنی سی غیر اسلامی حمیت کو بھی برداشت نہیں کرتی۔ الخ

(ترجمان القرآن، مولوی ابوالاعلیٰ مودودی، ص ۳۰۰ بابت ربیع الثانی ص ۱۳۵ھ)

خوٹے :- معاذ اللہ۔ دیوبندیوں کے نزدیک حضرت صدیق اکبر کے باطن سے باوجود اسلام سے مشرف ہو جانے کے بھی غیر اسلامی حمیت نہیں نکلی بنتی۔ وہ صدیق اکبر ہیں کہ جن کے متعلق آپ ہر جمعہ کے خطبہ میں اولہم بالتصديق افضلہم بالتحقيق سنا کرتے ہیں۔ مگر دیوبندیوں مودودیوں کو خلیفہ رسول پر حملہ کرتے ہوئے کچھ خوف نہیں آتا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کی ناجائز شخصیت پرستی

لیکن دنیا تو ہر ہندی کے آگے سر ٹیک دینے کی خواہش کرتی۔ اور بزرگ انسان کو مقام بشر سے کچھ بڑھ کر برتر ہی سمجھتی رہی ہے۔۔۔۔۔ غالباً یہی وجہ شخصی عظمت کا تخیل تھا جس نے رحلتِ مصطفوی کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمرؓ تک کو تھوڑی دیر کے لیے مغلوب کر لیا تھا۔۔۔ پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی جو سکھ نفس میں مرثم تھا۔ الخ،

(ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، ص ۲۸۷)

نوٹ ہے۔ یعنی عمر فاروق سے بھی وہ پرانی شخصیت پرستی نہ نکلی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ شخصیت سے مغلوب ہو کر اپنا اسلامی توازن خراب کر بیٹھے۔ (معاذ اللہ)

اس سے تو معلوم ہوا کہ مودودی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت دشمن ہیں۔ یاد رہے کہ دیوبندیوں کا یہ تنقیدی جملہ اس فاروق اعظم پر ہے جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔

نعوذ باللہ صحابہ کرام کی کوتاہ بینی

برسوں کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میدانِ جنگ میں لائے اور باوجود اس کے ان کی ذہنیت میں انقلابِ عظیم رونما ہو چکا تھا مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصل سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔

(ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، ص ۲۹۲)

حضرت خالد کی بے تمیزی

حضرت خالد جیسے صاحبِ فہم انسان کو بھی اس (غیر اسلامی جذبہ) کے حدود کی تمیز مشکل ہو گئی۔

(ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، ص ۵۷)

صحابہ کرام کی خود غرضی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد۔۔۔۔۔ ثقیف بنی ساعدہ میں خلافت کا مسئلہ پیش ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس وقت (مہرِ صحابی) اسلامی تصورِ صلاحیت و

(ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، ص ۲۹۱)

استحقاق سے بیگانہ ہو کر اپنی قربانیوں کا معاوضہ چاہتا ہے۔

نوٹ ہے۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک کوئی صحابی بھی حضور کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر نہیں چلا۔ صحابہ کرام کے متعلق ردِ افضال کا بھی یہی نظریہ ہے۔

معاذ اللہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا شخص بھی پکاسکتی رہتا ہے

سوال ہے۔ صحابہ پر طعن و مردود کہنے والا سنت و جماعت سے خارج ہو گیا یا نہیں۔۔۔۔۔ الخ۔

الجواب ہے۔ وہ اپنے اس کبیرو کے سبب سے سنت و جماعت سے

خارج نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۴۱، سطر ۸)

نوٹ ہے :- حالانکہ علمائے اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ:

جو حضرت شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی گستاخی کرے۔ اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے کتب معتدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترمذیہ و فتوے کی تصریحات پر مطلق کافر ہے۔

(رد الرفضہ مصنفہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ص ۲، سطر ۱۳)

دیوبندی مؤلف "چراغ سنت" قصوری کے قصور عقل نے اپنے آئینہ میں سنی علماء کو دیکھ کر فتوے جڑ دیا کہ معاذ اللہ سنی علماء شیعہ کے حامی ہیں۔ حالانکہ معاملہ تو بالکل برعکس نکلا۔ دیوبندی تعزیرے نکالنے جائز کریں۔ (ملفوظات تھانوی ج ۴ ص ۱۸۲) دیوبندی صحابہ کرام کو کافر کہنے والے کو پکارتی تباہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱) دیوبندی گستاخی صاحب کا ماتم کریں اور پیٹیں (مرثیہ محمود الحسن ص ۱۳) یہ سب پاڑ پھیل کر بھی دیوبندی تو پکے حنفی رہے اور شیعہ ہونے کی ڈگری بریلوی علماء پر لگادی گئی۔

بیس عقل و دانش سب بید گریست

اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھے، مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔ ان حضرات کی صورت میں شیطان آسکتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق
رضی اللہ عنہما کی شکل میں شیطان

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۶ ص ۱۸۲، سطر ۱۸)

نوٹ ہے :- مودودی دیوبندی اور دوسرے دیوبندی اعتقاداً بالکل متحد ہیں۔ اور ان کی آج کل کش مکش چندہ اور قربانی کی کھالوں کی جنگ ہے۔ اور اگر یہ معاملہ نصف لی و نصف لک کے طور پر پھٹ گیا تو کچھ خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

تمام اہل اسلام کو بدعتی و مشرک کہنے میں یہ دو پارٹیاں مکمل طور و قالب و یک جان ہیں۔ اس لیے ہم نے بعض مقامات پر مودودی عبارات کو بھی پیش کر دیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام کے مزارات گرائے گئے تو دیوبندیوں نے مذہب کو پس پشت ڈال کر خوشیاں منائیں

ابن سعود نے اسلاف (صحابہ کرام) کی قبروں کو مسمار کرنا شروع کیا تو ہندوستانی مسلمانوں میں ایک بیجان سلاسیدا ہو گیا۔ اکثر لوگ مذہباً قبہ شکنی کے خلاف تھے۔ شاہ جی (مولوی عطاء اللہ شاہ امیر شریعت دیوبندیہ اور سب دیوبندیہ نے

ان لوگوں کا ساتھ دیا جو ابن سعود کے حق میں تھے * آپ نے عقاید کی بحث کو ثانوی درجہ میں رکھا (سید عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش ص ۸۴) یعنی دیوبندیوں نے حضرت عثمان غنی، خدیجہ الکبریٰ حضرت فاطمہ الزہراء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابر مقدسہ کو نجدی توپوں کے گولوں سے پاش پاش ہوتے دیکھ کر گھمی کے چراغ جلائے تھے۔ خارجیانہ بغض کا نتیجہ تھا۔ یہ شاہ جی تمام اُمت دیوبندیہ کے متفقہ امیر ہیں (دیکھو عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش کا شمیری)

ایمان کے متعلق دیوبندیوں کا ناپاک عقیدہ

ایمان کے دو جز ہیں خدا کو خدا سمجھنا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اُس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا اُسے کسی کی ماہ نہ پکڑے۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کو بدعت، سو ہر کسی کو چاہیے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بچے۔ کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔ اور باقی گناہ ان سے پیچھے ہیں کہ وہ ایمان میں خلل ڈالتے ہیں (تقویۃ الایمان ص ۴، سطر ۹ و غیرہ)

نوٹ :- اس عبارت میں ایمان کے دو جز بتائے۔ توحید اور اتباع سنت، حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اتباع سنت عمل کا نام اور عمل عقیدہ توحید کی طرح ایمان میں داخل نہیں ہے۔ اور پھر اس عبارت میں شرک و بدعت کو منہ پر ایمان بتاتا ہے کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح بدعت سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دیوبندیوں کا یہ نظریہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ بلکہ مذہب خارجیوں اور معتزلیوں کا ہے۔ دیکھو عقاید کی سب سے معتبر اور مشہور کتاب شرح عقاید میں ہے۔

الکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن لبقاء التصديق الذي هو حقيقة الايمان خلافا للمحتزلة حيث زعموا ان مرتكب الكبيرة ليس بمؤمن ولا كافر (القولہ) بناء على ان الاعمال عندهم جزء من حقيقة الايمان۔ ولا تدخل اي العبد المؤمن في الكفر خلافا للخواج فانهم ذهبوا الى ان مرتكب الكبيرة بل الصغيرة ايضا كافرا الخ۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جز نہیں۔ اعمال ایمان کا جز و قرار دینا خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے۔ جمہور اہل اسلام کے نزدیک رکن ایمان صرف تصدیق ہے اور قرار بھی حالت کلمہ و کراہ میں محتمل السقوط

یہ ہے (دیکھو شریح عقاید) نیز معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک ایمان صرف خدا کو خدا ماننے اور رسول کو رسول سمجھنے کا نام ہے۔ ناپہی ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت ہے۔ نہ اعتقاد کی ضرورت، نہ اقرار کی حاجت۔ تو ایسا ایمان، تو یہود و نصاریٰ سے بھی کہتے تھے۔ الذین اتیناھم الکتاب یعرفون ابناءھم بلکہ گاندھی بھی دیوبندیوں کا بکا مومن اور پیشوا ہوا کیونکہ وہ بھی بقول تھانوی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ جانتا تھا۔ خود امام دیوبند یہ اشرف علی تھانوی افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۳۵۲ میں لکھتا ہے:

ایک صاحب لکھے پڑھے اس خط میں مبتلا تھے کہ گاندھی موحّد تو ہے ہی، باقی رسالت تو اس کے متعلق سوال کرنے پر اس نے یہ کہا تھا، میں جانتا ہوں کہ جناب محمد رسول اللہ اللہ کے رسول ہیں۔

مقدس مذہب اسلام کے متعلق دیوبندیوں کا ناپاک عقیدہ

پس اگر اسلام مذہب اور مسلمان ایک قوم ہے تو جہاد کی ساری معنویت جس کی بنا پر اسے افضل العباد اسلام مذہب نہیں کہا گیا ہے، سرے سے ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی مذہب کا اور مسلمان کسی قوم کا نام نہیں۔ الخ (تفہیمات مصنف مولوی ابوالاعلیٰ مودودی ص ۶۲، مطبوعہ پٹھان کوٹ)

نوٹ:۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، ان الدین عند اللہ الاسلام، بے شک مذہب اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور سینکڑوں آیات و احادیث اس مضمون کی موجود ہیں۔ تو معاذ اللہ خدا تعالیٰ نے بھی اسلام کو مذہب بنانے کی غلطی کی (مسلمانو! غور کرو)

اسلام سے کفر بہتر اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت ہے۔ تو اسلام سے کفر بہتر ہے اور سنت سے بدعت افضل۔ الخ۔

(تحدیر الناس، مصنف نانوتوی بانی دیوبند)

نوٹ:۔ دیوبندی حضرات فرمائیں کہ بانی دیوبند کا یہ لفظ خلاف شریعت تو نہیں؟

کفر عرّف عیب نہیں ہے۔

کفر عرفاً عیب نہیں

(افاضات ایومیہ، ۶۵، ص ۳۱۲، سطر ۲۳)

خدا نے کوئی نہ کوئی قانون عمل ٹھہرایا ہے۔ اور سب اس کی اطاعت کر رہے ہیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک دھرم آریہ وغیرہ کافروں کے تمام مذاہب سچے ہیں

(ترجمان القرآن ابوالکلام آزاد، دیوبندی ج ۱ ص ۲۰۸)

بہشت کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقاید

ان ہی حضرات کی برکت تھی، مقبولیت پر یاد آیا، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپروں کے مکان بنے ہوئے ہیں فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ! یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپروں جس وقت صبح کو مدرسے کے چھپر نظر پڑے تو ویسے ہی چھپر تھے۔

جنت دیوبند کے چھپروں کی جھوٹی پٹریوں کا نام ہے

(افاضات ایومیہ مخاویز ج ۱ ص ۶۶، سطر ۶)

نوٹ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَبْنَةُ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبْنَةُ مِنْ فَضَّةٍ وَمَلَاهِهَا الْمَسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصْبُهَا الْوَلْوُ وَالْيَاقُوتُ وَتَرْتِبُهَا الرَّعْفَرَانُ (مسکوۃ مطبوعہ نور محمد کراچی ص ۴۹۷)

یعنی جنت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اور کستوری عمدہ سے اس کا گارہ ہے اور اس کے سنگ گریزے موتی اور یاقوت اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ مگر دیوبندی کہتے ہیں کہ جنت چند چھپروں کا نام ہے معلوم ہوا کہ دیوبندی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے بہشت کے منکر ہیں۔ اور جنت و حشر نشر پر ان کا ایمان نہیں بلکہ ان کے نزدیک جنت صرف مدرسہ دیوبند کا ہی نام ہے اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ بہشتی ہو گیا۔ خواہ کفر کرے یا کچھ اور۔

کہوں جناب؟

حضرت گنج شکر فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ سرکار پاک پٹن شریف کے دروازہ مبارک کو بہشتی دروازہ کہنا گناہ ہوتا ہے مگر مدرسہ دیوبند کو بہشت کہنا کیسے جائز ہو گیا۔ حالانکہ مومن کی قبر کے متعلق تو خود حدیث شریف میں ہے القبر روضة من رياض الجنة (کنز العمال ج ۸ ص ۸۸) یعنی مومن کی قبر بہشت کا باغ ہے تو اس کا دروازہ بہشتی کہلا سکتا ہے۔ مدرسہ دیوبند کے بارے کون سی حدیث ہے؟

یہ تھا دیوبندی امت کا بہشت اب ان کی حویں بھی ملاحظہ فرمایا لیجئے!

میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حویں ہیں۔

ہندوستانی عورتیں حویں

(افاضات ایومیہ مخاویز ج ۲ ص ۳۳۷، سطر ۱۵)

نوٹ ہے۔ مرزا صاحب نے بھی اپنی امت کے لیے حویں بنائی تھیں تو تھانوی صاحب نے بھی اپنی امت کے لیے

کوشش فرمائی۔ اور ہندوستانی شاید اس لیے فرمایا کہ دیوبندی مذہب ہندوستان کے ہندوؤں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

روزانہ دس دس عورتوں سے مباشرت کا تھانوی نسخہ

ان عورتوں سے مباشرت کا اہتمام | ہر کہ اس معجون را در سائے خورشید می تواند که ده نسوار | و ز خورشید گرداند بخود
بریان نیشتر ده تولہ۔ زردی بیضہ مرغ ۵ عدد۔ آب جوش دادہ۔ روغن مادہ گاؤ

۵ تولہ۔ شہدہ تولہ۔ بدستور معجون تیار سازند و ہر روز چار تولہ بخورند۔

(الطرائف والطرائف مصنفہ تھانوی ص ۶۳)

نوٹ ہے:۔ تھانوی جی نے اس ہائے نسخہ میں ایک یا دو عورتوں سے دوبارہ جماع کرنے کا ارشاد نہیں فرمایا بلکہ وہ نسوان یعنی دس عدد عورتوں سے بیک روز یکے بعد دیگرے مباشرت کا فرمان فیض تر جان فرمایا ہے جس کا تجزیہ بحر حرام ممکن نہیں۔ کیونکہ حلال عورتیں کسی کو بیک وقت چار سے زیادہ رکھنے کی شریعت میں اجازت نہیں تو ایک ہی دن میں وہ نسوان کا کورس پورا کر لینا بھی قابلِ خورد ہے۔

سلسلہ لذت و جماع علی الدوام شروع رکھنے کا تھانوی طریقہ

بیخ مکر و نہدہ۔ تخم شلغم مساوی گرفتہ باہم آمینختہ باب دہن بر قضیب طلا کردہ بجماع مشغول شود۔ انزال نہ کند۔ دن

بستہ گردد۔

نوٹ ہے:۔ اس بزرگانہ نسخہ میں تھانوی صاحب نے سلسلہ جماع علی الدوام دراز کرنے کا طریقہ انیقہ ارشاد فرمایا ہے اور آپ "انزال نہ کند زن بستہ گردد" یعنی کبھی انزال ہو گا ہی نہیں، اسے فرما رہے ہیں کہ اس متیقانہ اور حکیم الامتہ نسخہ شریف پر عمل کرنے والا لکڑ بھرا سی عمل سے ہی مشرف رہے گا نہ انزال ہو نہ کسی اور کام سے فرصت ملے۔ کیا ہی رنگین مزاجی ہے شاید یہ سب ہدایات دیوبندی مذکورہ بالا بہشت اور عورتوں کی صلاحیتیں برقرار رکھنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔

دیوبندی عقاید کے یہ چند نمونے ذکر کر کے باقی بوجہ طوالت ترک کرتے ہوئے اہل سنت و جماعت پر طعن کرنے والے دیوبندی حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ

گر بر سر و چشم من نشینی نازت بکشم کہ ناز نیستی

اب دیوبندیوں کی ایک اور دنیا میں تشریف لے چلیے آپ کو دیوبند کی روحانی دکان کے بنا سیتی مال کے چند

نمونے دکھائیں۔

ایب (۵) خم

باب پنجم

بزرگان دیوبند کا تصوف

(تصوف کا پہلا شعبہ اخلاقیات)

دیوبندی مذہب کے اماموں اور بزرگوں کی تہذیب و اخلاق ۔۔۔
مولوی اشرف علی صاحب وغیرہ دیوبندیوں کے ملفوظات کے چند نمونے

عورت کا فرج میٹھا تھا یا کڑوا؟ | مکتب کے لڑکوں نے حافظ حاجی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کر لو۔
بڑا مزہ ہے، حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا۔ اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی۔
مزہ کیا ناک آتا۔ صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ بڑا مزہ ہے ہم نے روٹی لگا کر کھائی۔ ہمیں
تو نہ ٹھیک معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی مارا کرتے ہیں۔ آئی شب حافظ جی نے پیاری کو خوب زود
کو ب کیا۔ دسے جوتہ، دسے جوتہ۔ تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہو گیا۔ اور حافظ جی کو برا بھلا کہا۔ پھر صبح آئے اور کہنے لگے کہ
سُسرے نے وق کر دیا۔ رات ہم نے مارا بھی کچھ مزا نہ آیا۔ اور رسوائی بھی ہوئی۔ تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے
سے یہ مراد ہے۔ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی۔ صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل
رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ الخ۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۷، ج ۳ ص ۱۱)

نوٹ :- تھانوی صاحب کے مشار الیہ دیوبندی بزرگ حافظ جی کو ٹھیک وغیرہ شاید اس لیے محسوس نہ ہوا ہوگا کہ
دیوبندیوں کی اس فنائیت کے متعلق لطف اللہ دیوبندی یہ قانون فرماتے ہیں کہ بقول جس چیز کو محبوب سے نسبت ہو جائے
وہ بھی محبوب بن جاتی ہے۔

(علمائے حق مصنفہ مولوی لطف اللہ دیوبندی ص ۱۲، سطر ۱۱)

فرج سے روٹی | شاگردوں نے کہا کہ حافظ جی نکاح میں بڑا مزہ ہے۔ حافظ جی نے کوشش کر کے ایک عورت سے
نکاح کر لیا۔ شب کو حافظ جی پہنچے اور روٹی لگا لگا کر کھاتے رہے۔

(قصہ سابق، افاضات الیومیہ ج ۱۱ ص ۲۲، سطر ۵)

مزا مندی میں | (۱) ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو پہلے مزا آتا تھا اب نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ میاں

مزا توندی میں ہوتا ہے۔ یہاں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۳۰۷، ج ۵، ص ۳۵۷، سطر ۷ وغیرہ)

(۲) ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ ذکر میں کہاں، مزا توندی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعت کے وقت خارج ہوتی ہے، یہاں کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

(افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۶۶۸، سطر ۲۳)

استنجا گاہ اور مختون لوٹا | والد صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ چھتے کی مسجد میں مولانا فیض الحسن صاحب استنجا کے لیے لوٹا تلاش کر رہے تھے اور اتفاق سے سب لوٹوں کی ٹوٹیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ فرمانے لگے کہ تو بے سارے لوٹے مختون ہی ہیں۔ حضرت (نانا ٹوٹی) نے منس کر فرمایا کہ پھر آپ کو تو بڑا استنجا نہیں کرتا ہے۔ گویا مختون سے کیا ڈر ہے۔

(ارواح ثلاثہ مصنفہ تھانوی ص ۲۵۹، سطر ۸)

نوٹ ہے۔ دیوبندیوں کے ان ہر دو بزرگوں کا یہ فحش مزاح ملاحظہ فرمایا لیجئے۔

بے تہذیبی کے ساتھ سلسلہ گفتگو | فرمایا کہ الفاظ تو اس کے پاس نہ تھے، مگر خلوص تھا۔ جی چاہتا تھا کہ اسی بے تہذیبی نے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری رہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۱۰، سطر ۱۰)

میں بکواسی ہوں | بعض لوگ قلیل الکلام ہوتے ہیں۔ اس سے بھی رعب ہوتا ہے اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر وقت بوتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو متوا بنائے ہوئے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۱۸، سطر ۱۳)

عبادت میں کاہلی | میرا عمل عزائم پر نہیں، رخص پر ہے، نفلیں کم پڑھتا ہوں۔ کبھی نوافل بیٹھ کر پڑھ لیتا ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۵۹، سطر ۵)

نوٹ:۔ علامتِ دال کہ در احمق بود اولاً غافل زیاد حتی بود

گفتن بسیار عادت باشد شش کاہلی اندر عبادت باشد شش

یعنی ہر وقت بولتے رہنا اور عبادت میں کوتاہی و سستی یہ احمق کی نشانیاں ہیں۔ (پندنامہ شیخ عطار)

بداخلاقی | میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ میری بداخلاقی کا منشاء خوش اخلاقی ہے۔ خیر میں تو جیسا کہ چاہوں وہ تو مجھ کو ہی معلوم ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۵۳، سطر ۱)

منکر نکیر | ایک صاحب نے کہا تھا کہ منکر نکیر کو قبر میں جواب دینا آسان ہو گا مگر اس شخص کی (مراد میں ہوں) جرح قدر کا جواب مشکل ہے میں نے سن کر کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۵۶)

نوٹ ہے :- کیا اخلاق محمدی کا یہی نمونہ ہے۔ یہ سب تھانوی صاحب کے کرشمے ہیں۔

رشوت لے کر دعا کرنا | حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون تشریف لایا کرتے تھے۔ ان سے دعا کے لیے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمادیں۔ یہ مقدمہ اپیل میں ہمارے حق میں کامیاب ہو جائے۔ فرمایا کہ ہمارے حاجی کو بیٹھنے کی تکلیف ہے یہاں پر ایک سردری بنوادو۔ ہم دعا کریں گے عرض کیا بہت اچھا حضرت نے دعا فرمادی۔ (افاضات ایومیہ ج ۱، ص ۱۰۷، سطر ۷)

شادی ہونے کے بعد مزہ | میں نے اپنے بچپن میں ایک چھوٹی سی کتاب دیکھی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ کسی لڑکی نے اپنی سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ ہمیں بھی بتاؤ۔ اس کتنا شدہ نے جواب دیا کہ تم جیسا مجھ جیسی ہو جاؤ گی۔ خود جان لو گی۔

بیابا یونہی جب تمہارا ہووے گا
جب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(مزید المجید۔ ملفوظات تھانوی۔ مطبوعہ محبوب المطابع، ص ۳۵، سطر ۱۴)

چٹو کہیں کی | قصبہ رام پور میں حضرت مولانا گنگوہی نے ایک واقعہ میں طلاق کے متعلق کوئی فتوے دیا تھا کہ کسی عورت نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ کر اس کے خلاف یہ فتوے دے دیا کہ قرآن میں یہ لکھا ہے۔ حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے بیان کیا، فرمایا وہ کیا جانے چٹو کہیں کی۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۱، ص ۵، سطر ۵)

ہمارا ذکر پکڑو بھڑوا، بھڑوا | ماموں صاحب بوئے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں نکلوں، اس طرح ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے۔ ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو۔ اور وہ یہ شور مچانے جاویں۔ بھڑوا ہے بھڑوا۔ اور اس وقت میں حقائق اور معارف بیان کرو۔

(افاضات ایومیہ ج ۱، ص ۱۴، سطر ۱)

ننگے بدن ملاقات | میں نے کہا میاں تم ہاں کہہ دیتے اور واقعی میں تو اس حال سے بھی ان سے مل لیتا کیونکہ میرا کیا بگڑتا، میں آنکھیں بند کر کے مصافحہ کر لیتا۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو ڈر گیا کہ کہیں پیسہ بچ ننگے ہو کر نہ چل کھڑے ہوں۔ (افاضات ایومیہ ج ۱، ص ۸۴، سطر ۱۴)

نوٹ :- وہ حافظ صاحب تو ڈر گئے مگر تھانوی صاحب ننگے بدن ملاقات کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ کیا ان کے لیے شرعی احکام معاف تھے؟ اور کیا تھانوی کو مردوں سے ننگے بدن ملنے کی یہ عادت اچھی تھی؟

مجھے کچھ نہیں آتا | الحمد للہ اب تک یہی اعتقاد ہے۔ آپ چاہے حلف لے لیجئے کچھ نہیں آتا؟

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲، ص ۶۳، سطر ۳)

نوٹ ہے۔ اگر تھانوی صاحب عالم ہیں تو یقیناً یہ قسم جھوٹی اٹھائی اور اگر قسم سچی ہے تو بزبان خود جہالت کا اقرار کر کے اپنے مریدین پر بلا ڈال دی۔

بیاہ کا مزہ | ایک اردو کی کتاب میں چند سیلیوں کی حکایت لکھی ہے کہ ان میں آپس میں یہ عہد ہوا تھا کہ ہم میں سے جس کی شادی پہلے ہوگی تو اپنے سب حالات ظاہر کرے گی۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی شادی ہو گئی تو اس سے سیلیوں نے دریافت کیا کہ اپنا وعدہ پورا کرو تو اس نے جواب دیا کہ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔

بیاہ یونہی جب تمہارا ہووے گا
تب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(افاضات ایومیہ ج ۲، ص ۳۳، سطر ۱)

مجھے کسی کا سلام نہ کہا کرو | ان مولوی صاحب نے کسی صاحب کا سلام بھی نہیں پہنچایا۔ کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام عرض کیا ہے، اس پر فرمایا۔ کہ دیکھو یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب آپ کسی سے ملنے جاویں بالخصوص آپ سے کوئی دینی حاجت بھی رکھتے ہوں تو اس کے پاس کسی کا سلام پیغام نہ کہا کیجئے۔ الخ۔

(مزید المجید ملفوظات تھانوی، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی ص ۳۶، سطر ۱۶)

نوٹ ہے۔ کیوں جناب! جب غیر اللہ سے حاجت طلب کرنا شرک ہے تو کیا تھانوی صاحب سے دینی حاجت رکھنا شرک نہیں؟ نیز تھانوی صاحب کسی کے سلام کو تو برا سمجھتے ہیں، جیسا کہ اس ملفوظ سے ظاہر ہے۔ ہاں البتہ دیوبندی رام رام شوق سے کر لیا کرتے ہیں۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث ”دیوبندیوں کا ہندوؤں سے اتحاد“

ہر روز نیا جوڑا | ہمارے حضرت سید احمد صاحب ہر روز ایک جوڑا بدلا کرتے تھے۔ ایک رئیس حضرت کے واسطے ہر سال تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑے بنا کر بھیجا کرتے تھے۔

(مزید المجید ص ۳۶، سطر ۴۔ اشرف الممولات ص ۵۵، سطر ۱۵)

مقدمہ بازی | ایک رئیس صاحب یہاں آکر رہے تھے۔ انہوں نے وطن جا کر کہا کہ وہاں کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کو مقدمہ بازی سیکھنا ہو، وہاں چلے جاؤ۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲، ص ۱۳، سطر ۱۵)

یہاں وہی ٹھہرتے ہیں جو بے حیا ہیں | یہاں پر تو جو بہت ہی بے حیا ہو گا وہی ٹھہر سکتا ہے۔ ورنہ اگر ذرا بھی غیرت ہوگی، ہرگز نہیں ٹھہر سکتا۔ کون ذلت

گوارا کرے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۴۹، سطر ۲۹)

نوٹ :- جو دیوبندی حضرات تھانوی صاحب سے بیعت ہوئے اور وہاں تھانہ بھون رہے وہ خود ہی فیصلہ فرماویں کہ وہ اپنے ”حضرت“ کے ارشاد کے مطابق کیا ہوئے (سبحان اللہ وہ کیسا ہی بابرکت مقام تھا کہ جہاں جیوا لے کاگزری نہیں ہو سکتا تھا) اور پھر ظلم یہ کہ تھانوی صاحب نے اس تھانہ بھون کو مدینہ طیبہ کے مشابہ قرار دے دیا۔ (دیکھو افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۰۴، سطر ۱) حالانکہ یہاں تھانہ بھون میں تو جیوا والا رہ نہیں سکتا۔ تو کیا معاذ اللہ مدینہ طیبہ بھی ایسا ہی ہے۔ حالانکہ مدینہ عالیہ میں تو بے جیا نہیں رہ سکتا۔

فتوے لکھنے پر فریس جائز

دیوبندی میں کثرت سے فتوے آتے ہیں۔ ایک پیسہ بھی نہیں لیجاتا۔ اور گولینا بھی جائز ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۹۶، سطر ۱)

میں برا ہوں

میں نے کہا بالکل سچی بات ہے۔ دونوں جڑیں صحیح ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی کا اچھا ہونا اور میرا برا ہونا۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۸۵، سطر ۲۰)

تھانوی صاحب بدتر و ذلیل

کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا۔ جو خود کو ہی سب سے بدتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳۲۴، سطر ۱۹، ج ۲ ص ۵۵، سطر ۱۹)

غصہ کا زور

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ایک لڑکا ہے اس کے مزاج میں تیزی اور غصہ بہت ہے۔ اس کے لیے ایک تعویذ دیجئے فرمایا اس کا کیا تعویذ ہوتا ہے کسی حلیم شخص کی محبت میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس تدبیر سے تو امید بھی ہے کہ کمی واقع ہو جائے۔ اگر اس کا کوئی تعویذ ہوتا تو پہلے لکھ کر اپنے باندھتا، اب پیرا نہ مالی کے اقتضاء کی وجہ سے تو کچھ غصہ کم ہوا ہے۔ مگر اب بھی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۹۳، سطر ۱)

غصہ کی آمد

مجھ کو غصے کی آمد بڑے جوش سے ہوتی ہے۔

(اشرف الممرات ص ۲۶، سطر ۱۵)

نوٹ :- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ غصہ ایمان کو خراب کرتا ہے۔ جس طرح ایلو شہد کو خراب کرتا ہے۔ (بیہقی) نیز فرمایا کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے۔ الخ (ابوداؤد)

ہم تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے۔ کوئی اور پسند ہی نہیں آتا۔

ہماری بزرگوں نے ہم کو بگاڑ دیا

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۱۹، سطر ۱)

نوٹ :- بزرگوں کا ذکر خیر پوچھنا کیا کرتے ہیں۔

تکبر لذیذ

ایک مولوی صاحب یہاں پر آئے تھے وہ ایک رئیس صاحب کا نام لے کر روایت کرتے ہیں کہ آپ

کے متعلق ان کی یہ رائے ہے کہ تکبر ہیں، میں نے کہا کہ میں تو اس سے بھی برا ہوں، مگر یہ سن کر مجھ کو از حد درجہ خوشی ہوئی۔ کہنے لگے۔ اس میں خوشی کی کون سی بات ہے میں نے کہا تعلق کی بدنامی سے تکبر کی بدنامی لذیذ ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۴۳، سطر آخر)

نوٹس۔ اشرف علی صاحب کے ہاں آنے والے یہی اثر لے کر جاتے تھے کہ

تکبر سزا زیل را خوار کرد

بزدان لعنت گرفتار کرد

بدخلق (۱) ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے وطن جا کر لکھا تھا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ہی اخلاق تھے۔ (افاضات الیومیہ ج ۶، سطر ۱۱۲)

(۲)، (۳) اس پر مجھ کو بدخلق و سخت کہا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲، ص ۵۹، سطر آخر و حصہ ۴ ص ۲۵، سطر ۲۰)

(۴) مجھے ان باتوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پھر لوگ مجھی کو بد اخلاق کہتے ہیں۔

(اشرف المعاملات ص ۵۰، سطر ۵)

ہر وقت لڑائی کا ہی معمول میرے معمولات ہی کیا، جلوت کا حال تو سب کو معلوم ہے کہ لوگوں سے لڑتا، بھڑتا رہتا ہوں اور خلوت میں بہت ہی نہیں۔ بس یہ میرے معمولات ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۰۱، سطر ۶)

اہل کمال حوصلہ مند ہوتے ہیں باوجود اس کے کہ سرسید ایک دنیا دار شخص تھے مگر استغناء اور حوصلہ مند لیکن آج کل اہل کمال تقریباً مفقود نظر آتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۱۱۰، سطر ۶)

بیوقوف ہد ہد دیوبندی اُمت کے حکیم تھانوی صاحب خود اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے محاورے میں ہد ہد بیوقوف کو کہتے ہیں۔ اور میں (اشرف علی) بھی بیوقوف ہی سا ہوں۔ مثل

ہد ہد کے۔ (ارشادات تھانوی صاحب مندرجہ افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۴۰، سطر ۱۸)

(۱) میں فقیہ نہیں، محدث نہیں، مجتہد نہیں، مفسر نہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۱۱۲، سطر ۱۹)

نہ فقیہ نہ مفسر

(۲) ضرورت ہے کہ جو شیخ محدث بھی ہو، فقیہ بھی ہو، صوفی بھی ہو، اس کی محبت اور اتباع اختیار کرنا چاہیے۔

ورنہ غلطی کا سخت اندیشہ ہے (افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۲۲، سطر ۲۳) جیسا تھانوی صاحب کا حال ہوا

مرید بداعتقاد ہو گیا

میرے معمولات فلاں شخص سے ایک شخص کا نام جو خوش اعتقادی کے بعد بداعتقاد ہو گیا تھا۔ پوچھ لیے جائیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۵۹، سطر ۴)

بیوی کے لیے نماز توڑ دی

قبس کن زگلستان من بہار مرا
میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں، میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔

(انثرف المعمولات ص ۱۴، سطر ۱۲)

بے سند حکیم الامت

مجھ کو مدرسے سے سند نہیں ملی، مدرسہ نے دی نہیں، ہم نے مانگی نہیں، کیونکہ یہ اعتقاد تھا کہ ہم کو کچھ آتا نہیں، پھر سند کیا مانگتے؟

(افاضات الیومیہ تھانوی - ج ۱ ص ۱۸۶، سطر ۱۹)

تعلیم میں غیر حاضری

اور درسیات بھی میں نے اس طرح ختم کی ہیں کہ ایک کتاب جماعت نے ختم کر لی اور میں زیادہ دیر غیر حاضر رہا۔

(انثرف المعمولات، ص ۱۱، سطر ۳)

نہ تم پیر نہ میں مرید

ایک مرید صاحب نے مجھے خط لکھا تھا، آج تک کسی نے ایسا نہیں لکھا، کہ نہ تم میرے پیر نہ میں تمہارا مرید۔ خواہ مخواہ دق کر رکھا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۵۶، سطر ۱)

میں پیر کھڑتا

بنگال میں یہ معمول ہے لوگوں کا کہ دوڑے اور پیر کھڑ لیے۔ میں نے منع کیا کہ پاؤں پکڑنا سب نہیں مصافحہ کرنا سنت ہے یہی کافی ہے مگر نہ مانے۔ میں نے یہ کیا کہ جو میرے پیر کھڑتا، میں اُس کے پیر پڑتا۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۸۳، سطر ۱)

نوٹ ہے:- اگر پاؤں پکڑنا مناسب نہیں تھا تو تھانوی صاحب کے لیے ان کے پاؤں پکڑنا کیسے جائز ہو گئے۔ اور جو فعل شرک ہو وہ تھانوی صاحب کے لیے کیسے جائز ہو گیا؟

بیوقوف بادشاہ

بادشاہ کے بیوقوف اور وزیر کے عاقل ہونے پر مولانا فخر الحسن گنگوہی کا لطیفہ یاد آیا۔ ایک مرتبہ کہا کہ اگر مجھ کو سلطنت مل جائے تو حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو وزیر بناؤں، اور

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی نسبت کہا کہ ان کو جرنیل بناؤں، غرضیکہ سب کے عہدے تجویز کرنے کے بعد کہا کہ میں بادشاہ بنوں۔ ایک صاحب نے کہا کہ یہ کیا کہ حضرت مولانا کو تو وزیر اور خود بادشاہ تجویز کیا۔ کہا کہ میاں بادشاہ تو بیوقوف ہوتا ہے اور وزیر عاقل۔ اس لیے بادشاہ ہونا میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور مولانا کو وزیر تجویز کیا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، ص ۲۴ و سطر ۱۱)

نااہل کو بادشاہی نہیں ملتی | پھر رنواب جید آباد دکن نے اشرف علی کی بدعت قادی کے متعلق اشرف علی کے خفیہ ایجنٹ، حافظ احمد صاحب سے بھی تحقیق کی، چھوڑا تھوڑا ہی اچھی طرح تحقیق کی، آخر بادشاہی کر رہے ہیں، اگر اہل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سلطنت کیوں دیتے؟۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، ص ۲۴، سطر ۱۳)

نوٹ:۔ تب ہی تو دیوبندیوں کے پیشوا فخر الحسن دیوبندی سلطنت قائم کرنے کی ہوس پوری نہ کر سکے۔ اگر بے وقوف نہ ہوتے تو ہندوستان میں شاید "دیوبندی سلطنت بن لیتے" اور پھر مسلمانوں کو اللہ علیہ وسلم منانے والوں کو اور دیوبندی کفریات نہ ماننے والوں اور عرس کرنے والوں کو گولی سے اڑا دیتے۔

دیوبندی تمام احمق | چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے ہی حصے میں آگئے۔

(رفان اشرف علی مندرجہ افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۲۳۲، سطر ۱۱)

رشید گنگوہی کا قول کہ میں ذلیل ہوں | حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس وقت آپ کی کیا حالت تھی۔ فرمایا کہ خدا کی قسم قلب پر اس وقت اس کا استحضار تھا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۲، ص ۷۰، سطر ۱)

تھانوی کا اقرار کہ میں جاہل ہوں | ہم کو کچھ آتا نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۱۸۶، سطر ۱۹)

تھانوی کا اقرار کہ میں بیوقوف ہی ہوں | میں بھی بیوقوف ہی سا ہوں مثل ہڈ بڈکے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱، ص ۲۴۰، سطر ۱۸)

نوٹ:۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے انا انا بشر مثلكم لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم بھی حضور کو بشر بشر کہا کریں۔ اس مسئلہ کے الزامی جواب کے لیے رشید احمد گنگوہی کے اپنے کو ذلیل اور تھانوی کے اپنے کو بیوقوف ہی سا اور بے علم کہنے کے حوالہ جات کے ساتھ بندہ کو اس موقع پر بطور لطیفہ دو آپ بیتی حکایتیں یاد آگئی ہیں۔ ناظرین کی طرفت طبع کے لیے ہدیہ نظر کی جاتی ہیں۔

حکایت نمبر (۱) | تحریک ختم نبوت مارچ ۱۹۵۳ء میں اتفاقاً خفیوں اور دیوبندیوں کو ایک ہی جگہ رہنے کا اتفاق ہوا۔ تو بہاول پور سنٹرل جیل میں جہاں ہم لوگ رہتے تھے۔ وہیں دیوبندی بھی تھے۔ ایک روز

احمد علی لاہوری دیوبندی کا ایک مرید چند آدمیوں کو جمع کیے ہوئے احمد علی کے رسالہ خطبات کا کوئی حصہ سن رہا تھا اور اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ دیکھو یہ بدعتی بریلوی مولوی بھی عجیب ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی مت کہو۔ اس میں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور جب حضور خود بھائی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں تو ہمیں یہ لفظ کہنا کیوں گناہ ہے؟

یہ ناچیز اس دیوبندی کی سب باتیں سن رہا تھا لہذا آہستہ سے اس کے قریب جا بیٹھا اس دیوبندی کو علم تھا کہ ہمارے خادم آپسچے میں نے کہا کہ صاحب یہ بتائیے کہ آپ دیوبندی ہیں کہنے لگا ضرور میں نے کہا کہ آپ کے مذہب کا سب سے بڑا امام اشرف علی توابیک بے علم آدمی تھا۔ وہ خود افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۶۳ میں لکھتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں آتا۔ اور رشید احمد گنگوہی ایک ذلیل آدمی تھا، تو ہم ان کے معتقد ہو کر علمائے اہلسنت کو بدعتی کہنے کی کیا جرأت رکھتے ہو۔ دیوبندی صاحب میری یہ بات سن کر سٹپٹا سے گئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے بزرگوں کی بے ادبی کر رہے ہیں۔ میں نے کہا جناب دیکھیے آپ کی کتاب افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۶۰ پر آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب خود فرماتے ہیں کہ میں ذلیل ہوں۔ تو جب گنگوہی صاحب خود ذلیل ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں تو ہمیں ان کو یہ لفظ کہنا کیوں بے ادبی ہوا۔ نیز دیکھیے اسی کتاب افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۶۴ سطر ۱۸ میں آپ کے پیشوا تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں بیوقوف ہی سا ہوں۔ تو جب تھانوی خود بے علم و بے وقوف ہونے کے اقرار ہی میں تو ہمیں یہ لفظ ان کو بولنا کیوں منع ہوا اور کیوں بے ادبی ہوئی۔ دیوبندی صاحب بظنیں جھانکنے لگے اور جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے کہ صاحب وہ حضرات تو خود مختار ہیں جو دل چاہے تو اضعا فرماویں مگر ہم کون ہیں کہ ان کو بے وقوف اور ذلیل کہیں، اگر ہم کہیں گے تو واقعی بے ادبی ہوگی۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! آپ کے پیشوا تو خود لکھیں اور آپ ان کو ان الفاظ سے یاد کرنا بے ادبی سمجھیں۔ اور پھر ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے تو اضعا نہ الفاظ کا بولنا بے ادبی نہ ہو۔ پھر وہ کہیں بولے۔

دوسرا واقعہ اسی ختم نبوت کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب کہ ہم لوگ بہاول نگر کی ڈسٹرکٹ جیل میں محبوس تھے

حکایت نمبر ۲ اتفاقاً وہاں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک خاص مرید دیوبندی مولوی بھی تھا۔ اور اس کے پاس اشرف علی کی بابہ ناز کتاب افاضات الیومیہ بھی موجود تھی۔ ایک دن حضرت مولانا فتح محمد صاحب بہاول نگر کی بطور دل چسپی اسی کتاب کے ج ۱ ص ۱۸ سے تحریک کشمیر کے متعلق مضمون پڑھ رہے تھے کہ مولوی اشرف علی نے ایسی تحریکوں، تحریک کشمیر تحریک خلافت کو ناجائز کہا ہے اور ان رضا کاروں کو جو جیلوں میں جاتے ہیں حرام کار لکھا ہے۔ لکھتا ہے:

(۱) کشمیر پر جو جتنے جارہے ہیں ان کے متعلق ایک صاحب مجھے فرمانے لگے کہ ان جتنوں کے جانے

تحریک کشمیر کا جائز یا ناجائز ہونا الگ بات ہے۔ مگر نافع بہت ہے۔ میں نے کہا جی ہاں خمر (شراب) بھی

نافع ہے۔ میسر (جوا) بھی نافع ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۸ سطر ۱۸)

(۲) جتنوں کا جیل جانا، پٹنا، بھوک ہڑتال وغیرہ کرنا۔ خود کشی کے مرادف ہے اور اگر خود کشی سے کسی کو فائدہ پہنچے تب بھی

تو باوجود موجب فائدہ ہونے کے جائز نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۵ سطر ۸)

(۳) اگر تحریک رضا کارانہ کو جائز سمجھ لیا جاوے، پھر بدعت کوئی چیز ہی نہیں رہتی۔ اس لیے کہ بدعتیں جس قدر ہیں سب کو دین ہی سمجھ کر کرتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۸، سطر ۱۸)

(۱) زمانہ خلافت میں ان لوگوں نے احکام اسلامی کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی جو اپنی سمجھ میں آیا کیا۔۔۔ ہزاروں مسلمانوں کو بلا وجہ کٹوا یا۔ یہ نفسانی اغراض بھی بڑی بلا ہیں۔۔۔۔۔ عدم قدرت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ فعل جائز نہ ہو۔ پھر احکام کو پامال کر کے کامیابی ہو گئی تو وہ مسلمانوں اور اسلام کی کامیابی تھوڑا ہی ہوگی۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۲، سطر ۶)

تحریک خلافت

(۲) تحریک خلافت کے زمانہ میں لوگ چاہتے تھے کہ جس طرح ہم بے قاعدہ اور بے اصول چل رہے ہیں۔ نہ شریعت کی حدود کا تحفظ نہ احکام کی پرواہ، اسی طرح یہ بھی شرکت کرے۔ میں نے کہا اگر تمہاری موافقت کی جائے تو ایمان جائے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۶۵، سطر ۱۸ و ۱۹)

مولوی اشرف علی صاحب کی ان بھارتوں پر دیوبندی مولوی بحث کرتے رہے۔ کوئی کتنا کہ اس فتوے سے تو ہمارا تحریک ختم نبوت میں شامل ہو کر جیلوں میں آنا بھی حرام ہوا۔ کوئی کتنا کہ نہیں صاحب! یہ اجتہادی مسئلہ ہے۔ بہر حال ظہر کی نماز کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب و حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ بایں وجہ چھڑ گیا کہ اس روز جس مولوی نے نماز پڑھائی وہ دیوبندی تھا۔ بعد میں معلوم ہونے پر میں نے جماعت کے ہوجانے کے بعد ان سب دیوبندیوں کے رو برو اپنی نماز دہرائی تو ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نے نماز کیوں دہرائی ہے میں نے کہا کہ چونکہ یہ مولوی صاحبان پیارے بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے اپنے اکابرین کے کفریات کے حامی ہیں اور نماز میں بھی منافقت کرتے ہیں اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس نے پوچھا کہ وہ منافقت کیا ہے؟ میں نے اُسی وقت اس نماز پڑھانے والے دیوبندی سے پوچھا کہ کیوں صاحب آپ نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے ہیں تو حضور علیہ السلام کو دل میں حاضر کر کے یہ سلام دل سے پڑھتے ہیں یا نہیں؟ وہ فوراً بول اٹھا کہ نہ صاحب ہم تو ہرگز دل سے نہیں پڑھتے۔ یہاں آکر دل کو کسی اور طرف متوجہ کر کے حکایت کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ میں نے کہا دیکھا آپ نے ان کی نماز اور خلوص کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر دشمنی ہے کہ ان کو سلام کہنا تک گوارہ نہیں کرتے۔ تو ایک دیوبندی مولوی بولا کہ ہم تو گاہ بگاہ السلام علیک ایہا النبی کی بجائے السلام علی النبی پڑھ لیا کرتے ہیں تاکہ آپ سلام بالخطاب دینے کا شبہ ہی پیش نہ آئے۔ میں نے کہا لیجئے صاحب اور سن لیجئے۔ ان کا سلام ہی اور ہے تو وہ صاحب معاملہ سمجھ گئے۔ کہ یہ دیوبندی تو پکے مکار ہیں۔ جو کہ نماز میں بھی فریب کاری سے باز نہیں آتے اور چونکہ اسی ایک بارک میں سنی علماء حضرت قبلہ اُستادی مولانا فتح محمد صاحب بہاول نگری و مولانا درگا ہی صاحب وغیرہ بھی موجود تھے اس لیے اسی التجیسات کی بحث کے دوران میں مسئلہ حاضر و ناظر و علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ ایک مولوی دیوبندی برادر لگا۔

کہا آپ کا یہ زعم سرسراہٹ اور غلط ہے۔ اسلامی دنیا کے تمام علمائے کرام و اکابرین ملت کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے وہ علم نبوت عطا فرمایا ہے کہ آپ علمی حیثیت سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ دور نہ جائیے ہندوستان کے ہی علماء کو لے لیجئے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی اسی التجیات کے سلام کے بارے میں لکھتے ہیں:-

حاضر و ناظر کے متعلق مولوی عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ۔۔۔

وقال والذي علام واستاذي
المقام ادخله الله في دار السلام في رسالته
نور الايمان بزيارة آثار جيب الرحمن السر
في خطاب التشهد ان الحقيقة المحمدية
كانها سارية في كل موجود وحاضرة
في باطن كل عبد وانكشف هذه الحالة
على الوجه الاقم في حالت الصلوة
فحصل محل الخطاب وقال بعض اهل المعرفة
ان العبد لما تشرف بتباعد الله فكأنه اذن
في الدخول في حريم الالهى ونور بصيرته
ووجد الحبيب حاضرا في حرم الحبيب
فاقبل وقال السلام عليك ايها النبي

(السعيه شرح الوقايه ج ۲ ص ۲۲۸، سطر ۲)

مصنف مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی مطبوعہ مطبع مجتبائی کانپور

میرے والد و استاذ نے (خدا ان کو جنت نصیب کرے) اپنے
رسالہ نور الايمان بزيارة آثار جيب الرحمن میں فرمایا کہ التجیات
میں السلام عليك ايها النبي بصيغة حاضر سلام و خطاب کا
رازیہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں ساری ہے۔ اور ہر
بندے کے باطن میں موجود حاضر و ناظر ہے۔ اور یہ حضوری
حالت نماز میں پورے طور کھل جاتی ہے۔ تو حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر سلام خطاب کرنا حاصل ہو گیا
اور بعض اویا کے کرام فرماتے ہیں کہ بندہ جب اللہ کی ثناء سے
مشرف ہو جاتا ہے تو اسے حکم الہی میں داخلے کی اجازت
مل جاتی ہے اور اس کی بصیرت منور ہو جاتی ہے۔ تو وہ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ہوتا ہے۔ حرم
الہی میں اور متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے۔ السلام عليك، اے
میرے پیارے آقا نبی آپ پر سلام ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم
آلک یا رسول اللہ۔

اور یہ مولوی عبدالحی صاحب آپ کے وہ مایہ ناز عالم ہیں کہ جن کے متعلق آپ کا پیشوا اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:-
مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نہایت ہی حسن صورت، حسن سیرت، حسن اخلاق کے جامع تھے معلوم ہوتا تھا کہ
نواب زادے ہیں۔ ان کے خواص سے معلوم ہوتا تھا کہ شب کی عبادت میں روتے تھے۔ دن کو امیررات کو فقیر
کثرت کام کی وجہ سے دماغ ماؤف ہو کر مرگی کا مرض ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی عمر میں بڑا کام کیا۔ یہ سب تائید غیبی ہوتی ہے۔

(افاضات الیوم ج ۵ ص ۱۶۶، سطر ۱۱)

حضرت شیخ عبدالحق نے اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۴۱ اور صدیق حسن خان امام غیر مقلدین نے مسک الختام ج ۱ ص ۳۴۴ پر اسی سلام کے مقام میں حضور کو حاضر و ناظر تسلیم کیا ہے۔ اسناد السنہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی حضور کے علم غیب کی و حاضر و ناظر کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں،

علم غیب و حاضر ناظر کے متعلق شاہ عبد العزیز کا فیصلہ

زیراکہ او مطلع است بخور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چہیت و حجابے کہ بداں از ترقی محبوب ماندہ است، کدام است، پس اومی شناسد گناہاں شمارا و درجات ایمان شمارا، و اکمال نیک و بد شمارا، و اخلاص و نفاق شمارا، الخ۔

(تفسیر عزیزی پارہ سبقل، مصنفہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلی، مطبوعہ مجتبیٰ ص ۱۸، سطر ۸)

اور شاہ عبد العزیز صاحب وہ ہستی ہیں جن کے متعلق آپ کا امام اشرف علی بھی لکھتا ہے۔

(۱) رعایت مصالح کی وجہ سے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کا فیض عام تھا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۰۰، سطر ۵)

(۲) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ بخار چڑھا ہوا تھا۔ نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے لکڑی پر نظر کی وہ بخار اس پر مستقل ہو گیا۔ وہ کھڑی کھڑی کانپ رہی تھی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱۲ ص ۱۳، سطر ۱۳)

اور عارف باللہ حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حاضر و ناظر و علم غیب کے متعلق حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ

(۱) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ بصیغہ خطاب (حاضر) میں بعض لوگ (دیوبندی و بابی) کلام کرتے

ہیں۔ یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے۔ الخلق والا ممر عالم امر مقبذ بجمت و طرف و قرب و بعد و غیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں۔ (شائم اداویہ ملفوظات حاجی امداد اللہ صاحب مطبوعہ لکھنؤ ص ۹۶، سطر ۱۶)

(۲) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوئے کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے تو جہ ضروری ہے۔

(شائم اداویہ ص ۱۱۵، سطر ۸)

اور حاجی امداد اللہ صاحب وہ بزرگ ہیں جو سب دیوبندیوں کے مرجع و ماوے میں اور آپ کا امام اشرف علی لکھنؤ

ہے۔

وہ شخص (حاجی امداد اللہ) زمانہ کا مجدد تھا، امام تھا، مجتہد تھا، معاصروں میں حضرت کے کمالات کی نظیر ملن

مشکل ہے۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۲۹، سطر ۲۳)

اور ملک ہندوستان و پاکستان میں سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے بڑے پیشوا و اصل باللہ شیخ الشائخ سیدی حضرت

میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شرف سے پوری متعنا اللہ بفیوضاتہ ارشاد فرماتے ہیں:-

حاضر ناظر کے متعلق پیشوائے نقشبندیہ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

ایک مرتبہ صاحب جزاءہ صاحب مدظلہ العالی نے حضرت قبلہ سے دریافت فرمایا: ایک رسالہ لکھا ہے کہ یا رسول اللہ

پڑھنا جائز ہے۔ تو قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں۔ (ملخصاً) دیکھو

کتاب اولیائے نقشبند شیر ربانی، مطبوعہ لاہور ص ۲۴۳ مصنف محمد امین شرچہ پوری مرید خاص قبلہ و کعبہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل

شاہ صاحب حضرت کرمانوالہ۔ (متعنا اللہ بفیوضاتہ العالیہ)

معلوم ہوا کہ جمیع علماء و مشائخ کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ بندہ نے جب یہ حوالہ جات

پیش کیے تو دیوبندی مولوی مہسوت ہو کر رہ گئے اور لا جواب ہو کر ایک دیوبندی کہنے لگا کہ ہاں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ

مختلف فیہ ہے۔ لہذا اس پر ایمان لانا کوئی فرض تو نہیں، میں نے کہا آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے مسئلہ حاضر و ناظر تمام امت

محمدیہ کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔ دیکھو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

حاضر ناظر کے متعلق استاذ المسند حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

و با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلائی نیست کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات ہے ثابہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است براعمال امت حاضر و ناظر و ظہر بایان حقیقت

و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی است۔

المکاتیب و الرسائل بر حاشیہ اخبار الاخبار و تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

مطبوعہ مجتبیٰ ص ۱۵۵ سطر ۱

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وہ مقدس اور عالم ہستی ہیں کہ جن کے بارے آپ کا امام مولوی اشرف علی صاحب بھی

لکھتا ہے:-

(۱) حضرت شیخ بعد الحق محدث دہلوی بہت بڑے شیخ ہیں۔ ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۳۶، سطر ۲)

(۲) بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ بعد الحق محدث دہلوی ہیں۔ کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶ سطر ۱)

شیخ صاحب کے ارشاد سے صاف واضح ہو گیا کہ عقیدہ حاضرناظر تمام امت محمدیہ کا متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے اور اس پر ایمان لانا دین کی ضروریات سے ہے اور جس طرح عقیدہ ختم نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر جماعت اہل اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح عقیدہ حاضرناظر کا منکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق خداداد علم غیب کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے اور جس طرح نام نہاد مسلمان مرزائیوں کے عقیدہ ختم النبوت میں اختلاف کرنے سے عقیدہ ختم نبوت مختلف فیہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بعض نام نہاد مسلمان دیوبندیوں نجدیوں کے اس عقیدہ میں اختلاف سے اسے ہرگز مختلف فیہ نہیں کہا جاسکتا ہے۔

اور پھر لطف یہ ہے کہ دیوبندی ذریت صرف اپنے قلبی عناد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی وجہ سے ہی آپ کے حاضرناظر ہونے کے منکر ہیں۔ ورنہ خود دیوبندی اپنے مولویوں کو ہر جگہ حاضرناظر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ذریت دیوبندیہ کاج رشید احمد گنگوہی اپنے مریدین کو ہدایت کرتا ہوا اپنے اور اپنے سب دیوبندی پیشواؤں کو ہر جگہ حاضرناظر ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مرید کو یعتین کر لینا چاہیے کہ شیخ کی روح ایک ہی جگہ بند نہیں ہوتی تو مرید جس جگہ بھی ہو، اگرچہ شیخ کے جسم سے دور ہے، مگر اس کی روح سے ہرگز دور نہیں ہے۔ پس ہر واقعہ کے حل میں شیخ سے امداد مانگے۔ کیونکہ وہ ہر معاملہ میں شیخ کا محتاج ہے۔
(امداد السلوک)

وہم مرید یعتین واند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است، اما از روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند، ہر وقت شیخ را یاد دارد و در ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں ہر دم در حل واقع محتاج بشیخ بود، شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ و بلسان حال سوال کند اے۔

ناظر بن انصاف تو فرماویں کہ مسلمان اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضرناظر سمجھیں تو مشرک اور دیوبندی اگر اپنے

سیاق و سباق کلام الہی مشککہ کا خطاب کفار سے ہے تو کیا کوئی ناپاک انسان بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کفار کی طرح کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہونا تو اس کے متعلق دیوبندیہ کے حکیم الامت کا اضطراری فیصلہ بھی سن لیجئے چنانچہ اشرف علی لکھنؤ ہے:

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدي به الله الى صراط مستقيم. الله الایہ ایک تفسیر یہ ہے جو میں نے ذکر کی کہ نور سے مراد حضور ہوں۔ اور اس تفسیر کی ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قد جاءكم رسولنا فرمایا ہے (الی قولہ) تو یہ ہدی بہ الله کتاب کے زیادہ مناسب ہے اور نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مناسب ہے۔ (الی قولہ) دوسرے ہم قد جاءكم برهان من ربكم وانزلنا اليكم خورا مبینا میں انزلنا سے بھی رسول ہی مراد لے سکتے ہیں۔ الخ۔

(رسالہ انور، اشرف علی تھانوی، مطبوعہ دہلی ص ۳۱، ۳۲، ۳۳ سطر ۶۱۵ وغیرہ)

اور یہی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب کے ص ۸ پر فضل اول نور محمدی کی باندھ کر یا جابر ان الله قد خلق قبل الاشياء نور نبیک من نوره (مواہب اللدنیہ قسطلانی و زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج اول ص ۶۴) کو صحیح مان چکا ہے اور رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

وازیں جا است کہ حق تعالیٰ در شان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم است الخ۔

(امداد السلوک مصنف رشید احمد گنگوہی ص ۸۵، سطر ۱۴)

حدیث اول ما خلق الله نوری جو کہ حدیث جابر ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نور نبیک من نوره الحدیث (زرقانی ج ۱ ص ۴۶) کی ہی روایت بالمعنی معلوم ہوتی ہے۔ مدارج النبوت جلد اول ص ۱۰۱ اور سب کے معتمد امام امام زرقانی کی مقبول عالم کتاب زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج اول ص ۲۴ پر موجود ہے اور یہ عظیم اور معتمد علیہ محدثین اس حدیث پر اعتماد فرما رہے ہیں اور غیر مقلدوں کے معتبر پیشوا مولوی شاہد کو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننا ہی پڑا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا علیہ السلام خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں (فتاویٰ ثنائیہ حصہ اول ص ۴۳) ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بھی عقیدہ یہی ہے۔ باقی یہ کہ ہم اہل سنت حضور کو نور قدیم یا خدا کا جزمانتے ہیں یہ محض افتراء اور صریح بہتان ہے جس کا بدلہ قیامت میں دیوبندی اور وہابی پالیں گے۔ ہم تو یہی کہہ دیتے ہیں کہ لعنة الله علی الکاذبین۔

اور گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۴ پر حدیث اول ما خلق اللہ نعودی (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۴) کو صحیح مان چکے۔ جب دیوبندیوں کے یہ دونوں پیشوا بھی حضور علیہ السلام کو نورمان رہے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا مشہور پیشوا منشی شورشش کا تمیری اپنے رسالہ چٹان میں اس شعر کو تسلیم کر کے لکھتا ہے:

کین شان جسمی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(چٹان ۲۳، تاریخ ۱۹۶۲ء ص ۴۲)

تو دیوبندیوں کو کچھ تو انصاف بھی کرنا چاہیے۔ اور اگر دیوبندیوں کا قرآن اور حدیث پر ایمان نہیں، تو انہیں کم از کم اپنے گروؤں کا فیصلہ تو مان لینا چاہیے کیا یہ نور ماننے والے دیوبندی بھی مشرک تھے؟

اور دوسرا یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمان اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ہم امتیوں کو ہرگز لائق نہیں کہ ایسا عامیانہ لفظ آپ کے لیے ہر وقت بولنے کا سبق پکالیں تو ایک دیوبندی کہنے لگا کہ واہ صاحب! جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ میں بشر ہوں، تو ہمیں ان کو بشر کہنا کیوں گناہ دے ادبی ہوا۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے پیر ملاں اشرف علی کی بات بھی نہیں مانتے۔ وہ شیخ صاحب کو حضورِ عالم کہتا ہے اور شیخ صاحب اس آیت کو متشابہات سے کہتے ہیں تو وہ دیوبندی غصے سے کہنے لگا کہ آپ ہمارے حضرات کا نام بے ادبی سے کیوں لیتے ہیں۔ میں نے کہا بندہ نے کون سی بے ادبی کی ہے؟ کہنے لگا کہ آپ مولانا اشرف علی کو ملا اشرف علی کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا دیکھیے صاحب آپ کام شد و امام اشرف علی خود لکھتا ہے:

(۱) اب یہ صاحب اس جواب سے کہ خواب میں کیا رکھا ہے۔ یہ سمجھیں گے کہ یہ (اشرف علی) ملا ہے۔ مگر سمجھیں اختیار ہے۔ ملا ہی ہونا تو بڑی چیز ہے۔
(افاضات ایومیہ متھانوی ج ۶ ص ۲۰۴، سطر ۶)

(۲) مولوی کے معنی ہیں، مولا والا، اللہ والا۔ یہ لفظ مولانا کے لفظ سے افضل ہے۔

(افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۲۰۴، سطر ۶)

(۳) میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں۔ (افاضات ایومیہ ج ۱ ص ۲۴۰، سطر ۱۸)

دیوبندی کہنے لگا کہ صاحب واقعی ملا کا لفظ تو برا نہیں۔ مگر چونکہ یہ لفظ عامیانہ ہے۔ اور حضرت نے اسے اپنے لیے تواضعاً فرمایا ہے اور اب چونکہ یہ لفظ مولانا ہی معزز ہے اس لیے اب اگر ایسے عالم کو ملا کہیں تو بے ادبی ہوگی۔ میں نے کہا کہ واہ صاحب! کہ باوجود ملا کا لفظ اچھا ہونے کے اور اشرف علی کے اپنے لیے لفظ بے وقوف و ملا کے محبوب سمجھنے کے اگر ہم کہیں تو بے ادبی ہے اور ہمیں کھانا منع ہو۔ مگر آنحضرت رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لفظ بشر جو آپ نے تواضعاً فرمایا ہے۔ ہمارے کہنے سے آپ کی بے ادبی نہ ہو۔ اس تزییح پر دلیل

کیا ہے۔ دیکھو امام خازن و امام بغوی فرماتے ہیں،

قال ابن عباس علم الله رسول التواضع

(تفسیر خازن علی حاشیہ تفسیر بغوی ج ۶ ص ۸۷)

دیوبندیوں کا اقرار کہ حضور کو بشر کہنا درست نہیں

اور پھر خود تمہارے دیوبندیوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف لفظ بشر سے یاد کرنا یہ حضور کی توہین ہے۔ دیکھو مولوی محمد شفیع لکھتا ہے:

انبیاء علیہم السلام کو خصوصاً سرور انبیاء کو صرف لفظ بشر سے یاد نہ کیا جائے۔ بلکہ خیر البشر یا افضل البشر سے ذکر کرے زیادہ بہتر یہی ہے کہ سنت اللہ کے مطابق حضور علیہ السلام کو القاب عالیہ سے یاد کرے۔ الخ۔

(کلمۃ الایمان، مصنف مولوی مفتی محمد شفیع سرگودھا، ص ۲۲، سطر ۱۸)

کیا اب بھی کوئی گستاخ دیوبندی حضور کو بشر کہہ کر اپنا وظیفہ پورا کر سکتا ہے۔ اس دیوبندی فیصلہ سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضور کو صرف بشر کہنا حضور کی بے ادبی ہے۔ بندہ کے ان معروضات کے بعد دیوبندیت پر موت چھا چکی تھی

خ مدعی لاکھپہ بھاری ہے گواہی تیری

حضور خود تو تواضع فرما سکتے تھے۔ مگر انما انابشرا اللہ تعالیٰ نے کیسے تواضعاً فرمادیا۔

ایک سوال

(رسالہ نوری بشری)

اگر یہی قانون ہے تو بتائیے کہ تمہارے مولوی محمد قاسم کے متعلق تمہارے گنگوہی صاحب نے

الزامی جواب

یہ الفاظ کس نیت سے کہے ہیں۔ ”دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی ہستی نہیں ہے۔“

(ارداخ ثلاثہ ص ۲۵۳، سطر ۳)

گنگوہی کے ان الفاظ کو نانوتوی کے حق میں تھانوی صاحب تواضع پر محمول کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”گنگوہی صاحب کے جواب کا منشا کا غلبہ حال تواضع سے معذور ہونا ہے۔“ (ارداخ ثلاثہ ص ۲۵۴، سطر ۴)

نانوتوی صاحب خود تواضع کر سکتے تھے۔ گنگوہی صاحب نے کیسے کہہ دیا۔ ماہو جوابیکو فہموجوابنا۔

(ایک مولوی صاحب) کہنے لگے کہ آپ اخبار وغیرہ نہیں دیکھ سکتے۔ اس لیے واقعات سے بے خبری ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اخبارات سے واقعات کا اقتباس کہہ کے میرے پاس بھیج دیا کریں۔ مجھ کو معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ خبردار ہوجاؤں گا

دیوبندیوں کے پیشوائے عظم
تھانوی صاحب کا سفید جھوٹ

کہنے لگے نہ لکھ کر بھیجنا! احتیاط کے خلاف ہے۔ میں نے کہا میری احتیاط یا آپ کی احتیاط کہنے لگے کہ آپ کی یہیں نے کہا کہ میری

احتیاط کے کچھ خلاف نہیں ہے۔ اگر ایسا خط پکڑا گیا تو میں کہہ دوں گا کہ میں نے کسی کو تھوڑا ہی کہا تھا کہ میرے پاس بیجا کرو میری دشمنی میں بھیج دیا۔

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۴۴، سطر ۸)

جس کا ایک جھوٹ ثابت ہو جس کی ایک روایت بھی کبھی غلط پاتا ہوں میں اس کو عملاً کذابین کی فہرست میں شمار کر لیتا ہوں۔

(اشرف المعولات ص ۱۸، سطر ۱)

نوٹ :- دیوبندی حضرات ذرا سوچ کر ہی یقین تائیں کہ آپ کے تھانوی صاحب بھی کذابین کی فہرست میں شامل ہو گئے۔ بیان کو سب کچھ معاف ہے۔

ساری دنیا سے بدتمیزی سیکھ کر آتے ہیں۔ اور مجھ پر مشق کی جاتی ہے۔

بدتمیزی

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۱۳۳، سطر ۱۸)

شیخ سے سوء عقیدت کی اجازت میں تو جھوٹے پیروں کے مریدوں کو بھی جو بیعت توڑ توڑ کر آتے ہیں، گستاخی سے منع کرتا ہوں۔ ہاں سوء عقیدت کو منع نہیں کرتا۔

(اشرف المعولات ص ۶۶)

نوٹ :- معلوم ہوتا ہے کہ اشرف علی کے پاس بدتمیزوں کے علاوہ کوئی شریف آدمی جاتا ہی نہ تھا۔ ایک قصہ جھانسی کا ایک ثقہ دوست بیان کرتے تھے کہ ایک امام مسجد نے سجدہ سہو کیا۔ اور ظاہر کوئی سہو نہ تھا۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہو گئی تھی، کہتا ہے کہ ایک پھنسی نکل گئی تھی۔ یعنی خفیہ سی ہوا خارج ہو گئی تھی۔

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۱۸۲، سطر ۳)

میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔ میں ایک مرتبہ طالب علمی کے زمانہ میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔

الہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ جو مقتدر ہنسنے والا ہو، اس کو چلنا جائز ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس پر یہ سوال کیا جائے کہ اس میں کیا خرابی ہے۔ تو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ یہ سن کر وہ بہت ہنسے۔ کہ بھائی مولوی لوگ اگر گناہ بھی کریں، تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۵ ص ۴۴، سطر ۶)

نوٹ :- تھانوی جی نے گناہ کا کیسا خطرناک دروازہ کھول دیا۔ کہ زنا کرو۔ شراب پیو۔ جوا کھیلو، لوٹ کر د۔ غرضیکہ دنیا بھر کی بدکرداریوں سے منہ کالا کر کے پھر کہہ دینا، کہ بھائی اگر ہم خود نہ کرتے تو لوگوں کو اس گناہ کی

حقیقت کیسے بتا سکتے۔

مہمان نوازی کا نمونہ | دیکھیے ایک بزرگ نے تو اپنا لحاف بچھونا سب مہمانوں کو دے دیا اور مولانا رشید احمد صاحب نے لحاف بچھونا دینا تو درکنہ اس کے متعلق سوال کرنے پر بھی ناگواری کا اظہار

فرمایا۔

(انفاذات الیومیہ تھانوی ج ۱۶ ص ۳۱۵، سطر ۱۰)

علامہ اس کو دیکھتے نہیں، کہ کسی خاص صورت میں کوئی ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہے، وہ ناجائز بھی ہو جاتا ہے۔

ناجائز بھی جائز

(انفاذات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۱۶، سطر ۱)

روح کی پرستش پر عدم گناہ | ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک روح کے نور کو حق تعالیٰ کی تجلی سمجھ کر اس نور کی پرستش کرتا رہا۔ گو اس میں ان کو گناہ نہ ہوا ہو۔ جس کی وجہ میں نے شرف حصہ اول کتاب ذکر الموت میں تحت حدیث صہیب اچھی طرح بھی کر دی ہے۔

(انفاذات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۶۳۴، سطر ۱۱)

دیوبندیوں کو گناہ کی ترغیب | (۱) جس کی توحید کامل ہوتی ہے۔ اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کر سکتی۔ (تقویتہ الایمان ص ۲۳)

(۲) فاسق موصوفہ درجے بہتر ہے متقی مشرک سے۔ (تقویتہ الایمان ص ۲۳)

(۳) آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے جہا ہی بن جائے اور پر ایما مال کھا جانے میں کوئی قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا مستی نہ کرے تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا کسی اور کو ماننے سے بہتر ہے۔

(تقویتہ الایمان ص ۵۲)

نوٹ ہے: چونکہ دیوبندیوں کے نزدیک توحید کے ٹھیکیدار صرف وہی ہیں کیونکہ مسلمان تو توحید و رسالت دونوں کو ماننے میں۔ اس لیے ان کا گناہ زنا، مدکاری، چوری وغیرہ گویا دوسرے مسلمانوں کی حج نماز وغیرہ سے بھی زیادہ شان رکھتا ہے یعنی دوسرا مسلمان نماز پڑھ رہا ہو اور دیوبند رہی وہابی بے حیائی یا شراب میں مشغول ہو تو دیوبندی کا یہ فعل دوسرے مسلمان کے فعل سے زیادہ اچھا ہے۔ (کیوں نہ ہو) اور پھر متقی مشرک کا لفظی جوڑ بھی اسماعیل کی جہالت کو بے نقاب کر گیا کیا مشرک بھی متقی کہلا سکتا ہے؟ دیوبندی حضرات جانیں کہ مکمل بے جا اور پر ایما مال کھا با ہے والا مجسمہ گناہ کا انہر میں ہوا یا اخبار میں تفصیل درکار ہے۔

مزاح فرمایا، آپ کو اعلان کر دینا چھٹا، کہ آمادہ نہ آگیا۔

آمادہ نہ آگیا

(انفاذات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۷۹، سطر ۱۵)

میں تواضع سے نہیں کتنا واقعہ ہے کہ علمی یاقت تو کبھی حاصل ہی نہیں ہوئی۔

ناقابلیت

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۶۹، سطر ۱۵)

اب بتلائیے امیری کیا خطا ہے۔ اس پر مجھے لوگ بد مزاج کہتے ہیں۔ (دیوبندی ہی کہتے ہیں۔ پھر گھبراہٹ کا ہے کی۔) (اشرف المعاملات ص ۸۴، سطر آخر)

دیوبندیوں کے مریدین کے اعتقاد کا نمونہ | ایک شخص نے جو قاری مشہور تھے۔ یہ استفسار کیا تھا کہ حضرت مولانا رشید احمد (گنگوہی) صاحب کے پیچھے میری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں وہ اپنے دل میں سمجھتے تھے۔ کہ سب سے زیادہ فاضل اور عامل میں ہوں۔ حالانکہ یہ صاحب (دیوبندی مذہب کے) بزرگوں کے صحبت یافتہ اور خود حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) کے مرید تھے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۳۳۲، سطر ۶)

حنفیت | بعض علمائے کبار نے کہا کہ اس سے حنفیت جاتی رہے گی، میں نے کہا چاہے، اسلامیت جاتی رہے۔ مگر حنفیت نہ جائے۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۳۷۴ سطر ۲۲)

اپنا نام بھول گیا | ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خط لکھ کر اپنے دستخط کرنا چاہا۔ مگر اپنا نام بھول گیا۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۳۷۸، سطر ۱)

حکیم الامت کے سر پر گھٹری | ایک دیہاتی شخص ہمیشہ کچھ کپڑا لایا، جو ایک گھٹری کی صورت میں تھا۔ میں اس وقت ڈاک لکھ رہا تھا، اس نے ڈاک کے خطوط پر گھٹری رکھ دی۔ مجھ کو ناگوار

ہوا۔ میں نے غصے سے کہا کہ میرے سر پر رکھ دے اس نے اس گھٹری کو اٹھا اور میرے سر پر رکھ دیا اور اس کو تمام کمر گھڑا ہو گیا۔ تاکہ گرنے جائے۔ (افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۰۳، سطر ۲)

حکیم الامت کے منہ پر تھپڑ | ایک مرتبہ ایک لڑکا چھوٹا سا جس کی عمر تقریباً پانچ یا چھ برس کی ہوگی اپنے باپ کے ساتھ میرے مکان کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے اس کی بطنوں میں

ہاتھ دے کر دروازہ کی چوکی پر کھڑا کر دیا اور اس سے کہا کہ منہ پر تھپڑ مار۔ اس نے میرے ہی منہ پر چپٹ لگا دیا۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۴۰۴، سطر ۲) (تھپڑ خوردن را روئے باید)

دین فروش | اس پر اس نے لکھا کہ خدا کا خوف کرو۔ اس قدر دین فروش مت بنو۔ کتابیں چھاپ چھاپ کر تانڈو لکھایا۔ اور پھر بھی قناعت نہیں۔ ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی۔ اس پر بھی روپیہ مانگا جاتا ہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۱۵ سطر ۴)

شیطان بھی صاحب نسبت ہے | حضرت مولانا محمد یعقوب نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ معاملہ پیش آتا تو میں یہ کہتا کہ اگر تم شیطان ہو تو کیا ہوا۔ نسبت تو اب بھی قطع نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ شیطان بھی تو اُن ہی کا ہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۴ ۵ سطر ۵) وادراج ثلاثہ تھانوی ص ۴۴
نوٹ:۔ شاید دیوبندی شیطان کو اپنا صاحب نسبت بزرگ ثابت کرنے کے لیے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع العلم مانتے ہیں۔ (دیکھو عبارت کتاب براہین قاطعہ مصدقہ گنگوہی ص ۵۱ سطر ۱۱)
مشہور ہے ناکہ کوئی بزرگ تھے اُن کی شادی ہوئی۔ پہلی شب تھی، کپڑے کیوں نہ اتارے جاتے۔ علی الصبح جو اٹھ کر وہ باہر آنے لگے تو اندھیرے میں غلطی سے عمامہ سمجھ کر بیوی کا پاجامہ سر سے لپیٹ لیا۔ باہر نکلے تو بڑا محول ہوا۔

نوٹ:۔ گو اشرف علی نے ظاہر نہیں کیا کہ وہ بزرگ کون تھے۔ مگر یہ بزرگ دیوبندی ہی ہوں گے۔ کیونکہ دیوبندی مذہب میں ہر وہ مسلمان جو دیوبندی نہ ہو، بزرگ نہیں ہوتا۔ بلکہ دیوبندی اس کو بدعتی اور شیطان کہتے ہیں۔ خود اشرف علی لکھتا ہے:

”اہل بدعت اور جملہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کی۔“

(مزید المجید ص ۳، سطر ۱)
نوٹ:۔ انہوں نے غلام احمد قادیانی کو بھی بات کر دیا۔ وہ بھی ایک روز پاجامہ عورت کا زیب سر کر بیٹھا تھا۔
معمول یہ ہے کہ میں عورت کو اور مریض کو تو سفر میں بھی مرید کر لیتا ہوں۔
(افاضات ایومیہ ج ۳، ص ۱۸۵، سطر ۲۳)

عصر کی نماز قضا | میرا واقعہ ہے کہ ایک کتاب پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ جس سے عصر کی اذان نہ سنائی دی اور بادل تھا۔ روشنی کا اندازہ نہ ہوا۔ اور اس بنا پر عصر کی نماز کا بھی وقت نکل گیا۔ مغرب کے وقت اپنے گمان میں عصر سمجھ کر مسجد میں گئے۔

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۳۸، سطر ۳)
خود تھانہ بھون ہی کا میرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت گھر کا راستہ بھول گیا۔
(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۳۸، سطر ۱)

دل چپنیکا امیر شریعت دیوبند | حضرت علامہ النور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور پانچ سو علمائے (دیوبندی) نے انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ ۱۹۳۰ء میں آپ (مولوی عطاء اللہ شاہ)

سے بیعت کی۔ اسی جلسہ میں آپ کو امیر شریعت منتخب کیا گیا۔

(کتاب سید عطاء اللہ شاہ مصنفہ منشی شورش کشمیری لاہوری ص ۴۴ ص ۱۹۷ سطر ۱۶)

(۲) آپ (مولوی عطاء اللہ شاہ) کی سب سے بڑی کمزوری حسن ہے جس کے معاملہ میں آپ دل پھینک واقع ہوئے

میں۔ (سید عطاء اللہ شاہ مصنفہ شورش ص ۵۰ سطر ۱۱)

(۳) شاہ جی فضول بے معنی لغو پر یکجہ چکے تھے اب آپ انہیں لاکھ کیئے لاکھ کیئے قبلہ جلسہ گاہ میں ہزاروں لوگ امیر شریعت کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ لیکن امیر شریعت گرد و پیش کے حسن پر نقد و نظر فرما رہے ہیں اور اٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ (منشی جی کا یہ نسخہ مجرب ہے)۔ (کتاب سید عطاء اللہ شاہ ص ۵۱ سطر ۲۴ تا ۲۸)

بخاری صاحب کے متعلق ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیں دار لاہور کا یہ شعر مشہور ہے۔

اک طفل پری رو کی شریعت فگنی نے کل رات نکالا میرے نعوتے کا دیوالہ
میں دین کا پتلا ہوں وہ دنیا کی بے مورت اس شوخ کے نخرے میں میرا گرم ممالہ

(چفتان ظفر علی خاں ص ۹۶)

ذیل بیعت دیوبند میں ایک صاحب تھے دیوان جی اللہ دیا۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم سے بیعت کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا کہ گنگوہ جاکر مولانا (رشید احمد گنگوہی) سے بیعت ہو جاؤ۔ عرض کیا میں بیعت ہو آیا ہوں۔ اور جہاں جہاں آپ فرمائیں گے۔ وہاں جاکر بیعت ہو جاؤں گا۔ مگر دل سے بیعت ہوں گا آپ ہی سے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس تعلق اور محبت کا، آخر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے بیعت فرمایا۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۱، سطر ۱)

اس چودھویں صدی میں ایسے ہی پیر کی ضرورت تھی، جیسا کہ میں ہوں لٹھ

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۲، سطر ۶)

میں لٹھ پیر ہوں

آدمی پر آدمی ایک شخص کسی مکان میں اندر سے کنڈی لگا کر کسی عورت سے زنا کر رہا تھا، لوگوں نے دستک دی۔ تو اب اندر سے کہتا ہے کہ میاں یہاں جگہ کہاں، یہاں خود ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے۔ دیکھ لیجئے کیسا سچا آدمی ہے۔ جھوٹ نہیں بولا کیسی ذہانت کا جواب ہے۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۵۰ سطر ۴)

(حافظ ضامن صاحب) ایک بار ندی پر شکار کھیل رہے تھے۔ کسی نے کہا حضرت "ہمیں" آپ نے فرمایا

(ارون شاہ تھانوی ص ۲۲۳، سطر ۱۵)

اب کے ماروں تیری،

تیری ماروں

دفوٹ۔ جو بات کی خدا کی قسم وہ بات کی۔

گدھے کا ذکر | نعام کے عقیدہ کی بالکل حالت ایسی ہے۔ جیسے گدھے کا عضو مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔ (واقعی عجیب مثال ہے) افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۴ سطر ۷۔
نوٹ:۔ مثال سے مثال بیان کنندہ کے تقدس فکر کا اندازہ خوب معلوم ہو رہا ہے۔

کبوتر بازی، شطرنج بازی | (۱) ایک زمانہ میں (امیر شریعت دیوبند مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کو) شطرنج کھیلنے کا شوق تھا جو رفتہ رفتہ بڑھ گیا۔

(سید عطاء اللہ شاہ ص ۴۵، سطر ۹)

(۲) ایک زمانے میں کبوتر پالنے کا بھی شوق تھا۔ اور امرتسر میں تو کبوتروں کی ٹکڑی رکھتے تھے۔

(سید عطاء اللہ شاہ ص ۵۳، سطر ۱۰)

لب پر استرا | یہی حالت نظافت کی حضرت مولانا گنٹوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی، ایک مرتبہ نائی آیا۔ اُس نے اُسترہ وغیرہ کو دھو لیا تھا۔ مگر جب حمامت بنانی شروع کر دی تو اُسترہ لب پر لگاتے ہی فرمایا۔ کہ بو آتی ہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۳۵، سطر ۱۲)

نوٹ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے امام گنگوہی نے اپنی مونچھیں اُسترے سے صفا چٹ کر کے تمام دیوبندیوں کو یہ طریقہ سکھایا ہے۔ کیونکہ گنگوہی کے لب پر اُسترے کا پھرنا ہی اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ وہ مونچھیں منڈاتا تھا۔ اور آج کل کے دیوبندی بھی بڑے شوق سے مونچھیں منڈواتے ہیں۔ حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لیس منامن حلق الشوارب یعنی جس نے مونچھیں منڈوائیں وہ ہم مسلمانوں سے نہیں۔

(غنیۃ الطالبین مصنفہ غوث الاعظم سیدی عبدالقادر جیلانی مطبوعہ مصر ص ۱۶)

لنگا اٹھا کر موت دیا | ایک شخص کسی مکان پر اُس کو دریافت کرنے آیا۔ تو اُس کی بیوی نے بیباہی ہوئی تھی، زبان سے کیے ہوئے اور بتلانا ضرور تھا۔ اس لیے کہا تو ہے نہیں لنگا اٹھا کر اور موت کر

اور اس پر کو پچاند گئی۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۵ ص ۱۳۳ سطر ۸)

بے اجازت پیر | بعض لوگ مجھ کو لکھتے ہیں کہ اعمال قرآنی آپ کی کتاب ہے۔ آپ اس کی اجازت دے دیں۔۔۔۔۔ میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھے خود کسی عامل کی اجازت نہیں۔ کیا ایسے شخص کا اجازت دینا کافی ہو سکتا ہے۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۴۰، سطر ۴)

موذی اور بد فہم مرید | اس پر بھی وہ شخص جب کچھ نہ بولا، تو فرمایا، ارے اب بھی خاموش بیٹھا ہے۔ موذی جواب کوئی نہیں دیتا۔۔۔۔۔ چل اٹھ چلتا بن، بد فہم بیٹھے بھلائے قلب کو مکدر کیا۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۵۸ سطر ۸)

سب براکتے ہیں

دوست کرتے ہیں شکایت غیر کرتے ہیں گلے
کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں !

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۸، سطر ۱۶)

فہم کا ہیضہ میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ یا تو ان (دیوبندیوں) کو فہم کا قحط ہے یا مجھ کو فہم کا ہیضہ ہے، تو اس حالت میں بھی قحط زدہ اور ہیضہ زدہ میں مناسبت نہیں ہو سکتی۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۷، سطر ۱۸)

دیوبندی بھڑیے ایک صاحب بصیرت و تجربہ کہا کرتے تھے کہ ان دیوبندیوں و ہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں۔۔۔ یہ ایسی بات ہے جیسے کہ مشہور ہے کہ بھڑیے کو اپنی قوت معلوم نہیں۔

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۲۵۰ سطر ۱)

خانقاہ میں بے ریش لڑکے سے

ایک صاحب مخلص اور دوست یہاں پر رہاں ہوئے ان کے ساتھ ان کا ملازم ایک بے ریش لڑکا تھا۔ قانون یہاں پر یہ ہے کہ شب کو بے ریش خانقاہ میں رہ نہیں سکتا۔ مگر چونکہ ان سے بہت خصوصیت کا تعلق تھا اور ان کی نگرانی پر اعتماد بھی تھا۔ اس لیے ان سے کچھ نہیں کہا گیا۔ صبح کو بعد نماز فجر کہنے لگے۔۔۔ کہ میں نے رات کو خواب میں حضرت ضامن صاحب کو دیکھا کہ بہت خفا ہو رہے ہیں۔ کہ بے ریش لڑکے کو لے کر خانقاہ میں کیوں قیام کیا الج (موافقہ قابل ذکر ہے)

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۱۲ ص ۶۶ سطر ۹)

لڑکے سے تعلق حضرت (مولوی خلیل احمد) کے ایک ذاکر شاغل خادم ایک مدرسہ میں مدرس تھے۔ ان کو امر د لڑکے سے تعلق ہو گیا۔ کہ اس کی صورت دیکھے بغیر چین نہ آتا تھا۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۴۳، سطر ۵)

دیوبندی مذہب کے اماموں کی خصوصی حرکتیں تصوف و عرفان کا ظہور

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی حکمتیں

فرقہ دیوبندیہ کے مجدد اعظم و قطب الاقطاب حکیم الامت کے کارنامے

بھائی کے سر پر پیشاب ایک روز ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۶، سطر ۱۵)

نمازیوں کے جوتے چرایے | ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے۔ (میں نے سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اس کے شایمانے پر پھینک دیئے۔ نمازیوں میں غل ہوا کہ جوتے کیا ہوئے۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۱۱)

چارپائیاں باندھ دیں | ہم لوگ والد صاحب کے پاس رہتے تھے، تین چارپائیاں براہِ پھی ہوئی تھیں۔ والد صاحب اور ہم دونوں بھائیوں کی، میں نے رسی لے کر سب کے پائے ملا کر خوب کس کر باندھ دیے اور لیٹ کر سو گئے۔ پھر والد صاحب بھی آکر لیٹ گئے۔ اتفاق سے بارش آئی۔ تو والد صاحب اٹھے اور۔۔۔۔۔ اپنی چارپائی گھسیٹی اب وہاں تینوں چارپائیاں ایک ساتھ چلی آرہی ہیں۔ بے حد غصے ہوئے اور فرمایا کہ ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۱۱)

بازاروں میں چلتے ہوئے کھانا | میں دروازے پر کھڑے ہو کر یاد آستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول ہوگی۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۱۱۵ سطر ۱۵)

مہمان کے کھانے میں کتا ڈال دیا | ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکے کے کام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ کسٹریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے گھر آئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پتہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۱۶)

باپ کی بدنامی کا سبب | جہاں اس قسم کی کوئی بات شوخی (بے حیائی) کی ہوتی تھی۔ لوگ والد صاحب کا نام لے کر کہتے کہ ان کے ٹوکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۷۳، سطر ۱۶)

جوتہ امام | ایک روز سب ٹوکوں اور ٹکیوں کے جوتے جمع کر کے ان کو برابر رکھا اور ایک جوتے کو سب سے آگے رکھا وہ گویا کہ امام تھا۔ اور پلنگ کھڑے کر کے اس پر کپڑے کی چھت بنائی۔ وہ مسجد قرار دی۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۷۲ سطر ۱۹)

کارِ شیطان می کند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

ولی این است

نوٹ:۔ جو اپنے بھائی کے سر پر شیب کرنے کا تجربہ کار ہو۔ وہ اگر بڑا ہو کر اولیائے کرام کو مشترک و بدعتی و کافر بتائے اور انہیں کرامِ علیہم السلام کی توہین کرے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم پانگلوں اور حیوانوں جیسا بتائے تو کیا تعجب۔

بیوی کی خاطر نماز توڑ ڈالی میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔

(اشرف المعمولات مطبوعہ مہتابہ مجبوں ص ۱۱۱ سطر ۱۲)

نوٹ:۔ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں اگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے تو یہ خیال محمدی اپنے گدھے کے خیال میں سراسر دُوب جانے سے بھی کم نہیں بدتر ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کا اول امام لکھا ہے:۔
”گو جناب رسالت مآب باشند پچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در گاہِ خود است“

(مراد مستقیم فارسی مسند اسماعیل ص ۱۵۸)

اب اہل دل ان دیوبندیوں دہائیوں کی قلبی شقاوت کا حال ملاحظہ کریں۔ کہ ایک طرف تو یہ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس تصور کو گدھے سے بدتر بتائیں اور دوسری طرف ان کے تھانوی صاحب اپنی بیوی کے لیے سرے سے نماز ہی توڑ دے، تو اس کے تصورات میں ذرہ فرق نہ آئے۔ کیوں نہ ہو۔

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

لوٹا کیوں جھانکا، ملفوظ شریف لوٹا حضرت دالا (تھانوی صاحب) فارغ ہو کر حوض پر تشریف لائے تو یہ (ایک سریداس جگہ پر پہنچے اور پہنچ کر لوٹے کو جھانکا۔۔۔۔۔ اس پر حضرت دالا

نے مواخذہ فرمایا کہ مجھ کو تمہاری اس حرکت سے اذیت پہنچی۔ تم کیوں دھماں پر کھڑے تھے اور بعد میں میرے اُسنے کے لوٹے کو کیوں جھانکا؟۔۔۔۔۔ فرمایا تو پھر لوٹے کو کیوں جھانکا؟ عرض کیا تو نے تو نہیں جھانکا۔ فرمایا کہ مجھ کو اندھا بناتے ہو۔۔۔ میں نے خود بھاگتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔ عرض کیا کہ قصور ہوا۔ فرمایا اب کتنا ہے قصور ہوا قصور۔ (یہ ملفوظ پر از فضولیات و ذکر لوٹا دو مستحقوں میں مشکل پورا ہو سکتا ہے۔ یہ ہیں ملفوظات کہ لوٹا کیوں جھانکا؟۔)

(افاضات الیومینہ ص ۲۲۲ سطر ۱۵)

عذر نہ قبول (مرید نے) عرض کیا کہ قصور ہوا۔ فرمایا اب کتنا ہے قصور ہوا؟ جب اچھی طرح ستایا۔ کیا جب سے زبان سل گئی تھی۔ اب تاویلیں کرتا ہے۔ اور اگر مان ہی لیا جائے کہ سب تاویلیں صحیح ہیں

تو ایہام کا اس کے پاس کیا جواب ہے۔ یہ فرماتے ہوئے حضرت دالا نماز مغرب پڑھانے کے لیے مسلے پر تشریف لے گئے

(افاضات الیومینہ ص ۲۳۲ سطر ۱)

جو عذر قبول نہ کرے وہ شیطان ہے جس سے معذرت کی جائے اور وہ معذرت قبول نہ کرے وہ شیطان ہے

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۳۹ سطر ۱)

نوٹ:۔ یہاں بہ سبب ایہام تاویل منظور نہیں۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر کے پھر اپنی کفریہ کی دیوبندی تاویل کرنا خوب جانتے ہیں۔

ابو جہل کے کفر کا اعتقاد رکھنا فرض ہے۔ باقی رہا میں سو میرا نہ کفر منصوص ہے نہ اسلام۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۳۳ سطر ۲۱)

شیخ ذیوبند یہ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی

ہندوؤں سے مذہبی و سیاسی اتحاد، کانگریس میں دیوبندیوں کی شرکت کا بانی

گاندھی کی بے محمود حسن کی بے حضرت مولانا دیوبندی اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر میں تھے اور بعض مسلمان لیڈر بھی موجود تھے، جس وقت حضرت مولانا کا موٹر چلا تو ایک اٹھ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اس کے بعد گاندھی جی کی بے مولوی محمود حسن کی بے کے نعرے بلند ہوئے۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۵۵ سطر ۱۳)

قشقے لگائے، ارٹھی کو کندھا دیا مگر افسوس تو مسلمانوں کی حالت پر ہے کہ انہوں نے دوست و دشمن کو نہ پہچانا، مسلمانوں کی قوم بہت بھولی ہے۔ زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان سے

لیڈروں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں۔ ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ اور برباد کیا۔ دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اس کے شاہد ہیں جیسے ہند کے نعرے لگاتے رقصے رتک اپیشانی پر لگائے۔ ہندوؤں کی ارٹھی (جنازہ) کو کندھا دیا، ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والیوں نے کیا۔ یہ تو ایمانی نقصان ہوا۔ اور جانی سنئے۔ ہزاروں مسلمان ان قصوں کی بدولت موت کے گھاٹ اتر گئے، ہجرت کر آئے۔ ہزاروں مسلمان بے خانماں ہو گئے۔ مکان جائیداد غارت ہو گئیں۔ الخ۔ پھر عوام کے لیے نام نہاد علماء کی شرکت زیادہ نقصان کا سبب ہوئی۔ جب علماء ہی پھسل گئے بدسروں کی کیا شکایت۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۷۰ سطر ۱۶)

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمان

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۷۰ سطر اوغیرہ)

کفر

علم دین کو اورد وہی میں کیوں نہ ہو، ضرور سکھایا جائے (ہشتی زیور ص ۲۰ سطر ۲۰) آخر ۳۲ لکھ میں جس طرح بن پڑا۔ خدا کا نام لے کر اس کو شروع کر دیا۔ (ص ۴، سطر ۹) اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسوان کے ہشتی زیور رکھا گیا۔ (ص ۵، سطر ۱) اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہو گئی ہے (ص ۵ سطر ۲) ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں اور مضامین کتاب ہدایں ان کو زیادہ رغبت ہو۔ (ہشتی زیور ص ۶، سطر ۴)

ہشتی زیور کے مضامین

زیور :- ذکر پتلا یا موٹا | ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں پتلا اور آگے سے موٹا ہو جاوے۔
(ہشتی زیور۔ ہشتی گوہر ص ۱۳۴، سطر ۲۲)

زیور :- ذکر میں ضعف یا ڈھیلاپن | خواہش نفسانی بحال خود ہو، مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلاپن ہو۔
(ہشتی زیور ص ۱۳۳ سطر ۱۸)

زیور :- مجامعت | دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے، جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ ہو۔
(ہشتی زیور ص ۱۲۶، سطر ۲۲)

زیور :- خصیہ | خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا، اس مرض سے چنک بھی ہو جاتی ہے۔
(ہشتی زیور ص ۱۴۴ سطر ۱ مطبوعہ لاہور)

نوٹ :- دیوبندی مولوی جب عضو مخصوص کے مختلف تصورات و حالات کے اسباق دیوبندی نوجوان دو تینزاؤں کو پڑھاتے ہوں گے۔ تو پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے شاید ۔۔۔۔۔ اور جب اکیلی لڑکی اس کتاب کا مطالعہ کرتی ہوں گی، تو ان کے نفسیاتی جذبات ذکر و خصیوں کے تصویریں ڈوب کر ان پر کیا کیا نہ کر گزرتے ہوں گے۔

کنارہ بوس | کنارہ بوس سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جوں جوں بوا کی
(افاضات ایومیہ ص ۵، سطر ۱۱۹)

لہنگا اٹھا کر | لہنگا اٹھا کر اور موت کر اس پر کو مچاند کر گئی۔
(افاضات ایومیہ ص ۵، سطر ۱۱۹)

نوٹ :- مفصل عبارت دیوبندیوں کی تہذیب میں ملاحظہ ہو۔

بے پردگی کی اجازت

ایک انگریز نے سوال کیا تھا۔ یہ مع اپنی اہلیہ کے مسلمان ہو گیا تھا کہ ہم ہندوستان آنا چاہتے ہیں اور ہماری میم بھی ہمراہ ہوگی۔ اور وہ پردہ نہ کرے گی میں نے لکھ دیا کہ آپ کے لیے اجازت ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۴، سطر ۱۳، ۱۹ وغیرہ)

عورتیں حوریں

میں تو کہتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، صفحہ ۲۳، سطر ۱۵)

عورتوں سے نظر بازی

ایک مولوی صاحب نے اپنے ایک خادم سے اپنا ایک واقعہ بیان کیا۔ اس خادم نے مجھ سے روایت کی کہ میں نے ایک بہلی کا گرایہ کیا۔ جب بہلی شہر کے کنارے پہنچی۔ تو وہاں اس بہلی والے کا مکان تھا۔ وہاں اس نے بہلی کو روکا۔ اس کی بیوی اس کو کھانا دینے آئی۔ وہ بہلی بان اس قدر بدشکل تھا۔ کہ شاید ہی کوئی اور دوسرا ایسا ہو اور وہ ایسی حسین کہ شاید ہی کوئی اور دوسری ہو مگر میں اس وقت اس کو دیکھ رہا تھا کہ یہ میری نظر کرتی ہے یا نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۳، سطر ۸)

تصوف کا دوسرا شعبہ تعلق بالشیخ (روحانیت)

دیوبندی مذہب کے اماموں کی اپنے روحانی شیخ سے اعتقادی بغاوت

دیوبندی مذہب کے اکثر اماموں نے وقتی نزاکت کو دیکھ کر عوام میں اپنی شہرت و محبوبیت اور اپنے عقاید باطلہ کی تبلیغ کے لیے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے منافقانہ بیعت کا جال اس قدر پھیلا یا ہے کہ اکثر عوام ان سس کو انہوں نے حاجی صاحب سے بیعت ہونے کا دھوکہ دے کر ہی وہاں بیعت اور دیوبندیت کا شکار کیا۔ مگر یہ بیعت وغیرہ محض فریب دھوکہ دہی تھی۔ ورنہ حقیقت الامر یہ دیوبندی مولوی حضرت حاجی صاحب کے ظاہر و باطن مخالف اور علماء و علماء و علماء ان کے دشمن اور ان کے حد درجہ گستاخ و بے ادب تھے۔ سب سے اول عقاید کو ہی لے لیجئے۔

مسئلہ علم غیب نبوی و حاضر و ناظر

(۱) لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے

مرشد ہند حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔

(شما امدادیہ، ملفوظات حاجی صاحب ص ۱۱۵ سطر ۳)

ز و ملفوظات ہذا مندرجہ کتاب امداد اللہ صاحب، مصنف اشرف علی تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ص ۶، سطر ۲۱)

(۲) رہا شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا۔ یا کسی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شہ سے ہے۔

کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل ثقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ادنیٰ سی بات ہے۔

(فیصلہ مفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب مطبوعہ مجتہبی ص ۳۴ سطر ۱۶)

(۱) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا (الی قولہ) اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا۔ صریح شرک ہے۔

نام نہاد مرید دیوبندوں کا عقیدہ

(فتاویٰ رشیدیہ، مصنفہ رشید احمد گنگوہی مطبوعہ دہلی ص ۳۱ سطر ۱)

(۲) مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا۔

(حفظ الایمان تھانوی ص ۷ سطر ۲)

مسئلہ دائرے غائبانہ یعنی انبیاء و اولیاء کو غائبانہ پکارنا فدائے یار رسول اللہ

حاجی صاحب کا عقیدہ

(۱) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ بصیغۃ خطاب (حاضر) میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں کہ یا کے حرف سے غیر اللہ کو دور سے پکارنا شرک ہے

یہ اتصال معنوی (وسعت علم و اتصال روحانی) پر مبنی ہے۔ لہ الخلق والہ مرد عالم امر مقید بحسب و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں۔ پس اس (دائرے غائبانہ) کے جواز میں شک نہیں۔

(ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ شائع امدادیہ ص ۹۷، سطر ۱) (امداد التائق اشرف علی تھانوی ص ۵۹ سطر ۱)

(۲) وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی (خدا) سمجھے تو منجر الی الشکر ہے۔ ہاں اگر وسیلہ و

ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ ہرج نہیں۔

(فیصلہ مفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب ص ۳۴ سطر ۱۶)

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یار رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ

(فتاویٰ رشیدیہ مصنفہ رشید احمد گنگوہی امام دیوبندی مذہب ص ۳۵ ص ۴۰)

(۲) ورد کرنا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ حرام ہے۔

(فتاویٰ رشید احمد گنگوہی امام دیوبندی مذہب ص ۲۷ ص ۱۳۹، سطر ۱)

مسئلہ نمبر ۳: انعقاد مجلس میلاد شریف

حاجی صاحب کا عقیدہ (۱) شرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ سطر ۵)

(۲) کیا حضرت حاجی صاحب کے یہاں جو محفل میلاد شریف ہوتی تھی، یا جن محافل کے اندر ہندوستان میں، یا مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا۔ ان محافل میں تداعی اور کثرت روشنی اور استعمال خوشبو و اہتمام فروش و جائے نشست ذکر کا بلند و ممتاز کرنا اور قیام بالتحصیص عند ذکر الولادت اور اجتماع ہر خاص و عام کا نہ ہوتا تھا، نہیں ضرور ہوتا تھا۔

(خط دیوبندی مرید حاجی صاحب بنام اشرف علی تھانوی مندرجہ بوا در النوادر مطبوعہ دیوبند مصنف اشرف علی ص ۲۰۱)

(۲) مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔

(شائع امدادیہ ص ۸۷، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا عقیدہ (۱) عقد مجلس اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۸۵، سطر ۷)

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۵، سطر ۳)

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۸، سطر ۳)

(۲) یہ مجلس بدعت ضلالہ (گمراہی والی) ہے۔

(۳) انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔

(۴) کانپور میں جب میں اول اول گیا۔ تو چند اجاب کی فرمائش پر بیان (و عظم) کیا اور اس میں مولود مرد و جہ کا بدلت ہونا قولاً و فعلاً ثابت کیا۔

(افاضات ایوبیہ ج ۴ ص ۵۱۲، سطر ۵)

(۵) ایک بار جب کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں بمقام مکہ معظمہ حاضر تھے۔ حضرت حاجی صاحب کے پاس مولود شریف کا بلا و آیا۔ حضرت مولانا سے پوچھا۔ مولوی صاحب چلو گے۔ مولانا نے فرمایا کہ نا حضرت میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کیا کرتا ہوں۔ اگر میں یہاں شریک ہو گیا۔ تو وہاں کے لوگ کہیں گے وہاں بھلے شریک ہو گئے تھے۔

(افاضات ایوبیہ تھانوی ج ۷ ص ۲۰۶، سطر ۱۲)

(۶) اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہمارے اکابر کی شرکت کیوں ہوتی۔ اس کا کیا جواب دو گے۔ میں نے کہا کچھ کو کسی نے جواب کی ضرورت نہیں، وہ جواب دوں گا جو ہمارے اکابر (دیوبندیوں) نے حضرت حاجی صاحب کے مولود میں شریک ہونے

کے متعلق سکھایا گیا ہے۔ وہ جواب یہ سکھایا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کو عوام کی حالت کی زیادہ خبر نہیں، ہم کو خوب ہے۔ بس میں یہی جواب دوں گا۔ (سبحان اللہ)

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۲۲۰، سطر ۸)

(۷) ایک زمانہ معند بہ اس طرح گزرا کہ عمل مولود میں ان (اہل اسلام) کا خلافت کرتا رہا۔ میں جس وقت جگہ کو گیا، تو واقعات سن کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ نرمی کی ضرورت ہے اس لیے بعض اوقات عمل میں بھی ان کی موافقت کرتا رہا۔ ایک زمانہ دراز اسی میلاد شریف و قیام کرنے پر گزرا اس کے بعد تجربہ سے وہ پہلا (دیوبندیانہ و ہابیانہ) ہی طریق نافذ ہوا (یعنی پھر منکر ہو گیا) جس پر الحمد للہ اب تک قائم ہوں۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۵۱۲، سطر ۱۱)

(۸) اگر میلاد کے بارے کسی کا بھی عقیدہ خراب نہ ہو اور گناہ کی باتوں کو اس سے نکال دے جب بھی ظاہری پابندی سے جاہلوں کو ضرور سند ہوگی تو ایسی بات کو چھوڑ دینا چاہیے۔ (ہفتی زیور ج ۶ ص ۳، سطر ۸)

مسئلہ نمبر ۴: قیام میلاد شریف یعنی میلاد شریف میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا

حاجی صاحب کا عقیدہ | (۱) قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ سطر ۶، ارواح ثلاثہ ص ۱۹۷، سطر ۱)

(۲) بعض اعمال کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں۔ اگر بیٹھ کر پڑھیں وہ اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے (القولہ) اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیت کذا (مرو بہ) موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی پر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا۔ اس کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۳، سطر ۱)

(۳) وقت قیام کے اعتقاد و تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال شریف آوری کا ایک جادے تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق متعبد بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم مردوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا۔ ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (ملفوظ حاجی صاحب مندرجہ امداد المتائق مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۵۶، سطر ۱) (و شائع امدادیہ ص ۹۳، سطر ۶)

(۱) بدعات (قیام میلاد) میں اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے عقل بالکل ظلماتی ہو جاتی ہے۔ اس لیے اہل حق پر اعتراضات بے بنیاد کیا کرتے ہیں۔ میرے ایک دوست مولوی صاحب سے کسی بدعتی نے کہا، کہ تم جو مولد میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو کھڑے ہو کر

کرنے سے منع کرتے ہو تو ذکر رسول کی تعظیم سے منع کرتے ہو۔

(افاضات ایومیہ ج ۶، ص ۲۸۲، سطر ۱۲)

(۲) ایک شخص کا کانپور سے خط آیا تھا۔ اس میں دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کرنا کیسا ہے؟ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے؟ یہ اس لیے لکھا ہے کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو لوگ بدعت سے گھبراتے ہیں۔ (بے بدعت ہی)

(افاضات ایومیہ ج ۲، ص ۵۳۹، سطر ۱۱)

(۳) الحاصل قیام دست بستہ بختووع غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوا۔

(برائین قاطعہ مصنف ضیل احمد دیوبندی و مصدقہ رشید احمد گنگوہی مطبوعہ دیوبند ص ۱۶۴، سطر ۱۸)

(۴) بعض تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اسی وجہ سے سچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو، اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔

(ہفتی زیور مصنف تھانوی امام مذہب دیوبندی ج ۶، ص ۷۲)

مسئلہ نمبر ۵: عرس بزرگان دین کا تقرر

(۱) جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں، تو مقبولان الہی سے کہتے ہیں: نہ کنومت العروس عرس جو رائج ہے، اسی سے ماخوذ ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کون سا گناہ لازم ہوگا؟ مولانا محمد اسحاق صاحب عشرہ محرم کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ بادشاہ چونکہ سونے کے کنگن پہنے تھا۔ آستین سے بند کر لیا اور جب تک مولانا بیٹھے رہے، فودب بیٹھا رہا۔ اس مجلس میں ستر الشہادتین پڑھی جاتی تھی۔

(شامل اداویہ حاجی صاحب، ص ۱۳، سطر ۱)

(۲) لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے کہ نہ کنومت الحدوس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر، کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے۔ اس سے بڑھ کر کون عروسی ہوگی دالی قولہ! سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں، باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچا جائے، یہ مصلحت ہے، تعین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں۔

(فیصلہ مفت مسئلہ حاجی صاحب ص ۸، سطر ۹)

(۳) ایک دفعہ میں حضرت عبدالقدوس کے عرس میں انبیٹہ آیا۔ ختم عرس کے دن میں اور مولوی محمد قاسم صاحب (بانی دیوبند) و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہ تشریف میں ایک دوست کے مکان میں مقیم ہوئے۔

(شائع امدادیہ ص ۲۰۲، سطر ۹)

(۴) اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے۔ نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے منع کرنا غیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شائع امدادیہ ص ۱۳۹، سطر ۱۴)

دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) بدعتوں اور بری رسموں کا بیان :- قبروں پر دھوم دھام سے (عرس) میل کرنا، چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، (یہ سب بری رسمیں ہیں)

(مبشری زیور ج ۱، ص ۳۳، سطر ۱۴)

(۲) اور طریقہ متینہ عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ لہذا بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۸۱، سطر ۱۴)

(۳) جو شخص ایسے افعال (عرس وغیرہ) کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۳۲، سطر ۱۹)

(۴) ہر بدعت گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

سوال :- بدعت (دوزخ میں لے جانے والے) کچھ کام بتاؤ؟

جواب :- لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکالی ہیں چند بدعتیں یہ ہیں:

”پختہ قبریں بنانا۔ قبروں پر گنبد بنانا، دھوم دھام سے عرس کرنا، قبروں پر چراغ جلانا، قبروں پر چادریں اور غلاف ڈالنا، گویا عرس کرنے والے دوزخی ہوئے“

(تعلیم الاسلام، مصنف مفتی مذہب دیوبندی مولوی کفایت اللہ دہلوی ج ۳، ص ۱۸، سطر ۱)

مسئلہ نمبر ۶: نذر انبیاء و اولیاء

(۱) نیاز کے دو معنی ہیں۔ ایک بجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے

حاجی صاحب کا عقیدہ

نہیں ہے بلکہ ناجائز اور شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے

بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے؟ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں، تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا غیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شائع امدادیہ ص ۱۳۹، سطر ۹)

(۲) حبلی کے نزدیک جمہرات کے دن کتاب ایجاد العلوم تبرکاً ہوتی تھی۔ جب ختم ہوئی، تبرکاً دو دھلا لایا گیا اور بعد دعا کے

کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے، طریقی نذر نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے، اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔

(شما تم اندادیہ ص ۱۳۵، سطر ۱)

دیوبندیوں کا عقیدہ

(۱) یعنی آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔

(بہشتی زیور ج ۶ ص ۶۲ سطر ۲۶)

(۲) شرک فی العبادات یعنی خدا تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق سمجھنا مثلاً کسی قبر پر یا پیر کو سجدہ کرنا یا کسی کے لیے رکوع کرنا یا کسی پر پیغمبر ولی یا امام کے نام کا روزہ رکھنا یا کسی کی نذر اور منت ماننا۔

(تعلیم الاسلام، کفایت اللہ ج ۴ ص ۱۶، سطر ۱)

(۳) مخلوق کے لیے منت ماننا کسی صورت میں جائز نہیں۔

(مرسومۃ الهند مصدقہ خیر محمد محمد علی جالندھری احرامی ص ۱۵، سطر ۲)

(۴) نذر بغیر اللہ ماننا کفر و شرک ہے اور اس کا کھانا بالکل حرام ہے۔

(جوہر القرآن مصنف غلام خان، مناظر دیوبندی مذہب خلیفہ حسین علی شاگرد، رشید احمد گنگوہی ص ۱۰۳، سطر ۱)

مسئلہ نمبر فاتحہ علی الطعام گیارہویں شریعت، تیجہ دسواں وغیرہ

(۱) نفس ایصال ثواب بار و اح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔۔۔۔۔ کوئی مصلحت باعث تقیید حاجی صاحب کا عقیدہ

بیت کذا یہ ہے تو کچھ حرج نہیں، متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں ختم میں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے، تو پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشاء را لید اگر دوبرو موجود ہو (یعنی طعام سامنے ہو) تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا دوبرو لانے لگے، کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے، اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے۔

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کے شرمہ دوکار

قرآن شریعت کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں (الی قولہ) پس یہ بیت کذا یہ (یعنی طعام و پانی سامنے رکھ کر اس پر ختم پڑھنے کی صورت) حاصل ہو گئی رہا تعین تاریخ (گیارہویں وغیرہ) یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو، اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے۔ اور

نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا، اسی قسم کی مصلحتیں میں (الی قولہ) پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں (الی قولہ) اور گیارہویں حضرت غوث الاعظم قدس سرہ اور دسواں بیواں جہلم ششماہی، سالیانہ (عرس) وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق دودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہنی حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوائے شہرات اور گجراتیوں کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں یعنی مصلحت وغیرہ کی وجہ سے مقررہ کرنے میں کچھ حرج نہیں۔

(فیصلہ مفت مسند مصنف حاجی صاحب ص ۸۱۴ سطر ۱)

(۲) جب مثنوی شریف ختم ہو گئی، بعد ختم حکم ثمرت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس (ثمرت) پر مٹا دینا اور مٹانے کی نیاز بھی کی جاوے گی۔ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور ثمرت مٹنا شروع ہوا۔

(شام امدادیہ، ملفوظات حاجی صاحب، جمع کردہ اشرف علی نقوی وغیرہ ص ۱۲۹)

(۱) کھانے پر ختم پڑھنا اہل ہنود سے مشابہت ہے۔ (مرسومۃ الہند)

دیوبندیوں کا عقیدہ

گیارہویں اور نیاز وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اعراض کے لیے دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کا نام ایصالِ ثواب رکھیں لہذا اس کا دینا اور لینا اور کھانا حرام ہے۔

(ختم مرسومۃ الہند مصنف فتح الدین مصدقہ خیر محمد جالندھری فی الحال متمم مدرسہ خیر المدارس ملتان و مصدقہ محمد علی جالندھری)

ثم ملتان فی فی الحال مصدقہ جماعت احرار منظر دیوبندی مذہب ص ۲۱، سطر ۱)

(۳) یہ تعینات گیارہویں، فاتحہ علی الطعام، سہ منی بوعلی قلندر وغیرہ) بدعت ضلالہ میں۔۔۔۔۔ اور جو بنام ان اکابر بزرگوں کے ہے تو داخل مباح اہل لغویہ میں ہے اور گیارہویں وغیرہ) حرام ہے اور ایسے عقاید فاسد موجب کفر کے ہیں۔ ان افعال گیارہویں ختم وغیرہ کو کفر ہی کہنا چاہیے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۸۸، سطر ۱)

(۳) اس قسم کی نذر نیا دینا شرک ہے، اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔

(جواہر القرآن غلام خان دیوبندی ص ۸۷، سطر ۲)

(۴) جو مال صدقہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ثواب اس کا روح کو بخشا ہوں یہ سب عبادت غیر اللہ کی ہے۔ اس کو کھانا استعمال کرنا حرام ہے۔

(تفسیر بے نظیر مصنف مولوی حسین علی دیوبندی ص ۸، سطر ۱۶)

نوٹ:۔ مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں کہ بکرا جو بزرگوں کے نام پر دیا جاتا ہے۔ اگر ثواب مراد ہو تو جائز ہے۔

(لجواد التوادرم)

(۵) پس مجموعہ یوم رجب کا بدعت ہوگی اور تشبہ ہنود کا ثابت ہوگی۔

(ابراہیم قاطعہ خلیل احمد امام چارم دیوبندی مذہب ص ۱۱۹)

(۶) کھانے پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔۔۔۔۔ یہ ساری باتیں بے وقوفی کی ہیں۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۱۲۴، سطر ۴ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۸: عید النبی یا عید الرسول نام رکھنا

حاجی صاحب کا عقیدہ | چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل یبادی الذین اسرفوا علی انفسہم مزج ضمیر مکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مولانا اشرف علی نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے آگے فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اگر مزج اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا من رحمۃ منحتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔

(شام امدادیہ ص ۱۳۶، سطر ۱)

دیوبندیوں کا عقیدہ | کفر اور شرک کی باتوں کا بیان، کفر کو پسند کرنا۔۔۔۔۔ علی بخش، حسین بخش، عید النبی وغیرہ نام رکھنا۔ (یہ سب کفر ہے)

(ہشتی زیور مصنفہ تھانوی ج ۱۱ ص ۳۴، سطر ۱۱)

نوٹ ہے: تھانوی کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ عید النبی نام رکھنا شرک ہے۔ اور دوسرے مقام پر یہی تھانوی لکھتا ہے:

(۱) انسان عید احسان ہے۔ جب مشاہدہ کرے گا کہ مجھے چین دیا، ضرور کشتش ہوگی۔

(ملفوظات حسن العزیز تھانوی ص ۱۵۸، سطر ۶)

(۲) بندہ پیڑا با تم کہ لطفش دائم است!

زانکہ لطف شیخ وزاہد گاہ ہست گاہ نیت

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۵ ص ۵۲، سطر ۱۲)

اب تفسیرین نور فرماویں کہ انسان کو عید احسان کہنا بھی جائز ہے اور بندہ پیڑا با تم کہلانا بھی جائز ہو مگر عید النبی کہلانا شرک ہو کیا یہ فتوے صرف سرکارِ دہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی عداوت و دشمنی پر مبنی نہیں ہیں؟

مسئلہ نمبر ۹: نذرگوں سے امداد مانگنا

حاجی صاحب کا عقیدہ | (۱) میں نے ایک بار حضرت پیر مرشد کی شان میں ایک نمحس کہا۔ چونکہ مجھ میں تاس نہانے

کی نہ تھی اور کی معرفت حضرت کو سنوایا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی صفت و ثناء بیان کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے خیر خدا اور رسول کی مدح نہیں کی۔۔۔۔۔ اس شخص کے چند اشعار یہ ہیں:

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا تم سوا اولوں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا ہر ملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا (شائع امدادیہ ص ۱۶۵ سطر ۱)

(۲) توجہ ارواح بزرگوں کو شامل حال اپنا سمجھیں اور جو کسی کو حاصل استمداد ان سے کی جانے۔

(مفتوح حاجی صاحب مندرجہ کتاب امداد الذاقی اشرف علی ص ۳۲۵ سطر ۱)

سوال :- ندائے غیر اللہ یعنی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیخ اللہ وسجدہ طواف قبر و استعانت
غیر اللہ و اتحمیہ غیر اللہ یعنی عبد البنی۔۔۔۔۔ اگر فاعل کا عقیدہ شرک و کفر کا ہے۔۔۔۔۔ تو
مشرک اور اگر عقیدہ شریک نہیں تو اس کے حق میں یہ افعال حرام و گناہ کبیرہ کے ہوں گے یا نہیں، چنانچہ حضرت مولانا محمد
اسحق صاحب علیہ الرحمۃ، مائتہ مسائل میں در تحت امور ذیل فرماتے ہیں:
کنندہ این افعال و آن کس کہ اضی بایں فعل باشد، ہر دو گناہ گارے شوند، کہ ایں فعل (عبد البنی نام رکھنا یا اولیاء اللہ سے
مدد مانگنا) حرام و گناہ است۔

جواب :- بندہ موافقت رکھتا ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ مختصر ج ۱، ص ۱۶، سطر ۸)

کفر کو پسند کرنا، کفر کی باتوں کو پسند کرنا، کسی (غیبی ولی) کو دور سے پکارنا اور سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی (خواہ باعلام اللہ ہی سمجھے) کسی
کو نفع و نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، (یہ سب کفر کی باتیں ہیں)۔

(ہفتی زیور، مصنف مفتاح نوی ج ۱ ص ۳۲، سطر ۱)

نوشے :- ناظرین کرام غور فرمادیں کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبندیوں کے معتقدات
میں زمین و آسمان کا فرق ہونا ہی اس امر کو عیاں کر دیتا ہے کہ دیوبندیوں کا حاجی صاحب سے اپنی بیعت اور
فیض اور روحانیت کو ظاہر کرنا خلق خدا کو دھوکہ دہی نہیں تو اور کیسے ہے۔ حاجی صاحب جن عقاید کے پابند
ہیں، دیوبندی اُن کو کفر کہتے ہیں، تو گویا دیوبندیوں کے عقیدہ میں حاجی صاحب بھی نعوذ باللہ کافر ہوئے۔
آپ اولاً حاجی صاحب کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے پھر دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کر کے حق و باطل کا اندازہ
لگائیے۔

دیوبندی مذہب کے اماموں اور مولویوں کا اپنے پیر مرشد حاجی انداد اللہ صاحب کی بے ادبی و گستاخی کرنا

حاجی صاحب کے قول پر عمل کا نمونہ (گنگوہی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ان مسائل (اسلامی) میں حضرت حاجی صاحب (کو ہم سے فٹوے کے کرغل کرنا چاہیے نہ کہ ہم آپ کے قول پر عمل کریں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں انتظامی شان بڑی زبردست تھی۔ جس کو بعض بد فہموں نے نخوت سے تعبیر کیا۔)

(افاضات ایومیہ ج ۲، ص ۸۵، سطر ۱)

جیسا آیا ویسا ہی گی (حضرت حاجی صاحب نے گنگوہی صاحب سے) فرمایا کہ جو کچھ دنیا تھا میں دے چکا، مولانا نے دل میں کہا کہ کیا دیا؟ میں تو جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہوں۔

(افاضات ایومیہ ج ۲، ص ۱۶۱، سطر ۱۹)

علمی باتوں کا حاجی صاحب کو کیا پتہ (ایک مرتبہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم اور حضرت مولانا گنگوہی صاحب حج کو تشریف لے جا رہے تھے۔ جہاز میں ایک مسئلہ میں گفتگو ہو گئی۔ جب کچھ فیصلہ نہ ہوا، تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ اب گفتگو ختم کی جاوے۔ اس کا فیصلہ حضرت حاجی صاحب فرمایاں گے، حضرت مولانا گنگوہی صاحب نے فرمایا کہ حضرت فن تصوف کے امام ہیں۔ ان علوم کا فیصلہ حضرت طرح فرما سکے ہیں یہ علمی بحث ہے۔ یہ راسخ چکا نہ تھی۔ حضرت گنگوہی کی حضرت مولانا محمد قاسم نے فرمایا کہ اگر حضرت ان علوم کو نہیں جانتے، تو ہم نے فضول ہی حضرت سے تعلق پیدا کیا۔ ہم نے تو حضرت سے تعلق ہی ان چیزوں کے جاننے کے واسطے کیا ہے۔ یہ راسخ عاشقانہ تھی کیا ٹھکانہ ہے اس عاشقانہ حالت کا، غرض مگر مغلطہ پہنچ کر حضرت کے سامنے مسئلہ پیش بھی نہیں ہوا۔ مگر حضرت نے خود کسی تقریر میں پورا فیصلہ فرما دیا۔ (مسئلہ غیب بھی ثابت کر دیا۔)

(افاضات ایومیہ ج ۳، ص ۳۹۳، سطر ۵ و ج ۳، ص ۳۱۸، سطر ۴)

حاجی صاحب غلط کہتے ہیں (حاجی محمد علی انبیٹوی نے حج سے واپس آ کر مشہور کر دیا کہ حضرت حاجی صاحب نے مجھ کو سماع کی اجازت دے دی ہے، کسی نے حضرت مولانا گنگوہی سے یہ روایت نقل کی، مولانا نے سُن کر فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں۔ اگر صحیح کہتے ہیں تو حاجی صاحب غلط کہتے ہیں۔ ایسے مسائل میں خود حاجی صاحب کے ذمے ہے کہ ہم سے پوچھ پوچھ کر عمل کریں۔)

(افاضات ایومیہ ج ۴، ص ۲۰۴، سطر ۵، ج ۴، ص ۲۰۹، سطر ۱۶)

مستفق مرید (حضرت مولانا گنگوہی نے ایک خط میں ایک مخلص کو ارشاد فرمایا کہ تم دوسرے درجے میں التجا کرنا

خود مرشدنا سے مجھ کو بھی جی سے اعتقاد و محبت نہیں رکھو نہ مولانا اس سے زیادہ کے پیار سے تھے، ایک بار خدمت میں حضرت حاجی صاحب کی بھی عرض کر دیا تھا کہ آپ کے سب خادموں سے اس بات میں کم ہوں، شخص کو کسی درجے کی آپ سے محبت ہے اور اعتقاد، مگر مجھ نالائق کو کچھ بھی نہیں اور یہ اس واسطے ذکر کیا تھا کہ نفاق اپنا ظاہر کر دوں۔

(امداد المتائق مصنفہ تھانوی ص ۱۹۰، سطر ۱۵)

ہمارے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ اللہ اکبر رحمت مجھ سے کیسا ہی کوئی بد حال ہو جس پر کھڑے کا فتوے لگا دیں۔ وہ اس کے فعل کی بھی تاویل فرماتے تھے۔

نام نہاد مریدیوں اور دیوبندیوں کے فتووں سے حاجی صاحب کا انکار

(امداد المتائق، مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۱۹۳، سطر ۱۱)

دیوبندی مذہب کے اماموں و مولویوں کا مذہب اپنے بزرگوں اور تمام اہل اسلام کے مذہب کے مخالف ہے

مولوی اسماعیل شہید موصوف تھے۔ چونکہ محقق تھے چند مسائل میں اختلاف کیا اور مسک پران خود مثل شیخ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔

بانی دیوبندی مذہب مولوی اسماعیل دہلوی مذہباً اپنے مشائخ و احناف کا سخت مخالف تھا

(شہداء اعداء ص ۱۱۸، سطر ۱۱، امداد المتائق مصنفہ تھانوی ص ۱۹۹، سطر ۱۵)

شہ عبدالقادر صاحب نے مولوی محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسماعیل صاحب سے رفع یدین پر جابلانہ صدر کہہ دیا تھا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو۔ اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہو گا۔ جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جائے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔ من تمسک بسنتی عند ہذا امتی فلا اجر مائتہ شہید کیونکہ جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کرے گا عوام میں ضرور شورش ہو گی۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نے عبدالقادر صاحب سے اس کا جواب بیان کیا اس کو سن کر شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا: بابا ہم تو سمجھتے تھے کہ اسماعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھتا یہ حکم تو اس وقت ہے کہ جب کہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو۔ اور مسائل جن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے۔

(لبواد النواذر مصنفہ)

اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند ص ۶۹، سطر ۱۰

یہ واقعہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت مولانا گنگوہی کے مسلک میں کسی قدر اختلاف تھا۔

رشید احمد گنگوہی کا اپنے مشائخ سے اختلاف

(افاضات ایومیہ ص ۸۰، سطر ۲)

حاجی صاحب کو ان کے اعتقادات میں معذور سمجھو اور ان سے اعتقاد مخالف رکھو

حاجی صاحب کا ارشاد | جب مثنوی شریف ختم ہو گئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جاوے گی، گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا: کہ نیاز کے دو معنی ہیں۔ ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے۔ بدکہ ناجائز و شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں۔ اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے، نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟

(امداد الملتاق ص ۸۹)

اقول۔ یہ حضرت (حاجی صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی تحقیق ہے۔ فقہ حنفی میں اس میں تفصیل ہے کہ اس عمل کی مطلوبیت بالذات کے وقت

اشرف علی دیوبندی کا انکار

تو یہی حکم ہے، ورنہ صون عوام کے لیے اصل سے بھی منع کر دیا جائے گا۔ آگے تفریعات اسی تحقیق اجتہادی پر ہیں۔ جس میں تفصیل مذکور کا قابل متفق نہ ہو گا۔ مگر چونکہ حضرت کا اجتہاد بعض علماء کے موافق ہے اس لیے حضرت کو معذور رکھا جائے گا۔

(امداد الملتاق مصنفہ تھانوی ص ۷۹، سطر اوغیرہ)

نوٹ ہے۔ غور کیجئے کہ اشرف علی نے کس قدر چالاکی سے حاجی صاحب کے اعتقاد اور فرمان کی تردید کی ہے۔ یہی اشرف علی حاجی صاحب کو فقیہ، مفسر، محدث کہتا ہے اور یہاں اپنی بداعتقاد پر ضد کر کے حاجی صاحب کو فقہ حنفی کی تفصیل سے جاہل مانا اور حاجی صاحب کے اعتقاد کو جمہور اہل اسلام کے خلاف ثابت کیا۔ مگر یاد رہے

کہ تھانوی جن کو بعض علماء کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے وہی جمہور اہل اسلام ہیں مگر گزنیوں کا مینڈک اپنی ہی دنیا کو بڑا تصور کرتا ہے یہی تھانوی کا حال ہے کہ دیوبندیوں کے علاوہ سب پر بعض علماء ہونے کا فتوے صادر کیا۔
الحجاء ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ۛ

حاجی امداد اللہ صاحب سے دیوبندیوں کا اختلاف ہی تھا

البتہ یہ امر کہ اکثر مواقع میں یہ مفاسد موجود ہیں یا نہیں اس میں حضرت (حاجی صاحب) اور علمائے (دیوبند) اختلاف رہا۔
(بوادر النوار اشرف علی تھانوی، ص ۱۹۸، سطر ۱)

دیوبندیوں کے تحریر کردہ معتقدات سے حاجی امداد اللہ صاحب کی مخالفت

سوال :- میری نظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری (خلیفہ حاجی امداد اللہ صاحب) کی گزری ہے جس میں رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حاجی صاحب کی بابت یہ الفاظ تحریر تھے: ہفت مسئلہ میں جو ضمیمہ اشرف علی کی طرف سے لگایا گیا ہے اس کی عدم رضا حضرت کی طرف سے ثابت ہے مولوی محمد شفیع صاحب سے بتائید آپ نے فرمایا کہ استدلال اس امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہے۔
جواب :- ممکن ہے کہ حضرت کی خدمت میں ضمیمہ اس طرح اور ایسے عنوان سے پیش کیا گیا ہو کہ حضرت کو مظنہ انکار نفس اعمال یا مع القیود المباحہ بلا لزوم المفاسد کا ہو گیا ہو۔ اس بنا پر اظہار مخالفت مانعین کو مضر نہیں ہے۔

(بوادر النوار، اشرف علی ص ۲۰۰، سطر ۵، ص ۲۰۳، سطر ۱۰ مختصراً)

نوٹ :- تھانوی صاحب کے اس جواب سے دو امر ثابت ہوئے۔ ایک تو یہ کہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے ساتھ جو ضمیمہ دیوبندیوں نے اشرف علی سے لکھوا کر شائع کیا ہے، حاجی صاحب اس ضمیمہ سے ہر طرح بیزار تھے اور دوسرا یہ کہ دیوبندی مذہب کے یہ بڑے بڑے مولوی جو اپنے کو اولیاء اللہ اور محکمات تھے، اپنی اعتقادی چھپانے کے لیے اپنے مرشد پر جھوٹے اعتقادی الزامات لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے، جب کہ مولوی اشرف علی صاحب کے ضمیمہ سے ثابت ہے۔

دیوبندی مولوی اپنے مُرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے عقیدہ کو کفر و شرک اور حاجی صاحب کو مُشرک اور کافر بتاتے ہیں

حضرت حاجی صاحب کے خلفاء میں باعتبار اختلاف بعض معتقدات و معمولات معلومہ کے دو فریق ہیں اور ہر فریق علماء کا ہے جن میں ایک فریق مولوی احمد حسن صاحب کانپوری اور شاہ عبدالحق مہاجر مکی مولوی عبد السمیع صاحب میرٹھی وغیرہ کا ہے، جن کے معتقدات و معمولات مثل حضرت حاجی صاحب و دیگر معتقدین صوفیہ کرام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ میں اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہے جو ان معتقدات و معمولات کو بدعت و ضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر کہتے ہیں کہ نوبت بشرک و کفر پہنچاتے ہیں۔

(خط دیوبندی مندرجہ بوادرنوادراشرف علی ص ۱۹۷، سطر ۲ و مندرجہ کتاب تلج الصدور نقحانوی ص ۲۰۴، سطر ۳)

حاجی صاحب کی غلط تحقیق (حاجی صاحب نے) یہ سمجھ کر کہ لوگ ان مفاسد سے بچتے ہوں گے جو یا پک جادو گے۔ اجازت دے دی، سو یہ اختلاف فی الواقع مسئلہ میں اختلاف نہ ہوا، بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے جو علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ نہیں جمع ہو سکتی ہے۔ (معاذ اللہ)

(بوادرنوادراشرف علی مطبوعہ دیوبند، ص ۱۹۷، سطر ۱۸)

مشرک سے بیعت کہاں جائز (مشرک کو شرک سمجھتے ہو تو پھر شرک سے بیعت ہونا کہاں جائز ہے۔)
(افاضات الیومیہ ج ۶، ص ۱۷۹، سطر ۸)



باب ششم

دیوبندی فقہ کے مسائل

اس عنوان کے قائم کرنے کی اس لیے چنداں ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی کہ ایمان و اعتقاد اصل ہے، اور اعمال فرع اور جب ایمان و اعتقاد کے لحاظ سے دیوبندیوں کا مسلمانوں سے الگ ہونا ان کی ذمہ داری نہ تھی۔ بروں سے ثابت ہو گیا۔ تو مسائل میں اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اہل باطل کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے کہ جب وہ ایمان و انصاف کی عدالت میں اپنے جرم کی صفائی سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر کے اہل حق کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح غیر مقلد چکرالوی فقہ احناف و حدیث پر جاہلانہ اعتراض گھڑا کرتے ہیں، اسی طرح اپنے اکابرین، مرتدین کے کھلے کفریات کی صفائی سے عاجز آکر اب دیوبندیوں نے بھی غیر مقلدوں کی طرح فقہ احناف کے مسائل کو کتب اہل سنت و جماعت سے نقل کر کے ان کو بڑے رنگ میں اُچھال کر علمائے اہلسنت کو بدنام کر کے اپنی جاہل امت کو خوش کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ چنانچہ تحقیق المذاہب و ”بریلوی مذہب“ وغیرہ میں دیوبندیوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب سے نقل کر کے لکھا ہے کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ نمازی اپنی نماز میں اپنی یا بے گانی عورت کے فرج کے اندر کی طرف نظر کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ الخ وغیرہ۔۔۔۔۔ ایسے شرعی مسئلے نقل کرنے کے بعد دیوبندی صاحبان فرماتے ہیں، کہ ہندوؤں میں ایک فرقہ ہے ”وام مارگی“ وغیرہ وغیرہ اور پھر جو بڑے ہیں، تو خوب دل کی آگ نکال لی، حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ شریعت اسلامیہ ایک جامع شریعت ہے، جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کو اسلامی طرز پر نبھانے کی ہدایت کی ہے۔ مگر دیوبندی مولوی صاحبان کی جہالت تو دیکھو، یہ مسائل جن کے بیان کرنے پر سنی علماء پر یہ ”وام مارگی“ ہونے کی ڈگری کر دی گئی ہے، یہ مسائل تمام کتب اسلامی فقہ احناف میں موجود ہیں، اگر فقہ اسلام کے مسائل بیان کرنا ”وام مارگی“ بنانا ہے۔ تو پھر متقدمین و متاخرین ائمہ احناف حتیٰ کہ صحابہ کرام کو تو دیوبندی مولوی بطریق اولیٰ ”وام مارگی“ کہیں گے، اب ملاحظہ کیجئے کہ یہ مسائل کسی نے وضع کیے ہیں یا کتب مسلمہ فقہ سے ہی لیے گئے ہیں (صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں:

لبشهوة في المختار (مرآتی الفلاح ص ۸۱)

یعنی اپنی یا بیگانی عورت کے اندرونی فرج کی طرف بشتوت نظر کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ یہی مسئلہ بیان کرنے کے بعد علامہ ابن عابدین نماز نہ ٹوٹنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ **واما النظر والفکر فلا یفسد الخ** یعنی نظر و فکر مفسد نماز نہیں، یعنی یہاں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ نظر کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی باقی رہا کہ کیا یہ فعل جائز ہے یا گناہ؟ یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے جس کو تمام فقہائے اسلام گناہ فرماتے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بھی بیان فرمادیا کہ یہ فعل ہر طرح گناہ ہے۔ اب دیوبندی حضرات علامہ ابن عابدین کے فقرہ **لو نظر الخ** فرج المطلقہ کے لفظ نظر کا ترجمہ کر کے فرمادیں کہ اس کا معنی نظر کی تہ ہے یا نہیں۔ باقی قصداً نظر کرنے کا معنی گھر لینا یہ دارالعلوم دیوبند کا ہی فیض ہے۔ عورت کے فرج کے تجزیے کر کے ٹیکس یا کڑے معلوم کرنے کا دیوبندی تجربہ اسی کتاب کے باب دیوبندیوں کے تصوف میں ملاحظہ ہو۔

تویر الابصار میں ہے :-

(وينظر الرجل من عرسه وامته الحلال الخ فرجها اور علامہ شامی فرماتے ہیں :-

وعن ابی یوسف سألنا ابا حنیفة عن الرجل یمس فرجاً محرماً قال قوله وانما جواران یحظرهما لاجره (فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۲۴۲)

اب دیوبندی حضرات بتائیں کہ کیا سب مرآتی الفلاح و علامہ شامی و صاحب تویر الابصار حتیٰ کہ خود امام ابو حنیفہ اور ان کے تمام تلامذہ و جمیع ائمہ اخاف کیا سب کے سب بقول شامی **ثم معاذ اللہ "وام مارگی" سے تعلق رکھتے تھے**

ع۔ مرداں چنیں کنند

مگر دیوبندی مرض چونکہ اب ہر طرح لا علاج ہو چکا ہے۔ لیکن بے کہ کتب اخاف سے تسکین نہ ہو۔ اس لیے ذرا گھر کو ملاحظہ فرمالیں۔ فتوائے دیوبندی مذہب بھی ملاحظہ ہو۔

سوال :- ما : جو شخص نماز کی حالت میں کسی اپنی یا بے گانی عورت کے فرج میں نظر کرے تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

ما : مرد و عورت یہ نیت تلذذ ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھ سکتے ہیں؟ الخ

الجواب :- (ما : نماز نہیں ٹوٹتی الخ) (نظر کرنا) جائز ہے، اگر میاں بیوی ہیں، مگر مکروہ ہے الخ (مختصر حسب ضرورت)۔ کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی اشرفیہ نیلا گنبد لاہور، ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ۔ (بندہ کے پاس فتوے قلمی محفوظ ہے)۔

آپ کے تھانوی صاحب کے سوال میں نظر کر کے کا لفظ ہے، اتفاقاً نظر پڑے کا لفظ نہیں ہے کیا تھانوی صاحب نے بھی قصداً نظر کرنے کی اجازت عطا فرمادی اور اب قاسمی صاحب فرماویں کہ امت دیوبندیہ کی یہ سب تھانوی برادری بھی کیا "دام مارگی" سے تعلق رکھتی ہے یا نہ اور جناب کو واضح ہونا چاہیے کہ دنیا میں انسان موجود ہیں ہر جگہ دیوبندی بکھا شای نہیں، آپ کی چالاکیوں کو خوب سمجھنے والے بھی موجود ہیں اتنا عرض کر دینے کے بعد مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اتنی گزارش کر کے بس کر دی جاتی کہ یہ مسائل والا سودا بھی آپ "حضرات" کو سنگاپور سے گا۔ اور سے

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ کو گفتی

جواب تلخ می زبید لب لعل شکر خارا

مگر چونکہ اب بات چل گئی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے، دیوبندی امت کے لیے ان کی فوری واجب العمل فقہ کے چند نمونے بھی عرض کر دیے جائیں، تاکہ دیوبندیوں کے اُمتی فوری عمل فرما کر دین و دنیا میں سرخرو ہو کر فلاح دارین حاصل کریں چند نمونے بطور مشتمت نمونہ از خوارے ملاحظہ ہوں:

وہی کست ہوں، جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

اصل دیوبت میں مشتمت زنی کا رواج | سوال: عید کو جماع کی سخت ضرورت ہے اور اس کی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب: بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے یا اس کے ہاتھ سے خارج کرادے۔

(امداد الفتاویٰ تھانوی ج ۲، ص ۱۶۳، سطر ۲۱ مطبوعہ مجتبیٰ)

نوٹ: معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کو بالکل چھٹی ہے کہ ایام ماہواری میں اپنے عورتوں سے مشتمت زنی کرائیں کیا یہ اسی لیے ہی نکاح کیا کرتے ہیں؟

ہوئے کھانے کے لیے روزے کا صفایا | مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے، ایک دن مسجد میں حاضر ہوا حضرت (نانوتوی) ہوئے بھونے تناول فرما رہے تھے فرمایا کہ آئیے میں نے عرض کیا۔ میرا توردزہ ہے۔ پھر فرمایا۔ آئیے میں کھانے بیٹھ گیا۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۳۴۲)

فرج کی رطوبت پاک ہے | جو رطوبت اکثر اوقات رحم سے سائل ہوتی ہے جس کو اصل سائل نے پوچھا ہے۔

پس اسی رطوبت مغائرہ للووی والمذی والشبیہ باللغاب امام صاحب و صاحبین مختلف ہیں اور بوجہ ابتلا کے اصل جواب میں قول باطہارت پر فتوے دیا گیا ہے۔

(بوادیر النواذیر تھانوی ص ۲۱۳، سطر ۱۲۱)

فوٹے :- حالانکہ تمام فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ رطوبت نجس ہے (دیکھو فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۱۱۷) میں ہے
ان الخارج نجس باتفاق، تو بیرونی رطوبت پر قیاس کر کے اندرونی جلدی رطوبت کو پاک قرار دینا۔ یہ دیوبندی فقہ کا
ہی کرشمہ ہے کیونکہ تھانوی صاحب سے بیرونی رطوبت کے متعلق سوال ہی نہیں کیا گیا بلکہ اندر بننے والی رطوبت
کے متعلق ہی دریافت کیا گیا ہے۔ (دیکھو لبوادر النواذر)

سوال :- تالاب دھڑ دھڑ ہے بہت زیادہ قریب بستی ہے۔ اہل بستی کو اس کے اطراف
گندگی والا پانی پاک

جواب میں بول و براز کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پرنہ ہوا اور باہر ٹوٹ
پھوٹ کر بھی نہ نکلا ہو۔ اس صورت میں طہر ہے یا غیر طہر، الخ۔

الجواب :- یہ تالاب پاک ہے۔ اگرچہ باہر نہ نکلا ہو فقط کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۷ سطر ۱۱)

حضرت مولانا گیسو ہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص گاؤں کا رہنے والا میر جو نے آیا۔۔۔۔۔
انسیون کھاؤ
۔۔۔۔۔ کتبے میں افیم کھاتا ہوں۔ فرمایا۔ اچھا یہ بتلا کہ کتنی کھاتا ہے۔ اتنی میر سے ہاتھ پر
رکھ دے۔۔۔۔۔ چنانچہ اس نے ایک گولی بنا کر ہاتھ پر رکھ دی حضرت نے اس کا ایک حصہ توڑ کر اس کو کھلا دیا
کہ اتنی کھایا کر الخ۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۷۷ سطر ۵)

اگر کثرت سے مقدار میں پانی جمع ہوا اور اس میں تھوڑی سی مقدار میں
پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۶ ص ۴۷۱ سطر ۱۵)

پیشاب کے مل جانے سے بھی
پانی پاک ہی رہتا ہے

دیوبندی عقل کے فتوے سے (معاذ اللہ) اپنی ماں سے ناکرنا بھی جائز

اور اپنا گوہنہ کھانا بھی جائز

ایک شخص نے کہا تھا وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا۔۔۔۔۔ کسی نے کہا۔ ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا
ہے، کہ جب میں ساما ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا۔ یہ حکم بھی عقلیات سے ہو سکتا
ہے، ایک شخص گوہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے ہی اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس
میں کیا حرج ہے۔ تو ان چیزوں کو عقل کے فتوے سے جائز رکھا جاوے گا۔ (افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۶۷۳ سطر ۱۱)

فتوے :- ختم قرآن علی الطعام کے بدعت ہونے کے متعلق فقہانوی صاحب فرماتے ہیں :-
 "بدعت کی باتیں خود صریح طور پر عقل کے بھی خلاف ہیں"

(افاضات الیومیہ نقلاً عن ج ۲ ص ۴۴، ۱۲ سطر ۹)

پھر لکھتے ہیں کہ :-

عقل ایک فطری چیز ہے :-

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۵۳۹، سطر ۶)

یعنی طعام پر قرآن پڑھنا تو دیوبندی عقل کے فتوے سے ناجائز مگر یاں سے زنا کرنا اور گو نہ کھانا ہر طرح جائز۔ سکھوں میں بھی ایک فرقہ ہے ماتم "ماں تن" یعنی ماں سے زنا کرنے والے۔ ایسی ناپاک عقل والوں کے مذہب ہے خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

عقل کے فتوے سے گو نہ کھانا اور ماں سے زنا جائز کہنا یہ سراسر بے عقلی ہے۔ ماں کے ساتھ زنا اور گو نہ کھانے کو بے عقل ہی جائز کہہ سکتا ہے عقل قطعاً ایسے ناپاک فتوے نہیں دے سکتی۔ کیونکہ عقل ایک نور ربانی ہے، اصول فقہ کی مستند کتاب نور الانوار بحث بیان شرائط المرادی میں ہے

فالعقل وهو نور في بدن الانسان يعني به طريق يثبت ادبه من حيث

يفتحي اليه درك الحواس

تو بتائیے کہ نور بھی کیا ماں کے ساتھ زنا کو جائز کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا کہنا سراسر ظلمت و ضلالت ہے۔ نیز دیکھئے عقل کے بارے عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم مفرغون عالم سوز را عقل مرمو سے جان افروز را

رفت موسیٰ بر طریق نیستی گفت فرغوش بگو تو کیستی

مانده عقل است بی نان و شوا نور عقل است لے سپر جاں را غذا

گفت من عقلم رسول ذوالجلال حجتہ اللہ امماں از ہر ضلال

عقل دیگر بخشش یزداں بود چشمہ آں در میان جاں بود

علامہ اسفرائینی نقل فرماتے ہیں:

ان الله لما خلق العقل وقال له اقبل فاقبل ثم قال ادبر فادبر فقال له

ما خلقت خلقا اكرم منك بك اعطى وبك اخذ

(التبصير للاسفرائینی ص ۱۲۲)

خود خداوند کریم نے کتاب مجید میں عقل کی ضرورت اور اس کی افادیت کا بار بار ارشاد فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

انا انزلنا قرآنا عربیاً لعلکم تعقلون ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :-

قد بینا لکم آیات لعلکم تعقلون

اول الذکر آیت کریمہ کے لعلکم تعقلون کے تحت شیخ سلیمان جمل علیہ الرحمۃ جمل حاشیہ جلالین میں ارشاد فرماتے ہیں :-

ای تستعملوا فیہ عقولکم الخ۔

بہر حال عقل ایک نور عظیم اور نعمۃ الہیہ ہے عقل کی ثرافت و نجابت پر ایسا جاہلانہ حملہ کرتے وقت خدا جانے تھانوی جی کی عقل کہاں گئی۔ واقعی حضور عارف رومی نے تھانوی جی جیسے لوگوں کے بارے خوب فرمایا:

عقل را باشد و فائے عہد با تو نداری عقل روائے خربہا
چونکہ عقلت نیست نیاں میر تست دشمن و باطل کن تدبیر تست

گوہنہ کھانے کیلئے خنزیر بننا پڑے تو خنزیر بن کر بھی گوہنہ کھا لیتے ہیں

فرمایا کہ موحّد سے لوگوں نے کہا کہ اگر حلوا وغلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ، انہوں نے بمشکل خنزیر ہو کر گوہنہ کو کھلا پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے۔ (حاشیہ) قولہ انہوں نے بمشکل خنزیر ہو کر گوہنہ کھایا۔ اقول۔ اس معترض کی غباوت کے سبب اس تکلف و تصرف کی ضرورت پڑی ورنہ جواب ظاہر ہے کہ یہ اتحاد مرتبہ حقیقت میں ہے نہ کہ احکام و آثار میں

(امداد المشتاق مصنف مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مخزنہ بھون ص ۱۰۱ سطر ۲۱۱)

نوٹ :- دیوبندیوں کے نزدیک موحّد صرف دیوبندی و ہابی میں باقی اہلسنت کو یہ مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ موحّد نہیں سمجھتے لہذا اصاف واضح ہے کہ گوہ کھانے کے لیے خنزیر بننے والا یہ خنزیر دیوبندی مولوی ہو گیا و ہابی۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے تھانوی کا مذکورہ فتوے عقلی جواز گوہنہ خوری پڑھ کر اپنے حکیم الامت کی عقل کے مطابق اپنی عقل بنانے کے لیے یہ شوق کیا ہو۔ واقعی خوب ترقی ہے کیونکہ مومن جب ترقی کرتے ہیں تو فرشتہ سیرت ہو جاتے ہیں مگر یہ نام نہاد موحّد جب ترقی کرتے ہیں تو خنزیر بن جاتے ہیں۔ باقی انسان سے خنزیر بدل جانا اس تصرف پر دیوبندی ایمان بھی قابل تعجب ہے، کیونکہ دیوبندی شیخ التکفیر غلام خان اور لالپوری ملاں رباعی مگر خیاں تو ہر جلسہ میں بندگانِ خدا کو بے اختیار ثابت کرنے کے لیے لیسو لک من الامرشئ کی آیت کے سوا کوئی تقریر ہی نہیں جانتے کیا دیوبندی مولویوں کو خنزیر بننے

کا اختیار حاصل ہے۔ ہم نے تو یہ سنا ہے کہ شیطان ایسی صورتیں بنالیت ہے شاید "شیاطین الانس" عباد الطافوت "بندگان دیو" کو بھی یہ فیض حاصل ہو چکا ہو۔ تھانوی صاحب کی زبان فیض ترجمان تو یہی کہہ رہی ہے۔ باقی کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند! بیچ اس مسئلہ کے۔

گندگی خور کو اکھانا ثواب | مسئلہ: جس جبکہ زراغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں تو ایسی جبکہ اس کو اکھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا۔ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب :- ثواب ہوگا۔ فقط، رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰، سطر ۳)

نوٹ ہے:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے:

من یا کل الخراب وقد سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستقام.

یعنی کوئے فاسق کو کون کھا سکتا ہے۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم کھا سکتے ہیں۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحية فاسقة والعقرب فاسق والفأرة فاسق والغراب فاسق ف قيل للقاسم أي وكل الغراب قال من يأكله بعد قول رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسقاً

(ابن ماجہ شریف ص ۲۴۱)

یہ تو دیوبندیوں کی مبارک غذا ہے اور وضو کے پانی کے متعلق آپ مذکورہ بالا فتاویٰ رشیدیہ کے فتوے سے پڑھ ہی چکے ہیں کہ گوئمنہ والا پانی پاک ہے تو پانی گوئمنہ والا اور غذا گوئمنہ خور کو، اب ایسی غذا اور طہارت کے بعد حضرات علمائے دیوبند کی عبادت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

میں صبح کی سنتیں پڑھتا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نہان توڑ دی۔

عورت کے لیے نماز ہی تو رومی
امت دیوبندیہ کے حکیم الامت کی محویت کا نمونہ

دانشرف المعمولات تخوانوی ص مم ا، بسطرا ا،

نوٹ ہے :- جو حضرات علماء گو منہ واسے پانی سے وضو فرمالیں اور گو منہ خور کو سے کھائیں اور نماز میں بھی عورتوں کے ہی پوجاری بنے رہیں، ان کے علم و فضل کا کون مقابلہ کر سکتا ہے، حالانکہ انہیں دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال بھی آجائے تو سزاوارک ہے کہ خدا کی قسم

اپنی گائے بھینس سے نہ بھی کریں تو اس کا دودھ بھی
پیں اور اس کے گوشت کے بھی مزے اڑائیں

سوال :- شخصے باگاؤ میں حاملہ قیمتی تخمیناً صد روپیہ
زنا کر دے۔ آل گاؤ میں شراچہ کر دے شود الخ۔
الجواب :- ظاہر شد کہ عند الامام اکل او و شرب لبن
او ہنہ جائزہ بلا کراہت ہست پس در صورت مسؤل از شان ہیمنہ چیزے تعرض نہ کر دے شود۔ چوں مالک او گوارہ نکند۔

۱۱ رجب ۱۳۲۱ھ۔

(امداد الفتاویٰ مصنف تھانوی صاحب ج ۲ ص ۱۵۵ سطر ۱)

نوٹ :- تھانوی صاحب نے جو عبارت شامی سے نقل کی ہے اس میں و قال لا محذور ایضاً صاف موجود ہے
اور تھانوی صاحب صاحبین کے قول سے مطلقاً چشم پوشی فرما کر حیوانوں سے زنا کا دروازہ کھول رہے ہیں۔ حالانکہ یہی
صاحب پٹانے وغیرہ کی خرید و فروخت کے متعلق یوں فتوے دیتے ہیں :
ان اشیاء کی خرید و فروخت امام صاحب کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک ناجائز۔ پس خرید و فروخت
نہ کرنا احتیاط ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۵۲، سطر ۲)

اب ملاحظہ کر لیجیے کہ یہاں تو احتیاط صاحبین کے قول پر ہوا اور بے چارے بے زبان حیوانات سے زنا میں
کھلی ڈگری عدم تعرض کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نامراد نے ایک گائے خرید لی اور پھر نہ بیوی کی ضرورت نہ دودھ کی
کمی ان کے ناپاک فتوؤں کا یہ عالم، اللہ بچائے ایسے حکیم الامت مسیتوں سے۔

زمانہ تحریک میں ایک استدلال یہ کیا گیا تھا کہ بدلتی کپڑا پہننا اس لیے حرام ہے
کہ اس میں سود کی چربی استعمال کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس روایت

سور کی چربی والا کپڑا پہن لو

کو صحیح مان بھی لیا جائے تو زائد سے زائد یہ لازم ہوگا کہ بدون دھوئے ہوئے مسٹ پہننا، یہ کیسے کہہ دیا، کہ بالکل حرام ہے۔
(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۱ ص ۱۲۱ سطر ۱)

۲ کھیتی کا اگر کچھ خنزیر وغیرہ نے کھایا تو وہ پاک ہے۔ (فتاویٰ دیوبند ج ۱ ص ۲۱۰)
نوٹ :- تھانوی صاحب کا یہ فرمان کہ "زائد سے زائد ظاہر کرتا ہے کہ اولاً تو دیوبندیوں کے نزدیک سور کی چربی

والا کپڑا دھونا کوئی ضروری نہیں۔ اگر کوئی مجبور بھی کرے تو پانی بہا کر پہن لیا کریں۔

ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ دیوبندیوں کی غذا گوشت نہ خور کو، پانی گوشت نہ والا دل میں گدھا اور حبیب دیوبند
کے حضرات شیخ الحدیثوں کا لباس بھی سور کی چربی والا ہو گیا۔ بس پھر تو مکمل حکیم الامت ہو گئے، رافضی مذہب
میں سور کی چربی پاک تھی، اب دیوبندیوں کا فتوے بھی ظاہر ہو گیا۔ پھر سور کا جھوٹا تو طیب ہی قرار دے

دیوبند

دیوبندیوں کو باجا (ریکارڈ)
گرامون سنا جائز ہے

(۱) اگر شبہ کیا جاوے کہ مولو گراوے (گراموفون باجا) میں حکایت صوت بذریعہ آلات
لو محرم ہے۔ تو وہ بھی منہی عنہ ہوئی۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ غیر مسلم ہے۔ اس
لیے کہ ملا ہی محرم ہیں جہاں خود ان ملا ہی کی صورت مخصوصہ منقود ہو۔

(حوادث الفتاویٰ، مقدمہ خامسہ امداد الفتاویٰ تھانوی مطبوعہ تھانہ مجھون ص ۵۱، سطر ۱۰)

(۲) پھر ممکن ہے کہ باعتبار کثرت استعمال فی اللہ کے اس کو باجا کہا جاتا ہو۔ پس اس کو حرمت مطلقاً میں کوئی دخل نہیں۔

(حوادث الفتاویٰ مذکور ص ۵۲، سطر ۱)

(۳) اگر کہا جاوے کہ اگر استعمال کرنے والے کا مقصد بھی تلی (لو و لعب) کا ہو، مگر خاص انہی ریکارڈوں کو استعمال
کرے، جن میں اصوات مباحہ محفوظ ہوں۔ تو کیا اب بھی حرمت کا حکم نہ ہوگا۔ حالانکہ قصہ تلی کا ہے۔ جواب یہ ہے کہ تلی
حرام نہیں۔ (حوادث الفتاویٰ ص ۵۲، سطر ۶)

(۴) دوسرے یہ کہ جس چیز کو ان بزرگ نے آلودہ معصیت کہا وہ آلہ معصیت ہی نہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۱)

(جیل) میں کبھی کبھی قوالی بھی ہوتی تھی جس میں اختر علی خاں گھڑا بجاتے۔
صوفی اقبال تالی بجا کرتاں دیتے۔ سید عطاء اللہ شاہ غزل گاتے۔ مولانا
احمد سعید شیخ مجلس بن کر بیٹھتے اور مولانا داؤد غزنوی اور عبدالعزیز حال کھینچتے۔

(عطاء اللہ شاہ مصنف منشی شورش کشمیری دیوبندی مدبر سالہ چٹان ص ۶۷)

مفصل حوالہ آگے آ رہا ہے۔

حلال طعام بوجہ فاتحہ پڑھے جانے کے
دیوبندیوں کے نزدیک حرام ہے

ایں چنیں طعام نہ خوردہ شود دع مایریبک الی
مایریبک

(امداد الفتاویٰ اشرف علی حصہ ۴ ص ۵۸، سطر ۲۱)

یعنی یہ شبہ ہے اس لیے نہ کھاؤ۔

خاص حرام کا کھانا دیوبندیوں
کے نزدیک حلال ہے

مولانا ناتوتوی کو حرام کے طعام سے جیسے نفرت تھی ویسے ہی اس کا
احساس بھی بہت جلد کرتے تھے۔ مگر دعوت بوجہ دلداری ہر ایک
کی منظور کر لیتے تھے (الی قولہ) جو فتوے سے حلال تھی۔

(ارواح ثلاثہ تھانوی ص ۲۵۰، سطر ۱)

(دیکھیے کہ ختم والا طعام بوجہ شبہ ہونے کے حرام ٹھہرایا۔ مگر حرام باوجود شبہ ہونے کے حلال بنایا)

ڈومنیوں کا گانا جائز

سوال :- ڈومنیوں سے بیاہ میں گونا بستر طیکہ خلاف شرع نہ گاویں درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- عورتوں کے مجمع میں عورتوں کا گانا موجب فتنہ کا ہو تو درست ہے۔ الخ۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۰، سطر ۵)

سود کھانے کا دیوبندی حیلہ

(سود کھانے کا) ایک حیلہ شرعی ہے۔ وہ یہ کہ آدمی یہ خیال کرے کہ سرکار بہت سے محصول اپنی رعایا سے لیتی ہے کہ ہماری شریعت میں جائز نہیں (تو اس

نیت سے لے لے

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۹۲، سطر ۳)

دیوبندیوں کی سود خوری

ایک صاحب کا خط آئر لینڈ سے آیا ہے۔ لکھا ہے کہ میں عنقریب ہندوستان آنے والا ہوں اور میرا روپیہ بینک میں جمع ہے اس کے سود

کو لے کر کمال خرچ کرنا چاہیے۔ میں نے جواب لکھ دیا ہے کہ اس کو لے کر ہندوستان آجاؤ۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۵ ص ۱۱، سطر ۸)

نوٹ ہے :- تھانہ بھون یاد یونہی کے سنگرمیں داخل کرنے کا خیال ہوگا۔ کیونکہ شاید یہاں پلید بھی پاک ہو جایا کرتا ہے

رہا سود تو کیا اس کو سود کہہ کے لینا حرام کہا جاوے۔ یا وہ بھی محسوب انعام ہے ہی ہوگا۔ کمپنی والے اس کو سود کہہ سکتے

سود بھی ایک انعام ہی ہوتا ہے

ہیں۔ الخ۔

الجواب :- بندہ کادمت سے خیال تھا کہ یہ بھی صلہ (انعام) ہے تسمیہ سے حرمت نہیں آتی۔ فی الحقی

(حوادث الفتاویٰ ص ۶۳، سطر ۱)

نوٹ ہے :- کیوں صاحب! بکرے پر تو غوث پاک کا نام مقرر کیا جاوے تو وہ حلال بھی حرام ہو جائے اور دیوبندی

خود نرا م خوری بھی کریں تو تسمیہ یعنی نام لینے سے کچھ حرمت نہیں آتی۔

میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد

راستے میں چلتے ہوئے کھانا

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۴۸، سطر ۱۵)

میری شہادت قبول نہ ہوگی۔

نوٹ ہے :- آخر حکیم الامت جو ہوئے، یہ ہے ان نام نہاد علماء کی خفیت اور اس پر بھی دیوبندی ان کے عاشق ہیں

وزیر سے چنیں شہر یارے چنیں

حقہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد شیخ اسد علی حقہ پیتے تھے۔ جب ضرورت ہوتی، فرماتے بیاقاسم حقہ بھر لے۔ مولانا کی یہ حالت تھی کہ فوراً تعمیل فرماتے باوجود اس کے کہ مرید اور شاگرد سب موجود تھے۔ مگر کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ اگر کوئی کتا بھی تو فرماتے کہ یہ تمہارا کام نہیں، یہ میرا کام ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۸، سطر ۱۶)

حقہ پینا، تبا کو کو کھانا درست ہے۔ الخ

حقہ پینا درست ہے

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۰، سطر ۱۱)

نوٹ ہے۔ تحقیق المذاہب والے حزب الممدودی لاہوری دیوبندی فرمادیں کہ جب حقہ کا پانی کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پلید ہو جاتا ہے تو آپ کے قاسم العلوم جو کہ حقہ ہی بھرتے رہے، وہ حقہ کے پانی سے سر سے پاؤں تک مجسمہ نجاست بن گئے ہوں گے۔ پھر ان کی نمازوں کا کیا حال، اور بقول شما حرام کو حلال بنانے والا (گنگوہی صاحب) خود مجسمہ حرام نہ ہوگا۔ اگر یہ فتوے درست ہے تو پھر اعلیٰ حضرت بریلوی پر آپ کو کیوں غصہ آ رہا ہے۔

حق تلفی مسلمانوں کی ہی کرو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق عجیب لطیفہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی مسلمان حق تلفی بھی کرے تو مسلمان ہی کے ساتھ کرے کافر کے ساتھ نہ کرے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۳۱، سطر ۱۶)

حکیم الامت کا کرکٹ و فٹ بال میچ سوال :- آج کل ہندوستان میں جو کھیل رائج ہے مثلاً ہاکی فٹ بال، کرکٹ وغیرہ بخیال و رزق اُن کا کھیلنا درست ہے یا نہیں؟ الخ

جواب ہے :- اگر دوسرے طریق اس درجے کے نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں۔ الخ

(حوادث الفتاویٰ، ص ۴۹، سطر ۹، ۱۵)

دوسرے یہ کہ ایسی علمی تصویر کا پاس رکھنا گناہ نہیں الخ

تصویر پرستی

(حوادث الفتاویٰ ص ۱۰، سطر ۹)

سرکاری کاغذ عین کر لو سوال :- غلام کو کاغذ سادہ کار سرکار کے لیے مانا نہ ملتے ہیں۔ اس صورت میں اگر خرچ سے زیادہ ہوں تو اپنے بچ کے کام میں کاغذ وغیرہ

خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

س ۱۱۴۔ (رشید احمد گنٹو ہی عفی عنہ)

امام حسین علیہ السلام کی سبیل کا پانی حرام

محرم میں سبیل لگانا، شربت پلانا، یا چندہ سبیل اور شربت
میں دینا۔ یا دودھ پلانا سبب نادرست اور تشبیہ و افض

کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط۔ رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۳، سطر ۱۵)

پاکستانی دیوبندیوں کے مولوی احتشام الحق کا فتویٰ

چونکہ شریعت و سبیل کے بارے میں جہلاء و عوام تقرب
غیر اللہ کی نیت رکھتے ہیں حالانکہ تقرب صرف اللہ

کا حق ہے۔ اس لیے اس قسم کا شربت و پانی ناجائز و حرام ہے۔

مسلمانوں سے بدظنی ہندوؤں سے یہ حُسن ظن،

(بیان مولوی احتشام الحق تھانوی اخبار جنگ کراچی ۸ ستمبر ۱۹۵۵ء ص ۶ کالم ۲، سطر ۶۶)

(۱) بہتر یہ ہے کہ ایسا کھانا نہ کھایا جائے۔

جس کھانے پر قرآن شریف پڑھا جاتے وہ حرام ہے

۱۹ ختم مرسومہ الہند و مصدق مولوی خیر محمد جالندھری ص ۱۱۳، سطر

(۲) و آنکه طعام رو برو نهاده چیزے می خوانند این طریقہ ہنود است ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و بہتر آنکہ این چہ نہیں طعام ہ شود۔ الخ۔

نخورده شود. الح:

(امداد القوائی، اشرفیہ ج ۴ ص ۵، سطر آخر)

جو مال صدقہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ثواب اس کے روح کو بخشتا

ہوں یہ سب عبادت غیر اللہ کی ہے اس کا کھانا استعمال

ایصالِ ثواب کا کھانا بھی حرام ہے

کرنا حرام ہے۔

(تفسیر بے نظیر مولوی حسین علی امام ششم دیوبندی مذهب صفحہ ۸ سطر ۱۹)

گبارہوں اور نیاز وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا اعتراض کے لیے دیتے

ہیں اگرچہ اس کا نام ایصالِ ثواب رکھیں۔ لہذا اس کا دینا اور لینا اور

گیارہویں کا کھانا حرام ہے

کھانا حرام ہے۔

(ختم مرسومۃ الهند، مصدقہ مولوی غیر محمد و مولوی محمد علی جالندھری ص ۲۱، سطر ۹)

مسئلہ: ہندو تنہا رہولی یاد یو الی میں اپنے

ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیاں و بتوں کی مندر کھانا حلال ہے

بظور تحفہ بھیجتے ہیں۔ ان چیزوں کا لینا اور کھانا استناد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب ہے:- درست ہے فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳، سطر ۷)

کفار کے چڑھاوے جو وہ بتوں پر چڑھاتے ہیں وہ پاکیزہ و حلال ہیں

جو مرغ و بکر ا دکھانا کفار اپنے معابد پر چڑھاتے ہیں اور کافر مجاور لیتا ہے تو اس کا خریدنا درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۴۴، سطر ۳)

نوٹ ہے:- اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک مسلمانوں کے ہاتھوں کا کھانا جو کہ مسلمانوں نے تیار کیا اور خدا کے نام پر دیا گیا اور اس پر کلام الہی پڑھا گیا ہو۔ یہ سب حرام ہے، مگر دیوالی کی پوڑیاں جو کافروں کے پلید ہاتھ سے تیار ہوئیں۔ اور لحد یذکرہ اللہ علیہ کا مصداق بتوں کے نام پر دی گئیں، بتوں کے گرد گھومانی گئیں اور یا کچھ کھانا (مثلاً جھٹکے یا سور کا گوشت) (دیوبندی مذہب میں) یہ سب حلال و پاک ہے۔ کیا یہ لوگ اسلام کے دشمن اور حرام خورد نہیں ہیں۔

سوال:- کو لہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چلا اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ

ہندوؤں کے ہاتھ کا رس حلال ہے

ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمانوں کو ان کے ہاتھ کے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ رس نجس اور ناپاک ہے۔ علیٰ ہذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب ہے:- صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا درست اور حلال ہے علیٰ ہذا پانی بھی پاک ہے۔ نماز وغیرہ درست ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۷، سطر ۱)

مسئلہ ۱:- چوہرے کے گھر کی روٹی حلال ہے

پاک ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۰، سطر ۱)

تیجہ دسواں وغیرہ کھانا حرام ہے

تیسرے دن کا مجمع میست کے واسطے اولاً مشابہت ہنود کی ہے کہ ان کے ہاں تیجہ ضروری رسم ہے۔ لہذا حرام ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۰، سطر ۱۹)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا علم کرنا حسب آرزو ہے

ہزاروں علم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا

علم مرشد ہے پر مرشد علموں کا ہے یہ وجدانی (مرثیہ محمود الحسن ص ۴۴، سطر ۱۱)

مولوی گنگوہی صاحب کا ماتم و
نوحہ پیٹنا بھی جائز ہے

جہاں تھا نغمہ شادی وہاں ہے نوحہ ماتم
جو تاج خسروی تھا آج ہے کٹکول سانی

(مرثیہ محمود الحسن ص ۱۱۱ سطر ۱۱)

سوال: علم کرنا امام حسین علیہ السلام کا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
جواب: علم اس وقت تھا جب شہید ہوتے، تمام عمر علم کرنا کسی کے
واسطے شرع میں حلال نہیں۔ فقط واللہ اعلم، رشید احمد گنگوہی۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۲، سطر ۱۶)

نوٹ: مولوی رشید احمد گنگوہی کا ماتم کرنے میں تو دیوبندی رافضیوں سے بھی ترقی کر گئے اور اہل بیت نبوت سے
خارجی یزیدیوں کی یہ دشمنی کہ ان کا علم کرنا بھی حرام، یہ تو بالکل سکھاشاہی معلوم ہوتی ہے۔ گنگوہی کا مرثیہ اب کیوں بار بار چھپوایا
جا رہا ہے کیا وہ اب بھی بار بار مرنے ہی رہتا ہے۔

دیوبندی عورتوں کا نکاح رافضیوں سے درست ہے،
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روافض یا خواج
کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں اور ان کے ساتھ عقد نکاح
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جو ان کو فاسق کہتے ہیں، ان کے نزدیک ہر طرح سے درست ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، سطر ۱۵ ص ۱۵)

صحابہ کرام کو کافر کہنے والے رافضی
بھی اہل سنت و جماعت ہیں
صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا۔۔۔۔۔ اس کبیرہ گناہ کے
سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہو دے گا یا نہیں الخ

الجواب: وہ اپنے اس کبیرہ گناہ سے سنت و جماعت

مختاراً۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۰ و ص ۱۴۱)

سوال: قبروں پر چادریں پڑھانا ہو اور مرد بزرگوں سے مانگتا
ہو۔ یا بدعتی مشل جواز عرس و سویم وغیرہ ہو اور یہ جانتا ہو، کہ یہ افعال اچھے
میں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟ الخ۔

الجواب: جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور

بزرگان اسلام کے عرسوں کو جائز
سمجھنے والے مسلمانوں سے دیوبندی
عورتوں کا نکاح ناجائز ہے

احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط و ضبط کرنا حرام ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۲، سطر ۵، ۹، ۱۸)

نوٹ: یہ ہے دیوبندیوں کی رافضیت پرستی کہ رافضیوں سے نکاح جائز اور عرس کرنے والے عرسوں پر جانے والے عرسوں کو جائز ماننے والے تمام بزرگان اسلام مثلاً خواجہ معین الدین اجمیری، بابا گنج شکر فرید، قبلہ عالم خواجہ نور محمد ہاروی و خواجہ سلیمان رحمہم اللہ تعالیٰ اور تمام مشائخ عظام اور ان کے معتقدین جمہور اہل اسلام ان دیوبندی مولویوں کے نزدیک فاسق و کافر ٹھہرے اور معاذ اللہ ان کے سب نکاح حرام۔

مسئلہ: انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟
میلاد شریف منانا حرام | **الجواب ہے:** انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ الخ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵، سطر ۳)

مسئلہ: مسلمانوں کے میلوں میں جیسے پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جاناد درست ہے یا نہیں؟
اجمیر شریف یا کلیر کے عرس میں جانانا جائز ہے | **الجواب ہے:** درست نہیں، فقط رشید احمد۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۲، سطر ۱۱)

مسئلہ: اگر کوئی چیز سو اس میلے (ہر دواریا گنگا) کے کہیں نہ بچی ہو اس کی خرید و فروخت کے واسطے جانا بضرورت جائز ہے۔
ہندوؤں کے میلے میں جانانا جائز ہے

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۲۴، سطر ۱۲)

مسئلہ: ہندوؤں کے میلے نوچندی وغیرہ دیکھنے جانا بھی جائز ہے
 میں ایک مرتبہ طالب علمی کے زمانہ میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔ شیخ الہنی بخش صاحب کے یہاں والد صاحب ملازم تھے میاں الہنی بخش صاحب کے برادرزادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے میں نے کہا کہ جو مقتدا بننے والا ہو اس کو جانا جائز ہے اس لیے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس وقت اسی پر یہ سوال کیا جاوے کہ اس میں کیا خرابی ہے وہ اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی خرابی کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ الخ

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۴، سطر ۶)

قوالی سننے والے بزرگوں کو دیوبندی بدعتی، مشرک کہتے ہیں مگر خود گھڑے بجا کر گیت گاتے تالیاں بجاتے اور حال لھیتے ہیں۔ امیر شریعت کے سرود و گھڑا بازی کی گرما گرم محفل مولوی عطاء اللہ شاہ تمام دیوبندیوں کے متفقہ امیر شریعت تھے | **اس کے متعلق دیوبندی فرقہ کے مابین بزرگ**

اور سب دیوبندی علماء کے پیرو مشد جناب منشی عبدالکریم شورش کشمیری مدیر رسالہ چٹان لکھتا ہے۔
انجمن خدام الدین کا سالانہ اجلاس ۱۹۳۳ء میں منعقد ہوا وہاں آپ (عطا اللہ) نے اس زمانے کی تقریر کی کہ حضرت
علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر آپ کو امیر شریعت منتخب کر لیا گیا۔ یا پنج سو، مائے سعیت
کی جن میں مولانا ظفر علی خاں مرحوم و مغفور بھی شامل تھے۔

(عطاء اللہ شاہ مصنف شورش ص ۱۹۷، سطر ۱۵)

اس کے متعلق یہی دیوبندیوں کا معتد بزرگ منشی شورش
لکھتا ہے کہ جس زمانے میں مولوی عطاء اللہ شاہ جیل
میں تھا۔ اس کے وظائف میں سے ایک یہ وظیفہ

**دیوبندیوں کا متفقہ امیر شریعت و پیر معارف یعنی
سازوں کے ساتھ خود قوالی کرتا اور سنتا تھا**

بھی تھا کہ کبھی کبھی قوالی بھی ہوتی۔ جس میں اختر علی خاں (ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور) گھڑا بجاتے، صوفی اقبال تالی بجا کرتا، دیتے
سید عطاء اللہ شاہ غزل گاتے۔ مولانا احمد سعید شیح مجلس بن کر بیٹھتے اور مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد وہابی) اور عبدالعزیز حال
کھیلتے۔ (بحان اللہ)
(عطاء اللہ شاہ مصنف شورش کشمیری ص ۴۷، سطر ۱۲ تا ۱۴)

نوٹ ہے۔ دیوبندی بتائیں کہ گھڑا بجانا دین حالت گھڑا اور طبعم میں کیا فرق ہے اور بقول شحاتام سازوں کے ساتھ قوالی
حرام اور تالی بجانا بجانا تو مردوں کے لیے تمہارے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر تو کیا تمہارے امیر شریعت حرام فعل
کے بنفس نفیس ترکیب ہو کر حرام کار ہوئے یا ایسے فتوے صرف دوسروں کے لیے بنائے جاتے ہیں؟
 واضح رہے کہ قوالی کے متعلق فقہ حنفی صریح صاف واضح ہے کہ:

ان الله وليست محرمة لعينها بل لقصد الله منها ما من سامعها
او من المشتغل بها وبه تشدد الاضافة الا ترى ان ضرب تلك الالة
لعينها حل تارة وحرم اخرى باختلاف النية والامور بمقاصدها وفيه
دليل لسادتنا الصوفية الذين يقصدون بسماعها امورا معلما بها قلدا
يتبادر المعترض بالانكار ان لا يحرم بركتهم فانهم السادة الاخيار اهدانا الله
تعالى بامداداتهم واعاد علينا من صالح دعواتهم وبرحمتهم

(رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۱)

بلکہ وہابیوں دیوبندیوں کا معتد و مستند امام ابن حزم ظاہری تو صریح طور پر ہر ساز کو طلال کہتا ہے اور جب کہ خود
اکابر میں مسئلہ مختلف فیہا ہے جیسا کہ باوجود مانعین میں سے ہونے کے امام شہاب الدین خفاجی اپنی کتاب نسیم الریاض
شرح شفا قاضی بیاض میں سازوں کے متعلق علماء کا اختلاف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و اختلف في بعضها فمنهم من جواز الدف في العرس ومنهم من جواز ضرب العود
للتسليته الاحزان كما لوردى وكان الاستاذ الشيخ محمد البكري رحمه الله
تعالى ونفعنا به يقول عطروا مجلسنا بالعود لما ورد في لحنه قول ضيف
ومنظومة الدهيري رحمه الله تعالى

ونعمات العود في الاحيان قالوا تزيل اثر الاحزان

فاجزم على التحريم اي جزم والحرزم ان لا تتبع ابن حزم

فقد ايجت عندنا الاوقات والعود والطنبور والمزمار

رسم الرياض من ذكر عدله صلى الله عليه وسلم مطبوعه ازهرية مصر سنة ۱۳۲۶ھ ج ۲ ص ۱۱۵

مگر باوجود اس اختلاف کے دیوبندی ہر ساز کو ہر حالت میں حرام کی رٹ لگا کے جا رہے ہیں تو بتائیں کہ ان کے
یہ سب دیوبندی و دہائی پیشوا حرام کا دھوئے پانے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو غالی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرا
کرتے ہیں کیا یہ کافر ہیں۔ فرمایا، کہ محض تبرے پر تو کفر کا قوت ہے تو مختلف فیہ
ہے۔

صحابہ کرام پر تبرا کرنے والوں
کا کفر مختلف فیہ ہے

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۵ ص ۴۳، سطر ۱)

اس نے جواب میں کہا، کہ ہم اگر یہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو تعزیر بننا
ہے، میں نے کہا تعزیر بنانا امت چھوڑنا۔

تعزیر بنانا جائز ہے

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵، سطر ۱)

ناظرین انصاف فرمائیں کہ کیا دیوبندی مذہب شیعہ مذہب کی پیداوار نہیں؟ اور کیا رفض و دیوبندیت کا رشتہ ایسا
ہی نہیں ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے عقیدہ میں تعزیر نہ نکالنا کفر کو مٹاتا ہے چونکہ بقول دیوبندیہ آج کل کفر و
بدعت کا زور ہے۔ لہذا دیوبندیوں کو تعزیر بنانے شروع کر دینے چاہئیں۔

(۱) میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ قیام فی المیلاد اور فاستح میں
کیا فرق ہے؟

میلاد شریف میں قیام کرنا بیوقوفی ہے

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۶۳، سطر ۱)

(۲) یہ تو ساری باتیں بیوقوفی کی ہیں۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۴۴۲، سطر ۱۲)

بلکہ یہ شرع میں حرام ہے۔ اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا۔

میلاد شریف میں قیام کرنا حرام ہے

(براین قاطعہ گٹو ہی ص ۱۴۸، سطر ۱۹)

اسی زمانہ تحریک میں ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ اگر مٹر محمد علی صاحب یہاں پر آئیں تو کیا ان کو اجازت ہو سکتی ہے میں نے کہا۔ مگر انھوں

لیڈروں کے لیے قیام کرنا جائز ہے

پر آئیں مگر چند شرائط ہیں۔۔۔۔۔ اول شرط یہ ہے کہ آنے سے پہلے مجھ کو یہ بتا دیں کہ۔۔۔۔۔ دوم یہ کہ جس وقت وہ یہاں پر آئیں گے ان کے لیے بجز اول بار کے بار بار کھڑا نہ ہوں گا۔ الخ

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۱۴۵، سطر ۴)

نوٹ ہے۔۔۔ معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب مٹر محمد علی (جو ہر صاحب کے لیے اول بار قیام کرنے کے لیے تیار ہیں اور بار بار اس لیے تیار نہیں کہ تھانوی صاحب آنت اتر آنے کے مریض تھے۔ ورنہ یہ سب قیام ادا ہوتے، ناظرین خود فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کے لیے تو قیام منع مگر لیڈروں کے لیے جائز، خیر یہ تو ان کا دھرم مگر افسوس ہے کہ تھانوی صاحب و خلیل احمد گنگوہی صاحب نے اپنے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی بے وقوف اور حرام کار بنا دیا، کیونکہ حاجی امداد اللہ صاحب بھی میلاد میں قیام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ خود حاجی صاحب فرماتے ہیں:-

(۱) مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔
(فیصلہ ہفت سند، مصنف حاجی صاحب ص ۵، سطر ۵)

(۲) قیام مولود شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ الخ
(رشتائے امدادیہ، حاجی صاحب ص ۱۲۹، سطر ۱)

معلوم ہوا کہ دیوبندی تعزیرات کی رو سے قیام میلاد جیسے ناقابل معافی جرم کے صرف بریلوی ہی قریب نہیں بلکہ حاجی صاحب بیچارے بھی بریلویوں کے ساتھ شریک جرم ہیں، تو اب دیوبندی حضرات ہی فیصلہ فرمائیں کہ حاجی صاحب بے وقوف اور حرام کار ٹھہرے یا ان کو حرام کار کہنے والے خود بے وقوف اور حرام کار ہوئے۔

تاریخ وغیرہ پتھر پر لکھ کر قبر پر لگانا جائز نہیں۔

قبر پر کتبہ لگانا جائز نہیں

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۶، سطر ۱۴)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو کتبہ ہے، اس پر حضرت کے نام کے ساتھ شیخ الاسلام

بانی دیوبند کی قبر پر کتبہ جائز ہے

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۸۳، سطر ۱۲)

لکھا ہے۔

نوٹ ہے۔ کیوں صاحب فرمایا ہے کہ مرکز دیوبند کے فتوے سے جب کتبے لگانا جائز نہیں تو پھر بانی دیوبند کی قبر پر یہ ناجائز کام کیوں کیا دین دیوبندیوں کے گھر کا ہے مندی چشتیاں کے بھی ایک گنگوہی دیوبندی مولوی صاحب کے وارثوں نے بھی بزرگوں کے مزاروں کی نقل بنانے کے لیے اس مولوی صاحب کی قبر کی دیواریں پختہ اور پھر اس پر کتبہ نصب کیا ہوا ہے کیا مرکز دیوبند کے فتوے کی دوسری یہ حرام کاری تو نہیں ہو رہی، یہ ہے ان مفتیوں کا تقویٰ اور اسلام کہ مسلمانوں کے لیے سب کچھ شرک و بدعت مگر دیوبندیوں کے لیے سب کچھ جائز، عید گاہ مندی چشتیاں شریف کے متصل دیوبندی مولوی صاحب کی قبر پر مناشی پتھر خود ملاحظہ فرمایا لیجئے۔

تمام کتب سیر میں اس کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا کہ بطرز مردوخ کھانے پر فاتحہ کسی نے پڑھی ہو اس لیے بدعت و ضلالت ہے۔ کما فی الحدیث الصحیح کل بدعة ضلالة و کل ضلالة

شیرینی یا طعام پر فاتحہ پڑھنے والے قطع دوزخی ہیں

فی الناس (شکوۃ) فقط۔ محمد شفیع غفرلہ ۱۳۵ھ

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۱، سطر ۹)

سوال :- صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اور گیارہویں حرام ہے یا نہیں؟

معاذ اللہ حضرت خاتون جنت کی نیاز حرام

(ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۸۸، سطر ۳)

الجواب :- ایسے عقاید موجب کفر ہیں

مولوی عبدالحق صاحب اپنے باورچی خانہ میں گئے وہاں بی بی کی صحنک ہو رہی تھی آپ سب کا صفایا کر گئے

مگر دیوبندی ان کو حرام سمجھ کر بھی مضم کر لیتے ہیں

(ملخصاً ارواح ثلاثہ ص ۶۶)

نوٹ ہے :- خاتون جنت کی صحنک کی نیاز کو بدعت سمجھ کر کھا جانا مولوی عبدالحق صاحب کانپوری کے اس کردار سے ظاہر ہے اور طعام پر فاتحہ پڑھ کر بقول خود بدعتی بننا بھی دیوبندیوں کے عمل سے ظاہر ہے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں کی عالم اللہام پر کفر بازی۔

مولوی تاجل حسین صاحب جج کے لیے مکہ معظمہ گئے۔ صبح کی نماز میں انہوں نے پندنامہ کی مناجات پڑھنا شروع کی۔

دیوبندیوں کی قرأت نماز

بادشاہ جرم مارا درگزار ماگن گاریم تو آمرز گار !

(ارواح ثلاثہ ص ۶۵)

قیم تعظیمی

جب حکیم عبدالسلام پہنچے تو سب لوگ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۲۲۰، سطر ۱۱۳)

شراب پیو

آپ نے فرمایا کہ (نماز) بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۲۱۳، سطر ۶)

دوست کے لیے داڑھی کے صفایا کی نیت

جب منشی ممتاز علی کا مطبع میرٹھ میں تھا، اس زمانہ میں ان کے مطبع میں مولانا نوٹوی بھی ملازم تھے اور ایک حافظ جی بھی نوکرتھے۔ ایک مرتبہ جمعہ کا دن تھا۔ حسب معمول مولانا نے حافظ جی کو نہلایا اور حافظ جی نے مولانا کو جب نہا چکے تو مولانا نے فرمایا کہ حافظ جی اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارا رنگ اور ہوا اور میرا رنگ اور غم اپنے کپڑے لاؤ میں بھی وہی کپڑے پہنوں گا اور میری یہ داڑھی موجود ہے اس کو بھی چڑھا دو۔ (یعنی مونڈ دو)

(ملخصاً ارواحِ ثلاثہ ص ۲۳۶)

دیوبندی بزرگوں کو یہ سجدہ کرنا جائز ہے

بعض صوفیہ سجدہ تعظیمی کے جواز کے قائل ہیں۔

(افاضات ایومیہ، تھانوی ج ۲ ص ۴۳، سطر ۱)

غیر اللہ کو سجدہ عشق میں کوئی ضابطہ نہیں ہے

انہوں نے بہت ہی اچھا جواب دیا کہ اس کو نہ پوچھو۔ اس وقت تو شاید سجدہ میں گر جاؤں، مگر کیا سجدے میں گر جانا جائز

ہو جائے گا۔ یہ عشق کے کرتبے ہیں۔ یہاں پر ضابطے سے کام نہیں چلتا۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۴۳، سطر ۱)

اگر سجدہ بزرگ کی طرف ہو اور نیت خدا کی ہو تو حرج نہیں

مگر ہے مسجود حق تعالیٰ ہوں اور وہ بزرگ جہت سجدہ ہو جیسے سجدہ الی الکعبہ میں مسجود حضرت حق ہیں اور کعبہ جہت سجدہ ہے۔

(بوادر النوار ج ۱ ص ۱۲۸، سطر ۱۴)

کسی بزرگ کو سجدہ کرنے والے کو برا نہ جانو

نفسِ لایلام علیہم۔۔۔۔۔ سجدہ کرنے والے پر بھی بوجہ لغزش کے ملامت نہ کریں گے اور معذور سمجھیں گے۔

(بوادر النوار ص ۱۳۶، سطر ۱۱ ص ۱۳۷، سطر ۱۴)

نوٹ:۔ اگر کوئی مسلمان کسی ولی بزرگ کے مزار شریف کو بوسہ بھی دے نیٹھے تو دیوبندی مکفرین فوراً اس پر کفر کی

ڈگری دے دیا کرتے ہیں کہ دیکھو اس نے سجدہ کیا ہے۔ یہ مشرک ہو گیا۔ کافر ہو گیا وغیرہ وغیرہ، مگر اب تو دیوبندیوں کا بول بھی کھل گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک بزرگوں کو جہت سجدہ بنا کر ان کی طرف سجدہ کرنا جائز ہے اور پھر اگر کوئی شخص کسی دیوبندی مولوی کو سجدہ کر رہا ہو تو اسے ہرگز ملامت و طعن نہ کرو۔ بلکہ تھانوی صاحب نے تو سارا زور لگا کر سجدے کو جائز کرنے کی کوشش کی ہے۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کو تو مشرک کہتے پھرتے ہیں مگر کیا تھانوی صاحب مشرک بلکہ پیشوائے مشرکین نہ ٹھہرے۔ خیر یہ تو دیوبندیت کا ادنیٰ کرشمہ ہے مگر سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو حنفی ظاہر کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ اب سجدہ تعظیمی کے متعلق فقہ اخلاف کا فیصلہ بھی دیکھ لیجئے۔ درمختار میں ہے کہ

وان علی وجه التحیة لا وصار اثمًا مرتکبا للکبیرۃ۔

اگر سجدہ تعظیمی کیا تو کافرتو نہیں۔ مگر سخت کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔

(درمختار) فتاویٰ شامی ج ۲، ۲۵۴، سطر ۲

اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ تعظیمی غیر اللہ کے لیے سخت حرام ہے یہی ہمارے علمائے اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے، مگر دیوبندیوں کے نزدیک اس فعل پر ملامت ہی نہیں ہوتی۔ تو معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک یہ فعل قابل ملامت ہی نہیں۔ یعنی ہر طرح جائز ہے۔ شاید دیوبندی اپنے مولویوں کو پرانیویٹ سجدہ کرتے ہوں گے یہ ہے دیوبندیت کا خلاصہ کہ سجدے کریں خود اور جھوٹا الزام لگائیں علمائے حق پر۔ حالانکہ تمام علمائے اہلسنت و جماعت اس سجدے کو حرام سمجھتے ہیں۔ دیکھو حوالہ جات اسی کتاب کی بحث (دیوبندی علماء کی عالم اسلام پر کفر بازی)

اوقاف میں حکومت مداخلت نہیں کر سکتی | مطلب ان کا یہ تھا کہ متولیوں کی بدعنوانیوں کے سبب ایسا قانون بنانا چاہتے ہیں کہ اوقاف کا حساب کتاب گورنمنٹ

لیا کرے۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ میں نے اس کی بالکل مخالفت کی کہ گورنمنٹ کو اس میں مداخلت کرنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ دیانات محضہ میں سے ہے۔ جیسے نماز روزہ اپس جس طرح اس میں دخیل ہونا گورنمنٹ کو جائز نہیں، اسی طرح اس میں بھی جائز نہیں۔ الخ۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۴۳، سطر ۴ ج ۵ ص ۶۳، سطر ۱۱)

نوٹ ہے:- آج کل جہاں بھی حکومت اوقاف بل پاس کر کے اوقاف پر قبضہ کیا ہوا ہے یہ سب دیوبندی مولویوں کی سازش کا نتیجہ ہے خصوصاً اوقاف سٹیٹ بہاول پور کے محکمہ اوقاف میں ایک چٹراسی سے لے کر ناظم تک سب دیوبندی مولوی صاحبان کی مطلق العنانی ہے کہ سنی علماء کو کچلنے کی سازش اور دیوبندیت کو ترقی دینے میں مصروف کار ہیں اور بزرگان دین کے مزارات و مساجد کی ندیں وغیرہ کھا کر ندیں و چنڈے دینے والوں

کے عقائد کو بدعت و شرک و کفر بتانے کی تبلیغ شروع ہے۔ مگر ہم یہ پوچھتے ہیں، کہ ان کے مخالفوں صاحب کے فتوے کے مطابق یہ دیوبندی مولوی جائز مال کھا رہے ہیں یا ناجائز؟ قطع نظر اس کے کہ اس مسئلہ میں سنی علما کا مسلک کیا ہے۔ یہاں صرف دیوبندیوں کے قول و عمل میں اختلاف دکھانا مقصود ہے۔

صوفیہ کے صفحہ
حاجہ محمد رفیع صاحب و نفیثہ صاحبہ

سید

باب ہفتم

باب ہفتم

خلافت دیوبندیہ یعنی ان کے مختلف فتوے

۴۲۰ ————— یا ————— ہیر پھیر

دیوبندی مولویوں کا نہ کوئی مذہب ہے نہ کوئی اصول۔ بس ان کا اصول ہے ”پیٹ“ ان کی شکل و صورت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی جیلے مانس اور فرشتے قسم کے لوگ ہیں مگر ان کے قریب ہو کر لباس زور کا ٹھوڑا سا ہی پڑہ اٹھایا جائے تو وجل و فریب کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جس قسم کا ماحول دیکھتے ہیں، اسی قسم کی گفتگو اسی طرز کا فتوے دے کر اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ گویا ابن الوقتی میں نظیر نہیں رکھتے۔ اب ہم آپ کے سامنے اس فرقہ کے متضاد خیالات و فتوے جات کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:-

(۱) مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر فرمایا ہے۔

وہابی غیر مقلد خبیث ہیں

(اشاب اثاق ص ۶۸)

(۲) اس طرح نہ اکرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یعنی باپ اعتقاد کہ آپ کو ہر مادی کی ندا کی خبر ہو جاتی ہے۔ نا جائز ہے وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے۔

(اشاب اثاق ص ۶۹)

(۳) ہمارے نزدیک ان (غیر مقلد وہابیوں) کا وہی حکم ہے جو صاحب رنجناہ نے فرمایا ہے۔ اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی۔ الخ۔

(المہند ص ۶۹)

(۱) عرب میں بھی وہاں کی مذہبی و سماجی خرابیوں کی بنا پر تجدید اصلاح دین کی تحریک شروع ہوئی جس کے قائد شیخ محمد بن عبدالوہاب تھے۔

وہابی غیر مقلد اچھے ہیں

(آئینہ صداقت مولوی روحی دیوبندی ص ۲۷)

(۲) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقاید عمدہ تھے۔

(مقتادی رشیدیہ حصہ ۱ ص ۱۱۱)

نوٹ ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جب دیوبندیوں کو خطرہ ہوا کہ ہمیں لوگ وہابی نہ کہنے لگ جائیں تو وہابیوں کو جیٹ اور خارجی لکھ دیا۔ مگر جب خونِ نجدیت نے جوش مارا تو ان کو مصلح اور عمدہ لکھ کر راضی کر لیا۔ یہ ہے ان کا لقیہ جس میں یہ لوگ ضرب المثل ہیں اور دیکھیے۔

زندہ پیر کے ہاتھ کو بوسہ دے (الی قولہ) اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہے۔

(جواہر القرآن غلام خان ص ۶۱)

پیر کے ہاتھ چومنا جائز

(۱) تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوتے اور دست بوسی کر کے مسند صدر پر بٹھا دیا۔

(امداد الملتق تھانوی ص ۱۱۴)

پیر کے ہاتھ چومنا جائز

(۱) کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پابوسی۔

(امداد الملتق ص ۱۱۴)

بزرگ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنا جائز
زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے یا اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے تو یہ سب کام اس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہے۔

(جواہر القرآن مذکور ص ۶۱)

بزرگ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنا عمدہ مذہب کا کام ہے
بیچارے بہت ہی مہذب آدمی تھے۔ دوزانو ہو کر سامنے بیٹھ گئے۔

(افاضات الیومیہ اشرف علی ز ۲ ص ۵۶۱)

قاسمی یا رشیدی کہلانا بدعت ہے
دوسری بدعت جو اس سے کم درجہ کی ہے یہ نکلی ہے کہ اپنے نام کے ساتھ امدادی یا قاسمی یا رشیدی لکھتے ہیں۔

(العید والوعید تھانوی مندرجہ نظام شریعت ص ۱۴۴)

دیوبندی مولوی قاسمی وغیرہ کہلاتے ہیں
قاسمی، اشرفی، محمودی وغیرہ عام دیوبندیوں کے لقب مقرر ہوئے ہیں۔

غلاف کعبہ کی نمائش بدعت ہے
یہ ایک ایسی بدعت ہے جس سے مختلف راستے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

(رسالہ خدام الدین لاہور احمد علی دیوبندی ص ۱۴، ۲۹، ۳۰)

یہ نمائش بدعت نہیں

اپنی سمجھ میں تو نہیں آیا کہ یہ مبارک ہنگامہ بدعت کیسے ہو گیا۔

(مضمون مولوی عامر عثمانی دیوبندی مندرجہ ذیل ایشیا لاہور ۳۱ مئی ۱۹۶۳ء)

کچھ موجدین اس بات پر حیرانچاپا ہیں کہ لوگوں نے غلاف کعبہ کے ٹکڑوں کو چوما۔

بوسہ دینا ناجائز ہے

(ایشیا لاہور ص ۳۱، مئی ۱۹۶۳ء)

گزارش یہ ہے کہ آپ کیاججر اسود کو نہیں چومتے۔ آپ کیا بچوں کو بوسہ نہیں دیتے

بوسہ دینا جائز ہے

بوسہ جذباتِ عبودیت کی نہیں محبت اور دلی لگاؤ کی نمود ہے۔ قبروں کو یا انسانی قدموں کو بوسہ دینا اس لیے ناجائز ہے کہ اس سے رکوع و سجود کی شکل و کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس میں بھی استثناء ہے ایک بیاباں بابائے پیردار ہے۔ یکایک اس پر محبت اور والدین کی احسان شناسی کا جذبہ طاری ہوتا ہے اور وہ فرطِ تعلق میں بے ساختہ ان کے پرچوم لیتا ہے۔ ان پر ذخار ملنے لگتا ہے، اسے بدعت و معصیت کون نادان کہے گا۔ ثابت ہوا کہ بوسہ بجائے خود ممنوع نہیں۔ یہ محل اور سیاق و سباق کے فرق سے جائز اور حرام ہوتا ہے۔ تو بتاؤ اس کپڑے کو چومنا، آنکھوں سے لگانا دلی میں بسانا کیوں بدعت ہوا۔

(مضمون عامر عثمانی دیوبندی مندرجہ ذیل ایشیا لاہور ص ۱۷-۲۱ مئی ۱۹۶۳ء)

نوٹ ہے۔ دیکھا آپ نے کہ اگر کوئی سنی کسی دلی کی قبر کو چومے یا مرشد کے ہاتھ چومے تو یہ فقیہان بے لگام کس تیزی سے اس پر شرک و بدعت کے فتوے لگایا کرتے ہیں مگر چونکہ نمائش غلاف کعبہ اور اس کی بوسہ بازی میں خود شریک تھے اس لیے اب قبروں اور قدموں کو چومنا وغیرہ سب حرمت سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔

کسی شئی کی عزت اور اس کو چومنے کے لیے صرف نسبت ہی کافی ہے

محبت کے اظہار کا طریقہ اگر شریعت سے منقاد نہ ہو تو پھر اسے منطق کے ترازو میں تولنا بے دانشی ہو گا۔ ہم نے تو پھلوں سے بھی سنا ہے کہ مجنوں کو لیلیٰ کا کتا بھی عزیز تھا۔ جذبے عقلی استدلال کی پیداوار نہیں ہوا کرتے۔ محبوب کی ذات سے کسی شے کو فقط نسبت ہی بڑی کارگر شے ہے۔

(ایشیا لاہور ص ۱۷)

نبیوں کیلئے علم غیب ماننا شرک

(۱) خدا تعالیٰ کے سوا کسی پر فقیر بنی دلائی اور جن کے لیے غیب ثابت کرنا شرک فی العلم ہے۔

(جوامع القرآن غلام خان ص ۷۷)

(۲) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(تفہیم الایمان اسماعیل دہلوی ص ۲۱)

نبیوں کے لیے علم غیب کا اقرار

(۱) علم غیب تنہا ہی اور بواسطہ ممکن کے لیے ممکن الثبوت اور ثابت ہے۔

(بوادر النواذر ص ۴۴)

(۲) اللہ تعالیٰ نے علوم معیہ میں سے بعض مخلوق کو بعض علوم عطا فرمائے۔

(بوادر النواذر ص۔)

(۳) بعض جزئیات کا عطا ہونا مختلف فیہ ہے مثلاً قیامت کا علم الی قولہ، مگر یہ خلاف حدیث سے نہیں جھٹکتا۔

(بوادر النواذر ص ۴۵)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کا انکار

(۱) اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہیں تو خدا کا نور کسے ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا جزو بن گئے اور حضور میں خدائی آگئی۔ یہ عقیدہ مسایوں کے عقیدہ کے مشابہ ہے۔

(عام کتب دیوبندی دفتر تعلیم القرآن راولپنڈی)

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور خدا اور شہادت کا عقیدہ رکھنے والے مسلمان مشرک ہیں۔

(غیر منظر اخبار الاعتصام، ۱۰ اگست، ۱۹۲۳ء)

دیوبندیوں دہائیوں کا مادر بن مبلغ شورش کش کا شمیری حضرت میاں شیر محمد صاحب شریقیوری علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر کے لکھتا ہے کہ میاں صاحب نے

دیوبندی میں چار نوری وجود

فرمایا دیوبندی میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں ایک مولوی انور شاہ (کا شمیری ہیں)

(چٹان لاہور ص ۱۹ - مورقہ ۱۲)

مودودی جماعت کے سابق ذمہ دار رکن دہائیوں کے

مسیح فاطمہ جناح اور مولوی احمد علی نور خدا ہیں

اسلامی سب سے زیادہ مضمر جماعت ہے۔۔۔ دوسری طرف یہ حال ہے کہ ملتان میں اس جماعت کے قیام نے

مس فاطمہ جناح کو نور خدا سے تشبیہ دی ہے

(روزنامہ مشرق لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۲۳ء)

(۲) یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ قطب الاقطاب جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا احمد علی صاحب

رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور تھے

مرد حق کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

عارفِ رومی فرماتے ہیں :-

نورِ حق ظاہر ہو اندر دلی
نیک ہیں باشی اگر دلی

اگر تو صاحبِ بصیرت ہے تو اچھی طرح دیکھ لے کہ اللہ کا نور دلی اللہ (مولوی احمد علی) میں چمکتا ہے۔

(خدا م الدین ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء)

(۱) مولوی احمد علی لاہوری کے مرنے کے بعد ان کا ایک مہر لکھتا ہے :
”اس گنہگار آنکھ نے دو مرتبہ شرفِ زیارتِ حاسل کی۔ کیا عرض کروں پیرے پر نور بوس تھا۔ پنجابی شہرے

جہڑا نورِ پیشانی دتہ چمکدا سی
اد سے نور دے دتہ سما گئے نے

(ندام الدین شیخ التفسیر نمبر ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء)

جس شخص کے لیے کوئی معجزہ نہ ہو اس کو پیغمبر نہ سمجھنا یہ عادتیں یہود
اور نصاریٰ اور مجوس اور منافقوں اور اگلے مشرکوں کی ہیں۔

پیغمبر کے لیے معجزہ ضروری نہیں

(تقویت الایمان ص ۱۶-۱۷ از مولوی اسماعیل دہلوی)

امیر شریعت (عطاء اللہ بخاری) کی معجزانہ خطابت کی تاثیرِ جلالتِ جبرأتِ دینی کی
حق گوئی و سحر بیانی ضرب المثل بھتی۔

عطاء اللہ بخاری کا معجزہ

(خدا م الدین لاہور ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء ص ۱۰)

جو شخص صحابہ کرام میں سے تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔۔۔
وہ اپنے اس کبیرہ گناہ کی وجہ سے سنیت و جماعت سے

صحابہ کی توہین کرنے والا اہلسنت سے خارج نہیں

خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱۷ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

علماء کی توہین کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امرِ علم اور
دین کے ہو۔

علماء کی توہین کرنے والا کافر

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۶)

محرم میں سبیل لگانا شربت و دھپلانا حرام | محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا دودھ وغیرہ پلانا سب نادرست اور تشبہ و افتان

کی وجہ سے حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۱- از مولوی رشید احمد گنگوہی)

بند و ذل کی ہولی دیوالی کی کیسیں اور پوری کھانا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۰۱)
مرثیہ شہداء کر بلا کا جلا دینا ضروری ہے | مرثیہ شہداء کر بلا کا جلا دینا یا دفن کر دینا ضروری ہے
(فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوئم ص ۱۰۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ جائز | دیوبندیوں کے شیخ المند محمود الحسن دیوبندی نے اپنے آقائے
نعت مولوی رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر ایک کتابچہ بنام
مرثیہ گنگوہی شائع کیا ہوا ہے جو پاک و ہند کے ہر دیوبندی و ہابی کتب خانہ سے مل سکتا ہے جس میں نوحہ و ماتم کا ایک
مصرعہ یہ ہے۔ جہاں تھا خندہ و شادی وہاں ہے نوحہ و ماتم

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دینے والا کافر | زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا، اس کے سامنے دوزانو
بیٹھ گئے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت کے ہوں گے جو
اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ (جواہر القرآن ص ۶۱)
جو ان کو کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ (جواہر القرآن)

مولوی احمد علی لاہوری کے ہاتھ چومنا جائز | شاہ جی عطاء اللہ شاہ بخاری کا اپنا یہ حال تھا کہ حضرت
(احمد علی لاہوری) کو گھٹنوں بناتے رہتے طرح طرح کی
باتوں سے حضرت علیہ الرحمۃ کا دل بہلاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ فرط عقیدت سے کبھی حضرت (مولوی احمد علی لاہوری) کے ہاتھوں
کو بوسہ دے دیتے کبھی حضرت کی داڑھی چومنے لگتے۔

(خدام الدین لاہوری ص ۱۸، ستمبر ۱۹۶۲ء)

تعظیم دین دار (دیوبندی مولویوں کے لیے کھڑا ہونا درست ہے
ہاتھ پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۱۴- از مولوی رشید احمد گنگوہی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر بننے والے کافر و مشرک | نبی کو جو حاضر ناظر کہے بلا شک شرع اس کو
کافر کہے۔ (جواہر القرآن ص ۶)

جوانہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (جو اہل قرآن ص ۷۷)

ترجمہ فارسی یعنی مرید اس بات کو یقین جانے کہ شیخ (دیوبندی پیر) کی روح ایک جگہ مقید نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہو

دیوبندی وہابی شیخ اور مولوی حاضر ناظر

قرب ہو۔ خواہ دور رہے اگرچہ پیر کے جسم سے دور رہے لیکن پیر کی روحانیت سے دور نہیں تو جب اس بات کو محکم جانے اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور رابطہ قلب پیدا ہو جائے اور ہر دم فائدہ حاصل کرتا رہے اور جب مرید کسی مشکل کشائی میں پیر کا محتاج ہو تو شیخ کو دل میں حاضر جان کر زبان حال سے سوال کرے تو خدا کے حکم سے یقیناً پیر کی روح اُسے التفکر سے گی۔

(امداد سلوک ص ۱۰ از مولوی رشید احمد گنگوہی رسالہ اشباح الثاقب - ص ۷۷ از مولوی حسین احمد کانگڑی صدر مدرس دیوبند)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ مشرکانہ ہے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ نصوص صریحہ شریعہ کے خلاف اور مشرکانہ عقیدہ ہے۔۔۔ اس گمراہانہ عقیدہ کو اسلامی تعلیمات سے اسی قدر بعد ہے جس قدر بت پرستی اور عقیدہ تثلیث کو اسلام اور عقیدہ توحید سے۔

(رسالہ حاضر و ناظر ص ۲ از مولوی منظور احمد نعمانی سبھل مدیر الفرقان لکھنؤ)

ابلیس لعین اور مولوی سید احمد رائے بریلی حاضر ناظر ہیں

ابو یزید سے پوچھا گیا ہے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی کمال کی چیز نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے۔ (حفظ الایمان ص ۹ - از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی)

یہ ہیں مولوی سید احمد رائے بریلی مولوی اسماعیل دہلوی صاحب تقویت الایمان کے پیر و مرشد و آقا نے نعمت چنانچہ ان کا ایک واقعہ کا بر دیوبند کی مستند کتب میں مذکور ہے۔ ایک مال دار مسلمان (دیوبندی وہابی) دائم الخمر (شربابی) نے آپ (سید احمد) کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت میں شراب نوشی کا عادی ہوں کہ اس کے بغیر ایک لحظہ بھی جی نہیں سکتا اور تمام منہیات شرعی سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ نے فرمایا اچھا ہمارے ماننے شراب نہ پیا کرو۔ اس کے بعد وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ ایک روز شراب کے نشہ نے زور کیا۔ نوکر سے شراب منگی وہ پیالہ میں ڈال کر شراب لے آیا۔ جو وہی پیالہ منہ کے نزدیک لے گیا۔ دیکھا کہ دانتوں میں انگلی دبائے

ہوئے (مولوی سید احمد دہانی) سامنے کھڑے ہیں۔ فوراً پیالہ ہاتھ سے پھینک کر توبہ توبہ کر کے کھڑا ہو گیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھ کو دم ہو گیا تھا۔ پھر نوکر کو حکم دیا وہ شراب پیالہ بھر کر لایا اور اس نے پینے کے لیے منہ کے قریب کیا مگر پھر سید صاحب کو حاضر اور موجود پایا۔ پھر پیالہ پھینک کر حضرت حضرت کے آپ کی طرف دوڑا۔ پھر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں۔ پھر کوٹھڑی میں گھس کر کل درد ازلوں کو مغفل کر دیا کہ شراب طلب کی منہ کے قریب پیالہ جانے کے ساتھ ہی (مولوی سید احمد دہانی) کو سامنے کھڑا دیکھا۔ تب پیالہ پھینک دیا۔ سید صاحب کو ڈھونڈا تو کچھ پستہ نہ چلا۔ آخر لاچار ہو کر بیت الخلاء پاخانہ گاہ میں شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت (مولوی سید احمد کو) حاضر (سامنے) کھڑا دیکھا۔ اس وقت اس نے شراب سے بھی توبہ کی۔

(سوانح احمدی ص ۵۲ مؤلف محمد جعفر تھانی سری دہالی)

حضور علیہ السلام کا علم زمین کو محیط نہیں یہ شرک ہے

ایسا سل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا ماں دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافت نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

(براہین قاطعہ از مولوی جلیل احمد انیسٹوی مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۵۲)

شیطان اور ملک الموت کا علم زمین کو محیط ہے، یہ شرک نہیں

شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ ص ۵۲۔ از مولوی جلیل احمد انیسٹوی و مولوی رشید احمد گنگوہی)

حضور علیہ السلام کو قبلہ و کعبہ لکھنا مکروہ تحریمی اور منع ہے

سوال: قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کو نہیں یا قبلہ دینی و کعبہ دنیوی۔۔۔ یا مثل ان الفاظ کے القاب و آداب کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں۔ حرام ہے یا غیر حرام۔ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔

الجواب: ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں قولہ علیہ السلام لا تقطرونی (الحدیث) رواہ البخاری و مسلم جب زیادہ نشان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے مخصوص ہو جائے تو کسی دوسرے کے واسطے

کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

(رشید احمد گنگوہی - فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۱)

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھے
میرے قبلہ میرے کچھ تھے حقانی سے حقانی

مولوی رشید احمد گنگوہی کو قبلہ و کعبہ لکھنا جائز ہے

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۳ - از مولوی محمود الحسن دیوبندی دہلی)

ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی دایمانی

(مرثیہ از مرثیہ گنگوہی)

مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت
پری کی یہ شان نہیں ہے جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے سودہ مشرک ہو جائے خواہ
یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت

انبیاء اولیاء کو مشکل کشا
کہنے والے کافر و مشرک ہیں

بخشتی ہے۔ ہر طرح شرک ہے۔

(تقویت الایمان ص ۱۰ - از مولوی اسماعیل دہلوی)

• کوئی (نبی دلی) کسی کے لیے حاجت رور اور مشکل کشا و دستگیری کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایسے غفاید والے لوگ یکے
کافر ہیں۔ اُن کا کوئی نکاح نہیں۔۔۔۔۔ جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی دیسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن ص ۱۴ ملخصاً)

مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی احمد علی لاہوری مولوی عطاء اللہ بخاری حاجت
اور مشکل کشا ہیں

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں عیار ب

گیا وہ قبلہ حاجات جسمانی و روحانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۰ - از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

(۲) حضرت احمد علی لاہوری کا وجود اس شعر کا واضح مصداق ہے۔

اے نقائے نو جواب ہر سوال

مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

آپ (مولوی احمد علی لاہوری) کا دیدار ہر سوال کا جواب ہے اور آپ سے مشکل فوراً حل ہو جاتی ہے۔

(۳) مشہور حراری لیسٹر عطاء اللہ بخاری کے انتقال کے بعد لائل پور کے ایک غیر مقلد اہل حدیث اخبار المنبر کی ایک نظم کا مرتبہ ملاحظہ فرمائیے۔

روح ابوالکلام کا آئینہ دار فکر
چشم و چراغ محفل مشکینہ و گیب

(اخبار المنبر لائل پور ۶ ستمبر مطابق ۲۵ ربیع الاول شریف)

حضور علیہ السلام مرکز مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر کے لکھا کہ "میں بھی ایک روز مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں۔"

(تقویت الایمان ص ۹۶ از مولوی اسماعیل دہلوی)

دیوبندی وہابی مولوی مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں | کیا ایسے لوگ حقیقت میں مرجع تھے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔۔۔ سید احمد بریلوی شاہ اسماعیل شہید حجۃ الاسلام

محمد قاسم نانوتوی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی۔ شیخ الہند محمود الحسن۔ شیخ الاسلام حسین احمد مدنی اور امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری جیسی شخصیتیں مرجع تھیں؟ فنا ہو گئی ہیں؟ مٹ چکی ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہے جس طرح یہ لوگ زندہ ہیں اور یقیناً زندہ ہیں اس طرح اس قافلہ کے آخری سالار شیخ التفسیر مولانا احمد علی بھی زندہ جاوید ہیں۔

(خدام الدین لاہور۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء)

بنی ولی کو علم نہیں قبر و حشر میں کیا ہوگا | جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت (حشر) اس کی حقیقت کسی کو نہیں معلوم نہ بنی کو ولی کو نہ اپنا مال معلوم دوسروں کا

(تقویت الایمان ص ۳۲ از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

(۲) میں (حضور علیہ السلام) نہیں جانتا میرے اور آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

(براہین قاطعہ ص ۵۲ از خلیل احمد امیٹوی)

(۲) خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ لا ادری ما یفعل فی ولا بکم

مولوی احمد علی لاہوری کو قبر و حشر و آخرت کا حال معلوم ہے | میں (مولوی احمد علی) نے اللہ والوں (علماء دیوبند) کی صحبت میں چالیس سال رہ کر باطن کی آنکھیں حاصل

(خدام الدین، جولائی ۱۹۶۱ء ص ۱)

کی ہیں۔

(۲) بزرگوں (دیوبندی وہابی مولویوں) کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کی نگاہ فیض کے اثر سے کچھ اللہ اتنی توفیق میسر آگئی ہے کہ اب یہ مجھ پر بھی منکشف ہو جاتا ہے کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔ (خدام الدین لاہور ۲۳ اگست ۱۹۶۱ء)

قبر سے گفتگو | حضرت والا جاہ (مولوی احمد علی) اپنے مغموم دل سے (اپنے) بچوں میں سے بعض کی قبور پر تشریف لے گئے اور حالت کشف میں جو گفتگو ہوئی اس کو اماں جان (اپنی بیوی) سے آکر پیش کرتے رہے۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

خالی قبر | ایک دفعہ حضرت لاہوری نے ایک روضہ کو دیکھ کر فرمایا قبر کے اندر تو کچھ بھی نہیں چنانچہ بزرگوں سے معلوم ہوا اس قبر کی لاش کو عقیدت نہ نکال کر لائل پور لے گئے تھے۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

دلی اللہ کی خوشبو | کشف القبور کا آپ کو علم تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں شاہی قلعہ (لاہور) کی غزنی دیوار کے پس کسی دلی اللہ کو مدفون پاتا ہوں اور مجھے اس کی خوشبو آتی ہے۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

سید احمد کی قبر | علامہ افغانی نے دریافت فرمایا۔ حضرت کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جویشج اور مرشد ہیں کی قبر براہ نور مولانا (اسماعیل شہید) کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت (احمد علی) نے فرمایا۔ ہاں یہ واقعہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں سید احمد شہید نہیں ہوں۔ میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا (اسماعیل) شہید کا مرشد نہیں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۴۴)

بیداری میں زیارت | واقعی حضرت شیخ انیسیر (مولوی احمد علی و ہابی دیوبندی) کا علم کشف القبور پر اکمل تھا۔ حضرت کا کمال تھا کہ بیداری میں ہی احقر کو ان کے قلعہ لاہور والے مرحوم بزرگوں کی زیارت کرا دی اور دمنٹ میں ہی حضرت کی کرامت سے مجھے بہت کچھ حاصل ہو گیا۔ جو جادہ صد سالہ سے بھی نہیں ملتا۔

(خدام الدین ۱۵ مارچ ۱۹۶۲ء)

آفت کا حال | ایک محترمہ جس کے دو بیٹے فوت ہو گئے تھے کے حوالے سے فرمایا۔ ایک اچھی حالت میں ہے اور دوسرے کی حالت دگرگوں ہے۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

سیدھا جہنم میں | ایک شخص نے عرض کیا۔ حضرت میرا بیٹا لاہور سے بی اے کر کے لندن گیا وہاں سے واپس آیا تو بیمار ہو گیا۔ حضرت اس کا خاتمہ کیا ہوا۔ مولانا احمد علی (دیوبندی و ہابی) نے

انہیں بند کیں۔۔۔ اور کھول کر فرمایا سیدھا جہنم میں۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۳۳)

عید میلاد النبی اور گیارہویں شریف کا تبرک حرام و کفر

یہ تعینات اربع الاول میں کوئٹہ اور عشرہ محرم میں کھچڑا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور گیارہویں اور توشہ اور سی منی بوعلی قلندر اور خضر علیہ السلام کے نام کا چاہ پر لے جانا بدعت ضالیہ ہیں۔ اگر نیت ایصالِ ثواب کی ہے تو طعم مباح اور صدقہ ہے اور جو بنام ان اکابر کے ہے تو داخل مابل بہ بغیر اللہ میں ہے اور حرام ہے اور ایسے عقاید فاسدہ موجب کفر کے ہیں اور ان الفاظ کو کفر ہی کہنا چاہیے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۸۔ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

ہولی دیوالی کی کھیلیں پوری اور بکرے کے کپورے اور کوٹا کھانا ثواب

بند و تنوار ہولی دیوالی کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں اُن کا لینا اور کھانا درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۸۔ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

(۲) گاؤں کی ادھیری اور بکرے کے کپورے کھانے درست ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۷۰ مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد)

(۳) جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو ثواب ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۳۔ از مولوی گنگوہی)

”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ (تقویت الایمان ص ۶۵)

(۱) جس کا نام محمد یا علی ہے کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویت الایمان ص ۷۴)

(۲) یوں کہنا کہ خدا رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جاوے گا۔ شرک ہے۔

(مبشری زیور اول ص ۵۵۔ از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی رشید احمد نے مردوں کو زندہ
کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا

مولوی محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو چیلنج کرتے ہیں
مردوں کو زندہ زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مرتعم

مولوی حسین احمد کانگریسی کی
روحانی طاقت اور اختیارات

مولوی محمد ابباس کاندھلوی دیوبندی نے ایک مرتبہ عالم جذب میں فرمایا۔۔۔
لوگوں نے مولانا حسین احمد کو سچا نہیں۔ خدا کی قسم ان کی روحانی طاقت اس قدر
بڑھی ہوئی ہے اگر وہ اس طاقت سے کام لے کر انگریزوں کو ہندوستان سے

نکالنا چاہتے تو نکال سکتے تھے۔

(رسالہ الصدیق جمادی الثانی ورجب المرجب، ۱۳۱۷ھ ص ۴۰)

رسول پاک، امام حسین، مجدد الف ثانی کی قبور پر گنبد عرام ہیں

(انبیاء اولیاء کی) قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا جائز و حرام ہے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔
رفاوی دارالعلوم دیوبند ص ۴۱ ج ۱۔ از مولوی عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند
قبور مقبرہ عمارت بنانا حرام ہے کسی ہی کی قبر ہو۔

(تقویت الایمان مع تذکیر الاخوان)

مند بنوانا اور اس میں سنگ مرمر کی مورتی مہیا کرنا حرام

ہندوستان کے ایک نام نہاد مسلمان (دیوبندی) فضل الرحمن سیٹھ بٹری والے نے لکشمی نرائن مندر کی تعمیر میں
بیس ہزار (۲۰۰۰) روپیہ دیا۔ اس کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے گیارہ سو روپے بطور ہدیہ مسرت اور دیے مندر کے موجودہ
کمرتن ہال میں بجلی بھی (دیوبندی) سیٹھ صاحب نے اپنے خرچ سے لگائی اور مندر کا سنگ بنیاد رکھتے وقت یہ
اعلان بھی کیا کہ مندر کے لیے شری لکشمی نرائن کی سنگ مرمر کی مورتی (بت) بھی ڈھائی ہزار کی رقم سے اپنے خرچ پر مہیا
کروں گا۔
(ماہنامہ تجلی دیوبند، اکتوبر ۱۹۵۷ء (نوائے وقت ۱۱ ستمبر ۱۹۵۷ء))

دیوبندی جمعیتہ العلماء ہند کی خالص شرک نوازی

ماہنامہ تجلی دیوبند رقمطراز ہے کہ (فضل الرحمن) کی بات اگر یہیں تک رہ جاتی تو ملا کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ لیکن
دلچسپی کا باعث وہ مختصر تبصرہ ہے جو علمائے حقہ (دیوبند) کے واحد سرکاری آرگن اور ترجمان الجمعیتہ (ہند) نے اس پر

فرمایا ہے کہ ہمیں اس خبر سے یہ دکنا ہے کہ ۳۶ کروڑ کی آبادی میں مذہبی رواداری کی مثال قائم کرنے کی توفیق بھی صرف مسلمان ہی کو حاصل ہے۔ یہ سچو سچ ہے۔ یہ وسیع انصافی اور یہ رواداری سوائے مسلمان کے آپ کو کہاں نظر آسکتی ہے۔
(المجیدۃ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۷ء)

نعرہ رسالت یا رسول اللہ عقیدہ غیب کے ساتھ پکارنا کفر ہے

..... یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اور یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں، بسبب علم غیب کے تو وہ خود کفر ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۶)

نعرہ گاندھی کی بجائے محمود الحسن کی بجائے جانے
جس وقت حضرت مولانا محمود الحسن (دیوبندی) کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور اس کے بعد انعرہ رسالت نہیں م
گاندھی جی کی جے، مولوی محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔

(انفاذات ایومیہ مٹھانوی ص ۶۵۵)

بزرگان دین کا عرس جس میں کوئی خلاف شرع نہ ہو تو بھی بدعت ہے

(۱) یہ (عرس دیگرہ) امر بھی بدعت و ضلال و گناہ سے خالی نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۹۔ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

(۲) مولود شریف اور عرس جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔۔۔۔۔ اس زمانہ میں درست نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۵)

(۳) جس عرس میں صرف قرآن پڑھا جاوے اس میں شریک ہونا بھی نادرست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۷)

ادکارہ کے اس میلہ (عرس) میں مشہور احراری لیڈر ماسٹر تاج الدین انصاری
شیخ حسام الدین اور شورش کا شمیری شرکت فرما رہے ہیں۔

(نوائے وقت لاہور ۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء)

امیر شریعت (عطا اللہ بخاری کی
یاد میں میلہ (عرس) جائز

نوٹ ہے۔ عطا اللہ بخاری صاحب کا عرس ہر سال لاہور و ملتان اور لائل پور میں بیادگار امیر شریعت کے
لیبل سے ہر سال احراری دیوبندی کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا مثل اور نظیر ممکن ہے آپ ہم جیسے بشر ہیں۔

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن اور ستر شتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔
(تقویت الایمان ص ۱۰۔ از مولوی اسماعیل دہلوی)
(۲) حضور علیہ السلام کا نظیر ممکن ہے۔

(برایں قاطعہ ص ۳۔ از مولوی خلیل احمد دیوبندی)

(۳) جو شخص حضور علیہ السلام کو ایک مرتبہ اپنے جیب بھر کتا ہے اس کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

(اخبار پاکستانی۔ لائل پور)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی حسین احمد کانگریسی بے مثل ہیں

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر مولوی محمود الحسن دیوبندی نے لکھا۔

دلوں کو جھانکتے ہیں اپنے اور سب مسکاتے ہیں

کہا جب میں نے مولانا رشید احمد بھٹے لاٹانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۶)

(۲) حضرت (مولوی احمد علی لاہوری) نے فرمایا۔ میں ایسے ہی نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت کتا ہوں کہ روئے زمین پر حضرت

(حسین احمد) مدنی قدس سرہ جیسی کوئی جامع اور بلند پایہ شخصیت موجود نہیں۔

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۳)

نبشتی زیور ص ۴۵ ج اول از مولوی اشرف

عبدالنبی عبدالرسول علی بخش حسین بخش نام رکھنا شرک ہے

علی تھانوی۔ تقویت الایمان ص ۶

(از مولوی اسماعیل دہلوی)

پنڈت کرپارام برہمچاری مادھو سنگھ گنگارام نام رکھنا جائز

مولوی عطاء اللہ بخاری نے دینانچ پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپارام برہمچاری ظاہر کیا اور اس نام سے اپنے

اجاب کو خط لکھے۔

(کتاب عطاء اللہ بخاری ص ۷۲)

(۲) سنو میں (احمد علی) کہتا ہوں کہ اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ گنگارام رکھو اور نماز پنجگانہ ادا کرو۔ زکوٰۃ پانی پانی گن گن کر درج فرض ہے تو کہہ کے آؤ اور پورے رمضان کے تیسوں روز سے رکھو تو میں فستری دیتا ہوں کہ تم بچے مسلمان ہو۔
(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء)

پیران کلیر وغیرہ سوداگری یا خریداری کیلئے جانادرست نہیں۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۹)

مند رکا چڑھاوا کافر و مشرک سے خریدنا جائز
جو مرغ و بکرا کھانا کفار اپنے معابد پر چڑھاتے ہیں اور کافر مجاور لیتا ہے تو اس کا خریدنا درست ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۴)

تندرست و بیمار کرنا حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی انبیاء اولیاء کو ماننا شرک ہے
(۱) مردوں (انبیاء اولیاء) سے حاجتیں مانگنا اور ان کی مغیبت ماننا کفار کی راہ ہے۔

(تذکیر الاخوان ص ۸۳)

(۲) تندرست اور بیمار کر دینا، اقبال و ادبار دینا، حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادی مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے، سودہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ہے۔

(تقویت الایمان ص ۱۰ از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

دیوبندی مولوی مرنے کے بعد بھی حاجت رواء دافع البلاء ہیں

”مولوی حسین الدین صاحب (دیوبندی) حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی صدر مدرس دیوبند کے بڑے صاحبزادے تھے۔ وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت جو بعد وفات واقع ہوئی۔ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جائے بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا (یعقوب دیوبندی) کی قبر کی مٹی لے جا کر باندھ لیتا، اسے ہی آرام ہو جاتا۔ پس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈالوں تب ہی ختم، کئی بار مٹی ڈال چکا تھا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہو گئی۔ یاد رکھو اگر

اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہو گے۔ لوگ جوتے پہنے غتارے اوپر سے ہی چلیں گے۔ بس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔

(ارواحِ ملائکہ ص ۳۲۲ - حکایت نمبر ۳۶۶)

ملاحظہ ہو دیوبندی اپنے مولویوں کو مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء سمجھتے اور قبروں میں زندہ مانتے اور ان کی قبروں کی مٹی سے شفا پاتے ہیں اور ان کو پکارنا جائز سمجھتے ہیں۔ انبیاء اولیاء کو قبروں میں مردہ سمجھنے والوں کی ایک اور کرامت ملاحظہ ہو۔ اسی ارواحِ ملائکہ ص ۲۰۲، ۲۰۳ میں ہے:

● "ایک صاحب کشف حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد پر فاتحہ پڑھنے گئے بعد فاتحہ کہنے لگے بھائی یہ کون بزرگ ہیں۔ بڑے دل لگی باز ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو فرمانے لگے جاؤ فاتحہ کسی مردے پر پڑھیو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔"

دیکھیے دیوبندی مولوی مرنے کے بعد سامع و متکلم حاجت روا، دافع البلاء تو تھے۔ اب معلوم ہوا وہ دل لگی باز بھی ہوتے ہیں۔

● رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویت الایمان ص ۶۵)

● غیب کی بات اللہ ہی جانے رسول کو کیا خبر۔ (تقویت الایمان ص ۳)

● ماں کے پیٹ میں کیسے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (علامہ کتب دیوبند)

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا اولیاء تو کیا رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ نہ انہیں غیب کا علم نہ یہ پتہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔

(دیوبندی) ولی کا علم و تصرف اور دعا

دیوبندی وہابی حضرات کے حکم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں:

"میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے۔ اُن سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری اشرف علی کی والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو میرا عمر اچھڑا علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے۔ اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔ اس کو کوئی نہیں سمجھا۔ میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں۔ باپ فادہ دہی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ اب جو اولاد ہو۔ ماں کے خاندان پر نام رکھو۔ یعنی اس میں لفظ علی ہو (وہ مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے۔ یہی سبب ہے۔ نانی صاحبہ نے فرمایا۔ تو اب ہی نام رکھ دیجئے۔ فرمایا دو لڑکے ہوں گے۔ ایک کا نام اشرف علی خان رکھنا اور ایک کا اکبر علی خان۔ عرض کیا کہ

اس آیت کے موجب مسلمان نہیں (تذکیر الاخوان ص ۸۶)

گاندھی کے فوٹو پر قرآن خوانی اور گاندھی کی سجادھی اور احمد علی لاہوری کی قبر پر پھول جاتر

(۱) تک ہال میں ہاتما گاندھی کا یوم شہادت بڑی دھوم دھم سے منایا گیا۔ حافظ بیعت اللہ (دیوبندی وہابی) نے گاندھی کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر قرآن خوانی کی۔

(۲) کانپور۔ سہ جون آج مقامی تک ہال میں کانگریس کی طرف سے ہاتما گاندھی کا یوم شہادت منایا گیا۔ علاوہ دیگر کانگریسیوں کے قوم پرست مسلح کانگریسیوں نے بھی اپنے باپو کے غم میں حسب استطاعت شرکت کی۔ جناب حافظ بیعت اللہ کن (دیوبندی) جمعیت العلماء ہند اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست (دیوبندی) جمعیت العلماء ہند کانپور۔ ہاتما گاندھی کی روح کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے قرآن کریم کی آیتیں ان (گاندھی جی) کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور ان کی روح کو بخش دیں۔ ایک طرف لوگ (ہندو) بھجن گارہے ہیں تو دوسری طرف جمعیت العلماء ہند کے کچھ ذمہ دار (دیوبندی) ارکان تلاوت قرآن کریم کر رہے تھے۔

(اخبار سیاست۔ کانپور یکم فروری ۱۹۵۵ء)

(۳) سعودی عرب کا موجودہ بادشاہ ابن سعود نجدی کا چھوٹا لڑکا امیر فیصل ۱۹۵۵ء میں بحیثیت وزیر اعظم ہندوستان پہنچا تو۔۔۔ ڈاکٹر راجندر پرست دہلی سے ملاقاتیں کیں۔ اور راج کاٹ پر ہاتما گاندھی کی سجادھ پر پھول چڑھانے بھی گئے۔ (نوائے وقت لاہور ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء)

(۴) علامہ انور صابری دیوبندی مدظلہ سلسلہ تعزیت حضرت مولانا احمد علی صاحب کی لحد پر اسے

شعور دانش فکر رسول لایا ہوں
تری لحد پر عقیدت کے پھول لایا ہوں
مجھے جواب دعا جواب سلام ہے
خواص سرور کو نین کا مقام ہے

(خدام الدین لاہور۔ ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء)

حضور داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کا انکار

حضرت داتا گنج بخش بادشاہی مسجد کے قریب مدفون ہیں۔۔۔۔۔ مولانا (احمد علی) نے کئی بار اپنے جمعہ کے خطبات میں فرمایا کہ انہیں شاہی قلعہ میں انوار برستے نظر آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ مولانا احمد علی سے اس سلسلہ میں نمائندہ (اخبار) آفاق نے جب استفسار کیا تو آپ نے اس بات کو تسلیم کیا کہ انہوں نے اپنے اکثر خطبات میں حضرت داتا گنج بخش کے۔۔۔۔۔ مزار شریف کے متعلق یہ انکشاف کیا ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ اب موجودہ متفرق داتا گنج بخش کے متعلق کیا رائے

رکھتے ہیں تو آپ نے پورے وثوق سے فرمایا۔

یہ مقبرہ بجویر کے رہنے والے ایک بزرگ کا ہے مگر یہ علی بجویری (داتا گنج بخش) کا نہیں۔ حضرت مولانا (احمد علی) نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جو نور قلب بخشا ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینے میں لوح محفوظ کی طرح ہے کہ حضرت داتا صاحب کا مقبرہ کس جگہ ہے اور میں محمد اس بات پر قادر ہوں کہ آپ کو انگلی رکھ کر بتا سکتا ہوں کہ آپ کا سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں۔

(روزنامہ آفاق لاہور یکم فروری ۱۹۵۶ء ص ۱)

زندہ علی بجویری (داتا گنج بخش) مولوی احمد علی ہے

ایک (دیوبندی) مجذوب سنہ کچھ محویت و جذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں۔۔۔۔۔ کہنے لگا گو تمہارا یہ خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک حضرت علی بجویری علیہ الرحمۃ ہیں۔ آؤ اگر زندہ علی بجویری دیکھنا ہے تو شیراز والا دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کو دیکھ لو مگر ان کا وقت حضور ارہ گیا ہے۔

(خدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء)

اب معلوم ہوا کہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار کے متعلق مغالطہ دینے میں یہ مصلحت تھی کہ خود علی بجویری بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔

(ماخوذ از آئینہ حق و باطل)

حاجی امداد اللہ صاحب اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں۔ وہ اپنے پیرو
مرشد حضرت خواجہ نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق رقمطراز۔

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا ہند میں ہونا تب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا عشق کی پرستش کے باتیں کہتے ہیں دست پی

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسر دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(امداد الشاق ص ۱۱۱ از مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد دیوبندی)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد

دوسرا اس سانچے میں بد ہے گلے میں اس کے جیل من تہ
 مذہب سے اس پر لعنت و مہیٹکار ہے
 مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں مانگنا کفار کی راہ ہے۔

(تذکیر الاخوان ص ۳۲۳ از مولوی اسماعیل دہلوی)

مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند کا عقیدہ

مدد کرے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیگس کا کوئی حامی و کار
 مگر کرے روح القدس میری مدد گاری تو اس کی مدد میں کروں میں رستم اشعار
 جو جبریل مدد پر ہو فسکر کی میرے
 تو آگے بڑھ کر کہوں کہ جہاں کے سردار

(قصائد قاسمی ص ۸۱)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ اکثر لوگ پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو اور شہیدوں کو اور پیروں کو مشکل
 کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مراد یہ مانگتے ہیں وہ شرک میں
 (تقویت الایمان ص ۲۵۷ از مولوی اسماعیل دہلوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سو اس کے بڑے
 بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

(تقویت الایمان ص ۲۵۷)

انبیاء و اولیاء امام زادہ پر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز
 اور ہمارے بھائی۔

(تقویت الایمان ص ۲۵۷)

مولوی خلیل انیسٹھوی کا فتویٰ کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس
 کا فائل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی
 بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

(المہند ص ۱۲)

نوٹ ہے :- اس کتاب پر مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، کفایت اللہ کی تصدیق موجود
 ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی و حسین احمد کانگریسی کا عقیدہ

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(تعلیم الدین ص ۱۲۴۔ از تھانوی۔ سلاسل طیبہ از حسین احمد کانگریسی ص ۱۱)

کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے
ایسے عقائد و اے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے
عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

(جو امر القرآن ص ۱۲۴ المختص۔ از مولوی غلام خان)
بعض علوم غیبیہ میں حضور کی کئی تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر و جگر ہر
صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات کے لیے بھی حاصل ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

(حفظ الایمان ص ۵۷۔ از اشرف علی تھانوی)

جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجاہدین کے
سم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

مولوی خلیل انبلیٹھوی کا فتوے

(المہند ص ۲۳۰۔ از مولوی خلیل احمد انبلیٹھوی)

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی
رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہو جاتے بلکہ برہ جاتے ہیں۔
(تحدیر اناس ص ۵۷)

مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ

ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم سے اعلیٰ ہے وہ کافر
ہے۔ ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔
(المہند ص ۲۳۰)

مولوی خلیل انبلیٹھوی کا فتویٰ

مولوی رشید احمد بن مولانا بدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن
بن قاضی غلام علی اور والدہ کی طرف سے مولانا رشید احمد بن مسما

مولوی رشید گنگوہی کا نسب نامہ

کریم السار منت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۲)

نوٹ ہے۔ اس نسب نامہ میں پیر بخش اور فرید بخش موجود ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ | مولوی اشرف علی تھانوی اپنے خود ساختہ بہشتی زیور کے حاشیہ ۱ پر کفر و شرک کی باتوں کے بیان میں رقمطراز ہیں،

”سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، فرید بخش، عبدالغنی نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے۔ (یہ سب شرک ہیں)

(بہشتی زیور ص ۴۵)

گویا تھانوی کے نزدیک گتوہی کے دادا ناما شرک تھے۔

مولوی احمد علی لاہوری و عطاء اللہ بخاری کا عقیدہ

شاہ جی (عطاء اللہ بخاری) کا اپنا یہ حال تھا کہ حضرت (احمد علی لاہوری) رحمۃ اللہ علیہ کو گھنٹوں بہناتے رہتے تھے طرح طرح کی باتوں سے حضرت علیہ الرحمۃ کا دل بہلاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ فرط عقیدت سے حضرت (احمد علی) علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور کبھی حضرت کی داڑھی مبارک چومنے لگتے۔

(خدام الدین ص ۱۸ ستمبر ۱۹۶۲ء)

مولوی غلام خاں کا فتویٰ | زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا اور اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت کے ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ (جواہر القرآن ص ۶)

جو ان کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(جواہر القرآن ص ۶)

بانی مدرسہ دیوبند کا عقیدہ | ”دردخ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہ السلام معاصی سے معصوم ہیں غلطی سے خالی نہیں۔

(تصفیۃ العقائد ص ۲۵، ۲۸۔ از مولوی محمد قاسم نانوتوی)

مفتی دیوبند کا فتویٰ | انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا البیاد باللہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں۔ اس کی وہ تخریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کا ایسی تخریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ احمد سعید نائیب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح: ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جس تک متحدہ الامان تہذیب نکاح نہ کرے۔

سے قطع تعلق کریں۔ (مسعود احمد عفی عنہ، مہر دار الاقباد فی دیوبند الہند)

راشتہار محمد عیسیٰ نقشبندی ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں ضلع ملتان۔ ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۳۵۶ھ

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں عقیدہ ہے کہ آپ کا زمانہ

سابقہ اہلکار کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر

اہل فہم و دانش ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں بھر مقام مدح میں وکن رسول اللہ

و خاتمہ القصد فرمانا اس صورت میں کہ نیکو صحیح ہو سکتا ہے۔ (تخلیق و انساں ص ۲۴)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

آخذیر الناس ص ۲۲)

لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے

اس کے معنی آخری نبی ہیں کچھ اور ۔ ۔ ۔ ۔ امت نے

فاتحہ کا یہ معنی آخروں پر۔ نہ اچانک سے۔ کہ خلاف دعویٰ کرنے والا کہ فر سے اور اصرار کو سے تو

حکم کا یہی سہی الکری ہوئے پراجماع یہ ہے۔ اس کے قتل کیا جائے۔ (مداہتہ المسدین ص ۲۵۰)

شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعتِ علم انص سے ثابت

ہوئی، مخزنِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے جس سے

تمام نصدہ کر، کہ ایک شکر شکر کہتے ہیں

(برایین قاطعه ص ۵)

بنی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً عامی مخلوقات سے

زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام

حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان

ہے۔ مگر مجھ کو ساری کئی تصنیف میں مسئلہ کہاں پایا جاسکتا ہے۔

(المسند ص ۲۱ از مولوی خلیل احمد بنیٹھوی)

—

حاجی ایداد الشیخ صاحب کاعفت ۵۰

بہارِ فقیر

یا محمد مصطفیٰؐ فریاد ہے

قیسہ غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے
یا شبہ دوسرا نہ یاد ہے

(نار امداد غریب مناجات ص ۵ از حاجی امداد اللہ صاحب)

مولوی رشید گنگوہی کا فتوے
تو خود کفر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۹)

عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

(شعاع امدادیہ ص ۱۳۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ
ہیں۔ (بہشتی زیور ص ۴۵ ج ۱)

مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ
رسول اللہ صلعم کو اپنی اُمت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔

(تخذیر اناس ص ۱۲)

مولوی غلام خاں کا فتوے
بنی کو جو حاضر ناظر کہے بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔

(جواہر القرآن ص ۶)

(جواہر القرآن ص ۶)

جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی دیباہی کا فر ہے۔

مسٹر مودودی کا عقیدہ
حضرت عثمان بن پراس غلطیم کا بار رکھا گیا تھا ان خصوصیات کے حامل نہ تھے اس لیے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی

کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمان اور حضرت علی کے دور خلافت میں جہالت کو اسلام میں گھس کا موقع مل گیا اور وہ روک نہ سکے۔ (تجدید و ایجاد دین ص ۲۶)

امام مہدی جدید ترین طرز کا لیڈر ہو گا۔ (تجدید و ایجاد دین ص ۵۵)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں کمزور تھے۔ ذہن پر عقلیات کا غلبہ تھا۔ تصوف کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل تھے۔ (تجدید و ایجاد دین ص ۵۵)

اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا۔ (تجدید و ایجاد دین ص ۵۵)

حضور کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال اس نئے عہد میں نظام ہو جائے۔

ظاہر ہو لیکن کپڑے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔
(ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۶۵ھ)

مولوی احمد علی لاہوری و عطاء اللہ بخاری کا فتویٰ

میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے۔
ایسے شخص (مودودی صاحب) کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔ (ص ۱۱۵)
مودودی مبستدع اور زندیق ہے۔ (ص ۱۱۳)

(رسالہ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب)

نوٹ:۔ اس کتابچہ پر چالیس سے زیادہ دیوبندی مولویوں کے دستخط و تصدیق موجود ہیں)

ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز
حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر ایسا تشدد
کرتے ہیں۔ ہمارے واسطے اتنا حرمین کافی ہے۔۔۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔
(امداد المذاق ص ۵۵۔ از مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد دیوبندی)

مولوی خلیل انبیٹھوی و رشید گنگوہی کا فتویٰ یہ ہر روز اعادہ ولادت (عید میلاد النبی) کا مثل ہنود کے سنگ
کنیہ کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۱۴۷)

بلکہ یہ لوگ (میلاد کرنے والے) اس قوم (کفار) سے بھی بڑھ کر ہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۱۴۷)

آپ نے آخری وقت مسلم لیگ میں شامل ہو کر مطالبہ پاکستان کی حمایت کی۔
مولوی شبیر احمد عثمانی (اشرف السوانح)

جو لوگ "پاکستان" کے لیے مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے۔ وہ سو رہیں
اور سو رکھانے والے ہیں۔ (چٹان ص ۱۶۵۔ از مولوی طفیل علی)

مولوی شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں:۔ "دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے گندی گایاں فحش اشتہارات ادیکارٹون ہمارے
منعلق چسپاں کیے اور ہم کو ابوجہل تک کہا گیا۔
(مکالمۃ الصدرین ص ۳۳)

بانی پاکستان محمد علی جناح

آپ نے دنیائے ہند کے مظلوم مسلمانوں کے لیے ایک عظیم الشان اسلامی مملکت کے حصول کے لیے جدوجہد کی۔ بس اس جرم میں کانگریسی شیخ الاسلام حسین احمد ندوی کو جلال ملے گا۔

مولوی حسین احمد کانگریسی کا فتویٰ | مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔

(مجموعہ خطبہ ص ۴۸)

جب مولوی شبیر احمد عثمانی نے یہ کہا کہ یہ پرے درجے کی ثقافت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے (مجموعہ خطبہ ص ۳۳) تو فوراً بے چارے شبیر احمد کی شیخ الاسلامی بھی خاک میں ملا دی اور انہیں ابو جہل کے عظیم الشان خطاب سے سرفراز فرمایا۔ (مکالمۃ الصدیقین ص ۳۳)

قبروں پر پھولوں کی چادریں

۱۱ ستمبر ۱۹۶۷ء قائد اعظم محمد علی کا یوم وفات ہے اور صدر پاکستان بانی پاکستان کے مزار پر پھول چڑھا کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ (اخبار انجام ۱۳ ستمبر ۱۹۶۷ء ص ۱)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ | قبروں پر چادریں چڑھانا (پھول ڈالنا) مقبرے بنانا تاریخ لکھنا یہ کام کرنے والے مسلمان نہیں۔ (تذکیر الاخوان ص ۴۷)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا عقیدہ

مدد کرے کرم اسمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیچس کا کوئی حامی کار
فلک پہ عیسیٰ وادریں ہیں تو خسیہ سی
زمین پہ جلوہ نما ہیں احمد مختار

(قصائد قاسمی ص ۲۷)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ | کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسے خبر ہو گئی کسی کو نفع و نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہے کہ خدا اور رسول چاہے گا، تو

مشرک ہے۔

(مہنتی زیور صفحہ ۳)

حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہے بے طرح گرداب میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
(نالد امداد غریب مناجات ص ۱)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے
کافر بھی اپنے بتوں کو خدا کے برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کا مخلوق
اور بندہ سمجھتے تھے مگر یہی پکارنا، منتیں ماننی، اندرونیا نہ کرنی، ان کو
اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (اس کو پکارے) گو کہ اس کو اللہ
کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویت الایمان ص ۵)

امیر الاحرار عطاء اللہ کا عقیدہ
ماہنامہ تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء پر عام عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ
کسی صاحب نے (احرامی لیڈر عطاء اللہ بخاری کا) ایک شعر

زکات کعبہ تا کاف کر پچی

(خطبات احرام)

سراسر کھنڈ و کفر دون کھنڈ

لکھ کر (بغیر نام بتائے) مولوی احمد علی لاہوری سے پوچھا کہ یہ شعر کیا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے
میں کیا رائے ہے۔ مولوی صاحب نے جواب لکھا:-

مولوی احمد علی لاہوری کا فتوے
یہ شعر نہایت ذلیل و خلیث ہے۔ اس کا لکھنے والا بصیرت سے
محروم نااہل (بالکل اندھا) مودودی کا بھائی۔ بد قسمت بے بصیرت
بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح ٹاویلیں کرنے والا، کفرانِ نعمت کرنے والا غیر سچا مسلمان ہے۔

(تجلی دیوبند مطابق اپریل ۱۹۵۷ء ص ۲ و دیگر اخبارات)

سر سید کے عقاید مولوی اشرف علی کی زبانی
یہ سب انگریزی تعلیم اور نیچریت کی نحوست ہے کہ لوگوں کے
عقائد، اعمال، صورت و سیرت سب بدل گئے اور دین بالکل

تباہ و برباد ہو گیا۔ ان کی رفتار، گفتار، نشست و برخاست، خورد و نوش سب میں دہریت و نیچریت والی حد کارنگ جھلکتا
ہے اور ہندوستان میں نیچریت کا بیج سر سید کا بویا ہوا ہے۔

(انفاذات الیومیہ ۶ ص ۹۵ زیر ملاحظہ نمبر ۱۳۶)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتوے | ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ
نیچریت کا ذہن ہے اور جڑ ہے الحاد و بے دینی کی اس سے پھر شاخیں
چلی ہیں۔ یہ (مرزا غلام احمد) قادیانی اس نیچریت ہی کا اول شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاذ یعنی سرسید احمد
خاں سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔

(الافاضات الیومیۃ پنجم ص ۱۷۱ زیر ملفوظ ص ۱۸۱)

سرسید کے عقائد مسٹر حالی کی زبانی

(۱) اجماع امت حجت شرعی نہیں ہے۔

(۲) قیاس ائمہ حجت شرعی نہیں ہے۔

(۳) تقلید ائمہ واجب نہیں ہے۔

(۴) شیطان یا ابلیس کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اس سے کوئی ہستی مراد نہیں بلکہ انسان کے نفس امارہ یا قوت
بہیمہ کا نام ابلیس ہے۔

(۵) نصاریٰ (عیسائیوں) نے جن چڑیوں کا کلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو مسلمانوں کو ان کا کھانا حلال ہے۔

(۶) معراج خواہ مکہ سے مسجد اقصیٰ تک ہو یا مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک بہر حال بیداری میں نہیں ہوتی۔ بلکہ خواب
میں ہوتی اور یونہی شوق صدر بھی خواب ہی میں ہوا ہے۔

(۷) فرشتوں کا کوئی الگ وجود نہیں ہے بلکہ برق کی قوت جذب و دفع، پہاڑوں کی صلاحیت، پانی کا سیلان،
درختوں کا نمو وغیرہ جیسی قوتوں کا نام فرشتہ ہے۔

(۸) آدم، فرشتے، اور ابلیس کا جو قصہ قرآن میں بیان ہوا تو ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے بلکہ یہ ایک مثال ہے۔

(۹) مرنے کے بعد اٹھنا، حساب و کتاب، میزان، پل صراط، جنت و دوزخ وغیرہ سب مجاہد پر محمول ہیں نہ کہ
حقیقت پر۔

(۱۰) خدا کا دیدار کیا دنیا اور کیا عقبیٰ میں نہ ان ظاہری آنکھوں سے ممکن ہے نہ دل کی آنکھوں سے۔

(۱۱) قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی معجزہ کے صادر ہونے کا ذکر نہیں۔

(۱۲) جور کے ہاتھ کاٹنے کی جو سزا قرآن میں بیان ہوئی ہے لازمی نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(حیات جاوید حصہ دوم ص ۲۵۶ تا ص ۲۶۳۔ از مسٹر حالی پانی پتی)

حیات جاوید ص ۱۸ پر مسٹر حالی نے سرسید کا یوں بیان لکھا ہے :-

”وہابی وہ ہے جو خالصاً خدا کی عبادت کرتا ہو۔ موحّد ہو وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔ (برطانیہ) سرکار نے بے سوچے سمجھے ان (وہابیوں) کو معتمد علیہ نہیں گردانا۔ بلکہ غدر یعنی ۱۸۵۷ء کی جنگ کے زمانے میں جب کہ فتنہ کی آگ ہر طرف مشتعل تھی۔ ان (وہابیوں) کی وفاداری کا سونا اچھی طرح تایا گیا اور وہ خیر خواہی سرکار (برطانیہ) میں ثابت قدم رہے۔۔۔۔۔ وغیرہ۔

مولوی انور کاشمیری شیعہ الحدیثیوں کا فتویٰ

سرسید ہو ر جل نہ ندیق ملحد او جاہل ضال الخ
یعنی سرسید وہ بے دین ہے ملحد ہے یا جاہل گمراہ ہے۔

(قیمتہ البیان نسطات القرآن ص ۳۲۳۔ از مولوی انور کاشمیری)

مولوی شبلی نعمانی کا عقیدہ

● ارسطو کا اصل مذہب ہے کہ عالم (خدا تعالیٰ) کا پیدا کیا ہوا نہیں بلکہ قدیم ہے۔
(کتاب الکلام ص ۵۷)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزا ذی مقرر طبعی سے بنا ہوا ہے اور ہم کو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ معتزلہ اور حکمائے اسلام یعنی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی رائے ہے۔

(کتاب الکلام ص ۵۷۔ از شبلی نعمانی اعظم گڑھی مصنف سیرت نبوی)

● یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سرسید احمد خاں کے قدم بقدم ہی ہیں۔ سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل کے پیچری فلسفیت ہیں۔

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۱۵۲ زیر ملفوظ ص ۲۵۵۔ از مولوی اشرف علی)

پھر خود ندوہ کا جو حشر ہوا سب کو معلوم ہے (ندویت) بالکل نیچریت تھی۔ وہی سرسید احمد خاں کے قدم بقدم ان کی رفتار رہی۔ وہی جذبات وہی خیالات کوئی فرق نہ تھا۔

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۱۱۸ زیر ملفوظ ص ۱۱۸)

● ندوی مذہب کا پچوڑیہ ہے کہ جو شخص اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو خواہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہے۔ قرآن مجید کو ناقص

مانے، قیامت کا اقرار کرے یا انکار، جنت و دوزخ حساب کتاب مانے یا نہ مانے۔ حضور علیہ السلام کو آخری نبی مانے یا نہ مانے۔ بس کلمہ پڑھے مسلمان ہے، اندوہ کا محسوس ہے۔

مولوی کفایت اللہ دہلوی اور انور کاشمیری کا فتویٰ

۱۳۳۲ھ میں دیوبندی مفتی مولوی کفایت اللہ دہلوی مولوی شبلی نعمانی کے رد میں ایک فتویٰ تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے:-

”علامہ شبلی، اہلسنت و جماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ (بیدنیوں) کے ہمنا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔ (بحوالہ تاریخ مجددین حزب و ماہیہ ص ۲۳۴)

● و انما الوح علیٰ اعیان الناس ان لیس من الدین ان یغض عن کافر یعنی میں شبلی نعمانی کی یہ بدعقیدگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں۔

(مقدمہ مشکلات القرآن ص ۳۲۲ از مولوی انور کاشمیری دیوبندی)

مولوی حسین احمد گانگریسی مدنی کا عقیدہ | ایک خاص علم کی وسعت آپ (حضور علیہ السلام) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔

(شباب الشاہ ص ۱۱۳)

مولوی خلیل ابیٹھوی کا فتویٰ | جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و کبر و بہائم مجاہدین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ (المہند ص ۲۱)

گانگریسی مسٹر مولوی ابوالکلام آزاد کا عقیدہ | میں خود سرسید کا نہ صرف مقلد اٹھے (اندھا پیروی کرنے والا) تھا بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔

(آزاد کی کہانی ص ۳۸۴)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ | مسلمانوں کو چاہیے کہ جب تک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی اور تقلید نہ کرے۔ اور تحقیق کی فکر میں رہے

اور کوشش کرے۔۔۔ (تذکیر الاخوان بقیۃ تقویت الایمان ص ۲۱۲) مقلد کے حق میں نہ تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا اس بات کو کفریات میں شمار کیا گیا ہے۔ (تذکیر الاخوان ص ۸۸)

مولوی محمود الحسن دیوبندی نے قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے
عالم کو ضروری سمجھا۔ لہذا مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد

مولوی محمود الحسن دیوبندی کا عقیدہ

گنگوہی کی مدح میں رقمطراز ہیں :-

پر نہ ہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم
کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول
ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت پر داں دونوں
کون سکھائے ہمیں سنت و قرآن دونوں
(قصیدہ محمود الحسن ص ۱)

جو کوئی یہ آیت ولقد انزلنا إليك آیات بینات و ما
یکفر بها الا الفسقون سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سوائے اس آیت
کا انکار کیا جو کفر ہے۔ (تقریبۃ الایمان ص ۳)

بعض علوم غیبیہ میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب نوزید
بجز بلکہ ہر صبی و بچون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان ص ۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کا عقیدہ

مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱)

یہ عقیدہ کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

● علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۳)

● پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے۔ خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے

(تقریبۃ الایمان ص ۵)

ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ

کا فخر عالم (علیہ السلام) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس

فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص (قرآن و حدیث

سے ثابت ہونی۔ فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک

شرک ثابت کرتا ہے۔ درابین قاطعہ ص ۱۸۱

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ | ”مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علم کہے وہ کافر ہے۔ (بحوالہ شباب ثاقب ص ۱۹)

مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند کا عقیدہ | ایک خاص علم کی وسعت آپ (حضور علیہ السلام) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔ (الشباب الثاقب ص ۱۳)

● پسند ارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام فائتہ خوانی خوب نیست
چہ این معنی بہتر و افضل۔ (صراط مستقیم ص ۳۷)

یعنی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو کھانا کھلانا اور فائتہ خوانی کے ذریعے سے نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ معنی بہتر و افضل ہیں۔
● پس در خوبی این قدر امر از امور مرسومہ فائتہ یا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔

● طریقہ فائتہ چشتیہ۔ اول طالب را باید کہ با وضو و زانو بطور نماز بنشیند و فائتہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و غیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماید و بنیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر و ضری شروع نماید۔ (صراط مستقیم ص ۱۲۲)

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ با وضو و زانو نماز کے طریقہ پر بیٹھے اور اس سلسلہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و غیرہما کے نام کی فائتہ پڑھ کر درگاہ الہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تصرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دو ضری ذکر شروع کرے۔

اپنے عقیدہ پر اپنا فتوے | یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

مولوی احتشام الحق تھانوی کا عمل

کراچی۔ ۳۱۔ جولائی صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے آج شام میاں قائد اعظم (محمد علی جناح) کے مقبرہ کاسنگ بنیاد رکھا۔۔۔ اس سے پہلے مولانا احتشام الحق تھانوی نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے صدر ایوب کو خراج تحسین پیش کیا اور مقبرے کی تعمیر میں ذاتی دلچسپی لینے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ صدر ایوب کے ہاتھوں سے مقبرہ کاسنگ بنیاد رکھے جانے سے پاکستان کے لوگوں کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہو جائے گی۔ آپ (مولانا احتشام الحق تھانوی) نے کہا کہ اگرچہ قائد اعظم رحلت کر چکے ہیں لیکن وہ اپنے بنیادی نظریات کی بنا پر ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ (روزنامہ کوہستان لاہور، یکم اگست ۱۹۶۶ء)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے | قبروں پر چادریں چڑھانا، مقبرے بنانا، تار سج لکھنا یہ کام کرنے والے مسلمان نہیں۔ ایک بالشت سے اونچی قبر نہ بنائے۔۔۔۔۔ قبر پر مقبرہ بنانا حرام ہے۔ کسی ہی کی قبر ہو۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۶)

مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی عبد المجید اشرفی کا عقیدہ

دستگیری کیجئے میرے فی
جزمنہارے ہے کہاں میری پناہ
کشمکش میں ہوں تم ہی میرے ولی
فوج کلفت مجھ پہ غالب ہوئی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلافت
اے مرے مولا خبیر لیجئے میری

(شیم الطیب از اشرف علی تھانوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتوے | جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو ملنے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔ (آئینۃ الایمان ص ۳۳)

مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ | نماز پنجگانہ ادا کرو، زکوٰۃ پائی پائی گن کر دینا فرض ہے تو کر کے آؤ، رمضان کے تیسوں رکھو میں فتوے دیتا ہوں تم بچے مسلمان ہو۔

(خدام الدین لاہور، شیخ التفسیر نمبر ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

مولوی احمد علی کا فتوے

اگر کوئی اپنا نام محمد دین عبد اللہ جان، اللہ رکھا، محمد جان رکھو اسے نماز ایک نہ پڑھے
 حج فرض ہے تو نہ کر کے آئے، روزہ ایک نہ رکھے، زکوٰۃ واجب ہوتے پر بالکل
 نہ دے تو میں فسق و فساد کا حق کہ یہ پکا کافر ہے۔

(خدم الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ

لاہوریو! میں تم سے کہتا ہوں کہ لاہوری مسلمان کبھی نواز ہیں کیا ہیرا منڈی
 میں اب سکھ جاتے ہیں یا کوئی اور جاتا ہے، سب مسلمان جاتے ہیں۔
 (خدم الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

مولوی احمد علی لاہوری کا فتویٰ

میں کہا کرتا ہوں کہ لاہور سب دینوں کا شہر ہے۔ اکثر بے چارے
 کے پجاری زندگی باز ہیں۔

(خدم الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

بیگم مودودی محفل میلاد میں

گذشتہ دنوں لیڈرینز کلب، ماڈل ٹاؤن میں بیگم ڈاکٹر عباس علی کے زیر قیادت
 محفل میلاد منعقد ہوئی۔ محفل میں نعتوں اور درود شریف کے علاوہ خواتین کو
 اسلامی طرز فکر کے مطابق زندگی کو استوار کرنے کی خاطر بیگم مودودی نے پرائز تقریر کی۔۔۔

(روزنامہ مشرق ۲۶-۲۷)

مودودی کا میلاد پر فتوے

یہ تہوار جسے ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے حقیقت
 میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام
 نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ صد افسوس کہ اس دن کو دیوالی اور دوسرہ کی شکل دے دی گئی ہے۔

(ہفت روزہ قندیل لاہور۔ ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

شُرک و بدعت سے نفرت

وہ (مولوی احمد علی لاہوری) ہر ایک کو معاف کر دیتے تھے۔ لیکن خدا کی ذات و صفات
 میں شُرک ٹھہرانے والے۔۔۔ اور بدعت پھیلانے والے کو بھی معاف نہیں
 فرماتے تھے۔
 (خدم الدین لاہور مارچ ۱۹۶۳ء ص ۱۳)

اہل شرک و بدعت کی تعظیم اور ان سے محبت

ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں مینگ تھی حضرت (مولوی احمد علی لاہوری)

سے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بھی تشریف لائے حضرت شیخ ہر دو اصحاب کے لیے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگالیا۔

(خدام الدین ۸ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۱۲)

مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ

لا نسلم کہ کذب مذکور محال معنی مسطور باشد۔ (یک روزی ص ۱۴۵)

ترجمہ ہم نہیں کہتے اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

والا لازم آید کہ قدرت انسان زاید از قدرتی ربانی باشد۔ (یک روزی ص ۱۴۵)

ترجمہ ۱۔ اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے گا کہ آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جاوے۔

● مولانا گنگوہی محض اتباع مولانا شہید "مسند امکان کذب کے قائل ہوئے یہ قول ان کا محض افتراء و جہالت ہے۔ مولانا گنگوہی نے سلف صالحین امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔

(شہاب ثاقب ص ۱۲۱)

اکابر دیوبند کا فتوے کہتے ہیں کہ ان (دیوبندی مولویوں) کے نزدیک معاذ اللہ خداوند اکرم جل شانہ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو یہ سب بالکل غلط اور افتراء محض ہے۔ ہرگز ہمارے اکابر (دیوبند) اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر و زندقہ کہتے ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۱۰۵)

مولوی فردوس قصوری کا عقیدہ حضور کی ولادت با سعادت کا ذکر بلکہ آپ کے جوتوں کے گرد و بخار کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ (مختصر) (چراغ سنت ص ۱۲۳)

مولوی خلیل احمد بیٹھوی کا فتوے یہ ہر روز عادیہ ولادت حضور کا مثل ہنود کے سانگ کنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ (برائین قاطع ص ۱۴۸)

مولوی احمد علی لاہوری کا دعویٰ علم غیب و کشف

بزرگوں کی عظمت اور ان کی بزرگی کا دل و جان سے معترف ہوں اور آج کل کے نام نہاد پیروں اور پیرزادوں سے زیادہ ان کی عبادت اور پارسائی کا معتقد ہوں۔ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اوزان کے نگاہ فیض کے اثر سے بجا اللہ اتنی

نویس میسر آگئی ہے کہ اب یہ بھی مجھ پر منکشف ہو جاتا ہے کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔

(خدام الدین - لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۱)

سنو! ہوش کرو مجھے اللہ تعالیٰ نے باطن کی آنکھیں دی ہیں اور مجھے علم ہے کہ جو نو جوان وانگریز کے تابعدار علماء کرام کو گالیاں دیتے مر گئے ہیں ان کی قبریں جہنم کا گڑھ بنتی ہوتی ہیں۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔ میں نے یہ فن چالیس سال میں سیکھا ہے تم کو میں چار سال میں سکھا دوں۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۱)

کرامت :- ایک دفعہ دو دو چوک تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک سادہ قبر اور مقبرہ راستے میں آیا۔ جب تک آگے بڑھا تو فرمایا: مولوی بشیر احمد یہ قبر بالکل خالی ہے۔ میں نے اپنے محترم پیر بھائی حاکم عبدالحق سے معلوم کیا کہ فلاں دائرے میں جو قبر ہے۔ اس میں کون صاحب ہیں اور کب سے دفن کئے گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نزدیک والے پنڈ کا ایک بے دین بھنگی چرسی پوستی افیونی ہنگ تھا۔ جس کی موت ضلع لائل پور کے کسی چک میں ہوئی تھی۔ وہاں ہی دفن کیا گیا تھا لیکن اس کے چیلے چانٹوں نے باہمی مشورہ کیا کہ سائیں جی کی دھیری یہاں بھی بن لیتے ہیں اور اس پر میلہ کیا کریں گے۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۱)

وہ آپ (مولوی احمد علی لاہوری) نے حضرت (مولوی شمس الحق) افغانی مظلہ کے اس انتفسار پر کہ کیا آپ بالاکوٹ حضرت سید صاحب (ساکن رائے بریلی) اور مولانا (اسماعیل) شہید کے مزار پر تشریف لے گئے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں حضرت مولانا عبدالحق صاحب راولپنڈی والے مجھے لے گئے تھے۔ علامہ افغانی نے دریافت فرمایا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ و مرشد ہیں کی قبر انوار مولانا (اسماعیل دہلوی) شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ ہاں واقعہ یہ ہے کہ میں (احمد علی لاہوری) نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں سید احمد شہید نہیں ہوں۔ میرا نام سید احمد ہے میں مولانا شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

(خدام الدین لاہور شیخ التفسیر ص ۱۲)

مولوی اسماعیل دہلوی کا فتویٰ | کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سوا اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ بنی کو نہ ولی نہ اپنا حال

(تقویت الایمان ص ۲)

نہ دوسرے کا۔

• شرک سب عبادت کا نور کھودیتا ہے۔ کشف کا دعوے کرنے والے اس میں داخل ہیں۔

(تقویت الایمان ص ۱)

مولاوی احمد علی کا قول | میں کسی کو برا نہیں کہتا جو لوگ گیارہویں شریف اور ختم شریف کے زمانے کی وجہ سے وہابی وہابی کہتے ہیں میں ان کا بھی بھلا چاہتا ہوں۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۴۱)

مولاوی احمد علی کا غفل | میں پکا حنفی ہوں، لاہور میں کئی رسمیں نکل آئی ہیں۔ قبروں پر سجدے ہوتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں۔ میں ان رسموں کی مخالفت کرتا ہوں تو لوگ وہابی کہتے ہیں شیطان بُرا

لعین اور خطرناک ہے ایمان کو ایمان دار اور ایمان دار کو بے ایمان بنایا ہو اسے۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۴۱)

..... میں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد کسی بدعتی اور قبر پرست پر کتیچ نہ لگ جانا اور گمراہ نہ ہو جانا۔

(خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۴۱)

میں پکا حنفی ہوں۔

مولاوی احمد علی لاہوری کا دعویٰ

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور شیخ التفسیر غفرلہ ص ۱۴۱)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور | میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (دیوبندی وہابی مولاوی انور کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔۔۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بے عالم ہیں تو میں اس دعوے میں کاذب نہ ہوں گا۔

(خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۴۱)

شاہ فیصل کا عقیدہ | لاہور ۲۲ اپریل (چیف رپورٹر) سعودی عرب کے شاہ فیصل نے جمعہ کو یہاں انجمن حمایت اسلام کی طرف سے دی گئی دوپہر کے کھانے کی دعوت میں تقریر کرتے ہوئے انجمن کے کارکنوں کو مشورہ دیا کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اپنے نیک اقدامات میں کوتاہی نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور یکم محرم الحرام ۱۴۲۵ھ)

مولاوی غلام خان اور اسماعیل دہلوی کا فتوے | بنی کو جو حاضر ناظر کہے، بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔ (جواب القرآن ص ۱۴۱)

جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی دیسا ہی کافر ہے۔ (جواب القرآن ص ۱۴۱)

● پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن (انبیاء و اولیاء) کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو

(رقبۃ الایمان ص ۱)

قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے۔

مولوی عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند کا عقیدہ | میری سوچی سمجھی پختہ رائے یہ ہے کہ جو مسلمان کسی اعلانیہ گناہ میں مبتلا ہوتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو عید میلاد النبی

جیسے بدعتوں میں حسن عقیدت کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ دیکھ لیجئے سینما اعلانیہ معصیت ہے لاکھوں ہی مسلمان دیکھتے ہیں لیکن دین سے تعلق رکھنے والے حلقوں نے ادنیٰ سا تصور بھی امتحان و اباحت کا خیال پیدا نہیں ہوا لیکن یہ میلاد النبی و بعض اور بدعات اچھے خاص علماء اور ارباب نظر کے نزدیک درجہ امتحان حاصل کر گئی ہیں۔ اس کا نام ہے تحریف فی الدین گناہ کا ایسا راستہ ہے جس سے واپسی کی امید نہیں۔

(المغرب لاہور ۲، جمادی الاول ۱۳۸۳ھ)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فتویٰ | فائدہ :- ہم اور ہمارے اکابر حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش مبارک کی اہانت موجب کفر سمجھتے ہیں چہ جائیکہ ولادت با سعادت کے متعلق قبیح کلمات استعمال کرنا۔ (المہند علی المفند ص ۱۲)

مولوی محمد انعام کریم صدیقی بھانجہ مولوی محمود الحسن دیوبندی کا عقیدہ

جس روز لاہور پر حملہ ہوا اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور وضع اقدس سے جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں فرمایا پاکستان میں جہاد کے لیے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی تیز روانہ ہو گئے۔

(دفتر خط شائع کردہ مفتی محمد شفیع کراچی)

(روزنامہ حریت کراچی ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ روزنامہ امروز ملتان ص ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ۔ نوائے وقت ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

مولوی غلام خاں کا فتویٰ | جب سب مخلوق محتاج ہے تو کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ ایسے عقاید والے لوگ بچے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔۔۔۔۔ جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی دیسا ہی کافر ہے۔

(۱۰۱ القرآن ص ۱۲۱۔ ملخصاً)

محمد ابن عبد الوہاب نجدی اکابر دیوبند کی نظر میں

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی |۔۔۔۔۔ ان (عبد الوہاب نجدی) کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے خلاف ہوں مشرک ہے۔ اس بنا پر انہوں نے اہل سنت و علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔

(التصديقات لدفع التلبسات معروف بہ المہندس)

اس کتاب پر شیخ الہند دیوبند مولوی محمود الحسن دیوبندی، حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر دیوبند کے تصدیقی دستخط ہیں۔

(۱) محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم تمام مسلمان دیار مشرک و کافر ہیں۔ ان سے قتل و قتل کرنا ان کے اموال کو چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

(۲) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریف و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام وغیرہ کہتا ہے۔

(۳) شان نبوت و شان رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گتخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔۔ تو سب دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے: نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لائٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

(۴) وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ ہمزہ وغیرہ۔۔۔۔۔ کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں۔

الحاصل وہ (ابن عبد الوہاب نجدی) ایک ظالم و باغی خوشنوا و فاسق شخص تھا۔

(شہاب ثاقب ص ۵۷ تا ۵۹)۔ از مولوی حسین احمد کانگریسی مدنی صدر دیوبند

مولوی انور کاشمیری شیخ اکحدیث دیوبند | امام محمد بن عبد الوہاب النجدی فانہ کان رجلاً بليداً قليل العلم فكان يسارع الى الحكم بالكفر "یعنی محمد ابن عبد الوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا اور

اس لیے کفر کا حکم لگانے میں اسے کوئی باک نہ تھا۔

(مقدمہ فیض الباری از مولوی انور کاشمیری)

قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند
 --- وہ ابن عبد الوہاب نجدی، بہت سے مباح اور جائز امور کو
 حرام کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند فروری ۱۹۶۳ء ص ۱۱)

مولوی شہد احمد گنگوہی کی محمد بن عبد الوہاب نجدی سے محبت اور فتاویٰ کفر و شرک کی تائید و حمایت

• محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۵)

• محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵)

• محمد بن عبد الوہاب --- عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۶)

خود دیوبندیوں کا اقرار کہ واقعی ہم نے غلط مسائل لکھ کر اسلام کو تباہ کیا ہے

اشرف علی کی غلط تصنیف
 (۱) تالیفات مذکورہ کے بعض مقامات میں مجھ سے اختصار و موہم یا زیادت
 موہم یا غفلت سے کچھ لغزشیں بھی ہوئی ہیں جو اس وقت ذہن میں حاضر ہیں۔

(تنبیہات وصیت فتاویٰ مطبوعہ میرٹھ، ص ۱۳، سطر ۱)

(۲) بعض اوقات لکھنے کے بعد خود مجھ کو بعض جوابوں کا غلط ہونا محقق ہوا ہے۔

(تنبیہات وصیت ص ۱۳، سطر ۱)

دیوبندیوں نے ہر کام کو بدعت کہہ کر مسلمانوں کو تباہ کیا ہے

کتاب اصلاح الرسوم غلط ہے مولوی خلیل احمد کا اقرار
 قصبہ رام پور میں ایک تقریب تھی ختنوں کی، وہاں پر مجھ کو

بلایا گیا اور اپنے حضرات (مولوی خلیل احمد سہارنپوری و محمود الحسن دیوبندی) بھی تھے۔۔۔۔۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے ایک صاحب نے دریافت کیا۔ اس تقریب کی شرکت یا عدم شرکت کے متعلق کہ اگر یہ بات جائز تھی، تو وہ (اثر ف علی) کیوں نہیں شریک ہوا۔ (مراد میں ہوں) اور اگر ناجائز تھی تو آپ کیوں شریک ہوئے۔ اس پر مجھ کو تو مولانا نے خفیہ خط لکھا، کہ اصلاح الرسوم پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اور مجمع میں یہ جواب دیا جو میں نقل کر رہا ہوں کہ وہ تقویٰ پر عمل کرتا ہے اور ہم فتوے پر عمل کرتے ہیں۔

(رافعات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۲۱۶، سطر ۵ و ۶)

نوٹ۔۔۔۔۔ اول تو خلیل احمد کا جھوٹ ملاحظہ ہو کہ خود کتاب اصلاح الرسوم کو غلط سمجھتا ہے اور مجمع میں اور ہی جواب دیتا ہے معلوم ہوا کہ دیوبندی صرف مسلمانوں کو لڑانے کے لیے ہی ایسے غلط مسائل نکھتے ہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ دیوبندیوں نے خود غلط مسائل پیدا کرے اور ان کے شرع کو بدعت کہہ کر دین اس لام کی مخالفت کی ہے۔ یعنی دیوبندیوں کا تو ایک شغل ہوا اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ نیک کاموں سے روک کرباد کر دیا گیا۔ اور فسادات کی بنیاد قائم کر دی گئی ان کے متضاد فتوؤں کی مفصل فہرست میں سے یہ چند نمونہ جات عرض کر دینے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ غیر مقلد دیوبندی ہر دو اسماعیلی وہابی پارٹیاں صرف برائے نام ہی علیحدہ ہیں حقیقت علمائے احناف و مشائخ کے مقابلہ میں ان کا گھٹ جو کسی سے مخفی نہیں منڈی چیتاں و منڈی صادق گنج کا معاملہ تو سب پر واضح ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دوسری دیوبندی برادری کے چند نمونے بھی پیش کر دیے جائیں۔

دیوبندیوں کے وحانی عقادی ہم مشرب غیر مقلد ہابیوں کی فقہ کے

مسائل کا نمونہ

بڑا آدمی عورت کا دودھ پی سکتا ہے | و بچوں ارضاع الکبیر ولو کان ذالحمیۃ -
بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے، اگرچہ دائرہ والہ ہو۔ (رد فقہ اندیہ ص ۲۲)

سوال۔۔۔۔۔ کسی شخص کو اپنی بیوی کا دودھ پینا شرعاً حرام
مرد اپنی عورت کا دودھ بھی پی سکتا ہے | ہے یا حلال؟

جواب۔۔۔۔۔ شیر زن کی علت بالغ کے حق میں ثابت ہوتی ہے۔ (الخ۔ مختصر)

(المجلد ۱۲ ص ۲۵، اپریل ۱۹۲۲ء)

اپنے نطفہ کی بیٹی سے نکاح جائز
 ونیست وجہ از برائے منع نکاح بادر خریکہ ایس کس بامادرش زنا کردہ
 (عرف الجادی ص ۱۱۳، مطبوعہ شاہجہانی)

دادی سے نکاح جائز
 باپ کی سوتیلی ماں ممنوعاتِ حرمہ کی فہرست میں نہیں ہے۔
 (اہل حدیث اترسہ، رمضان ۱۳۲۵ھ)

کنجری بازی جائز
 ونکاح المتعة والموقت وكذلك قال بعض اصحابنا
 فی نکاح المتعة فجوزوها۔

(نزل الابرار ص ۲۳)

کتا گرنے سے پانی پاک ہی ہے
 اگر پانی کنوئیں کا متغیر نہ ہو تو پاک ہی رہے گا۔

(فتاویٰ تدریجہ ص ۱۴۲)

انسان و حیوان سب کی منی پاک ہے
 منی ہر چیز پاک است۔ (عرف الجادی ص ۱۱۳) کتے اور خنزیر کے
 سوا سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

(فقہ محمدیہ ص ۱۲)

منی کا کھانا بھی جائز
 (مرد اور عورت) دونوں کی منی پاک ہے اور جب کہ منی پاک ہے، تو آیا اس کا کھانا بھی
 جائز ہے یا نہیں، اس میں دو قول ہیں۔

(فقہ محمدیہ کلاں ص ۳۳، مصنف مولوی ابوالحسن مصنف فیض الباری و طہر المبین، مطبوعہ محمدی لاہور)

(یعنی بعض وہابی منی کھانا جائز سمجھتے ہیں۔)

شرمگاہ کی رطوبت پاک
 عورت کی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے۔

(فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۴)

خون لکھنے و سنگی لگوانے سے وضو بحال
 مولوی اشرف علی دیوبندی وہابی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ دیکھو (بوادر النوا در مختار ص ۳۱۲)
 قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس
 سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (فقہ محمدیہ کلاں ص ۶۱)

نہیں ٹوٹتا وضو شکر چوسنے سے۔ (ص ۶۱)

نہیں ٹوٹتا وضو سنگی لگوانے سے (ص ۶۲)

ذکر نیم دروں
 اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو بلکہ بعض غائب اور بعض باہر ہو۔ تو اس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں
 ہوتا (یعنی غسل نہ حد) (فقہ محمدیہ ص ۶۵)

اور اگر کوئی مرد اپنے ذکر کو کپڑا لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کرے تو اس پر غسل واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واجب نہیں۔ (صفحہ ۶۶)

جماع کے وقت اور استنجا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے خواہ
جماعتوں میں ہو یا میدان میں۔ (فقہ محمدیہ ص ۱۱)

پانچانے کے وقت قبلہ کو منہ اور پیچھے کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی آڑھ ہو تو۔ (ص ۱۱) بعض کہتے ہیں کہ آڑھ بھی نہ ہو تو بھی جائز ہے۔ (ص ۱۱)

دیوبندیوں کا بھی فتوہ ہے کہ استنجا کے وقت قبلہ کو منہ کرنا جائز ہے۔ دیکھو (امداد الفتاویٰ ص ۱۱۱)
بچہ جب پیدا ہو تو اس پر لگی ہوئی غلاظت پاک
جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اس پر فرج کی رطوبت لگی ہوئی ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

(فقہ محمدیہ ص ۲۳)

سوال :- تاڑ کا کٹھا اور میٹھا رس جسے پینے سے آدمی مدہوش ہو جاتا ہے اور
تاڑ کی شراب حلال | بھلا تیسرے نہیں ہوتا اس کو خمر شراب کہا جاوے گا۔ اس کا پینا حرام ہے یا نہیں؟

جواب :- تاڑ کے رس میں صبح کے وقت نشہ نہیں ہوتا اس لیے پینا جائز ہے۔ الخ۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۹) (المحدثات ص ۱۲، ۱۳ جنوری ۱۳۱۹ھ)

ہر درندے خنزیر وغیرہ کا جھوٹا پاک ہے
پاک ہے جو ٹھکل درندے چار پائیوں کا اور جائز ہے استعمال کرنا اس کا واسطے غسل اور وضو وغیرہ کے یعنی قلتین کے برابر

ہو یا کم۔ (فقہ محمدیہ ص ۱۲۳)

دیوبندیوں نے بھی خنزیر کی کھانی ہوئی کھیتی کا بقایا حلال قرار دیا ہے۔ دیکھو (فتاویٰ دیوبندیہ ص ۱۱)
خنزیر و کتا نجس عین نہیں
پس دعوے نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و حیوان مردار نام تمام است۔ (عرف الجادی ص ۱۱)

کنجری کا مال حلال
زانیہ عورت کی خرچی بعد سچی توبہ کے حلال ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۸۹)

بجو صید است۔ (بجو شکار ہے)

(عرف الجادی ص ۱۲۳)

بجو کھانا جائز

اصحابِ سول کو گالی دینے والا کافر نہیں | اصحاب کے حق میں سب و شتم کرنے والے کو کافر یا مومن کہنے کے بارے میں کف لسان اور قلم کو روکتا ہوں۔
(فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۱)

سکس سے زنا | ولو جامع ام امرات لا تحرم علیہ اگر کسی شخص نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اس پر عورت حرام نہیں ہوتی۔
(نزل الابراہیم ص ۲۹۷)

نُونَمہ سے زنا | وكذا لك لو جامع نر و جة ابنہ لا تحرم علی ابنہ۔ اگر کوئی شخص اپنی نونمہ یعنی بیٹے کی بیوی سے جماع کرے تو اس پر عورت حرام نہیں ہوتی۔
(نزل الابراہیم ص ۲۹۷) (خدا کی پناہ)

سجدہ بے وضو | جواز سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت ہوتا ہے۔
(فتاویٰ نذیریہ ص ۱۳۲)

دیوبندیوں کا بھی یہی فتوے ہے۔ دیکھو۔ (بوارق انوار، تھانوی ص ۱۳۹)
نماز میں لڑکا اٹھانا اور بیڑہ بازی | لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اٹھانا درست ہے۔ برابر سے نماز فرض ہو یا نفل اور اسی طرح جائز ہے نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا، پرندے اور بکری کا۔ الخ۔ (فقہ محمدیہ ص ۱۴۴)

وہابی عورت مردوں کے برابر کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے | اگر عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔
(فقہ محمدیہ ص ۱۵۷)

(مخلوط تعلیم کی طرح یہ مخلوط نماز بھی عجیب رنگ لائے گی)
گھوڑے کا گوشت | پس اكل لحم اسپ حلال باشد۔ رگھوڑے کا گوشت کھانا حلال ہے۔
(فقہ محمدیہ ص ۱۵۷)

پلید جوتے سے نماز | طہارت پا پوشش آلودہ نجاست ہمیں سودنش بر زمین است و بس، و در آں نماز گزاردن و بسجد در آمدن رواست۔
(عرف الجادی ص ۱۱)

گندگی کی بھری ہوئی جوتی کو صرف زمین سے رگڑ کر اس سمیت نماز پڑھنا اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

سوال :- مجلس نکاح جو مسجد میں ہوتی ہے۔ ہندوؤں اور مارواڑیوں کو لازماً بلوایا
مسجد میں ہندوؤں کا آنا جاتا ہے۔ تو یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب :- غیر مسلموں سے اگر ملاقات ہے تو ان کی شرکت کوئی گناہ نہیں۔ (فتاویٰ ثنائین ص ۲ ص ۳)

پتنت نہرو سعودی عرب کے دارالسلطنت ریاض پہنچے تو ولی عہد امیر فیصل نے ان کا استقبال کیا
رسول امن ہزاروں افراد جن میں خواتین بھی شامل تھیں، ہوائی اڈے پر موجود تھے اور انہوں نے مرحبا نہرو رسول
السلام کے نعرے لگائے۔

(نوٹ: دہشت لاہور۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء ص ۳۲، کالم نمبر ۳)

نوٹ :- اگر یہی الفاظ کسی بزرگ ولی کی شان میں کوئی دوسرا کہتا تو بدعتی مشرک بنا ڈالا جاتا۔

دیوبندیوں کے چند سیاسی فتوے

حصول پاکستان کے بارے شاندار محابہ ابدانہ خدمات

محمد علی جناح

قائد اعظم کافر اعظم ہے | اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا۔ یہ قائد اعظم ہے کہ کافر اعظم۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۳۱ سطر ۱۳، اسٹراویا محمد علی جناح مسنڈر رئیس احمد جعفری)

دش ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جو اس لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے
محمد علی جناح نہرو کی جوتی پر قربان جاسکتے ہیں۔ (چستان ظفر علی خاں ص ۱۶۵)

کانگریس جمعیتہ العلماء کے اجلاس میں مولوی حبیب الرحمن اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے مسلم
بیزید کے مشابہ لیگ کو جو گایاں سنائیں ان کا ذکر اخباروں میں آچکا ہے ان لوگوں نے مشر محمد علی جناح کو بیزید اور
مسلم لیگ کے کارکنوں کو بیزید سے تشبیہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ کہیں گاندھی کو امام حسین سے مشابہ قرار نہیں دیا۔

(اخبار انقلاب لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء)

مسلم لیگ

مسلم لیگ خود غرض جماعت ہے | مسلم لیگ اے کے سب باب غرض اور رجعت پسند ہیں۔ لہذا اووٹ

دیوبندیوں کے نزدیک پلیدستان ہے

پاکستان | کتنوں کو بھونکتا چھوڑ دو کاروان اسرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو۔ احرار کا وطن یگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں۔ احرار اس کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔

(بیان چوہدری افضل حق مندرجہ خطبات احرار سہ ۹۹) (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ عہدہ سہ ۸۸)

پاکستان سیاسی چال ہے | جو لوگ پاکستان کے مخالف تھے جب یہ کہتے تھے، کہ یہ محض فریب ہے سیاسی چال ہے، تو کیا وہ غلط کہتے تھے۔

(ترجمان القرآن ج ۳، عدد ۶، بابت جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ)

پاکستان خاکستان ہے۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت سہ ۵۴، سطر ۲)

خاکستان | احرار لیڈروں نے اپنی تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان بھی کہا۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت سہ ۵۴، سطر ۲۵، ۲۶، سطر ۱)

پاکستان کنجری ہے اور دیوبندی۔۔۔۔۔ | پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت سہ ۵۴، سطر ۲۶، بیان مولوی عطاء اللہ بخاری)

نوٹ ہے۔۔۔ دیوبندی بھی پاکستان کی کماٹی کھار ہے ہیں۔ کنجریوں کو قبول کرنے اور ان کی کماٹی کھانے والے کون جوتے ہیں؟ یہ بھی انہی امیر شریعت دیوبندی سے دریافت فرمایا۔

سب دیوبندی مولوی بدتمیزب ریدہ دہن اور بدکلامی میں ڈوموں کے بھی استاذ ہیں

گذشتہ دنوں کسی سپٹ کے معاملہ میں دیوبندی پیشوا منشی شورش کشمیری ایڈیٹر چان لاہور اور موجودہ میں دیوبندی کے سب سے بڑے پیشوا مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی محمد علی جالندھری کے درمیان کوئی اختلاف ہو گیا تو ان مولویوں نے شورش کو خوب سنائیں پھر شورش نے ان کے متعلق جو تاثرات و حقائق ظاہر کیے اس کے مختصر جملے ملاحظہ فرمائیے: شورش لکھتا ہے:

استاد لوگ | مولانا غلام غوث ہزاروی ان کے شرعی رفیق کار مولانا محمد علی جالندھری انہوں نے استاد قاذور ش پکھاوجی استاد بندے علی خاں، استاد بڑے غلام علی خاں کا اسلوب اختیار کیا اور اس قسم کی راگنیاں لے بیٹھے

کہ ان بے چاروں کی روحیں بھی قبر میں شرمندہ ہو گئیں۔ الم۔

شرعی معنی | ان کے شرعی منہجوں نے محمد پیکھوں ناتج میں خطابت کی نیز تیس دکھانی شروع کی۔ الخ۔

دوم مولوی | مولانا غلام غوث ہزاروی کے نزاکت علی سلامت علی پہلے گویا تھے پھر دوم ہو گئے۔

سنتو قال | مولانا محمد علی کے سنتو قال نے وہ رنگ باندھا کہ مدرسہ عربیہ تعلیم الا برار کی دیواروں میں شکاف پڑ گئے۔

کیا یہ دین کے وارث ہیں | حیرت ہے کہ اس کے باوجود ان لوگوں کو دین کی مناسبت کی کا دعویٰ ہے اور انہیں خدا و رسول کا وارث کہا جاتا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کو قرآن کی تفسیر اور سیرت کا وعظ و نصیحت دیتا ہے۔ الخ۔

دھوکی ملاں | اس خانوادے میں عمر خیام کی ایک رباعی ضیاء القاسمی کے نام سے اڑتی پھرتی ہے۔ زیادہ دن نہیں ہوئے اس کی زبان پر ہمارے قصیدے تھے جب کبھی دفتر میں وارد ہوئے ہاتھوں کو بوسہ دیا مولانا غلام غوث کے نام کھلا خط کیا چھاپہ صاحب بھی ننگے ہو گئے اور دھوکی کی طرح بکتے ہی چلے گئے۔

کیا دیوبندی مولوی مقدس بزرگ ہیں | ان لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ انہیں حضرت مولانا کچھ کریم نے انہیں کوئی مقدس پیر بنا دیا کہ واقعی یہ بڑے مقدس بزرگ ہیں الخ۔

بزرگی کا طول و عرض و حدود اربعہ | ان کی بزرگی کا طول و عرض بھی ہمیں معلوم ہے اور ان کے تقدس کا حدود اربعہ بھی ہم نے صبر کیا مگر صبر کے معنی یہ نہیں کہ منبر و محراب کی ٹکیاں بھی ہمارے منہ آئیں۔ الخ۔

(سبقت روزہ چٹان لاہور شورش کشمیری ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء، ص ۳۴۴ و اخبار کوہستان ۹ مئی ۱۹۶۸ء ادارہ)

ایستادم

باب ہشتم

زبان کے مزے و عیاشی

دیوبندیوں کی پیٹ پرستی اور کھانے پینے کے عجیب طریقے

ہدیے نذرانے | ایک صاحب کا خط آیا ہے رنگون سے لکھا ہے کہ کچھ چیزیں لانا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو، جس چیز کو فرما دیں میں نے جواب لکھا ہے کہ کس لاگت کی چیز لانا چاہتے ہو۔ وہاں پر کیا کیا چیزیں ملتی ہیں، معلوم ہونے پر تعین کر دوں گا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۱۵ سطر ۱۵)

عطایا پر ہی گذر | میری گذر آپ ہی لوگوں کے عطایا پر ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۳۵ سطر ۱)

مال مفت دل بے رحم | میں نے ابھی بیان کیا تھا کہ مال مفت دل بے رحم، مطلب یہ تھا کہ جس قسم سے دیا، میری دست و بازو کی مکسوبہ تو نہ تھی، بدایا، عطایا بے مشقت ملتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۳۹ سطر ۲)

نذرانوں ہی پر گذر مفت خوری | میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے پہلے تو باپ کی کھائی کھائی، بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گزارا ہوا۔

پھر اس کے بعد سے پھر وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے، یعنی مدت سے نذرانوں پر گذر رہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۱ ص ۲۹۶ سطر ۲۱)

نذرانوں میں گنیاں | آپ، تھانہ بھون آئیں وہاں ہدیہ دیں گے تو میں بے لول گا، چنانچہ وہ تھانہ بھون میں آئے اور مجھے تین گنی دیں میں نے بے لیس۔

(اشرف الممولات ص ۱۲ سطر ۱)

اللہ واسطے کھاتے کھاتے | اللہ واسطے کھاتے کھاتے ساری عمر گذر گئی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۷ سطر ۱۸)

نیرنی دہی کی (الطرف تھانوی ص ۸ سطر ۶) ریس گلہ (الطرف ص ۱۴ سطر ۱۶)

اچھا کھانا اگر خدادے تو اچھا کھانا چاہیے، کیونکہ نہ کھانے سے مضمل ہو جائے گا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲ سطر ۴)

نہ ٹے، اعلیٰ حضرت بریلوی جدی رئیس تھے۔ خدا نے انہیں دیا تھا، اور وہ اچھا کھانا غریبوں کو کھاتے تھے۔ تو چندہ اندوز گداگردیو بند یوں کو کیوں قبض ہوتی ہے؟ کیا منہ میں پانی تو نہیں آ جاتا؟

دودھ و کھانا اگر کہیں سے مثلاً کھانا پکا ہوا آئے، یا دودھ وغیرہ آئے، سو اگر لانے والا شناسا اور معتمد ہے تو لیا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۰ سطر ۱)

خوب کھلاؤ پلاؤ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کو خوب کھلاؤ پلاؤ

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳ سطر ۲)

(حاجی صاحب کی یہ سنت تو خوب یاد رہی مگر میلاد بدعت ہی رہا۔)

عمدہ و مقوی غذا اچھی عمدہ و مقوی غذائیں کھانا چاہئیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۱ سطر ۱۶)

پھل و صول کرنے کا نرا لاجیلہ بعض احباب بذریعہ ریلوے پارسل بعض اشیاء پھل وغیرہ کی قسم سے میرے نام بھیج دیتے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ یہاں کے رہنے والوں سے کسی

موراضی کرو، اس کا نام بھیجو اور اسٹیشن سے وصول کر کے مجھے یہاں پر بیٹھے ہوئے دے دے، اگر یہ انتظام کر سکو تو اجازت ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۸ سطر ۲۱ وغیرہ)

مرغ خوری کے خواب مولانا کے ایک داماد تھے، انہوں نے میری دعوت کی اور بیان کیا کہ مولانا نے خواب میں ان سے فرمایا کہ یہ مرغ جو گھر میں پھر رہا ہے، یہ ذبح کر کے

اس کو دعوت میں کھلاؤ، انہوں نے مجھے کہا میں نے سن کر کہا کہ میں اب ضرور کھاؤں گا، یہ تو مولانا کی طرف سے دعوت ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۲۷ سطر ۵)

مرغ پکاؤ میں نے مولانا کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب کانپور سے آئے ہیں (اس جملہ میں حضرت والا کو کسی قدر شبہ ہے) ان کی دعوت کرو

اور مرغ جو گھر میں پلا ہے وہ پکاؤ، آہ! اس ارشاد کی تعمیل میں دعوت ہے۔

(صدق الروایان ج ۲ ص ۳۵ سطر ۱۵)

گلاگلے میں نے پرسوں رات کو خواب دیکھا، ایک شخص میرے پاس آئے ہیں۔ اور نہ معلوم میں نے خود یا کسی نے مجھے کہا، کہ حضرت مقبول خدا ہیں، ان کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے، زیادہ یاد پڑتا ہے کہ گلاگلے میں مجھ سے کہتے ہیں کہ اے مولانا اشرف علی صاحب کھالیں گے، خوب مجھ کو یہ بات یاد ہے کہ اس طرح کہا۔

(۱۸ ستمبر ۱۳۳۹ء اصدق الروایا ج ۲ ص ۲۳ سطر ۱۳)

نوٹ: حضور کو تو آئے کہنا اور اپنے پیر کے لئے ملنے کا لفظ بھی دیوبندی بے ادبی سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو۔
براہین قاطعہ ص ۵۵ سطر آخر

حلوے مانڈے

حلوے کے عشق میں دانتوں کو جواب ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنو لیجئے فرمایا کیا ہوگا دانت بنو اگر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی، اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رجم آتا ہے، نرم نرم حلو املتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۳ سطر ۱)

نہ حلوے میں فرق آئے نہ جلو میں حال: میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ، الخ فقط

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۳ سطر ۴)

تحقیق ہم جنسیوں کے لئے معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے۔ لیجئے میں نے ان کا حلوہ بھی بچا لیا۔ بات یہ ہے کہ میں چونکہ خود ضعیف ہوں اس لئے میں دوسروں کو بھی سہل بات بتاتا ہوں تاکہ اس پر سہولت سے عمل ہو سکے اور جس سے نہ حلوے میں فرق آئے نہ جلوے میں، نہ خلوت میں، پھر مزاح فرمایا کہ بس پیر کرے تو کم بہت کو کرے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۳ سطر ۴ وغیرہ)

مانڈے پوڑیاں مسئلہ: ہندو تہوار بولی یاد یوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلے یا پوڑی یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست ہے فقط۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۲۳ سطر ۷)

دسترخوان ہی مضمون | ایک صاحب نے دسترخوان کا ہی بدیہ پیش کیا، عذر کرنے کے بعد اصرار پر قبول فرما لیا۔ (حسن الغزیز ص ۱۵۸، سطر ۶)

ختم میں دعا کے لئے رقم | آج ایک صاحب نے مذختم میں دعا کے لئے کچھ رقم بھیجی ہے اور کوپن پر پتہ صاف نہیں لکھا، میں نے اس کو واپس کر دیا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۳۲ سطر ۲)

نذرانوں کی بھرمار اور نخل کا غلبہ | نذرانوں کی بعض چیز تو خیر ایسی ہوتی ہے کہ آتے ہی کام میں آجاتی ہے لیکن بعض چیز ایسی آتی ہے کہ سوچنا پڑتا ہے کہ آخر اس کو کیا کروں یا

کسی کو دیدی یا اگر نخل کا غلبہ ہوا، تو سنو چا، کہ اچی مفت کسی کو کیوں دوں، لاؤ بھوجی، چنانچہ بیچ کر دام کھرے کر لئے۔ (اشرف المعاملات تھانوی ص ۵۸ سطر ۴)

نوٹ:۔ کیوں جناب اس سے جڑھ کر بھی کہیں نذرانہ اندوزی کا معاملہ دیکھا جاسکتا ہے، اور پھر یہ نخل کا غلبہ کیا تھانوی صاحب کی بزرگی کا ایک ادنیٰ کرشمہ نہیں ہم نے تو یوں پڑھا ہے کہ۔۔۔ نخل ار بود زابد بحسب روبر۔۔۔ بہشتی نباشد بحکم خب۔

کھانے مفت | بحمد اللہ مجھے اس کا بہت ہی اہتمام رہتا ہے، جب تک دوسرے کا برتن واپس نہیں ہو جاتا مجھے چین نہیں آتا۔ (اشرف المعاملات ص ۶ سطر ۱۳)

تھانوی صاحب کے ہاں دولت جمع کرانے کے لئے خدا کی مصروفیات | حق تعالیٰ میرے پاس بہت کچھ بھیجتے ہیں میرے

دوست احباب کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، وہ بہت سی چیزیں بھیجتے ہیں۔ (اشرف المعاملات ص ۳۳ سطر آخر)

جو دیوبندیوں کو چندہ دینے سے روکے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس سے جہاد فرض ہے،

ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں مقام پر بدعتی لوگ اہل حق کے مدرسہ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، اور آئے دن چندہ دہندگان کو زبانی اور اشتہاروں کے ذریعے سے بہکاتے رہتے ہیں، فرمایا کہ مقابلہ کیجئے، بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۳۱ سطر ۳)

نوٹ:۔ "ان مجاہدین" کے جہاد کی اصلی غرض یہی ہوتی ہے، خواہ وہ سیاست کے رنگ میں ہو یا خدمت دین کے جیس میں، ان کا جہاد "فی سبیل اللہ چندہ" اور پیٹ پرستی کے لئے ہی ہوتا ہے۔

مقویات

مشک خالص، ماشہ زعفران ۲ ماشہ، عنبر اشہب ۱ ماشہ، سایندہ شش حب سازند و یکے ازاں ہر روز بخورند۔
(الطرائف تھانوی ج ۱۱ ص ۴۳ سطر آخر)

نوٹ :- ایسی ایسی بلائیں غرق کر جانا امت تھانوی کے زہد و بے نفسی کا خاص کرشمہ ہے۔

میں ضرور کھلاؤ خواہ کد کر و، تھانوی صا کا اہتمام شکم پروری | ایک شخص نے میری اور ان کی دعوت کی..... اس بھلے مانس

نے چاول پکوائے وہ بھی کھانے کے قابل نہیں، اب کیا کھاویں..... کہیں سے روٹی لاؤ، کھاروٹی تو نہیں پکائی میں نے کہا ہم نہیں جانتے، جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ۔ اور کہیں سے کھلاؤ، بھوکے تھوڑے ہی جائیں گے اور کھائیں گے روٹی۔ کہا کہ روٹی کہاں سے لاؤں، میں نے کہا کہ گھر میں تو نہیں، محلہ میں تو ہے، مانگ کر لاؤ گیسا مصیبت کا مارا دال روٹی لایا، خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی، میں نے مولوی محمد عمر صاحب سے بھی روٹی کھانے کو کہا مگر وہ بہت خلیق تھے کہنے لگے کہ اس کی دل شکنی ہوگی، میں نے کہا ہماری جو شکم شکنی ہوگی، الخ

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۳۰۹ سطر ۹ وغیرہ)

نوٹ :- حدیث پاک میں ہے۔ ما عاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعاما قوط (مشکوۃ ص ۳۶۲)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی بھی کسی طعام کو ناپسند نہ فرمایا، اور یہاں تھانوی صاحب نے طعام و صاحب طعام کی دل کھول کر بے عزتی کی۔ اور جرم دعوت میں گداگری کر کے پانی پیٹ خوب بھرا حالانکہ المؤمن یا کل فی معا واحد و الکافر یا کل فی سبعة امعاء (بخاری) اور مولوی محمد عمر تو خلیق تھے کہ ایسی تذلیل سے شرم کر گئے تو کیا بد خلیق کی ساری ٹھیکہ داری تھانوی صاحب کے پاس ہی محفوظ تھی؟ کیوں جناب پیٹ پرست کون؟

بزرگان دیوبند کی عیاشی | طلا رملذذہ، مشک خالص ۲ ماشہ و عطر عنبر حل کردہ شہد خالص ۲ تولہ آمینختہ طلا رملذذہ مشغول شود۔

طلار ممسک و ملذذہ | بیخ کنکر و ندہ، تخم شلغم مساوی گرفتہ باہم آمینختہ بآب دہن بر قضیب طلا کر و دہ بجماع مشغول شود، انزال نہ کنند، زن بستہ گردد۔

مقوی باہ | ہر کہ ایں معجون را در سالے خورد میتواند کہ دہ نسواں را ہر روز خورد سند گرداند۔ خود بریاں مقطرہ تولہ زردی بیضہ مرغ ۵ عدد بآب جوش دادہ روغن مادہ گاؤہ تولہ شہد ۵ تولہ بدستور معجون تیار سازند و ہر روز چار تولہ بخورند

(الطرائف تھانوی ص ۴۳ سطر ۱۶ وغیرہ)

مفرحات | بعد مغرب ایک مفرح نسخہ تجویز فرمایا، اس کو نوش فرماتے ہی سکون شروع ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۳۱۱ سطر)

نوٹ :- گویا حکیم خلیل احمد کو صرف ایسے ملازمت کے لئے مقرر فرمادیا گیا تھا، اور دس دس عورتوں کو خوش کرنے کے تجربات بھی قابل غور ہیں۔

سترہ کیسی لطیف چیز ہے مگر اس کو کھا کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پیٹ میں پتھر

سترہ

اڑ گئے۔ (افاضات ابو سعید ج، ص ۳۱ سطر ۳)

کنجری کی مٹھائی ایک رنڈی اپنی چھو کری کو جو سیانی تھی۔ اپنے ہمراہ لائی، مولانا محمد یعقوب (صد دیوبند) نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میری یہ شرکی ہے، اس کو مرض ہے اور

میری اس پر کمائی ہے، آپ دعا یا تعویذ کر دیجئے، مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا اس چھو کری کو آرام آیا، وہ مٹھائی لائی مولانا نے فرمایا رکھ دو۔ (منہضار واخ ملثہ ص ۳۲۹)

دیوبندی مولوی لوگوں سے ہدیے و چندے جمع کر کے پھر انہیں بیچ کر اپنا

کاروبار چلاتے ہیں

میرے پاس جب کوئی چیز بدیہ آتی ہے..... تو سوچا جی مفت کسی کو کیوں دیں، لاؤ بیچو جی چنا انجی بیچ کر دام کھرے کئے۔ الخ (اشرف المعاملات ص ۵ سطر ۲)

کنجریوں کا مال طیب و پاک مغنیہ اور فاحشہ کے مال میں بھی احتمال ہے کہ کچھ حلال ہو گو سبب حرام سے حاصل ہوا ہو پھر یہ سب کلام خاص اس روپیہ میں ہے

جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے۔ الخ (فتاویٰ دیوبند ج ۲ ص ۲۶۱ سطر ۱)

لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ بغیر پیشگی دیئے ہوئے اور بغیر نسبت و اشارہ کے مطلقاً خرید لیا جیسا کہ عام طور پر یہی دستور ہے، تو زمین اور ملبہ اس مال حرام کے حکم میں نہیں ہوا، بلکہ پاک اور صلال ہے، الخ

(فتاویٰ دیوبند ج ۲ ص ۱۶۵)

نوٹ :- عام طور پر یہی دستور ہے کہ تجارتی فتویٰ بھی قابل غور ہے۔

نوٹ :- کنجری کا مال کھانے کا ایک "دیوبندی مذہب کا اجمالی خاکہ" میں ملاحظہ فرمائیں

وصیت موت میں تھانوی کو فکر چندہ اندوزی میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو، وصیت کرتا ہوں کہ بیس

آدمی ملکر اگر ایک ایک روپیہ ماہواران (زوجہ تھانوی) کیلئے اپنے ذمہ رکھ لیں (تہذیب و وصیت تھانوی ص ۱۶)

رسالہ چرچ سنت و تحقیق المذاہب و بریلوی مذہب کے مؤلفین کو دعوتِ فکر

ان رسائل کے مؤلفین دیوبندی صاحبان فرماتے ہیں، کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے آخری وقت وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد نہایت اعلیٰ قسم کے کھانے غریبا کو تقسیم کرنا جس کا ثواب مجھے بخشا جاوے، دیوبندی بخیلوں کو اعلیٰ حضرت کی اس غریب پروری پر سخت غصے پر غصہ آ رہا ہے، کہ آخر جب دیوبند کے حکیم الامت صاحب نے ساری زندگی گداگری کی، بدیے، چندے بچ کر گزر کیا، اور رئیس البخلاء بھی بنے رہے، اور آخری وقت بھی لوگوں سے چندہ کی سکیم ہی پیش نظر تھی آخر سنی علماء کے پیشوا کو کیا پڑی تھی۔ کہ نہ چندے کئے نہ بدیے بچ کر کھائے، بلکہ آخری وقت بھی انفاق فی سبیل اللہ پر زور دے گئے، یعنی مارے گھٹنا مچھوٹے آنکھ، خدا کے واسطے دیں بریلوی اور کھائیں غریب اور قبض ہو دیوبندی علماء کو! کیوں حضرات! خدا کے واسطے غریبوں کو کھلانے کی وصیت کرنا پیٹ پرستی ہے، یا بیوی کے لئے چندہ کرنا؟ معاف کیجئے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ادتھے کریم تھے، ان کی مبارک زندگی میں سینکڑوں نادار ان کے خوانِ نعمت پر پتے رہے ہیں، اور بعد از وصال بھی اعلیٰ غذائیں غریبا اور مساکین کو تقسیم کی جاتی رہیں، کیا آپ حضرات کو تھانہ بھون کی خبر نہیں، کہ آپ کے حکیم الامت ہر آنے والے والے مرید سے چنے کی دال کی رکابی کے ۳۰ فی کس وصول کرایا کرتے تھے۔

ہاں تو فرمائیے حضرات کہ آپ کے تھانوی صاحب فرماتے ہیں چندہ دوا اور اہل سنت کے امام فرماتے ہیں کہ نفیس و اعلیٰ غذائیں غریب لوگوں کو تقسیم کرتے رہنا، فرمائیے کہ کون طماع اور کون سخی! کون بطن اور کون الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ پر عامل! کون یکنزون الذہب اور کون حتی تنفقوا مما تحببون کا مصداق ہوا۔

نظر باندیش کہ برکندہ عیب می نماید نہش در نظر

ع اولئک ابائی فجئنی بمثلہم

باب نهم

باب (۹) نہم

(دیوبندیت و عیسائیت کا گٹھ جوڑ)

اسلام کے دشمن انگریزوں سے دیوبندیوں کی وفاداری اور ننخواہیں

مولانا شاہ اسحاق صاحب دہلوی کی گورنمنٹ برطانیہ سے باقاعدہ ننخواہ

مولانا شاہ اسحاق صاحب کا واقعہ ہے۔ اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب گورنمنٹ انگریزی کا تسلط ہوا تو شاہ صاحب کا جو وظیفہ مقرر تھا وہ جاری رکھا گیا۔ (افاضات الیومیہ ج ۱، ص ۳۸۵ سطر ۱۳)

تھانوی کو چھ تنہا روپیہ مالاٹہ | تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ مالاٹہ گورنمنٹ سے پاتا ہے، ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۴، ص ۴۹۸ سطر ۳)

انگریزوں نے ہمیں آرام دیا | ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے، میں نے کہا کہ محکوم بنا کر رکھیں گے، کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴، ص ۴۹۸ سطر ۱۲)

انگریزوں سے جہاد حرام | مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا، کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کچھ اذیت نہیں پہنچی، اور

چونکہ ہم انگریزوں کی رعایا ہیں، اپنے مذہب کی رُو سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم کبھی شریک نہ ہوں۔ (مذہب الاسلام ص ۴۴ سطر)

دیوبندیوں کی مشہور مذہبی جماعت تبلیغی جماعت بھی انگریزوں کی تنخواہ

خوار ایجنٹ تھی

مولانا حیدر رحمان صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔

(مکالمۃ الصمدین مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی مطبوعہ دیوبند ص ۳۳ سطر ۴)

”جمیعت علمائے اسلام انگریزوں کی جماعت ہے“
 کلکتہ میں جمیعہ العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے

ایمار سے قائم ہونی ہے..... گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان (دیوبندیوں) کو کافی رقم اس مقصد کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک پیش قرار رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی، اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی، اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔

(مکالمۃ الصمدین شبیر احمد عثمانی ص ۴)

دیوبندیوں کی کانگریس جماعت بھی انگریزوں کی قائم کردہ اور باوفا

تنخواہ خوار تھی

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کانگریس کی ابتداء کس نے کی تھی اور کس طرح ہونی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ ابتداء اس کا قیام ایک وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا، اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے رنگ لاپٹی رہی۔

(مکالمۃ الصمدین شبیر احمد عثمانی ص ۴)

مولوی حسین احمد صنادیوبندی مولوی کفایت اللہ صنادیلوی اینڈ پارٹنر سب

ہندوؤں کے تنخواہ خوار ایجنٹ ہیں

اس کے بعد علامہ عثمانی نے دحسین احمد دیوبندی وغیرہ کو مخاطب کر کے، فرمایا کہ آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے پیسے لے کر کھا رہے ہیں (مکالمۃ الصمدین ص ۴)

نوٹ :- اگر یہ شہرت بالکل بے بنیاد ہوتی تو مولوی شبیر احمد صاحب جیسا دیوبندیوں کا مقبر آدمی کبھی بطور طعن ذکر نہ کرتا اور یا حسین احمد اس کا رد کرتا مگر حسین احمد نے اس کا کوئی رد نہیں کیا والسکوت فی معرض الخفاء بیدل علی الرضاء

لارڈ ہیمس فورڈ و لارڈ ریڈنگ کا وظیفہ خوار دیوبندیوں کا مشہور پیشوا اثر علی تھانوی

انگریزوں کا تنخواہ خوار ایجنٹ تھا۔

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے سلم بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہنے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیے جاتے تھے، (مکالمۃ العدرین شبیر احمد عثمانی ص ۸)

نوٹ :- اگر اس معاملہ میں کچھ بھی حقیقت نہ ہوتی تو کبھی بھی شبیر احمد صاحب اس کو زبان پر نہ لاتے، معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب انگریز پرستی کو عثمانی صاحب بھی نہ چھپا سنے، تھانوی کا بھائی اکبر علی انگریزی سی آئی آئی، میں ملازم تھا، یہ رسم اس ذریعہ ملتی ہوگی۔

انگریزوں کا ملک دارالاسلام ہے حکومت انگریزی میں رعایا پر کسی قسم کی دار دیگر

ہوئی..... اور ترجیح دارالاسلام کو دی جائے گی۔

(تذکرۃ الاخوان تھانوی ص ۹ سطر ۸۰)

نوٹ :- تنخواہ جو ملتی ہے، پھر انگریزی ایجنٹوں کو بے اطمینانی ہی کیا؟ اعلیٰ حضرت بریلوی پر حق کرنے اور اپنے آئینہ صداقت میں فساد روجی سے کراچی سے بدعت و شرک کی کوئی مارنے والے غور فرمائیں کہ انگریزوں کا تنخواہ خوار کون رہا اور اپنے سفیر آقا کی ایجنٹ کی کہ سے سب مسلمانوں کو بدعتی کا فکس نے کہا؟

سرزمین بہت میں انگریز و دیوبندی گٹھ جوڑ کا مختصر جائزہ

انگریز کے ٹوڈی دیوبندی و ملی مولویوں کی انگریز ایجنٹ اور شاملان مغلیہ سے عداوت و نفرت

سیاہ کاریاں برٹش گورنمنٹ کی تمہیدی کاروائیاں کمپنی کی ابتدائی حکومت سے ظہور پذیر ہوتی ہیں، انگریز نے جب ہندوستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے قدم رکھا تھا، تو اس وقت سر زمین ہند اسلامی شاہان مغلیہ کے ہاتھوں میں تھی، مگر بعض ہندو راجے بغاوت کا اقدام کئے ہوئے تھے، اس وقت مغلیہ بادشاہوں کو نہایت تنظیم و عسکری دفاعی امداد کی ضرورت تھی، انگریز نہایت گرگ باطن قوم واقع ہوئی ہے، انگریزوں نے جب یہ دیکھا کہ ہندوستان کے مسلمان اگر شاہان مغلیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے تو ہمارا اقتدار مرکز قائم نہیں ہو سکے گا، تو اس لئے انگریزوں نے یونینوں و ہابیوں کے ہر دوشوا سید احمد و اسماعیل کو یہ مہم سر کرنے کے لئے کرایہ پر خریدا کہ کسی طرح مسلمانوں کی توجہ شاہان مغلیہ کی امداد و معاونت سے ہٹا کر کسی دوسری طرف لگا دو تاکہ ہم آسانی سے شاہان مغلیہ کو کچل کر ہندوستان پر پورا قبضہ کر سکیں۔

اتفاقاً ان دنوں پنجاب کے بعض نواح میں سکھ شورشیں کر رہے تھے، سید احمد و اسماعیل نے انگریز کی سوچی سمجھائی اسکیم کے مطابق ہندوستان کے مسلمانوں کو سکھوں سے جہاد کا نام لے کر ان کی توجہ اس طرف مبذول کر کے اپنے ان داتا انگریز کو اسلامی سلطنت کچلنے کا پورا موقعہ مہیا کر دیا، چنانچہ دیوبندیوں کا معتبر مورخ خود رقمطراز ہے کہ:-

بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جس قدر سیف و سنان کا کام لیا تھا، اس سے زیادہ قلم اور زبان سے آپ نے کام لیا تھا، بخارا اور کاشغرا اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر و کاغان وغیرہ کے کل مسلمان امراء و رؤسا رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپ کے ساتھ شریک ہو چکے تھے، (تواریخ عجیبہ مصنفہ منشی محمد جعفر تھانی سری ص ۱۸)

شاہان مغلیہ کے زیادہ امدادی افغانی مسلمان تھے، ان کا منہ موڑنے کے لئے سید احمد و اسماعیل کو خصوصی اشارہ کیا ہوا تھا، چنانچہ مذکورہ بالا دیوبندی کتاب کے مستند حوالہ سے روشن ہے کہ ان دنوں برٹش ایجنٹوں نے سکھوں سے جنگ کا نام لے کر انگریز کی غرض پوری کر دی، اور تو یہ کام سرانجام دیا۔ اور دوسری طرف انگریز کے مخالف مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان پر جہاد کے فتوے دے دیئے۔

دیوبندیوں کے پیشوا سید احمد و اسماعیل نے پہلا جہاد مسلمانوں پر کیا

اسی زمانہ میں مغلیہ سلطنت کا حامی اور انگریزوں کا مخالف یار محمد خاں حاکم یاغستان تھا، سید احمد نے اس کی انگریز مخالفت کی وجہ سے اس کو کارفرما دے کر اس سے جہاد کیا، چنانچہ دیوبندیہ کی مائے ناز کتاب تذکرۃ الرشیدیہ میں ہے کہ:-

حضرت گنگوہی (جی) نے اسی سلسلہ میں فرمایا، کہ حافظ جانی ساکن انبیٹھ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے، بہت سی کراہتیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی و مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے، اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔

سید صاحب نے پہلا جہاد مسیٰ یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ (تذکرۃ الرشیدیہ ج ۲ ص ۳۷) اس تفریح سے صاف عیاں ہے کہ سید احمد و اسماعیل برطانیہ کے پکے پھٹے اور مسلمانوں کے دشمن تھے، اور ان کا جہاد صرف سکھوں سے ہی نہیں، بلکہ ہر اس شخص سے تھا۔ جو بھی برٹش گورنمنٹ کا مخالف ہوتا تھا، یار محمد خاں اور مسلمانوں سے جہاد انگریز کے اشارے پر تھا۔ اور دیوبندی امامان انگریز کے پولیٹیکل ایجنٹ اور مسلمانوں کے پکے دشمن تھے۔ نیز دیوبندی مؤرخین کی جہالت تو دیکھو کہ مولوی عبدالحی دہلوی داماد شاہ عبدالعزیز کو عبدالحی لکھنوی بنا ڈالا۔ اسوۃ باللہ ان اکون من الجاہلین۔

سید احمد و اسماعیل کی اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کہ انگریزوں کے ہر مخالف

سے لڑو۔

پھر ان پیٹ پرست اور دیوبندیوں کے بندوں نے صاف طور پر یہ فتویٰ بھی دے دیا کہ جو شخص بھی انگریز کی مخالفت کرے اس سے جنگ کرنا فرض ہے۔ چنانچہ دیوبندیوں کا معتبر مؤرخ میرزا حیرت لکھتا ہے کہ: ”کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے، تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے، ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح

آزادی ہے۔ بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ برطانیہ پر آئینہ نہ آنے دیں۔ (حیات طیبہ، مصنفہ میرزا حیرت ص ۲۹۶)

انگریزوں پر جہاد کرنا حرام ہے سید احمد واسما عیسیٰ کی ہدایت

مذکورہ بالا حوالہ سے واضح ہے کہ دیوبندیوں کے دونوں امام انگریز کے پھوٹے اور سرزمین ہند میں انگریزی اقتدار کرانے کے لئے جھوٹے جہاد کا ملمع بنا کر دراصل انگریزی حکومت قائم کرانا چاہتے تھے۔ اور انگریز کے ہر مخالف کو کافر اور باغی سمجھ کر اس سے جہاد فرض قرار دیتے تھے۔ اب ان کی انگریز پرستی کا دوسرا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ دیوبندیوں کا معتبر مورخ لکھتا ہے کہ

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا محمد اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رویا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔ (تواریخ عجیبہ ص ۳۲ منشی جعفر تھانی سری)

انگریز کے ظلم اور حکومت کے پھوٹے دیوبندیو! ایمان سے کہنا کہ تمہارے یہ دونوں امام جہاد فی سبیل اللہ کر رہے تھے یا فی سبیل الانگریز؟ اسی سلسلہ میں اپنے پیشوا کا ایک اور بھی فتویٰ ملاحظہ کر لیجئے۔ آپ (سید صاحب) سوانح عمری اور مکاتیب میں نیٹل سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھدے اور امانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ (تواریخ عجیبہ ص ۳۲)

یعنی سید صاحب ساری عمر انگریز کی لکڑی کرنے رہے۔ اب اور حوالہ ملاحظہ ہو۔
”ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں۔ اور خلاف اسول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گروائیں۔“ (تواریخ عجیبہ ص ۹۱)

معلوم ہوا کہ سید صاحب انگریزوں سے لڑنا اسلام کے خلاف سمجھتے تھے یعنی ان کے نزدیک انگریزی حکومت سچی اسلامی حکومت اور حکومت الہیہ تھی مزید دیوبندی فتویٰ ملاحظہ ہو۔
انگریز کی حکومت عادل اور بے ریا حکومت تھی۔

انگریز کے دیوبندی پھوٹوں نے یہیں تک جبر نہیں کیا، بلکہ حرام خوری کے طمع میں انگریز کی ظالم حکومت

کو عادل حکومت یقین کیا گیا ہے۔ دیکھیے۔

پنجاب میں اس وقت ایک ایسی عادل اور بے ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے کسی طرح مخالفت جائز نہیں۔
(تواریخ عجیبہ ص ۲۲۳)

سید احمد واسماعیل نے انگریزی حکومت کا سگہ جمایا۔

جب کبھی مسلمانوں کے جذبات انگریزوں کے خلاف ابھرتے تو یہ دونوں دیوبندیوں اور وہابیوں کے امام ان کو ہدایت کر دیتے کہ

- (۱) صرف بادر ازمویاں جو بیان مقابلہ ایم نہ با کلمہ گویاں واسلام جویاں ونہ با سرکار انگریزی۔ (تواریخ عجیبہ ص ۲۲۳)
- (۲) نہ با سرکار انگریزی مخالفت داریم ونہ بیچ راہ منازعت۔ (تواریخ عجیبہ ص ۲۲۴)
- (۳) بھلا مسلمانوں (سید احمد واسماعیل) کو گورنمنٹ انگلش سے کیوں سروکار ہونے لگا تھا۔
(جہات طیبہ ص ۳۰۱)

سید احمد انگریزوں کا حامی تھا اور انگریزی حکومت کو عادل حکومت اور رشک

چمن سمجھتا تھا

دیوبندی فرقہ کے پیشواؤں نے ظالم انگریزی حکومت سے نفرت پرستی کر کے جوان کے راگ گائے ہیں خود دیوبندیوں کی عبارت ملاحظہ ہوں۔

ڈاکٹر منٹر صاحب اور دوسرے متعصب مولفوں نے سید صاحب سے خیر خواہ اور خیر اندیش سرکار انگریزی کے حالات کو بدل بدل کر مخالفت کے پیرایہ میں رکھا ہے۔
(تواریخ عجیبہ ص ۲۲۴)

اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ سید احمد انگریزوں کا پٹھو خیر خواہ اور خیر اندیش تھا۔ مزید ملاحظہ ہمارے عادل سرکار (انگریزی) کے قبضہ میں آگئی۔
(تواریخ عجیبہ ص ۱۸)

آپ (سید احمد) کو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپ کے ہاتھوں پر فتح ہو کر پشاور سے تادریائے ستلج مثل ملک ہندوستان رشک افزائے چمن ہو جائے گا۔ (تواریخ عجیبہ ص ۱۸)

ملک ہندوستان اس وقت انگریزوں کے قبضہ میں تھا تو سید صاحب کو گویا شیطان یہ بھی الہام کرتا تھا کہ ملک ہندوستان رشک چمن ہو چکا ہے۔ کیونکہ اسلامی شایان مغلیہ کو قتل و غارت کر کے

شیطان اور دیوبندیوں کا آقا انگریز اس پر قابض ہو چکا تھا۔

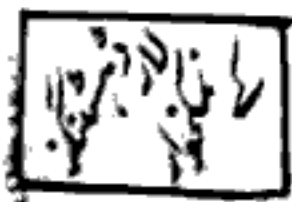
دیوبندی انگریز کی مخالفت کرنے والوں کو باغی تصور کرتے ہیں۔

جن مسلمانوں نے دیوبندیہ و انگریز کی ظالمانہ حکومت کے خلاف جہاد کیا۔ ان کو دیوبندی باغی کہتے ہیں دیکھو دیوبندیوں کی مایہ ناز کتاب تذکرۃ الرشید میں ہے کہ

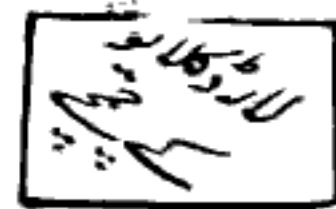
بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحم دل گورنمنٹ (برطانیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۷۱) اب ناظرین کرام ان دیوبندیوں کا یہ فتویٰ ملاحظہ کر لیں کہ کمپنی جب اپنے خطرناک عزائم سے مسلمانوں کو کچل رہی تھی۔ دیوبندی اسے رحم دل حکومت اور انگریزوں کے مخالف مسلمانوں کو باغی قرار دیتے ہیں، مزید ملاحظہ ہو۔

جب بغاوت و فساد کا قصہ فرد ہوا۔ اور رحم دل گورنمنٹ (انگریز) کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں (جنگ آزادی والوں) کی سرکوبی شروع کی، (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۷۱)

دیوبندیوں کے امام سید احمد و اسماعیل کا سب سے پہلے ظالم حاکم لارڈ ہسٹنگ



سے گٹھ جوڑ



انگریزوں نے جب پہلا قدم ہندوستان میں رکھا ہے، تو اس نے سب سے پہلے دیوبندیوں اور وہابیوں کے مولویوں کو ایجنسی و دلالی کے لئے مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ انگریز کے مخالف مسلمانوں کو انگریز کا غلام بناتے تھے، دیکھئے دیوبندی وہابی مصنف خود لکھتا ہے۔

لارڈ ہسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاریوں سے بہت خوش تھا، دونوں شکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خان لارڈ ہسٹنگ اور سید احمد صاحب، سید احمد صاحب نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔

(حیات طیبہ ص ۲۹۳)

(یعنی لارڈ ہسٹنگ کا غلام بنایا تھا)

انگریز کی حکومت قائم کرنے کے بعد سید احمد کو شیطانی الہامات

سید احمد وغیرہ وہابیوں نے جہاں پرش کی ایجنٹی کر کے مسلمانوں کو انگریز کا پٹھو بنایا تھا، وہاں اس نے اپنے سفید آقا کے لئے جھوٹے الہام گھڑنے کی بھی پوری کوشش کی تھی، ایک الہام ملاحظہ ہو۔
 وعدہ فتح پنجاب کے الہام کا آپ کو ایسا وثوق تھا کہ آپ ان کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر مکتوبات میں لکھا کرتے تھے..... کہ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی۔
 (تواریخ عجیبہ ص ۱۸)

پھر یہ شیطانی الہام کس طرح پورا ہوا۔ ملاحظہ ہو۔

سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لائبرل قوم کے ہاتھوں میں آگئی، جس کو ہم (ہم نہاد) مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں، اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور میں آئی۔ (تواریخ عجیبہ ص ۱۸)
 اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ سید احمد نے سکھوں سے جنگ اسلام کے لئے ہرگز نہیں لڑی تھی، بلکہ انگریزوں کا قبضہ کرنے کے لئے یہ سب پاڑے بیلے تھے،

سکھوں سے جنگ کرنے سے سید احمد اسماعیل کی غرض انگریزی حکومت کو

مضبوط کرنا تھا

مذکور بالا عبارت سے واضح ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا ہی انگریزوں کے غلام اور ایجنٹ تھے، اور سکھوں سے صرف اس لئے لڑے کہ دیوبندیوں کا سنہری آنکھ والا داتا ہندوستان پر آسانی سے قابض ہو سکے اس کے متعلق دیوبندی مؤرخین کا واضح فیصلہ ملاحظہ ہو۔

وہ (سید احمد) اس آزاد عملداری (انگریزی حکومت کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے) (تواریخ عجیبہ ص ۱۸)

انگریزی مقبوضہ جات سے وہابیوں کو خوب چندہ ہوتا تھا۔

ان اسلام کے غداروں اور ضمیر فروشوں، بندگانِ شکم جو ان زمانہ انگریز کے آلہ کاروں کو چندہ بھی انگریزی حکومت سے ہی ہوتا تھا۔

چندہ جمع کرنے والوں کا دارالخلافہ پٹنہ کو سمجھنا چاہیے، جہاں سب سے زیادہ گرم جوشی سے

چندہ جمع ہوتا تھا۔ اور بنگالہ کا ایک حصہ (انگریزی مقبوضہ) اپنی جان اور دھن قربان کرنے

(حیات طیبہ ص ۲۹)

کو آمادہ تھا۔

سید احمد کو انگریزی حلقہ سے سات ہزار روپیہ کا دلالی کمیشن

مولوی محمد اسحاق سید احمد کا درمیانی دلال تھا۔ وہ حامیان برٹش سے روپے لے کر سید احمد کو پہنچایا کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

اس وقت ایک ہندوی سات ہزار روپیہ کی جو بندریہ ساہوکار ان دہلی مرسلہ مولوی اسحاق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی، ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری بحق مدعی بحال رہا۔
(تواریخ عجیبہ ص ۸۹)

دیوبندیوں کے پادری سید احمد کو انگریز سامان خور و نوش پہنچاتے تھے۔

سید احمد انگریزوں کا آلہ کار اور کمپنی کا ایجنٹ تھا۔ کہ انگریز اس کے ہر قسم کے خور و نوش کا خود انتظام کرتے تھے، ملاحظہ ہو۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں، انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا، اور مزاج پر سی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کرائے تھے کہ آپ کی اطلاع کریں، آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں، یہ اطلاع پا کر میں غروب آفتاب تک کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے تبرنوں میں منتقل کر لیا جائے اور کھانے کے قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا، اور انگریز تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد مسند ابوالحسن ندوی ج ۱ ص ۱۹)

دیوبندیو! خدا را ایمان سے بتاؤ کہ اگر سید صاحب انگریز کمپنی کے ایجنٹ اور پکے ٹوڈی کو مخصوص آلہ کار و برٹش کے فضلہ خوار و دل پسند کارندے نہ تھے، تو یہ انگریز تین روز سے انتظار کیوں کرتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے پیشوا انگریز کے ایسے خاص الخاص ایجنٹ تھے کہ لارڈ جسٹنگ وغیرہ نے

سب انگریزوں کو اپنے ایجنٹ کا خیال رکھنے کی ہدایت کی ہوئی تھی۔

سید احمد انگریزوں کی مرضی سے بے تاج بادشاہ بنا۔

سید احمد واسماعیل سے اس قدر خوش تھے کہ۔

حلقہ الہ آباد میں جو مسلمان سپاہی مختلف خدمات پر متعین تھے، اور تین سو کی آمدادیں تھے انہوں نے انگریز قلعہ دار کی اجازت سے حضرت کو قلعہ میں تشریف لانے کی اجازت رخصت وہی شہ نشین پر جو سلاطین سابق کی تخت گاہ تھی آپ کو بٹھایا اور بڑے خلوص و اعتقاد کے ساتھ بیعت کی۔

(سیرت سید احمد ج ۱ ص ۱۹۶)

انگریزی حکومت کے فروغ میں سید احمد کا دعویٰ علم غیب

سید احمد نے پنجاب کا علاقہ سکھوں سے چھڑا کر انگریزوں کو دینے میں جہاں سب پاپڑ بیٹے تھے وہاں اپنے ساتھیوں کو قطعی بہشتی بنایا کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہیں کہ روز سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عطا کی ہے کہ میں دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی اس وقت مولوی صاحب موعوف نے پوچھا کہ حضرت میں کس فریق میں ہوں آپ نے فرمایا کہ تم تو شہید ہو۔

(تواریخ عجیبہ ص ۹۴)

حالانکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دیوبندیوں کا یہ ناپاک عقیدہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو، (معاذ اللہ)

(تقویت الایمان ص ۲۲)

انگریزوں کا ایجنٹ سید احمد میدان جنگ سے مفروز ہو گیا تھا۔

ہم اپنی اسی کتاب کے ابتداء میں سید احمد کے حالات میں مولوی اشرف علی صاحب کی تحریر سے ثابت کر آئے ہیں کہ سید احمد جنگ میں نہیں مارا گیا، بلکہ وہ مفروز ہو گیا تھا۔ اور وہ ابھی تک زندہ ہے۔ (نمود بالہم) اب دیوبندیوں کے مایہ ناز مولوی گنگوہی کی عقل مبارک کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔

منشی محمد براہیم صاحب نے کہا کہ سید صاحب تیرہویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے

تھے اور اب شیعہ میں ممکن ہے کہ حیات ہوں۔ انہوں نے جب لفظ ممکن کہا تو حضرت امام ربانی
 رشید احمد نے ارشاد فرمایا، بلکہ ممکن ہے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۷)

اب ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا، کہ سید احمد کو شہید قرار دے کر اپنی کتاب کو سیرت "سید احمد شہید" لکھنے
 والے جھوٹے ہیں۔ یا گنگوہی صاحب؟ مگر اتنا ضرور معلوم ہوا کہ سید احمد ضرور ہوئے شہید نہیں ہوئے اور
 اسماعیل دہلوی مسلمان پٹھانوں کو بدعتی کا فر کہنے کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاتھوں ختم ہوئے۔

گنگوہی کی جہالت کا بھانڈا پھوٹ گیا | ناظرین کرام! دیوبندیوں کے محدث و امام کی
 علمدانی بھی دیکھئے کہ امام ربانی نے ارشاد فرمایا

بلکہ ممکن ہے۔ میزان الصرف وغیرہ پڑھنے والے طالب علم جو کہ مزید کے بابوں کے متعلق یہ پڑھا کرتے
 ہیں۔ کہ اگر ادا معنی اسم تفضیل مقصور باشد لفظ اشد بر مصدر منسوب زیادہ کنند الخ۔ وہ طالب علم خاص
 طور پر گنگوہی جی کی علمیت کی داد دیں گے، جنہوں نے ممکن کا اسم تفضیل ممکن بنا ڈالا۔ یہ دیوبندی
 کے امام اکبر کی علمی لیاقت ہے۔ اور اس کی تصدیق کرنے والے میرٹھی اور انبیٹھی و محمود حسن دیوبندی
 کیسے اجہل گھامڑ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ

ایں خزانہ تمام جہال است پلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

دیوبندیوں و انگریزوں کا مولوی رشید احمد گنگوہی بھی انگریزوں کا پکا وفادار

سلام تھا

دیوبندیوں نے اپنی مجاہدانہ شان بنانے میں جن جھوٹی حکایتوں سے عوام کو دھوکہ دیا ہوا ہے کہ
 ہم انگریزوں کے مخالف تھے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے دیکھئے دیوبندیوں کا سب سے بڑا مولوی رشید
 احمد گنگوہی مہتمم مدرسہ دیوبند خود اقراری ہے کہ میں برٹش سرکار کا بندہ بے دام ہوں دیوبندی شہید
 ملاحظہ ہو خود مولوی رشید احمد گنگوہی کہتا ہے کہ۔

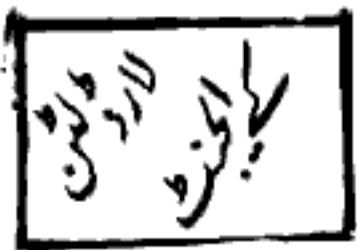
جب میں حقیقت میں سرکار برٹش کا فرمانبردار ہوں، تو جھوٹے الزام سے میرا بال بیکانہ ہو
 گا۔ اور اگر مارا بھی گیا، تو سرکار برطانیہ مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۲۷)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی صاحب اپنی موت و حیات کا مالک و مختار انگریز

کو سمجھتا ہے۔ دیوبندی مولوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کسی چیز کا بھی مالک و مختار نہیں سمجھتے۔ (تقویۃ الایمان) مگر انگریز کو مالک و مختار سمجھتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرما دیں، ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین، مگر دیوبندی اپنے حیات و ممات انگریز کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

دیوبند کے دنوں مہتمم محمد قاسم درشید احمد انگریزوں کی نمک حلائی میں مسلمانوں



کو کافر کہہ کر ان سے جہاد کرتے تھے۔

مدرسہ دیوبند کی بلند و بالا عمارتیں بھی انگریزی زرفشانی سے ظہور پذیر ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ سب دیوبندی مولوی انگریز کے ٹوڈی و نمک خوار تھے اور دیوبندی و مرزائی مذہب کی ترقی میں انگریزوں کا از حد فائدہ تھا۔ کیونکہ یہ دیوبندی مرزائی۔ انبیائے کرام علیہم السلام و حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کر کے مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بناتے تھے۔ اور گنگوہی و محمد قاسم صاحبان ان مسلمانوں کو جو انگریزوں کے مخالف تھے کافر و مشرک و بدعتی قرار دے کر ان سے خود بھی جنگ کرتے، اور سب دیوبندیوں سے انگریز کے لئے جنگ کراتے تھے۔ دیوبندی معتبر کتاب کا حوالہ ملاحظہ ہو لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (درشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم ناتوی اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی الامداد اللہ صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے۔ کہ بند و چھیوں (مجاہدین آزادی) سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزمائش تھی (الی قومہ) بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اہل پہاڑ کی طرح پراچھا کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگریزی) پر جان نثاری کے لئے تیار ہو گیا، اللہ رے شجاعت و جواں مردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں (انگریز) کے چند فقیر ہاتھوں میں تلوار لئے جم غفیر (اہل اسلام) بند و چھیوں کے سامنے ایسے جھے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے۔ (انگریز کے نمک حلال جو تھے)

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۵۵۷)

کیوں حضرات؟ یہ جان نثاری کیا کم جہاد تھا۔ یہ ہے مجاہدین دیوبند کا مقصد جہاد کہ جو انگریزوں کا مخالف ہو، وہ بدعتی ہے، مشرک ہے، کافر ہے، سب کو قتل کر دو، مگر سفید آقا کے رو

رنگ پر غبار تک نہ آنے دو۔

انگریزوں کے وفادار دیوبندی مولویوں کی تعریفیں اور مدرسہ دیوبند کو انگریزی رقوم کے تحفے

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ دیوبندیوں کے بانی علما انگریزوں کے خاص پھوٹے چنانچہ ۱۸۵۷ء میں سلطان بہادر شاہ ظفر خیزل نجات خاں شاہ احمد اللہ شہید مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مولانا رضا علی خاں بریلوی مولانا فضل حق خیر آبادی و دیگر مجاہدین نے جو جنگ آزادی انگریزوں کے خلاف لڑی تھی اس جنگ میں دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی نے انگریزی ملک حلالی میں مجاہدین اسلام سے جنگ کی اور انگریزی اقتدار سجال کر کے ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان ختم کرنے کے لیے پوری جدوجہد کی تھی مدرسہ دیوبند کا قیام اور اس کی بلند و بالا عمارتیں بھی انگریزی روپیہ سے نہیں چنانچہ خبر دیوبندیوں نے کسی دفعہ اپنے آقا انگریزوں کو اپنے مدرسہ دیوبند میں دعوتیں دیں ان کے خطبے پڑھے تعریفیں کیں اور انگریزوں سے روپے وصول کئے مدرسہ بنایا چنانچہ ہندوستان کا مشہور گورنر سر جیمس دیوبندی مولویوں کی دعوت پر ۱۹۱۵ء میں مدرسہ دیوبند میں وارد ہوا تو مہتمم مدرسہ مولوی محمد احمد نے اس کو اپنا مربی، کرم فرما، بندہ نواز، آقا و مولا کے الفاظ سے آؤ بھگت کی، مدرسہ کے دارالحدیث میں اس دشمن اسلام انگریز کو جمع جوتے بٹھایا گیا، اس نے اپنے قدیمی غلام دیوبندی مولویوں اور مدرسہ دیوبند کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا اس کی طویل تقریر کے چند حصے ملاحظہ ہوں چنانچہ گورنر سر جیمس نے کہا کہ۔

میں اویسی کی تہ دل سے قدر و منزلت کرتا ہوں کہ آپ ثابت قدمی سے محض مذہبی درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں، اور انتظامی مباحثات اور ان امور سے محترز رہتے ہیں جن سے اس ملک کے حکام کو کوئی دشواری پیش آئے۔

پھر آگے چل کر جیمس نے کہا کہ۔

آج کل دنیاوی لوگوں کا میلان تین امور ناقص کی طرف ہے اول یہ کہ لوگ بلا لحاظ عقلی اور راحت دائمی کے رات دن حصول دولت دنیا میں مصروف رہتے ہیں اور تمام عقل اسی کام میں صرف کر دیتے ہیں، دوسرا امر یہ کہ لوگ ظاہری زیب و نام نہود کی طرف مائل رہتے ہیں، اور روحانی آداب سے لے

کوئی حصہ اپنے وقت کا باقی نہیں رکھتے۔

تیسرے یہ کہ بعض لوگ مذہب کے پردہ میں تعصب کا برتاؤ کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہندو نصاریٰ سے لوگوں کے ذہن نشین کریں کہ خداوند عالم کی نظر میں سب بندے یکساں ہیں۔ وہ نفاق پھیلاتے ہیں۔

راہ آشتی را نگرند پیش

آپ نے اپنے سپاسنامہ میں یہ فقرہ سب سے زیادہ موثر تحریر کیا ہے کہ آپ اون تین امور سے اجتناب کلی رکھتے۔

پھر آگے چل کر گورنر جمیس کہتا ہے کہ:

آج میں آپ سب سے ملا اور مجھے یہ عیتیں دلانے کا موقع ملا کہ گورنمنٹ آپ کی اور اس مدرسہ کی نہایت وقعت اور منزلت کرتی ہے۔

پھر اس نے مدرسہ دیوبند کو خصوصی روپیہ دینے کا اعلان کیا کہ

میں یہ نہیں کہتا کہ دنیاوی طریقہ سے آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں مگر آپ خوب یقین کیجئے کہ جس وقت آپ خواہش کریں گے تو میں مدد دینے کی کوشش کروں گا۔

(سہفت روزہ "المشر" مراد آباد ۸ مارچ ۱۹۱۵ء ص ۱)

پھر اس کے بعد انگریزوں نے ایک لاکھ چار ہزار روپیہ بوساطت نواب عبدالصمد دے کر اپنے ملک حلال دیوبندی مولویوں کو خوب نوازا۔ چنانچہ المشر میں یہ خبر شائع ہوئی کہ:

تمام ہوا خواہان دارالعلوم اس خبر مسرت اثر کو کمال طمانیت قلب سے سنیں گے کہ حضور نواب لفتنٹ گورنر صوبہ متحدہ کی شریف آوری دارالعلوم کی خوشی میں عالیجناب نواب عبدالصمد خان صاحب رئیس ہتھاری نے اپنی انتہائی دریاہی اور فیاضی کو کام فرما کر مبلغ چار ہزار روپیہ لفتنٹ دارالعلوم کو عطا فرمائے اور مبلغ ایک لاکھ روپیہ خود اپنی ذات و نیز تعلقہ داران بلند شہر و علی گڑھ سے فراہم کر کے دارالعلوم کو دینے کا وعدہ فرمایا۔

(اخبار المشر مراد آباد۔ ۲۵ مارچ ۱۹۱۵ء ص ۱)

انگریزوں کی دیوبند نوازی پر دیوبندیوں نے خوب شادیانے بجائے۔ چنانچہ اخبار المشر لکھتا ہے کہ:

ہزار سہ جمیس مسٹن بالقابہ کی شریفانہ برتاؤ اور رعیت پروری کو معاملہ مسجد کانپور کے ایام میں بالکل غلط خیالات کی بنا پر بہت کچھ مشتہ نظر دوس سے دیکھا گیا اور عام مسلمانوں کے خیالات میں

بہت کچھ تذبذب پیدا کیا گیا مگر نبرائے نے اپنی کوہ وقار غنی اور تدبیر کی بدولت کمال استقلال کے ساتھ ان حالات پر جو پیش آئے تھے غالب آنے کی کوششیں کی اور وہ ہمیشہ نیک نیتی سے مناسب مواقع پر مناسب فیاضیوں کے اظہار سے رعایا میں ہر دلخیزی حاصل کرتے رہے چنانچہ اکثر تقریریں ان کی دلی ہمدردانہ خیالات کی ترجمانی کرتی رہی ہیں گزشتہ ایام میں جناب ممدوح نے دارالعلوم دیوبند میں قدم رنجہ فرما کر جن حوصلہ افزا خیالات کا اظہار کیا وہ ہم مسلمانوں کے واسطے بہت کچھ طہانیت قلب کا باعث تھا۔

("المشیر" مراد آباد ۲۵ مئی ۱۹۱۵ء ص ۳۳ کالم نمبر)

نوٹ :- یہ اخبار "المشیر" مدرسہ دیوبند کا خصوصی پروپیگنڈا اخبار تھا اور اس کا ایڈیٹر ابوالفضل مولوی فضل حسین مراد آبادی دیوبندیوں کا خصوصی مبلغ تھا۔ اخبار "المشیر" کے ان بیانات سے بخوبی واضح ہے کہ دیوبندیوں کا یہ محض جھوٹ ہے کہ دیوبندی انگریزوں کے مخالف رہے بلکہ پہلے سب دیوبندی انگریزوں کے گچھے تھے بعد کے ایک دو دیوبندیوں مولوی محمود الحسن اور حسین احمد اور عطار اللہ شاہ نے بھی انگریزوں کی مخالفت ہندوستان میں کانگریس و ہندو راج قائم کرنے اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انگریز مدرسہ دیوبند کی خصوصی قدر کرتے تھے کیونکہ یہیں سے اسلام کے نام پر عیسائی یہودی و قار و اقتدار کی تبلیغ ہو گئی تھی اور مسلمانوں کو بدعتی مشرک کہہ کر کافر بنا کر ہندوؤں کی غلامی کا حق ادا کیا جاتا اور پتہ چلا کہ مدرسہ دیوبند کی بلند وبالا عمارتوں میں انگریزی روپیہ خصوصی کارگر تھا۔

مدرسہ دیوبند پر انگریزوں کی خاص نظر کریم مہتمم مدرسہ مولوی محمد احمد کو شمس العلماء

کے خطاب سے نوازا گیا

یکم جون کو جو فہرست اعزات منجانب گورنمنٹ شائع ہوئی ہے اس میں حضرت مولانا مولوی حاکم محمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خطاب شمس العلماء کے ساتھ ممتاز کیا گیا ہے گورنمنٹ کی جانب سے جو کچھ عزت افزائی سارے ہندوستان کے واحد اسلامی اور مذہبی مرکز کے راجہ روان کی گئی ہے اس پر اظہار تشکر و سپاس گزاری ہمارا فرض ہے۔

(ہفت روزہ "المشیر" مراد آباد ۲۵ جون ۱۹۱۵ء ص ۳۳)

لارڈ جمیسفورڈ و لارڈ ریڈنگ کے نمک خوار ایجنٹ

دیوبندیوں کا مولوی اشرف علی تھانوی انگریزوں کا پکا تنخواہ خوار ایجنٹ تھا۔

ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں، کہ تمام کے تمام دیوبندی تبلیغی جماعت والا مولوی الیاس دہلوی اور حسین احمد دیوبندی و کفایت اللہ وغیرہ سب انگریز کے تنخواہ خوار ایجنٹ تھے، دیوبندی مایہ ناز مولوی اشرف علی کے انگریز می تنخواہ خوار ایجنٹ ہونے کے متعلق دیوبندیہ کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کا واضح بیان خود دیوبندیوں کی معتبر کتاب سے پھر ملاحظہ کیجئے۔ مولوی شبیر احمد کہتا ہے کہ

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان (تھانوی جی) کو چھ سو روپے ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے، اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے، کہ مولانا تھانوی کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے، مگر حکومت ان کو ایسے عنوان سے دیتی تھی، کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گذرتا تھا، اب اسی طرح اگر حکومت مجھے یا کسی شخص کو استعمال کرے، مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اسے استعمال کیا جا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شرعاً اس میں ماخوذ نہیں ہو سکتا۔

(مکالمۃ الصمدین شبیر احمد مطبوعہ دہلی، ص ۱۱۱)

اس عبارت میں مولوی شبیر احمد صاحب نے صاف اقرار کیا ہے کہ انگریز مولوی اشرف علی کو ایجنٹی میں استعمال کرتا تھا، اس کی تائید میں مولوی شبیر احمد صاحب جو دل چاہے بنائیں، مگر معاملہ صاف ظاہر ہے کہ دیوبندیوں کا سب آدے کا آواہی انگریز کا قائم کردہ ایک انگریزی ادارہ تھا اور یہ لوگ مسلمانوں کو بدعتی مشرک بھی انگریزوں کے اشارے پر کہتے آئے ہیں اور دیوبندیوں کی کفر ساز فیکٹری کا اصل مؤسس لارڈ ہڈنگ اور مسلمانوں کا دشمن ماؤنٹ بیٹن تھا۔ جنہوں نے تقسیم ملک میں بھی مسلمانوں کی قسمت ایک آباد حصہ دیوبندیوں کے بزرگ گاندھی کی نذر کر دیا اور وہ عنوان مسٹر امیر علی برادر خور دستھانوی ملائم C. I. O. ہو گا۔

پاکستان کی بنیادی دشمن دیوبندی جماعت جمعیتہ العلماء ہند کی پاکستان میں خفیہ

سرگرمیاں دیوبندیوں کی مروجہ جمعیتہ العلماء اسلام پاکستان کی دشمن جماعت ہے

لاہور میں شائع ہوا تھا۔ بلفظہ درج ذیل کرتے ہیں۔

لاہور میں شائع ہوا تھا۔ بلفظہ درج ذیل کرتے ہیں۔

اور

لاہور میں شائع ہوا تھا۔ بلفظہ درج ذیل کرتے ہیں۔

دیوبندیوں کی جمعیتہ العلماء ہند پاکستان کی بدترین دشمن اور پاکستان کو معرض وجود میں لانے والے دوقوی نظریہ کی شدید ترین مخالف جماعت ہے، پاکستان کے دیوبندی ابھی تک اسی نظریہ کے مطابق پاکستان میں رہ کر بھی جمعیتہ العلماء ہند کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، چنانچہ انہوں نے بدنامی سے بچنے کے لئے اسی جمعیتہ العلماء ہند کی یہاں شاخ قائم کر کے اس کا نام جمعیتہ العلماء اسلام رکھ کر پاکستان کی بیخ کنی کا کاروبار شروع کر رکھا ہے، اس معاملہ کی تصدیق کے لئے ہم مفتی محمد شفیع دیوبندی کے ایک واقع اسرار دیوبندی کا بیان جو کہ اظہار حقیقت کے عنوان سے روزانہ نوائے وقت لاہور میں شائع ہوا تھا۔ بلفظہ درج ذیل کرتے ہیں۔

اظہار حقیقت

مکرمی! نوائے وقت (۱۰ اپریل) میں مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی کا ایک انٹرویو شائع ہوا تھا۔ جس میں موصوف نے اپنی جمعیتہ العلماء کانگریسی علماء کو جمعیتہ العلماء ہند کی پاکستانی شاخ کہا ہے کچھ عرصہ ہوا اس شاخ میں ایک مسئلہ پر شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا، تو بھارت سے دارالعلوم دیوبند کے قاری محمد طیب نے پاکستان تشریف لاکر اس شاخ میں مصالحت کرائی تھی۔ اگر اس جمعیتہ کا اصل جمعیتہ العلماء اسلام سے کوئی تعلق ہوتا تو اس اخلاقی مسئلہ کو سلجھانے کے لئے مولانا مفتی محمد شفیع سے رجوع کیا جاتا مارشل لا اٹھنے کے بعد جب سیاسی پارٹیاں بحال ہوئیں تو اس بارہ میں مولانا مفتی محمد شفیع سے ملتان کے مفتی عبدالرحمان کوڑگا نوی نے مشورہ طلب کیا تھا، اس کے جواب میں مفتی صاحب نے جو جواب لکھا تھا، وہ ہفت روزہ سیر و سفر ملتان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا تھا۔ میں اس مکتوب گرامی کا متعلقہ حصہ من و عن نقل کر رہا ہوں۔ قارئین حق انصاف سے سوچیں کہ موجودہ جمعیتہ العلماء کا اصل جمعیتہ العلماء اسلام سے کیا تعلق ہے مولانا مفتی محمد شفیع نے لکھا تھا، کہ "موجودہ جمعیتہ العلماء وہ ہے جو اصل مرکزی جمعیتہ العلماء اسلام سے علیحدہ ہو کر ایک نئے انداز سے کھڑی ہوئی تھی، اس کے شرکاء، عموماً

وہ لوگ ہیں جو پاکستان کے نظریہ سے ہمیشہ مختلف رہے اور ہمیشہ جمیعتہ العلماء اسلام کے خلاف جمیعتہ العلماء ہند سے وابستہ رہے۔ مارشل لا اٹھنے کے بعد ہم نے مرکزی جمیعتہ العلماء اسلام کو اپنے خاص انداز کی وجہ سے دوبارہ منظم نہیں کیا نئی جمیعتہ العلماء کی طرف سے ایک نئی تنظیم ہو رہی ہے، میرا یا، رفقا، جمیعتہ العلماء اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں، میرا اس نئی تنظیم سے اس وقت تک واسطہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اس کو از سر نو تشکیل کر کے صحیح مقاصد کے لئے استعمال نہ کریں اس وقت تک اس میں میری شرکت کا بھی کوئی امکان نہیں، محمد شفیع عفی عنہ کراچی نمبر خیر المدارس نزد گیان تھلہ، ملتان پتہ ۲۷۵ اظہار الحق۔

دیوبندیوں کی نام نہاد جماعت اسلامی کا امیر مولوی مودودی صفا امریکہ کا ایجنٹ ہے

مطالبہ دستور اسلامی تمام جماعتوں کا مطالبہ ہے مگر نظام اسلامی کی آڑ لے کر مسلمانوں کے محبوب ملک پاکستان کو جو کہ ہزاروں قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی جڑیں کھوکھلی کرنا اور ابھی تک اس کو سیاسی چال ہی بتانا مودودیوں کی اصل غرض یہی ہے چنانچہ مودودی ابھی تک صاف لکھ رہے ہیں کہ وہ جو لوگ پاکستان کے مخالف تھے وہ پاکستان زندہ باد کے دل فریب نعروں کے متعلق جب یہ کہتے تھے کہ یہ فریب ہے، سیاسی چال ہے، تو کیا وہ غلط کہتے تھے؟ (یعنی سچ کہتے تھے)

(ترجمان القرآن، جمادی الآخر، ۱۳۷۳ھ)

پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل تو دیوبندیوں مودودیوں کی پاکستان دشمنی ظاہر ہی ہے مگر اب پورے نو سال گزرنے کے بعد بھی پاکستان کی دشمنی کرنا اور اسے سیاسی چال بتانا یہ دیوبندی مودودیوں کا ہی کارنامہ ہے، یہ کیوں ہو رہا ہے اس کے متعلق اگر ہم اپنی ہی طرف سے کسی امر کا اظہار کریں، تو دیوبندی مودودی صاحبان ہم پر بدعتی اور مشرک ہونے کا فتویٰ صادر فرما دیں گے۔ اس لئے تحقیقاتی عدالت لاہور میں وکیل ندیر احمد کی زبانی سن لیجے، چنانچہ مودودیت کے مبلغ ایک ہندوستانی اخبار کا عنوان اور اقرار

مولانا مودودی کو امریکہ سے مالی امداد پہنچتی رہی ہے۔

یہ عنوان قائم کرنے کے بعد مدیر اخبار لکھتے ہیں۔

لاہور ۲ نومبر ۱۹۵۳ء۔ پنجاب میں قادیانی دشمن کے ہنگامہ کے متعلق تحقیقات کرنے والی

عدالت کے سامنے بیان دیتے ہوئے جرح کے جواب میں خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ میرے پاس یہ کہنے کے لئے کافی وجوہ ہیں کہ جماعت اسلامی کے لیڈر مولانا (ابوالاعلیٰ) موڈی کو امریکہ سے مالی امداد ملتی تھی جب عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ وہ امریکی ذرائع کون سے ہیں جو مولانا موڈی کو امداد دیتے ہیں۔ خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔

(اخبار قومی آواز لکھنؤ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۵۲ء جلد ۸ پرچہ نمبر ۲ ص ۲۷ کا لم ص ۷)

یہ اس وکیل کی شہادت ہے جس کی یہ کاروائی لاہور میں موجود ہے ناظرین کرام اس کو بار بار پڑھیں اسلام کے غدار اور انگریزوں کے ایجنٹوں دیوبندیوں مودودیوں کے پس پردہ معاملات کا خود اندازہ فرمائیں

نتیجہ ظاہر ہے

کہ دیوبندی مذہب کے یہ سب مولوی انگریزی ایجنٹ تھے، اور اپنے برطانوی داتا سے فیس وصول کر کے ہی دنیا سے اسلام کو بدعتی و مشرک کہہ کر اپنے سفید آقا کو خوش کرتے تھے مذکورہ الصدر حوالہ جات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دیوبندی فتنہ صرف انگریزوں اور ہندوؤں کی ہی ایجاد کردہ ایک لعنت تھی، اور ان دیوبندیوں نے محض فریب کاری سے اپنے کو انگریزوں کا مخالف ظاہر کر کے اس پروپیگنڈہ سے عوام کے سامنے اپنی جھوٹی شخصیت بحال رکھنے کے لئے یہ ایک سٹنٹ بنایا ہوا تھا۔ کیونکہ اگر وہ کھلم کھلا انگریزوں کو سجدہ کر کے یہ فریب نہ دیتے تو ہندوستان میں ان کا مشن شائع ہونا مشکل تھا، جہاں انگریزوں نے قادیانی کذاب کو اپنا ایجنٹ مقرر کیا ہوا تھا، وہاں مسلمانوں کو بدعتی کا فرکینے کے لئے انہوں نے دیوبندیوں کو تنخواہیں دے کر مختلف قسم کی سیاسی و مذہبی جماعتیں تشکیل دے کر کام کرنے کی ہدایت کی تھی، اور دیوبندی مذہب کے مولوی انگریزوں و ہندوؤں کے یکے نامک خوار تھے ہی وجہ تھی کہ جب پاکستان بن رہا تھا تو ملک ہند سے انگریزوں کو بستر بوریاباندھتا دیکھ کر انگریز کی مخالفت کرنے والے ہر مسلمان پر دیوبندیوں نے بدعت و کفر کی مشین گرم کی ہوئی تھی اور آج بھی گرم ہے اور دیوبندیوں کا اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا یہ بھی انگریزوں کی سنہری آنکھ کی نمک حلائی کا مظاہرہ تھا۔

سنی بریدیوں علماء پر انگریزوں کی غضبناک نظر

انگریزوں نے سرزمین ہند میں قدم رکھتے ہی دیوبندیوں کو اہل اسلام پر بدعت و شرک کی فتویٰ بازی کے لئے فریدا، علمائے اہل سنت و جماعت نے دیوبندیت کی اس ناپاک ذہنیت کو چیلنج کیا اور مدرسہ دیوبند کے خطرناک خارجی مشن کی تباہ کاریاں عوام و خواص کے سامنے ظاہر کیں، تو انگریزوں و دیوبندیوں نے مل کر سنی بریلوی علماء کو کچلنے کی ناکام مساعی شروع کر دیں کیونکہ بریلوی علماء دیوبندی انگریزی مولویوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتے اور مسلمانوں کو انگریزی اقتدار کے خلاف ابھارتے تھے۔

انگریزوں سے سنی بریلوی علماء کی ٹکڑ

انگریز کی اسلام دشمنی کسی سے مخفی نہیں کہ اس نے اپنی پوری قوتوں سے مسلمانوں کے دل و دماغ پر اپنی قوت کا سکہ بٹھانے کی مکمل چالیں چلیں مگر اہل اسلام و سنی بریلوی علماء کے لئے سرزمین ہند میں انگریزوں کا وجود مسلمان کی موت سے کچھ کم نہ تھا وہ علمائے ربانیین اٹھے اور دیوار آہنی کی طرح دیوبندیوں و انگریزوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے علم جہاد بلند کیا۔ اور انگریزی حکومت کے پرچھے اڑا ڈالے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے دادا مولانا رضا علی خاں جنرل بخت خاں کے خصوصی معاون تھے پھر کیا تھا بعض حرام خوروں نے بریلوی علماء کو اسی جرم میں ہی انگریزوں و ہندوؤں کے اشارے پر بدعتی کہا، مشرک کہا سب کچھ کہا، مگر ان بندگان خدا کی روحوں پر ہزار ہزار رحمت کہ ان کی ناقابل فراموش خدمت سے دیوبندیوں کا سفید آقا آخر کار یتیمان دیوبند کے مظلوم سر پر الوداعی لمبہ تھ پھیرتا ہوا اپنا بستر باندھ کر لندن جا بسا۔ دیوبندیوں نے انگریزوں کے مخالفوں کو بہتر اچھے پیچ کر بدعتی مشرک کہا مگر بیچاروں کی کسی نے نہ سنی، اور آخر دیوبندی اپنے سفید آقا کے ہجر میں کہتے رہ گئے۔

آندھیاں غم کی یوں چلیں کہ باغ اجڑ کے رہ گیا
سمجھے تھے آسرا جسے وہ بھی بھڑ کے رہ گیا

سرزمین ہند سے اسلامی اقتدار کی بیخ کنی اور انگریزی معاونتیں

وہابیوں کی ناپاک مساعی

آخری مسلمان تاجدار بادشاہ بہادر شاہ کو بدنام کرنے میں وہابی مولویوں

کی سرگرمیاں

دہلی میں وہابیوں مولویوں کا گروہ بہادر شاہ ظفر کو بڑا بدعتی جانتا تھا اور ان مسجدوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا تھا کہ جن میں بادشاہ کی طرف سے امام مقرر ہوتا تھا۔ الخ (بہادر شاہ ظفر ص ۹۷)

انگریز کے اشارے سے بہادر شاہ ظفر وہابیوں کا خارجیانہ ناپاک فتوے بدعت

انگریزوں کی مدد | عین بغاوت ۱۸۵۷ء کے ہم قند کے وقت بجائے بغاوت اور فساد کئے وہابیوں نے انگریزوں کی مہم اور بچوں کو باغیوں کے ہاتھ سے بچا کر اپنے گھروں میں چھپا رکھا تھا۔ (بہادر شاہ ظفر بحوالہ تاریخ عجیب ص ۸۰)

تحریک آزادی کے بانی بریلوی اکابرین

اسیر فرنگ بانی تحریک آزادی ہند

امام اہل سنت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی شہید رحمۃ اللہ علیہ

بنا کر دند خوش رسے بنچاک و خون غلطیدن

اسیر جزیرہ انڈیا میں شہید ملت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ممتاز شخصیت سے سرزمین ہند کا کوئی مسلمان بے خبر نہیں، علم و فضل میں آپ ایک ممتاز شخصیت تھے علم معقول کی مایہ ناز کتابوں قاضی مبارک وغیرہ پر آپ کے حواشی سے ہر موافق و مخالف مستفیع ہے۔ اور آپ ہدیہ سعیدیہ وغیرہ معتبر تصانیف کے مصنف ہیں۔ دیوبندیوں کے امام اسماعیل نے جب لکھنؤ وغیرہ میں انگریزی حکومت سے وفاداری کے و بھڑکے، اور ہندوؤں اور انگریزوں کے اشارے پر بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ لکھیں، تو حضرت "اسیر جزیرہ انڈیا" رحمۃ اللہ علیہ نے اقلتاے نظیر تصنیف فرما کر اسماعیلی فرقہ کی پوری سرکوبی فرمائی۔ سرزمین ہند میں انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت

مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے، آپ نے ہی انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کو منظم کر کے برطانوی حکومت کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کی تھیں۔ اور آپ کے بعد جس قدر ہی جماعتیں قنصلیں انگریزوں سے برسرِ پیکار ہوئیں ان سب کے روحانی قائد آزادی حضرت مولانا فضل حق شہید مرحوم ہی تھے۔ حضرت مولانا شہید مرحوم اور آپ کے ساتھی سنی بریلوی علماء نے جب انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا تو بعض پیٹ کے کتوں کے اشارے پر ان مجاہدین اسلام کو جیل کی کالی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا جاتا مگر جب جیل کی تاریک دنیا بھی ان خاصانِ حق کے عزائم میں کچھ رکاوٹ پیدا نہ کر سکی تو بالآخر حضرت مولانا مرحوم کو ان کے بڑے بڑے علم و فضل کے شاہسوار رفیقوں کا معیت میں جلا وطن کر کے جزیرہ انڈوین میں محبوس کر دیا گیا، اور آخر کار وہ مردِ مؤمن اسی جزیرہ انڈوین کی تاریک کوٹھڑیوں میں جامِ شہادت نوش کرتا ہوا داخلِ جنت الفردوس ہوا۔ انگریزی اقتدار کی سچ کنی میں مولانا مرحوم نے جو مصائب برداشت فرمائے، تواریخ اس کی شاہد ہیں مولانا نے خود اپنے چشم دید حالات اور اپنے مصائب کا تذکرہ اپنی گراں قدر تصنیف رسالہ غدیریہ جسے ابوالکلام آزاد نے الثورة الہندیہ کے نام سے طبع کرایا تھا میں فرمایا ہے یہ رسالہ اصل نہایت فصیح بلیغ متبحر مغربی میں ہے جو کہ راقم الحروف کی تازہ عربی تصنیف البواقیت المہریہ فی شرح الثورة الہندیہ میں چھپ چکا ہے یہاں ہم صرف اس کے ترجمہ کا اندراج مناسب سمجھتے ہوئے اہل ذوق کو مطالعہ کا موقعہ فراہم کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ بہادر شاہ ظفرؒ میں شامل ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ سے اول رئیس احمد صاحب نے جو تعارفی نوٹ دیئے ہیں، پہلے مختصراً انہیں پڑھیے پھر الثورة الہندیہ کا مطالعہ فرمائیے اور قائدین تحریک آزادی سنی بریلوی علماء کا شکریہ ادا کیجئے جن کے صدقے آج آپ پاکستان کی پیاری زمین میں آزادی سے زندگی کی مسرتوں سے مالا مال ہیں۔

مولانا فضل حق خیر آبادی

مولانا فضل حق خیر آبادی، ایک یگانہ روزگار عالم تھے، عربی زبان کے مانے ہوئے ادیب اور شاعر تھے، علوم عقلی کے امام اور مجتہد تھے، اور ان سب خصائص سے بالا ان کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ بہت بڑے سیاستدان منکر اور مدبر بھی تھے، مسندِ درس پر بیٹھ کر وہ علوم و فنون کی تعلیم دیتے تھے اور ایوانِ حکومت میں پہنچ کر وہ دور رس فیصلے کرتے تھے، وہ بہادر اور شجاع بھی تھے، غدر کے بعد نہ جانے کتنے سوراخ اور زرم آرا اچھے تھے، جو گوشہ عافیت کی تلاش میں مارے مارے

پھر رہے تھے۔ لیکن مولانا فضل حق ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے کئے پر نادم اور پشیمان نہیں تھے۔ انہوں نے سوش سمجھ کر میدان میں قدم رکھا تھا اور اپنے اقدام و عمل کے نتائج جھگتنے کے لئے وہ حوصلہ مندی اور دلیری کے ساتھ تیار تھے۔ سراسیمگی، دہشت اور خوف وہ چیزیں تھیں جن سے مولانا بالکل ناواقف تھے۔ مولانا کی شخصیت، سیرت، کردار، اور علم و فضل پر ضرورت تھی کہ ایک مفصل کتاب لکھی جاتی لیکن وہ ایک زود فراموش قوم کے فرد تھے۔ فراموش کر دیئے گئے۔ اور کچھ دنوں کے بعد لوگ حیرت سے دریافت کر بس گئے کہ یہ کون بزرگ تھے؟

مولانا کے حالات و سائل کی کمی کے باوجود جو کچھ بھی مستند طور دستیاب ہو سکے وہ مختصر طور پر درج کئے جاتے ہیں۔

آزادی میں علماء کا حصہ | اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں علماء نے نمایاں حصہ لیا۔ بقول ایک اہل قلم اور محقق کے :-

مولانا فضل امام خیر آبادی صدر الصدور دہلی مفتی صدر الدین خاں آزرہ مفتی عنایت احمد کاکوروی منصف صدر امین کول و بریلی، مولانا فضل رسول بدایونی سررشتہ دار کلکٹری صدر دفتر سہسوان، مفتی الغام اللہ گوپاموئی قاضی دہلی و سرکاری وکیل الہ آباد و مولانا مفتی لطف اللہ علیگر بھی سررشتہ دار امین بریلی، علامہ فضل حق خیر آبادی سررشتہ دار رینڈنسی دہلی و صدر الصدور بکھنؤ مہتمم حضور تحصیل اودہ، مولوی غلام قادر گوپاموئی ناظر سررشتہ دار عدالت دیوانی و تحصیلدار گورگاؤں مولوی قاضی فیض اللہ کشمیری سررشتہ دار صدر الصدور دہلی وغیرہ یہ سب اپنے وقت کے بے نظیر و عدیم المثال اکابر تھے۔ حکومت کی باگ ڈور انہی کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں کی سلطنت کی بربادی ان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ موقوفہ کا انتظار تھا ۱۸۵۷ء کا وقت آیا تو سب میں پیش پیش یہ حضرات تھے۔ والیان ریاست اور اراکین دولت میں ناقوس حریت پھونکنے والے یہی تھے۔ عوام کو ابھارنا اور فتویٰ جہاد جاری کرنا انہیں کا کام تھا۔ اور انقلاب ۱۸۵۷ء میں سب سے زیادہ مصائب اٹھانے اور آتش حریت میں جلنے والے یہی شمع شہستان آزادی کے پروانے تھے۔

سر سید احمد خان کا عقیدت | سر سید احمد مولانا فضل حق کے بارے میں لکھتے ہیں جناب مولانا مولوی فضل حق یہ حضرت خلیفۃ الرشید

ہیں جناب مولانا فضل امام کے زبان قلم نے ان کے کمالات پر نظر کر کے فخر خاندان لکھا ہے۔ اور فکر دقیق نے جب سیرکار کو دریافت کیا، فخر جہاں پایا، جمیع علوم و فنون میں بیکتاے روزگار ہیں اور منطق

وحکمت کی تو گویا انہیں کی فکر عالی نے بنا ڈالی ہے۔ علمائے عصر بل فضلانے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کر سکیں بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو یگانہ فتن سمجھتے تھے، جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا دعویٰ کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے۔

(تذکرہ اہل دہلی سرسید)

تحصیل علوم و تصانیف اور پایہ علم | علامہ فضل حق خیر آبادی ^{۱۹۰۰}ء میں اپنے آبائی وطن خیر البلاء خیر آباد میں پیدا ہوئے۔ (دیباچہ ہدیہ سعید)

آپ کے والد ماجد مولانا فضل امام خیر آبادی علمائے عصر میں ممتاز اور علوم عقلیہ کے درجہ پر سر فراز تھے دارالسلطنت دہلی میں صدر الصدور کے عہدہ جلیلہ پر فائز اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال تھے (باغی ہندوستان) نسبتاً آپ نسخ فاروقی تھے۔ علوم عقلی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ اور حدیث کو شاہ عبدالقادر سے سنا، قرآن مجید کو چار مہینے میں حفظ کیا۔ تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی دور دور سے لوگ آپ کے درس میں آتے تھے۔ چنانچہ آپ دہلی وغیرہ میں مناصب جلیلہ پر مقرر رہے عربی و فارسی میں نظم رائق و شرفائق سمجھتے ہیں۔ چار ہزار اشعار آپ کے شمار کئے گئے ہیں۔ اور اکثر قصائد آپ کے مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کفار میں ہیں۔ آپ کے اور استاذی مفتی صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی کے درمیان بڑی دوستی تھی آپ کی تصانیف سے (۱) رسالہ الجنس الغالی فی شرح الجوہر العالی۔ (۲) حاشیہ ترجمہ قاضی مبارک (۳) حاشیہ افق البین (۴) حاشیہ تلخیص الشفا (۵) ہدیہ سعید یہ در حکمت طبیعہ (۶) تحقیق العلم والعلوم (۷) رسالہ روض المجود فی تحقیق حقیقۃ الوجود (۸) رسالہ تحقیق الاحسام (۹) رسالہ تحقیق الکلی الطبعی (۱۰) التشکیک (۱۱) الہیات، تاریخ فتنہ ہندوستان وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی جزیرہ رنگون میں بحالت قید سرکار انگریزی ۱۲ ماہ صفر ۱۳۷۸ ھ ہجری میں واقع ہوئی (حدائق النضید)

مولانا فضل حق کے ادوار حیات | مولوی فضل امام خیر آبادی کی تصنیف مرقات علم منطق میں آج تک شامل درسیات سے بہت سی کتابیں

تصنیف کی ہیں ریاست پٹیالہ میں ملازمت کی پھر دہلی میں صدر الصدور رہے ۱۸۳۳ء مطابق ۱۲۱۳ ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے فرزند مولانا فضل حق خیر آبادی تھے جو ۱۸۹۷ء مطابق ۱۳۱۲ ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مرزا غالب کے بالکل ہم عصر تھے۔ اور بڑے مخلص اور بے تکلف دوست دہلی میں بہادر شاہ کے مقرب رہے پھر ہجر الورا اور ٹونک کی ریاستوں میں ممتاز عہدوں پر رہے۔ کچھنوی بھی صدر الصدور

عہ نواب واجد علی شاہ کے ہاں۔

رہے۔ ریاست رامپور میں نواب یوسف علی خاں نے بلایا اور تلمذ اختیار کیا۔ نواب کلب علی خاں نے بھی کچھ پڑھا پڑے عالم متبحر تھے۔ اور عربی کے اعلیٰ پایے کے شاعر۔

سر سید احمد خان نے آثار الصنادید میں اور مفتی امیر احمد مینائی نے انتخاب یادگار میں مولانا فضل الحق کے عربی قصائد کا انتخاب درج کیا ہے۔ (داستان تاریخ اردو حامد سن قادری)

مولانا غوث علی شاہ قلندر واقعہ بیان کرتے تھے کہ علامہ نے ایک قصیدہ عربی میں

ایک علمی لطیفہ

امرا القیس کے ایک قصیدہ کی طرز پر لکھا اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو سنانے کے لئے گئے۔ شاہ صاحب نے ایک مقام پر اعتراض کیا اس کے جواب میں انہوں نے بیس شعر متقدمین کے پڑھ دیئے۔ مولانا فضل امام بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ وہ فرمانے لگے کہ بس حد ادب علامہ نے جواب دیا کہ حضرت یہ کوئی علم تفسیر تو بے نہیں، فن شاعری ہے اس میں بے ادبی کی کیا بات ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا بر خور دار تم بیچ کہتے ہو مجھ کو سہو ہوا ہے (تذکرہ غوثیہ) علامہ عربی کے سوا فارسی میں بھی فکر سخن کرتے تھے۔ فرقتی تخلص تھا یہ شعر نقل ہے۔

فرقتی در کعبہ رفتی بار بار پناہ مسلمان نامسلمانی ہنوز

ابوظفر ولی عہد سے مولانا کے دوستانہ مراسم تھے، قلم میں آتے جاتے دتی وہ دلی تھی، کہ ایک طرف حدیث و فقہ کا دور دورہ

اکابرین دہلی اور مولانا فضل حق

تھا۔ دوسری طرف منطق و فلسفہ کی گرم بازاری، شعر و سخن کے گلی کوچے میں چرچے بڑے بڑے کہنہ مشق شاعر موجود ان کے ہم سبق مفتی صدر الدین خان آزرہ دوستوں میں مولوی امام بخش صہبائی، علامہ عبداللہ خان علوی، حکیم مومن خان مومن، نواب مرزا اسد اللہ خاں، غالب و نواب مینار الدین خاں نیز شاہ نسیر الدین شیخ محمد ابراہیم ذوق و حکیم آغا جان عیش حافظ عبدالرحمان احسان میر حسن تسکین سے باکمال لوگ تھے۔ شام کو مولانا کے یہاں نشست رہا کرتی۔ (گل رعنا)

مولانا کو تجارت اور کاروبار سے دلچسپی تھی اللہ کے دیئے ہوئے

تجارت اور کاروبار

ہاتھی اور اونٹ اور عمدہ قسم کے گھوڑے اور امر و نواہی میں اطاعت خداوندی سے نہ روکتے تھے۔ آپ ان میں سے تھے کہ تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر میں حارج نہ ہو سکتی تھی، ہر ہفتے ختم قرآن پاک فرماتے، تہجد کی نماز پابندی سے ادا کرتے جو نوائے براس درجہ مواظبت کرتا ہو، اس کے فرائض کا حال خود سمجھ میں آتا ہے طلبہ پر شفیق اور ذہین علامہ لکھتے پڑھانے پر حریص تھے۔ آسان اور سہل الفاظ میں سمجھاتے کسی کے سمجھانے سے

بات نہ سمجھتے، بلکہ خود تہہ تک پہنچتے، تعلیم و تدریس میں اپنے جگر گوشہ (خطیبہ ہدیہ سعیدیہ) اور عام طالب علم میں ذرہ برابر فرق نہ کرتے۔
(بامحی ہندوستان)

مولانا فضل حق نے بوجہ تسلط انگریزی حکومت ملازمت ترک کر دی

بہادر شاہ کی عقیدت

عرصہ کے بعد سلطان بہادر شاہ ظفر کے کہنے پر ریڈیڈنٹی میں اپنے آپ کو تبدیل کرالیا مگر یہاں بھی رنگ با، رنگ تھا۔ یہ نازک مزاج واقع ہوئے تھے۔ حکام تھے، تنگ مزاج حفظ مراتب کہاں، ارباب علم اور بے علم سب ایک آنکھ سے دیکھے جاتے۔ علامہ نے استعفیٰ دے دیا۔ نواب فیض محمد خان رئیس جھجر نے پانچ صد روپیہ ماہوار مصارف کے لئے پیش کیا اور قدر وانی کے ساتھ اپنے پاس بلایا، دانگی کے وقت ولی عہد سلطنت صاحب علم ابو ظفر بہادر نے اپنا ملبوس ووشالہ علامہ کو اوڑھا دیا۔ اور بوقت رخصت ابدیدہ ہو گئے۔ کہا کیونکہ آپ جانے کے لئے تیار ہیں میرے لئے بجز اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں کہ میں بھی اس کو منظور کروں مگر خدا عظیم ہے، لفظ وداع زبان پر لاتا دشوار ہے ایک عرصہ تک جھجر رہے پھر مہاراجہ الور نے بلوالیا۔ کچھ دنوں سہارن پور قیام رہا پھر نواب یوسف علی خان نے رام پور بلوالیا۔ خود ملتمذ اختیار کیا اور محکمہ نظامت اور مرا فحہ عدالتوں میں منسلک کر دیئے گئے۔ نواب کلب علی خاں نے بھی کچھ آپ سے پڑھا، آٹھ دس برس رہنے کے بعد لکھنؤ چلے گئے، وہاں صدر الصدور ہو گئے۔ (انتخاب یادگار مینانی)

مولانا فضل حق کی اولاد زینت میں مولانا عبدالحق تھے، جو براہ اعتبار سے ان کے صحیح جانشین تھے علامہ کی صاحبزادی

اولاد

بی بی سعید النساء والدہ حضرت مضطر خیر آبادی بھی بڑی شاعرہ تھیں جرمان تخلص فرماتی تھیں۔ یہ مشہور زبان زدہ شعر موصوفہ ہی کا ہے۔

خانہ یار کا کیا تم کو پتا بتلاؤں جیسا شاق ہونزدیک بھی ہے دور بھی ہے

واجد علی شاہ کی معزولی کے کچھ عرصہ بعد ہندوستان گیر تحریک شروع ہوئی۔ مولانا فضل حق

آزادی کا آغاز

کو اپنا وطن عزیز تھا۔ وہ اس کی غلامی پر کڑھتے تھے۔ وہ اس سے واقف تھے کہ مسلمانوں نے جہاد و جلال کے ساتھ اس ملک پر کم و بیش ایک ہزار سال تک حکومت کی اور یہ حکومت اب مائل بزوال و انحطاط ہے اور اس زوال و انحطاط کا سبب انگریز ہیں۔ وہ انگریزوں سے نفرت کرتے تھے اور انگریزوں کو نکالنے کے لئے برہمن اور باقاعدہ تحریک میں حصہ لینے پر دل و جان سے آمادہ رہتے تھے۔ چنانچہ غدر جب شروع ہوا تو مولانا بے تامل شریک ہو گئے۔ وہ بہادر شاہ کے معتمد مقرب اور شیر تھے۔ ان کے دربار میں شریک ہو کرتے تھے، انہیں اہم معاملات و مسائل پر مشورہ دیتے تھے اور اس بات کے سامنے تھے کہ آزادی کی یہ تحریک کامیاب ہو اور انگریز اس دیس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں۔ مولانا نے غدر میں دلیری اور جرأت کے ساتھ علانیہ حصہ لیا۔ انہوں نے متعدد و البیان ریاست اور امرا سے ہند کو اس تحریک میں شامل

کرنے کی کوشش کی جس والی ریاست سے ان کے ذاتی تعلقات و مراسم تھے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان خود اس کے پاس پہنچے اور اسے آزادی وطن کا واسطہ دیکر جدوجہد میں شریک کرنے کی کوشش کی حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک کو مولانا کی شرکت سے بڑی قوت پہنچی۔ (بہادر شاہ ظفر ص ۸۶)

مولانا فضل حق جذباتی آدمی نہیں تھے وہ واقعات اور حقائق کو تسلیم کرتے تھے۔ پھر اس سے عمدہ برآ ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ

استقلالِ نجفی اور مولانا فضل حق

اپنے مسلک اور عقیدے میں ہمت اور حوصلہ کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ خواہ اس راستے میں انہیں کفر کے فتوؤں سے سابقہ پڑے یا طنز و تشنیع اور ملامت سے لکھنؤ اور دہلی میں واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے مولانا کی ہرولعزیزی و قارور سوخ پر بہت برا اثر ڈالا، وہ بدنام کئے گئے۔

فضل حق اور بہادر شاہ | بہادر شاہ ظفر کی نظر میں مولانا فضل حق کی کیا حیثیت تھی اور اہمیات امور میں کس

طرح حصہ لیتے تھے، اس کا ہلکا سا اندازہ اس روزنامہ سے ہوتا ہے۔

میرٹھ سے دہلی پر (آزاد) فوج نے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو حملہ کر دیا قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا بادشاہ دہلی سرگرمیوں کا مرکز بنے، علامہ بھی شریک مشورہ رہے ہنسی جیون لال اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں ۱۶ اگست ۱۸۵۷ء مولوی فضل حق شریک دربار ہوئے۔ انہوں نے اشرفی نذر میں پیش کی اور صورت حالات کے متعلق بادشاہ سے گفتگو کی۔

۲ ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دربار عام میں تشریف فرما ہوئے، مرزا الہی بخش مولوی فضل حق میر سعید علی خاں اور حکیم عبدالحق آداب بجالائے۔

۴ ستمبر ۱۸۵۷ء مولوی فضل حق نے اطلاع دی کہ مستحضر کی فوج آگہرہ چلی گئی ہے اور انگریزوں کو شکست دینے کے بعد شہر پر حملہ کر رہی ہے۔

۷ ستمبر ۱۸۵۷ء بادشاہ دربار میں آئے حکیم عبدالحق میر سعید علی خاں مولوی فضل حق بدرالدین خاں اور دیگر تمام امرا اور رؤسا شریک دربار ہوئے۔ (عذر کی صبح و شام روزنامہ جیون لال)

علامہ نے رسالہ التوحۃ الہندیہ میں لکھا ہے کہ وہ انگریزوں کے قبضے کے بعد پانچ یوم تک بھوکے پیاسے مکان

عذر کے بعد مولانا کے مصائب

کے اندر بند رہے۔ پانچویں روز اہل و عیال اور ضروری سامان لے کر شب میں چھپ کر نکلے، دریا عبور کئے، میدان قطع کئے، نواب صفدر یار جنگ بہادر کا بیان ہے کہ علامہ مع متعلقین بھسکین پور ضلع علی گڑھ آکر اٹھارہ روز رہے۔ صاحبزادے مولانا عبدالحق بھی ساتھ تھے۔ نواب صفدر یار جنگ

سہارنہ نے مجھے وہ کمرہ بھی بتایا، جس میں علامہ فروکش ہوئے تھے جو بھیکن پور کی گڑھی میں بروج پر جانب مشرق واقع ہے، اب مضر عبد الصبور خاں شیروانی بی اے (علیگ) کے تصرف میں ہے نواب صفدر یار جنگ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے، علامہ کے ورود اور ہنگامہ ۱۲۵۰ھ کے نو سال بعد چچن میں والد ماجد اور عم محترم سے یہ واقعات سننے اور فطرت خداداد کی بنا پر انہیں مادر رکھا موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ والد ماجد محمد تقی خان اور مولانا عبد الحق میں کافی تعلقات بھی ہو گئے جو بعد میں خط و کتابت کی شکل میں جاری رہے۔ (باغی منہستان)

گرفتاری اور سترابی اگرچہ ملکہ و کٹوریہ کا اعلان شائع ہو چکا تھا اور عفو عمومی کا اعلان کیا جا چکا تھا، پھر بھی مولانا گرفتار کر لئے گئے اور انہیں جس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔

ضبطی املاک و جائداد مصائب کا خاتمہ علامہ کی ذات پر ہی نہیں ہو جاتا، اولاد و احفاد کو بھی پریشانیوں کا سامنا رہا سب سے بڑی مصیبت ضبطی جائداد و املاک کی تھی، علامہ بڑے امیر کبیر تھے، دولت دنیا و دین دونوں سے بہرہ ور صاحب عز و وقار تھے، حکام وقت شہزادگان عالی تبار امرار و وساء اور علماء و صلحاں سبھی عزت کرتے تھے، شاہانہ زندگی گزاری، ہاتھی گھوڑے پالکی فینس اور دوسری شان و شوکت کی سواریاں ہر وقت دروازے پر موجود رہتیں جب مولانا عبد الحق پیدا ہوئے تو دہلی کے خواص و عوام اور برادران وطن نے بھی بطور اظہار خوشی نذرانے اور تحفے لاکھوں روپہ کے پیش کئے۔

جرم بغاوت ثابت ہو جانے پر خیر آباد کا سنگین و عالی شان دیوان خانہ اور محل سرا ضبط کر کے بصد خیر خواہی سردار محمد ہاشم سیتا پوری (مورث اعلیٰ آغا فتح شاہ مشہور پٹنہ سیتا پور) کو دے دیئے گئے، انہوں نے رئیس کمال پور ضلع سیتا پور جو اہر سنگھ کے ہاتھ پانچ سات ہزار کوڑیوں کے مول فردخت کر ڈالے عرصہ دراز تک راجہ جو اہر سنگھ اور ان کے بعد ان کے بیٹے راجہ سورج بخش سنگھ نے اپنی جگہ پر قائم رکھے، مولوی حکیم ظفر الحق بن مولانا عبد الحق فرماتے ہیں کہ خود راجہ مذکور نے مجھ سے کہا کہ صرف علامہ کی یادگار میں میں نے اسے محفوظ رکھا ہے جب بارش کی کثرت اور غیر آبادی سے رہنے سے شکست و ریخت کے آثار نمودار ہونے لگے تو ایک انجینئر کو درستی کے لئے بھیجا۔ تھینڈ دوستی تیس پتیس ہزار روپیہ بتایا گیا تو راجہ نے مجبوراً پتھر کھدوا کر کمال پور منگوائے اور کچھ سامان حکیم سید انوار حسین خیر آبادی مشہور طبیب معالج خاص تعلقہ داران اودھ

کو دے دیا، دروازہ لہو ریا دگار باقی رہنے دیا جو آج بھی صاحب مکان کی عظمت و جلالت کا مریہ زبان حال سے پڑھ رہا ہے، اور دیکھنے والوں کے لئے عبرت و موعظت کا سامان مہیا کر رہا ہے۔
(بانی ہندوستان)

انڈومان کی زندگی

علامہ اوران کے ساتھیوں کو کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں اور انڈومان میں کیسے ذلت آمیز برتاؤ سے سابقہ رہا۔ رسالہ وقصائد میں اس کا مفصل ذکر موجود ہے سپرنٹنڈنٹ ایک شریعت انگریز تھا، مشرقی علوم سے واقفیت رکھتا تھا اور فن ہیئت کا بڑا ماہر تھا۔ اس کی پیشی میں ایک سنزایافتہ مولوی بھی تھے انہیں ایک فارسی کی کتاب ہیئت کی دی کہ اس کی عبارت صحیح و درست کر دیں مولوی صاحب سے تو کام چلا نہیں علامہ نئے نئے گئے تھے ایک ہی سال گذرا تھا ان کی خدمت میں وہ کتاب پیش کر کے تصحیح کی گزارش کی، علامہ نے نہ صرف عبارت درست کی بلکہ مباحث میں بہت کچھ اضافہ کر کے حاشیہ پر بہت سی کتب کے حوالے لکھ دیئے جب یہ کتاب مولوی صاحب سپرنٹنڈنٹ کے پاس لے گئے تو وہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہنے لگا مولوی صاحب تم بڑا لائق آدمی ہے، مگر جن کتابوں کے حوالہ ہیں اور ان کی جو عبارتیں نقل کی ہیں یہاں کہاں ہیں؟

مولوی صاحب مسکرائے اور اصل واقعہ علامہ کا کہہ سنایا، وہ اسی وقت مولوی صاحب کو لے کر پارک میں آیا، علامہ موجود نہ تھے، کچھ دیر انتظار کے بعد دیکھا کہ ٹوکرا بغل میں دبائے چلے آ رہے ہیں وہ یہ ہیئت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لایا، معذرت کے بعد کمر کی میں لے لیا گورنمنٹ میں سفارش بھی کی۔

آزادی کے مصائب کا ایک خونچکان باب اکابر علم و جاہ کی مصیبتیں ہیں،
غالب کے مکاتیب میں اس موضوع پر بھی کافی مواد موجود ہے۔

فضل حق اور غالب

دہلی سے روانگی کا وقت آیا تو بہادر شاہ نے جو اس وقت ولی عہد تھے، مولانا کو بلا کر دوشالہ ملبوس خاص ان کے کندھوں پر رکھ دیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا۔

”شما مے گوئد کے من رخصت مے شوم مرا جز اینکه پذیرم گزیر نیست اما نیز دودانا را داند کہ لفظ وداع از دل بہ زبان نمی رسد الا بہ ہزار جر ثقیل“

غدر کے بعد مولانا بھی مجاہدین کی اعانت میں گرفتار ہوئے اور جس دوام کی سزا دے کر انڈیمان بھیج دیا گیا غالب یوسف مرزا کو لکھتے ہیں۔

مولانا کا حال کچھ تم سے مجھ کو معلوم ہوا کچھ مجھ سے تم معلوم کرو۔ مرا فہم میں حکم دوام جس بحال رہا بلکہ تاکید کی گئی کہ جلد دریائے شور کی طرف روانہ کرو چنانچہ تم کو معلوم ہو جائے گا۔
ان کا بیٹا ولایت میں اپیل کیا چاہتا ہے کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا، سو ہو لیا، انا اللہ وانا الیہ راجعون، میاں داد خان سیاح سیر کرتے ہوئے کلکتہ پہنچے تو غالب انہیں ہم اکتوبر ۱۸۶۱ء کو لکھتے ہیں۔

”ہاں خاں صاحب آپ جو کلکتہ پہنچے ہو اور سب صاحبوں سے ملے ہو تو مولوی فضل حق کا حال اچھی طرح دریافت کر کے مجھے لکھو کہ اس نے رہائی کیوں نہ پائی؟ وہاں جزیرہ میں اس کا کیا حال ہے، گزارہ کس طرح ہوتا ہے؟“

مولانا فضل حق نے انڈیمان میں ۱۲ صفر ۱۲۷۰ھ ہجری کو وفات پائی، نامہ غالب میں ایک موقع پر مولانا کے ایک رسالہ سے اقتباس دیتے ہوئے لکھا ہے، فخر الفضل از ختم العلماء امیر الدولہ مولوی فضل حق رحمۃ اللہ علیہ، (غالب از غلام رسول مہر)

عید ہوئی ذوق و لے شام کو | مولانا کا حکم رہائی صادر ہوا لیکن کب؟ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے ۱۸۵۹ء میں مولانا فضل حق پر جرم بغاوت عائد کیا گیا، اور جس دورِ بے سوریائے شور کا حکم صادر ہوا۔ لیکن مولانا کے فرزند اور منشی غلام غوث بیخبر نے مقدمہ کی پیروی جاری رکھی اور آخر رہائی کا حکم حاصل کر لیا۔ لیکن تا تریاق از عراق والا مضمون صادق آیا، جس وقت پروانہ آزادی پہنچا اس وقت مولانا کا جنازہ نکل رہا تھا ۱۲ صفر ۱۲۷۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۱ء میں وفات پائی، اور انڈیمان میں سپرد خاک ہوئے۔

ابوالکلام کی روایت | سٹرابو الکلام آزاد لکھتے ہیں والد صاحب نے معقولات کی تکمیل مولوی فضل حق سے کی تھی، اثناء درس میں کبھی ان کا ذکر آ جاتا تھا تو فرماتے تھے میں نے السا خوش تقریر انسان عمر بھر نہیں دیکھا، مجلس کی تقریر اور درس کی تقریر دونوں میں بے مثل تھے۔ ان کی ایک تقریر وحدت الوجود پر اس قدر مشہور ہوئی کہ دور سے اہل علم اس کے سننے کے لئے آتے تھے۔ (غالب از غلام رسول مہر)

رفیق مجلس کی یاد | مشہور شاعر منیر شکوہ آبادی مولانا کے ساتھ انڈیمان میں جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے کس حسرت سے کہتے ہیں کہ
مولوی بے نظیر فضل حق اسم شریف پڑ دہلی سے تاکھنؤ مشہر و مؤتمن

قید میں ہیں اور وہ رہتے تھے ایک ہی جگہ ۛ عین سمندر میں تھے غرق بحسب محسن !
 نصف قصیدہ کیا سامنے ان کے رقم ۛ ختم ہوا جب تھے وہ ہمد گورو کفن !
 (عذر کے چند علماء)

غالب کی تاریخ وفات

مرزا غالب نے حسب ذیل تاریخ وفات لکھی ۔
 اے دریغا قدوہ ارباب فضل ۛ کرد سوئے جنت الماویٰ خرام
 چوں ارادت از پئے کسب شرف ۛ جست سال فوت آن عالی مقام
 چہرہ ہستی خراسیم نخست ۛ تابنائے تخرجہ کرد تمام
 گفتم اندر سایہ لطف نبی
 باد آرا مشگہ فضل امام (سبط چین)

مشاہدات غدر

مولانا فضل حق خیر آبادی، نہ صرف منطق و فلسفہ کے امام تھے بلکہ وہ عربی کے بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی تھے وہ عربی زبان پر اہل زبان کی سی قدرت رکھتے تھے "ہر یہ سعیدیہ" محض ایک فنی کتاب ہے لیکن اس کی ایک ایک سطر مولانا کے ذوق ادب کی تصویر ہے، فقرے سائے میں ڈھلے ہوئے نکلتے ہیں، الفاظ موتی کی طرح اپنی چمک دمک دکھاتے ہیں، انداز بیان کی فصاحت و بلاغت یہ محسوس بھی نہیں ہونے دیتی کہ ہم فلسفہ کے خاستان میں بادیہ پیمائی کر رہے ہیں، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چمنستان ادب اور حدیقہ معنی کے گلگشت میں مصروف ہیں، جس دوام لعبور دریائے شور کے عہد پر محسن میں جب نہ عافیت میسر تھی، نہ سکون خاطر، نہ قلم پاس تھا، نہ صفحہ قرطاس، مصائب کے هجوم و تکلیف کی یورش اور الام هجوم کے غلبہ نے دل و دماغ کی کائنات درہم برہم کر رکھی تھی۔ عیش و نشاط کی لباط الٹ چکی تھی، فارغ البالی اور امارت کا دور ختم ہو چکا تھا، تنعم اور کامرانی کا عہد دور ماضی بن چکا تھا یہ عالم بے بدل اور باعمل، کنج قفس میں بیٹھا کوئلہ کو قلم بنا کر پھٹے پرانے کاغذات کا سہارا لے کر اپنے مشاہدات اور واروات قلم بند کر رہا تھا۔

نثر میں بھی اور نظم میں بھی۔

"الثورة الهندیہ" یعنی تحریک آزادی ہند کی داستان، وہ داستان ہے جس کا وہ اکیڑ تھا ایک تماشائی بھی اپنے قلم حقیقت رقم سے صفحہ قرطاس پر ثبت کر رہا تھا۔

اس داستان کا یہ ترجمہ صاف ہے، واضح ہے، دل نشین ہے اور گو کہ بعض مقامات میں مترجم مولانا کے واردات سے بیگانہ رہے ہیں۔ تاہم تفہیم مطلب کے لئے خلاصہ ضرور ہے۔ اور پھر اس میں وہ عذوبت وہ لطافت وہ وضاحت وہ بلاغت وہ روانی اور جوش وہ مسٹھاس اور کیفیت کہاں جو اصل عربی میں ہے جو فضل حق کی کلک گوہر سلک سے ٹپکی اور حیات جاوید پاکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ تاریخ پر ثبت ہو گئی، بہر حال اب وہ داستان پڑھئے۔ پیرا گرافنگ ہماری ہے اور ضمنی سرخیاں بھی ہم نے قائم کی ہیں۔ (سہادر شاہ)

اردو ترجمہ

الثَّوْرَةُ الْهِنْدِيَّةُ

رسالہ غدریہ

جسے قائد تحریک آزادی ہند امام العلم والعلماء شمس المفسرین بدر المحدثین استاذ المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا فضل حق شہید رحمۃ اللہ علیہ خیر آبادی نے جزیرہ انڈومان میں جیل کی کال کو ٹھٹھریوں میں بھٹی کے کوٹلوں کی سیاہی اور خون جگر کے پانی اور قیدیوں کے پھینکے ہوئے کپڑوں کے ٹکڑوں پر ثبت فرماتے ہوئے ان الفاظ سے شروع فرمایا:

الحمد لله عظیم الرجال لانجاء من دون

الامس جاء من البلوى والبلى والبلاء الم



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام شنائیں اس خدا برتر کے لیے ہیں، جس سے بغیر کسی ناامیدی کے محنت و آزمائش کمں گی و بوسیدگی اور غم و تکلیف سے نجات دینے کی بہت بڑی امید وابستہ ہے اور جو اسے اس کے اعلیٰ نام سے پکارے اسے بہترین عطایا اور بے شمار نعمتیں عطا فرمائے والا ہے۔ بالخصوص مظلوم و مضطرب کی اس کی مصیبتوں اور بیماریوں میں سننے والا ہے۔

دافع السلاء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | سلام ہو اس خوشرو خوشخبری سناتے والے اور ڈرانے والے

پر جس کی تمام نبی نوید مسرت آمد سناتے آئے، بلاؤں و وبا کے دور کرنے دشمنوں کے ظلم کے پردے چاک کرنے بڑی بدبختی اور سخت بیماری سے نجات دلانے کی گنگاگوں اور پیرگوں کو اس کی شفاعت سے بڑی امید ہے۔ سلام ہو اس کی شریف و نجیب کریم اولاد پر اور اس کے عظیم المرتبت شدید رحیم اصحاب پر خصوصاً پاک باذہاف باطن خلفاء پر اللہ کی رحمتیں و برکتیں سب پر نازل ہوں جب تک فرشتے آسمان پر تسبیح و تہلیل کرتے رہیں اور کشتیاں سمندر میں تیرتی رہیں۔

میری یہ کتاب ایک دل شکستہ نقصان رسیدہ، حسرت کشیدہ اور مصیبت زدہ

داستان حسرت کشیدہ

انسان کی کتاب ہے۔ جواب تھوڑی سی تکلیف کی بھی طاقت نہیں رکھتا اپنے رب سے جس پر سب کچھ آسان ہے۔ مصیبت سے نجات کا امیدوار ہے، جو ابتدائی عمر سے عیش و فراغت کی زندگی بسر کرنے کے باوجود اب مجوس دام ظلم اور تباہ شدہ ہے اور مقبول دعاؤں کے ذریعہ خدا سے ازالہ کرب کا طالب ہے۔ اور بڑی مشکلات میں مبتلا اور شر و ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار ہے۔ ان ظالموں نے اچھے لباس سے معرا کر کے غم و حزن کی وادیوں اور ایسے تنگ و تاریک قید خانوں میں ڈال دیا ہے۔ جو سیاہ فتنوں کے مرکز ہیں، وہ مجوس و حزیں سخت دل لپکے اور ظالم افراد پر نظر کرتے ہوئے اپنی رہائی سے مایوس ہے۔ مگر اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہے۔ وہ ایک سیدھا سادہ نرم خور اور مریض و کمزور ہوتے ہوئے شریر و بد فطرت کی قید میں ہے اور ظالم و جابر مطلق و بد کردار کے مظالم سے خیران و پریشان ہے۔ وہ آفت رسیدہ ایسے مصائب میں مبتلا ہے جن کی سختیوں تک قیاس کرنے والے کا قیاس نہیں پہنچ سکتا اور ایسے مضطرب و محتاج ہے جو سخت عذاب و احتباس میں گرفتار ہو چکا ہے۔ وہ سفید و سیاہ دل متلو، مزاج ترش و کبھی آنکھ گندم گون بالی والوں کی قید میں آچکا ہے

سیاہ دل انگریز | جس کو اپنا عمدہ لباس امارت و موٹا اور سخت لبادہ پہنا دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مجبور و عاجز ہے اور اپنے رب سے لو لگائے ہوئے ہے۔ اپنے تمام اعز و اقربا سے دور اور بہت دور ہے۔ مدعی اور متنازع کے بغیر اس پر فیصلہ صادر کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنے ہم نشینوں اور خادموں کے سامنے ٹرمنڈ

شرمندہ ہے۔ اس کے بازوؤں کو سخت تصادم سے کمزور کر دیا گیا ہے۔ وہ غمزدہ، تنہا اور دور افتادہ ہے۔ اُسے اپنی زمین و شہر سے جلا وطن اور اپنے اہل و عیال سے دور کر دیا ہے۔

یہ سارا ظلم و ستم ظالم بدکیش نے روا رکھا اسے اور اس کے اہل و عیال کو مصیبت کی جھاڑی میں چھوڑ دیا ہے، اسے قید کر کے ہر ممکن مصیبت پہنچائی گئی ہے اس کا قصور صرف ایمان اور اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنا اور علماء اسلام میں شمار ہونا ہے، اس سے ان ظالموں کا مقصد نشان درس و تدریس کو مٹانا اور علم کے جھنڈے کو نیچے گرانا ہے۔ وہ صفحات قرطاس سے بھی نام و نشان مٹانا چاہتے ہیں۔

حادثہ فاجعہ

یہ سب کچھ اس حادثہ فاجعہ (انقلاب ۱۸۵۷ء) کی وجہ سے ہوا ہے جس نے گھروں کو بیابان اور مصائب نازلہ کامرکز بنا دیا ہے جس سے غموں کے بادلوں سے کڑکتی ہوئی بجلیاں مصیبت زدگان وطن پر گریں۔ اور ان پر بادشاہوں کو غلام، قیدی اور امراء کو محتاج و فقیر بنانے والی محتاجی و وفاداری مسلط کر دی گئی۔ داستان الم اس طرح ہے کہ وہ برطانوی نصاریٰ جن کے دل ممالک ہند کے دیہات و بلاد پر قبضہ اور اس کے اطراف و اکناف و سرحدات پر تسلط کے بعد عداوت و کینہ سے بھر گئے تھے اور تمام ذی عزت ایمان کو ذلیل و خوار کر کے ان میں سے ایک کو بھی اس قابل نہ چھوڑا تھا کہ سرنا فرمانی کو جنبش دے سکے۔

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی ناپاک انگریزی سیکیم

انہوں نے تمام باشندگان ہند کو کیا امیر کیا غریب چھوٹے بڑے مقیم و مسافر شہری و دیہاتی سب کو نصرانی بنانے کی ایکم بنائی ان کا خیال تھا کہ ان کو نہ تو کوئی مددگار و معاون نصیب ہو سکے گا اور نہ انقیاد و اطاعت کے سوا سرتابی کی جرأت ہو سکے گی۔ یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ سب لوگ انہی کی طرح ملحد و بے دین ہو کر ایک ہی دین پر جمع ہو جائیں اور کوئی بھی ایک دوسرے سے ممتاز فرقہ نہ رہ سکے، انہوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مذہبی بنیاد پر حکمرانوں سے باشندوں کا اختلاف تسلط و قبضہ کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہوگا اور سلطنت میں انقلاب پیدا کر دے گا۔ اس لیے پوری جانفشانی اور تن دہی کے ساتھ مذہب و ملت کے مٹانے کے لیے طرح طرح کے مکر و حیلہ سے کام لینا شروع کیا۔ انہوں نے بچوں اور ناخمنوں کی تعلیم اور اپنی زبان و دین کی تلقین کے لیے شہروں اور دیہات میں مدرسے قائم کئے۔

علوم عربیہ کی زیح کنی

پچھلے زمانے کے علوم معارف اور مدارس مکاتب کے مٹانے کی پوری کوشش کی دوسری ترکیب یہ سچی کہ مختلف طبقوں پر قابو اس طرح حاصل کیا جائے

کہ زہن مند کے غلہ کی پیداوار کا شکر اوروں سے کرنا قد دام ادا کیے جائیں اور ان غریبوں کو خرید و فروخت کا کوئی حق نہ چھوڑا جائے اس طرح بھاؤ کو گھٹانے بڑھانے اور منڈیوں تک اجناس پہنچانے اور نہ پہنچانے کے خود ہی ذمہ دار بن بیٹھیں، اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ خدا کی مخلوق مجبور و معذور ہو کر ان کے قدموں پر آریس اور خوراک نہ ملنے پر ان نصارے اور ان کے ایوان و انصار کے ہر حکم کی تعمیل اور ہر مقصد کی تکمیل کرے ان ترکیبوں کے علاوہ ان کے دل میں اور بہت سے مقاصد چھپے ہوئے تھے۔

مثلاً مسلمانوں کو ختنہ کرانے سے روکنا شریف اور پرورشین خواتین کا پردہ ختم کرنا نیز دوسرے احکام دین متین کو مٹانا وغیرہ ذالک ایسے مکر کی ابتدا اس طرح کی کہ سب سے پہلے اپنے ہندو مسلم لشکریوں کو ان کے رسوم و اصول سے ہٹانے اور مذہب و عقائد سے گمراہ کرنے کے درپے ہوئے ان کا گمان تھا کہ جب بہادر لشکری اپنے دین کو یاد لئے اور احکام نصرت بجالانے پر آمادہ ہو جائیں گے تو پھر دوسرے باشندوں کو سزا و عتاب کے ڈر سے خود ہی مجال انکار نہ ہو سکے گی۔

مسلمانوں کو سوری کی چربی چکھانے کا ناپاک اقدام

انہوں نے ہندو لشکریوں کو جو تعداد میں بہت زیادہ تھے، گائے کی چربی مسلمان سپاہیوں کو بوتھوڑی تعداد میں تھے سوری کی چربی پیکھانے پر زور ڈالا یہ شرمناک روش دیکھ کر دونوں فرقوں میں اضطراب پیدا ہو گیا اور اپنے اپنے مذہب اور اعتقاد کی حفاظت کی خاطر ان کی اطاعت و انقیاد سے منہ سوریبا ان کے اس اضطراب نے غرمن امن پر چنگاری کا کام کیا، گروہ نصارے کا قتل ڈاکہ زنی ان کے سرداروں اور سپہ سالاروں پر حملہ شروع کر دیا، بعض لشکری حد سے تجاوز کر گئے۔

شقاوت قلبی اور شوریدہ سری

انہوں نے قساوت قلبی اور شوریدہ سری کا انتہائی مظاہرہ کیا بچوں اور عورتوں کے قتل سے بھی دریغ نہ کیا، چھوٹے چھوٹے بچوں اور بے گناہ عورتوں کی قتل و غارت گری سے رسوائی ذلت کے مستحق بن بیٹھے پھر تمام باغی گروہ لشکریاں اپنی چھاؤنیوں سے اپنے افسروں سے پیٹنے کے بعد چل کھڑے ہوئے، عاملوں اور حاکموں کے نظام درہم برہم ہو گئے۔ راستوں کے امن میں خلل و فتنہ و فساد اور دیہات و بلاد میں شور و شغب پھیل گیا۔

طوفان حوادث طوفان حوادث جوش میں آگیا۔ بہت سے لشکر شہر مشہور بلدہ معمر مسکن

آل تیمور دار السلطنت دہلی جا پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ان سب نے ایسے شخص کو سردار پیشوا بنایا جو اس سے پہلے بھی ان امیر و
وحاکم تھا۔ جس کے پاس اس کے ارکان دولت اور وزیر بھی تھے لیکن وہ خود ضعیف کمزورہ اور نا تجربہ کار تھا۔ عمر کی کافی منزلیں
پلے کر کے بڑھاپے کی دادی میں قدم رکھ چکا تھا اور پیچ پوچھے تو امیر و حاکم ہونے کے بجائے اپنی شریک حیات اور
وزیر کا مامور و محکوم تھا۔ اس کا یہ وزیر جو حقیقت میں نصاریٰ کا کارپرداز اور ان کی محبت میں خالی تھا۔ صحیح معنوں میں حاکم و والی اور
نصاریٰ کے دشمنوں کا شدید ترین مخالف تھا۔ یہی اس امیر و حاکم کے اہل خاندان کا حال تھا۔ ان میں سے بعض مقرب بارگاہ اور رازدار بھی تھے
یہ سب سب جو جی چاہتا کرتے تھے۔ اپنی آرا پر عمل پیرا ہوتے تھے لیکن اس کی اطاعت کا دم بھرتے تھے۔ وہ ایسا ضعیف و نا تجربہ کار تھا کہ
کچھ جانتا ہی نہ تھا۔ اس سے عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی تھیں۔ کوئی کام اپنی مرضی سے نہ کر سکتا تھا۔ نہ اچھا برا سمجھنے کی صلاحیت رکھتا
تھا نہ کسی کو خفیہ یا علی الاعلان کوئی حکم دے سکتا تھا نہ کسی کو نفع و ضرر پہنچانے کی طاقت رکھتا تھا۔

سنی علماء جہاد کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فتوے جہاد و قتال

یہ تو سب کچھ ہو ہی رہا تھا کہ بعض شہر درہم سے بہادر مسلمانوں کی ایک جماعت علماء جہاد اور ائمہ اجتہاد سے
جہاد کا فتوے لے کر جدال و قتال کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ادھر اس نا تجربہ کار سردار نے اپنی بعض ناعاقبت اندیش
خان اور بزدل اولاد کو امیر لشکر بنادیا۔ یہ لوگ دیانت دار غلمندوں سے متنفر تھے۔ انہیں نہ تو میدان کارزار ہی سے کبھی
واسطہ پڑا تھا اور نہ کبھی شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا ہی موقع ہوا تھا۔ انہوں نے بازاری لوگوں کو ہم نشین و جلس بنالیا۔
اس طرح یہ ناز و مودہ کا آرام طلبی اسراف بے جا و فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے وہ تنگ دست ہو چکے تھے۔ پھر مال دار ہو
گئے۔ جب مال دار ہو گئے تو عیش پرستیوں میں پڑ گئے۔ لوگوں سے کافی مقدار میں مال جمع کرتے تھے اور اس میں
سے ایک جتہ بھی کسی لشکر پر خرچ نہ کرتے تھے جو کچھ وصول کرتے، خود کھا جاتے تھے۔ یہاں تک بھی غنیمت تھا۔
لیکن ان کو تو زنانہ حشہ و تباہ کار افسروں کی قیادت اور کنیروں کی شب باشی نے شکروں کے ساتھ رات کو چلنے سے
روک دیا اور آلات عیش و طرب نے آرام طلبی میں ڈال کر مقدمۃ الجیش سے بھی پیچھے کر دیا۔ ان کے دلوں میں نامردی
اور ذلیل اندیشہ بیٹھ گیا۔ اسی نے وسط لشکر میں ثابت قدمی سے روکا۔ شومئی قسمت نے میمنہ سے اور قمار و
نوشگاہی نے میسرہ سے باز رکھا ان کے خوشامدی اور بازاری ہم صحبتوں نے ساقہ اچھلا دیا۔ (ستہ) سے بھی علیحدہ رکھا۔
ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ جب کسی نا اہل کو کوئی بڑا کام سپرد کیا جاتا ہے اور کمزور پر بھاری بوجھ لدوا دیا جاتا ہے۔ وہ رات
سو کر اور دن بدست ہو کر گزارتے، جب بیدار و ہشیار ہوتے تو غافل و حیران پھرتے۔

نہایت بہ اینجار سید کہ نصاریٰ کا لشکر ان پر آکر ٹوٹ پڑا۔ ایک
بلند پہاڑی پر چڑھ کر شہر کا رخ کیا۔ شہر کا محاصرہ کر کے خدفتیں

مجاہدین پرانگریر کی چڑھائی

کسود ڈالیں، پہاڑی پر توپیں اور منجنیقیں نصب کر کے شہر پناہ اور مکانات پر گولہ باری شروع کر دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کھلیاں اور تارے ٹوٹ ٹوٹ کر عمارتوں پر گر رہے ہیں۔ ہندوستان کا ہر سر پرکار اور باغی لشکر مختلف ٹولیوں میں تقسیم تھا۔ بعض گروہ کا کوئی جرنل ہی نہ تھا۔ بعض کو جائے پناہ بھی میسر نہ تھی۔ بعض کی طاقت فکر و فاقہ نے سلب کر کے ہاتھ پاؤں توڑ کر بٹھا دیا کچھ پھوڑا سا مال غنیمت ہاتھ لگنے سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ کچھ ترسان و لرزان قلب کے ساتھ بھاگ چھوٹے تھے۔ بعض طغیانوں اور سرکشی سے بدکار عورتوں پر قبضہ جا بیٹھے، بعض نے باریکہ کپڑے پہن کر صفوں جنگ میں داخل ہونے کو برا بھلا صرف ایک گروہ نصاریٰ کا جواب دیتے ہوئے بہادری سے لڑتا رہا۔ نصاریٰ جب لڑتے لڑتے تھک گئے اور سپت ہو گئے تو غزنی ہندوؤں سے مدد و معاونت کے طالب ہوئے۔ ہندوؤں نے کثیر لشکر اور ساز و سامان حرب سے غزوی سی مدت میں پے در پے مدد کی تب تو نصاریٰ نے سخت لڑائی بھائی اور اس پہاڑی پر بہت سا لشکر اور مددگار معاون جمع کر لیے ان کے لشکریوں میں گورے منہ کے گروہ بھی تھے اور ذلیل ترین ہندو اجیر بھی اور بد بخت و بد کیش بھی جو ایمان کے بعد نصاریٰ کی محبت میں مرتد ہو کر اپنے دین کو چند سکوں کے عوض زین چمکے تھے۔ ہزاروں شہری بھی نصاریٰ کی محبت کا دم بھرنے لگے اور تمام ہندو ان کے ساتھی ہو گئے۔ مسلمانوں میں دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ تو ان (غیر ملیکوں) کا جانی دشمن تھا۔ دوسرا گروہ ان کی محبت میں اس درجہ غلو رکھتا تھا کہ اس نے ہندوستانی لشکر کی برداری، مجاہدین کی شوکت و وقار کی خواری اور ان کے قلع و قمع کرنے میں مکر و حیلہ سے کوئی کسک نہ اٹھا رکھی تھی۔ ان کے اندام فراق و اشتاق پھیلنا ان کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ پھر تو نصاریٰ شہر اور اس کے پھانکوں دربانوں اور محافظوں پر حملہ کرنے لگے۔ ادھر جماعت مجاہدین اور شکاریوں کے ایکٹ بہادر گروہ نے ان کے حملوں کو روکنا اور ان کے مقاصد میں حائل ہونا اپنے لیے اہم ترین فرض قرار دیا، دن رات پیدل اور سوار داد و شجاعت دینے لگے۔ چار مہینے تک متواتر جنگ ہوتی رہی۔

دشمن اس مدت میں کثیر تعداد شکر اور ساز و سامان کے باوجود شہر میں داخل نہ ہو سکا۔ جب بھی حملہ کرتے تھے روکے جاتے تھے، جس وقت اقدام کرتے تھے، لوٹا لے جاتے تھے، بہادر اور جنگبان غازی بڑے زور شور سے بلخار کو روک رہے تھے۔ مدافعت و مبارزت میں خوب خوب جوہر دکھاتے تھے۔ مقابلے میں ثابت قدم تھے اور ہر پیش قدمی کرنے والے آگے بڑھ کر حملہ آور تھے۔ ان میں سے بہت سے جام شہادت پی کر سعادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، نیکو کاروں کے لیے بہشت، حدیث اور اس سے بڑھ چودھ کر بھی نعمتیں ہیں۔

اب مجاہدین کی ایک مختصر جماعت باقی رہ گئی، جو بھوک پیاس بھوکے پیاسے جانباز مجاہد | برداشت کر کے رات گزارتی اور صبح ہوتے ہی دشمن کے

مقابلے پر ڈٹ کر نبرد آزما ہوتی۔ لشکریوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر ہی شہر پناہ کی حفاظت اور شہری سرحدات کی نگاہداشت کرتی، بد قسمتی سے ایک شب کو پہاڑی کے محاذی کمین گاہ پر ایک عیش پرست بزدل اور کسلند جماعت مقرر کر دی گئی وہ اپنے ہتھیار اتار کر آرام کی نیند سو گئی، دشمن نے موقعہ عنینمت جان کر شیخون مارا اور ہتھیاروں پر قبضہ کر کے اسے قیامت تک کے لیے سلا دیا، جب نصاریٰ نے اس کمین گاہ پر قبضہ کر لیا تو بہت سی توپیں اور مہینقیں نزدیک ترین شہر پناہ اور قریب ترین برج پر ان کے گراٹے اور محاذی پھاٹک کھولنے کے لیے لگادیں۔ دن رات گوبھنوں اور بندوقوں سے گولیوں کا مینہ برسنا شروع کر دیا، جس سے شہر پناہ کی دیوار اور برجوں میں شکاف پڑ گئے پھاٹک گر پڑا اور امیدوں کے ٹٹے ہاتھ سے چھوٹ گئے، حامل پردہ درمیان سے اٹھ گیا۔ کوئی لشکری اٹھنے بیٹھنے کی وہاں قدرت نہیں رکھتا تھا۔ نہ دیوار پر چڑھ کر جھانک سکتا تھا، جو جھانک سکتا تھا، گولی کا نشانہ بن کر خندق میں جا پڑتا تھا۔

اب نصاریٰ نے یہ چال چلی کہ ایک لشکر دوسرے دروازے کی طرف روانہ کیا تھا کہ دوسری طرف سے حملہ محسوس کیا جائے۔ یہ دیکھ کر مجاہدین اور لشکریوں کا گمراہ ادھر متوجہ ہو گیا اور دشمن کا مکر نہ سمجھتے ہوئے وہاں مدافعت میں مشغول ہو گیا۔ یہ موقعہ پاکر نصاریٰ اور ان کا لشکر اسی گڑے ہوئے پھاٹک اور ٹوٹی ہوئی دیوار اور منہدم برج سے داخل شہر ہو گئے، وہاں انہیں کوئی مزاحم اور مدافع نہیں ملا، پس وہ تلاش کر کے ان لوگوں کے گھروں میں پہنچ گئے جو پہلے ہی سے ان کے معاون اور مددگار بن چکے تھے، انہوں نے فوراً ان کی حفاظت کا گھروں میں انتظام کیا اور جلد جلد پہلے سے تیار شدہ ضیافت سے نوازا، انہیں خوب پیٹ بھر کر گوشت اور دودھ کھلایا پلایا اور تمام ضرورت کی چیزیں مہیا کیں، مکانوں کے دروازے بند کر کے دیواروں میں روزن کر دیئے تاکہ جو باغی ادھر آنکلیے اس پر گولی چلا کر مار ڈالتے اور مقابل کا ان پر کوئی قابو نہ چلتا تھا۔ وہ فرصت کے منتظر رہتے تھے کہ موقع پا کر اپنے دوستوں کے گھروں کی طرح دوسرے گھروں میں بھی پہنچ کر انہیں شب و روز کی آرام گاہ بنائیں لیکن وہ لعنتی جب بھی نکلتے پکڑ کر قتل کر دیے جاتے۔ اس لیے جہاں انہیں مقابلہ کا اندیشہ ہوتا وہاں بہت کم نکلتے اس کے باوجود انہیں پہاڑی سلسلے سے مسلسل مدد پہنچ رہی تھی اور ہر عیسائی دوست ہندوان کی مدد میں پیش پیش تھا۔

انگریزوں کی لٹ مار اور مسلمانوں کا قتل عام

بڑی مصیبت یہ آپڑی تھی کہ شہر میں کوئی جائے پناہ نہ رہی تھی اور نہ حاکم ہی رہا تھا۔ کیونکہ حاکم (بادشاہ) اپنے اہل و عیال کو لے کر شہر سے تین میل دور مقبرہ میں جا چکا تھا۔ وہ دراصل اپنی بیگم اور خائن وزیر کا مطیع تھا، جس نے کذب و بہتان سے کام لے کر دھوکے میں ڈال رکھا تھا، اس نے یہ کہہ کر بادشاہ کو پھسلا دیا تھا کہ نصاریٰ قابض

ہونے کے بعد اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ اور اسی کو بُردگی اور سرداری بخش دیں گے۔

وہ فریب خوردہ ان شیطانی وعدوں اور ابلسی آرزوؤں پر خوش تھا، بادشاہ کے ساتھ اس کے تمام امرا و متعلقین بھی اپنے اہل و عیال کو لے کر گھروں میں مال و متاع چھوڑ کر چلے گئے تھے، ان سب کے شہر چھوڑ جانے سے شہریوں پر سراسیمگی و رعب طاری ہو جانا قدرتی امر تھا، مریوب و متاثر لوگ بھی مکان چھوڑ بھاگے، جب شہر کے مکان میمنوں سے خالی ہو گئے تو نصارے اور ان کا لشکر ان میں داخل ہو گیا، انہوں نے مال و متاع لوٹنا، باقی ماندہ ضعیفوں، بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، بہادران شہر میں سے ایک بھی ایسا نہ بچا تھا، جو ان کا کسی اعتبار سے مقابلہ کر سکتا، باغی لشکر ان میں سے بعض تو نصاریٰ کے قبضہ سے پہلے ہی بھاگ گئے، بعض قبضہ کے بعد ثابت قدم نہ رہ سکے، بعض کئی بار شہر میں مصروف کارزار رہ کر بے دم ہو چکے تھے۔ اب بیوں اور دوسرے ہندوؤں جو نصاریٰ کے دوست تھے، بعض بادشاہ کے ان کارپردازوں نے جو مجاہد گروہ کے دشمن تھے، ایسی تدبیر سوچی جس سے شہریوں اور لشکریوں کو ہلاک کر سکیں انہوں نے وہ سب غلہ جو بیوں کے پاس تھا چھپا دیا اور دیہات اور قصبات سے جو ان کے پاس اناج آتا رہتا تھا، وہ روک دیا۔

یہ تدبیر کارگر ہوئی، لشکری اور شہری بھوک پیاس سوزش اور بے چینی سے دن رات گزرنے لگے۔ بالآخر مجبور و پریشان ہو کر بھاگ چھوٹے پھر تو نصارے نے شہر کے پھانک شہر پناہ قلعہ بازار اور مکانوں پر مکمل قبضہ جما لیا۔ اس وقت دہلی میں میرے اکثر اہل و عیال موجود تھے۔ اور مجھے بلایا بھی گیا تھا۔ ساتھ ہی فلاح و کامیابی کشائش شادمانی کی بھی امید تھی۔ جو کچھ ہونا تھا ہونے والا تھا۔ میں نے دہلی کا رخ کر دیا۔ وہاں پہنچ کر اہل و عیال سے ملا۔ اپنی غفل اور فہم کے مطابق لوگوں کو اپنی رائے اور مشورہ سے آگاہ کیا لیکن نہ انہوں نے میرا مشورہ قبول کیا اور نہ میری بات مانی۔ جب نصارے کا شہر ہر اچھی طرح قبضہ ہو گیا اور کوئی لشکری و شہری باقی نہ رہا۔ غلہ اور پانی دشمنوں کے ظلم و استبداد کی وجہ سے ناپید ہو گیا تو پانچ شبانہ روز اسی حالت میں گزار کر اپنی عزیز ترین متاع کتابیں مال و اسباب چھوڑ کر بار برداری کا انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے خدا پر بھروسہ کر کے اہل و عیال کو ساتھ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ شہر اور اس کے مال و دولت پر سفید روشکرہ بوں کے ذریعہ قابض ہو کر نصارے کی تمام تر توجہ بادشاہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کے پکڑنے کی طرف مبذول ہوئی۔ ان سب نے اب تک اپنا مستقر (مقبرہ) نہ چھوڑا تھا۔ تقدیر الہی نے وہیں برقرار رکھا تھا۔ انہیں اپنے جھوٹے اور مکار وزیر کی کذب بیانی پر اعتماد تھا۔ وہ اس مقبرہ میں بڑے خوش اور مگن تھے۔ مخدوم بنے ہوئے دن گزار رہے تھے۔

اس فریب خوردگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حسرت کشیدہ دل پتیدہ بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ پابند خیر شہر کی

فریب خوردہ بادشاہ دشمن کے نیچے استبداد میں

طرف لے جایا گیا۔ راستہ میں بیٹوں اور پوتوں کو کسی سردار نے بندوق کا نشانہ بنا دیا۔ دھڑو ہیں پھینک کر سردوں کو خوان میں لگا کر بادشاہ کے سامنے تحفہ پیش کیا۔ پھر ان سردوں کو بھی کچل کر پھینک دیا۔ بادشاہ کو گورے منہ سیاہ دل گندمی بال اور کچی آنکھ والوں کی حراست میں سوئی کے سوراخ سے بھی تنگ کو ٹھڑی میں مقید کر دیا۔ پھر اس وسیع ملک سے نکال کر دور دراز جزیرہ میں پہنچا دیا۔ بادشاہ کے ساتھ اس سچم کو بھی روانہ کیا گیا۔ جو نصاریٰ کی اس وقت بھی مطیع و دوست تھی جب کہ وہ حقیقت میں ملکہ تھی وہ اپنی آرزووں اپنے کو جانشین بنانے میں ناکام رہی۔ اس کا جمع کردہ مال بھی چھین لیا گیا۔ وہ زمین بننے کے بعد بدحورت اور حفاظت کے بعد بدہلیت بنی۔ بادشاہ ک قوم میں سے جو بھی ملتا، اس کی گردن مار دی جاتی یا پھانسی دی جاتی جیسا کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی عمل کیا گیا۔ ان کمزوروں میں سے وہی پکے سکا جورات میں جھب کر یا دن میں نظر میں پکا کر تیزی سے بھاگ گیا اور ایسے خوش نصیب بہت کم تھے۔ پھر نصاریٰ نے شہر کے گرد و نواح کے رئیسوں اور سرداروں کو قتل کرنا ان کی بے ادبیاں، عمارتیں، مویشی، مال و متاع، ہاتھی گھوڑے، ادب و ہتھیاروں وغیرہ کو لوٹنا شروع کیا۔ اسی پر آغوشہ لیا بلکہ ان کے اہل و عیال کو بھی قتل کر ڈالا۔ لاکھ یہ سب رعایا مع چمکے تھے۔ ڈریا لالچ سے فرمانبردار بن ہی جاتے، انہوں نے تمام راستوں پر چوکیاں بٹھا دیں تاکہ بھاگنے والوں کو پکڑ کر لایا جائے۔ ہزاروں بھاگنے والوں میں تھوڑے ہی پنج پائے باقی سب پکڑے گئے، ان لوگوں کے پاس جو کچھ چاندی سونا نکلتا پہلے تو وہ چھین لیتے پھر چادر تھمڈ، قمیص یا جامہ جو کچھ ہاتھ لگتا نہ چھوڑتے، اس کے بعد افسروں کے پاس پہنچا دیتے وہ ان کے لیے قتل یا پھانسی کی سزا کا فیصلہ کرتے۔ جوان، بوڑھا، شریف اور ذلیل سب کے ساتھ یہی سلوک ہوتا، اس طرح پھانسی پانے والوں اور قتل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی، ظالموں کے ظلم کا شکار اکثر و بیشتر مسلمان تھے۔

بندوؤں میں صرف وہ مارے گئے جن کے متعلق دشمن و معاند ہونے کا خدشہ تھا۔ اور مسلمانوں میں سے فقط وہ بچ سکے جو کسی نہ کسی طرح وہاں سے ہجرت کر گئے تھے یا وہ نصاریٰ کے ناصر اور اپنے دین و مذہب میں قاصر تھے یا وہ جو ان کے جاسوس اور اللہ کی رحمت سے بالوس تھے۔ انہیں میں سے بادشاہ کا وہ عامل بھی تھا جس نے نصاریٰ کو مسلط کر کے حاکم بنایا تھا۔ لیکن اسے امیدوں کی محرومی اور ناکامی کی حسرت کا غم اٹھانا پڑا اس کا حال تغیر ہو گیا زمانہ میں ذلیل و خوار ہو کر گیا۔ دنیا و آخرت دونوں جگہ نقصان میں رہا اور یہی کھلا ہوا نقصان ہے۔ ادھر نصاریٰ نے ماتحت بندوؤں کے پاس پیغام بھیجا کہ جو شخص تمہارے علاقہ میں سے گزرے اسے پکڑ لیا جائے۔ ان بد اطواروں نے کافی تعداد میں مسافروں اور مساجدوں کو پکڑ کر نصاریٰ سرداروں کے پاس پہنچا دیا۔ ان ظالموں نے سب کو مار ڈالا۔ نہ کوئی عالی خاندان کا فرد بچ سکا اور نہ کسی ادنیٰ انسان کو چھٹکارا نصیب ہوا۔

غارت گری کی انتہا

پھر اطراف و اکناف ملک میں لشکر بھیجے، جنہوں نے قتل و غارت گری کی انتہا کر دی۔ اس ابتلائے عظیم میں پردہ نشین خواتین پیدل نکل کھڑی

ہوئیں۔ ان میں بہت بوڑھی اور عمر رسیدہ بھی تھیں جو تھک کر عاجز ہو گئیں بہت سی خوف کی وجہ سے جان دے بیٹھیں۔

لکھنؤ اور اودھ

اس کے بعد نصاریٰ کی توجہ مشرقی شہروں اور دیہات کی طرف مبذول ہوئی۔ وہاں

بھی بڑا فساد مچایا۔ قتل و غارت گری اور بچانسی کا بازار گرم کر دیا۔ بے شمار مرد اور پردہ نشین مستورات موت کے گھاٹ اتر گئے اور سینکڑوں ہزاروں رعایا کے آدمی مار ڈالے گئے۔ میرا کیا پوچھنا میں اپنے وطن مالوت خیر آباد کی طرف چلا جا رہا تھا۔ راستہ خوفناک اور رہگزار اندوہناک تھا۔ میرے اور وطن کے درمیان کئی خوف و خطرہ سے بھری ہوئی منزلیں تھیں اور نصاریٰ اور ان کا لشکر دن رات تلاشی و تجسس میں سرگرداں رہتا۔

جانوں کو مسافروں کے مار ڈالنے کی کھلی چیمٹی دے دی گئی تھی۔ انہوں نے سارے ناک کے بند کر رکھے تھے کہ کسی گھٹ پکائی کوئی یا نا بھگ نہ چھوڑی تھی، کشتیوں کو بھاڑ ڈالتے بلکہ خراب کر کے غرق کر دیتے یا جلا ڈالتے۔ مدعوں کو روک دیا تھا کہ کوئی سیاح یا مسافر کسی وقت بھی ادھر سے نہ گزر سکے۔ خدا نے ملک الملک نے مجھے اور میرے متعلقین کو برصغیر و ملائکہ سے محفوظ رکھ کر پل اور کشتی کی مدد کے بغیر دریاؤں اور نہروں کو عبور کرا کے نجات دی اور ہم سب کو آفات و سافات ہالک حوادث راہ اور مصائب گزرگاہ سے مصون و مامون رکھا۔ وراپنی پوری حفاظت کامل، حمایت مکمل نعمت اعلیٰ بے شمار رحمت کے ساتھ ہمیں اپنے جوار و دیوار اور احباب و رشتہ دار تک پہنچایا۔ ہم خدا کی اس بے پناہ عنایت اور تمام آفات سے حفاظت پر اس کا شکریہ ادا کرتے۔

گھر کا بھیدی لٹکا ڈھالے

نصاریے کے مخالف گروہ اور ہمارے نواح کے متعدد لوگوں نے اپنے سابق والی کی ایک ٹیگم اور اس کے ایک نا تجربہ کار اور

نا سمجھ لڑکے کو امیر و حاکم بنا ڈالا۔ نصاریے نے اس والی سے اس کا ملک چھین لیا تھا۔ وہ بڑا ہی لاپرواہ و عیش و طرب میں منہمک انتظام ملکی سے غافل، عقل و خرد سے بے گانہ اور نقص عہد و میثاق میں لگانہ تھا اور نصاریے کی عمل داری ختم ہونے پر وہ ملک ملک بن گئی۔ اس کا چھوٹا لڑکا نا تجربہ کار ناز پروردہ ہمسنوں کے ساتھ کھیلنے والا اور لاپرواہ تھا۔ تدبیر امور مملکت اجراء احکام اور قیادت فوج کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ اس کے اعیان سلطنت اور ارکان دولت سب کے سب نا اہل سست بزدل احمق خائن اور غیر دیانت دار تھے۔ اکثر ذلیل اور بعض بندگان زیر دستے تھے۔ ان میں

سفید عیش پرست، نادان، بلند آواز، سست ہنر، چرب زبان، ذلیل، غلام زادہ جبران و پریشان، ظالم و جاہل جیلہ ساز و شکر خاں و مکار بندہ زہر عیب جو بھی قسم کے لوگ تھے، بعض ایسے بھاگنے والے مدبر تھے کہ ان کی تدبیر تباہی و بربادی و ادب کی طرف لے جاتی تھی اور صاحب نظر افراد کو عبرت کے عجیب عجیب مناظر دکھاتی تھی۔ ان میں سے اکثر نصارائے کے معاون و مددگار اور محب و فاشعار تھے اور یہ سب کے سب دشمن کی ہلاکت چیز تھیں سے ناواقف اور اس کی مصلحت اندیشی سے بے خبر تھے۔

دہلی پر قبضہ کی انگریز سکیمیں | نصاریٰ اپنے بچوں اور عورتوں کے ساتھ شہر میں محصور مگر مخفی ملت

گروہ کی ناقص تدبیروں کی وجہ سے اپنے مکانوں میں محفوظ تھے۔ نصاریٰ نے خندقیں کھود کر اور حصار بن کر ان مکانوں کو قلعہ کی شکل دے لی تھی، مقابل شکران پر حملہ آور ہو کر سپاہ ہو جاتا تھا۔ جو کچھ کتا وہ کر نہ پاتا تھا۔ اسی حالت میں محصورین کی امداد کے لیے سفید رو گروہ آگیا۔ شہر میں داخل ہونے لگا تو بہادر غازیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بہت سے گورے مارے گئے۔ باقی ماندہ دل شکستہ اور حسرت زدہ ہو کر محصورین تک پہنچ گئے۔ پھر تازہ دم ہو کر یہ مکانوں سے نکلے تو بزدلی اور کوتاہی کی وجہ سے کوئی مقابلہ نہ آیا۔ نصارائے شہر سے دو میل دور باغ پر قبضہ جمایا اور قوت و بہادری سے اسی کو اپنا گڑھ بنالیا۔ وہاں مدد پر مدد اور سامان پر سامان جمع کر لیا وہ لشکر جو پہلے ہی سے شہر میں موجود تھے۔ اور وہ جو دہلی سے بھاگ کر بیگم کی پناہ میں آ گئے تھے جن کو ملکہ نے قدر و منزلت کے ساتھ جو دو بخشش سے نوازا تھا اور تنخواہ دار سپاہیوں کا وہ جم غفیر جو حرب و ضرب سے نابلد اسلحہ بندی سے ناواقف اور مصلحت و معرکہ سے نا آشنا تھا۔ یہ سب اس باغ پر خندقیں کھود کر اور کمین گاہ بنا کر جا ڈٹے۔ دونوں فریقوں میں ایک مدت تک مقابلہ اور مقابلہ اور نیزہ بازی اور تیر اندازی ہوتی رہی۔

تنگ اگر نصارائے نے پہاڑوں کے والی سے مدد مانگی۔ اس نے اس کی آواز کے مطابق ۳ ہزار سے زیادہ پہاڑی لشکر بھیج کر مدد کی۔ اب تو نصارائے، ان کی گوری فوجوں، کراہیہ کے سپاہیوں اور لالچی معاونوں نے ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ یہ حملے بڑے سخت اور متواتر اور مسلسل تھے، جنہوں نے مقابلین کو ان کی جگہ سے ہلا دیا۔ اور ان کے پاؤں اکھڑ دیے اور کمین گاہوں سے ایسی بری طرح بھاگے کہ شہر کی سرحدوں پر بھی نہ ٹھہر سکے۔ ملکہ اور اس کے لڑکے کو تنہا محل میں چھوڑ بھاگے۔ ان دونوں سے وقت پر بہت سے ارکان دولت اور اعیان سلطنت نے دعا کیا اور وہ دیہاتی جوان کے علاقہ سے ان کی مدد کی اعانت عزت و آبرو مال و دولت کے لیے

آئے تھے۔ عہد شکنی کر کے اور کفر کو ایمان سے بدل کر منافق بن گئے نصاریٰ کی مواظقت و رفاقت کرنے لگے۔
بیگم حضرت محل کے بے وفامدگار

ان کی گوری فوج اور مددگاروں نے اس شاہی محل کا جس میں ملکہ تھی محاصرہ کر لیا۔ بیگم اپنے ولی عہد اور دو سیلیوں کو لے کر محصور محل کی پشت سے نکل کر دوسرے محلہ میں تیزی سے پیدل پہنچ گئیں۔ تین دن شہر میں رہ کر بھاگے ہوئے لشکر کو واپس کرنے اور اس سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ وہ لشکر ایسا دہشت زدہ ہو چکا تھا کہ کسی صورت سے اس نازک موقع پر دستگیری کو تیار نہ ہوا۔ نہ ان میں سے کوئی متنفس لوٹا اور نہ شہر بھڑکیا کہیں جائے پناہ ہی رہی۔

آخر کار بیگم اپنے اعوان و انصار سے مایوس ہو کر ولی عہد اور چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر چٹیل میدان اور بے

آب دگیاہ جنگل کی طرف چل کھڑی ہوئی۔ اب اس کے گرد کمزور سواروں کی کچھ جماعتیں پیدل مردوں کا انوہ کثیر شریوں اور عزت دار عورتوں کی کافی تعداد اکٹرا کر جمع ہو گئی۔ وہ شہری ننگے بدن اور ننگے پاؤں تھے حالانکہ سرداروں میں سے تھے اور عورتیں ننگے پاؤں اور بے پردہ تھیں۔ حالانکہ گرامی قدر پر پردہ نشین اور محل سراؤں کی رہنے والی تھیں۔ وہ سرسبز و شاداب خطوں سے چٹیل میدانوں کی طرف پھینک دی گئیں، وہ پیوندوں کے کپڑے پہن کر ستر پوشی کرتی تھیں اور برقعے نہ ہونے سے ساسی پر اکتفا کرتیں۔ ایک میدان سے دوسرے میدان میں پہنچیں بے پردگی میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا۔ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتی تھیں پھر دور دراز جنگل اور پرخطر میدان میں ڈال دی گئیں۔ ان لوگوں کو محلات پائے گاہیں، اور ریاستیں چھوڑنا پڑیں۔ حالانکہ وہ ان سے ذرا بھی ہٹنا نہیں چاہتی تھیں۔ یہاں تک کہ حال متغیر و بال نازل اور ہلاکت عام ہو گئی۔

یہ ایسی مہلک مصیبت نازل ہوئی، جس نے شہروں کو میدان، آزادوں کو غلام، مالداروں کو فقیر و مسکین اور شریفوں کو خوار و ذلیل بنا دیا۔ جو اپنے اہل و عیال میں آرام و آسائش

کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ خوشحال اور فارغ البال تھے کہ مجبور ہو کر نکلنا پڑا۔ فقیری و تنگ دستی نے ہم نشینوں کی مہالست اور اضطراب و اضطراب نے برابر والوں کی رفاقت سے دور کر دیا۔ رونے والی آہ و زاری بیمار فریاد و شکوہ کرتے، آرزو مند چلاتے اور حسرت کشیدہ نا خدا پڑھتے، بچے اپنی ماؤں کے سینوں سے قبل از وقت جدا کر دیے گئے تھے، بوڑھے اور جوان حاجتوں کے پورا کرنے سے ناامید تھے، نہ ان کا کوئی ٹھکانہ تھا، نہ بیماری کی دوا تھی، ان کے دل خالی تھے۔ ان میں نہ کوئی خواہش تھی، نہ انہیں کوئی بات بھاتی تھی۔ زندگی اور موت ان کے لیے دونوں برابر تھے۔

وہ مسرت شادمانی، تخت شاہی و بیاض و حریر، خوش طبعی عیش و عشرت، لطافت و نزاہت و نعمت، لغو و سرور مال و دولت خیر سگالی و مروت میں پلے بچھے۔ آج ان کی راہ میں کاسٹے ہیں۔ سامان و زاد راہ کا پتہ نہیں پکڑے ہو سیدہ ہیں۔ عیش و راحت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں معاف کرے۔ اور ظالموں کو سخت گرفت میں لے۔

پھر والیہ یعنی حضرت عالیہ اس لشکر کو جو بھاگ کر اس کی پناہ میں آ گیا تھا اور دوسرے ساتھیوں کو لے کر ایسے دریاؤں اور نہروں سے گزری جس سے بغیر کشتی کے عبور مشکل و دشوار تھا۔ وہ شمالی ملک میں دریا کے کنارے ایک گاؤں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیامت گزریں ہو گئی اور دریاؤں کے گھاٹوں پر سوار پیادے بٹھادیے کہ تمام کشتیوں پر قبضہ کر لیں اور دشمنوں کو دریا عبور نہ کرنے دیں۔

بیگم کی دوبارہ چڑھائی | اس نے انتظام رعایا اور حصول خراج کے لیے شہروں اور قصبہات اور دیہات میں عامل بھیج دیے۔ لشکروں کو آراستہ کر کے اپنے اس دار السلطنت کے قریبی موہ چوں پر جس پر اب نصاریٰ کا قبضہ ہو چکا تھا، بھیج دیا تاکہ اگر دشمن ادھر کا قصد کرے تو اس سے ٹٹ کر مقابلہ و مقابلہ مزاحمت و مجاہدہ کیا جائے۔ لیکن یہ تمام امور مہمہ اور ان کا اہتمام و انصرام ایسے ذلیل غافل اور متحیر عامل کو سونپا گیا تھا۔ جو کسی طرح اس کا اہل نہ تھا، وہ کسی عقل مند سے مشورہ ہی نہ لیتا۔ آسان بات کو سخت اور دشوار کو آسان سمجھتا۔ وہ ذلیل احمق اور بزدل تھا۔ اس نے مکالمات اور مشاورت مجالست اور منادمت کے لیے احمق جاہل اور ذلیل طبقہ کو چن رکھا تھا۔ نخوت و غرور کی بنا پر شریف سرداروں اور عقل مند رہنماؤں سے بچتا اور اپنے ہی اہل خاندان اور اعزہ میں سے جاہلوں اور احمقوں کو مصاحب و حاکم بنایا۔

بیگم کے بددیانت ملازمین | چنانچہ اس نا تجربہ کار نے ان لشکروں پر کمین ذلیل، بزدل اور ذلیل لوگوں کو سردار بنایا، وہ بڑے ہی لالچی تھے۔ جو کچھ لشکریوں کو خوراک وغیرہ دی جاتی کھا جاتے۔

وہ بددیانت تھے۔ اپنی کیسہ پروری کی وجہ سے ان کے غلہ اور جنس میں خیانت کرتے اور گراں فروش کے مرتکب ہوتے، ہر آواز کو دشمن کی آواز سمجھتے۔ ہمیشہ اضطراب کے ساتھ خوف کی وجہ سے لرزہ دیتے رہتے۔ کسی وقت بھی ان کو راحت و سکون میسر نہ تھا۔ بزدلی سے ہر آواز کو موت کا پیش خیمہ اور ہر صدا کو موت کی پکار سمجھتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کینے دشمنوں کے سامنے محبت و حاجت کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ نصاریٰ دار السلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد وہیں ڈٹے رہے۔ اطراف و جوانب کی طرف نہ نکلے۔ انہوں نے گرد و نواح کے کافروں دیہاتوں اور کاشتکاروں کی تالیف قلب شروع کر دی۔ ان کی

خطاؤں کو درگزر کر کے خراج میں تخفیف اور تاوان میں کمی کی اس مہربانی پر وہ مطیع و فرمانبردار اور معاون و مددگار بن گئے۔
انگریزوں کی مزید ملک گیری | ادھر سے مطمئن ہو کر اطراف ملک میں شہر و دیہات پر قبضہ کرنے کے لیے نصارائے نکل کھڑے ہوئے۔

جب نصارائے اس مرصہ کی طرف متوجہ ہوئے جو دارالسلطنت سے جانب شمال آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور جس میں سوار پیادے اور وہ رذیل و ذلیل قائد عظیم بھی تھا۔ وہ کمین قائد ان کے آمد کی خبر سن کر ہی اپنے ذیل سرداروں کے ساتھ بھاگ گیا۔ بہادر ہندوؤں کی تھوڑی سی تعداد اپنے گاؤں کے بہادر سکھیا کے ساتھ مقابلہ پر ڈٹ گئی۔ یہ سو سے زیادہ نہ تھے۔ دشمنوں کو فنا کے گھاٹ اتار کر خود بھی کٹ گئے۔ وہ فرار کی عار برداشت نہیں کر سکتے تھے بھگوڑے قائد کی طرف سے کافی لشکر اور ساز و سامان کے ہوتے ہوئے بھی انہیں کوئی مدد نہ پہنچ سکی تھی نصارائے نے جب اس گاؤں کو جس میں وہ نامرد خائن عامل نگہداشت کے لیے موجود تھا خالی اور دیران پایا تو اس پر قبضہ جاکر اپنا مضبوط و محفوظ قلعہ بنالیا۔ وہیں فوج جمع کر لی گئی۔ اور مدت تک وہیں مقیم رہے۔ وہ ایک میل بھی نکل کر نہ گئے۔ وہ سرداران لشکر کی امیدوں کی ٹیکل اور ان خائوں کے ایفائے عہد کے منتظر تھے۔ اس لیے اپنے ایفاد عہد میں بھی تاخیر کر رہے تھے۔

ادھر سے فارغ ہو کر انہوں نے اس مغربی گوشے کا رنج کیا جہاں کے عام باشندے ان کے مطیع ہو چکے تھے اور دشمنوں پر ان کے معاون تھے۔ وہاں بھی ملک کی طرف سے نا عاقبت نہ پیش غیر بد برتاؤ پر یہ کار اور ذلیل عامل تھے۔ وہ بھی پیٹھ پھیر کر مقابلہ کئے بغیر بری طرح بھاگا کہ سیدھے منہ بھاگ گیا اس کے پاس سوار اور پیادے بھی کم تھے۔ اس پرستم یہ ہوا کہ کفار اور دیہاتیوں نے معاہدہ و قسم کے باوجود وقت پر دعا کی عند و مکر کی انتہا کر دی ناز و نعمت اور پر عیش و مسرت زندگی کا کفران کیا۔ معاہدوں سے انکار کر کے کفر میں اضافہ اور ازندا میں زیادتی کر لی۔

اس موقع پر سلطان نصارائے سے قال کے لیے دہری طوف کا ایک نیک عامل آٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے خیرات و مبرات سعادت و سنات کا

مجاہدین کا حیرت انگیز حملہ | کافی ذخیرہ اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔ وہ بڑا ہی پاک طینت صاف باطن متقی پرہیزگار بہادر اور رسول ملاحم اور نبی مراحم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمنام تھا۔ اس لیے نصاریٰ کے لشکر پر حملہ کر کے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی اپنی ساری کوششیں ختم کر کے وہ بھاگے اور قصبہ کے ایک ہندو کے مضبوط اور محفوظ مکان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور اس شہر میں مقیم غداروں کے پاس خفیہ پیغام بھیج کر مدد مانگی۔ انہوں نے ایک لشکر اور ناقین و دہاقین کا جم غفیر جنہوں نے عہد شکنی کی تھی ان محصورین کی مدد کو بھیج دیا۔ ادھر اس نیک سرشت بہادر عامل سے ایک

دیہاتی کا فرزند اس نے بڑا داؤ کھیلایا۔ اس نے قسمیں کھا کر اطمینان دلایا کہ جب دونوں جماعتیں مقابلہ پر آجائیں گی تو چار ہزار بہادروں کا گروہ لے کر مدد کو پہنچوں گا۔ جب مقابلہ کی نوبت آئی تو اس زمیندار کی قسموں پر بھروسہ کر کے اس امانت ارنیکس حامل نے اپنے محوڑے سے بہادروں کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سامنے سے تو بندوقوں اور توپوں سے چہروں اور سینوں پر نصارے نے گولیاں برسائی شروع کر دیں اور پیچھے سے اس غدار مکار زمیندار کی جماعت نے پشت سرین کو پھوڑنا شروع کیا وہ دراصل نصارے کے انصار و اخوان اور شیاطین کے اتباع و اخوان تھے۔

جام شہادت | وہ خدا پرست عامل معرکہ میں گر کر شہید ہوا۔ اور اس کی ساری جماعت نے بھی اس کے نقش قدم پر چل کر فوراً جام شہادت نوش کیا۔ ان سب اکابر و اخبار کی شہادت کے بعد بڑوں لوگ ایسے بھاگے کہ نامردی اور اضطراب سے پیچھے ہٹ کر بھی نہ دیکھا۔

نصارے نے تعاقب کر کے ان سب کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ محوڑے سے وہ بچ رہے جنہوں نے بھاگنے میں تیزی اور عجلت سے کام لیا۔ اس نواح کے سارے باشندے و بھائی کاشتکار مکھیا اور مقدم وغیرہم سب مطیع و فرمانبردار بن گئے۔ البتہ دو بہادر غیرت مند اور غارت گرواں مردوں نے خوب جم کر مقابلہ کیا۔ اپنی بے پناہ شجاعت و بہالت سے قلت اسباب و جماعت کے باوجود دشمن کے ہزاروں سوار پیادے ٹھکانے لگا دیے۔ آخر کار مجبور ہو کر اپنی بہادری سے جان بچا کر نکل گئے۔ اور دشمن ان کا تعاقب نہ کر سکا۔ اب وہ نواح بھی صاف ہو گیا۔ ان دونوں سرداروں کی شکست کے بعد فحشفتوں کے دل میں دشمن کا رعب قائم ہو گیا یہ واقعہ رنجہ واقعات میں سے سب سے اہم اور آخری واقعہ اور اس جنگ کا خاتمہ تھا۔

انگریزوں کے عام حکم نامے | نصارے یہاں غالب ہونے کے بعد دوسرے اطراف میں پھیلنا شروع ہوئے وہ جب کسی طرف کا قصد کرتے تو وہاں کے رہنے والے علم و فکر میں مبتلا ہو جاتے اور رستے بھڑے بغیر شکست مان لیتے۔ ان تمام فتح مند یوں کے بعد بھی ملکہ نصارے (دکٹوریہ) ملکہ سے باز نہ رہی اس فکر کی وجہ سے انہیں بڑی قوت و طاقت حاصل ہو گئی۔

اس نے تمام دیہات شہروں اور قصبوں میں مطبوعہ حکم نامے جاری کئے جن میں عام معافی کا اعلان کیا کہ تمام باغی، لشکر اور سرکش و نافرمان رعایا کو ان لوگوں کو اچھوڑ کر معاف کیا جاتا ہے، جنہوں نے عورتوں، بچوں اور ان نصارے کو جنہوں نے مجبور ہو کر پناہ لی تھی، ظلم و عداوت سے قتل کر ڈالا یا وہ جنہوں نے سلطنت و ریاست قائم کی یا وہ جنہوں نے سرکشی و عدوان پر لوگوں کو ابھارا اور وہ "باغی" لشکر اور دوسرے سگم کے ساتھ روزی کے نہ ہونے اور تنخواہ و ضروریات زندگی میسر نہ آنے سے پریشان ہو چکے تھے۔ نصاری کے مسلط ہو جانے کی وجہ سے

بیگم کے پاس خراج اور محاسل کا آنا بند ہو گیا، زمین کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہو چکی تھی۔ وہ بڑی سخت مصیبت و تنگی میں پڑ گئے تھے۔ وہ سب تنگ دست اور عیش و راحت سے دور تھے۔ ان کے دل اہل و عیال کی جدائی سے پارہ پارہ تھے۔ ایسے حالات میں مجبور و مضطر ہو کر بہت سے لشکری و غیرہ نصارے کے اطاعت گزار بن گئے۔ ان کے پاس ہتھیار گھوڑے جو کچھ تھا چھین لیا گیا اور پروانہ امان دے دیا گیا۔ اب وہ اہل وطن کی طرف خائب و خاسر ہو کر لوٹے۔ پھر نصارے سارے ملک پر بلا مزاحمت قابض ہو گئے۔ میدان کارزار اور ٹرائیوں سے نجات پا گئے۔ بیگم اس تباہی و بربادی کے بعد بچے کچھے تھوڑے ساتھیوں کے ساتھ مہارول پر چلی گئی۔

میں مسافرت و غربت اضطراب مصیبت کی زندگی گزار رہا تھا اور میرا اشتیاق و رغبت اپنے گھر اہل و عیال پر و سی اجاب تک پہنچنے کے لیے بڑھ رہا تھا کہ امن و امان کا وہی پروانہ جسے قسموں سے موکہ کیا گیا تھا، نظر ٹری اس پر بھروسہ کر کے اپنے اہل و وطن میں پہنچ گیا۔ مجھے اس کا بالکل خیال نہ رہا کہ بے ایمان کے عہد و پیمان پر بھروسہ اور بے دین کی قسم و مین پر اعتماد کسی حالت میں درست نہیں، خصوصاً جب کہ وہ بے دین جزا و سزا آخرت کا قابل بھی نہ ہو۔

تھوڑے دن کے بعد ایک حاکم نصرانی نے مجھے مکان سے بلا کر قید کر دیا اور رنج و غم میں مقید کر کے دارالسلطنت

مولانا فضل حق قید و بند میں

(لکھنؤ) جو دراصل خانہ بلاکت تھا، بھیج دیا، میرا معاملہ ایسے ظالم حاکم کے سپرد کر دیا جو مظلوم پر رحم کرنا ہی نہیں جانتا تھا۔ اور میری چغلی ایسے دو مرتد جھگڑالو، تند خوار افراد نے کھائی جو مجھ سے قرآن کی محکم آیت میں مجادلہ کرتے تھے جس کا حکم یہ تھا کہ نصارے کا دوست بھی نصرانی ہے وہ دونوں نصارے کی مودت و محبت پر مصر تھے۔ انہوں نے مرتد ہو کر کفر کو ایمان سے بدل لیا تھا۔

اس ظالم حاکم نے میری جلا وطنی اور عمر قید کا فیصلہ صادر کر دیا اور میری کتابیں اور میری جائیداد مال و متاع اور اہل و عیال کے رہنے کا مکان عرض ہر چیز پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔

اس شرمناک رویہ کا تنہا میں ہی شکار نہ تھا بلکہ بہت سی مخلوق سے اس سے بڑھ چڑھ کر بنا روا رکھا گیا۔ انہوں نے عہد و پیمان توڑ کر ہزاروں مخلوق کو

پھانسی قتل جلا وطنی

کو پھانسی قتل جلا وطنی اور قید و حبس میں بلا تاخیر مبتلا کر دیا۔ وعدہ خلافی کر کے بے شمار نفسوں کو لاتعداد نفیس چیزوں کو تباہ کر ڈالا۔ اسی طرح خون ناخن شمار سے آگے بڑھ گیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں سے گنتی نہیں ہو سکتی اسی طرح شریف و غیر شریف قیدیوں کی تعداد حد سے متجاوز ہے خصوصاً مدہلی اور ہارس دیاہ کے مابین کے

وسیع علاقے جہاں شریعت

و عظیم خانہ انوں کے شہر کے شہر گاؤں کے گاؤں اور قصبے کے قصبے آباد

ہیں۔ ان شرفاء و عظماء کے پاس ایک رئیس نے جو اسلام و ایمان کا مدعی بھی تھا۔ دارالریاست میں طلبی کے ساتھ امن و امان کا پیغام بھیجا۔ وہاں پہنچنے پر اپنے وعدہ سے پھر کر نصاریٰ کی خوشنودی کی خاطر غداری کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ یہ عہدی سارے مذاہب میں مذہب و ممنوع ہے۔ اس کا بھی لحاظ نہ کیا، یہ بد بخت نصاریٰ کی رضا جوئی میں خدائے عزیز منتقم کے غضب سے بھی نہ ڈرا۔

نصاریٰ نے ان سب کو ہتھکڑی اور بٹری پہنا کر مجبوس کر دیا۔ اکثر شرفاء کو قتل اور باقی کو قید، جلا وطنی اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا۔ اس طرح وہ بد نصیب رئیس بھی نصاریٰ کے ساتھ اللہ کی مخلوق کو سخت عذاب میں مبتلا کرنے کی وجہ سے اجر و انعام کا مستحق بن گیا۔ یہ المناک کہانی یوں ختم ہوئی۔

اب میرا جراحہ اس لیے مکر و تلبیس سے نصاریٰ نے مجھے سیتا پور سے قید کر لیا۔ تو **ماجرائے قید** ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے ایک سخت زمین سے دوسری سخت زمین میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ مصیبت پر مصیبت غم پر غم پہنچا یا میرا جراحہ اور لباس تک اتار کر موٹے اور سخت کپڑے پہنا دیے۔ نرم اور بہتر بستر چھین کر خراب سخت اور تکلیف دہ پھوننا حوالہ کر دیا گویا کانٹے بچھا دیے گئے تھے۔ یاد دہتی ہوئی چنگاریاں ڈال دی گئی تھیں۔ میرے پاس ٹوٹا پیالہ اور کوئی برتن نہ چھوڑا، بھل سے ماش کی دال کھلائی اور گرم پانی پلایا۔ مہمان مخلص کے آبِ محبت کے بجائے گرم پانی اور نانوانی و کبر سنی کے باوجود ذلت و رسوائی کا ہر وقت سامنا رہا۔

عبور دریائے شور پھر ترش و دشمن کے ظلم نے مجھے دریائے شور کے کنارے ایک بلند و مضبوط ناموافق آب و ہوا والے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ جہاں سورج ہمیشہ سر پر ہی رہتا تھا۔ اس میں دشوار گزار گھاٹیاں، دریاہیں، جہنمیں دریائے شور کی لہریں ڈھانپ لیتی تھیں۔ اس کی نسیم صبح بھی گرم و تیز ہوا سے زیادہ سخت احساس کی نعمت زہرِ بلا بل سے زیادہ مضر تھی۔ اس کی غذا حنظل سے زیادہ کڑوی اس کا پانی سانچوں کے زہر سے بڑھ کر ضرر رساں تھا۔ اس کا آسمان غموں کی بارش کرنے والا، اس کی زمین ابلہ دار اس کے سنگ ریزے بدن کی پھنسیاں اور اس کی ہوا ذلت و خواری کی وجہ سے ٹیڑھی چلنے والی تھی۔ ہر کو ٹھٹھی پر پھرتھا جس میں رنج و مرض بھرا ہوا تھا۔

میری آنکھوں کی طرح ان کی چپٹیں ٹپکتی رہتی تھیں۔ ہوا بد بو دار اور مرض کا مخزن تھا۔ مرض ذلیل اور دوا گراں بیماریاں بے شمار رخاوش و توبازدہ مرض جس سے بدن کی کھال پھٹنے اور چھلنے لگتی ہے۔ عام تھی، بیماریاں کے علاوہ

تندرست کے بقا و صحت اور زخم کے اندر حال کی کوئی صورت نہ تھی۔ معالج مرض میں اضافہ کرنے والا معالج ہلاک ہونے والا طبیب تکلیف و رنج بڑھانے والا تختہ رنجیدہ کی نہ غم خواہی ہی کی جاتی نہ اس پر رنج و افسوس کا ہی اظہار ہوتا۔ دنیا کی ہر مصیبت سے یہاں کی معمولی بیماری بھی خطرناک ہے۔ بخار موت کا پیغام، مرض سرسام اور برسام (دماغ کے پردوں کا ورم) ہلاکت کی علت تامہ ہے۔ بہت مرض ایسے ہیں جس کا کتب طب میں نام و نشان نہیں۔ نصرانی ماہر طبیب مریمینوں کی آنتوں کو تنور کی طرح جلاتا اور مریض کی حفاظت نہ کرتے ہوئے آگ کا قہر اس کے اوپر بناتا ہے۔ مرض نہ پہنچا سکتے ہوئے دو ایلا کر موت کے منہ کے قریب پہنچا دیتا ہے۔

کالے پانی میں مجوسین سے بعد از مرگ بدسلوکی

جب کوئی ان میں سے مرجاتا ہے تو نجس و ناپاک خاک و بوجہ حقیقت شیطان خناس یا دیو ہوتا ہے اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا غسل و کفن کے بغیر اس کے کپڑے اتار کر ریگ کے تودے میں دبا دیتا ہے نہ اس کی قبر کھودی جاتی ہے نہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ کیسی عبرت ناک اور الم انگیز کہانی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اگر میت کے ساتھ یہ برتاؤ نہ ہوتا تو اس جزیرہ میں مرجانا سب سے بڑی آرزو ہوتی اور اچانک موت سب سے زیادہ تسلی بخش تھی اور اگر مسلمان کو خود کشتی مذہب میں ممنوع اور قیامت کے دن عذاب و عقاب کا باعث نہ ہوتی تو کوئی بھی یہاں مفید و مجبور بنا کر تکلیف مالا یطاق نہ دیا جاسکتا اور مصیبت سے نجات پالینا بڑا آسان ہوتا۔

یہ ناقابل برداشت حالات تھے کہ میں متعدد سخت امراض میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے میرا صبر مغلوب، میرا سینہ تنگ، میرا چاند دھندلا اور میری عزت و ذلت سے بدل گئی، میں نہیں جانتا کہ اس دشوار و سخت رنج و غم سے کیونکر چھٹکارا ہو سکے گا، خارش و قوبا میں مبتلا اس پر مستزاد ہے صبح و شام اس طرح بسر ہوتی ہے کہ تمام بدن زخموں سے چھلنی بن چکا ہے۔ روح کو تحلیل کر دینے والے درد تکلیف کے ساتھ زخموں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

وہ وقت دور نہیں جب یہ پھنسیاں مجھے ہلاکت کے قریب پہنچا دیں ایک زمانہ وہ بھی تھا جب محمود خلعت غنی اور صیح و سالم تھا۔ اب اپنا رنج اور زخمی ہوں۔ بڑی سخت مصیبت میں اور بیسیوں صعوبتیں جھیلنا پڑ رہی ہیں۔ جس طرح ٹوٹی ہوئی ہڈی۔ لکڑی اور پیٹی کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ اس طرح ہم بھی ناقابل برداشت مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ ان تمام مصائب کے باوجود اللہ کے فضل و کرم کا انگریزوں کے سینے عداوت کے دینے ہیں | شکر گزار ہوں، کیونکہ اپنی آنکھوں سے دوسرے

قیدیوں کو بیمار ہوتے بھی بیڑیاں پہنے ہوئے زنجیروں میں کھینچے جاتے دیکھتا ہوں، انہیں لوہے کی بیڑیوں اور زنجیروں میں ایک سخت تیز اور غلیظ انسان کھینچتا ہے۔ مہنت و مہنیت کینہ و عداوت کا پورا مظاہرہ کرتا ہے۔ تکلیفوں پر تکلیفیں پہنچانا اور بھوکے اور پیاسے پر بھی رحم نہیں کھاتا ہے۔ خدا کا شکوہ ہے کہ اس نے ان آفات و تکالیف سے محفوظ رکھا، میرے دشمن میری ایذا رسانی میں کوشاں اور میری ہلاکت کے لیے رہتے ہیں میرے دوست میرے مرض کی امداد سے لاچار ہیں۔ دشمنوں کے دل میں میری طرف سے بغض و کینہ مذہبی عقائد کی طرح راسخ ہو گیا ہے۔ ان کے پلید سینے کینہ و عداوت کے دغینے بن گئے ہیں۔

ان ظاہر اسباب پر نظر کرتے ہوئے میں اپنی نجات سے یابوس
اور اپنی امیدوں کو منقطع پاتا ہوں لیکن اپنے رب عزیز و رحیم رؤف

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

کریم کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ وہی تو جابر فرعون سے عاجز و ضعیفوں کو نجات دلاتا ہے اور وہی تو زخمی مظلوموں کے زخم کو اپنے رحم و کرم کے مرہم سے بھرتا ہے۔ وہ ہر کمزور کے لیے جبار و قہار ہے۔ ہر ٹوٹے ہوئے دل کا جوڑنے والا ہر نقصان رسیدہ متحیر کا کامیاب بنانے والا اور ہر دشوار کو آسان کرنے والا ہے اسی نے نوح علیہ السلام کو غرق اور ابراہیم علیہ السلام کو طیش و حرق، ایوب علیہ السلام کو مرض و مصائب یونس علیہ السلام کو شکم ماہی اور بنی اسرائیل کو بربادی و تباہی سے نجات دی۔ اسی نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہامان و فرعون و قارون اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مکر و مکرین اور اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دجل و فریب کفار پر غالب کیا۔ پھر اگر مجھے مستحقوں، مصیبتوں اور حوادث و معاصی نے گھیر لیا ہے تو اس کی رحمت و فضل سے کیوں یابوس ہوں۔ وہی میرا رب ہے شافی و کافی اور خطا پوشی و امرنگار ہے۔ بہت بیمار جو موت کے کنارے پہنچ کر بھی اسے یاد کرتے ہیں شفا پاتے ہیں۔ بہت خطا کار جب استغفار و استغفار کرتے ہیں مقبول بارگاہ ہوتے ہیں۔ بہت درد مند جب اُسے پکارتے ہیں مصیبت سے نجات پاتے ہیں۔ بہت مسافر جب اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں مراد کو پہنچتے ہیں۔ بہت قیدی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ خلاق مطلق انہیں بیڑیوں اور قیدیوں سے بلا فدیہ و احسان چھٹکارا دلاتا ہے۔

بالآخر بیمار اور سیدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

میں بھی مظلوم و دل شکستہ و مضطرب اور مسکین و ذلیل و محتاج بن کر اسی خدا سے برتر کو پکارتا ہوں۔ اسی کے حبیب کو وسیلہ بنا کر اور امید و ار رحمت ہو کر اس کی بارگاہ میں بعد تضرع التجا کرتا ہوں وہ وعدہ خلاف نہیں۔ اس نے مظلوم و مضطرب کے یاد کرنے پر اجابت و دعوت اور کشف مصیبت کا وعدہ کیا ہے۔ وہی مجھے تکلیف سے

نجات دے گا۔ وہی قلق واضطراب سے آزاد کرے گا۔ وہی پکڑنے والے سے چھڑائے گا۔ وہی میرے گریہ و بکا پر رحم کرے گا۔ وہی میری بدبختی و شامت کو ہٹائے گا۔ وہ دعا کا سننے والا ہے۔ بہت دینے والا اور بلاؤں کا دفع کرنے والا ہے۔ اسی سے جلا وطنی کے غم کو دور اور بہترین نعمتوں کے عطا کرنے کی امیدیں ہیں۔ اے میرے رب مصیبتوں سے مجھے نجات دے۔ اے امیدواروں کے اُمیدگاہ اور اے التحب کرنے والوں کی پناہ گاہ اپنے حبیب امین اس کی آل طاہرین و مبارکین اور اس کے صحابہ محافلین دین کے صدقے میں ہماری سُن لے! اے رحم الراحمین اور احکم الحاکمین! تو ہی ظالموں سے مظلوموں کا انتقام لینے والا ہے۔ بے شک ساری تعریفیں سارے جہان کے پالنے والے کے لیے ہے۔ یہ پُرورد و الم انگریز کسانِ ختم ہوئی۔

افسوس کہ قصائد نامکمل رہ گئے | میں نے اپنی مصیبت و پریشانی کا کچھ حال دونوں قصیدوں میں بھی لکھا ہے ایک قصیدہ ہمزہ ہے جس میں شیطانی وساوس کا ذکر

ہے۔ اور دوسرا دلیہ ہے جس میں اس غمگین و معذور کی تکلیف و رنج کا ذکر ہے۔ ان دونوں قصیدوں کو سرور کائنات علیہ السلام والصلوة کی مدح پر ختم کیا ہے۔ ان دونوں سے پہلے "نون" کے قوافی میں بھی قصیدہ لکھا تھا جو دریتیم کی طرح فرید و یگانہ ہے۔ اس کا ہر شعر مضبوط و مرتفع قنصر کی طرح ہے۔ اس کے اتمام کی نوبت نہیں آئی۔ مصائب و آلام کے ہجوم نے تکمیل کا موقع نہیں دیا۔ اس کا مطلع یہ ہے۔

ماناج فی اوراق اشجان

الا ویتج اشجانی و اشجانی

اگر اللہ نے مجھ پر رہائی سے احسان فرمایا تو اس ذات کی مدح اس میں شامل کر کے ختم کروں گا جسے سکارم اخلاق سے پورا پورا حصہ ملا ہے اس پر اور اس کی آل پر قیامت تک صلوة و سلام۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق والاکرام، ختم شد۔ الشوریۃ الہندیہ۔

مجاہد اعظم مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید کفایت علی سنی بریلوی اعظم علمائے فرنگی سامراج سے ٹکرا جانے والی وہ شخصیت تھی کہ مراد آباد کی سرزمین جن کے مقدس خون کو آج تک داد و فادے رہی ہے۔ آپ مراد آباد کے معزز ترین ساوا کرام کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کے جلیل فاضل ہو کر شاعری میں یگانہ مقام حاصل کیا۔

علم حدیث، فقہ اصول، منطق، فلسفہ میں یگانہ روزگار تھے آپ کا نعتیہ کلام غزل کے پیرائے میں ہے۔ آپ نے قصائد سے گریز کیا کہ ان میں مبالغہ کی آمیزش ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد الملت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا کافی اور حسن میاں کا کلام اول سے آخر تک شریعتِ مطہرہ کے دائرہ میں ہے۔ بلکہ مولانا کافی کو اعلیٰ حضرت سلطانِ نعت فرمایا کرتے تھے۔ جب تحریکِ آزادی ہند شروع ہوئی تو گویا مولانا کافی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاشمی خون پہلے سے ہی جذبہ شہادت سے سرشار تھا۔ مولانا نے حوالی مراد آباد میں فرنگی سامراج کے خلاف علمِ جہاد بلند فرمایا اور جدھر آپ کا رخ ہوا برطانوی استبداد کے پرچے اڑتے گئے۔ سلطان بہادر شاہ ظفر نے آپ کو بلایا اور جہاد کے مشورے کے مولانا نے جنرل بخت خان شیخ افضل صدیقی، شیخ بشارت علی خان، مولانا سبحان علی، نواب مجدد الدین، مولانا شاہ احمد اللہ درازی کی معیت میں مختلف محاذوں پر انگریزوں کو شکستیں دیں، رام پور اور مراد آباد کے اکثر معرکے سر کیے۔ بالآخر انگریزوں کے پٹھو کلال فخر الدین اور بعض خاندانوں کی سازش سے ۳۰ اپریل ۱۸۵۸ء مطابق ۶ رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ مولانا گرفتار کر لیے گئے۔ اور مراد آباد جیل سے متصل برسرِ عام آپ کو انگریزوں نے تختہ دار پر لٹکا دیا۔ پچانسی کے وقت مولانا نے مندرجہ ذیل اشعار بڑے ترغ و ذوق سے پڑھ رہے تھے۔

کوئی گل باقی رہے گانے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
ہم صغیر و باغ میں ہے کوئی دم کا چچھا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمز آب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پر خاک کی کفن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانون پر سخن رہ جائے گا

ہمارے دیگر مجاہد اکابرین علماء و شہداء تحریکِ آزادی ہند

مولانا عبد الجلیل شہید علی گڑھی | علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ یگانہ روزگار عالم تھے۔ بے شمار افاضل نے آپ سے پڑھا۔ متقی عارف باللہ رہنما تھے، تحریکِ آزادی ۱۸۵۷ء میں مجاہدین نے انگریزوں کو علی گڑھ سے نکال دیا تو زمامِ قیادت آپ کے حوالے کی گئی۔ دوبارہ انگریزوں نے چڑھائی کی تو دشمن سے مقابلہ میں بہت سے مجاہدین شہید ہوئے۔ مولانا عبد الجلیل بھی ان شہداء میں جیسا کہ ابدی پا گئے۔ اور ان بہتر شہداء کے ساتھ جامع مسجد علی گڑھ میں دفن ہوئے۔

(۲) مولانا امام بخش صہبائی دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) مولانا ڈاکٹر وزیر خاں بہاری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) مولانا مظفر حسین کاندھلوی۔

(۶) مولانا رضی الدین بدایونی۔

ان کے مفصل حالات کے لیے تواریخ انقلاب ۱۸۵۷ء دیکھئے۔

دوسرے سرفروشان ملک و ملت سنی بریلوی قائدین تحریک آزادی ہند

مفتی صدر الدین صاحب دہلوی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مفتی رسول بخش کاکوروی، سید احمد شاہ جنرل بخت خاں مولانا یافت علی آبادی، جنرل عظیم اللہ خاں، مفتی صدر الدین خاں دہلوی، مولوی اعتقاد علی، مولوی امام بخش صہبائی، باقر علی صاحب ناظم محکمہ دیوانی، مولوی نور الحسن صاحب، سید مراتب علی صاحب، مولوی خواجہ تراب علی صاحب، سید حسن علی صاحب، مولوی رحمت علی صاحب، مفتی ریاض الدین صاحب، مولوی غلام جیلانی صاحب، مولوی غلام مرتضیٰ صاحب، مفتی رسول بخش صاحب، مفتی انعام اللہ خاں، شیخ محمد شفیع صاحب، مومن علی صاحب، باسط علی صاحب، محمد عظیم الدین حسن صاحب، محمد قاسم صاحب دانا پوری، معین الدین، مولانا کریم اللہ صاحب، صدر الصدور قاضی محمد کاظم علی صاحب، تاج الدین صاحب، طفیل احمد خیر آبادی، مولانا غلام امام شہید، مفتی عبد الوہاب صاحب گوپالوی، ڈاکٹر وزیر خاں صاحب، مولوی فیض احمد صاحب بدایونی، حضرت سید تراب الحق صاحب سجادہ نشین یکمہ شریف کاکوروی، مولانا وہاب الدین مراد آبادی، مولانا کفایت علی صاحب کافی مراد آبادی، نواب محمد الدین، حافظ محمد عبد اللہ وغیرہ۔ یہ اکثر حضرات جنہوں نے شمع حریت روشن کی، سنی بریلوی صوفی اعتقاد و رویش مسلک ہی تھے۔ مولانا فضل حق شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا رزار جاد میں مگر نہی اور قائدانہ حیثیت حاصل ہے وہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مذکورہ صدر و قائدین تحریک آزادی میں سے چند ایک کے متعلق مختصر کچھ حالات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں ملاحظہ ہوں۔

مجاہد اعظم مولانا سید احمد اللہ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

بنا کردند خوش رستم بخت و خون غلطیدن

تحریک آزادی ۱۸۵۷ء کے تمام مجاہدین علماء و مشائخ اکابرین علماء سنی بریلوی تھے۔ اور جب کہ سید احمد

بریلوی اور مولوی اسماعیل مدفون بالاکوٹ نے اپنی پیٹ پوجا کو مقدم رکھ کر انگریزی اقتدار قائم کرنے کے لیے ایک تحریک بمعاضرت برطانیہ چلائی تو برطانوی اقتدار کے پرچے اڑانے والے سنی بریلوی علماء کے الوالعزم اکابر علامہ دین وقائدین آزادی رہنما ہی تھے جن میں سے سرفہرست شہید ملت شمع حریت مولانا شاہ احمد رحمۃ اللہ علیہ مدرسی کا اسم گرامی آتا ہے جنہوں نے تن من دھن سب کچھ ملک و ملت پر نثار کیا۔ بالآخر جام شہادت نوش فرما کر داخل جنت ہوئے۔

آپ ۱۲۰۴ھ میں بمقام چنیاپن تعلقہ "پونا ملی" ساحل دریائے شور متعلقات مدراس میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نواب سید محمد علی سلطان پو شہید کے عظیم مقرب و مصاحب اور چنیاپن کے مختار نواب تھے مولانا احمد شاہ نے قابل افاضل اور اساتذہ عصر سے تمام علوم و فنون عربیہ اسلامیہ کی تکمیل کی۔ اور متبحر عالم و یگانہ روزگار متقی پرہیزگار رہبر ہوئے۔ حیدرآباد دیورپ کی سیاحت کی پھر راج سے مشرف ہوئے۔ پھر جے پور میں حضرت پیر قربان علی شاہ کے دست اقدس پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں سلوک طے کیا۔ پھر نونک پہنچ کر جہاد کے جذبات بیدار کئے۔ گوالیار میں پہنچ کر مشہور عارف پیر محراب شاہ فلندہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ انگریزوں نے غدر کیا۔ علم جہاد بلند کرتے ہوئے حریت کے پروانے ادر اور تحریک کے قائد اعظم کی حیثیت سے بخت خاں کے دست راست بن کر دہلی پہنچے۔ انگریزوں کو ناکوں چنے جہاد دیجئے۔ پھر آگرہ میں انگریزی استبداد سے ٹکرائے پھر کانپور میں برطانوی پرچے اڑاتے پھر لکھنؤ میں محاذ فتح کیے پھر فیض آباد اور شاہجہان پور میں فرنگی سامراج کا ستیاناس کیا اور بالآخر یہ باکمال عالم بے مثال مجاہد، یگانہ روزگار پیر فاتح اعظم بطل جلیل میدان کارزار میں ۱۳۰۵ھ ذی قعدہ ۱۲۰۵ھ کو جام شہادت نوش فرما گئے۔

تحریک آزادی کی تمام تاریخیں اس بطل جلیل کے مفصل کارناموں سے منوں ہیں اور ان نامراد مورخین پر سخت افسوس ہے جنہوں نے مولانا شاہ احمد کو ننگ دین، ننگ وطن سید احمد بریلوی و مولوی اسماعیل کے عزائم کا تکمیل کنندہ لکھ کر یا ان سے تعلق دار بنانے کے لیے خواہ مخواہ ان غداروں کو مولانا شاہ احمد کے حالات میں گھسیٹ کر ان کے مقدس عقیدہ و کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا شاہ احمد خالص سنی حنفی صوفی عالم اور ممتاز مجاہد تھے۔ سید احمد و اسماعیل جیسے بدعتیہ نام نہاد مجاہدوں سے شہید موصوف کا دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ مولانا کے مجاہدانہ کارنامے آزادی وطن کے لیے جوش و خروش، مختلف محاذوں پر انگریزوں سے مقابلے اور بالآخر شہادت کی راہ میں شہادت تحریک آزادی کی مفصل تواتر تک نہیں دیکھیے اور سنی بریلوی علماء کی دینی و ملی خدمات کو بالتفصیل پڑھیے۔

رحمۃ اللہ علیہ

استاذ الہند حضرت مولانا مفتی صدر الدین خان آزاد دہلوی

مکتب عشق کا دستور نہ الا دیکھا

اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

تحریک آزادی ہند ۱۸۵۷ء میں جو خدمات حضرت مولانا مفتی صدر الدین علیہ الرحمۃ نے پیش کی ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بلکہ اس تحریک کا مدار المہام اسی ذات گرامی کو ہی کہنا زیبا ہے۔ قلم کو کیا طاقت کہ ان کے علم و فضل کے بحر بے کنار سے ایک موتی باہر لاسکے۔ اور دفتر کے دفتر ان کے مکارم و محاسن کے لیے ناکافی۔ ۱۲۰۳ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اکثر علوم مولانا امام الہند فضل امام خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی شہید تحریک حریت سے حاصل کیے۔ حدیث شریف حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے پڑھی اور یگانہ روزگار عالم بنے۔ چار دانگ عالم میں ان کے علم و فضل کا چرچا ہوا۔ دہلی میں صد الصمد و رب ہے۔ انگریزوں کا اقتدار بڑھتا دیکھا تو تحریک آزادی کا جھنڈا اٹھایا۔ فتوائے جہاد نشر کیا۔ مجاہدین و اکابرین تحریک آزادی کی قیادت کی۔ تمام جائیدادیں تحریک پر خرچ کر دیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کے تلامذہ موجود ہیں۔ شعر گوئی میں کمال رکھتے تھے۔ معقول، فلسفہ، ریاضی کے عظیم المثل اتاذ تھے۔ فقہ کے ممتاز ماہر و مفتی تھے۔ خالص سنی، حنفی، صوفی عالم و یگانہ روزگار امام العلوم تھے۔

وہابیت کی بیخ کنی میں ان کی مساعی مشکورہ اور آزادی ہند میں ان کی جدوجہد محتاج تعارف نہیں۔ آج تک وہابیوں دیوبندیوں میں نہ ایسا عالم پیدا ہوا نہ مجاہد۔ پنج شنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ بستی نظام الدین اولیاء دہلی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

آسمان تیری لحد پہ نور افشانی کرے۔

علمائے بریلی — مجاہدین اسلام

شاد باش اے سرزمین بریلی شاد باش شاد باش اے موطن شاہ احمد رضا شاد باش
شاد باش اے مرکز جہاد شاد باش شاد باش اے میدان غزا شاد باش
انگریز سب سے پہلے ہندوستان میں تجارت کے لیے وارد ہوئے۔ ہند کی چیزیں یورپ میں اور

وہاں کی چیزیں ہند میں بیچتے۔ پھر انہوں نے کلکتہ کے قریب کچھ کارخانے لگائے اور ان کی حفاظت کے نام پر مسلح فوج رکھ لی۔ اور جب تخت دہلی کمزور ہوا اور ماتحت راجوں نے بغاوتیں شروع کیں تو انگریزوں نے مزید فوج یورپ سے منگاکر بعض علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی قلمرو بنالی۔ پھر دہلی پر دوسرے ڈالنے لگے تو دہلی کے آخری تاجدار سلطان بہادر شاہ ظفر نے انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی جو کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔

اس جنگ آزادی کے تمام قائدین وقت کے اعظم محدث مفسر فقہاء جامع معقول و منقول علماء و فضلا کی وہ قدسی النفس جماعت تھی جو بیکر علم و تقوا سے اور شہسواران میدان کا زارہ تھے۔ یہ سب سنی صوفی اور اعلیٰ علمائے بریلی تھے۔

امام اہلسنت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی شہید جنہیں انگریزوں نے انڈمان کی جیل میں مختلف اذیتوں سے شہید کیا اور جنہوں نے وہابیوں اور دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویتہ الایمان و یکرزی کے بے شمار دلچھکے کردہابیوں کی سیخ کنی کی اور دوسرے سنی بریلوی راہنما مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی مولانا مفتی صدر الدین آزادہ، مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی، مولانا دہاج الدین، مولانا سرفراز علی خاں، مولانا شاہ احمد شہید، مولانا رضا علی خاں بریلوی، قاضی عصمت اللہ، مولانا کفایت علی کافی شہید، مولوی امام بخش صہبائی، وغیرہم سب مجاہد جلیل جنرل سخت خاں کی جہاد کیٹی کے جنرل اور بہادر شاہ ظفر کے دست راست تھے۔

حضرت مولانا رضا علی خان بریلوی

امام اہلسنت علیہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی اور آپ کے والد ماجد امام العلماء حضرت مولانا مفتی علی خان وقت کے مرکز علم و فضل اور علیہ حضرت شاہ احمد رضا کے جد امجد مولانا رضا علی خان بریلی کی عظیم شخصیت تھے۔ انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی شروع ہوئی تو بریلی اور اس کے گرد و نواح سے فرنگی انخلا پر مامور مجاہدین اسلامی عساکر کی قیادت آپ کے سپرد تھی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے شجرہ طیبہ کو مولانا رضا علی خاں کی مساعی سے حیات جاودا ملی

جنگ آزادی کے عظیم راہنما و جلیل قائد مولانا رضا علی خاں نے اس تحریک آزادی میں شب و روز بریلی کے گرد و نواح میں مجاہدین کی تربیت و ترقیب میں بسر کئے۔ باوجود ضعیف العمری کے کسی دمع کوں میں خود شمشیر بخت

ہو کر انگریزوں کے لیے پیغام اجل ثابت ہوئے۔

مجاہد اعظم حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی

بریل کی یہ عظیم شخصیت جن کے والد حافظ محمد کاظم علی خاں سلطنت مغلیہ کی طرف سے شہر بدایوں میں تحصیل دار یعنی کلکٹر کے درجہ پر فائز تھے۔ دو سو سوار فوج خدمت پر متعین رہتی تھی اور حافظ صاحب کے دادا محمد سعادت یار خاں جہ مغلیہ فوج کے سپہ سالار تھے اور سلطنت وقت کے حکم سے انہوں نے اہل ہندو سے بریلی کا علاقہ فتح کر کے مسخر کیا تھا اور شاہان مغلیہ کی طرف سے آپ کو بریلی میں آٹھ گاؤں کی جاگیر ملی ہوئی تھی اس سب جائیر کے مالک حضرت مولانا رضا علی خاں تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۵ھ میں ہوئی باوجود رئیس اعظم ہونے کے والد نے علوم عربیہ میں لگا دیا۔ مولانا خلیل الرحمن ٹونکی سے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں اعلیٰ درجہ کا مقام حاصل کیا۔ وہ خود اپنے محلہ میں خود اپنی جامع مسجد میں جماعت کراتے اور ایسی پر تاثیر تقریر فرماتے کہ سینکڑوں لوگ گناہوں سے تائب ہوتے۔ زہد و تقویٰ و فقر کا غلبہ ہوا تو تجرید و تقرید کی طرف مائل ہوئے۔ شب و روز عبادت الہیہ میں بسر ہوتے۔ یہ خاندان ہی اسلام کا شیدائی اور شاہان اسلام کا معتمد علیہ قبیلہ تھا۔ دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر پر انگریز غالب ہونے لگے اور انگریزوں سے مقابلے کے لیے جہل نحت خاں اور شاہ احمد اللہ شہینے جہاد کیٹی بنائی تو دہلی سے مولانا فضل حق خیر آبادی اور کاکوری سے مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مصنف علم الصیغہ اور بریلی سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا گیا۔

رئیس المجاہدین مفتی عنایت احمد مولانا شاہ رضا علی خاں کی خدمت میں

جب روہیل کھنڈ بریلی کے اکناف میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جہل نحت خاں نے مجاہد جلیل مفتی عنایت احمد کو مجاہدین کی تربیت کے لیے بریلی بھیجا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایات سے مکمل استفادہ کیا جائے۔ مولانا نے اپنا مال و منال تمام مجاہدین پر صرف کر دیا۔ مفتی صاحب نے آپ کے پاس ہی رہ کر میدان کارزار کے منصوبے بنا کر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ مولانا رضا علی خاں کے فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی علی خاں کی ڈیوٹی مجاہدین کو ہر قسم کا رسد پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیکھیں چولہوں پر رشتیں اور مجاہدین کے لیے لنگر عام جاری رہتا تھا۔

کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ مولانا مفتی علی خاں کے ایک ہاتھ پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی

قدس سرہ ہوتے اور ایک ہاتھ سے گوشت و شوربا کی بالیاں مجاہدین میں تقسیم فرماتے۔

نخا مجاہد

جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ شہداء کی جنگ آزادی کے زمانہ میں امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی عمر صرف ایک سال تھی۔

ایک دن ایسا بھی اتفاق ہوا کہ کسی مجاہد نے مولانا نقی علی خاں سے امام اہل سنت کو لے کر گود میں بٹھالیا اور آپ کی تلوار آپ کے گلے میں لٹکا کر کندھے پر اٹھا لیا اور لپکار لپکار کر کہنے لگا کہ یہ نخا پٹھان مجاہد بھی اسلام پر قربان ہونے کے لیے تیار ہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمانے لگے کاش کہ اس ناچیز کی یہ کمائی آج اسلام کے کام آجاتی۔ آپ کے دادا مولانا رضا علی خاں جو مجاہدین کو ضروری ہدایات دے رہے تھے نے یہ بات سن لی۔ فرمانے لگے بیٹا تم مت کرو! تمہارا یہ بیٹا مرتدین اسلام، گستاخانِ انبیاء و اولیاء کے لیے تلوار بے نیام ہو گا اور اس سے رب العزت وہ کارِ عظیم لے گا جو اس صدی میں بڑے بڑے غازیوں سے نہیں ہر سکے گا۔ اس فرزندِ جلیل کی ساری زندگی خدمتِ اسلام کے لیے وقف اور تائیدِ اسلام کے لیے نثار ہو گی۔ جس دن اس کی ولادت ہوئی حضور سرکارِ غوثِ اعظم نے خود ہمیں مبارک باد سے نوازا اور اراجِ اولیاء نے خوشی منائی۔

مولانا رضا علی خاں کی گرفتاری کے احکام

بدقسمتی سے بعض غدار مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے یہ تحریک جنگ آزادی کامیاب نہ ہو سکی۔ انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر اکابر، برہمن، علماء و فضلاء مجاہدین پر بے پناہ مظالم کئے کسی تو شہید ہو چکے تھے۔ بچے کچھے گرفتار کر کے جزیرہ اندمان کی کال کو ٹھڑیوں میں محبوس کر دیے گئے۔ حضرت مولانا فضل حق شہید خیر آبادی نے اسی جیل میں شہادت پائی۔ سلطان بہادر شاہ ظفر کے بچے گولیوں کا نشانہ بنے اور خود مع بیگم رنگن بھن قید کر دیے گئے۔ انہیں مصائب پر اپنی بصیرت پر مطلع ہو کر سلطان بہادر شاہ ظفر نے بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ

پس مرگ قبر پر اسے ظفر کوئی فاتحہ بھی کہاں پڑھے
وہ جو ٹوٹی قبر کا تھا نشان اسے ٹھوکروں سے اڑا دیا

چنانچہ اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنا پر مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ کو فرنگی مظالم کا نشانہ بننا تھا۔ چنانچہ آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے اور ایک انگریز سارجنٹ سپاہی لے کر بریلی پہنچا۔ جس وقت وہ آپ کی مسجد میں گیا۔ آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے۔ سارجنٹ نے مسجد میں ادھر ادھر دیکھا اسے کچھ نظر نہیں آیا باوجود تلاش وہ خائب و خاسر واپس چلا آیا۔ انہیں ایام میں ملکہ برطانیہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ نے فرنگی استبداد سے محفوظ فرمایا۔ مصنف حیات علیہ حضرت نے اس واقعہ کو مختصر آپ کی کرامات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس ہوش راز زمانہ میں جب کہ انگریزی انتقام کے ڈر سے اکثر مسلمان شہروں سے جنگلوں میں بھاگ گئے تھے مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ کی شجاعت کا یہ بے نظیر مظاہرہ تھا کہ آپ اطمینان سے مسجد شہر میں قیام فرما رہے اور دراصل یہ آپ کے مقام توکل علی اللہ اور استقامت کا ملکہ کا آئینہ دار ہے۔

من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن

عالم باعمل مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی

اسیرانڈومین۔ (علمائے اہل سنت زندہ باد)

دل گرے، نگاہ پاک بینے سینہ بیتا ہے

مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی نہایت متقی و متبحر عالم فاضل تھے، علمائے ربانین میں شمار کیے جاتے تھے مفتی صاحب بمقام دیوبند ۹ شوال ۱۲۲۸ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۸۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ کاکوروی کے ممتاز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جد امجد کا نام منشی لطف اللہ تھا۔ ان کے صاحبزادے منشی غلام محمد اور ان کے فرزند منشی محمد بخش مفتی عنایت احمد کے والد بزرگوار تھے، عنایت احمد صاحب سن شعور کو پہنچے تو تحصیل علوم کی غرض سے رام پور بھیجے گئے۔ وہاں مولانا جید علی صاحب اور سید محمد صاحب کے زیر تعلیم رہے اور علوم مروجہ کی تکمیل کی بعد ازاں دہلی گئے اور شاہ محمد اسحاق محدث سے حدیث شریف کے فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر علی گڑھ جا کر علم محقول و منقول میں سند حاصل کی۔ مولانا بزرگ علی صاحب سے بھی تحصیل علم کی اور انہیں کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد آپ بریلی چلے گئے۔ اسی دوران ہند میں انگریزی اقتدار بڑھا تو اکابر علماء و رہنما اصحاب کی سرکردگی میں تحریک انقلاب کی سلسلہ جنبانی جاری تھی مفتی صاحب بھی شب و روز بریلی کے انقلابی

گروہ کی مشاورتی مجالس میں شرکت کرنے لگے اور نواب بہادر خان کی قیادت میں جہاد حریت کی تنظیم کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ روسیکھنڈ بریلی مجاہدین آزادی کا عظیم مرکز تھا اور اس علاقہ میں انٹی برٹش تحریک کے قائد جلیل امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے جد امجد مولانا رضا علی خاں صاحب تھے ان کے مکان اور ان کے صاحبزادے مولانا مفتی علی خاں کی مسجد مجاہدین کے مرکز تھے۔ مفتی صاحب بھی مولانا رضا علی خاں کے حلقہ جہاد میں داخل ہو گئے اور مجاہدین کے لشکر میں شریک ہو کر محاربات میں عملی حصہ لینے لگے، جگہ جگہ خان بہادر خان کے دست راست اپنے کمال جرات و بہمت سے لڑتے رہے۔ جنرل بخت خاں بریلی پہنچے اور دارالبخت دہلی کے مرکزی محاذ پر شرکت کے لیے رام پور مراد آباد ہوتے ہوئے روانہ ہوئے تو ان کی معیت میں مفتی عنایت احمد صاحب بھی لشکر آزاد کے ساتھ رام پور گئے اور جنرل بخت خاں مولوی سرفراز علی صاحب کے ساتھ نواب یوسف علی خاں دائمی رام پور سے محاذ آزادی میں شرکت کے لیے گفت و شنید کرتے رہے۔ ان کے ہمراہ مفتی عنایت احمد بھی اس مشاورت میں برابر شریک رہے اور جب نواب رام پور جنگ آزادی میں مجاہدین کی اعانت سے انکار کیا تو جنرل بخت خاں نے فوج کشی کر دی۔ اس جنگ میں بھی مفتی صاحب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کے چچا زاد بھائی حافظ صاحب حسن صاحب بشوق نے اپنے تذکرہ کا ملان رام پور میں اس معرکہ کا حال اس طرح بیان کیا ہے۔

۹ جون ۱۸۵۷ء کو بخت خاں کئی ہزار فوج کے ساتھ رام پور آیا۔ مولوی سرفراز علی اس کی طرف سے سفیر تھے تمام شہر کو مورچہ بند کیا۔ شہر کے مفسد خود جا کر بخت خاں کو بھڑکاتے تھے۔ ان کا منشا تھا کہ روپیہ دیا جائے اور دلی عہد بہادر ریاست (نواب کلید علی خاں) مع فوج دہلی کو ساتھ چلیں۔ یہ مرحلہ سب سے زیادہ سخت تھا۔ علی بخش خاں نے اس مرحلہ کو بعد لطائف الحیل طے کیا اور ۱۳ جون کو بخت خاں رام پور سے چلا گیا۔ نواب نے ازراہ چالووسی جان بچانے کی خاطر جنرل بخت خاں کو خوب رسد بھجوائی اور مبالغہ کی حد تک مولوی سرفراز علی کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے آپ کو بچایا۔

جنرل بخت خاں نے رام پور کے نواب سے صلح کر لی۔ اور مراد آباد کوچ کر گئے۔ اس وقت مفتی عنایت احمد صاحب، مولوی سرفراز علی صاحب کے مشورے سے پھر بریلی واپس چلے گئے۔ وہاں ابھی تک ہنگامہ کار زار گرم تھا۔ مفتی صاحب میدان شجاعت میں تیغ آزمائی بھی کرتے رہے اور خان بہادر خان کی مجلس مشاورت میں خاص طور پر شریک رہے۔

خان بہادر کے لشکر مجاہدین میں ایک دست غازیوں کی فوج کا بھی تھا۔ یہ سب کے سب مفتی صاحب

چوں بہ فضل خالق ارض و سما : اوستادم شہ زقید غم رہا
بہر تاریخ خلاص آل جناب : بہ نوشتہ ان اکتسادی نجاب

مفتی صاحب کچھ عرصہ بعد کاکوری سے کانپور چلے گئے اور وہاں مدرسہ فیض عام قائم کر کے مستقل قیام فرمایا بقول و اقرار حبیب الرحمن خان شیروانی اسی مدرسہ کا فیض بالآخر سارے ہندوستان کو پہنچا۔ دو سال بعد مفتی صاحب نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور مدرسہ کا انتظام مولوی سید حسین شاہ صاحب بخاری کے سپرد انہیں مدرسہ اول مقرر کر کے کیا۔ اور مولوی لطف اللہ مدرسہ ثانی مقرر ہوئے اس زمانہ میں باد بانی جہاز چلتے تھے، جدہ کے قریب پہنچ کر ان کا جہاز پہاڑ سے ٹکرا گیا اور حضرت مفتی صاحب نماز ادا کرتے ہوئے احرام اندھے جہاز کے ساتھ غرق ہو کر واصل بحق ہوئے

یہ حادثہ، اشوال ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۸۸۳ء کو رونما ہوا، اس وقت مفتی صاحب کی عمر ۵۲ سال کی تھی آپ کی کل تصانیف کی تعداد بیس سے جن میں تواریخ حبیب اللہ (سیرت نبوی)، نوامع العلوم، اسرار العلوم، الحق المبین، علم الصیغہ، خجستہ بہار، احادیث الحبیب المتبرک، اور ترجمہ تقویم البدن، زیادہ مشہور اور خاص تواریخ حبیب اللہ ہیں حضرت مفتی صاحب حقیقت میں ایک "بحر العلوم" تھے انہیں ریاضی میں خاص امتیاز حاصل تھا۔ ان کی ذات ستودہ صفات ان عمار کاملین میں سے تھی جو ایک طرف دین اور دوسری طرف وطن کے تحفظ کے لئے عمر بھر سینہ سپر رہے، وہ پیشہ علم کے مرد یگانہ تھے اور میدان شجاعت کے سرفروش مجاہد تھے۔
دل گرے، نگاہ پاک بینے جان بیتابے

سنی بولیوی علم سار کے مجاہد اعظم

مبلغ دین و مجاہد ملت حضرت مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ

وہ عالم باعمل جس کی رہنمائی نے دین و ملت کو روح عمل بخشی

قداریوں نے پھونک دیا آشیاں میرا

انقلاب ۱۸۵۷ء کی رہنمائی اور جہادِ حریت میں برسر میدان شرکت کرنے والوں میں
 بیشمار علماء و فضلاء کے اسمائے گرامی شامل نہیں، جنہیں تاریخ نے بھی محو کر ڈالا۔ آج اکابرین
 میں مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی کا نام نامی بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے لیکن حیرت ہے کہ ان
 کے تفصیلی حالات کسی قدیم تاریخ میں یکجا طور پر محفوظ نہیں مختلف دستاویزات اور بزرگوں کی
 روایات سے جو حالات مرتب ہوتے ہیں، ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو قدیم تذکروں میں پائے
 نہیں جاتے۔ مفتی انتظام اللہ شہابی کے تذکرہ ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء تک میں
 ان کا ذکر صرف دو سطروں میں نہایت سرسری طور پر کیا گیا ہے مفتی صاحب فرماتے ہیں ”
 مولوی فیض احمد عثمانی صدر بورڈ میں پیش کار تھے۔ دلی گئے وہاں محبٹرٹ کئے گئے پھر جہل
 بخت خان کے ساتھ رہے۔“

مولانا فیض احمد کے والد بزرگوار بدایوں کے مشہور و مختار خاندان کے فرد حکیم غلام احمد
 صاحب تھے جو مولوی اول میں رہتے تھے، فیض احمد صاحب کی ولادت ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۸ھ
 میں بدایوں میں ہی ہوئی، ان کی عمر صرف تین سال کی تھی، کہ والد صاحب نے وفات پائی
 ان کی والدہ ماجدہ نے یتیم کمن بیٹے کی پرورش و تعلیم و تربیت کی، وہ خود بدایوں کے عالم
 خاندان شیوخ کی تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ ان کے ایک ہم وطن جناب محمد ایوب قادری
 بی اے نے مولانا کے ذکر خیر میں بیان کیا ہے کہ ”مولانا کو قدرت نے شروع ہی سے وہ
 دل و دماغ بخشا تھا کہ جس پر آپ کے ہم درس طلباء کو رشک آتا تھا جو چیز ایک بار پڑھ
 لی یاد ہو گئی۔ اور ایک دفعہ نظر سے گزر گئی دل پر نقش ہو گئی تحقیق و تدقیق آپ کا حصہ تھا
 اہل خاندان خیال کرتے تھے کہ مستقبل قریب یہ بچہ فخر خاندان ہو گا۔ والدہ نے اس ہونہار
 بچہ کو اپنے بھائی مولانا فضل رسول کے سپرد کر دیا۔ آپ نے نہایت محبت اور ناز و نعم
 سے پرورش فرمائی مولانا فیض احمد نے تمام علوم منقول و معقول صرف چودہ سال میں
 حاصل کر لئے۔ اور پندرہویں سالگرہ سے قبل اجازت و رسد مل گئی۔ دوسرے فنون
 مروجہ خطابی و شعری و شاعری وغیرہ میں بھی آپ نے کمال حاصل کیا ایک قلیل عرصہ میں
 مولانا کا شہرہ ہو گیا۔ اور تشنگان علم نے اس مبلغ علم و فضل کی طرف
 رخ کیا۔“

مولانا نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کی طرف توجہ کی، اس وقت

حضرت اچھے میاں صاحب مارہروی کے خلیفہ اعظم آپ کے نانا حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب کی بارگاہِ رشد و ہدایت مرجع خلافت ہو چکی تھی مولانا نے سلسلہ قادریہ میں اپنے نانا صاحب قبلہ سے بیعت کر کے علوم طریقت کی تحصیل سے بھی فراغت کی مولانا فیض احمد رضا کی درسگاہ طلباء کے لئے حصول تعلیم ہی کا مرکز نہ تھی بلکہ ہر طالب علم کی آپ حملہ ضروریات کے کفیل و معاون ہوا کرتے، یہی سبب تھا کہ مولانا کے شاگردوں کا شمار دشوار تھا آپ طلباء کی امداد کے لئے دوسروں سے ادھار لیتے مگر کسی کو حاجت مند نہ دیکھ سکتے۔

بے خطر کو دہڑا آتش نرو میں عشق

مولانا تحریک آزادی میں

آپ بے حد متواضع اور مخلص انسان تھے مصنف اکمل التواریخ آپ کی مزاجی کیفیت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ باوجود ثروت و وقار کے دل فقیرانہ مزاج شامل نہ تھا۔ قرار سے محبت اور غرباء سے الفت طلبہ کے شائق اور علم کے شیدائی تھے شاگردوں کی تمام ضروریات کے خود کفیل ہوتے تھے، سلسلہ درس و تدریس اگرہ کے قیام کے دوران بھی برابر جاری رہا۔

جب ہندوستان میں انگریزوں نے اپنے اقتدار کی بنیادیں مضبوط کرنے کے سلسلہ تبلیغ عیسائیت کا فتنہ پر ملایا۔ جبکہ جگہ اسکول کالج کھول کر مسیحی تعلیم عام کی جانے لگی۔ اس وقت اگرہ میں علمائے عصر نے ایک مشاورتی مجلس میں اس فتنہ کے رد کے لئے عملی تدابیر سوچیں، چنانچہ مولانا فیض احمد ان علمائے کرام کے ساتھ شریک تبلیغ دین کی خدمات انجام دینے لگے۔ باوجود سرکاری ملازمت کے انہوں نے جابجا مسیحی تبلیغ کے مقابلہ کے لئے عیسائی پادریوں سے مناظرے کئے اور مضامین میں دورے کر کے تبلیغ اسلام میں مشغول رہے ۱۸۵۳ء میں جب پادری سی سی ڈی فتنہ ہندوستان وار دہوئے اور انہوں نے فتنہ ارتداد کا ہنگامہ بپا کیا تو مولانا سید احمد اللہ شاہ ڈاکٹر وزیر خان صاحب وغیرہ حضرات نے اس کے رد کے لئے انتظامات شروع کئے۔

چنانچہ پادری فنڈر اور ملٹائے اسلام کے مابین ۱۸۵۴ء میں بمقام آگرہ جو مناظرہ ہوا اس میں ڈاکٹر ونیر خاں صاحب اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے معاون خصوصی کی حیثیت سے مولانا فیض صاحب بھی موجود تھے اور انہیں تین حضرات نے فنڈر اور ان کے رفقاء کے ساتھ وہ معرکہ الارار مناظرہ کیا اور اسے ایسی شکست فاش دی کہ وہ فوراً ملک بدر ہونے پر مجبور ہوا۔ اس مناظرہ کی پوری کیفیت ”البحث الشریف فی اثبات التبیخ والتحریف“ کے نام سے وزیر الدین نے مرتب کر کے باستتمام حافظ محمد عبداللہ فخر لطابع شاہ جہان پور سے ۱۲۷۰ھ میں طبع و شائع کرائی تھی۔ اس کی طباعت و اشاعت کے جملہ مصارف و حضرت بہادر شاہ ظفر کے ولی عہد مرزا فخر و مرحوم نے ادا کئے تھے اور تمام ملک میں مفت تقسیم کرایا گیا تھا۔

آگرہ کی جامع مسجد اس زمانہ میں نہایت خستہ و بوسیدہ حالت میں تھی۔ مسجد کی اس شکستگی کے سبب نمازی بھی پرانے نام نظر آتے تھے۔ مولانا فیض احمد نے اس کی مرمت و تعمیر کرائی اور وہ مرکز دین و علوم بن گئی۔

مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کے آگرہ کے قیام کے دوران مولانا فیض احمد صاحب بھی اس حلقہ مجاہدین کے سرگرم رکن بن گئے جو آگرہ میں جہاد حریت کی تنظیم و اقدام کی غرض سے قائم ہوا اور ہر اجتماع میں جوش و خلوص سے شریک ہوتے رہے، اور ضروری مشورے دیتے رہے۔ آگرہ اور اس کے گرد و نواح میں مولانا نے دورے کر کے جہاد حریت کی تبلیغ کی۔ اسی سلسلہ میں سرکاری ملازمت سے بھی سبکدوشی حاصل کر لی اور میدان عمل میں تیغ بکف اتر آئے، دہلی کے معرکوں میں جنرل محمد نجت خاں کی قیادت میں نبرد آزما رہے مجاہدین نے جب دہلی میں انگریزوں کو شکست دے کر سلطنت مغلیہ کے احیاء کا اعلان کیا اس وقت مولانا فیض احمد مرزا مغل کے پیش کار کے فرائض بھی انجام دیتے اور لشکر کی انتظامات کے سلسلہ میں جملہ امور کی نگرانی کرتے شکست دہلی کے بعد آپ جنرل نجت خاں اور مولانا سید احمد اللہ شاہ صاحب کی معیت میں لکھنؤ گئے اور ہر محاذ پر ان کے شریک کار رہے سکندر باغ کے محاذ پر خصوصیت سے مولانا فیض احمد نے اپنی عملی تدابیر سے لشکر مجاہدین کی اعانت کی اور معرکہ آزادانہ نظر آئے، لکھنؤ کے بعد آپ مولانا سید احمد اللہ شاہ کے ساتھ شاہ جہان پور بھی گئے اس علاقہ کے

محاربات میں جن رہنما مجاہدین کے نام آتے ہیں۔ ان میں مولانا فیض احمد بھی پیش پیش تھے، بعد ازاں جب قصبہ محمدی میں مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کی حکومت قائم ہوئی ان کی کونسل کے رکن رکین بنے جب محمدی پڑانگیزیوں نے حملہ کیا تو مولانا لشکر مجاہدین کے دست بازو بنے ہوئے تھے۔

مولانا سید احمد اللہ شاہ کے قیام شاہ جہان پور کے دوران مولانا فیض احمد کی تجویز پر مجاہدین کے چند دستے بدایوں بھیجے گئے جن کی رہنمائی ڈاکٹر وزیر خاں شہزادہ فیروزہ بخت اور مولانا فیض احمد کے سپرد تھی، بدایوں کے معرکوں میں داد شجاعت دینے کے بعد نگرانہ کے محاذ پر بھی معروف کارزار رہے، اور سرفروشانہ کارنامے انجام دیتے نظر آئے، یہاں سے ہی محمدی حکومت قائم ہونے پر کابینہ میں شامل کئے جانے کی غرض سے دوسرے اکابرین کے ساتھ طلب کئے گئے تھے۔ سازش و غدارہی کے سبب حضرت احمد اللہ شاہ کی شہادت کے بعد دوسرے رہنما اور بقیہ جمعیت مجاہدین کے منتشر ہونے پر مولانا بھی روپوش ہو گئے پہلے خفیہ طور پر مختلف مصافحات میں انقلابی تنظیم میں معروف رہے، بعد ازاں لاپتہ ہو گئے بعض اصحاب کا خیال تھا کہ خلافت ترکیہ کے دارالسلطنت قسطنطنیہ میں قیام پذیر ہیں۔ اس کے لئے آپ کے ماموں کبرسنی کے باوجود تلاش میں سرگرداں قسطنطنیہ پہنچے لیکن آپ کا کوئی پتہ نہ چلا کچھ لوگوں کا قیاس ہے کہ جنرل بخت خاں کے ساتھ نیپال چلے گئے اور وہاں روپوش رہ کر ان کی معیت میں گوریل جنگ میں معروف رہے۔ بہر حال آپ کا صحیح پتہ معلوم نہ ہو سکا اور سن و مقام وفات کا بھی کسی کو علم نہیں ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شہید حریت منشی رسول بخش کا کوری

تحریک انقلاب کے ایک سربراہ اور وہ رکن جو وطن فروشی کا نشانہ بنے

تحریک انقلاب ۱۸۵۷ء اسلامیان ہند کی صد سالہ عظیم جدوجہد اور شہداء کا ایک عظیم سلسلہ تھا جو ۱۸۵۷ء میں غازی نواب سراج الدولہ کی شکست و شہادت کے

بعد برطانوی سازشوں کے پر فریب جال کو توڑ پھینکنے اور سرزمین وطن کو آزاد کرنے کے لئے مصروف جہاد رہے۔ اس انقلابی تنظیم میں نوابین امراء اور سب سے زیادہ علماء و صوفائے کرام جماعتیں پیش پیش تھیں ۱۸۵۷ء کے محرکات کی تفصیل تو کتب تاریخ میں ہی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

ویسے سرگزشت مجاہدین کے سلسلہ میں یہ امر بایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ گذشتہ تنظیم میں ۱۸۵۷ء کے محارب عظیم سے پانچ چھ سال پہلے روح عمل ڈوڑتی نظر آنے لگی تھی۔ جن علماء و فضلاء نے اس تحریک میں جان ڈالی ان میں مولانا سید احمد اللہ شاہ مولانا سرفراز علی شاہ بھانپوی، مولانا لیاقت علی الہ آبادی، علمائے بدایوں کے علاوہ دہلی آگرہ کا کوروی وغیرہ کے علماء کا بڑا حصہ تھا۔ ان حضرات میں منشی رسول بخش کا کوروی کا نام بھی سرفہرست ہے، جنہوں نے ابتداء سے عوام میں بیداری پیدا کرنے اور علم جہاد بلند کرنے میں بیسوں "دائے درمے سخن قدمے" جدوجہد جاری رکھی۔ منشی رسول بخش صاحب، مولانا سرفراز علی صاحب اور مولانا احمد اللہ شاہ صاحب و جنرل عظیم اللہ خان کی معیت میں مدتوں تنظیم انقلاب کے لئے ملک کے گرد و تواریح میں دورے کرتے رہے اور شہر شہر قصبہ قصبہ میں گھومتے پھرتے عوام کو معرکہ آزادی میں شریک ہونے کی دعوت حق دیتے، مفتی صاحب نے بھی دیگر رہنما مجاہدین کی طرح ویسی افواج میں جہاد حریت کی تبلیغ کر کے سپاہیوں میں جوش عمل پیدا کیا۔ اور چپاتیوں وغیرہ کی تقسیم و تنظیم کے پروگرام میں نہایت سرگرمی سے شریک تھے۔

منشی صاحب کے جد امجد ملا ابو بکر حاجی علوی تھے، جن کے صاحبزادے ملک بہاؤ الدین سلطان دہلی کی جانب سے کاکوری فتح کرنے تشریف لائے تھے فتحیابی کے بعد وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ منشی صاحب کے والد فیض بخش بہادر نواب شجاع الدولہ کی فوج میں صوبدار تھے، وہ صاحب علم و ہنر اور شجاع و دلیر بزرگ تھے ان کی تصنیف "چشمہ فیض" مشہور ہے۔ منشی رسول بخش کی ولادت کاکوری میں ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم ہوئی تحصیل علم کے بعد سلطان واجد علی شاہ کی فوج میں ہمدے دار مقرر ہوئے اسی وقت سے ان کے دل میں جذبات حریت موجزن تھے سلطان کے فوجی معتمد بھگت لشکر سلطانی کی اعلیٰ تربیت میں مصروف رہے اور اسی دوران مسلمان سپاہ کو غیر ملکی تسلط کے خلاف آمادہ پیکار رہے کیونکہ سلطان فوجی تربیت کا اہتمام بھی آزادی وطن کی جدوجہد کے لئے کیا تھا یہی سبب تھا کہ چند غدار

امرائے دولت ساز باز کر کے ان منصوبوں کی اطلاع انگریز حکام کو دیتے اور انعام و اکرام کے لالچ میں جاسوسی کرتے رہے جس کے نتیجے میں انگریزوں نے سلطانی لشکر کو یہ کہہ کر ہر طرف پکڑا دیا تھا کہ آپ کو اس قدر لشکر کے ملازم رکھنے اور مصارف کا بار اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہماری فوجیں آپ کی حفاظت کے لئے موجود ہیں، جب کوئی ضرورت ہو آپ انہیں طلب کر سکتے ہیں چنانچہ اسی معاہدے کے بموجب منو مان گڑھی کے ہنگامہ کے دوران امیر المجاہدین اور ان کی جمعیت کو گورہ پٹن نے توپ دم کیا تھا۔ سلطانی فوج کی ہر طرفی کے بعد ہی رسول بخش صاحب لکھنؤ سے کاکوری چلے گئے اور مستقل طور پر وہاں مقیم ہو کر جہاد حریت کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ مختلف مقامات میں تبلیغی دورے کرنے کے بعد آخر میں انہوں نے کاکوری کے عوام کو منظم کیا اور خفیہ طور پر فوجی تربیت دینے میں مصروف ہو گئے چنانچہ کاکوری میں مجاہدین کی وہ جمعیت تیار ہو گئی، جو منشی صاحب کی قیادت میں آزادی وطن کے لئے لڑنے مرنے کو ہر وقت آمادہ تھی، اور اس کا ہر جانباز مجاہد دشمن کے مقابلہ میں جان دینے اور جان لینے کو عین ایمان سمجھتا تھا۔ جنگ آزادی کے چند ماہ پیشتر اطراف و جوانب کے علماء جو جہاد حریت کی رہنمائی میں مصروف تھے، اگر سے میں جمع ہو گئے کیونکہ دہلی کے بعد اس زمانہ میں اگر وہ کو اس لئے اہمیت حاصل ہو گئی کہ وہ برطانوی صوبہ کا صدر مقام بنادیا گیا تھا۔ حضرت مولانا احمد اللہ شاہ نے جب اگرہ پہنچ کر تحریک انقلاب کے اقدام کے لئے مشاورتی مجالس منعقد کیں اور وہ شہر ارباب علم و فضل کا مرکز بن گیا، مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی حالات انقلاب میں لکھتے ہیں کہ:-

”مفتی انعام اللہ خاں بہادر جو محکمہ شریعت کے مفتی رہ چکے تھے، اب بہت بڑے وکیل تھے، حضرت آزادہ (مفتی صدر الدین صاحب) کے خط کے ذریعہ شاہ صاحب (مولانا احمد اللہ شاہ صاحب) ان کے یہاں آکر مقیم ہوئے ان کا گھر علماء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ مفتی صاحب کے صاحبزادے مولوی اکرام اللہ صاحب ”تصویر الشعراء“ مرید ہوئے۔“

علماء و فضلاء کرام کا یہ گلدستہ جس کی شیرازہ بندی اب تک علمی ادبی ذوق نے کر رکھی تھی، مولانا احمد اللہ شاہ صاحب کے پہنچنے پر اس میں سیاسی رنگ پیدا ہونا شروع ہو گیا اور مجلس کی شکل میں اس اجتماع کی تشکیل کی گئی اس کے ارکان کی مختصر فہرست

ملاحظہ ہو۔

مولوی شیخ اعتقاد علی بیگ صاحب مولوی امام بخش صہبائی، سید باقر علی صاحب ناظم
محکمہ دیوانی، مولوی نور الحسن صاحب، سید مراتب علی صاحب، مولوی خواجہ تراب علی صاحب
سید حسن علی صاحب، رحمت علی صاحب مفتی ریاض الدین صاحب، مولوی غلام جیلانی،
غلام مرتضیٰ صاحب، مفتی رسول بخش صاحب، شیخ محمد شفیع صاحب، مومن علی صاحب
باسط علی صاحب، محمد عظیم الدین، حسن صاحب، محمد قاسم صاحب وانا پوری معین الدین صاحب
مولوی کریم اللہ خاں صاحب صدر الصدور قاسمی محمد کاظم علی صاحب، تاج الدین صاحب،
طفیل احمد صاحب خیر آبادی، مولانا غلام امام شہید، مفتی عبدالوہاب صاحب گوپامٹوی،
ڈاکٹر وزیر خاں صاحب، مولوی فیض احمد صاحب بدایونی مفتی القام اللہ صاحب
یہ حضرات صدارت نظامت وغیرہ کے مختلف عہدوں پر فائز تھے یا وکلارتھے جنہوں نے
اس مجلس کی رکنیت منظور کی اور دے دے قدمے قدمے شاہ صاحب کی تائید و اعانت
شروع کر دی۔

بالآخر اس اجتماع میں انقلابی اقدام کا پروگرام مضبوط ہو گیا۔ اور جو حضرات پردہ فی مقامات
سے اپنے علاقوں کی نمائندگی کرنے آئے تھے، عملی اقدامات کی رہنمائی کے لئے ان
مقامات پر واپس چلے گئے اور اپنے اپنے محاذ پر جنگ آزادی کے
اعلان کا انتظار کرنے لگے، جس کی ابتداء اچانک وقت موعودہ سے پہلے ہو گئی، چنانچہ
مجاہد ملت رسول بخش صاحب مقررہ پروگرام کے مطابق کاکوری کے لئے روانہ ہوئے
اور کانپور میں جنرل عظیم اللہ خان مل کہ جہاد آزادی کے سلسلہ میں طے شدہ لائحہ عمل
کے سلسلہ میں صلاح مشورے کرتے راستہ میں چند دیگر رؤسا اور جاگیرداروں کو انگریزوں
کے مظالم اور جبر و استبداد کے خلاف نفرت دلا کر بغاوت پر آمادہ کر لیا اور وہ
مجاہدین کی ہر ممکن اعانت کے لئے تیار ہو گئے۔

رہنمایان جہاد نے طے کیا تھا کہ اودھ کے تمام اطراف و جوانب کے علاقوں
میں منظم معرکہ آرائی کے بعد پرچم آزادی بلند کر کے دارالسلطنت لکھنؤ میں بیچ مونا جائیے
جہاں سلطنت اسلامیہ کے احیاء و استحکام اور انگریزوں کی حکومت کا قلع قمع
کرنے کا اہتمام مکمل کیا جائے گا۔

منشی صاحب کا کوری پہنچ کر اپنے علاقہ کی تنظیم و تربیت میں منہمک ہو گئے ان کی جمعیت مجاہدین میں مکھنؤ کی اودھ شاہی فوج کے برخاست شدہ سپاہیوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ اس کے سب جوان مرد ان کے اشارے پر سرفروشی کے لئے حاضر تھے، منشی صاحب نے انقلابی تنظیم کے استحکام کی خاطر کئی پولیس افسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور ان سے گہرے تعلقات پیدا کر کے اپنا راز دار بنالیا تھا تاکہ اڑے وقت میں مجاہدین کی اعانت کر سکیں۔

۱۸۵۷ء کو میرٹھ چھاؤنی سے قبل از وقت اعلان بغاوت کی خبر سستے ہی انہوں نے فوراً طے شدہ لاکھ عمل کے مطابق لشکر مجاہدین کو آراستہ کیا کہ حکام وقت کے خلاف نبرد آزمانی شروع کر دیں۔ اور فتحیاب ہو کر مرکز جہاد مکھنؤ کی جانب کوچ کریں۔ لیکن ایک راز دار پولیس افسر غدار ی پر ہو گیا اور اس نے گورہ پٹن کے انگریز افسر سے مجاہدانہ عزائم کی مخبری کر دی بھرتی گھر کا بھیدی تنکا ڈھائے انگریز افسر نے اسی وقت اپنی فوج کو حرکت دی اور لشکر جہاد لے کر عین اس موقعہ مجاہد رہنماؤں کا محاصرہ کر لیا۔ جب کہ رسول بخش صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ ایک مسجد میں بیٹھے تھے، اور مشاورتی مجلس میں معروف تھے، اور مجاہدین کو اقدام کے لئے آخری ہدایات دینے کے بعد حملہ کی تیاری پر بحث کر رہے تھے، منشی صاحب کے ساتھ اس وقت ان کے دست راست منشی عبدالعہد اور دوسرے رفقاء کا موجود تھے، جن کی مجموعی تعداد اٹھارہ تھی، انگریزی فوج نے ان نہتے رہنماؤں کو گم قتا کر لیا، اور بلا تفتیش و مقدمہ ان سب حضرات کو شاہ پرمحمد کے ٹیلے پر پھانسی دے دی مفتی رسول بخش صاحب ان شہدائے حریت میں سب سے آگے تھے، ان کے دو صاحبزادے منشی عبدالحی اور منشی عبدالعزیز اس وقت اپنے مکان میں تھے، جب ان کو اس سانحہ کی اطلاع ملی، یا چشم نم مبرو شکر کہتے خاندان کے عورتوں بچوں کو لے کر نکلے کہ کسی طرف نکل جائیں اور اعزاء کی عزت بچائیں۔

حضرت شاہ تراب علی شاہ سجادہ نشین تیکہ شریف کاظمیہ کا کوری نے اپنے صاحبزادگان کو بھیج کر اپنے پاس بلالیا، اور بحفاظت تمام روپوش کر دیا، مجاہدین کی جماعت میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور انہوں نے کسی کو سردار لشکر مقرر کر کے انگریزی فوج اور پولیس اسٹیشن پر حملہ کر دیا، خون ریزہ معرکہ آرائی ہوتی رہی، کشتوں کے پستے لگ گئے مگر مجاہدین ہار نہ مانی، انگریز افسر تنگ آ گئے، آخر کسی نے حکام کو مشورہ دیا کہ منشی رسول صاحب کے صاحبزادگان اور اہل خاندان کی تلاش بند کر کے ان کے معافی کا اعلان کر دیں، تو یہ لڑائی بند ہو جائے گی، چنانچہ مجبوراً یہی کیا گیا عارضی طور پر امن بحال ہو گیا، اور منشی صاحب کا خاندان اپنے گھر آباد ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد وہ سب

لوگ اطمینان سے گھر خالی کر گئے، اور کسی محفوظ جگہ چلے گئے، اب مجاہدین نے از سر نو جدال و قتال کا بازار گرم کر دیا، اور مدتوں مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے بالآخر بیرونی کمک حاصل کر کے انگریزوں نے انہیں شکست دے دی۔ افسوس کہ غداروں نے ابتداء سے اس محاذ کو ناکام بنا دیا۔ لطف یہ ہے کہ کسی تاریخی کتاب میں مفتی رسول بخش کا حال اور معاشی نہیں کیا گیا۔ اور مورخین نے اس شہید وطن کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا ذکر تک نہیں کیا۔ صرف ایک دو جگہ ان کا نام ضرور لیا ہے۔ حالانکہ تحصیل کا کوری کی سرکاری دستاویزات اور خفیہ رپورٹس میں تفصیلی تذکرہ موجود ہے جن کی بنا پر یہ حالات مرتبہ نقل کئے گئے۔

شہید حریت مولانا ولایت الدین کے اولوالعزم کارنامے

۱۸۵۲ء کے زمانہ میں ضلع مراد آباد کے محکمہ سی بی سائنڈرس جے جے کمپل جو اسٹنٹ محکمہ اور جے کرافٹ و سن سیشن جج تھے، کرافٹ و سن کو مراد آباد میں سرہ برس گزر چکے تھے اور وہ یہاں کے تمام عمائدین سے بخوبی واقف تھا شہری مزاج سے بھی اسے پوری واقفیت حاصل تھی یہی سبب تھا کہ جب حکام ضلع کو مراد آباد اور اس کے اطراف و جوانب میں جنگ حریت کے شعلے بھڑکتے نظر آئے تو ضلع کی نظامت انہیں کے سپرد کر دی گئی۔

جو اصحاب شہر میں جہاد حریت کی رہنمائی کر رہے تھے ان میں مولانا ولایت الدین پیش پیش تھے ان کے ساتھ دوسرے سربراہان اور مجاہدین میں سے خصوصاً قاضی عظمت اللہ فاروقی نواب عباس علی خاں اسد خاں نواب محمد الدین خان عرف مجو خان نواب شبیر علی خاں اور مولانا کفایت علی کافی تھے۔

ان رہنماؤں کی قیادت اور مولانا ولایت الدین کے عملی اقدام نے مراد آباد میں انگریزوں کی شکست دے کر قومی حکومت قائم کر دی نواب مجو خاں حاکم ضلع مقرر کئے گئے لشکر مجاہدین کا سپہ سالار نواب شبیر علی خاں کو بنایا گیا مولانا کفایت علی صدر شریعت مقرر ہوئے۔

مولانا ولایت الدین نے اپنے لئے کوئی عہدہ منتخب نہیں کیا۔ بلکہ تمام ضلع میں تبلیغ جہاد اور تنظیم انقلاب کے فرائض اپنے ذمے لئے اسد علی خاں نواب خانہ کے افسر علی مقرر کئے گئے مولانا ولایت الدین ہر ہفتہ بعد نماز جمعہ عوام سے خطاب کرتے اور انہیں غیر ملکی تسلط کے خلاف ہر ممکن جدوجہد اور عزم استقلال سے سینہ سپر کرنے کی تلقین کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ضلع بھر کے مسلمان ان کے پرچم تلے مجتمع ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ رامپور کے پٹھانوں نے جب دیکھا کہ نواب یوسف علی خاں (والی ریاست) کسی طرح انگریزوں کی طرف داری سے باز نہیں آتے تو چپکے

چکے جھٹوں کی صورت میں مراد آباد آنے لگے، اور لشکر مجاہدین میں شریک ہو گئے۔
ڈسٹرکٹ گزیٹ مراد آباد میں بیان کیا گیا ہے، کہ مسلمانوں نے من حیث القوم ضلع بھر میں
برطانوی حکومت سے اپنی مخالفت کو نہایت صاف اور واضح طور پر ظاہر کیا۔ روسیل کھنڈ کے دوسرے
اضلاع کی طرح مراد آباد کے ضلع میں بھی غیرت دینی اور انگریزوں کی ہر بات سے نفرت کے جذبات
نے مسلمانوں کو عام بغاوت پر آمادہ کر دیا تھا، مولوی و الحاج الدین صاحب نے قیام حکومت
کے بعد جو دورے کئے اور دوسرے مجاہد رہنماؤں سے رابطہ اتحاد کی کوشش کی اس سلسلہ میں
بریلی بھی پہنچے اور نواب خاں بہادر خاں سے مشورے کئے اس دورے میں مولانا کافی بھی ان
کے ہمراہ تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام انگریز حکام راہ فرار اختیار کر کے منی تال میں پناہ گزیں ہو چکے تھے اور
ان کی حمایت اور رسد رسانی نواب رام پور نے اپنے ذمہ لی تھی۔ اور ساتھ ہی یہ تجویز کی کہ سارا
روسیل کھنڈ بریلی اور مراد آباد (بدایوں وغیرہ) اپنی فوج بھیج کر فتح کر لیں لیکن انگریز مرتے مرتے بھی
یہ گوارا نہ کر سکتے تھے، کہ ان کی بجائے کوئی اور ملک کے کسی حصہ پر قبضہ کر لے چنانچہ نواب نے مجبوراً
دوسری تجویز پیش کر دی کہ صرف مراد آباد پر حملہ کرنے اور اسے فتح کرنے کی اجازت دی جائے
اور فوراً اپنے چچا عبدالعلی خان کو مراد آباد روانہ کر کے جہاد حریت کے رہنماؤں سے گفت و شنید
شروع کر دی، نواب مجو خان اور مولوی متو صاحب نے انہیں صاف جواب دے دیا کہ آپ
شوق سے تشریف لائیں۔ انگریزوں کے خلاف پہلے جہاد کا اعلان کریں، اور مجاہدین کی سرکردگی
اختیار کر لیں ورنہ اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ انگریزوں کے طرف دار بن کر ہمیں دباؤ اور فتح یا ب
ہو کر دشمنوں کے حوالہ کر دیں تو ہم ہر طرح معرکہ آرائی کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں گوئے و ہمیں میدان
نواب رام پور نے مجاہدین کے تیور دیکھ کر اور مراد آباد کے جوش و غروش کا حال معلوم کر کے
نواب مجو خاں کو پیام دیا کہ ہم تم کو اپنا ناظم تسلیم کرتے ہیں تمہاری حکومت رام پور کے ماتحت
رہے گی، جب بریلی میں نواب خان بہادر خان کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فوراً جنرل بخت خاں کو
ان کے لشکر مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا کہ وہاں کا جائزہ لیں اور نواب رام پور کو مراد آباد کے
مجاہدین کے ساتھ ساز باز نہ کرنے دینا۔ شہزادہ فیروز شاہ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے جنرل بخت
خاں رام پور ہوتے ہوئے (جس کی تفصیلی کیفیت گذشتہ مضامین میں بیان ہو چکی ہے) مراد
آباد وارد ہوئے، اور مجاہد رہنماؤں سے ملاقات کر کے صورت حال معلوم کی۔

مجاہدین کی سرگرمیوں کا یہ عالم دیکھ کر نواب رام پور نے اپنے نمائندوں کو موہ فوج کے واپس بلایا جنزل بخت خاں کو اطمینان ہو گیا کہ وہاں کی حالت تشویشناک نہیں ہے اور نواب مجو خاں مولانا و حاج الدین نے ان کو پوری طرح یقین دلایا کہ ہم کسی قیمت پر بھی انگریزی حکومت کے ہوا خواہوں سے تعاون کرنے کو تیار نہیں ہیں، شہزادہ فیروز شاہ کی موجودگی کے سبب بھی مجاہدین کو بڑی تقویت پہنچی ہوئی تھی، اس لئے جنرل بخت خاں مراد آباد سے ۷۷ رجمنٹ کو دہلی روانہ ہو گئے، لیکن نواب رام پور کی مداخلت نہ ہوئی، وہ انگریزوں کی شہ پر برابر مراد آباد والوں کے سلسلہ جنبانی کرتے رہے اس کی پوری تفصیل تحریک انقلاب کے حالات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے، آخر نواب رام پور کی فوجوں کے ساتھ مل کر مراد آباد کی فتح کی تیاریاں کرتے رہے، لیکن عرصہ دراز تک مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اور انگریزوں کی حکمت عملی غداروں کے جال بچھانے میں کامیاب ہو گئی شہزادہ فیروز شاہ لاکھپنی فوج کو لے کر اطراف و جوانب میں معرکہ آرائی کے لئے چلے گئے تھے تقریباً ایک سال بعد دوبارہ مراد آباد آگئے کیونکہ لکھنؤ دہلی اور بریلی وغیرہ سے مقامات پر انگریز قابض ہو گئے تھے۔ ۲۳ اپریل ۱۸۵۸ء کو رام پور کی فوج کے ساتھ کاظم علی خاں اور گوراپٹن اور گورکھوں وغیرہ کے لشکر کثیر کے ساتھ جنرل جانسن نے مراد آباد پر حملہ کیا، مولوی و حاج الدین اور دوسرے رہنماؤں کی معیت اور شہزادہ فیروز شاہ کی قیادت میں مجاہدین نے ان فوجوں کا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔

روایت سے کہ خواتین مراد آباد مردانہ لباس زیب تن کر کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مجاہدین کے گروہ میں شریک ہو گئیں اور مردانہ عزائم و دلیری کے ساتھ اپنے مردوں کے دوش بدوش لڑتی رہیں اندرونی سازشوں اور مخبروں کی ذلت کے سبب مجاہدین کے پاس سامان حرب کی کمی ہونے لگی، اس کے باوجود انہوں نے ہتھیار نہ ڈالے اور میدان کارزار میں ڈٹے ہوئے دشمنوں کے دانت کھٹے کرتے رہے مگر تاکہ انگریز بردست اعانت اور قوت کے سبب غالب آئے اور شہر پر قبضہ کر لیا، شاہ زادہ فیروز شاہ سنبھل والی سڑک روانہ ہو کر کندر کی ہونٹے ہوئے آنولہ اور وہاں سے بریلی پہنچے۔

انگریزوں نے بقیۃ السلف جاننازان حریت کی گرفتاریاں شروع کیں اور شہر میں لوٹ مار مچانے لگے جگہ جگہ پھانسی کے پھندے لگائے گئے، جس کو جاسوسوں اور کمینے مخبروں نے مجاہد بتایا اسے پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیا، کوئی پرسش اور چارہ جوئی نہ تھی، ان شہدائے حریت کی یاد میں (جو پھانسی پا کر سرزمین وطن پر قربان ہوئے اور وہیں دفن کر دیئے گئے) محلہ دکھی شہید

آباد مشہور ہو گیا جواب تک اسی نام سے مشہور ہے۔

مولانا واج الدین صاحب روپوش ہو گئے، اور درپردہ دوبارہ موقع کی تلاش میں رہے کہ ایک بار پھر قسمت آزمائی کر سکیں وہ اپنے مکان ہی میں مسکن گزین تھے، مگر کسی حاکم کی یہ جرات نہ ہوتی تھی کہ تلاشی کا حکم دے چنانچہ مجذوں کو ان کے پیچھے لگا دیا گیا، مولوی صاحب کے ملنے جلنے والے مخلصین اب بھی خفیہ طور پر ان سے ملاقات کے لئے جاتے رہتے، اور وہ حسب عادت ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے ملتے، گو کسی حد تک محتاط رہتے، ایک مذک حرام غدار جو مولوی صاحب ہی کے ٹکڑوں کا پلا ہوا تھا، ایک روز موقع پا کر اپنے ساتھ ایک خفیہ سرکاری جماعت کو مسلح لے کر ان کے دروازہ پر جا پہنچا، تمام لوگ ادھر ادھر چھپے رہے اور اس نے دروازہ پر آواز دی، مولوی صاحب نے اس کی آواز پہچان کر نوکر کو دروازہ کھولنے کو کہہ دیا، کہ آنا فانا ایک مسلح گروہ چاروں طرف ہل کر کے فوجی رسالہ کے ساتھ اندر داخل ہو گیا، مولوی صاحب کے ایک وفادار ملازم نے مداخلت کی جو فوراً شہید کر دیا گیا، مولوی صاحب نے اللہ اللہ، کہہ کر پاس رکھی ہوئی بندوق اٹھائی، لیکن اس سے پہلے کہ گولی چلائیں ہر طرف سے گولیوں کی بھھاڑ ہونے لگی، اور حضرت مولانا کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوئے آپ کی اور ملازم کی نعشیں فوجی رسالہ نے اٹھا لیں اور اپنے ساتھ لے گیا اور آقا و ملازم دونوں کو برابر دفن کر دیا بعد میں دونوں کی قبریں پختہ تعمیر کی گئیں جو محلہ گنج سرائے میں کچری روڈ پر نعل بندوں کی مسجد سے متصل ایک احاطہ میں موجود ہیں، اور ان پر نعم کے درخت کا سایہ ہے، مولانا علیہ الرحمۃ اور ان کے اہل خاندان کی تمام جائیداد و املاک ضبط کر لی گئی عہد

بے خطر کو دہرا آتش نمرود میں عشق

شمس العلماء حضرت مولانا معین الدین اجمیری

حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی انگریزوں کی مخالفت اور برطانوی استبداد سے مسلمانوں کی آزادی میں مولانا فضل حق مرحوم کی تحریک آزادی کے ممتاز رہنما تھے مولانا مرحوم کا جو عزم جہاد انگریزوں کے خلاف تھا، وہ آپ کی گراں قدر کتاب "ہنگامہ اجمیر" سے ظاہر ہے کتاب بھی انگریزوں نے ضبط کر لی تھی، چند نسخے جو بچ رہے وہ آج بھی کہیں کہیں علمائے اہل سنت کے پاس پائے جاتے ہیں۔

محمد علی شوکت علی

یہ دونوں صاحبان گو علماء کے طبقہ میں شامل نہیں، اور سیاسی ماحول میں ان سے از روئے شرع کچھ خامیاں بھی ہوئیں، مگر آزادی ہند اور انگریزوں کی مخالفت میں جو انہوں نے مساعی کی ہیں وہ محتاج تعارف نہیں یہ دونوں صاحبان اعتقاد اسی تھے اسی وجہ سے دیوبندیوں نے انہیں بھی بدعتی اور مشرک کہا، ان کے علاوہ طبقہ علماء میں حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی رامپوری و مولانا ہدایت الرسول وغیرہ سنی بریلوی علماء کی مقتدر مستیاں صرف اس وجہ سے جیل کی کال کو ٹھڑکیوں میں محبوس ہوتی رہیں کہ یہ لوگ انگریزوں سے جہاد کرنے میں سرگرم عمل تھے، ایسے تمام حضرات کے کارناموں کے لئے ایک وسیع کتاب کی ضرورت ہے، جس کے لئے اس کتاب میں گنجائش نہیں۔

سرزمین ہند میں حکومت الہیہ قائم کرنے کے عظیم ترین پیشوا مجدد مائت حاضرہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی

آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کے علم و فضل کے سامنے سرزمین ہند کے بڑے بڑے فضلاء صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر خزائن العرفان، والكلمۃ العلیا، وغیرہ صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب بہار شریعت وغیرہ علمائے ربانیین زانوائے ادب ٹیکتے تھے، آپ کے حالات کے متعلق "حیات اعلیٰ حضرت" ملاحظہ کی جاسکتی ہے، اعلیٰ حضرت کے جد امجد مولانا رضا علی خاں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے عظیم راہنما اور مجاہدین کے قائد تھے، اعلیٰ حضرت مرحوم اہل سنت و جماعت کے ایک ممتاز پیشوا تھے، جنہیں اس زمانہ کے نام نہاد مولویوں اور لیڈروں کی اعتقادی و عملی سے اعتدالیوں سے جو مکھیا لڑائی لڑنی پڑی ہے، کیونکہ مجدد وقت کے لئے اپنے ماحول کے تمام غیر محتاط افراد کی ہر افراط و تفریط کو راہ اعتدال پر لانے کے لئے ہر ممکن اقدام کرنا پڑتا ہے اعلیٰ حضرت نے سیاسی لیڈروں کو بھی سچی اسلامی سیاست کا پیغام دیا اور مذہبی مولویوں کو بھی بدعتیوں سے بچانے کے لئے جل شانہ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ و تنقیص کرنے اور خاصان حق حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بدعت و شرک

کی فتویٰ بازی سے روکا، خارجی سازش کا شکار ہو کر دہلوی مذہب قبول کرنے والے مولویوں کو ہر ممکن باز رہنے کی ہدایت کی علیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستانی مسلمانوں کے اسلامی رہنما ہونے کے ساتھ ساتھ سچی اسلامی سیاست کے بھی داعی تھے اور انگریزوں و ہندوؤں ہر دو دشمنان اسلام کو ختم کر کے حکومت الہیہ قائم کرنے کے داعی تھے اور جب کہ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدا کردہ تحریک آزادی ایک عالمگیر صورت اختیار کر چکی تھی اور دیوبندیوں کو یقین ہو گیا تھا، کہ یہ بریلوی علماء سارے سفید آقا کا لہجہ ابوریا اٹھوا کر ہی رہیں گے، تو دیوبندی زراں دوزی کا انگریزی دروازہ بند ہوتا دیکھ کر گاندھی وغیرہ ہندوؤں کی گود میں گھس رہے تھے، اور حفاظت وطنیت کی آڑ میں مذہب کو مٹانے کے لئے ہندوؤں کی کانگریس جماعت کا جھنڈا اٹھاتے ہوئے "ہندوئے ملتزم" کے گیت گا کر اکھنڈ بھارت اور ہندو مسلم محفوظ حکومت کے راگ الاپ رہے تھے، تو ان کی ہندی ذہنیت کو چیلنج کر کے ہندو مسلم اتحاد کے پرچے اڑانے والے علیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم ہی تھے انگریز و ہندو اقتدار ختم کرنے کا نظریہ جسے بعد میں بعض سیاسی لیڈروں نے بھی حقیقت سمجھ کر اپنالیا تھا، یہ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم کی ہی رکھی ہوئی خشت اول کا ہی نتیجہ تھی، علیحضرت ہندوؤں و انگریز ہردوا سلام دشمن جماعتوں کے میل جول سے منع فرماتے ہندو نواز دیوبندی، کانگریسی احرار ملاؤں کے حق میں آپ لکھتے ہیں کہ "ان کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے مگر دوسری ابھی تک بند ہے" (الجزء ۱)

یعنی انگریزوں سے مخالفت والی تو کھلی ہے، مگر ہندوؤں سے دلی محبت رکھنے والوں کی یہ دوسری آنکھ ابھی بند ہے حالانکہ دونوں آنکھیں کھلنا ضروری ہیں، علیحضرت کو انگریزی اقتدار سے اس قدر مخالفت تھی کہ ہندوی دیوبندیوں نے اپنے پٹنہ کے جلسہ میں ایک دفعہ انگریز کی تعریف میں یہ الفاظ کہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے علی حضرت کو معلوم ہوا تو آپ اہل سنت کے جلسہ پٹنہ عظیم آباد میں خود تشریف لے گئے دیوبندیوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا، ندوہ تمام ہندوؤں گراموں سے اتحاد فرض کرتی ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے یہ کلمات خرافات مزج و شدید نکال عظیم موجب غضب زد الجلال ہیں۔

دیکھو (حیات علیحضرت ج ۱ ص ۱۲) علیحضرت سارے ملک کو اسلامی ملک بنانے کے

(نور اللہ قبرہ)

داعی تھے۔

دیوبندیوں و ملیوں میں ایک بھی سرفروش مجاہد پیدا نہیں ہوا سب کے سب بندہ زلزلہ سنگدل اور فریب کار ہیں

علمائے اہل سنت بریلوی کے مجاہدین علماء و شہداء کی طویل فہرست میں سے چند علماء اور محب ملت و دین شہداء کی قربانیاں آپ نے ملاحظہ فرمائیں، جنہوں نے ملک اور آزادی وطن کے لئے جانیں جائیدادیں وطن مال اولاد سب کچھ قربان کر دیا، مگر دوسری طرف دیوبندیوں کو دیکھئے کہ اس دغا باز فرقہ میں آج تک ایک بھی مجاہد اور شہید پیدا نہیں ہوا، ان کی فہرست میں مولوی اسماعیل اور سید احمد بریلوی بڑے مجاہد ہیں، مگر یہ دونوں صاحبان انگریزوں کی حکومت قائم کرنے کے لئے فرنگی اشارے سے لڑے اور بالاکوٹ میں مارے گئے تو گویا اسلام دشمنی اور فی سبیل الانحرار مرے نہ کہ جہاد فی سبیل اللہ میں مولوی محمود الحسن اور حسین احمد اور عطاء اللہ شاہ حبیلوں میں گئے تو کانگرس اور ہندوؤں کی امداد کے لئے نہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ان کے ہر جہاد میں پیٹ اور دنیا کا معاملہ مخفی رہا، ملک کی آزادی اور تحفظ اسلام کے لئے قربانیاں دینے والے صوفی سنی بریلوی حنفی علماء اور رہبران ملت ہی تھے، باقی رہے دیوبندی اور وہابی مولوی تو تمام باخبر لوگ جانتے ہیں کہ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن دیوبندی ہی تھے کیونکہ تمام دیوبندی دو ہی سیاسی جماعتوں کانگرس اور احرار میں بٹے ہوئے تھے اور یہ دونوں جماعتیں بیک زبان پکار ہی تھیں۔

کانگریسی دیوبندی مولویوں کی پاکستان دشمنی !

۱۔ مسلم لیگ والے سب کے سب ارباب غرض اور رجعت پسند ہیں، لہذا ووٹ کانگریسیوں کو دو۔

(خلاصہ جنتان ظفر علی خاں ص ۱۵۱)

۲۔ دس ہزار محمد علی جناح نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کر دیئے جاسکتے (چستان ص ۱۶۵)

(۳) مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سب سوریہ ہیں اور سور کھانے والے ہیں (چستان ص ۱۶۵)

احراری دیوبندی مولویوں کی پاکستان دشمنی !

احراری پاکستان کو پلیدہستان سمجھتے ہیں۔ (خطبات احرار ص ۷۷ و پوٹری)

احرار ہوں کہ کانگریسی ہوں سب ایک ہیں۔ دونوں کے دونوں نیلے چلے رام کا ٹکٹ۔

مطالبہ پاکستان میں تمام سنی بریلوی کا متحدہ اقدام

مگر ایسے نازک وقت میں پاکستان کو ایک سچا مطالبہ کرنے والے صرف سنی مسلمان علماء ہی
ہے، ہندوستان کے تمام سنی بریلوی و ممتاز مشائخ و علماء مثلاً حضرت قبلہ پیر جماعت علی شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ خواجہ سدید الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی، حضرت شیخ
الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی، مدظلہ العالی، حضرت قبلہ مرشد عمر سید خواجہ پیر سید غلام محی
الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی گوٹروی، حضرت قبلہ پیر صاحب مانٹی شریعت حضرت مولانا
مشتاق احمد صاحب کانپوری، حضرت مولانا غلام جہانیاں ڈیرہ غازی خان، حضرت مولانا ثناء
احمد صاحب کانپوری سیاح یورپ، فاتح مرزا نیت و عیسائیت حضرت مولانا عبد العظیم صاحب
صدیقی میرٹھی، مولانا مفتی مسعود علی صاحب میرٹھی، مولانا سید محمود زیدی الوری مفتی ریاست
مانادور، مولانا احسان الحق صاحب نعیمی مراد آبادی، فاتح آر نیت، مولانا سید قطب الدین برہم
چاری، مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی سہوانی، مولانا عبدالولی فرنگی محلی لکھنوی، مولانا ظفر الدین
بہاری، مولانا غلام بھیک نیرنگ انبالوی، مولانا اختر حسین ملتان، مولانا شہیر حسین صاحب
اختر الوری، مولانا تاجہ الہ آبادی، مولانا عبدالحمید بدایونی، مولانا عشرت موہانی، مولانا برہن
میاں جبل پوری، مولانا عبدالرشید صاحب نعیمی وغیرہ مقتدر شخصیتیں یہ سب سنی بریلوی علماء
پاکستان کے حصول میں ملک کے ہر حصے میں سرگرم رہ رہے تھے، اور پنجاب میں ہی حضرت قبلہ
مولانا ابوالحسنات صاحب فی الحال صدر جمعیتہ العلماء پاکستان، وکس العلماء غزالی دوران
حضرت قبلہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی و مولانا محمد غیب الغفور صاحب ہزاروی مولانا غلام
محمد صاحب ترغم، مولانا محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی نواباں، مولانا محمد یوسف صاحب
سیالکوٹی، مولانا محمد بخش صاحب مسلم فی اسے وقاری احمد حسین صاحب مرحوم کی خدمات کسی
سے بھی پوشیدہ نہیں اور جب کہ دیوبندیت اپنے پورے زور سے پاکستان کو پلیدہستان
کے پر تلی ہوئی بھتی تو لاہور کے سب سے پہلے تاریخی جلسہ میں جب کہ مسٹر محمد علی جناح نے
پنجابیوں کے سامنے مطالبہ پاکستان رکھا اور نواب صاحب ممدوٹ کی کوٹھی پر پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر
گنگوہی تو سر فضل حسین چیمبر میں نے مسٹر محمد علی جناح سے ابراہیم تعجب دریافت کیا کہ پاکستان کیسے بنے گا تو اس

مولانا اختر دہلوی، مولانا نذیر احمد خٹک، مولانا احمد رضا صاحب صدیقی میرٹھی

وقت بفضل حسین کو تسلی دے کر پاکستان کی حمایت کرنے والے حضرت مولانا ابوالحسنات قسطلانی تھے، مسٹر محمد علی نے جو سب سے پہلا دورہ پنجاب و سرحد کا کیا جس میں پاکستان کی خشت اول رکھی گئی، اس دورہ میں علمائے پنجاب میں سے صاحب موصوف کے ساتھ حضرت مولانا ابوالحسنات قسطلانی ہی تھے اور جبکہ تمام دیوبندی کانگریسی و احراری انگریز و ہندوؤں کے اشارے سے پاکستان کو پلیڈستان کہہ رہے تھے ہندوؤں سے نوٹوں کی تحقیریاں وصول کر کے دیوبندی کانگریسی و احراری پوری سرگرمی سے کانگریس کا پروپیگنڈہ کر رہے تھے، مجلس احرار پوری سرگرمی سے کانگریس کا پروپیگنڈہ کرتی رہی۔ (پنجت نامہ ۱۵۹)

تو اس وقت سرزمین ہند کے تمام اکابر و ممتاز و ہزارہی بریلوی مشائخ و علمائے کرام ایک سیٹج پر کھڑے ہو کر آل انڈیائی کانفرنس بنارس منعقدہ ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء میں علی رغم الف الویو بندیہ پاکستان کے تمام دشمنوں کو چیلنج کر کے یہ اعلان فرما رہے تھے۔

(۱) آل انڈیائی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنائے۔ کیلئے ہر امکانی قربانی کے لئے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں، کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں، جو قرآن اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

(۱) حضرت مولانا شاہ سید ابوالحاجہ سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھووی، ۲ صد الا فضل استاذ العلماء مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، ۳ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی خلیفہ اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم، ۴ حضرت صد الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب ۵، حضرت مبلغ اعظم مولانا عبد العظیم صاحب صدیقی میرٹھی، ۶ حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی، ۷ حضرت مولانا سید ستار دیوان و مول خاں صاحب سجادہ نشین اجیر شریف، ۸ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور، ۹ حضرت مولانا قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف، ۱۰ حضرت پیر سید عبدالحامد خان صاحب بھرچونڈی شریف، سندھ، ۱۱ حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانگی شریف، ۱۲ خان بہادر حاجی بخش مصطفیٰ صاحب (مدہل)، حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور (سابق، صدر جمعیت العلماء پاکستان)

(۳) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبہ جات کے نمائندے شامل کئے جائیں (خطبہ صدارت جمہوریت علیہ استلال انڈیائی کانفرنس)

ناظرین کرام ذرا غور فرمادیں کہ یہ علماء کون تھے، یہ سنی بریلوی ہی تھے یہی اکابرین ملت تھے کہ جن میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی و شیخ الفضلار حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب لاہوری نے انگریزوں کے خلاف ایک غیر فانی بجلی دی تھی نہ انہی بریلوی علماء کا سی کام تھا کہ جنہوں نے انگریز اور انگریزی پھٹو دیوبندی مولویوں و ہندوؤں کی تمام پاکستان دشمنی کو خس و خاشاک میں ملا کر آخر پاکستان حاصل کر لیا، پاکستانی دنیا ہمیشہ علمائے بریلوی کی احسان مند رہے گی اور پاکستان میں پناہ لینے والے دیوبندی بھی اگر بریلوی علماء کی ملکوحی نہ کریں تو وہ بھی ان اللہ کے بندوں کا شکریہ ادا کئے بغیر چارہ نہ سمجھیں گے، واللہ مد علی ذلک

نظر یہ پاکستان میں مسلم لیگ کے پکے دشمن دیوبندی مولوی تھے۔

دیوبندی اپنی پاکستان دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے حسن اکاذیب و ہتانات کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں کہتے ہیں کہ بریلویوں نے فلاں پر کفر کا فتویٰ دیا فلاں کو گمراہ لکھا، مگر یہ سب کچھ اپنے اکابرین کے کفریات پر پردہ ڈالنے کیلئے کہا جا رہا ہے مگر دیوبندیوں کے ایسے تکلفات اب سرگز مفید نہیں ہو سکتے، کیونکہ سمجھدار طبقہ حصول پاکستان میں دیوبندیوں کی انگریز ایجنسی و پاکستان دشمنی کو خوب جانتا ہے مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت تھی، اس کا اصل مقصد مطالبہ پاکستان تھا، تو علماء کے جس طبقہ نے پاکستان کی حمایت کی وہی مسلم لیگ کا حامی تھا، یہ وہی سنی بریلوی دوسرا علماء تھے جو کہ آل انڈیائی کانفرنس میں اعلان کر رہے تھے کہ

آل انڈیائی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے، الخ (خطبہ آل انڈیائی کانفرنس) اب تمام مسلمان جانتے ہیں کہ علمائے اہلسنت پاکستان کے حصول میں نظریہ مسلم لیگ کو عروج کمال پر پہنچا رہے تھے یہی پاکستان کے حامی تھے اور پاکستان کے پکے دشمن دیوبندی مولوی تھے جو کہ ہر جگہ یہ اعلان کر رہے تھے کہ ہم حجاز کا پاکستان کو پیدا کر رہے ہیں۔ (حوالہ مذکور خطبات احرار ص ۱۹)

اور دیوبندی مسلم لیگ کے پکے دشمن تھے جو کہ اعلان کر رہے تھے کہ: (چنتان ظفر علی خاں ص ۱۵)

دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی

کانگریس جمیۃ العلماء کے اجلاس دہلی میں مولوی حبیب الرحمن اور مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے مسلم

لیگ کو جو گایاں سائیں، ان کا ذکر اخباروں میں آچکا ہے۔ ان لوگوں نے مسٹر محمد علی جناح کو یزید اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو یزیدیوں سے تشبیہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ کہیں گاندھی کو امام حسین سے مشابہ قرار نہیں دیا۔

(اخبار انقلاب لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء)

مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اسی سچی جماعت اہل سنت پر ہی رہا ہے کہ انہوں نے ان انصاف فرما کر علی العالم ان يقول الحق کے مطابق دیوبندیوں کی طرح کبھی بھی دین اسلام کو رکابی کی نظر نہیں کیا۔ کیونکہ دیوبندی تو حکومت کے روپیہ کے اشارے خوب جانتے ہیں۔ انہیں دین سے کیا غرض، ظفر علی خاں دیوبندی نے اپنے دیوبندی مولویوں کے حق میں خوب کہا ہے۔

میری نظر میں ہیں مسجد کے منبر و محراب جی ہوئی نظر احرار کی ہے لابی پر
ہے اس زمانہ میں اچھا اگر کوئی مذہب تو ہے وہی جسے قربان کریں رکابی پر
(چنتان ص ۱)

یہ تو دیوبندیوں کا ہی مذہب ہے کہ روپیہ دو تو جیاد دل چاہے فتویٰ لکھوا لو، سنی بریلوی علماء نے کبھی دین میں مداخلت نہیں کی سنی علماء مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کے حامی تھے۔ مگر انہوں نے قائدین مسلم لیگ کو نبی اور رسول نہیں مان لیا تھا۔ اور جب بعض مسلم لیگ لیڈروں نے مسٹر محمد علی جناح کے متعلق غیر شرعی الفاظ کا اظہار کیا اور یہ لکھ مارا کہ

اے محمد اور علی کی چلتی پھرتی یا دگار تیرے رخ سے پر تو شبیر و شبر آشکار
تیرا پیکر خالد و طارق کا زندہ شاہکار تو سیاست کا بنی قانون کا پروردگار
جادو آزادی اسلام کا خضر عظیم تیرے ہاتھوں میں ہے قندیل صراطِ مستقیم
(نظم امیرالآبادی گندرج مسلم لیگ اخبار انقلاب، مئی ۲۶ دسمبر ۱۹۳۵ء)

اور حیرت مائے صاحب نے یہ لکھ دیا کہ

جگایا ہے مسلمان ہندی کو بھلا کس نے
بنایا ہے مسلمان کو سیاست کا خدا کس نے

(تاریخ ایمان دہلیہ مسلم لیگ اخبار "ہندوستان" ۳۰ جنوری ۱۹۳۶ء)

تو ان کی ایسی بے اعتدالیوں پر علمائے حق نے تنبیہ کی کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبی کہنا اور کسی غیر نبی کو نبی ماننا اور خضر عظیم کہنا اور یا خدا کہنا یہ کلمات شرعی لحاظ سے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اس

لیے ان سے توبہ کرنا چاہیے

اب مسلمان خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ شرعی و اسلامی ہدایت کرنے والے عالم و فادار تھے یا ایسے غیر اسلامی اقدام پر رکابی کا طمع کرنے والے دیوبندی ملاں؟ ظاہر ہے کہ دیوبندی تو روپیہ کے طمع میں ہر شخص کو بنی بنانے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ مگر سنی علماء و دنیاوی لایج میں کبھی نہیں بھٹنے اور اسلام کا وہی و فادار عالم ہے جو شریعت اسلامی میں بغیر لحاظ اپنے اور بیگانے کلمہ حق کتاب ہو تو ظاہر ہے کہ مسلم لیگ کے بچے دشمن صرف دیوبندی ملاں تھے۔ جو کہ پاکستان کو پلیدستان کہتے تھے۔ اور چنیدہ اندوزی کے طمع میں سیاسی لیڈروں کو بنی اور خدا کہنے پر راضی تھے۔ نظریہ اسلامی ملک کے حامی سنی بریلوی علماء ہی تھے۔ جو کہ مسٹر محمد علی کو بنی اور خدا نہیں کہتے تھے، بلکہ اسے سیاسی لیڈر تصور کرتے اور پاکستان کے حصول میں کوہنہ کی بازی لگا چکے تھے،

یہاں تک کہ دیوبند نے مسلم لیگیوں کو سورا کہا گیا اور پاکستان کو پلیدستان کہا گیا۔ مگر سنی علماء و عوام خواص نے دیوبند کے خود ساختہ فتوے بدعت و شرک و کفر پر تھوک کر اپنا محبوب پاکستان حاصل کر ہی لیا۔ والحمد للہ علی ذالک و ذالک فضل اللہ یومئذ من یشاء واللہ ذالفضل العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و لغد عرشہ سیدنا و مولینا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

ہندو مذہب و دیوبندی مذہب کا مذہبی سیاسی اتحاد

دیوبندی مذہب کے اماموں دیوبندیوں کا ہندوؤں سے مذہبی و سیاسی تعلق
(ہندو مت دیوبندیت کے روپ میں)

اسلام و اہل اسلام سے دشمنی	میرے ساتھ میرے اہل وطن کو نہ مخالفت ہے نہ تعظیم ہے
اور ہندوؤں کی محبت	ہاں محبت سب کو ہے حتیٰ کہ ہنود کو بھی، بھنگی چاروں تک کو محبت ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ صفحہ ۲۸۳، سطر ۵)

سوال نمبر ۱۰۰ حضرت مولانا حسین احمد مولانا کفایت اللہ صاحب (مدظلہ) کو حضرت والا کیسا سمجھتے ہیں اور کیا اپنے مخصوص و معلوم سیاسی معتقدات کے باوجود یہ حضرات لائق احترام ہیں؟	ہندوؤں کی مذہبی جماعت کا انگریس میں دیوبندی
--	---

سوال نمبر ۲ :- جو افراد اور اخبارات ان حضرات کی شان میں مشرکانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ الاصلنام، شیخ المنور، اجد صیاباشی اور لالہ اور مہاشہ وغیرہ، ان کو حضرت کیساتھ تھے ہیں الخ۔ (محمود منظور نعمانی) الجواب :- معصیت ہر حال میں معصیت ہے حسن نیت دافع معصیت نہیں ہوتی، الخ حامیان کانگریس میں سے بعض حضرات اس اشتراک کو استاذی حضرت مولانا (محمود حسن) دیوبندی کا اتباع سمجھتے ہیں۔ الی قولہ۔ بخلاف اس وقت کی حالت کے کہ اب کانگریس کی قوت سے شرک و کفر کا حکم غالب ہے۔ اس کی ہر تجویز سے موافقت و مداہنت کی جاتی۔

(بوادرنواور، اشرف علی ص ۸۱۵ تا ص ۸۱۸، سطر ۵ د" وغیرہ)

نوٹ :- محمود حسن کے وقت کیا مداہنت نہ ہوتی تھی۔

ملاحظہ ہو "تہذیب دیوبندیت"

محسود حسن کی جے جس وقت حضرت مولانا (محمود حسن) کانوٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اُس کے بعد گاندھی کے جے، مولوی محمد حسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲، ص ۲۵۵، سطر ۱۳)

دیوبندیوں کی پیشانیوں پر تلک دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اس کے شاہد ہیں، جے کے نعرے لگائے، قشقے پیشانی پر لگائے، ہندوؤں کی ارتھتی کو کندھا دیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۲، ص ۲، سطر ۲)

ہندوؤں کے مذہبی متواروں سے مسلمان والٹیرلوں نے کیا۔

(افاضات الیومیہ مخزنوی ج ۲، ص ۲، سطر ۱)

ہندوؤں کی والہانہ محبت

مسئلہ :- ہندو متوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلین یا پوڑی یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں، ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- درست ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ رشیدیہ، مصنف رشید احمد گنگوہی ج ۲، ص ۱۲۳، سطر ۶)

نوٹ :- من اهدی بیضۃ الی المجوس یوم النور و زکفہ۔

(مترجم فقہ اکبر علی قاری مطبوعہ مجتبیٰ ص ۲۲۹)

ہولی دیوالی سے محبت
ہندوؤں کی پوڑیاں حلال

کو اسے باقی اسلام صلی اللہ
علیہ وسلم کی نفرت

عن ابن عمر قال من ياكل الغراب وقد سماه رسول الله صلى الله
عليه وسلم فاستقا والله ما هو من الطيبات۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کوئے کو کون کھا سکتا ہے، حالانکہ اس کوئے کا نام حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بدکار فرمایا ہے۔ خدا کی قسم یہ کوآ پاک چیز نہیں ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۴۱)

نوٹ:- بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئے کو بدکار فرمایا مگر چونکہ ہندوؤں کو کوآ مرغوب ہے۔
اس لیے دیوبندیوں کو بھی از حد محبوب ہے۔

ہندوؤں کی سبیل جائز سودی روپے سے لگی ہوئی سوال:- ہندو جو پیاد پانی کی لگاتے

یہ سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- اس پیاد سے پینا مضائقہ نہیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۱۴)

امام حسین کی سبیل حرام

محرم میں سبیل لگانا، شربت پلانا، چنہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ
پلانا سب نادرست اور تشبیہ و افض کی وجہ سے حرام ہیں۔ فقط

رشید احمد گنگوہی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۱۳)

چھار کے ہاتھوں سے نکالا
ہو پانی استعمال کرنا جائز

کو لہو جو یہاں چلتے ہیں ان میں سارا کار دبار چار اپنے ہاتھ سے
کرتے ہیں، یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا
اپنے برتن میں فروخت کرنا۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے چھوئے

ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ یادہ رس نجس ہے۔ علی ہذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک
ہے یا نجس ہے۔ ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:- جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چار کے ہاتھ نجس ہیں۔ حکم نجاست رس وغیرہ اور
پانی پر نہ ہوگا۔ پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا درست ہے اور حلال ہے
علی ہذا پانی بھی پاک ہے اور نماز وغیرہ درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ:- عزیز الرحمن عفی عنہ، دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

بندہ محمود عفی عنہ، مدرسہ اول، مدرسہ عالیہ دیوبند۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۱۴، سطر ۱)

الجواب صحیح

جس کھانے پر قرن پڑھا جائے وہ حرام مسئلہ۔ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر
بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے۔ ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ فقط رشید احمد
(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۱۱۵، سطر ۱)

ہندوؤں کا فروں کو دیوار کے پیچھے کا علم ہے ایک کشف ہے کہ اس کو لوگ بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس کی مثال تو ایسی ہے
کہ جیسے کسی کی نظر اتنی قوی ہو جائے کہ اس کی شعاعیں دیوار کے پار چلی جائیں
اور اس وجہ سے اس کو وہ چیز دیوار کے پرلی طرف سے یہاں بیٹھے ہوئے
نظر آئے اور دیوار حجاب نہ رہے تو کیا یہ کوئی کمال اور بزرگی ہے کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف
جا کر دیکھ سکتے تھے۔ وہ اس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی ہے یہ بات تو کافر تک بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ایک امریکن
عیسائی کا واقعہ اخبار میں لکھا تھا کہ اس کا یہ حال تھا کہ رات کے وقت اندھیرے میں بجائے روشنی کے وہ اپنے ہاتھ
کو عبارت کے سامنے کر کے پڑھ لیتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ہاتھ میں ایک قسم کی شمع تھی۔
(افاضات ایومیہ، تھانوی ج ۱، ص ۳۴، سطر ۱)

پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم حاصل نہیں

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم حاصل نہیں۔

(براہین قاطعہ مصنف خلیل احمد امام چارم دیوبندی مذہب، مطبوعہ دیوبند ص ۱۵، سطر ۱)

نوٹ :- دیوبندیوں کے امام نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک ہندوؤں اور کافروں سے
کم ثابت کرنے کی کوشش اور شیخ عبدالحق پر اتہام لگانے اور جھوٹ بولنے میں کس قدر جرأت کی، حالانکہ اس روایت
کا اتہام شیخ صاحب پر سراسر جھوٹ ہے۔ کیا کوئی دیوبندی شیخ صاحب سے یہ روایت ثابت کر سکتا ہے۔ ہاں اس
کے برعکس ہم شیخ صاحب سے اس حدیث کے بے اصل ہونے کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ دیکھو بحث "دیوبندیوں
کے عقائد"

کرشن ورامچندر کی نبوت اور ہندو مذہب کفر کی سچائی

بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے پنڈت دیانند سے مناظرہ کے درمیان ہندو مذہب کے خدائی

دین ہونے اور کرشن ورام چندر کے امکان نبوت کا بایں الفاظ اقرار کیا کہ :

ہمارا یہ دعوے ہے کہ اور مذاہب اور دین بالکل ساختہ اور پرداختہ بنی آدم ہیں بطور جعل سازی ایک دین بنا کر خدا کے نام لگا دیا۔ انہیں دو مذہبوں کو تو ہم یقیناً دین آسمانی سمجھتے ہیں ایک دین یہود اور دین نصاریٰ (الی قولہ) باقی رہا دین ہنود اس کی نسبت اگرچہ ہم یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ اصل سے یہ دین بھی آسمانی ہے مگر یقیناً یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ دین اصل سے جعلی ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں آیا (الی قولہ) کیا عجیب ہے کہ جن کو ہندو اوتار کہتے ہیں اپنے زمانے کے بنی یا ولی یا نائب بنی ہوں (الی قولہ) یہی بات کہ اگر ہندوؤں کے اوتار انبیاء یا اولیاء ہوتے تو دعوے خدا کی نہ کرتے اور افعال ناشائستہ، زنا، چوری ان سے سرزد نہ ہوتے (الی قولہ) سو اس شبہ کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ۔۔۔ کیا عجیب ہے کہ سری کرشن اور سری راجندر بھی عیوب مذکورہ سے مبرا ہوں۔ الخ۔

تقریر مولوی محمد قاسم نانوتوی درمباحثہ شایمان پور منعقدہ ۱۲۹۵ھ مطبوعہ سہارنپور تصنیف مولوی محمد یحییٰ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ص ۳۱

دھرم سالہ کے پینڈت

دیوبند کے علماء و طلباء ہند و دھرم سالہ میں
مولانا عبد الماجد دریابادی مدیر ”صدق“ کا حقیقت افروز بیان

دریاباد ۲۳ فروری۔ آج چار دن سے اس قصبہ پر کانگڑیسی خیال کے مسلمانوں کا دھواں ہے۔ دیوبند کے طلباء کا ایک دستہ آیا ہوا ہے اور اپنے مسلک کی تبلیغ یا کوشش تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس میں مضائقہ نہیں ظاہر ہے کہ ہر فریق یہی کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ کام مسلمانوں کے اندر کرتا ہے لیکن تعلقات یہ تمام مسلمانوں سے توڑے ہوئے ہے اور قصبہ کی غیر مسلم آبادی سے جوڑے ہوئے ہیں۔ قیام ان کا دھرم سالہ میں۔ حالانکہ قصبہ میں ایک نہیں دو سرانہیں مسلمانوں کی موجود ہیں اور ان کا رہنا سہنا چلنا پھرنا تمام تر ہندوؤں کے ساتھ نہیں کے درمیان اور انہیں کا سا حد یہ ہے کہ ان کے سطور کے راقم کو جب بھی انہوں نے سرفراز یا تو ہمیشہ ہندوؤں ہی کے حلقہ میں۔ یہاں تک کہ ایک دن مسلمان صاحب تو ایک بھٹے اور ان کے ہندو رفقاء تھے۔

مولوی حسین احمد صدر دیوبند کی اسلام دشمنی

ہمادی معلومات کے مطابق ان لوگوں میں بھی مدارج ہیں۔ ان سب کے پیش رو مولانا حسین احمد ہیں، جن سے بڑھ کر مسلمانوں کے مقاصد و تحفظ کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اظہار غالباً کسی نے نہیں کیا۔ ان کی حالت بڑی ہی عجیب ہے۔ انہیں زیر بحث سیاسیات کے مبادی سے بھی آشنائی حاصل نہیں اور نہ وہ اتنی صلاحیت رکھتے ہیں کہ دستور اساسی کی پیچیدگیوں یا ان کے ضمن میں کسی تجویز کے نتائج و عواقب کا صحیح اندازہ کر سکیں اس لیے کہ وہ اس کو چہ سے بالکل نابلد ہیں۔

(تخریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، مصنفہ چوہدری حبیب احمد ص ۸۸)

بدبختانِ ملت

رسول اللہ کے گھر میں یہ کیا انقلاب آیا کہ گاندھی جی کی کیا عالمانِ دین کا ڈیرا ہے
خدا ہی جانتا ہے حشر اس ٹولی کا کیا ہو گا حرم سے جس کی بدبختی نے رخِ ملت کا پیر ہے
یہ کہہ دو شب پرستوں کے بستر تہہ کمریں اپنا چھٹی ہے پوہو جاتا کوئی دم میں سویرا ہے
(تخریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، چوہدری حبیب احمد ص ۸۸)

ہندو دیوبندی آمیزش دیوبندی لادینیت کی سیاہ کارنامے

دیوبندیوں کی جماعت جمعیتہ العلماء ہند کا ہندوؤں سے اتحاد ایک جلسہ کا اشتہار ملاحظہ ہو

چہ بے خبر نہ مقام محمد عزنی است

اسلامی کلچر کے محافظ

جون پور کے اجلاس جون ۱۹۴۷ء کے جلسہ کا اشتہار حسب ذیل ہے

آپ کو جان کر بڑی خوشی ہوگی کہ مشہر ہیں جمعیت العلماء ہند کا ہمارا ہوا سالانہ جلسہ اوپر لکھتے تارکھوں میں مولانا سید محمد حسین احمد صاحب مدنی کی صدارت میں ہو گا۔ جس میں دلش کے سب ہی بڑے بڑے

مسلم بنیادیں گے۔ یہ آپ کو بھلی بھانسی گیات ہے کہ جمعیت العلماء ہند ایک ایسی ملتقا ہے جس نے سرودار کا سنگریس کی آزادی کی لڑائی میں ساتھ دیا ہے اور اب بھی دلش کی آزادی کے لیے مسلم جاتی کو تیز تو کر رہی ہے۔ آپ سے سن رو دھ پرار تھنا ہے کہ اس میں سملین کو پھل کیجئے۔ پروگرام نیم لکھت ہے۔

۷۔ جون کو چار بجے جو پورا سٹیشن سے سبھاپتی کا جلوس نکلے گا۔

۷۔ جون سیانکال آٹھ بجے اٹالہ مسجد میں کھلا ادھولیشن ہوگا۔

۸۔ جون صبح آٹھ بجے احرار سواہن سیوک سملین ہوگا۔

۸۔ جون چار بجے رات کھلا ادھولیشن ہوگا۔

۸۔ جون رات آٹھ بجے جمعیت العلماء کا کھلا ادھولیشن ہوگا۔

۹۔ جون ہم بجے کھلا ادھولیشن ہوگا۔

۹۔ جون رات آٹھ بجے جمعیت العلماء کا کھلا ادھولیشن ہوگا۔

تحریک پاکستان اور نیشنل علماء چوہدری حبیب احمد (۸۸۹)

دیوبندیوں کے راہنما مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی وغیرہ ہندوؤں کے باوفا اور تنخواہ دار مسلمان

اس کے بعد علامہ عثمانی نے (حسین احمد دیوبندی و مفتی کفایت اللہ وغیرہ کو) فرمایا کہ آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔

د مکالمۃ الصدرین شبیر احمد عثمانی ص ۱۸

دیوبندی رام رام کرتے رہے بہت سے خیر خواہ ہندو مسلم اتفاق کے عواقب اور عوام الناس اور بعض لیڈروں کی ان غلط کاریوں پر متنبہ فرما رہے ہیں۔ جو اس اتفاق کے

جوش سے پیدا ہوئیں۔ مثلاً قربانی گاؤں میں بعض جگہ تشدد و مزاحمت کیا جانا، یا قربانی کے جانور کو سجا کر رضا کارانِ خلافت کا گوشہ میں پہنچانا یا تشفقہ لگانا یا ہندوؤں کی ارنھتی (جنازہ) کے ساتھ خصوصاً اہلِ امت سست کتے ہوئے جانا۔ یا یہ کہتے کہنا کہ امام مہدی کی جگہ امام گاندھی تشریف لائے ہیں یا یہ کہ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو ہمارا گاندھی بنی ہوتے۔

یا قرآن اور حدیث میں بسر کی ہوئی عمر ثاربت پرستی کرنا، یا یہ دعا کرنا اگر میں مذہب تبدیل کر دوں، تو سکھوں کے مذہب میں داخل ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بلاشبہ میں بھی جب اپنی (دیوبندی) قوم کے بڑے سرآوردہ (علماء) کو سنا ہوں کہ وہ اس قسم کے محرمات یا کفریات کے مرتکب ہوتے ہیں الی قولہ میری درخواست یہ ہے کہ علماء افراط و تفریط سے خالی ہو کر اجماع ترک موالات پر زبردست تصریح۔ مولوی شبیر احمد دیوبندی ص ۲۲، سطر ۱۸

نوٹ: ہندوؤں کے ساتھ یک جان ہو کر جو جو کار خیر دیوبندی علماء نے کئے اور کرائے وہ ملاحظہ فرمایا لیجئے۔ چونکہ علمائے اہلسنت نے ایسے کام کریں نہ کرنے دیں۔ اسی لیے دیوبندی فتوے لگ جاتا ہے کہ یہ بریلوی تو سیاست سے بے بہرہ ہیں اور پالی جو د کا شکار ہیں۔ ایسی ملحدانہ سیاست دیوبندیوں کو ہی نصیب ہو، اور اسی دیوبندی دہندو اتحاد کی بنا پر ہی ان دیوبندیوں نے خانہ خدا مسجد شہید گنج کو ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔

اس آرزو میں کہ نہرو کسی طرح ہو خوش
نگاہ ختم سکندر حیات خاں پر ہے
خدا کے گھر کی ستب ہی میں حصہ دار ہوئے
یہ ظلم انہوں نے کیا اپنی جاں پر ہے
(چمنستان ظفر علی خان ص ۱۶)

اور مسجد فتح پوری دہلی بھی دیوبندی مذہب کے رہنماؤں مولوی حسین احمد صدر دیوبند و مولوی کنایت اللہ دہلوی مفتی دیوبندی مذہب نے اپنے ان داناؤں سے تبادلہ زر کر کے فروخت کرنے میں ذرہ خوف خدا نہ کیا۔

جنہیں تمنا مال تک مساجد کی حفاظت کا
کہاں ہے آج کنز ان کی کدھیران کی قدوری ہے
مدینہ چھوڑ کر وہ رشتہ کیوں جوڑیں نہ وردھاس
کہ ان کی تربیت ناقص ہے اور تعلیم ادھوری ہے
پلایا کانگرس نے ہو جنہیں دینار کا شربت
پسند انہیں کب لیگ کا شربت بزوری ہے

حسین احمد سے کہتے ہیں خرف ریزے مدینہ کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر
مسلمان کا پھنسا تہ بند نہ کچھ بھی اس کے کام آیا
پنھا اور ہو گئی شرع بنی زرتار دھوتی پر
(چمنستان ظفر علی خان ص ۱۷۵)

نوٹ: مولوی لطف اللہ دیوبندی فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے دیوبند نے دین کی بڑی خدمت کی۔ کنز کا حاشیہ لکھا، قدوری کا حاشیہ لکھا۔ الہ۔ یہ کنز قدوری کی خدمت بھی مندرجہ بالا شعر میں ملاحظہ فرمایا لیجئے اور واضح رہے کہ چمنستان کے مصنف وہ ظفر علی خان صاحب دیوبندی ہیں جنہیں یہی لطف اللہ دیوبندی منگروی بابائے صحافت رئیس التحریر مولانا ظفر علی خان صاحب کے معتقدانہ خطبات سے یاد کرتے ہیں۔ دیکھو،

اعلمائے حق عطف لطف اللہ ص ۱۹

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

باب دہم

دیوبندیوں کی اپنی پرپرستی

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ دیوبندیہ کے تکفیری فتنہ نے عالم اسلام کو تباہی کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو ہی بدعتی، مشرک اور کافر کہہ کر تفریق بین المسلمین کرنا فرقہ دیوبندیہ کا سب سے بڑا مقصد رہا ہے۔ اور اگر مسلمان حضرات انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اپنے سچے اسلامی عقائد کا اظہار بھی کریں تو دیوبندی سکھترین اپنے آپ کو موحد نظر کر کے مسلمانوں پر کفر و مشرک و بدعت کی کفر بازی شروع کر دیا کرتے ہیں۔ مگر آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہو گا کہ دیوبندیوں کا یہ فریب محض چند سے بحال رکھنے کے لیے اور اپنا پلیٹ فارم الگ بنانے کے لیے محض چال بازی ہے۔ درنہ خود دیوبندی اپنے نام نہاد مولویوں اور بزرگوں کے متعلق ایسے ایسے عقائد رکھتے ہیں کہ اپنے ہی فتوؤں کے مطابق وہ مشرک اور کفر سے بھی کہیں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

دیوبندیوں کا پیر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب وغیرہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں

دہم مریدیتیں فائدہ کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد، قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت او در نیست، چوں اس امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد، و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود چوں مرید ہر دم در حل و اقع محتاج شیخ بود شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند، البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اور اتقا خواہ گردد۔

(امداد السلوک مصنفہ رشید احمد گنگوہی صاحب امام سوم دیوبندی مذہب ص ۹، سطر ۱)

نوٹ :- مولوی گنگوہی صاحب اپنے دیوبندی مریدوں کو ہدایت کر رہے ہیں کہ اسے میرے مرید نہ مصیبت کے وقت مجھے ضرور پکارا کر دے۔ کیونکہ میرا جسم اگرچہ تم سے دور ہے، مگر میری روح ہر دیوبندی کے پاس خواہ وہ دیوبندی مشرق میں ہو یا مغرب میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور دیوبندی ہر واقعہ میں میرے محتاج ہیں۔ جب ہی مجھے یاد کر دے گاے باذن اللہ میں فوری مدد کروں گا۔

**دیوبندیوں کو مافی الارحام
و مافی الخلد کا علم ہے**

راؤ: عبدالرحمن خان صاحب بے تکلف فرماتے جا تیرے لڑکا ہوگا یا
لڑکی ہوگی۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۲، سطر ۱)

(۲) مولانا گنگوہی نے جو ۱۹۹۰ء میں حج کیا ہے، معلوم ہوا کہ جہاز کو (جدہ سے) قرطینہ سے کامران واپس
کیا جائے گا، یہ خبر مولانا تک پہنچی فرمایا۔ ہم یہیں اتریں گے لیکن آج نہیں کل اتریں گے۔
(مختصر ارواحِ ثلاثہ ص ۳)

**دیوبندیوں کے پیر حاجی صاحب
رحمتہ للعالمین ہیں**

(۱) لفظ رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔
(۲) حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ نے ایک حجت پیدا
کی تھی۔۔۔۔۔ حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار

بار رحمتہ للعالمین فرماتے تھے۔

(۳) آج نماز جمعہ پر یہ جانکاہ خبر سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمتہ للعالمین (مفتی محمد حسن لاہوری خلیفہ
مقتانوی) دنیائے سفر آخرت فرما گئے ہیں۔

(تذکرہ حسن بکوالہ ماہنامہ تجلی دیوبند و نوری کرن بریلی ماہ فروری ۱۹۶۳ء)

نوٹ: رحمتہ للعالمین صفت خاصہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ مگر دیوبندیوں نے اس کا انکار کر کے
اپنے پیر کو رحمتہ للعالمین بنا کر مقام رسالت پر پہنچا دیا اور پھر یہ فتوے کسی معمولی آدمی کا نہیں، گنگوہی صاحب کا ہے
جسے دیوبندی اپنا رب مانتے ہیں اور ایبٹ آباد کے مہتمم مدرسہ دیوبند یہ نے تذکرہ حسن میں محمد حسن کو بھی
رحمتہ للعالمین بنا ڈالا۔

خدا اُن کا مرئی وہ مرئی تھے خلایق کے
میرے مولائے ہادی تھے بشکِ شیخ ربانی

(مرثیہ مولوی محمود حسن صدر دیوبند ص ۱۲، سطر ۱)

**مولوی گنگوہی صاحب
تمام مخلوق کے پاپ ہیں**

نوٹ: عطا تعالیٰ کے ارشاد الحمد للہ رب العالمین سے صاف عیاں ہے کہ
خلایق کا مرئی صرف اللہ وحدہ لا شریک ہے، مگر دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا رب العالمین نہیں، خدا
تو صرف گنگوہی صاحب کا رب ہے اور باقی تمام مخلوق الہی زمین و آسمان ملائکہ و انبیائے کرام علیہم السلام سب
کا ربست مرئی مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ معاذ اللہ۔ (کیوں جناب دیوبندی صاحبان کے موجد ہوئے نہ۔

دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب رب المشرقین و رب المغربین میں

ایک شخص نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں القاب کی جگہ یہ لکھا تھا کہ رب المشرقین و رب المغربین حضرت نے وہ خط حاضرین کو پڑھنے کے لیے دیا۔۔۔۔۔ یہ فرما کر اس شخص کی معذوری ظاہر کر دی، کہ بوجہ بے علمی کے ایسا ہوا۔ (افاضات ایومیہ تھانوی ج ۱۳، سطر ۳۲ تا ۳۴)

نوٹ: معلوم ہوا کہ وہ دیوبندی صاحب حاجی صاحب کو رب المشرقین و رب المغربین سمجھتے تھے۔ تب ہی تو خط میں اظہار کیا گیا اور پھر حاجی صاحب نے اُسے مشرک کہا نہ بدعتی نہ کافر بلکہ معذوری ظاہر کر دی۔

بتائے صاحب! کہ مسلمان پر تو جائز بات پر شرک و بدعت کی ڈگری ہو جائے مگر دیوبندی صاحبان خدا کے ارشاد رب المشرقین و رب المغربین (سورۃ الرحمن) کا انکار کر کے خدا کی خاصہ صفت کو اپنے پیروں کے لیے ثابت کریں، تب بھی وہ کچے موحّد اور معذور تصور کر لیے جائیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مولوی اشرف علی صاحب

نبیوں کے برابر ہیں

ان صاحب نے پرچہ پیش کیا اس میں لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا، کہ آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(مزید المجید تھانوی ص ۱۸، سطر ۱۹ اشرف المولانا ص ۵، سطر ۱۶)

بندہ پیر خرابا تم کہ لطفش دائم است

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۵۲، سطر ۱۱)

تمام دیوبندی اپنے بزرگوں کے بندے ہیں

نوٹ: خرابات بُت خانہ اور قمار خانہ کو کہتے ہیں۔ دیکھو کتب لعنت میں ہے:-

خرابات ۱- بُت خانہ، قمار خانہ از برہان و سراج۔ (غیاث اللغات، مطبوعہ لاہور ص ۱۱، سطر ۱۱)

اور پیر خرابات، بت پرستوں اور جوابازوں کے سب سے بڑے بت پرست و جواباز کو کہتے ہیں اور تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ میں اس سب سے بڑے بت پرست و جواباز (پیر خرابات) کا بندہ ہوں دیوبندی حضرات فرمائیں کہ کیا جناب تھانوی صاحب بھی پیر خرابات کے بندے تھے یا اس عقیدہ کا کچھ اور مطلب ہے ورنہ مسلمانوں پر ہی بدعتی ہونے کی ڈگری کیوں؟

تھانوی صاحب بندہ رسول کہنے کو تو مشرک بتائیں دیکھو (ہشتی زیور ج ۱ ص ۳، سطر ۱۰)

جو شخص دیوبندی مولوی کا مرید ہو جائے وہ قطعی حبستی ہو گیا

ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بردست تو بیعت خواہد کرد، گو لکھو کہا باشد ہر یک را کفایت خواہم کرد۔

(مراد مستقیم، ص ۶۵، سطر ۱)

حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت اور جذبات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چہ نسبت خاک۔ اب عالم پاک۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۶ ص ۲۵۵، سطر ۲۱)

دیوبندی مولوی سب پاک ہیں

گر پیر مروج ہو گا تو مرید کو جنت میں لے جائے گا۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۱ ص ۶۸۵، سطر ۹ و ۱۰، ص ۶۷۶، سطر ۱)

دیوبندی پیر مریدوں کو بخشوالے گا

کاش ہم حرم نصیب حضرت قطب الاقطاب (مولوی احمد علی لاہوری) کی پیغمبرانہ صحبت سے مستفید ہوتے۔

(رسالہ خدام الدین لاہور ۲۰۰۲ء پر ۱۹۶۲ء ص ۱۰)

رخ علامہ احمد علی کی ہر تجلی میں
بنوۃ کے سراج علم کی تزیین دیکھی مکتی

بنوت کے سراج

(رسالہ خدام الدین لاہور ص ۱۰، ص ۱۹۶۲)

ہم کو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی۔ میں نے اس کی تعبیر سمجھی کہ حق تعالیٰ نے افاضہ کا تصرف عطا فرمایا ہے۔

(افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۲۵۵، سطر ۱۰، ص ۶۷۶، سطر ۱)

جو ان حضرات نے چاہا وہ ہو گیا۔

دیوبندی مولوی بعد از موت بھی تصرف کرتے ہیں

دیوبندی جو چاہیں ہو جاتا ہے

(افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۲۵۵، سطر ۱۰)

مولوی محمد یعقوب صاحب دل کے اندر جو چاہتے ہیں ان سے خوب بھگتتے۔

(ارواح ثلاثہ ص ۱۳۲)

دل کے حالات کا علم

ایک مرتبہ کیرانہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے، پاس بیٹھے تھے، دل میں خیال کرنے لگے کہ معلوم نہیں کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

دیوبندی بزرگ لوگوں کے دلوں کے حالات جانتے ہیں

مرتبہ بڑا ہے یا حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا، حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے، فرمایا کہ ایسا خیال بہت بری بات ہے۔ (افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۱۴، سطر ۱۶)

توجہ مطلوب صرف یہی ہے کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان کے حالات کے اقتضائے تعلیم کرتا رہا ہے، سو ایسی توجہ ہمارے بزرگوں کی دائمی طور پر رہتی ہے۔

(افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۳۳، سطر ۱۲)

نوٹ :- کیوں صاحب اگر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد علم مبارک کا اعتقاد کریں، تو مشرک قرار دیے جائیں، اب تھانوی صاحب تو پکے موحد رہے نا!

دیوبندی مولوی کے ساتھ غلطی جمع ہو ہی نہیں سکتی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یاد دوسرے عارفین کے ذہن میں مقاصد پہلے آتے ہیں اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقاصد میں نہیں آتا۔

(افاضات ایومیہ ج ۶ ص ۳۲، سطر ۱۹)

ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے، جو علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔ (معاذ اللہ)

بنیوں کے ساتھ غلطی جمع ہو سکتی ہے

(دارالنواذر تھانوی ص ۱۶، سطر ۱۹)

دیوبندیہ کے پیر نے جہاز اٹھالیا اور مافوق الاسبان نبیانہ امداد کر کے دیوبندیوں کو بچالیا؟

ایک بار میرے بھتیجے حج کو آتے تھے، اگنیوٹ تباہی میں آگیا، حالت مایوسی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیور حافظ ضامن صاحب اگنیوٹ کو شانہ دیے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہیں۔ صبح کو معلوم ہوا کہ اگنیوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح و سالم کنارے پر لگ گیا۔

(امداد المذاق ص ۱۳، سطر ۵)

(۱) حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ جہاز کا اٹھالینا۔۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ آپ کی کرامات عظیمہ کو ماننا اقرب الی البشر ہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۶ ص ۲۴، سطر ۹ و امداد المذاق ص ۱۳)

نوٹ :- اگر کوئی مسلمان حضور غوث پاک کی یہ کرامت بیان کرے کہ آپ نے بوڑھی کا بیڑا نکال دیا۔ تو دیوبندیوں کی طرف سے شرک کے فتوے شروع ہو جاتے ہیں مگر یہاں اعتقاد نبیانہ مدد کا بھی جائزہ اور پھر حاجی

صاحب کی کرامت کا منکر مشرک قرار دے دیا گیا۔ یعنی مسلمانوں کے بزرگوں کی کرامت کا اقرار مشرک اور دیوبندیوں کی کرامت کا انکار مشرک۔ (سبحان اللہ)

جھک کر سلام کرنا بعض لوگ انہی اہل وطن میں سے ایسے بھی ہیں، جو تحریکات کے زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر ہمیشہ سے جب ملتے ہیں جھک کر سلام کرتے ہیں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ (اقاضات الیومیہ ج ۳، ص ۲۸۳، سطر ۶)

نوٹ:- اگر کوئی مسلمان کسی ولی اللہ کو جھک کر سلام کرے تو دیوبندی اس پر مشرک کا فتوے جہد دیتے ہیں۔ تو یہ دیوبندی اور اس پر مشرک کرنے والے سب برادری مشرک ہوئی یا نہ؟

دیوبندی بزرگوں کی جگہ بابرکت اور نور ہے جب حاجی صاحب صبح کو تشریف لے گئے تو میں نے اس جگہ بیٹھ کر ذکر کیا۔ جس جگہ حضرت ذکر کیا کرتے تھے تو انوار معلوم ہوتے تھے۔ (اقاضات الیومیہ مخاضی ج ۵، ص ۱۱، سطر ۸)

دیوبندی مولویوں کے انوار مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نرالی شان تھی، چہرے سے انوار برستے تھے۔ (اقاضات الیومیہ ج ۳، ص ۱۱، سطر ۱۱)

دیوبندی مولوی خاکی نہیں بلکہ نوری فرشتے ہیں میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان حضرت نانو تو می صاحب کا دیکھا وہ ایک مقرب فرشتہ تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا تھا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۵۵، سطر ۱۱، ماہنامہ الصدیق ملتان، محرم ۱۳۷۵ھ)

نوٹ:- دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کے تو وہ مشرک و کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ریاست بہاول پور کے تمام دیوبندی مولویوں کی تصدیق سے شائع شدہ سالہ "پچودھویں صدی داد گار" کے یہ شعر ملاحظہ ہوں:-

دگرے نے لوگ جہان دے
جد نور دا بنی بند ا نہ
سن کے عرب دیا کافراں نے
جے بنی نور دا ہووے تاں منے

تو مخاضی صاحب وغیرہ مولوی خلیل احمد و محمد قاسم کو انوار و فرشتہ کہنے سے کیا مراد ہے؟ اور اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوری سید البشر ہیں تو دیوبندی کہتے ہیں کہ بشریت اور نور کیسے جمع ہو سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مولوی خلیل احمد صاحب و نانو تو می صاحب بشر نہیں تھے، بلکہ نوری تھے۔ اور

(۲) سجدہ کرنے والے پر بھی بوجہ لغزش کے ملامت نہ کریں گے۔ (ابوادر النواذر، ص ۱۳۷، سطر ۱۷)

نوٹ :- کیوں جناب! مسلمان تو کسی قبر کی صرف عزت کریں، تب بھی مشرک اور یہاں دیوبندی تھانہ کے آرڈر سے سجدہ تعظیمی غیر اللہ پر عدم ملامت اور ناک رگڑنے کا بھی فرمان صادر ہو رہا ہے حالانکہ علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں: سجدہ نخیہ حرام اور گناہ کبیرہ بالیقین۔ (زبدۃ الزکیہ ص ۱۷، سطر ۱۳)

کسی خاص صورت میں کوئی ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو وہ دیوبندیوں کا ناجائز بھی جائز

جائز بھی ہوتا ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، ص ۳۱۶، سطر ۱۵)

نوٹ :- شریعت جو دیوبند کی ہوئی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب طابعلیوں کو مارتے وقت برہمنی لڑاقت سے کام لیتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ اس عصا میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے مردے زندہ ہوتے ہیں۔

دیوبندیوں کے عصا سے
مردے زندہ ہو جاتے ہیں

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲، ص ۳۱۲، سطر ۵)

رد زے حضرت جل و علی دست راست ایشان را بدست قدرت ناس خود گرفتہ و چیزے را از امور قدسیہ کہ بس رفیع بود پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام دچیز ہائے دیگر خواہم داد الخ۔

دیوبندیوں کو خدا اپنے
ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہے

(مرآۃ المستقیم مصنف مولوی اسماعیل ننگ، ص ۱۶، سطر ۱۱)

نوٹ :- مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے ہمارے سید صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سید صاحب سے دوستانہ باتیں کیں۔ اب ایسا دعوے کرنے والے کے متعلق ائمہ اسلام کا فیصلہ سن لیجئے۔ حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں :-

من اعترف بالہیۃ اللہ تعالیٰ و وحدانیۃ و لکنہ او علیہ ولد او صاحبہ
فذلک کفر باجماع المسلمین و کذلک من ادعی مجالسۃ اللہ تعالیٰ و العروج
الیہ و مکالمۃ الخ (مختصاً)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت و توحید کا تو قائل ہو مگر اس کے لیے جو رو یا کچھ ٹھہرائے وہ باجماع کافر ہے اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی، اس تک صعود، اس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو پھر فرماتے ہیں :-

وَكذالك من ادعى منهم (الى قوله) ويعانق الحور العين وهو لاد علمه كفرون
مكذبون للنبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الخ

(اشفاق ۳۶۲ معری)

یعنی جو شخص حور سے ملاقات کا دعویٰ کرے یہ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اور
کافر ہیں۔ اب دیوبندی خود فیصلہ فرمائیں کہ ائمہ اسلام تو جو عین سے معافۃ کے دعویٰ کو ہی کفر بناتے ہیں۔ مگر
دیوبندیوں کے پیشوا خدا سے مصافحہ کے مدعی تو ان کا کیا حشر ہوا۔؟

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہونا تب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پر سن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

دیوبندی اپنے پیروں سے
غائبانہ امدادیں مانگتے ہیں

اے شہر نور محمد وقت ہے امداد کا

(شما امدادیہ ص ۱۶۵، سطر ۱۳)

حضرت نانوتوی قدس سرہ حضرت گنگوہی کو ابو حنیفہ عصر فرمایا کرتے تھے۔
(رقادوی دیوبند ج ۱ ص ۱۸۴ سطر ۱)

دیوبند کے امام ابو حنیفہ بھی
گنگوہی صاحب ہی ہیں

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیسے عجب کیا ہے
شہادت نے سجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

(مرثیہ مصنف مولوی محمود الحسن، صدر دیوبند، ص ۱۶، سطر ۱)

صدیق اکبر و عمر فاروق۔ مولوی
رشید احمد صاحب ہی ہیں

زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعلیٰ مہل شاید
انھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ ص ۱۶ سطر ۲)

بانی اسلام بنی بھی مولوی
رشید احمد صاحب ہی ہیں

فرمایا مجھ کو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو۔
دوسروں کے لباس میں آکر خود مشکل آسان کر دیتا ہے۔ اور نام ہمارا
مختار ہوتا ہے۔

خود خدا ہی دیوبندی بزرگوں
کے لباس میں ہے

(امداد الشاق تھانوی ص ۱۳۱ سطر ۸)

شرعیّت دیوبندی مولویوں کے گھر کی ہے کہ جسے چاہیں بدعتی و کافر بنادیں اور جسے چاہیں مسلمان کہنے دیں

دیوبندیوں کا ناجائز کام (۱) ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو، وہ جائز بھی ہوتا ہے۔

(افاضات ایومیہ نقانوی ج ۲، ص ۳۱۶، سطر ۱۶)

بھی جائز ہو جاتا ہے

(۲) میں ایک مرتبہ میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔۔۔۔۔ شیخ غلام محی الدین

نے مجھ سے دریافت کیا، کہ مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ مقتدار بننے والا ہو اس کو جانا جائز ہے۔۔۔۔۔

یہ سن کر وہ بہت ہنسے، کہ بھائی مولوی لوگ اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔

(افاضات ایومیہ ج ۵ ص ۴۴، سطر ۷ وغیرہ)

نوٹ :- دیوبندیوں کے نزدیک کسی ولی کے عرس میں سودا خریدنے کے لیے بھی داخل ہونا حرام ہے۔ چنانچہ گوی صاحب فرماتے ہیں :-

سوال :- پیران کلید شریف وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری شے کے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۳، سطر ۱۲)

مگر نوچندی میں جانا نقانوی صاحب کے لیے جائز ہے، یہ ہے شرعیّت دیوبندی، کہ مقتدار بننے والوں کے لیے بطور تجربہ سب حرام کاری چوری شراب جائز۔

بدعت دیوبندیہ

مسلمان اگر کوئی ایسا کام کریں جو قرآن اولیٰ میں تھا وہ بدعت ہوتا ہے

یہ مجلس (میلاد) بدعت ضلالہ ہے۔۔۔۔۔ عدم جواز کے لیے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرون اولیٰ میں اس کو نہیں کیا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۳۵، سطر ۹)

دیوبندی اگر کوئی ایسا کام کریں جو ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا دیکھ کر گئے تھے، لکھا کہ تمہارا انضباط اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ خیر القرون میں نہیں پایا جاتا۔ جواب یہ ہے کہ خیر القرون میں ہونے کی ضرورت اس وقت ہے، جبکہ اس فعل کو من حیث الوجہ کیا جاوے اور اگر من حیث الانتظام کیا جاوے تو وہ بدعت نہیں۔

نوٹ :- اب غور فرمائیے کہ گنواہی صاحب نے محفل میلاد شریف کو صرف اس لیے حرام فرمادیا کہ اس کی بینات زمانہ خیر القرون میں نہ تھا۔ مگر تھانوی صاحب کی بدعت کے لیے خیر القرون میں اس کا ہونا ضروری نہیں۔ اب گیارہویں شریف کے دن کا تقرر وغیرہ سب من حیث الانتظام ہیں۔ اس کو کوئی بھی عبادت نہیں سمجھتا تو وہ کیسے بدعت ہوئے (دیدہ باید)

دیوبندیوں کی بدعت بھی سنت ہے

(۱) بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دین سمجھ کر اختیار کرے اگر معالجہ سمجھ کر اختیار کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے پس ایک احداث للدين ہے اور ایک احداث فی الدین ہے۔ احداث للدين معنی سنت ہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۱ ص ۲۵، سطر ۱۹)

(۲) چنانچہ تلفظ بنیۃ الصلوٰۃ کو سنت کہا گیا ہے۔۔۔۔۔ اور بدعت بھی کہا گیا ہے۔

(بوادر النوار ص ۴۴، سطر ۱۳)

نوٹ :- میلاد شریف، قیام و سلام، گیارہویں شریف وغیرہ امور حسنہ بھی تو احداث للدين ہیں پھر ان پر گور باری کیوں؟

دیوبندیوں کو بدعت کرنا واجب ہے

فقد تكون واجبة كنصب الادلة على اهل الفرق وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنة وسند وبت كاحداث نحو باط و مدس سے وكل احسان لم يكن في الصمد الاول۔

یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے۔ جیسے اولہ کا قیام اور نحو وغیرہ کی تعلیم اور کبھی بدعت مستحب بھی ہوتی ہے جیسے رباط و مدرسہ وغیرہ بنانا اور تمام نیک کام جو پہلے زمانہ میں نہ تھے۔

(بوادر النواہج تھانوی ص ۴۴، سطر ۱۶)

نوٹ :- کیوں جناب؟ میلاد شریف اور گیارہویں شریف ہی کیا بڑا کام ہے جسے ہر حال کفر کہا جاتا

ہے۔ مسلمانوں! غور کرو، کہ دیوبندی اپنے لیے سب بدعتیں جائز بھی اور واجب بھی بنا رہے ہیں مگر مسلمانوں کو بات بات پر بدعتی و مشرک اور کافر کہہ رہے ہیں۔ گویا اسلام ان کے گھر کا ہی ساختہ ہے، جسے چاہیں جائز کریں اور جسے چاہیں حرام بنا دیا۔

میں نے قائم مقام کر دیا | جیسے سفر میں قصر کی اصل علت مٹتی ہے، لیکن اس کی پہچان اور اس کا معیار معلوم ہونا مشکل تھا، میں نے قصہ سیت کی جان پہچان کو اس کا قائم مقام کر دیا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۱۵، سطر ۱۵)

نوٹ :- کیوں "حضرات" ایک شارع علیہ السلام نے ہدیے کے بارے میں خصوصیت کی جان پہچان کو قبول ہدیے کے لیے معیار مقرر فرمایا تھا؟ اگر نہیں تو کیا یہ مداخلت فی الدین نہیں؟

لا الہ الا اللہ اشرف علیٰ رسول اللہ | دیوبندیوں کا کلمہ

(رسالہ الامداد تھانوی، باب ۱۰، ص ۲۳۶، سطر ۲۵)

دیوبندیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھانوی کا زیادہ اشتیاق ہے

احقر کو بفضلہ خدا تعالیٰ کا خیال لگا رہتا ہے اور ادھر کشش بھی رہتی ہے۔ اسی طرح جناب والا (تھانوی صاحب) کا لیکن نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کا تو اکثر اوقات خیال نہیں رہتا اور نہ ادھر کشش ہی رہتی ہے۔ (بوادر النوار تھانوی ص ۶۶، سطر ۷)

نوٹ :- صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی مولوی اہل اسلام کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے، بلکہ ان کا نبی اور رسول مولوی اشرف علی ہے۔

اللہم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا | دیوبندیوں کا درود

اشرف علی

(رسالہ الامداد - باب ۱۰، ص ۲۳۶، سطر ۲۵)

دیوبندیوں کا مدینہ متھانہ بھون | حبیب مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل والا نہیں رہ سکتا، اللہ کا شکر ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا ویسا بیان بھی نہیں رہ سکتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۱۵، سطر ۱۵)

باب یازدهم

باب یازدہم

دیوبندی مذہب کے اماموں و مولویوں کے دعوے

بعض حقیقت شناسوں نے مولانا محمد قاسم صاحب کے علوم کو حضرت حاجی صاحب کے علوم کا نخل
نخل علوم بتایا ہے۔ (افاضات ایومیہ ج ۳ ص ۳۲۲ سطر ۲)

جتنی خوبیاں کسی کلام میں ظاہری و باطنی ہو سکتی ہیں من کل الوجوہ حضور (شرف علی) کے مواعظ
من کل الوجوہ کمال میں ہوتی ہیں۔ (اشرف الممولات ص ۱ سطر ۱)

حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی میرے استاد ہیں قبلہ میں کہتے ہیں۔
(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۳ ص ۲۵۲ سطر ۲۲)

بیعت کی برکت میں نے اس (مرید کو) ڈانٹا کہ بیعت کے بعد تمہاری یہ حالت تو انہوں نے صاف
کہا کہ مجھے تم سے کبھی مناسبت نہیں ہونی اور بیعت تو اس امید پر کر لی تھی۔ کہ
اس کی برکت سے تندرست ہو جاؤں گا۔ (افاضات ایومیہ تھانوی ج ۳ ص ۲۵۲ سطر ۲۰)

جامع کمالات دہے نظیر حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام کمالات کے جامع تھے۔
(افاضات ایومیہ ج ۳ ص ۳۸۸ سطر ۳)

اپنے بزرگ محمد اللہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔ (افاضات ایومیہ ج ۳ ص ۱۳۳ سطر ۱۲)

اس چودھویں صدی میں ایسے پیر کی ضرورت تھی، جیسا کہ میں (شرف علی) ہوں، لکھ،
لکھ پیر (افاضات ایومیہ ص ۵۵۱ سطر ۸ و ۹)

مدد ہی تو کر رہا ہوں میں نے لکھ دیا ہے کہ دیر جو کر رہا ہوں مدد ہی تو کر رہا ہوں۔
(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۳ ص ۵۶ سطر ۶)

اشرف علی کو پیٹھ نہ کرو بعض لوگ مل کر جاتے وقت پھیلے پاؤں چلتے ہیں۔ یہ گراں گزرتا ہے۔ کسی
قدر ترچھا ہو جانا مضائقہ نہیں۔ (اشرف الممولات ص ۱ سطر ۷)

علم غیب

میں نے ذوقیات اور کشفیات کو حیات بنادیا ہے، ان وجدانیات میں لوگ جن چیزوں پر ایمان بالغیب لاتے تھے اب وہ چیزیں کھلی آنکھوں نظر آتی ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۱ سطر ۱۱)

ندامت ضروری

میرے یہاں کا معیار صرف یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو جائے کہ اپنی غلطی پر دل سے نادم ہے اور یہ بات اس شخص کے اعلان کر دینے سے جونی معلوم ہو جاتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۲ سطر ۱۲)

ناک رگڑو

یہ سب موقوف ہے صحبت کامل پر، کسی کی جوتیاں سیدھی کر دو، جو ڈرے کھاؤ، اس کے سامنے ناک رگڑو اس سے حقیقت تک رسائی ہوتی ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۴ سطر ۱۴)

انوار

مولانا خلیل احمد صاحب کی نرالی شان تھی چہرے سے انوار برستے تھے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۵ سطر ۱۵)

علوم انبیار

صحبت کامل کے بعد یہ شان ہو جاتی ہے۔

بہنی اندر خود معلوم انبیار

بے کتاب و بے معاد و اوستا

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۶ سطر ۱۶)

تصرف بعد از موت

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت بھی عجیب ایسی تھی۔ میرے ایک

دوست نے ایک مرتبہ حضرت کو بعد وفات خواب میں دیکھا۔ رو باتیں فرمادیں

ایک یہ کہ ہم کو تو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ حق تعالیٰ نے افاضہ کا

تصرف عنایت فرمایا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۷ سطر ۱۷)

میرے یہاں آدمیت، انسانیت سکھائی جاتی ہے، اگر ولی

بنا، بزرگ بنا، قلب بنا، غوث بنا ہو تو اور عجب جاؤ۔ انسان بنا

انسان بننا ہو تو یہاں آجاؤ

ہو تو یہاں پڑاؤ۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۸ سطر ۱۸)

اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ سلف کا طریق میرے ہاتھوں زندہ ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۹ سطر ۱۹)

میں نے طریق زندہ کر دیا

(اناضات اليوميه حصه ١٣)

ات الیومیہ ج ۱ ص ۱۳۲، سطر ۲۱)

(افاضات اليومية ج ۲ صفحہ ۱۶)

(افاضات اليوميہ ج ۵ ص ۳۷۳ سطر ۱۵)

(مختصراً و ارجح ثلثه ص ۲۶۱ سطر ۳)

(اربع و اربعون مائة)

صدیوں سے مجھ جیسا کوئی عالم ہوا ہی نہیں | میں بھی وعظ میں لطائف اور نکات بیان کرنا ہوں
تو سناؤ کہہ دیتا ہوں کہ یہ نکتہ ہے اور بعض علوم
بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے عطا کئے ہیں کہ شاید صدیوں سے کسی کو عنایت نہ ہوئے ہوں ۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۵۵ سطر ۳)

زنا و بیعت | ایک صاحب کا خط آیا ہے اپنے ایک دوست کے متعلق لکھا ہے کہ باوجودیکہ ان کو
زنا سے نفرت ہے۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے بچنے کا طریق اختیار کر چکے مگر اس وقت تک
نہیں رک سکے اب ان کو اس کی فکر ہے کہ پہلی بیعت باقی رہی یا تجدید بیعت کی ضرورت ہے اب اگر
لکھتا ہوں کہ بیعت باقی ہے۔ تو عرات بڑھتی ہے۔ اگر لکھتا ہوں کہ باقی نہیں رہی تو غلط ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۳ سطر ۸)

خدا کا یاد کرنا بھی ہماری رضا پر موقوف ہے | ایک ذاکر نے حضرت سے عرض کیا کہ میں
نے دظائف میں جلد کیا اور سوال لکھ اسم

ذات ردزانہ پڑھا، مگر نفع نہیں ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ناراض ہیں۔ فرمایا اگر تم میں ناراض ہوتا تو تم کو
سوال لکھ اسم ذات ردزانہ کی توفیق ہی نہ ہوتی ۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۵۱ سطر ۱۷)

مرتب کا نور بصیرت | ربی قرائن سے یا نور بصیرت سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس نے اہتمام کیا تھا پھر
بھی غلطی ہو گئی ۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۷۹ سطر ۲۱)

بیعت کرنے کی حرص | بعض لوگ میرے پاس ایسے آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر انشراح ہو جاتا
ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ یہ مجھ سے بیعت کی درخواست کریں ۔

(مزید المجیدہ محفوظات تھانوی ص ۵ سطر ۱۸)

میرے قلم سے نکل گیا وہ ہو کر رہا | ایک صاحب کے خط کے جواب میں جن پر فوجداری مقدمہ
تھا۔ محض توکل پر میرے قلم سے نکل گیا کہ انشاء اللہ

کچھ نہ ہو گا۔ وہ اتفاقاً اس مقدمے سے بری ہو گئے ۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۸۱ سطر ۲)

جو کہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے | بعض حضرات جن کا مجھ سے بے تکلفی کا تعلق ہے ان سے
معلوم ہوا کہ عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ رتھانوی صاحب جو

کہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے ۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہی عقیدہ ہمارا بھی ہے ۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۶۳ سطر ۳)

سارے حالات نظر آتے ہیں | بحشید تودہ تھے اور جام حشید میرے پاس تھا جس میں سارے حالات نظر آ جاتے تھے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴، صفحہ ۱۲۳)

خطرات قلب پر اطلاع | حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے پاس بیٹھے ہوئے تھے دل میں خیال کرنے لگے کہ معلوم نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا حافظ ضامن صاحب کا حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے فرمایا کہ ایسا خیال بری بات ہے تمہیں اس سے کیا مطلب کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔

(افاضات الیومیہ ج ۴، صفحہ ۱۲۴)

دل کی بات پہچان لی | مولانا فخر الحسن صاحب فرماتے تھے کہ میں مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ کوئی معتقدان کی تعریف کر رہا تھا اور وہ خوش ہو رہے تھے میرے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ اپنی مدح سے اتنے خوش ہو رہے ہیں۔ بس اس خیال کا آنا تھا کہ میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں مدح سے خوش نہیں ہو رہا ہوں، بلکہ اپنے صانع کی مدح سے خوش ہو رہا ہوں کہ اسی نے تو مجھے ایسا بنایا۔ (افاضات الیومیہ ج ۴، صفحہ ۱۲۵)

ہمارے مولوی عالم پاک ہیں | حضرت مولانا دیوبندی کی حالت اور جذبات کو اپنے اوپر قیاس کرتے فرماتے ہیں کہ کار پاکان راقب اس از خود مگر۔ (افاضات الیومیہ ج ۴، صفحہ ۱۲۶)

تصرف بعد از موت | انہوں نے مولانا گنگوہی کو بعد انتقال کے دیکھا کہ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو وفات کے بعد خلافت دے دی ہے۔ اس کے معنی میں یہ سمجھا ہوں کہ چونکہ خلافت کی روح تصرف ہے۔ اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی روح کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قوت عطا فرمادی کہ طالبین کی تربیت اور اسلاح میں معین ہو۔ (امدادی ہو)

(افاضات الیومیہ ج ۴، صفحہ ۱۲۷)

ہماری کرامتیں انعام کے طور سوانح عمری میں درج کر لینا | جب میری سوانح عمری لکھی جا رہی تھی

..... بعض اصحاب نے کہا کہ اگر ہم ان واقعات کو کرامت کے باب میں درج کر دیں تو کیا عرج ہے میں نے کہا کہ چونکہ ایسے واقعات کے اندر مجھ کو دوسرا بھی احتمال ہوتا ہے ایسے واقعات کو بھی کرامت کے عنوان سے درج کرنا نہیں چاہئے البتہ تمہارا دل چاہے تو واقعات کو سوانح میں انعامات البیہ کے عنوان

کے تحت درج کر سکتے ہیں۔

(افاضات ایومیہ ج ۱، صفحہ ۱۹)

توجہ مطلوب صرف یہی ہے کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان حالات کے اقتضا سے

دائمی توجہ | تعلیم کرتا رہے۔ سو ایسی توجہ ہمارے بزرگوں کو دائمی طور پر رہتی ہے۔

(افاضات ایومیہ صفحہ ۱۲)

احمد شاہ یہاں کے جو اطفال ہیں

یہاں کے بچے دوسرے مشائخ سے بھی افضل ہیں | یعنی محض مبتدی ان میں جو دولت

سمجھ کی اور نیک نیتی کی ہے وہ اور جگہ کے بعض مشائخ کو بھی حاصل نہیں (تو نتیجہ یہ نکلا کہ دوسرے مشائخ

بدنیت ہیں۔ اور دیوبندی سب نیک نیت ہیں یہ ہے دیوبندیوں کا تجربہ)

(افاضات ایومیہ ج ۲، صفحہ ۳)

اگر مرید کو شیخ سے سچی محبت ہو تو بھی اس کے

سامنے اپنی غلطی کی تاویل نہیں کر سکتا۔

شیخ کے سامنے اپنی غلطی کی تاویل مت کرو |

(افاضات ایومیہ ج ۳، صفحہ ۲۱)

شیخ تو وہ ہے جس کا فیض سارے عالم کو محیط ہو۔

فیض تمام عالم کو محیط ہے |

(افاضات ایومیہ ج ۳، صفحہ ۹)

عرض کیا، کہ حضور حضرت تھانوی

تھانوی کی موت کے وقت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم | کی اور کس قدر حیات ہے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ان سے ایک اور خاک کام لینا ہے اس وقت تک حیات ہے۔

(افاضات ایومیہ ج ۳، صفحہ ۱۵)

بعض لوگ نہیں اہل دُور سے

لوگ مجھے جھک کر سلام کرتے ہیں تو میں شکر ادا کرتا ہوں | ایسے بھی ہیں جو عریضات کے

زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر ہمیشہ سے جب ملتے ہیں جھک کر سلام کرتے ہیں۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں (کیا نہیں

نیاز کو اشرف علی کے سامنے جھکنا جائز ہے پھر اس پر شکر کے کیا معنی؟ (مؤلف)

(افاضات ایومیہ ج ۳، صفحہ ۲۸)

اپنے بزرگوں کا محبت رکھنا خوش رہنا

بس اپنے ہی بزرگوں سے محبت رکھنے کا اہتمام | خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس

مجدد ہونے کا احتمال | ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مجدد ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔ اب اگر کوئی اور ہوتا تو ہکتا کہ ہوں، یا نہیں، مگر میں نے لکھا کہ عزم کی تو کوئی دلیل

نہیں اور احتمال مجھے بھی ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۲ سطر ۱۲)

کار تحب دید | طریق بالکل مردہ ہو چکا تھا۔ لوگ بے حد غلطیوں میں مبتلا تھے۔ بعد الشہاب سو برس تک تو تجدید کی ضرورت نہیں رہی، اگر غلط ہو جائے گا تو پھر کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہو جائے گا۔ ہر صدی پر ضرورت ہوتی ہے تجدید کی۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۱۴ سطر ۱۴)

دیوبندیوں پر علوم نبوت و وحی

مولانا محمد قاسم صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے شکایت کی کہ ذکر پورا نہیں ہوتا شروع کرتے ہی قلب پر ثقل ہو جاتا ہے۔ زبان بند ہو جاتی ہے، فرمایا کہ یہ ثقل وہ ثقل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت ہوتا تھا۔ آپ پر علوم نبوت فیاض ہوتے ہیں کیا عجیب..... اور غافل تحقیق ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۴۸ سطر ۱)

نبیوں سے مشترک | ایک شخص نے مولانا محمد یعقوب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو بھی کشف ہوا کہ میں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں حالانکہ یہ متنی شرعی ہے کہ خبر نبی درجہ میں نبی کے برابر ہو جائے اس لئے اس نے اپنا یہ کشف مولانا محمد یعقوب صاحب (سید دیوبند) سے عرض کیا۔ تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم ۱۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۴۴ سطر ۱)

نبیوں کے برابر | ان صاحب نے پرچہ پیش کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

(مزید المجید تھانوی ص ۱۸ سطر ۱۰ و اشرف المولات ص ۱۸ سطر ۱۸)

نبیوں سے افضل | انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

(تمذیر الناس من مفسد محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند ص ۱۸ ملبومہ دیوبند)

ورد سلام | ایک صاحب نمودار ہوئے کہ دونوں ساقیں نصف نصف کے قریب کھلی ہوئی ہیں مگر نمودار ہونے کے بعد میرے دل میں از خود یہ خیال آیا کہ یہ حضور اقدس رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دو، اور پھر ایسا موقع میسر نہ ہوگا۔ میں نے اسی وقت ہاتھ سے جھاڑ دیا کہ کزور آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور صلوٰۃ و سلام آپ پر اس طرح سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ..... اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوڑانوں (اکڑو) بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔

(صدق الروایا ص ۱۵ سطر ۱۲ وغیرہ)

اشرف علی کا اپنے لئے اقرار رسول نبوت رسالت

دیوبندیوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنا متبع سنت ہونے

کی نشانی ہے

سوال مرید میں نے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا۔ اور سو گیا، کچھ عرصے کے بعد خواب دیکھتا ہوں۔ کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار یہی کلمہ نکلتا تھا۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی، تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں، اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا۔ اور نہانت زور کے ساتھ صبح ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی۔ وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا۔ تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بائیں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کر وٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن میں پھر بھی یہ کہتا ہوں اللہ صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی صاحب کلمہ اب بیدار

ہوں۔ جو کہ یہ کہہ کر بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنی قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز صبح ہی میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں، جو حضور کے ساتھ بارش بخت ہیں، کہاں تک عرض کروں۔

اس واقعہ میں تسلی تھی، کہ جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت

جواب اشرف علی

ہے۔ ۲۴۔ ثوال سند تیرہ سو پینس عری ۱۲۵۵

(مندرجہ رسالہ الامداد اشرف علی تھانوی بابت ماہ صفر ۱۲۵۵، سطر ۱۵ وغیرہ)

نوٹ: ۱۔ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللہ صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی کے جواب میں اشرف علی کا اپنے مرید کو یہ تسلی دینا کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو وہ اس سے سل سے سنت کا تابعدار ہے۔ اس سے اس کلمہ کفر یہ پر اشرف علی کا راضی ہونا واضح ہے پھر اس کے دن بھر یہی حال رہا یعنی دن بھر یہی کلمہ کفر یہ بکتا رہا اور عذر یہ کرتا ہے کہ اس کی زبان اس کے قابو میں نہ تھی وہ تو چاہتا تھا کہ صحیح کلمہ درود پڑھے مگر زبان اس کا کہنا نہیں مانتی تھی گویا زبان اس کے منہ میں ایک بند ہوئی ہے لہذا جو دن بھر اس کے قبضہ میں نہیں آئی اگر کسی مسلمان پر کے متعلق یہ واقعہ ہوتا تو وہ اس کا جواب یہی دیتا کہ تجھ پر شیطان مسلط ہے کہ تو دن بھر مجھ کو نبی رسول کہتا رہا اور زبان کی اختیار کی کا عذر چھوٹا ہے زبان کا دن بھر قابو میں نہ آنا دیکھنا نہ سنا۔ تو کافر مرتد ہو گیا تو یہ کہہ کے نئے سرے سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان بن۔ بیوی رکھنا ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کر۔ بلکہ اگر یہی واقعہ یوں ہوتا کہ کوئی شخص تھانوی جی کو خواب میں کہتے کا پلا اور سور کا بچہ کہتا۔ پھر بیداری میں ہوش کے ساتھ دن بھر اسی طرح بکتا اور یہی عذر کرتا کہ میں تو چاہتا تھا کہ آپ کو حکیم الامتہ اور مجدد الملتہ کہوں مگر کیا کروں کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔ وہ میرا کہنا نہیں مانتی تھی وہ حکیم الامتہ مجدد الملتہ کے بدلے کہتے کا پلا اور سور کا بچہ ہی کہتی رہی تو کہیں تھانوی جی اس کا یہ عذر نہ سنتے۔ مگر وہاں تو ان کی نبوت جی جا رہی تھی مدینہ طیبہ کی رسالت منتقل ہو کر تھانوی جی کو آ رہی تھی لہذا یہ جواب لکھا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے یہ ہے تھانوی جی کا در پر وہ دعویٰ رسالت کہ اس واقعہ کو چھاپ کر شائع کیا جاتا ہے یعنی میرے جس مرید کو میرے متبع سنت ہونے کی طرف سے تسلی کرنا ہو وہ اسی طرح میرے نام کا کلمہ درود پڑھا کرے مجھ کو نبی و رسول کہا کرے والیاذ باللہ تعالیٰ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی مذہب ہے کہ سنت کی پیروی سے ہر شخص نبی بن سکتا ہے۔ واضح رہے کہ رسالہ الامداد کا اصلی نسخہ راولپنڈی میں حضرت مولانا سید عارف اللہ شاہ صاحب میرٹھی خطیب

جامع مسجد کے پاس موجود ہے۔ اور بندہ نے یہ ساری عبارت خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس رسالہ سے نقل کی ہے۔ اور یہ حوالہ دیوبندیوں کی دوسری کتابوں مثلاً سیف یمانی وغیرہ میں بھی موجود ہے اور یہ رسالہ الامداد خود اشرف علی صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ اور طبع کرایا ہوا ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب کے اقرار نبوت سے خود دیوبندیوں کی پریشانی

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی زبانی جب اپنی نبوت اور رسالت کا معاملہ کر اس کی صحت کی تصدیق کی اور اپنی نبوت کے کلمے پر رضامندی ظاہر کی، تو تمام عالم اسلام میں اشرف علی کے متعلق نفرت اور تردید کی آواز بلند ہوئی۔ اور عرب و عجم، ترک و مصر کے تمام مسلمانوں نے اشرف علی کے اس کردار کو از حد معیوب دیکھا اور مسلمانوں کو اشرف علی کے خطرناک نظریات سے بچنے کا اعلان کیا تو یہ احساں صرف عالم اسلام کو ہی نہیں، بلکہ دیوبندیوں کے بعض سرکردہ رہبروں کو بھی اشرف علی کے اس نازیبا کردار سے سخت تشویش لاحق ہو گئی تھی چنانچہ دیوبندیوں کے امام خلیل احمد سہارنپوری نے اشرف علی سے مطالبہ بھی کیا کہ آپ اس اقرار نبوت کے الفاظ واپس لے لیں، مگر اشرف علی صاحب کو چونکہ اپنے وقار کا خطرہ تھا لہذا اور وہ اپنے آپ کو نبوت کا حامل سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی تردید سے انکار کر دیا اشرف علی کے معمولات میں یہ معاملہ بایں الفاظ درج ہے۔

اس سال حضرت اقدس سیدی حکیم الامت دامت برکاتہم پر ایک شخص کے خواب کی وجہ سے عوام کا لانعام نے زبان طعن بہت کچھ دراز کر رکھی تھی۔ اخبارات میں بھی اس کا بہت کچھ شور و غوغا رہا۔ بہر حال جب جلسہ مذکور میں حضرت حکیم الامت تشریف لے گئے اور آپ کا بیان ہونا قرار پایا تو بیان سے پہلے سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے مولانا سے فرمایا کہ اس وقت بہت جڑا مجمع موجود ہے۔ اگر اس واقعہ خواب کے متعلق کچھ بیان کر دیا جائے تو اچھا ہے تاکہ عوام کے شکوک رفع ہو جائیں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے متعلق بیان کرنے سے شرم دے آئی ہے۔ کیونکہ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ میں اپنا تبریکہ کر دوں۔ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ اپنی زبان سے تبریکہ نہیں کہتے تو ہم میں سے کوئی اس کے متعلق کچھ بیان کر دے حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر ایسا ہوا تو میں جلسہ سے اٹھ کر چلا جاؤں گا۔

(اشرف معمولات ملفوظات تھانوی مطبوعہ تھانہ بھون ص ۱۱۱ مطریم)

ناظرین انصاف فرمادیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب کو یہ امر از حد محسوس ہو رہا ہے۔ کہ عوام دیوبندیوں

امیں مولوی اشرف علی صاحب کی نبوت کے شکوک پیدا ہو رہے ہیں یعنی دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب کو نبی مانتے والے ہیں۔ اس خطرہ کو دور کیا جاوے۔ مگر تھانوی صاحب کو نبوت کا ایسا چکا ہے کہ اس سے اپنے اقرار رسالت و نبوت کی تردید سے بالکل انکار کر دیا۔

دیوبندی کہتے ہیں کہ تھانوی صاحب نے "دعوائے نبوت" کا کئی دفعہ انکار کر دیا ہے۔
دیوبندی عذر | تو پھر آپ پر کیا جرم ہے کیونکہ جب کوئی شخص دعوائے نبوت کی تردید کر دیتا ہے تو پھر وہ اپنی نبوت کا کیسے معقد ہو سکتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کا دعوائے نبوت کی تردید کرنا اس کی صفائی کی کوئی دلیل نہیں ہو سکتی، دیکھو چودھویں صدی کا دجال کذاب غلام احمد قادیانی بھی باوجود مدعی نبوت ہونے کے شخص مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے دعوائے نبوت سے انکار کرتا رہا تو کیا آپ مرزا کی اس فریب کاری کو مان کر مرزا غلام احمد کو بھی بری الذمہ قرار دے دو گے دیکھو غلام احمد لکھتا ہے:-

"میں سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ (اشتراکِ کتاب ۱۹۱۸ء پھر وہ لکھتا ہے:-)

"میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(آسمانی فیصلہ ص ۳)

حالانکہ یہ مرزا کی صرف دھوکہ دہی اور نری مکاری ہے کہ وہ جان بچانے کے لئے روڑی چال چلتا ہے ورنہ وہ یقیناً مدعی نبوت کذاب ہے اور پھر تھانوی صاحب کے واقعہ کے جواب میں تھانوی صاحب کے یہ الفاظ:-

جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو یعنی جس اشرف علی کو تم رسول اللہ سمجھتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے بعینہ مرزا صاحب کے اس نظریے سے ملتے جلتے ہیں کہ

"محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعوائے نبوت لازم آگیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۳)

یعنی جس طرح تھانوی صاحب اتباع سنت کے پردے میں کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی اتباع سنت سے نبوت کو چادر پہنائے جانے اور محدثیت کے پردے میں اپنی نبوت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوا کہ اس نظریہ میں مرزا

صاحب اور تھانوی صاحب بالکل ایک دوسرے کے دوش بدوش ہیں۔ حالانکہ اہل اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گو کوئی غیر نبی دعوائے نبوت کا انکار بھی کرے مگر وہ اپنے لیے رسول اللہ کے الفاظ کو جائز سمجھے تو وہ یقیناً گمراہ ہے۔

کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کے کفر یا اسلام ہونے کے متعلق

(دیوبندیوں کی سخت الجھن)

مقدمین دیوبندیوں کی تین پارٹیاں | تھانوی صاحب کے مرید نے خواب میں بھی

نبی اللہ کہا اور جب اس مرید نے اس معاملہ کی تحریری خبر تھانوی صاحب کو دی۔ تو تھانوی صاحب نے اسے خوشی سے قبول کیا۔ اور قائل کو ہرگز نہ غلط کار بتایا۔ اور نہ اسے تنبیہ کی کہ وہ اس کفر سے توبہ کرے۔ بلکہ اس کلمہ کفر پر کو اپنے متبع سنت ہونے کی نشانی بتایا اور اس کو تسلی دے دی کہ یہ تو آپ پر اور مجھ پر خدا کا بڑا فضل ہے کہ تم مجھے رسول اللہ اور نبی اللہ کہتے ہو۔ اور پھر عالم اسلام سے بار بار اس اقرار نبوت سے رجوع کرنے کے مطالبات ہوئے مگر پھر بھی تھانوی صاحب اس کفر کی صحت پر اڑے رہے اور اسی حالت میں چل بسے، مگر تھانوی صاحب اپنے مقدمین دیوبندیوں کو سخت مصیبت میں مبتلا کر گئے۔ اور جب عالم اسلام نے دیوبندیوں کو اس کلمہ سے ہزاروں بار کے مطالبات ظاہر کئے تو جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے بعد مرزا ایوں کی تین پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک دہلوی دوسری لاہوری تیسری قادیانی۔

مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت کے بعد مرزا ایوں کی تین پارٹیاں :

محل دہلوی مرزائی | یہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ مقلد دہلیوں کی جماعت تھی جو بڑی مدت تک مرزائی رہے اور

محمد حسین صاحب بٹالوی کا ابتدائی مرزائی رہنا اس کے ان الفاظ سے مکمل ظاہر ہے۔
مؤلف براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے کم نکلیں گے مؤلف صاحب ہمارے مخلص

ہی نہیں بلکہ اول عمر میں ہمارے ہم مکتب بھی رہے ہیں۔

(اشاعت السنۃ مصنف مولوی محمد حسین بنادوی دہلی جلد ۱ ص ۱۷۱)

اور مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔

اب ہم اس پر ابن احمدیہ پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔
ہماری رائے یہ ہے کہ کتاب اس زمانہ میں موجود حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر ان تک
اسلام پر شائع نہیں ہوئی، اور آئندہ کی خبر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بعد از اس کے امور اور اس
(پر ابن احمدیہ کا) لفظ مرزا غلام احمد قادیانی (بھی اسلام کی مالی جانی قلمی دلسانی، جان و مالی سرت
میں ایسا بات قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم پائی گئی ہے۔

(اشاعت السنۃ، ج ۱، ص ۱۷۱)

اور پھر یہ ہے کہ دیوبندیوں و دہلیوں کو بھی یہ تسلیم ہے کہ مولوی ثناء اللہ محمد حسین دہلی
ابتداء مرزا غلام احمد کے سن کے مکمل حامی تھے۔ چنانچہ مولوی محمد میاں صاحب دیوبندی ناظم اعلیٰ
جمعیت علمائے ہند مودودی دیوبندی پارٹی کا رد کرتا ہوا لکھتا ہے،

ہماری آنکھوں نے دیکھا ہے کہ مرزا غلام احمد آنجنابی نے مذاہب باطلہ کی تردید کے نام پر کتابیں
تصنیف کرنی اور تجارتی فوائد حاصل کرنے شروع کئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری
اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم ان کے لئے رہتا اور بایاں باز دتھے۔

(مودودی مسئلے مصنف محمد میاں دیوبندی مطبوعہ دیوبند ص ۱۲)

تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مرزا صاحب کی طرف مائل کرنے والی اور ابتداء مرزا ایت کا سنگ
بنیاد رکھنے والی یہی ثناء اللہ و محمد حسین کی دہلی پارٹی تھی۔ اور جب غلام احمد نے نبوت کے دعوے
شروع کر دیئے تو گو ثناء اللہ و محمد حسین تو مرزا صاحب سے کنارہ کش ہو گئے اس پر کفر کا فتویٰ
دیا۔ مگر بہت سے دہلی مرزائیت سے واپس نہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یہی ہمارے پیشوا
ثناء اللہ صاحب و غیرہ تو کل تک مرزا صاحب کے ثنا خواں اور اس کا رہنما اور بایاں باز و
تھے۔ اور آج اس کو یہی کافر کہہ رہے۔ یہ محض اپنے حلوے ماندے سے بھال رکھنے کے لئے درکار

ہے یہ مولوی لوگ ویسے ہی لوگوں کو کافر بنانے پھرتے ہیں جس طرح کہ سب سے اول دیوبندی
ی مودودی صاحب کی جماعت اسلامی میں شامل ہوئے اور اس کا سنگ بنیاد رکھا
مگر وہی دیوبندی آج مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کو مرزا ایت سے بھی بدتر بنا

رہے ہیں۔ اور مودودی پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں۔ مگر بہت سے دیوبندی یہ کہہ کر کہ یہ مولوی لوگ دیے ہی کا فر بناتے پھرتے ہیں۔ کل تک یہی ہمارے پیشوا دیوبندی مولوی حسین احمد منظور سنبھلی وغیرہ صاحبان مودودی صاحب کے ثنا خواں تھے۔ یہ صرف ان کی دوکانداری ہے۔ اس لئے بہت سے دیوبندی مودودی ہو جانے کے بعد اب مودودیت سے واپس ہونا سرگز گوارہ نہیں کر رہے۔ کیونکہ خود کردہ پرچہ علاج اور اسی طرح ہی جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے دیوبندی مولویوں کو کوئی شخص کا فر کہتا ہے تو فوراً اپنی عادت کے مطابق دیوبندی دہائی کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ مولوی لوگ دیے ہی اپنے حلوے بحال رکھنے کے لئے لوگوں کو کا فر بناتے پھرتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سبق کوئی نیا نہیں بلکہ وہابیوں کی یہ پرانی عادت ہے۔ کہ جس شخص کے ساتھ ان دیوبندیوں کا ایک دفعہ اعتقادی رشتہ مضبوط ہو جائے پھر وہ کچھ بھی نہ کر گذرے، اور خواہ اسے خود ان دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا ہی کا فر کیوں نہ کہیں۔ مگر یہ لوگ اپنے مقتدار کے کفر پر قسم قسم کے پردے ڈال کر اور کا فر کو کا فر کہنے والے حق گو علماء کو پیٹ پرست اور حلوہ خور بنا کر قلعے اپنے پیشوا سے بیزار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ تو مرزائی وہابی وہ جماعت تھی کہ جن کے بعض افراد نے انصاف سے کام لے کر مرزا غلام احمد پر کفر کا فتویٰ لگانے سے گریز نہیں کیا۔

(۲) لاہوری۔ مولوی محمد علی کی پارٹی ہے۔ یہ لوگ مرزا صاحب کے معتقد تو رہے مگر انہوں نے اسے محدث اور مجدد تسلیم کیا ہے۔ اور مرزا صاحب کے کفریات اور دعوائے نبوت وغیرہ پر قسم قسم کے پردے ڈال کر اور اس کے کفریات و دعوائے نبوت کی تاویلیں بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔

(۳) قادیانی۔ یہ مرزا بشیر الدین ولور الدین وغیرہ کی پارٹی ہے۔ یہ لوگ صراحتاً مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کے دعوائے نبوت کو سرگز کفر نہیں سمجھتے اسی طرح اشرف علی تھانوی کے اقرار نبوت و رسالت کے بعد اس کے معتقدین دیوبندیوں کی تین پارٹیاں ہو گئی تھیں۔

۱۔ ایک وہ جنہوں نے کفر کا فتویٰ لگا دیا تھا۔

۲۔ دوسری وہ کہ جنہوں نے قسم قسم کی تاویلیں کر کے اشرف علی رسول اللہ ہونے کی حمایت کی۔

۳۔ تیسری وہ کہ جو بین بین رہے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے اقرار رسالت و نبوت کے بعد

(دیوبندیوں کی تین پارٹیاں)

بعض دیوبندی اماموں نے مولوی اشرف علی صاحب اور اس کے مرید کے

علا کفر کا فتویٰ لگاتے والی دیوبندی پارٹی | لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللہ صلی علی نبینا اشرف علی کے غیر اسلامی نظریہ سے جب جان چھڑا کا کوئی چارہ نہ دیکھا تو دیوبندیوں کے امام مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی وغیرہ کو مجبوراً یہ لکھنا پڑا کہ :

البتہ بیداری کے بعد جو یہ کہتا ہے اللہ صلی علی سیدنا و مولانا زید اشرف علی جو امر دوم ہے، یہ کلمہ کفر کا ایسی حالت میں کہتا ہے، جو حالت معذوری نہیں لیکن وہ یہ کہتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں..... لیکن باعتبار ظاہر جب اس کے عذر میں بغور نظر کی جاتی ہے تو اس کا یہ عذر شرعیہ میں سے نہیں معلوم ہوتا، جن کو فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عذر معتبر فرمایا ہے..... وہ جب یہ جانتا تھا کہ میں بے اختیار ہوں۔ اور مجبور ہوں اور صبح تکلم نہیں کر سکتا تو تکلم بکلمۃ الکفر سے سکوت کرتا، لہذا ایسی حالت میں اس کلمہ کے تکلم کا یہ حکم ہو گا کہ اس کو اس میں شرعاً معذور نہ سمجھا جائے گا۔ الی قولہ دوسری جہت ظاہراً اطلاق کلمہ الکفر کی ہے جس پر اس کو مامور تجدد الایمان النکاح کیا جاتا ہے۔ الہ کتبہ خلیل احمد سہارنپوری۔ (ترجمہ الراج اشرف علی ص ۵۵ وغیرہ)

اس پارٹی نے اشرف علی سے اعتقاد تو نہ

ع ۲ بین بین چلنے والی دیوبندی پارٹی | توڑا مگر پورے حامی بھی نہ ہوئے اور تھانوی صاحب اور اس کے کلمہ رسالت پڑھنے والے مرید کو اسلام اور کفر کے درمیان پھنسا کر انہوں نے یہ فیصلہ لکھا۔

پھر اس خواب کے واقعہ کی حکایت ایک ایسے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا، اگرچہ الفاظ کفریہ ہیں (معاذ اللہ)

(ترجمہ الراج تھانوی ص ۵۷ سطر ۱۷)

۳۔ تھانوی صاحب کے کلمہ پر ایمان لاکر اس کی حمایت کرنے

والے متقدمین دیوبندی

ان لوگوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور درود اللہم صل علی نبینا اشرف علی پڑھنے والے اور اس کو بخوشی تسلیم کرنے والے تھانوی صاحب کی حمایت میں پورا پورا زور لگایا اور عجیب و غریب چالیں اختیار کیں۔ اس پارٹی کے نظریات کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں جو کہ تھانوی صاحب کی کتاب ترجیح الرائج میں بصورت سوال و جواب بایں الفاظ تحریر ہیں۔

سوال :- علمائے دین شیعہ و مفتیان شریعہ میں اس صورت میں کیسا اہم مقام فرماتے ہیں۔

کہ زید نے بجاالت خواب کلمہ طیبہ میں بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مولوی (اشرف علی) صاحب کا نام لیا اور بجاالت بیداری اسی طرح درود شریف میں جس کے الفاظ میں اللہم صل علی سیدنا ونبینا تک شامل ہیں انہی الفاظ (مولوی اشرف علی) صاحب کا نام پڑھا اور پھر مولوی صاحب کو یہ واقعہ دکھایا، ان مولوی صاحب (اشرف علی) نے اس پر زید کو کوئی تنبیہ نہیں کی اور نہ اس خیال کے بدلنے کی کوئی صورت بتائی الخ۔ تو کیا زید اور مولوی (اشرف علی) جب تک ان کلمات سے گریز نہ کریں ان کو مسلمان سمجھنا یا ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا ان مولوی (اشرف علی) صاحب کو سپرد بنانا جائز ہے یا نہیں۔ الخ (ترجیح ص ۳۸)

الجواب :- اس حالت میں موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و روایات کتب معتبرہ اس شخص پر حکم کفر کا نہیں ہے الخ۔ (ترجیح ص ۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرط محبت کی وجہ سے بے اختیار طور پر کوئی امر صادر ہو جائے وہ قابل مواخذہ نہیں الخ (ترجیح ص ۴۰)

اس کے کسی لفظ سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کے عقیدہ میں کوئی خلل ہے بلکہ اس کے بیان سے اس کا محال خوش عقیدہ ہونا اور اپنی غلطی غیر اختیاری

پر بھی سخت توحش اور نارم ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ الخ (ترجیح ص ۲۸)
 ان مولوی (اشرف علی) صاحب نے بوجہ معذور ہونے کے اس کو ملامت اور تنبیہ
 نہ کی تو موجب ملامت و اعتراض نہیں (ترجیح ص ۳۴)
 نوٹ۔ آپ کے نزدیک آخر نبوت کا چمک بھی تو کوئی معمولی معذوری نہ تھی۔
 حالانکہ بیداری کی حالت کا اعتبار تو خود دیوبندیوں کو بھی تسلیم ہے۔ خود اشرف علی
 لکھتا ہے۔

اعتبار بیداری کی حالت کا ہے۔ الخ (افاضات الیومیہ مرقاۃ، ص ۱۲۲) (مؤلف)
 مولانا اشرف علی نے اس واقعہ (اقرار نبوت و رسالت) میں مداہنت سے
 کام نہیں لیا۔ بلکہ وہ صاحب واقعہ کو معذور سمجھتے تھے اور اسی بنا پر انہوں نے اس
 واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہذا وہ معذور ہیں، ان پر ملامت نہیں کی جاسکتی۔

(ترجیح ص ۳۵ ملحقہ امداد الفوائد)

نوٹ۔ دیوبندیوں نے اپنے پیر کے کفر پر پردہ ڈال کر اس کی رسالت و نبوت
 کو بحال رکھنے کے لئے معذوری اور بے اختیار کو ایک کامیاب بہانہ بتایا ہے اور یہی
 دیوبندی مولوی صاحبان اگر کسی مسلمان کو کسی بزرگ کی عزت کرتے ہوئے دیکھ لیں تو بلا
 دریغ بدعت و شرک اور کفر کے فتوے جڑ دیتے ہیں۔ مگر اپنے معاملہ میں دیکھ لیجئے کہ باوجود
 مولوی اشرف علی کو رسول اللہ و نبی اللہ کہنے کے اس کو خوش عقیدہ اور محبت کا پرستار بنا کر
 اس کی تعریف کی جارہی ہے واضح رہے ان دیوبندیوں نے اس کلمہ پڑھنے والے کو بچانے
 کے لئے اصول ہزدوی کی عبارت کا کہ ان السکران اذا تکلم بکلمۃ الکفر لم یمن منہ
 اموائتہ استعسانا، الخ۔ کو کافی استعمال کیا ہے۔ اور اسی طرح فقہار کی وہ عبارتیں
 جن میں محظی اور مکرمہ کو معذور سمجھا گیا ہے۔ ان عبارتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی از حد
 کوشش کی ہے۔ مگر کیا دیوبندی بنا سکتے ہیں۔ کہ بقول دیوبندیہ وہ کلمہ پڑھنے والا تو معذور تھا
 مگر تھانوی صاحب کو کون سی معذوری و مجبوری تھی۔ اور تھانوی صاحب نے کون سا نشہ
 پیا ہوا تھا۔ کہ سکر میں اس کے کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پر اس کو تسلی دے کر اس
 کلمہ کو اپنے متبع سنت ہونے کی نشانی بتایا، کیا دیوبندیوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے
 اور پھر لطف یہ کہ اس کلمہ کے جواز پر زور دینے والے یہی دیوبندی صاحبان اقرار کر گئے

کہ ۱۔

یہ خواب اس کا بیشک شیطانی اثر اور خیال تھا اور بیداری میں بھی جو کچھ اس کی زبان سے نکلا وہ بھی شیطانی اثر تھا۔ لیکن چونکہ بلا اختیار ہوا اس لئے اس پر مواخذہ نہیں اور نہ ان مولوی (اشرف علی) پر ترک ملامت معذورہ کی وجہ سے کچھ مواخذہ ہے۔

(کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند ترجیح الرابع ص ۳۴)

اب دیوبندی حضرات بتائیں کہ جب اس مرید پر شیطانی اثر تھا اس نے اشرف علی رسول اللہ پڑھا تو کیا تھانوی صاحب پر شیطانی اثر نہ تھا۔ کہ اس کو تسلی دے دی؟ اور دیوبندیہ کا یہ دھوکہ کہ تھانوی نے اس کو ملامت بوجہ اس کے معذور ہونے کے نہیں کی۔ یہ تو تب قبول ہوتا کہ تھانوی اس کلمہ کی صحت کی تصدیق نہ کرتا۔ جب وہ اس کو متبع سنت ہونے کی نشانی بتا رہا ہے تو اب معذوری کی کیا صورت؟ مسلمان غور فرمادیں کہ دیوبندیوں کے فتوے اور ایمان داری کا انسا حال ہے کہ ان کفر بازوں نے دنیائے اسلام کو معمولی معمولی باتوں پر بدعتی اور مشرک بتایا۔ مگر اپنے کلمہ پڑھانے سے بھی گریز نہ کیا، مسلمان جو جائز کام بھی کریں وہ کفر، شرک و بدعت ٹھہرے اور دیوبندی اشرف علی رسول اللہ پڑھیں تو نہ بدعت نہ شرک نہ کفر بلکہ معذورہ ہی ہی معذوری۔

(فاستبردا یا اولی الالبصار)

اس زمانے کے متاخرین دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ کے

(صحیح ہونے پر مکمل ایمان)

سب دیوبندیوں کے مشرک ساز فرقہ دیوبندیہ کے معتبر مولوی دیوبندی دہانی

پارٹی کے بنیادی مفسر القرآن مولوی غلام خان دیوبندی راولپنڈی کا وضاحتی اقرار

کسی شخص نے مولوی غلام خان سے اسی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کے بارے میں سوال کیا۔ اور اس کا مولوی غلام خان نے جواب دیا ہے وہ سوال اور جواب ناظرین کرام کی خدمت میں بلنظہ نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سوال (کریم بخش جالندھری کا سوال)

۷۸۶

محضور گرامی حضرت مولانا زید محمد کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ! مزاج عالی ! خیریت موجود مطلوب ، ایک سخت الجھن و رہنمائی سے اور ایسی مشکل کے وقت آپ جیسے علمائے ربانی ہی ہماری امداد نہ فرمائیں تو پھر ہماری فریاد رسی کون کر سکتا ہے ۔ عرض ہے کہ پرسوں ایک شخص رحم یار خاں کے رہنے والے میرے پاس آئے وہ بریلوی تھے انہوں نے حضرات علمائے دیوبند پر طعن و تشنیع کیا اور ان کے پاس ایک رسالہ بہت ہی پرانا تھا ۔ جو کہ ۱۳۲۶ھ کا طبع شدہ تھا انہوں نے اس کے صفحہ ۳۵ سے مجھے یہ عبارت دکھائی ۔ کہ حضرت مولانا عتقانی صاحب قبلہ کا ایک مرید اپنا ایک خواب بیان کرتا ہے اور مولانا عتقانی صاحب اسکی مندرجہ ذیل تعبیر فرماتے ہیں اس طویل قصہ کا ضروری حصہ یہ ہے ۔

مرید ار رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا

سوال

کچھ عرصے کے بعد خواب دیکھتا ہوں ۔ کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کار عتقانی صاحب کا نام لیتا ہوں ، اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا ۔ کہ تجھ سے غلطی ہوئی ، کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں ۔ دل پر تویہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے ۔ کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے ۔ اور تین بار یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند اشخاص حضور کے پاس ہیں ، لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ کھڑا کھڑا باوجود اس کے کہ رقت طارنی ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہے کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا ۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی ۔ اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا ۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا ۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا ۔ کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ کوئی

ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہ کہتا ہوں اللہم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی۔ حالانکہ بیداری ہے۔ خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رو دیا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں۔ جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

اس واقعہ میں تسلی تھی۔ کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ سنت ہے۔

جواب تھانوی صاحب

(۲۳ شوال ۱۳۳۵ھ سحری)

اب یہ گزارش ہے کہ یہ جواب واقعی تھانوی صاحب نے دیا تھا یا کہ نہیں اگر انہوں نے یہ جواب نہیں دیا تھا اور یہ رسالہ الامداد، حضرت تھانوی صاحب کا سے ہی نہیں، تو پھر ہمیں اس کی صفائی کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ کہہ سکتے کہ رسالہ اور یہ عبارت کسی مردود آدمی کی ہے۔ ہمارے حضرت تھانوی صاحب کی نہیں۔ اور اگر یہ رسالہ تھانوی صاحب کا سے تو پھر اس کا کوئی نہ کوئی جواب تجویز کر لیا جاوے کیونکہ بندہ تھانوی صاحب کے سلسلے میں مرید ہے اور لوگوں کو تھانوی صاحب پر اعتراض کرتے دیکھ کر کوئی نہ کوئی جواب ضرور دینا پڑتا ہے۔ آپ تجربہ کار ہیں، اگر یہ عبارت فی الواقع سے تو کئی دفعہ آپ کو اس سے واسطہ پڑا ہوگا۔ بہر حال مطلع فرمادیں۔ کہ یہ عبارت تھانوی صاحب کی سے یا نہیں۔

(حضور کا غلام کریم بخش عفا عنہ، جالندھری، یکم جون ۱۳۳۵ھ)

دیوبندیوں کے شیخ الکفر مولوی غلام خاں صاحب دیوبند کا جوابی بیان

الجواب ہے۔۔۔ صوت مسؤلہ عنہا میں اس کا عقیدہ درست ہے اور اس کا خود بھی بار بار اقرار کرتا ہے لیکن بلا ارادہ زبان سے کلمہ میں حضرت مولانا تھانوی مرحوم کا نام بوجہ تعلق کے نکل رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت تھانوی صاحب نے خود فرمایا کہ اس سے مراد صرف یہ کہ تیرے مرشد متبع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب تعبیر

ہی صحیح ہے اور قائل کا عقیدہ بھی درست ہے اور اعلان کر رہا ہے تو اس پر کوئی حکم
عائد نہیں ہو سکتا۔ (لاشی غلام اللہ خاں، راولپنڈی ۲۰ جون ۱۹۵۵ء)

(اصل فتوے بندہ کے پاس محفوظ ہے)

نوٹ ۱۔ مولوی غلام خان صاحب کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل امور بخوبی واضح
ہو گئے۔

۱۱۔ یہ واقعی مولوی اشرف علی صاحب کے مرید نے خواب اور پھر بیداری میں لا الہ
الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور پھر بیداری میں۔ اللہ صلی علی سیدنا ونبینا
اشرف علی پڑھا تھا۔

۱۲۔ یہ کہ واقعی مولوی اشرف صاحب نے اس کلمہ اور اس درود میں اپنی رسالت
و نبوت کا اقرار سن کر اس نے اپنے مرید کو تسلی دی تھی اور یہ تعبیر کی تھی کہ تیرے مرشد
متبع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۳۔ یہ کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ درست ہو تو گرچہ وہ دیوبندی آنحضرت خاتم النبیین صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی اپنے دیوبندی پر کو رسول اللہ و بنی اللہ کہے تو بوجہ تعلق کے
اس فعل کو درست تصور کر کے اس قائل پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا۔

۱۴۔ یہ کہ مولوی اشرف صاحب نے جو تعبیر کی تھی وہ بالکل درست ہے کہ چونکہ میں اشرف
علی پورا متبع سنت ہوں اس لئے مجھے رسول اللہ و بنی اللہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اب ناظرین انصاف فرمادیں کہ یہی مولوی غلام خاں صاحب وہ دیوبندیوں کے
مفتی ہیں، کہ جن کی کتاب جو اہل القرآن میں صاف حکم لگا دیا گیا، کہ کوئی مسلمان کسی ولی
کی نذر دے تو گرچہ اس کا عقیدہ درست ہو۔ پھر بھی وہ پکا مشرک ہے اور جو کوئی
سرکارِ دد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب مانے اور آپ کو حاضر و ناظر جانے
اور کسی مخلوق کے لئے کوئی خدا کا دیا ہوا اشرف مانے وغیرہ تو اگرچہ اس کا عقیدہ
درست بھی ہو مگر پھر بھی وہ پکا مشرک کا فرسہ جاتا ہے اور تو غیر دیوبندیوں یعنی مسلمانوں
پر غلام خاں صاحب وغیرہ دیوبندیوں کی یہ کفر بازیاں اور ادھر لا الہ الا اللہ اشرف علی
رسول اللہ پڑھنے والے کا عقیدہ بھی درست ہے اور اس پر کوئی حکم بھی نہیں، اور
تھانوی صاحب کا اس کو تسلی دینا بھی عین ایمان ہے اور اپنے رسالت کا اقرار

بھی ہر طرح درست ہے، دیوبندی مولویوں کے تقویٰ و دیانت اور مقیمانہ عمل و انصاف کا یہ ایک مستند ازخود رائے نمونہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین دیوبندیوں کے گھر کا ہے۔ جیسے چاہیں کافر و بدعتی مشرک بنائیں اور جسے چاہیں باوجود کفر کے صحیح مسلمان اور پیر و مرشد بتائیں۔

نہ پتیا سے نہ پہنچے گا تمہاری ستم کیشی کو۔
اگر ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں۔

دیوبندیوں کے زندہ مولوی احمد علی لاہوری کی تصدیق کہ واقعی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ وغیرہ کا واقعہ سچا تھا اور اس کلمہ میں

کوئی عرج نہیں ہے

وہی سائل کریم بخش جالندھری وہ سوال جو اس نے غلام خان کو اس سال کیا تھا حرف بحرف اس کی نقل مولوی احمد علی لاہوری کو بھیج کر اس سے بھی اس واقعہ سے سچے یا جھوٹے ہونے کے متعلق پوچھتا ہے اور مولوی احمد علی لاہوری اُف شیرانوالہ سے دریافت کرتا ہے کہ واقعی تھانوی صاحب کے مرید نے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھا تھا یا اور تھانوی صاحب نے اس کلمہ پر راضی ہو کر اس کو تسلی دی تھی تو اس کے جواب میں مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہیں :-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عرض یہ ہے کہ کسی کا خواب حجت نہیں ہوتا میں نے بھی یہ بات سنی ہوئی ہے عرض یہ ہے کہ مولانا نے یہ اچھی تعبیر کی ہے کہ تم جس شخص کے متبع ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے۔ اس میں شریک کوئی عرج نہیں ہے، مولانا نے یہ مکتوڑا ہی فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ (احمد علی عفی عنہ ۵۵/۲۲)

نوٹ ہے :- سوال مرسلہ بجانب مولوی احمد علی صاحب حرف بحرف وہی ہے جو کہ غلام خان کی طرف بھیجا گیا ہے لہذا یہاں دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی (بندہ کے پاس اصل تحریر محفوظ ہے)

مولوی احمد علی صاحب کے ان الفاظ نے کہ "اس میں کوئی حرج نہیں" نے تو اور بھی صاف فیصلہ کر دیا۔ کہ دیوبندی واقعی مولوی اشرف علی صاحب کو رسول اللہ سمجھتے ہیں اور اور یہ راز بھی فاش ہو گیا کہ دیوبندی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی نہیں مانتے بلکہ ان کا رسول مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے اور وہ اسی کو رسول اللہ سمجھتے ہیں۔ اور جس طرح مرزا قادیانی کی تھوٹی نبوت پر مرزائیوں کا ایمان ہے اسی طرح تھانوی کی تھوٹی رسالت پر دیوبندیوں کا مکمل ایمان ہے۔

مولوی احمد علی نے یہ کہہ کر کہ خواب حجت نہیں ہوتا۔ تھانوی سے اعتراض اٹھانے کی کوشش تو کر لی۔ مگر واقعہ بیداری میں جو اس کے مرید نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی اشرف علی پڑھا ہے اس پر وہ کوئی پرواہ نہ ڈال سکے اور مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ اشرف علی نے یہ حقوڑا ہی کہا تھا کہ میں نبی ہوں اس سے خوب معلوم ہو گیا۔ کہ جو شخص اپنے آپ کو نبی نہ کہے اگر دیوبندی اس کو رسول اللہ کہہ کر اس کا کلمہ پڑھیں اور اس کو تپتی کہہ کر اس کے درود چھیں، تو دیوبندیوں کا یہ فعل ہر طرح جائز ہے، پھر مرزائیوں اور دیوبندیوں میں کیا فرق ہوا؟ بہر حال اس سے واقعی یہ تصدیق ہو گئی کہ یہ معاملہ فی الواقع ہوا ہے۔ اور اس میں بحکم مولوی احمد علی صاحب کوئی حرج نہیں ہے۔ العیاذ باللہ!

کلمہ طیبہ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

کلمہ خبیثہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْرَفُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ

دیوبندیوں کا ایک اور نبی

مولوی احمد علی لاہوری کا دعوائے نبوت

دیوبندیوں کا شیخ القسیر مولوی احمد علی آف شیرا نوالہ دروازہ لاہور کہتا ہے کہ

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعیتوں سے نواز رہی ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء)

نوٹ: بناظرین غور فرمائیں کہ یہ حوالہ خود مولوی شبیر احمد عثمانی کے خلف الرشید مولوی عامر عثمانی نے اپنے رسالہ تجلی دیوبند میں دیا ہے۔ جس میں ایک تو مولوی احمد علی نے مرزا کو سچا نبی مانا اور خود بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ (اللہ کی پناہ)



باب دوازدهم

باب دوازدہم

دیوبندی اپنے کو مسلمانوں سے ایک الگ فرقہ سمجھتے ہیں

کیونکہ وہ

دیوبندی عورتوں کا نکاح غیر دیوبندی مسلمانوں سے ناجائز کہتے ہیں

۱۔ دیوبندی مذہب کے امام رشید احمد گنگوہی کا وضاحتی بیان

سوال :- (اگر کوئی شخص) قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو۔ اور مدد بزرگوں سے مانگتا ہو۔ یا بدعتی منال جواز عرس و سوئم وغیرہ ہو۔ اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے۔ یا نہیں؟ کیونکہ یہود و نصاریٰ سے جائز ہے تو ان سے کیوں ناجائز؟

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احمال کفر کا ہے۔ ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فساد سے رابطہ ضبط کرنا حرام ہے۔ الخ۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ ص ۱۴۲ سطر ۲۰ تا ۲۱)

۲۔ دیوبندی فرقہ کے ایک زندہ مولوی جالندھری ملتان کا تازہ فتوے

سوال :- ہمارے رشتہ داروں میں ایک شخص نے میری لڑکی کا اپنے لڑکے کے لیے رشتہ طلب کیا ہے مگر اس کا لڑکا دیوبندی عقائد کو نہیں مانتا اور عرسوں پر جاتا ہے اور صبح سویرے یا رسول اللہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور ہمارے روکنے پر بھی نہیں رکتا۔ اور غیر دیوبندیوں کا گرویدہ ہے میری مرضی اس کو رشتہ دینے کو نہیں ہے۔ مگر والد صاحب کہتے ہیں کہ شرعاً کوئی حرج نہیں نکاح ہو سکتا ہے۔ میں نے والد صاحب قبلہ کو فتاویٰ رشیدیہ بھی دکھایا جس کی جلد دوم ص ۲۴ پر صاف لکھا ہے کہ غیر دیوبندی سے نکاح و ربط حرام ہے۔ والد صاحب کو کچھ اطمینان تو ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کے لیے انہوں نے آپ سے فتوے لینے کے لیے کہا ہے۔ زیادہ گزارش ہے کہ رشتہ دینے کا مسئلہ نازک ہوتا ہے اور پھر لڑکی کی جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے۔ حضور ارشاد فرمادیں کیا آیا صحیح دیوبندی عقیدہ کا

باب ۱۳
 در بیان

باب ۱۳ سینزدہم

دیوبندیت مرزائیت کے نقش قدم پر

(یعنی)

مرزائیت دیوبندیت کے روپ میں

نبوت کے لیے دیوبندیوں اور مرزائیوں میں سہ کشتی

دیوبندی فرقہ کا مشہور شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری کہتا ہے کہ:

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نواز رہی ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند مولوی عامر عثمانی ماہ جنوری ۱۹۵۷ء)

نوٹ ہے۔۔۔ ناظرین غور کریں کہ مولوی احمد علی نے ایک تو مرزا کو سچا نبی مانا اور دوسرا خود نبوت و نزول وحی کا دعوے کیا۔ خدا کی پناہ۔

مرزا قادیانی نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اہلبیت نبوت کی توہین کی ہے اس کی تاویل کر لو مگر مرزا صاحب کو برا نہ کہو

راشرف علی تھانوی کا فیصلہ

سوال :- ادراک امر یہ ہے کہ مرزا نے حضرت مسیح اور حضرت حسین اور حضرت علی کے اوپر طعن و تشنیع بہت کی ہے اور آخر میں یہ فقرہ لکھ دیا ہے کہ میں نے تو اپنے عیسیٰ کو جو نبی تھے یا حضرت حسین و علی کو جو ہمارے میں نہیں کہا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب :- گو مناظرین کی ایسی عادت ہے، مگر قرآن مجید کی ایک آیت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ امر قبیح ہے وہ آیت یہ ہے:

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الْكَافِرِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيَدُونَ الزَّكَاةَ وَيَذْكُرُوا لِلَّهِ أَجْنِبًا...

اگر کسی نے ایسا کہا ہے اس کی تاویل کریں گے کہ مقصود الزام ہے۔ الخ

(بوادر انوار تھانوی ص ۴۴۲ سطر ۵ وغیرہ)

نوٹ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک کسی کو الزام دینے کے لیے غیور اور اہلبیت کو گالی نکال لینا اور ان کی ہر طرح توہین کر لینا بھی جائز ہے۔ (معاذ اللہ)

مرزائی مبلغ کے سامنے مرزا کے رد کرنے سے تھانوی کا کرار

ایک قادیانی چند مرتبہ تو میرے پاس اپنے مذہب کی کتابیں دکھانے کو لا چکا، اور مجھ سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا تھا میں نے کہہ دیا کہ میں عالم نہیں ہوں، اپنے مذہب سے پورا واقف نہیں ہوں۔

(افاضات ایومیہ، تھانوی حصہ ۵ ص ۴۴۶، سطر ۳)

نوٹ ہے۔ یوں تو تھانوی صاحب کا مجدد الملت اور حکیم الامت ہونے کا دعویٰ اور مرزا کے رد کرنے کا موقع آئے تو بالکل بے علم ہو گئے۔ کیا بدیہ، ندما نے گھٹنے کا خطرہ تو نہیں تھا۔ پھر لطف یہ کہ اپنے مذہب سے واقفیت کا انکار اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ختم نبوت محمدی یعنی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اس کے متعلق بھی تھانوی کو یقین نہیں۔

مرزا قادیانی کے کفر پر واقف ہو کر بھی اس کو سچا سمجھنے والے دیانتہ مسلمان ہی ہیں

ایک مولوی صاحب نے قادیانی فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت والا (تھانوی صاحب) سے عرض کیا کہ بعض مسلمان بھی قادیانی کو کافر نہیں سمجھتے، اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ فرمایا کہ نہ سمجھنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ یہ کہیں کہ ان کے یہ عقاید ہی نہیں جن کی بنا پر ان کو کافر کہا جاتا ہے اور ایک یہ کہ یہ عقاید میں مگر پھر بھی وہ کافر نہیں تو اب ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے، جو کفر کو کفر نہ کہے مگر احکام قضایں کا فر ہے۔ باقی احکام دیانت میں خدا

کو معلوم ہے۔ شاید اس کے ذہن میں کوئی وجہ بعید ہو۔

(انضات الیومیہ تھانوی حصہ ۴، ص ۳۱۵، سطر ۱۳)

لوٹے جو لوگ مرزا قادیانی کے کفریات کو کفر ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کی تاویل میں کرتے ہیں اور وہ جو مرزا سے خوش اعتقاد ہونے کی وجہ سے اس سے ایسی باتیں سرزد ہونا تسلیم ہی نہیں کرتے جیسے کہ بے دین مرتد مرزائی تو ایسے لوگ تو تھانوی کے نزدیک کے مسلمان ہیں اور جو اس کے کفر کو کفر ہی سمجھیں مگر پھر اس کو کافر نہ کہیں، تھانوی صاحب کے نزدیک وہ بھی دیانتہ کافر نہیں۔ اب دیوبندی مذہب کے ایک اور مفتی صاحب چاند پوری کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کفر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہو یا قدنی وغیرہ تو خود کافر ہو جائیں گے، کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(راشد العذاب۔ مرتفع حسن چاند پوری ص ۱۴، سطر ۱)

تو اب تھانوی صاحب کا کیا حشر ہوا، کیونکہ وہ بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہنے والے ایک طبقہ کے بارے میں تو بالکل ہی مطمئن ہیں اور دوسرے طبقہ کو بھی دیانتہ کافر نہیں کہتے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

کوئی شخص اگر مرزا صاحب کے کفر پر مطلع ہو کر بھی تاویل کرے اور مرزا کو کافر نہ کہے تو کوئی حرج نہیں

سوال :- مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوے مسیحیت اور مہدیت سے واقف ہو کر بھی اگر کوئی شخص مرزا کو مسلمان سمجھتا ہے تو کیا وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے؟

الجواب :- مرزا قادیانی کے عقاید و خیالات باطلہ اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے واقف ہو کر کوئی شخص مرزا کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، البتہ جس کو علم اس کے عقاید باطلہ کا نہ ہو یا تاویل کرے وہ کافر نہ کہے تو ممکن ہے۔ بہر حال بعد علم عقاید باطلہ کے مرزا مذکور کو کافر کہنا اس کا ضروری ہے اس کو اور اس کے اتباع کو جن کا عقیدہ مثل اس کے ہو مسلمان نہ کہا جاوے وہ مسلمان نہ تھا جیسا کہ اس کی کتب سے ظاہر ہے۔ باقی یہ کہ جو شخص یہ سبب کسی شبہ اور تاویل کے کافر نہ کہے اس کو بھی کافر نہ کہا جائے کہ موقع تاویل میں احتیاط عدم تکفیر میں ہے۔ فقط۔ (بندہ عزیز الرحمن)

مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند حصہ اول صفحہ سطر اوپر)

نوٹ ۱۔ ہم نے مکمل فتوے بعد سوال و جواب لفظ بلفظ نقل کر دیا ہے، ناظرین کرام خط کشیدہ الفاظ کو بخوبی پڑھیں، دیوبندیوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مرزا کے دوا کے نبوت و انکار ختم نبوت و توہین انبیاء وغیرہ کفریات میں تاویل کرتا ہو، جیسے لاہوری، مرزائی، مجسم علی وغیرہ تو وہ سب کے سب دیوبندیوں کے نزدیک بکے مومن ہیں اور بقول چاندپوری صاحب جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے تو کیا دیوبند کے سب کے سب مفتی صاحبان بوجہ ان مرزائیوں کی تکفیر نہ کرنے کے خود کافر نہ ہو گئے اور کیا یہ فتوے سراسر مرزا بیت کی حمایت نہیں تو کیا پھر ختم نبوت کی تحریکیں یہ سب دوکانداری محض کے نام پر مسلمانوں سے ہزاروں روپے کے چندے جمع کر لیے جاویں اور خود دیوبند کے مفتی مرزائیوں جیسے کھلے کافروں کو کافر کہنے میں بھی تاویلوں کی گنجائش نکال کر ان کے کفر پر احتیاط کے پردے ڈالیں۔ قیباللعجب معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی اور مرزائی سب ایک ہیں اور ایک دوسرے کے کفر پر پردے ڈالنے میں مکمل معاون ہیں۔

(۱) خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد

ختم نبوت کے متعلق مرزائیوں کا عقیدہ

اس کے کوئی نبی نہیں، مگر وہی جس پر بردہ کی طور سے محمدیت کی چادر مہینائی گئی، کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ کوئی شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے، پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت میں خلل انداز نہیں۔ (کشتی نوح مصنف غلام احمد قادیانی، مطبوعہ قادیان ص ۳۳، سطر ۵)

(۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ کی قوت قدسیہ کبھی باطل نہیں ہو سکتی۔ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کا فیضان کبھی رک نہیں سکتا۔۔۔۔۔ ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور ظل کے ہوں۔۔۔۔۔ اس قسم کے نبی کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں اس طرح فرق نہیں آتا۔ (دعوت الامیر مصنف مرزا بشیر الدین محمود مطبوعہ قادیان ص ۵۴، سطر ۲۵، سطر اوپر)

(۱) خواب کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

ختم نبوت کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(تذکرہ اناس مصنف امام ربانی مدرسہ دیوبند محققانہ ناولوئی مطبوعہ دیوبند ص ۵۴، سطر آخر)

(۲) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بنی پیدا ہو، تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور بنی تجویز کیا جائے۔

(تذیر الناس مصنفہ بانی مذہب دیوبندیہ، ص ۲۳، سطر ۱۵)

دیوبندیوں کا اقرار کہ مرزا قادیانی سچا نبی تھا

دیوبندی فرقہ کا مسلم پیشوا مولوی احمد علی لاہوری کہتا ہے کہ:-

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر لی اور یہ نبوت انہیں مجھے وحی کی مسفتوں سے نوازا بھی ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند، جنوری ۱۹۵۷ء)

علم غیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں مرزا یوں کا فیصلہ

لا الہ الا اللہ کے علمبردار کسی وقت قبروں پر سجدہ کریں گے۔ اپنے بزرگوں کے مقامات کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے، انسانوں کو عالم الغیب قرار دیں گے اور ان کو حاضر ناظر جانیں گے۔۔۔۔۔ یقیناً اگر آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر دیکھتے تو ان لوگوں کو مسلمان نہ خیال فرماتے، بلکہ کسی اور مشرک یا بدین کے پیرو خیال کرتے۔

(دعوة الامیر مصنفہ مرزا بشیر محمود، مطبوعہ قادیان، ص ۱۳۲، سطر ۷ وغیرہ)

کسی دلی نبی کو، جن فرشتے کو پیر و شہید کو، امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں اور جو کوئی کسی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا فیصلہ

نبی یا ولی کو جن فرشتے کو امام و امام زادے کو، پیر و شہید کو یا بخومی و رمال کو یا جفا اور فال دیکھنے والے کو یا برہمن رشی کو یا بھوت اور پری کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

(تقریبۃ الایمان ص ۲۳، سطر ۱۷)

مرائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد ہزاروں نبی پیدا ہو سکتے ہیں

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مرزا غلام احمد ص ۳)

نیز خود کہتا ہے۔ ۸۔

آدم نیز اسد مختار

(در نہیں مرزا غلام احمد ص ۱۷)

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہزاروں نبی پیدا ہو سکتے ہیں

(۱) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ اُن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور حق و فرشتہ جبریل اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر دالے۔
تہذیب الایمان ص ۳۵

(۲) وجود مثل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے۔

(پیر زری مصنفہ امجد علی رحمت ص ۱۵۱)

مرائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوئے

یہ امر ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ نہیں آئے۔

(دعوت الامیر مصنفہ مرزا بشیر الدین ص ۲۳، سطر ۱)

دیوبندیوں کا فیصلہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نازل ہونے کا عقیدہ غلط ہے

علامہ سید جمال الدین افغانی، علامہ اقبال اور بہت سے دوسرے مفکرین کا مذہب تو یہ ہے کہ اب آسمان سے کوئی مہدی یا مسیح نازل نہ ہو گا۔ کیونکہ اسلامی معاشرہ کی بنیاد مجوسیوں اور اسرائیلیوں کی طرح تسلسل نبوت پر قائم نہیں ہے۔ اس نظریہ کے برعکس جو روایات اسلامی کتب میں داخل ہو گئی ہیں۔ وہ ٹھیکیت اور مجوسیت کے زیر اثر بعض سیاسی اغراض کی بنیاد پر بعد میں وضع کر لی گئی ہیں۔

(ریبان مولوی اختر علی دیوبندی اذیتر اخبار زمیندار درجہ شدہ اخبار زمیندار ختم نبوت فر ۲، جولائی ۱۹۵۲ء ص ۳)

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے حاضر ناظر ہونے کے متعلق مرزائیوں کا عقیدہ

کوئی کتاب ہے کہ مجلس مولود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لاتے ہیں۔ غرض عجیب عجیب قسم کے خرافات اپنے ذہنوں میں ڈال رکھے ہیں۔

(تفسیر القرآن درس حکیم نور الدین مرزائی مطبوعہ قادیان ج ۱ ص ۱۲، سطر ۲۳)

میلاد شریف و حاضر ناظر کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

مجلس مولود مروج خود بدعت ہے اور اس میں قیام کو سنت مؤکدہ جانتا بھی بدعت ضلالہ ہے۔ اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جانتا بھی غیر ثابت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۸۴، مطبوعہ دہلی سطر ۱۳)

بزرگوں کی نیاز کے بکرے کے متعلق مرزائیوں کا فتویٰ

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی یا شیخ سودا اور ایسے ہی ناموں پر جو بکرے اور اشیاء دی جاتی ہیں وہ بالکل حرام ہیں۔

(تفسیر القرآن درس حکیم نور الدین مرزائی مطبوعہ قادیان ج ۱ ص ۱۲ سطر آخر)

بزرگوں کی نیاز کے متعلق دیوبندیوں کا فتوے

کسی مخلوق کے نام پر کوئی جانور مشہور کیا گیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے، یا یہ بکرا شیخ سودا کا ہے سودہ حرام ہو جاتا ہے۔

(تغویۃ الایمان ص ۴۶، سطر ۵، فتاویٰ رشیدیہ)

وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں مرزائیوں کا فتوے

کیا حضرت خیر مہتمم یا مستر آن شریف میں ان نمازوں کا ویدعات کا کہیں پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح یا شیخ عبد القادر جیلانی شینا اللہ کنہا کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے۔۔۔۔۔ پھر یہ وظیفہ کس نے بتایا۔

(پیغام صلح لاہور بابت ۱۱ فروری ۱۹۵۲ء)

وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں دیوبندیوں کا فتوے

(۱) یا شیخ عبد القادر اور یا علی پڑھنے والے کافر ہیں۔ (مختصاً تغویۃ الایمان ص ۱۱ سطر ۲ وغیرہ)

(۲) ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً اللہ وغیرہ حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳۹، سطر ۱)

اہل بیت نبوت کے بارے میں مرزائیوں کی بداعتقادی

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریب آنم

(درئین غلام احمد قادیانی ج ۱ ص ۱۱۱، سطر ۱)

اہل بیت نبوت کے بارے میں دیوبندیوں کی بداعتقادی

محرم میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا صحیح صحیح بیان کرنا حرام ہے اور سبیل لگانا، شربت پلانا بھی حرام ہے۔ (مختصا فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۱۳)

یا جوح کی پوری تفصیل آگے ذکر کی جاوے گی اور معلوم ہوتا ہے کہ کافراور
یا جوح ما جوح انگریزی ہیں | انگریز مراد ہیں۔ (بلغۃ الجیران ص ۲۰۵، سطر ۱۴)

دیوبندیوں کا توہین آل نبی علیہ السلام کے متعلق خطرناک اقدام

ایک دن میں جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور
مرزائیوں کی گستاخی | نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار دیکھتے بلکہ بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے
سے آواز آئی، آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ محوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے
جلدی جلدی میرے قریب آ رہے ہیں۔ بیشک یہ پنجتن پاک تھے۔ یعنی علی سامتھ اپنے بیٹوں کے اور دیکھتا
ہوں کہ فاطمہ الزہراء نے میرا سر اپنی زان میں رکھ لیا اور میری طرف گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا (معاذ اللہ)
(آئینہ کمالات اسلام مرزا قادیانی ص ۴۷)

ان حضرات (اکابرین دیوبند) کی توہرات میں کشتش ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ
فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم
نے خواب میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چسایا۔ ہم

اچھے ہو گئے (معاذ اللہ)

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۶ ص ۲، سطر ۸)

نوٹ: مسلمانوں! ان ہر دو دشمنان اسلام کی ناپاک جراتیں تو دیکھو کہ قادیانی نے حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی کس قدر توہین کی اور تھانوی تو اس جگر گوشہ رسول کے مبارک سینہ تک کی توہین کرنے کی جرات کر گیا۔ (اعاذنا اللہ تعالیٰ من خرافاتہم) یہ دیوبندی تو توہینِ اہل بیت کرام میں اپنے اسلافِ مرزائیوں سے بھی نمبر لے گئے۔

امداد انگنا شرک ہے۔

(تقویت الایمان وجواب القرآن ص ۶)

دیوبندیوں کا عقیدہ امداد از اولیاء اللہ کے متعلق

مرزائی نظریہ بے وقوف کہا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ بنی دلی جسم سے الگ ہو کر بعد از وفات بطریقِ اولیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

اوراد و وظائف پڑھنے والے اولیاء اللہ مشائخ کرام کے بارے مرزائیوں کا بیان

وان كانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ پس وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چھوڑتے ہیں اور اپنے قیاسی خیالات اور اختراعات سے بطریقِ عبادت وضع کرتے ہیں، وہ یقیناً اس گمراہی کے نیچے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ فتنہ تو کچھ تو مختلف سجادہ نشینوں اور سلسلوں نے اوراد و وظائف کے رنگ میں پھیلایا ہے۔ (تفسیر القرآن درس حکیم نور الدین پاره سیقول، ص ۱۲، مطبوعہ قادیان)

مشائخ کے سلسلوں اور وظائف کے بارے دیوبندیوں و ہابیوں کا بیان

یہ اہلِ جاہلیت انسانی جماعت کے نیک اور پاک باز افراد کو دنیا کے کاروبار سے ہٹا کر گوشہ عزلت میں لے جاتی ہے۔ اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ و مکاشفہ، چلہ کشی و ریاضت اور اراد و وظائف احزاب احوال سیر مقامات اور حقیقت کی فلسفیانہ تعبیروں کے چکر میں ڈال دیا۔

(تجدید و احیائے دین مودودی ص ۱۶، سطر ۱۰، مطبوعہ پشاور کوٹ)

غیر نبی نبیوں سے بڑھ سکتا ہے، دیوبندی عقیدہ انبیاء اگر اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل! اس میں بسا اوقات

بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تجدید اناس مصنفہ بانی دیوبند ص ۳، سطر ۱)

مرزائی عقیدہ | ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔ (الفضل قادیان، جولائی ۱۹۲۳ء)

خدا تعالیٰ غطا و بیوقوفی کر سکتا ہے۔

مرزائی

(حقیقۃ الوحی ص ۱۳)

خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، بیوقوفی کر سکتا ہے۔

دیوبندی

(جہد المقل صدر دیوبند محمود حسن ص ۵۳ وغیرہ)

غلام احمد قادیانی عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قوت والا ہے۔

مرزائی

(ازالہ اوہام ص ۱)

رشید احمد گنگوہی ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ قوت والا ہے۔

دیوبندی

(مرثیہ محمود حسن صدر دیوبند ص ۳۳)

سوحسین علیہ السلام غلام احمد کے گریبان میں۔

مرزائی

(درمئین قادیانی ص ۱۴۱)

امام حسین کا ذکر کرنا اور سبیل لگانا حرام ہے۔

دیوبندی

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے میں، اب نہیں آئیں گے۔

مرزائی

(ازالہ اوہام)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب ہرگز نہیں آئیں گے

دیوبندی

(بین مولوی اختر علی اخبار زمیندار لاہور ص ۳، ذی قعدہ ۱۳۴۱ھ)

عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں۔

مرزائی

(ازالہ اوہام ص ۱۲۸)

جادو گروں کے کمالات نبیوں سے بڑھ سکتے ہیں۔

دیوبندی

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۵۳)

نوٹ ہے :- دیوبندی و مرزائی اتحاد کا محض اجمالی خاکہ ہے تفصیل کے لیے دفتر مجھے ناکافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر

مسلمان کو ایسے خطرناک عقاید سے محفوظ رکھے۔ اگر دیوبندی حضرات صند نہ کریں تو۔

شاید وہ آج مسیحہ اکہ مان جائیں گے ایمان کی کہوں گا تو ایمان لائیں گے

مرانی اور دیوبندیوں جماعتیں حضورؐ کے حاضر ناظر ہونے کی منکر ہیں مگر

۱۹۶۵ء میں پاکستان دہندوستان کی جنگ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و امداد و حاضر ناظر ہونے کا دیوبندیوں کو بھی قائل ہونا پڑا۔

دیوبندی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا لہذا جو نبیوں، ولیوں کی امداد کا قائل ہو اور ان کی ارواح کو حاضر ناظر مانے وہ مشرک کا فر ہے مگر خدا تعالیٰ کی شان دیکھو کہ اس نے اپنے محبوبوں کے خداداد تصرفات و روحانی امداد کا خود انہیں منکرین سے اعلان کر کر ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کی ناک کٹوائی۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء سے پاکستان و ہندوستان کی مشہور جنگ شروع ہوئی جس میں بفضل خدا و رسول جل شانہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالآخر پاکستان کو کامیابی اور فتح ہوئی اسی جنگ کے دوران مدینہ طیبہ کے لوگوں نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بمصداق عزیز علیہ ما علقتم می ذجنگ میں خود تشریف لاکر اور حاضر ناظر ہو کر اپنی پیاری امت کی امداد فرمانا اور کافر دشمن کی کثیر فوج کے مقابلہ میں مٹھی بھر سمانوں کو فتح و کامرانی سے نوازنے کے جو مشاہد کئے گئے مولوی محمد داکھن دیوبندی کے بھانجے مولوی انعام کریم نے جو کہ مدینہ شریف میں مدرسۃ العلوم الشرعیہ میں نجدیوں کی طرف سے لائبریری کا نگران ہے اُس نے اپنے ایک خط میں جو اس نے اپنے ایک دوست نور محمد بٹ ساکن کراچی کو لکھا اور اخبار حریت کراچی نے اس کا فوٹو اپنی اشاعت ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء مطابق ۴ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بروز اتوار میں چھاپا۔ اور دیوبندیوں کے مشہور مولوی مفتی محمد شفیع ساکن کراچی نے بھی اپنے مدرسہ دارالعلوم کی شہرت کے لیے مدرسہ کی طرف سے اس کے فوٹو شائع کئے جو کہ جاے پاس موجود ہیں وہ خط ہم بعینہ و بصورتہ و بلفظ نقل کر رہے ہیں اس کی مندرجہ ذیل صورت مع الفاظ مولوی محمد شفیع دیوبندی مندرجہ ذیل ہے۔ یہ بلاک کراچی میں دیوبندیوں کی طرف سے پوسٹ کارڈ سائز پر سبز رنگ میں چھاپا گیا ہے ورسارے پاکستان میں مفت شائع کیا گیا ہے۔ مکمل الفاظ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں:-



۷۸۶
مدرستہ العلوم الشرعیہ
مدینۃ المنورہ

۷۸۶

۲۲ ستمبر ۱۳۵۵ء دیوبند
۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

محترم مقام جناب الحاج حضرت المکرم بٹ صاحب۔ السلام ورحمۃ اللہ علیہ

بندہ الحمد للہ بخریت تمام دوشنبہ کو مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ حاضر ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان سرا اور حقد یہی زیادہ سے زیادہ اسکی جناب میں شکر کیا جائے کہ اس مالک حقیقی نے اپنے لہجہ زبانہا کو اپنی نعموں سے نوازا پہنچنے کی اطلاع بذریعہ جمعہ کو دی تھی جو کہ غالباً سینچ کو صبح مل گیا تھا ایک خط بھی لکھ دیا تھا خدا کے آپ حضرات مع الخیر میں بڑھ کر کم خیریت مزاج اور دیگر احباب کی خیریت سے مطلع فرمائی تاکہ اطمینان ہو خیریت سننے کا کوئی خاص اہتمام نہیں رہا ادھر ادھر سے سن لیتا ہوں اچھا صبح غالباً صلح کی گفتگو ہو رہی تھی الہی مسلمانوں کو بوری بوری فتح و نصرت عطا فرمادی آمین۔ مکہ مکرمہ میں بھی اور یہاں مدینہ منورہ میں بھی بعد نماز عشاء بہت اہتمام سے دعائیں ہوتی ہیں ایک ایک گھنٹہ دعاؤں میں لگ جاتا ہے لیکن الحمد للہ ہم الحمد للہ حمد حضرت عرب و علم سب سے گزر کر اکثر دعا کرتے ہیں طبیعت نہیں آتی انشاء اللہ بھری اور نصرت کی امید فوجی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین

یہاں پر جس روز بدھ پور پر حملہ ہوا اسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں جمع کثیر ہے اور روضہ اقدس کے جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبت میں تشریف فرما ہے اور ایک بہت خوبصورت قینر رفتار گھوڑا پر وارو کر بالاسم سر تدرین لیکے بعض حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بندہ اس گھوڑے پر کہاں تشریف لے گا یہ فرمایا پاکستان میں جہاد کیلئے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی تیز تر روانہ ہو گئے دیکھ دیکھ پیچھے مواجہہ تشریف سے ہوا باقی حضرات اور اسی راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر نواں جہاز کے طے پرواز کر کے اور یہی بہت سے خواب اس اثنا میں الہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بے لطف جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عزت عطا فرمائے آمین

باب چہارم

باب چہارم

رفض دیوبندیت کے مجیس میں سے

دیوبندیت شیعیت رافضیت کے نقش قدم پر

ابو جراح اور عمر نے غدیر کے روز مضا تقہ کیا پھر علی کو سلام کیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے تو وہ کافر ہو گئے۔
(صافی شرع اصول کافی ج ۲، ص ۲۹۹، مطبوعہ نول شور)

صحابہ کرام کو کافر کہنے کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

سوال :- صحابہ کرام کو مردود و ملعون کہنے والا ۔۔۔۔۔ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہو جاوے گا یا نہیں
جواب :- وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے

صحابہ کرام کو کافر کہنے والے کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

(ارشید محمود گنگوہی، ملخصاً فتاویٰ رشیدیہ ج ۲، ص ۱۴، ص ۱۵)

خارج نہ ہوگا۔

شیعوں کا یہ مشور فعل ہے، حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔

(مؤلف)

شیعوں کا محرم میں تعزیر نکالنا

(۱) میں ایک مجمع کے ساتھ ان کی تبلیغ کے لئے وہاں گیا تھا۔ ادھر اسٹنڈ سے بھی اس کا ذکر آیا تو اس نے جواب میں کہا کہ تم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں ہمارے یہاں تو تعزیر بنتا ہے۔ میں نے کہا تعزیر بنانا مت چھوڑنا۔

دیوبندیوں کا تعزیر نکالنے کا فتوے

(۲) اس نے کہا کہ میرے یہاں تعزیر بنتا ہے۔ پھر ہم بندو کا ہے کو بونے لگے میں نے اس کو تعزیر بنانے کی اجازت دے دی۔۔۔۔۔ اور میری اس اجازت کا ماخذ ایک دوسرے واقعہ ہے کہ اجیر میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیر کی نصرت کا فتوے دے دیا تھا۔

(افاضات ایومیہ اشرف علی تھانوی ج ۲، ص ۵، سطر ۹)

(افاضات ایومیہ اشرف علی تھانوی ج ۲، ص ۱۸، سطر ۱۱)

بعد سنت کی ڈگری کر دی جائے ہستی علماد پر۔ اُلٹا چور کو قوال کو ڈانٹے۔

رسالہ چراغ سنت دیوبندی قصور کی دھوکہ مندی کا دیوالہ

رسالہ "چراغ سنت" کی کذب بیانیوں اور افتراء پر دازیوں کا اگر مکمل تعاقب کیا جائے تو اس کے سینکڑوں جھوٹ اور دروغ گوئی کے مجموعے کو تار تار کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کے لیے ایک مستقل دفتر درکار ہے یہاں چند نمونے ملاحظہ کر لیجئے اور کھ۔

قیاس کن زنگھتان من بہر مار

ارشاد ہونا ہے کہ:-

"مولوی محمد قمر صاحب" نے ایک رسالہ بنام مقیاس حقیقت شائع کیا جس میں غیر مشہور بلکہ گم نام اور نایاب کتابوں کے حوالے دیے گئے۔ (چراغ سنت ص ۱۷)

مؤلف چراغ سنت نے اپنا نام تحریر نہیں فرمایا۔ ورنہ ہم ضرور سمجھ جاتے کہ یہ صاحب کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا آریہ تو نہیں؟ مقیاس حقیقت کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں کس کے حوالے ہیں۔ قرآن مجید، حدیث شریف، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، بیہقی، دارقطنی و غیرہ۔ کیا دیوبندیوں کے ہاں یہ سب کچھ گم نام بلکہ نایاب ہے، ضرور ہوگا۔ کیونکہ کتاب و سنت تو مسلمانوں کے ہاں ہی موجود ہیں۔ امت دیوبندیہ کے پاس تو "تقویتہ الایمان"، "حفظ الایمان"، "برامین قاطعہ" اور "تحذیر الناس" کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اسے ظالم کیا کتاب کھول کر بھی دیکھی تھی؟ نظر بداندیش کے سامنے سے کیا وہ "المؤمنون" "تسار" آل عمران کے موٹے موٹے لفظ بھی گم ہو گئے۔

زمین کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

غضب ہے سطر قرآن کو چلیا کر دیا تو نے

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ بریلوی ادیب اللہ کو خدا سے ملا کر کافر و مشرک ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ غیب دانی ان کے اختیار میں رہے گی۔ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں۔

(چراغ سنت ص ۱۷)

یعنی ایسا افتقاد رکھنا کہ ادیب اللہ غیب کی بات دریافت کر لیتے ہیں یہ بریلویت ہے، کفر ہے، شرک ہے۔ چراغ سنت دیوبند کی ظلمت میں بھٹک کر دنیا کو کافر بدعتی کہنے والے مولوی صاحب ادھر بھی نظر

کرم کریں کہ امت دیوبند کے مرشد اعظم کیا بن رہے ہیں؟

حاجی امداد اللہ صاحب پر تورحم کیجئے وہ فرما رہے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ الخ

رشتائے امدادیہ ص ۱۱۵، سطرہ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ

کیوں حضرات؟ کیا یہ کتاب بھی نایاب ہے۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو، ہمارے پاس موجود ہے، ہاں تو فرمائیے کہ کیا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بریلوی تھے، مشرک تھے، کافر تھے،

مولوی صاحب! تھوڑی دیر کے لیے اپنی ہی ستم کاری کا جائزہ لے لیجئے۔ آپ کی ایسی ناپاک حرکت کہ اپنے مرشد کو بھی کافر بنا دیا، اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے۔

سُن تو سہی جہاں میں بے تیرافشاکی

اور کیا حاجی امداد اللہ صاحب کی روح یہ نہ پکار رہی ہو گی۔

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری

خوشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

ہاں تو پھر ارشاد ہوتا ہے کہ۔

”شیعہ اور بریلوی کا ایسا سمجھوتہ ہے کہ من تو شدم تو من شدمی الخ۔

(چراغ سنت ص ۲۰۷)

نذر بد و در مولوی صاحب نے چار ورق اس مضمون گھڑنے کی مشقت میں تیار فرمائے کہ شیعہ بریلوی متحدر ہیں۔ مگر خدا کی شان دیکھئے حقیقت آخر حقیقت ہے اور اندر کی چیز باہر آکر ہی رہتی ہے بولتے چراغ سنت خود تو بریلویوں کو شیعیت کا حامی بنانے کی تکلیف فرما رہے تھے۔ مگر خود ہی مٹھ گئے کہ۔

حال ہی میں ایک قرارداد جو اہل سنت کے مختلف فرقوں کے پیشواؤں نے اہل شیعہ کی شمولیت پاس کی ہے۔۔۔۔۔ اکابر کا یہ جذبہ قابل قدر ہے۔ (چراغ سنت ص ۷)

کیوں حضرت؟ آپ نے تو بڑی مکاری کی تھی، مگر دیکھا، کہ۔

تار نے دالے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

جو ہے پردوں میں چشم بند دیکھ لیتی ہے

زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

شیعہ کی شمولیت و آمیزش اور اتحاد کو بہت ہی قابلِ قدر جذبہ تو آپ فرما رہے ہیں۔ اور شیعیت کی ڈگری سنی علماء پر یہ چوری اور سینہ زوری کیا آپ نے یہ الفاظ اپنے دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لیے تو تحریر نہیں فرمائے اور کیا حضرت والا کو معلوم نہیں کہ جب حکیم الامت دیوبندیہ انگریزی تنخواہ کے اشارے پر اور روافض کی نمک حلائی میں رافضیوں سے سینہ عورت کے نکاح کا فتوے جواز دے کر سنیت کو ”رکابی“ کی نذر کر چکے تھے۔

ہے اس زمانہ میں اچھا اگر کوئی مذہب

تو ہے وہ جسے قرباں کریں ”رکابی“ پر

تو اس وقت آپ کی ”روزی و چندہ“ میں بھنگ ڈالنے والے اہلسنت کے پیشوا فرما رہے ہیں:
بالجملہ ان رافضیوں، تبرائوں کے باب میں حاکم قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار و مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبح مردار ہے۔“ (رد ارفضہ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱)

تو فرمائیے کہ شیعہ و رافضیوں کے حامی دیوبندی ہوئے یا سنی علماء میرے خیال میں اگر ذرہ برابر بھی آپ میں جیسا ہے تو ایسا افترا گھڑتے ہیں آپ خود ہی اپنے آپ کو جھوٹا تصور فرماتے ہوں گے۔

حضرت بتائیے تو سہی کہ کیا علمائے اہلسنت نے بھی کبھی رافضیوں کے ساتھ عقد کے فتوے دیے تھے۔ بلکہ اس کے برعکس شیعہ دیوبندیت کا بالکل اتحاد ثابت ہوا۔

ہم نے تو سمجھا تھا کہ خلوت میں وہ تنہا ہونگے
جھک کے پردہ جو اٹھایا تو قیامت دیکھی

دیوبندیوں کی سینہ کو بی

حال ہی ۱۹۶۵ء میں کچھ لوگ صدر پاکستان محمد ایوب خان کے خلاف جلسے و جلوس و نعرے لگانے میں مصروف ہیں۔ ہر ایک کو کوئی نہ کوئی غرض درپیش ہے مگر دیوبندی ملاؤں کو یہ تکلیف ہے کہ محمد ایوب خان کے دور میں دیوبندیت و ہابیت کو فروغ نہیں ملا۔ اور مذہبی کمیٹیوں میں دیوبندی کو نمائندگی نہیں ملی وغیرہ وغیرہ۔ بناریں ان جلوسوں میں دیوبندیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بے پردہ نوجوان و دنیواؤں کے بدوش صلحا کے دیوبند نے جلوس نکالے اور نکلوائے اور روافض کی سنت پر عمل کر کے سینہ کو بی بھڑائی۔ فرق یہ ہے کہ روافض اماموں کا ماتم کر کے سینہ کو بی کرتے ہیں دیوبندیوں نے مسٹر محمد ایوب کا ماتم کر کے سینہ کو بی کی۔ روزنامہ

کوہستان ملتان کی خبر ملاحظہ ہو :-

لاہور میں نیشنل عوامی پارٹی پیپلز پارٹی اور جمعیتہ علمائے اسلام کے کارکنوں کا جلوس (منظما سرین نے سینہ کو بی کی)

سب سے بڑے جلوس کی قیادت مسٹر جے۔ اے رحیم قائم مقام چیرمین پیپلز پارٹی میاں محمود علی
قصوروی صدر مغربی پاکستان، نیشنل عوامی پارٹی اور مولانا محمد اجمل جمعیتہ علمائے اسلام نے کی۔ یہ
جلوس چوک رنگ محل سے شروع ہوا اور سنہری مسجد بازار کشمیری بازار مسجد وزیر خاں بازار دہلی گیٹ اور
سرکلر روڈ پر سینہ کو بی کرتا ہوا گزرا۔

کوہستان ملتان، جمعہ المبارک ۲۹ نومبر ۱۹۶۸ء

۸ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

باب ۱۵ پانزدهم

باب ۱۵ پانزدہم

کافر ساز ملا۔ دیوبند کفر کی تہنیت

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نا دانوں کو

تمام عالم اسلام پر دیوبندی علماء کی کفر بازی اور ان کے ناپاک فتوے

دیوبند کے تکفیری فتنہ نے عالم اسلام کو جس تباہی کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس کی نظیر کسی بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والے فرقہ میں ملنا مشکل ہے۔ دیوبند کے کارخانہ کفر بازی کے بڑے بڑے شیخ المحدثین اور علماء گنگوہی و تھانوی وغیرہ کے اذنب شیخ التکفیر مولویوں کے پاس مسلمانوں کو بدعتی، مشرک اور کافر کہنے کے سوا کوئی شئی نہیں ہے اور جب کبھی بھی سنی عالم نے دیوبندی شیخ المحدثین کے شرانگیز فتوؤں کا نوٹس لیا تو دیوبندیوں نے انہیں اس عالم کو فسادی، شرارتی، بدعتی، مشرک اور کافر کہہ کر اپنے نازیبا کردار پر قسم قسم کے نقاب ڈالنے کی کوشش کی، حالانکہ کفر بازی کے علم بردار صرف علمائے دیوبند ہیں اور جس قدر بھی مذہبی فتنے ملک ہندوستان میں رونما ہوئے۔ یہ سب دارالعلوم دیوبند کے کارخانہ تکفیر کی تیار شدہ مشینری ہے حتیٰ کہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانے سے لے کر آج تک کوئی مسلمان بھی دیوبندیوں کے کفر کے نشانہ سے نہیں بچ سکا۔ دیوبندیوں کے عقیدہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، ائمہ اربعہ اہل سنت و جماعت اولیائے کرام بزرگان دین سب کے سب مشرک و کافر تھے اور ان کے نزدیک گنگوہی و تھانوی حبیان اور ان کے دوچار ہم مشربوں کے سوا دنیا بھر میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ دیوبندیہ کے اس ناپاک کردار کے چند فیصلہ کن فتوے ملاحظہ ہوں۔

دیوبندیوں کے نزدیک آنحضرت کا علم کلی، آپ کو

حاضر ناظر ماننے والے اور نبیوں سے مدد مانگنے والے سب مسلمان

تمام صلحا و اولیاء معاذ اللہ کافر ہیں

دیوبندی فرقہ کے نسب سے بڑے آنجنابی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوے
جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ
دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳، ص ۹)

دیوبندی فرقہ کے ایک مولوی جالب دھری ثم ستانی کا وضاحتی بیان

استفتاء :- ہمارے رشتہ داروں میں ایک شخص نے میری لڑکی کا اپنے لڑکے کے لیے رشتہ
طلب کیا ہے۔ اس کا لڑکا دیوبندی عقاید کو نہیں مانتا اور عرسوں پر جاتا ہے اور صبح سویرے یا رسول اللہ
بلند آواز سے پڑھتا ہے۔۔۔۔۔ حضور ارشاد فرمادیں کہ آیا صحیح العقیدہ دیوبندی عقیدہ کی لڑکی کا نکاح غیر دیوبندی
شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- محترمی سلمہ! بعد سلام مسنون آنکہ جس لڑکے کے رشتہ کے متعلق دریافت کیا گیا ہے، وہ
بریلوی عقاید کا معلوم ہوتا ہے۔ اکثر بریلویوں کے عقیدے آج کل ایمان کی حدود سے نکل چکے ہیں۔ جیسے علم غیب
فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قائل ہونا۔ حضور صلعم کو ہر جگہ حاضر ناظر اعتقاد کرنا، غیر اللہ سے مدد مانگنا وغیرہ
وغیرہ ایسے عقاید رکھنے والے شخص سے صحیح العقیدہ لڑکی صالحہ کا نکاح جائز نہیں، الخ۔

(احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان، سوال نمبر ۳۷، ص ۳۷)

(یہ فتوے قلمی بندہ کے پاس محفوظ ہے)

نوٹ :- گنتوی فتوے سے واضح ہے کہ نعوذ باللہ جو شخص یا رسول اللہ پڑھے اور مصیبت کے وقت
حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا محمد عرض کر کے یاد کرے وہ کافر ہے اور ملل
خیر محمد نے سینوں پر کفر اس علت کی بنا پر دائر کیا ہے کہ سنی مشائخ و علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

بعض اے الہی علم غیب کی ملتے ہیں اور دوسری علت ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر عقائد کرنا اور میری علت غیر اللہ انبیاء اور اولیاء اللہ سے امداد مانگنا ہے اور یہ قانون ہے کہ حکم علت پر دائر رہتا ہے جہاں وہ علت پائی جائے گی وہاں حکم عائد ہو جائے گا۔ یعنی جس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کی اعتقاد رکھنا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھا اور جس نے غیر اللہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کو پکارا تو دیوبندی مذہب کی رو سے وہ بے ایمان اور کافر ہوگا۔ اب چونکہ یہ عقائد علم غیب کی حاضر ناظر اور انبیاء اور اولیاء سے مدد کے عقیدے اہلسنت نے تو کوئی ایجاد کئے ہی نہیں بلکہ سنی علماء تو سلف صالحین خاصان حق کے تابع ہیں۔ یہ عقائد تمام اہل اسلام کے عقائد ہیں تو جب اہل سنت ان عقائد کی وجہ سے کافر ٹھہرے تو سنیوں کے پیشوا حضرات انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین اور تمام اولیائے کرام ائمہ اسلام اور جمیع امت محمدیہ کے لوگ دیوبندیہ کے نزدیک کافر ہوں گے۔ اب دیکھیے کہ دیوبندی کفر بازوں کا یہ ناپاک فتوے کہاں تک پہنچتا ہے اور دیوبندی علماء کن کن پاک مہینوں کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ ان نام نہاد علماء نے تو اپنی تکفیر سے اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کی حاضر ناظر ماننے والے اور غیر اللہ سے مدد مانگنے والے محبوبانِ باہر گاہ الہی کے ارشادات اور دیوبندیوں کی کفر بانہی خدا تعالیٰ جل شانہ دیوبندی فتوے کفر کی زد میں

بقول اشرف علی تھانوی خود خدا تعالیٰ نے غیر اللہ سے مدد طلب فرمائی

خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (پ ۲۶ سورۃ محمد رکوع ۱) ترجمہ ۱۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (ترجمہ مولوی اشرف علی دیوبندی)

اس آیت پاک کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ یہاں اس سے ہمیں بحث نہیں۔ ہم تو یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک کسی بھی غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے، تو معاذ اللہ رب العزت بھی یوحہ بندوں سے نصرت مانگنے کے دیوبندیوں کے نزدیک اس فتوے سے نہ بچا، کیونکہ غیر اللہ سے طلب مدد تو یہاں پائی گئی۔ تو ذی اللہ کیا خدا کو کون کو شرک کی تعلیم دیتا ہے اور جب غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو تھانوی صاحب کا ترجمہ مشرکانہ ہوا یا نہ ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے صحابی سے مقدس ارشاد

آپ نے اپنے خادم صحابی حضرت ربیعہ ابن کعب سلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: فاعن علی بنفسک بکثرة السجود (رواہ مسلم) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب السجود

وفصلہ، فصل اول، ص ۳۷، سطر ۱۰

ترجمہ :- گفت آل حضرت چوں بجد سے تو در حصوں میں مطلب یاری وہ مراد مدد کن بر نفس خود در حصول مطلب خود را بہ بسیار کردن سجدہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحی محدث دہلوی ج ۱ ص ۳۹۶، سطر ۶)

نفاٹے :- دیوبندیوں کا بنصہ ہے کہ جو بھی کسی غیر اللہ سے مدد مانگے وہ کافر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی سے یاری طلب فرماتے تو دیوبندی مذہب کے ناپاک فتوے سے تو معاذ اللہ آنحضرت (فنداء زوجہ) صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچے، کیونکہ غیر اللہ سے طلب مدد تو یہاں بھی پائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مدد طلب فرمانا محتاجی کے لیے نہ تھا بلکہ اپنے صحابی کو نجات دینے کے لئے تھا۔

خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حاضر ناظر مرنے کا اعلان فرمایا

خزاعہ اور بنی بکر عرب کے دو مشہور قبیلے تھے جن کی اکثر و بیشتر باہمی جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ جب اسلام کا ظہور ہوا اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ پاک تشریف لائے اور قریش مکہ اور آپ کے درمیان مقابلے شروع ہوئے تو صلح حدیبیہ کے بعد قبیلہ خزاعہ نے حضور کے ساتھ اور بنی بکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کر لیا کہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قریش مکہ کا معاہدہ صلح ان دونوں قبیلوں کو بھی شامل تھا مگر بنی بکر کے نوفل نامی آدمی نے ایک رات حملہ کر کے خزاعہ کے عتبہ آدمی کو قتل کر دیا اور خزاعہ اور بنی بکر میں جنگ چھڑی تو قریش مکہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے بنی بکر کی بھرپور مدد کی اور خزاعہ کا قتل عام شروع کر دیا تو خزاعہ کا عمر بن سالم اپنے چالیس آدمیوں کو ساتھ لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ پاک کو روانہ ہوا تاکہ بنی بکر اور قریش کی عہد شکنی اور جنگ کے متعلق حضور سے امداد حاصل کرے اور ابھی وہ مدینہ پاک سے تین دن کی منزل دور تھا کہ حضور نے فرمایا لیک لیک لیک

حاضر ہوں اتنی دور مسافت پر فرمانا کہ لبیک یعنی اے پکارنے والے گو میں جسمانی طور پر مدینہ شریف میں ہوں مگر فکر نہ کر میں روحانی تصرف کے لحاظ سے تیرے پاس بھی حاضر ہوں، مسئلہ حاضر برہین دلیل ہے اور ناظر ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ وہابی ویسے تو اہل حدیث کہلاتے ہیں مگر جو حدیث ان باطل عقیدے کے موافق نہ ہو اسے پوری کوشش سے ضعیف بناتے ہیں کہ اب دیکھیے کہ ان سب کتب حدیث پر کیا حملہ چلا ہے۔

محدث قسطلانی نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں یہ حدیث نقل فرمائی:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر ہونے کی صریح حدیث

اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كانا انظر الى كفى هذه (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج ۱، ص ۲۰۷)

یعنی محدث طبرانی نے ردائل النبوت میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا میرے سامنے ظاہر کر دی اور کھول دی ہے۔ پس میں اس تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے کو اس طرح دیکھ رہا ہوں، جس طرح کہ میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں حضرت امام زرقانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اشامة الى انہ لنظر حقيقة دفع به احتمال انہ امر بيد بالنظر العلوي۔ اس حدیث پاک سے صاف واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے ناظر ہیں۔ اب دیکھیے ناظر کا خود دلوںے فرمانے پر دیوبندی ملاں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا فتوے لگاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دیوبندی مولویوں کے فتوے کفر کی زد میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی غیر اللہ سے دعا کی

فلما احس عيسى منهم الكفر قال من انصاري الى الله قال الحواريون

نحن انصاري الله (پ ۳، سورہ آل عمران، رکوع ۵)

ترجمہ:- پس جب دیکھا عیسیٰ نے ان سے کفر، کہا کون میں مدد دینے والے مجھ کو طرف اللہ کے آگے حواریوں نے کہ ہم میں مدد دینے والے اللہ تعالیٰ کے۔

(ترجمہ شاہ رفیع الدین و ترجمہ قرآن مترجم اہلحدیث کراچی)

نوٹس :- یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب فرمائی اور حواریوں نے بھی مدد کا اقرار کیا اور دیوبندی مذہب کی رو سے جو غیر اللہ سے مدد مانگے وہ بے ایمان ہے تو دیوبندی مشن میں معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سب حواری بھی اس ناپاک فتوے سے نہ بچے۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت ذوالقرنین نے بھی غیر اللہ سے مدد طلب کی | قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم و بینہم سادماً (سورہ کہف، رکوع ۱۱)

ترجمہ :- کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھ کو بیچ اس کے رب میرے نے بہتر ہے۔ پس مدد کرو میری ساتھ قوت کے۔ کردوں میں درمیان تمہارے اور درمیان اُن کے دیوار موٹی۔

(ترجمہ: شاہ رفیع الدین و ترجمہ قرآن مترجم المحدث کراچی)

نوٹس :- حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں سے مدد طلب فرمائی تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے فتوے سے آپ بھی نہ بچے۔

امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت صدیق اکبر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں تمام صحابہ کرام نے صدقات حاضر کئے اور حضرت صدیق اکبر نے اپنا سب مال حاضر کر دیا تو حضور نے فرمایا کہ اے ابوبکر اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

البقیۃ لہم واللہ ورسولہ، (مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر ص ۵۵۶، سطر ۳)

یعنی یا رسول اللہ میں گھر والوں کے لیے خدا اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

نوٹس :- معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر اعتقاد رکھتے تھے اور پھر حضور نے بھی حضرت ابوبکر کے عقیدہ کی تصدیق فرمادی اور یہ نہیں فرمایا کہ اے ابوبکر میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ مجھے گھر والوں کے لیے کس طرح چھوڑ آئے ہو تو دیوبندی

فتوے سے تو معاذ اللہ خلیفۃ المسیحین بھی نہ بچے

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ و حضرت ساریہ بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں
حضرت عمرؓ نے غیر اللہ کو لپکارا اور حضرت ساریہ غیر اللہ کی پکار مستفیض ہوئے

بینما عمر یخطب یجعل یصیح یا ساریۃ الجبل۔

(مشکوٰۃ باب الحکامات، فصل ثالث ص ۵۴، سطر ۱)

ترجمہ :- خطبے کے دوران میں حضرت عمرؓ نے پکارا یا ساریۃ الجبل اے ساریہ پہاڑ کا خیال کرو۔
نوٹ :- حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ساریہ کو غائبانہ مدد فرمائی۔ حضرت ساریہ نے مدد لی تو
کیا یہ سب دیوبندی فتوے سے معاذ اللہ مسلمان نہیں سمجھے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ و دیوبندیوں کے فتوائے لعنت کی زد میں
حضرت فاروقؓ اعظم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے
ثم اکثر ان یقول سلونی فبرک عمد علی ما کتبتہ الخ

(بخاری باب العلم باب من برک علی رکتیہ عند الامام او المحدث)

یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عطائی علم غیب کا اظہار فرمایا کہ سلونی تو حضرت عمرؓ دوزانو ہو کر
بیٹھ گئے۔

نوٹ :- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر امام و محدث کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنے کا یہ باب
باندھا ہے اور حضرت عمرؓ کے اس فعل سے دلیل لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر بزرگ ادو پیر کے سامنے دو
زانو ہو کر بیٹھنا سنت سے ثابت ہے۔ اب دیوبند کا فیصلہ سنئے:

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا۔ اس
جو کسی پیر کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے وہ لعنتی ہے کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب

افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت (معاذ اللہ) (جو اہل القرآن، مولوی
غلام خان مدظلہ العالی آخری سطر)

بیچارے مذہب آدمی تھے۔ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔
(اضافات الیومیہ تھانوی ج ۴ ص ۵۶)

پھر تو دوزانو بیٹھ کر دیوبندی بھی لعنتی ہوئے

حضرت کعب بن ضمہ دیوبندیوں کے فتوے کفر کی زد میں

حضرت کعب نے مصیبت میں غیر اللہ کو پکارا
و کعب بن ضمہ قلع علی المسلمین
فجاہد عنهم وهو یجوں بالبرایة

وینادی یا محمد یا محمد

یعنی اس معرکہ الاراجنگ میں حضرت کعب جھنڈا اٹھانے ہوئے پکار رہے تھے۔ یا محمد یا محمد۔

(فتوح الشام امام واقفی ج ۱ ص ۱۹۶، سطر ۲، مطبعہ مدینہ)

نوٹ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے روضہ النور میں جلوہ فرما ہیں اور صحابی شام میں آپ کو پکار کر آپ سے مدد مانگ رہے ہیں۔ دیوبندی فتوے لکھائیں۔ کیونکہ حضرت کعب بھی حضور کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی دیوبندیوں کے فتوے کفر کی زد میں

حضرت عبد اللہ نے بھی مصیبت میں غیر اللہ کو پکارا
عن عبد الرحمن بن سعد
قال خذ منی من اجل ابن عمر

فقال لہ من اجل انک احب الناس الیک فقال یا محمد

را داب المفرد امام بخاری ص ۱۲، سطر ۱۶، وعمل الیوم والیید ص ۳۴ محدث ابن سنی ونور الایمان فی زیارة آثار حبیب الرحمن ص ۵

مصنف عبد العظیم قرنی محلی والد معظم مولوی عبدالحی لکھنوی

ترجمہ :- حضرت عبد اللہ کا پاؤں بیکار ہو گیا، تو کسی آدمی نے آپ سے کہا کہ آپ کسی پیارے کو پکاریے تو آپ نے پکارا یا محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوٹ ہے :- معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر پکارا اور دیوبندی فتوے کی رو سے غیر اللہ سے مدد مانگی تو معاذ اللہ آپ بھی دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان نہیں تھے۔
ایہ حدیث ان دونوں مذکورہ کتابوں میں بہ سند صحیح موجود ہے۔

تمام صحابہ کرام و تابعین دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

تمام صحابہ و تابعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھتے اور آپ کو مشکل میں پکارتے تھے

سلافت فاروقی کا زمانہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام و تابعین ملک شام میں لڑ رہے ہیں تو غزوہ مزہ القباہ کی موکہ لاریا جنگ میں وہ کس کو پکار رہے ہیں

و شاعر السودان یا محمد یا محمد اور سودانی

مسلمانوں کی پکار اور ان کا شعار یہ تھا کہ یا محمد یا محمد (سبحان اللہ)

(فتوہ الشام حافظ الحدیث واقفی ج ۲ صفحہ ۲۸)

نوٹ ہے :- معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت یا رسول اللہ اور یا محمد پکار کر حضور سے امداد طلب کرنا نہ اتر مہی بہ اور تابعین کے مقدس زمانہ میں اسلامی شعار سمجھا جاتا تھا اور دیوبندی اس اسلامی شعار کو کھنڈر بناتے ہیں یعنی جو اسلام کا شعار ہے وہ کفر بنا دیتے اور جو کفر تھا وہ دیوبند کا اسلام بن گیا۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی تو شعار اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ تمام اہل اسلام حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام سے امدادیں مانگتا کرتے تھے تو دیوبندیوں کے فتوے سے تمام صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سب سلف صالحین معاذ اللہ کا فرٹھڑے اور آج کل کے خود ساختہ اسلام کے حاملین دو چار ملائے دیوبندیوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔

واضح رہے کہ امام واقفی ائمہ احناف و اکابرین اسلام کے امام الحدیث اور ثقہ محدث ہیں۔ احناف کے مقتدر امام ابن ہمام فرماتے ہیں و هذا تقوم به الحجة اذا وثقنا الواقدي (فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۵ ص ۵۳) امام اہل سنت ابن سید الناس فرماتے ہیں الواقدي امير المؤمنين في الحديث (عیون الاثر لابن سید الناس، مطبوعہ مصر) اس لیے بعض متعصبین و غیر خفیوں کا امام واقفی پر تنقید کرنا احناف کے نزدیک معتبر نہیں۔

قرونِ اولیٰ کے جمیع مجاہدین اسلام بھی دیوبندیوں کے فتوٰ کفر کی زد میں
تمام غازیان اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر سمجھتے اور آپ کو مشکل کے وقت
غائبانہ پکارتے تھے

تین بھائی شہسوار بہادر غازی شامی ملک روم میں لڑ رہے تھے کہ انہیں رومیوں نے قید کر لیا اور روم
کے پادشاہ نے کہا کہ تم اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤ تو میں تمہیں ملک اور اپنی بیٹیوں کا رشتہ بھی دے
دوں گا تو غازیوں نے انکار کیا اور قالوا یا محمد! اور پکارا یا محمد

(شرح مسند مصنف، م بیوطی، مطبوعہ لاہور ۱۲۴۲ھ، سطر ۲۰)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ قرونِ اولیٰ کے تمام اہل اسلام صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین حضور سے مدد مانگا
کرتے تھے۔ مگر آج کل کے کفر باز دیوبندی مولوی تمام انبیائے کرام و اولیائے عظام سے امداد مانگنے والوں
کو کافر کہتے ہیں تو کیا وہ سب پیشوایان ملت اور مجاہدین ملت دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ کافر تھے۔

تمام غازیان اسلام جب مفتوحہ شہروں میں داخل ہوئے تھے تو حضور کو پکارتے تھے

غزوہ ترک کا واقعہ | بعد ازاں میسب باکناں کہ باوجود ند گفت کہ من حرکت کنندہ ام بسوئے دشمنان
کہ قصر را محاصرہ نموده اند۔۔۔ گفت باید خلعت شما این باشد کہ یا محمد بگوید الخ

(فتوحات اسلامیہ دحلان، مطبوعہ ہرات ج ۱ ص ۲۴۳، سطر ۵)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بھی دیوبندیوں کے فتوٰ کفر کی زد میں

حضرت امام اعظم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا

یا مالا لکی کن شافعی فی فاقتی

انی فقیر فی الامری الخنالی

”اے میرے مالک گناہوں میں میری شفاعت کیجئے میں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں۔“

یا اکرم الثقلین یا کنز الورد اے حیدلی بجودك وامر ضنا برضاك
انا طامع بالجود منك لم یكن لا لی حنیفة فی الانام سوالك

اے تمام موجودات سے اکرم، اے خزانہ نعمائے الہی جو کچھ آپ کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا ہے۔ مجھے بھی راضی کیجئے۔ میں دل سے آپ کے جود و عطا کا امیدوار ہوں اور آپ کے سوا مجھ بے چارے ابو حنیفہ کا جہاں میں کوئی مددگار نہیں۔

(قصیدۃ النعمان مع شرح رحمۃ الرحمن مطبوعہ مجتہبی، دہلی ص ۱۵ سطر اوپر)

نوٹ ہے:۔ دیوبندی علماء کا انگریز ساختہ مذہب یہ ہے کہ جو شخص ایمان سے غیر اللہ کو پکارے اور غیر اللہ سے مدد مانگے اور انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محتاجی ظاہر کرے وہ مشرک اور کافر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بچارے سنیوں پر کفر بازی ہوتی ہے۔ تو دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی مشرک ہی تھے، کیونکہ دیوبندی تعزیرات کی دفعہ نمبر ۱۲ کفر و دفعہ نمبر ۳ بدعت کے تو امام اعظم بریلویوں سے بھی زیادہ مجرم ٹھہرے، کیونکہ دیوبندی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی بھی چیز کا مالک نہیں مانتے اور آپ کو مالک و مختار کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ دیکھو دیوبندیوں کی تقویت الایمان میں ہے:

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ الخ۔ جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویت الایمان ص ۲، سطر ۲ و ۳)

اور امام صاحب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جان و مال ہر چیز کا مالک کہہ رہے ہیں اور غیر اللہ کو بھی پکار رہے ہیں اور شفاعت کے لیے غیر اللہ سے امداد بھی مانگ رہے ہیں تو دیوبندی فتوے سے آپ پر کئی ترکہ کفر کے فتوے لگے۔

مسلمانوں! انصاف کرو۔ کہ یہ دیوبندی حنفی ہیں۔ یہ امام صاحب کو کافر کہنے والے ہیں اور خفیوں کے پکے دشمن ہیں۔

امام احمد ملا علی قاری شارح فقہ اکبر بھی دیوبندی مولویوں کے فتوے کفر کی زد میں
ملا علی قاری بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فان لم یکن فی البیت احداً فلیقل السلام
کو بہ جگہ حاضر ناظر یقین کرتے تھے علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لانت

س و حہ علیہ السلام حاضرتہ فی بیوت اہل الاسلام۔

(شرح الشفاء مصنف ملا علی قاری بر حاشیہ نسیم الریاض مطبوعہ مصر ۳ ص ۲۶۴، سطر ۲۸)

یعنی جب آپ کسی گھر میں داخل ہوں اور گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کرو کیونکہ تمام مسلمانوں کے گھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک حاضر ناظر ہے۔

جناب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی محشی ہدایہ صاحب تصانیف کثیرہ بھی
دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زرد مسید

مولوی عبدالحی صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر یقین کرتے تھے

مولوی صاحب التحیات کے سلام کے متعلق فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

قال والدی العلام واستاذی القمقام ادخلہ اللہ فی دار السلام فی رسالتہ نور

الایمان بزیارۃ آثار جیب الرحمن السرفی خطاب التشہد ان الحقیقۃ المحمدیۃ کانہا

ساریۃ فی عل موجود و حاضرتہ فی باطن کل عبد وانکشاف هذه الحالة علی الوجه الاقم

فی حالة الصلوٰۃ فحصل محل الخطاب وقال بعض اهل المعرفة ان العبد لما تشرف بتذللہ

فکانہ اذن فی الدخول فی الحرم الہی ونور بصیرتہ ووجد الجیب حاضرًا فی حرم

الجیب فاقبل وقال السلام علیک ایہا النبی، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(السعیۃ شرح الوقایہ مولوی عبدالحی ص ۲۷۸ و نور الایمان مولانا عبد العظیم)

یعنی التحیات کے خطاب و سلام السلام علیک ایہا النبی میں رازیہ ہے کہ حقیقت محمدیہ موجود

میں ساری ہے اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر ناظر ہے اور نماز میں یہ حالت مکمل ہو جاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاصل ہو جاتا ہے اور بعض اولیائے کرام نے فرمایا کہ جب بندہ حرم الہی میں داخل ہو جاتا ہے تو ہر جگہ حرم

جیب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر پاتا ہے تو متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے السلام

علیک ایہا النبی۔

(دیوبندیت فنا۔ مولوی عبدالحی صاحب نے تو دیوبندیوں و ہابیوں کا بیڑا ہی غرق کر دیا۔)

امام اہل معرفت حضرت امام غزالی بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

امام غزالی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جانتے تھے

احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الحکریم وقتل

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جان اور عرض کر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
(راجیاء العلوم امام غزالی ج اول فصل سوم باب چہارم)

پیشوائے عظیم اولیائے کرام سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

رحمہم اللہ بھی

دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت شیخ شہاب الدین بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جانتے تھے

پس باید کہ بندہ پہچناں کہ حق سبحانہ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقع و مطلع
بیند، رسول علیہ السلام را نیز ظاہر و باطن حاضر داند۔

(مصابہ الہدایت ترجمہ عوارف المعارف ص ۱۶۵)

پیشوائے عظیم سلسلہ نقشبندیہ قطب بانی حضرت میاں شیر محمد ثرقوری بھی

دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی زد میں

حضرت قبلہ میاں صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر یقین کرتے تھے

ایک مرتبہ صاحب مظلہ العالی نے حضرت قبلہ میاں صاحب سے دریافت کیا کہ ایک رسالہ میں

لکھا ہے کہ یا رسول اللہ کنا جائز ہے تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر

ناظر ہیں اور یا رسول اللہ کتنا جائز ہے۔ (مجموعہ شریعتی مسائل ص ۲۷۷)

نوٹ ہے :- معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ حاضر ناظر فرماتے تھے، مگر دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشرکہ کر حضور کے حاضر ناظر ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

پیشوائے سلسلہ عالیہ حشیدیہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی بھی دیوبندی مولویوں

کے فتوائے کفر کے زعم میں

حضرت اعلیٰ تونسوی علیہ الرحمۃ اپنے پیر مرشد حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کو ہر جگہ حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے

والسّم کہ قبلہ عالم رضی اللہ عنہ ظاہر و باطن مشاہد احوال با است

(انتخاب مناقب سلیمانہ ص ۴۷، سطر ۲)

پیر مریدان را چہ جائے نزدیک است بلکہ بمشرق و مغرب ہر جایکہ باشند در نظر باطن ملحوظہ داشتہ باشند و مددے فرمایند گویا جہان در ضمیر روشن اواز عرش تا تحت الارض مثل دانہ خردل نمودار آمدہ باشد، چونکہ ضمیر آفتاب نظر قبلہ عالم (خواجہ نور محمد) رضی اللہ عنہ بہر حال مشاہدہ احوال مابدا من گزشتگان مدد فرمائے اولی اعلیٰ خلایق در ماندگی است۔

(انتخاب مناقب سلیمانہ ص ۵، سطر ۳ و غیرہ)

نوٹ ہے :- یہ سے خاصان حق کا عقیدہ کہ محبوبان خدا نظر باطن سے ہر جگہ موجود ہوتے ہیں اور اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ اعلیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تو حضور کو حاضر ناظر بھی فرما رہے ہیں اور اپنے شیخ سے مدد بھی طلب فرما رہے ہیں اور دیوبندی کے تمام علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر مانے یا آپ سے مدد چاہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے تو معاذ اللہ دیوبندیوں نے حضرت اعلیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کافر قرار دے دیا۔ ہمارے بعض بھولے بھالے حضرات دیوبندیوں کی فریب کاری سے واقف نہیں ہیں اور جب کوئی دیوبندی مولوی نقیہ بر کے صرف عوام میں اپنا وقار بنانے اور اپنے دیوبندی مشن کو چالو کرنے کے لیے ان حضرات کی چاپلوسی کر دیتا ہے تو بس اسے پورا صوفی خیال کر کے اس کے گردیدہ ہو جاتے ہیں مگر یاد رہے کہ دشمن ہمیشہ شکر کھلا کر مارتا ہے یہ دیوبندی ہمارے بزرگان کے پاس تو صوفی بن کر اپنا وقار بنا لیتے ہیں اور پھر عوام میں جا کر اپنے کو صوفیہ کا معتقد ظاہر کر کے صوفیائے کرام کے ہی عقائد کو کفر و شرک و بدعت کہہ کر لوگوں کو دیوبندی بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان فاپک لوگوں سے سنی صوفی حضرات کو دور رکھے۔

محدث اعظم ہند حضرت شیخ عبدالحق محد دہلوی بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں
 حضرت شیخ صاحب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت
 حاضر ناظر و مطالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی است۔
 (المکاتیب والرسائل بر حاشیہ اخبار الاخبار ہر دو تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محد دہلوی مطبوعہ مجتہبان ص ۵۵ سطر
 نوٹ ہے :- کیوں جناب دیوبندی صاحبان؟ کیا حضرت شیخ صاحب بھی معاذ اللہ کافر تھے۔ یا حاضر ناظر کا ٹھکانہ
 رکھنے والوں کو کافر کہنے والے ہی خود کافر ہیں۔

تمام اُمتِ محمدیہ دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

تمام اُمتِ محمدیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتی ہے

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است ایک کس را دریں مسئلہ خلافتِ نبوت
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر
 و ناظر الخ۔ (المکاتیب والرسائل مذکورہ ص ۵۵ سطر ۱)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے آج تک اُمتِ محمدیہ کے کسی بھی مسلمان کو اس عقیدہ سے
 اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام ہر جگہ حاضر ناظر ہیں معلوم ہوا کہ دیوبندی مولوی اُمتِ محمدیہ اور مسلمانوں میں شامل
 نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تو اس عقیدہ کے سخت خلاف ہیں۔ بلکہ اس کو کفر کہتے ہیں تو دیوبندی ہی منکر ثابت ہوئے۔
 ایسے بے شمار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر چند نمونے حاضر کر کے اہل اسلام کی خدمت میں عرض
 ہے کہ دیوبندی مولویوں کا فتوائے آپ پہلے ملاحظہ کر چکے ہیں جس کی زد سے یہ حضرات کافر
 ٹھہرتے ہیں (معاذ اللہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر ماننے والے اور انبیائے کرام (علیہ السلام) و اولیاء عظام (رحمہم اللہ) سے امداد مانگنے والے ان تمام مذکورہ بالا محبوبین بارگاہ الہی پر دیوبندیوں کا کھلا فتویٰ کفر۔
 نفوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھنے والے یہ تمام اولیائے کافرتھے۔ (دیوبندیوں کے شیخ القرآن سے مولوی غلام خان سے دیوبندی کے کاواضح فتویٰ کے)
 یا کسی پر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ (الی قولہ) اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔

(جواہر القرآن مصنفہ غلام خان ص ۶، سطر ۱۰)

۲۔ بنی کو جو حاضر ناظر کہے۔ بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔

(جواہر القرآن شیخ دیوبندیہ غلام خان ص ۶، سطر ۱۰)

۳۔ جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن ص ۷، سطر ۲۰)

۴۔ ایسے عقائد والے لوگ کپے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

(جواہر القرآن ص ۷، سطر ۲)

نوٹ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تمام امت محمدیہ اور جمیع مشائخ اولیاء اللہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تبع تابعین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ حاجات میں پکارتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے تھے وہ تمام دیوبندی علماء کے نزدیک کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے تو چونکہ تمام مسلمان مشائخ اہل اللہ کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر میں سوائے چند دیوبندی مکفرین کے کوئی بھی مسلمان نہ رہا اور تمام بزرگان اسلام کو دیوبندیوں نے کافر و مشرک قرار دیا۔ (نفوذ باللہ علی العظیم)

مختلف مقامات میں مختلف لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاگتے ہوئے زیارت کی

بخاری و مسلم کی صحیح حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں سرآفی فی المنام فسیدانی فی البقعة جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ قریب ہی جاگتے ہوئے میری زیارت کرے گا۔ یہ زیارت ہر خوش بخت زائر کے لیے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں علی الاعلان ثبوت دے رہی ہے کہ

حضور ساری کائنات میں حاضر ناظر ہیں ورنہ یہاں حدیث کا انکار کرنا پڑے گا یا جس وقت حضور تشریف لے چاکر دوسرے شہروں میں زیارت کرائیں گے تو روضہ پاک کو حضور سے خالی ماننا پڑے گا۔ حالانکہ دونوں باتیں صحیح نہیں تو فردا ہی ماننا پڑے گا کہ ایک ہی ذات پاک بیک وقت روضہ انور میں بھی موجود ہے اور دنیا کے مختلف علاقوں میں بھی موجود ہے۔ بعض لوگوں نے اسے مشکل سمجھ کر اس حدیث پاک کی کمزوری سے اصل تاویلیں کی تھیں۔ مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی ان سب کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:-

و الصواب ما قدمناه في رؤيته عليه الصلوة والسلام التعميم على اى حالة من الحالات
پھر فرماتے ہیں کہ:-

قد ذكر عن السلف والخلف الى هلم جراً عن جماعة كانوا يصدقون بهذا الحديث
يعني من راى في المنام فسيراني في اليقظة - انهم راوه صلى الله عليه وسلم في النوم
فراوه بعد ذلك في اليقظة وسأله عن اشياء الخ-

یعنی بہت سے بزرگوں نے حضور کی زیارت خواب میں کی۔ پھر جگتے ہوئے زیارت سے مشرف ہوئے
اس کے بعد امام قسطلانی نے التہذیب کے کرام کے اقوال ذکر فرمائے جنہیں بروقت یا گاہے گاہے سرور دو عالم علیہ
الصلوة والسلام کی جاگتے ہوئے زیارات ہوئیں۔ دیکھو مواہب لدنیہ و زرقانی ج ۵ ص ۲۹۹ اور امام جلال الدین سیوطی
نے اس مسئلہ حاضر ناظر اور زیارت در بیداری اور مختلف مقامات میں بیک وقت جلوہ فرما ہونے کے مسئلہ پر
مستقل رسالہ تنویر الحکم فی زیارة النبی والملک تالیف فرمایا ہے ص ۳۲ میں فرماتے ہیں:-

ولقد احزن من سئل كيف يرد النبي صلى الله عليه وسلم من يسله عليه في مشارق

الارض ومغاربها في أن واحد فانشد قول أبي الطيب

عالمشمر في وسط السماء ونورها

يلغى البلاد مشارقا ومغاربها

یعنی حضور ساری کائنات میں اس طرح جلوہ گر ہیں جس طرح سورج آسمان میں جلوہ گر ہے اور سب دنیا
میں اس کی شعاعیں موجود ہیں۔

خود دیوبندیوں نے حضور کا حاضر ناظر ہونا تسلیم کر لیا | بزرگ مولوی حسین احمد گاندھوی صدر دیوبند کے
خصائص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

خصوصیت ۳:- بیداری میں حضور پاک کی زیارت ۱:- آخری رمضان جو بانس کنڈی میں گزرا اور

جس میں تقریباً پانچ علماء و صلحاء مشرف رفاقت سے بہرہ ور رہے اس مبارک اجتماع کے خوش نصیب شہکار کے متعلق اخبارات میں شائع ہو چکا ہے کہ متعدد حضرات نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا اور شرف زیارت سے مشرف ہوئے۔

ہیثیلاً باب النعیم نعيمہا

واضح رہے کہ محققین کے نزدیک وصال کے بعد بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن اور واقع ہے۔ فیض الباری ج ۱ ص ۲۴۲ میں الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ الاکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ روایت صلی اللہ علیہ وسلم یکن عندی یقظۃ الی قولہ فالروایت یقظۃ تحققۃ و انکار ما جہل و راہ الشعرانی و قدر علیہ البخاری فی ثمانیۃ رفقة اور علامہ سیوطی کے متعلق ج ۲ ص ۳۶۶ میں لکھا ہے کہ انہ نماہ النبی اثنی وعشرین مرۃ فی الیقظۃ

(رسالہ خدام الدین لاہور ص ۱۶ کالم نمبر ۲۲ ستمبر ۱۹۵۸ء)

نوٹ ہے:- یہ عبارت خود دیوبندیوں کی ہے جس میں خوب ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی حسین احمد کے ساتھیوں نے ہندوستان کے شہر بانس کنڈی میں حضور کی جاگتے ہوئے زیارت کی اور انور شاہ نے کہا کہ امام شعرانی نے جاگتے ہوئے زیارت کی اور اپنے دوسرے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر حضور سے کتاب بخاری شریف پڑھی اور امام سیوطی نے بائیس مرتبہ جاگتے ہوئے حضور کی زیارت کی اور لکھا کہ جو جاگتے ہوئے حضور کی زیارت کا منکر ہو وہ جاہل ہے۔ اب ہم تمام دیوبندیوں کو چیلنج کر کے پوچھتے ہیں کہ جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بانس کنڈی میں تشریف فرما نظر آئے اس وقت آپ سے آپ کا روضہ شریف خالی ہو گیا تھا یا وہاں بھی موجود اور یہاں بھی موجود۔ اگر روضہ خالی ہو گیا تو فرشتے اور انجمن کس کو سلام عرض کرتے رہے اور اگر بیک وقت آپ ہر جگہ موجود تو بتاؤ کہ پھر حاضر ناظر کے اور کون سے معنی ہیں۔ یہی تو اہل سنت و جماعت ہمیشہ اعلان کرتے رہے اور تم منکر رہے۔ اب کیوں مان لیا گیا یا کیا کہو گے کہ انور شاہ اور احمد علی لاہوری سب مشرک کافر بدعتی ہو گئے تھے۔ اگر حاضر ناظر کے لفظ سے چڑ ہے تو ہم ہر جگہ موجود کہہ دو اور اگر ہر صورت یہ ماننا کفر ہے جس طرح تمہارے اکابر کہہ چکے ہیں تو انور شاہ اور احمد علی کے کافر بلکہ دیوبند کا سارے کا آدے کا آدہ ہی کافر کیونکہ مولوی رشید احمد گٹوہی تو پیر کی روح کو بھی حاضر مان چکا ہے۔ دیکھو اس کی امداد السلوک ص ۹ اور تھانوی جی نے تو محمد قاسم نانوتوی کے متعلق بھی لکھ دیا ہے کہ وہ بعد از موت ایک شخص کو جسد عنصری کے ساتھ ملے (ارواح ثلاثہ ص ۲۶) اور کہا ہے کہ ان کی روح نے جسد عنصری حاصل کر لیا تھا۔ طلب دریافت یہ ہے کہ روح ہر جگہ موجود تھی یا قبر یا برزخ سے بھاگ کر یہاں آگئی تھی ہر حال انہیں اس کی روح حاضر مانے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔

خود دیوبندی فتوے سے سب دیوبندی کافر ہوتے ہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور دیوبندی فتوے سے کہ

بنی کو جو حاضر ناظر کہے
بلا شک شرع اس کو کافر کہے

(جواہر القرآن مصنف مولوی غلام خان ص ۱)

تو دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ شیخ عبدالحق صاحب معاذ اللہ کافر ٹھہرے اور مولوی اشرف علی تھانوی نے حضرت شیخ صاحب کو صاحب حضوری ولی اللہ مانا ہے دیکھو تھانوی کتاب ہے۔

روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوئی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔ الخ

(افاضات ایومیہ ج ۲ ص ۶ و ج ۳ ص ۲۳۶)

اور جو کافر کو مؤمن یا ولی اللہ کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے لہذا تھانوی جی بھی کافر ہو گئے اور چونکہ دیوبندی تھانوی جی کو بزرگ مانتے ہیں لہذا اس کافر کو بزرگ ماننے کی وجہ سے سب دیوبندی کافر ہوں گے یہ ہے غلط فتوؤں کا نتیجہ کہ غلام خاں نے ساری امت دیوبندیہ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔

ڈاکٹر اقبال بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زد میں

ڈاکٹر صاحب بھی حضور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھتے تھے !

با خدا در پردہ گویم باتو گویم آشکار	یا رسول اللہ ادپناں دلو پیدا ئے من
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ	ذرہ رنگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
ہو نہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو	چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ہو ساقی پھر مے بھی نہ ہو ختم بھی نہ ہو	بزم توحید بھی دنیا بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے	نبض ہستی پیش آمادہ اسی نام سے ہے

دشت میں دامن کھسار میں میدان میں ہے
چین کے شہر مراقش کے بیابان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
بحر میں موج کے آنکش میں طوفان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
رخت شان و رفعت لک ذکر ک دیکھے

تیرہ تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوہ بے حجاب سے
(اقبال اور عشق رسول)

حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام کے علم غیب کے متعلق ڈاکٹر اقبال کا فرمان

اند کے اندر جہاں دلے نگر
جشم تو بیدار باشد یا بخواب
ہرچہ در غمب است آید و برو
تا شوی از نور دل روشن ضمیر
دل بہ سینہ بے شعاع آفتاب
پیش زان کز دل بروید آرزو

(ہاویڈنامہ)

مزید دیوبندیوں کی طرف سے علامہ اقبال پر بولہب و جہل ہونے کا فتوے

تقسیم ملک سے پہلے گاندھی کے کرایے پر دیوبندی مولوی فروخت ہو چکے تھے اور پاکستان کے خلاف دھواں دار تقریریں ہو رہی تھیں۔ چنانچہ انہیں ایام میں مولوی حسین احمد دیوبندی گاندھی کے ایک تقریر میں کہا کہ:-

”موجودہ زمانہ میں قومیں مذہب اور رنگت سے نہیں بنتیں بلکہ اوطان سے بنتی ہیں۔“

حسین احمد کی یہ تقریر اخباروں میں اس طرح چھپی:-

”آج قومیں مذہب اور رنگت سے نہیں بنتیں بلکہ دیش اور ملک سے بنتی ہیں۔“

(روزنامہ تیج دہلی، ۱۰ جنوری ۱۹۴۷ء)

ظاہر ہے کہ پاکستان کا مطالبہ مذہب کے لحاظ سے مسلم قومیت کا مطالبہ تھا۔ گو ان ایام میں ڈاکٹر اقبال صاحب علالت میں تھے مگر انہوں نے فوراً حسین احمد کے غلط نظریہ کی تردید کی اور پاکستان کے سچے مطالبہ میں ایک واضح میان شائع کرایا اور ایک رباعی لکھی جس کے تین شعر یہ ہیں:-

نجم ہنوز نہ داند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد این بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ دوست
گر باوند رسیدی تمام بولہبی است

ڈاکٹر صاحب کا بیان شائع ہوتے ہی دیوبندی بڑے اچھے کودے "متحدہ قومیت اور اسلام" نامی کتاب حسین احمد نے لکھ ماری اور ڈاکٹر صاحب پر بوجھل اور بولہب ہونے کا فتوے شروع ہوئے۔ چنانچہ دیوبندیوں نے شعروں میں ڈاکٹر صاحب پر جو دشنام طرازی اور سب و شتم کیا۔ اس کے منوں نے ملاحظہ ہوں۔
مولوی حسین احمد کے حواری اصیل الحسینی انصاری نے لکھا کہ:-

حکیم مشرق و در دام سوجیاں افتاد
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بولہبی است
حدیث دامن یزدان و چاک را چہ لقب
چو امثال محمد عیار بولہبی است
مقام خویش نہ داند و طعنہا بہ خطیب
ادب نگاہ نہ دارد ایں چہ بے خردی است
بزرگوارہ کے زند مال فکر قواسے
اثر گذاشتہ ہائے مہاجر مدنی است

(علی گڑھ میگزین اقبال فروری ۱۹۳۲ء ص ۱۶۳)

دیکھئے: دیوبندیوں نے ڈاکٹر صاحب کو "در دام سوجیاں" کہہ کر برطانیہ پرست بنا دیا اور حسین احمد کو "امثال محمد" اور عدم صاحب کو "عیار بولہبی" سے تشبیہ دی اور ایں چہ بے خردی کہہ کر ڈاکٹر صاحب کو بے عقل و احمق ثابت کیا۔ بلکہ آپ کو صرف ایک خوال کہہ کر گاندھی کی نمک حلائی کی۔

مولوی حسین احمد کے ایک اور دیوبندی چلی شکتی سبزواری ڈاکٹر صاحب پر یوں برسے:-

چوں با خبر نہ از اسرار ملت بیضا
ترا سد کہ شناسی محمد عربی
تنگفت نیست گر شاعر نے داند
مقام مطلبی از مقام بولہبی
ہر آنکہ نقش کر لفظ و غافل از معنی
زبان طعن کشاید چرا بہ بے ادبی

(علی گڑھ میگزین اقبال فروری ۱۹۳۲ء ص ۱۶۳)

دیکھئے اس شوکت نے تو ڈاکٹر صاحب کو بے ادب کہہ ڈالا۔ اب دیوبندیوں کے فرقہ کے ایک اور ظالم اقبال سیل دیوبندی کا ڈاکٹر صاحب پر حملہ ملاحظہ ہوا:-

نظر نہ بودن و با دیدہ ورامت دون
دوگونہ شیوہ بوجھل است و بولہبی است
رموز حکمت ایمان ز فلسفی جستن
تلاش لذت عرفان نہ بادہ عینی است
خوشی از سخن نامزرا گزیدہ تر است
کہ ہرزہ لاف زدن خیرگی ہے ادبی است

دیوبندیوں کی کفر بازی

دیوبندیوں کی کفر بازی

دیوبندیوں کی کفر بازی

دیوبندیوں کی کفر بازی

حضرت مشائخ کرام کی اولاد اور سجادہ نشینوں کی خدمت عالی میں مودت و اتحاد

آج کل زمانہ بڑا نازک ہے اور جب کہ اہل اسلام دیوبندی مولویوں سے متنفر ہو رہے ہیں اور عامہ مسلمین دیوبندیوں کے جھوٹے مذہب سے خبردار ہو کر بیزار ہو رہے ہیں تو اب دیوبندی مولویوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کا رخ ہمارے بزرگان کے نیک دل اور سلیم الطبع بھولے بھالے سجادہ نشین حضرات کی طرف پھیر دیا ہے اور اپنی انتہائی منافقانہ تقیہ بازی استعمال کر کے ہمارے مخلص حضرات کو دیوبندیوں کا گردیدہ کرنے کی کوشش چالو کر دی ہوئی ہے۔ مگر ہمارے حضرات کو دیوبندیوں کے مذکورہ بالا فتوے ملاحظہ فرما کر خدا کے واسطے غور کرنا چاہیے کہ یہ دیوبندی تو آپ کے اور ہمارے اکابرین مشائخ کرام کے اعتقادات کو کفر بتائیں اور انہیں مشرک بدعتی کافر کہیں اور ہم ان زہریلے سانپوں کو گود میں پالیں۔ ہمارے حضرات کو اپنے اکابرین کے معتقادات کی حفاظت کرنا چاہیے اور دیوبندی تقیہ سے خبردار رہنا چاہیے۔

دیوبندی مولویوں کا ایک کامیاب دھوکہ

جہاں کہیں دیوبندی کا پول کھل جاتا ہے اور ہمارے سنی حضرات کسی دیوبندی کے سامنے اُن کے ایسے گندے عقائد اور اہل اسلام پر دیوبندیوں کے فتوے ظاہر کر دیتے ہیں۔ تو دیوبندی مولوی اپنے جان بچانے کے لیے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ میں تو ایسا عقیدہ نہیں رکھتا اور اس کے استن سے تقیہ پر ہمارے بعض حضرات مطمئن ہو جاتے ہیں اور دیوبندیوں کو سینوں میں رہ کر ان کی اولاد اور بھولے بھالے لوگوں کو بدعتیہ بنانے کا موقع مل جاتا ہے مگر خیال فرمانا چاہیے کہ ہمارے زہریلے سانپوں کو گود میں پالیں۔ ہمارے حضرات کو اپنے اکابرین کے معتقادات کی حفاظت کرنا چاہیے اور دیوبندی تقیہ سے خبردار رہنا چاہیے۔

ایک ہے اور یہ لوگ ایک ہی لڑی میں منسلک ہیں۔ یہ کبھی بھی نہیں ہوا کہ ایک ہی مذہب کے ہر مولوی کا عقیدہ علیحدہ ہو۔ آج کل کے تمام دیوبندی سابقہ مولویوں کے مذہب پر ہیں اور ان کے ہر فتوے پر ان کا مکمل ایمان ہے۔ اور یہ دھوکہ دے کر اپنی جان بچاتے ہیں۔ اگر آپ کو امتحان مقصود ہے تو آپ کسی دیوبندی مولوی سے کیسے کہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خیر محمد جالندھری اور غلام خان نے جو حاضر ناظر سمجھے والوں کو کافر اور مشرک کہا ہے حالانکہ یہ فتوے انہوں نے تمام اہل اسلام پر لگایا ہے تو تم ان دیوبندیوں کو گمراہ سمجھتے ہو۔ جنہوں نے صحابہ کرام اور اولیائے عظام کو مشرک کا فرمایا ہے تو دیوبندی مولوی اپنے مولویوں کو کبھی گمراہ نہ کہے گا۔ بس یہی اس کی سبب بڑی دلیل ہے کہ یہ سب کچھ نفاق و تقیہ بازی ہے۔

مسلمانو! انصاف کرو اور ان بدعقیدہ مولویوں سے بچو!

وغیرہ وغیرہ (اشغل تکفیر)

مولوی خیر محمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خدا داد علم غیب ماحکان و ما یكون اور آپ کو حاضر ناظر ماننے والوں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام سے مدد مانگنے والوں کو مطلقاً کافر و بے ایمان بتاتے ہوئے ساتھ ہی وغیرہ وغیرہ کی طرف بھی ایک پراسرار اشارہ کیا ہے۔ یعنی صرف انہیں عقائد والے کافر نہیں بلکہ اب بھی بہتیرے کام ہیں جن کے کرنے والوں کو تمام دیوبندی مولوی کا فتناتے ہیں۔ اب وغیرہ وغیرہ کیا ہے۔ لیجئے دیوبندیوں کی معتبر کتابوں سے اس کی وضاحت بھی سن لیجئے کہ دیوبندیوں کے نزدیک کون کون محبوبان، بارگاہ الہی کافر و مشرک ہیں۔

سلطان العارفین امام العارفين خواجگان حضرت خواجہ نظام الدین

محبوب اولیاء بھی دیوبندیوں کے فتوائے کفر کی زرد میں

(حضرت) سلطان جی (خواجہ نظام الدین اولیاء) قوالی میں
سہ بار کھڑے ہوئے قاضی ضیاء الدین سنائی صاحب

معاذ اللہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بھی ایٹ بدعتی پیر تھے

بھٹکانا چاہتے تھے۔ مگر خود ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ بعضوں نے قاضی صاحب سے اس کا راز پوچھا فرمایا انوار و جلال دیکھ کر میں تو ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ ان بدعتی کے سامنے تھوڑا ہی کھڑا ہوا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۴۰۵ سطر ۶ وغیرہ)

نوٹ ۱۔ یہ جھوٹا قصہ صرف دیوبندیوں کا گھڑا ہوا اور دارالعلوم دیوبند کی موضوعات کا مفیدانہ فیض ہے اور دیوبندی مولوی خصوصاً تھانوی صاحب جھوٹ بولنے میں لاسنس یافتہ ہیں۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث (دیوبندیوں کا تصوف) اور اسی خود ساختہ قصے کو ہمیشہ دیوبندی مولوی اپنی تقریروں میں نہایت خوش ہو کر صرف اس لیے دہراتے ہیں تاکہ دیوبندیوں کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ایک بدعتی پیر تھے اور تھانوی صاحب نے آپ کو بدعتی صرف اس لئے کہا کہ یہ جھوٹ قاضی صاحب کے ذمے لگا کر اپنی بدعتی کا مظاہرہ کر لیا جائے۔ بہر حال اتنا ضرور معلوم ہوا کہ دیوبندی حضرت خواجہ صاحب کو بھی بدعتی کہتے ہیں۔ اب دوسرا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

اور دیوبندیوں کے نزدیک تمام بدعتی شیطان ہیں

اہل بدعت اور جملہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی مثال ایسی ہے، جیسے شیطان کی۔۔۔۔۔ مقابر پر جا کر ناک رگڑتے ہیں اور قبروں کی خاک اپنے منہ کو ملتے ہیں۔ الخ۔

(مزید المجید تھانوی ص ۴۲ سطر ۱۵ وغیرہ)

نوٹ ۲۔ جب کسی غیر اللہ کے سامنے ناک رگڑنا شیطان کا کام ہے تو پھر سب دیوبندی بھی شیطان ہیں۔ کیونکہ سب دیوبندیوں کو تھانوی صاحب نے دیوبندی بزرگوں کے سامنے ناک رگڑنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث۔ (دیوبندیوں کی اپنی پرپرستی)

بدعتی کافروں سے بھی بُرے ہیں | مدارات تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں تک کی فرمائی ہے وہ تو بدعتی ہی تھے۔۔۔۔۔ کافروں کی مدارات میں فتنہ ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۳ ص ۴۸ سطر ۱۸۱۱ وغیرہ)

نوٹ ۳۔ اب مسلمان اندازہ فرمائیں کہ دیوبندیوں نے حضرت خواجہ صاحب کو بدعتی کہا اور بدعتی شیطان اور کافرتباہ۔ تو ان تمام دیوبندیوں کے نزدیک حضرت خواجہ صاحب کیا ہوئے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ و سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے دو مقتدر پیشوا حضرت خواجہ شاہ سلیمان

تونسوی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہما اللہ تعالیٰ بھی

دیوبندی مولویوں کے فتوائے کفر کی نردمیں

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی پیر سے مدد مانگتے تھے | واحد اعتقاد اُن است کہ ہر چہ از خدا طلبیدہ

باشد اول از پر خود طلبید بعدہ از خدا تا مطلوب

ثبات حاصل شود چنانکہ یک مرتبہ میاں برائے زیارت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ از ورگ (ایک جگہ کا نام ہے) روانہ ہوا، شریف گردیدم، چون بر کنارہ دریا رسیدم کشتی موجود نہ بود۔ حیران شدیم و از حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ امداد طلبیدم، ناگاہ یک طفل بر کنارہ دریا ظاہر شد۔ نزد من آمد و مصحف مارا بر سر خود نہاد و گفت کہ دست خود بر کتف من بندہ کہ ترا از دریا عابر کنم۔ بچہاں کردم در نصف دریا از ایشان پرسیدم کہ اسم مبارک شما چیست؟ فرمود کہ اسم من بہل است، (یہ نام اول حضرت خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ کا ہے۔)

(انتخاب مناقب سلیمانہ ص ۸۳ از سطر ۷، ملحوظ حضرت شاہ سلیمان تونسوی)

حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری یا معین الدین چشتی پکارا کرتے تھے

حضرت قبلہ (میاں صاحب) یا خواجہ معین الدین الدین چشتی بطور ورد پڑھتے تھے۔ نیز حضرت قبلہ کرمانوالا

نے فرمایا کہ حضرت قبلہ (میاں صاحب) یا شیخ عبدالقادر شیا اللہ، یا معین الدین چشتی، یا بسا والدین نقشبند اور

یا شاہ مدار کا صبح و شام گھوماورد فرماتے تھے۔ (شیربانی ص ۲۹، سطر ۵)

دیوبندیوں کے نزدیک پیر سے مدد مانگنے اور یا معین الدین چشتی پڑھنے والا کافر اور مشرک ہے

مشرکین مکہ بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور آج کل کے مشرک تو ان

سے بڑے بڑھے ہوئے ہیں، ایسی، ایسی مصیبت کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکارتے ہیں۔ چنانچہ کوئی

کتاب ہے۔

بگڑا سب بلا افتاد کشتی

مدد کن یا معین الدین چشتی

اور کوئی بہارا کجی بیڑا دھک کھتا ہے۔

(جواہر القرآن مصنف غلام خان دیوبندی مذہب سہ ۵۹، سطر ۱۵)

(۲) مثلاً کسی پر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا (جواہر القرآن ص ۶، سطر ۱۰) تو یہ سب افعال اس پر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے (جواہر القرآن ص ۶ سطر آخر) غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے۔ (جواہر القرآن ص ۶، سطر ۱۶)

(۳) غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک و غیرہ ایسے غلط عقائد رکھنے والے شخص سے صحیح العقیدہ لڑکی صالح کا نکاح جائز نہیں۔ (فتاویٰ قلمی مولوی خیر محمد جالندھری، مہتمم مدرسہ نیر المدارس ملتان) یہ فتوے قلمی بندہ کے پاس موجود ہے)

(۴) یہ کفر شرک تو چھوٹی باتیں ہیں اور ان سے بڑی کون سی ہوں گی یعنی شرک کی ہر بات بڑی ہے۔

(رافعات ایومیہ قلمی ج ۲ ص ۱۴۲، سطر ۱۱)

(۴) (کفر و شرک) کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے ایسے ڈھکے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہوگا۔

حوالہ مذکور

(۵) جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن ص ۶، سطر آخر و غیرہ)

نوٹ: اب ناظرین کرام فیصلہ فرمائیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان تمام خاصان حق کا نکاح بھی ناجائز ہوا۔ اور معاذ اللہ ان کی اولادیں بھی حلال کی نہ ہوئیں اور معاذ اللہ تمام اولیاء اللہ مکہ کے مشرکوں سے بھی بڑھ کر مشرک ٹھہرے اور جو انہیں کافر نہ کہے، وہ بھی کافر ہوا۔

مسلمانو! کیا ہماری غیرت کچھ بھی نہ رہی کہ دیوبندی مولوی ہمارے بیٹوں کو تمام کفار سے بدتر کانکر ہیں اور ہم ان کو گود میں پالیں۔ (فالی اللہ المشتکی)

خود دیوبندی بھی اپنے پیروں سے غائبانہ دُیں مانگتے ہیں وہ خود بھی کافر ہونے

(۱) ایک دن امداد پیر کا ذکر مذکور تھا، حضرت نے فرمایا رام پور میں ایک شخص نے ادھر ادھر سے چندہ لے کر طور پر جمع کر کے مسجد بنائی تھی۔ مسجد تو بن گئی لیکن کنواں سار پر نہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اس شخص کو بڑا فکر تھا۔

ایک روز غنودگی سی آگئی تو دیکھا حضرت (حاجی صاحب) تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تسلی رکھو، ایک شخص آکر تیرا کام کر دے گا۔ الخ۔

(امداد الملتاق مخاوضی، ص ۱۴۲، سطر ۷ وغیرہ)

(۲) اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شائع امدادیہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۱۶، سطر ۱)

نوٹ ہے :- حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پرنور محمد صاحب سے امداد مانگ رہے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں صرف ان کی ہی مدد کا سہارا لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگی اور غیر اللہ کو غائبانہ حرفِ ندا (اے) سے پکارا گیا تو دیوبند کے فتوے سے حاجی صاحب مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔ یہ ہے دیوبندیوں کے سستے فتوؤں کا نتیجہ۔ بریلویوں کو بدعتی کافر، مشرک کہنے والوں اپنے مرشد کو اپنے ناپاک فتوؤں سے بچاؤ۔

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختارِ کل سمجھنے والے سب مسلمان کافر ہیں
بزرگوں کو مختارِ کل سمجھتے ہیں، جو عقیدے ہندوؤں کے تھے وہ مسلمانوں کے بھی ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ مخاوضی ج ۲ ص ۵۸، سطر ۱۶)

دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ ہلکے کتے تھے

مثنوی رومی دے وچ جامی شارح چک چلایا
ہکیں کتیاں والے چکوں رکھیں شرم خدایا

(شباز شریعت مصنف نور محمد دہلوی دیوبندی ص ۱۳، سطر ۹)

تمام پیرانِ عظام جمہور اہل سنت و جماعت دیوبندیوں کی کفر بازی کی دہیں

معاذ اللہ مولانا روم و مولانا جامی
کے ماننے والے سب کافر ہیں

جو جامی رومی دے چک چک ادا کافر شرمنہ کالے
(شباز ص ۱۳، سطر ۱۶)

کے دربار میں اس رنگ کا کتا رہتا تھا۔ میں اس رنگ کی وجہ سے اس کا ادب کر رہا ہوں۔ ان کم نختوں۔۔۔ کی بدبالی دیکھو، کہ بزرگان دین کی گدنی کو کھوتی اور مشائخ کرام کی اولاد کو گدھی نشین کہہ کر اپنی بے ادبانہ حکمت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ کیا نیک لوگوں کا یہ طریقہ ہے؟

معاذ اللہ مشائخ کے عرس کرنے والے اور عرسوں کو جائز سمجھنے والے مزاروں پر غلاف ڈالنے والے

سب کافر ہیں

سوال :- یا قبروں پر چادریں چڑھانا اور مدد بزرگوں سے مانگنا ہو۔ یا بدعتی مثل جواز عرس و سوئم دینہ ہو۔ اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟ الخ۔

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے۔ الخ۔

(فتاویٰ رشیدیہ گنگوہی ج ۲ ص ۱۴۲، سطر ۵ تا ۱۸)

قبروں پر مسجدیں اور مقبرے اور قبریں اونچی اونچی بنانا الی قولہ
نصارے کی طرح یہودیوں کی طرح۔

اونچی قبریں بنانے والے یہودی ہیں

(تقویۃ الایمان ص ۸۳، سطر ۲۱)

ان میں کوئی قادری کوئی سہروردی، کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے
الی قولہ، مسلمان رہو اور یہود و نصارے کی طرح کئی فرقے مت

بنو۔۔۔۔۔ روز قیامت کو رو سیاہ اٹھے گا۔ پھر اس پر

چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی

کھلانے والے یہودی ہیں

(تقویۃ الایمان ص ۱۱۶، سطر ۱۱)

عذاب ہوگا الخ۔

آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں۔

(افادات الیومیہ ج ۳ ص ۱۶ سطر ۱۶)

نقشبندی مشائخ کرام بدعتی ہیں

نوٹ :- گویا تمام مشائخ کرام کے سلسلوں کو بدنام کرنا اشرف علی کی ٹھیکیداری ہے۔
کوئی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعہ کہتا ہے۔ کوئی

یا علی، یا علی، یا سین، یا سین یا خواجہ جی یا بہت

تغریب اور عجز و نیاز سے ان وظیفوں کا اہتمام کرتے ہیں، (الی قولہ) جاہل مسلمانوں کو شرک و بدعت میں دسی

حال ہو گیا ہے جسے پہلے زمانے کے کافروں کا تھا۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹۹، سطر ۲ تا ۱۸)

نوٹ :- تمام اولیائے کرام یہ وظیفہ پڑھتے ہیں۔ جناب محمد امین صاحب شریعت پوری تحریر فرماتے ہیں کہ عزت

قبلہ (میاں صاحب شرفپوری) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ کا صبح و شام گونا گوارہ فرماتے تھے۔

(شیر بانہ ص ۲۹۷، سطر ۶)

تو معاذ اللہ دیوبندیوں کے نزدیک جمع خاصانِ حق اور حضرت قبلہ میاں صاحب شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی تھے۔

وظیفہ اور خاندانے اور گندے تعویذ اور اتارے اور حافراتیں

قبروں پر مراقبہ کرنے والے یہودی

اور عروس اور قبروں پر مراقبہ الی قولہ سابق میں بھی یہود اور نصاریٰ (تقوینۃ الایمان ص ۱۷۷ سطر ۱۷ تا ۱۸)

نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا۔

معاذ اللہ مشائخ کے ہاتھ چومنے والے اور دوزانوں بیٹھنے والے سب مشائخ کرام اور سب مسلمان لعنتی کافر

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا اس کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔

(جواہر القرآن مستغنیہ شیخ القرآن فرقہ دیوبندیہ ص ۱۹ سطر ۱۹)

جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن، ص ۲۰، سطر ۲۰)

نوٹ: حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو فاسند سا کتبہ الی سا کتبہ یعنی جبریل نے حضور کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور دوزانوں ہو کر بیٹھے اور امام بخاری فرماتے ہیں:-

حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابن عیینہ عن ابن جدد عن قال ثابت لانس امست النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدک قال نعم فقبلها۔ (ادب المفرد، ص ۱۴۴ سطر ۱۳)

یعنی حضرت ثابت نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مس کیا تھا؟ حضرت انس نے فرمایا کہ ہاں، تو حضرت ثابت نے حضرت انس کا ہاتھ چوم لیا۔

مسلمانو! غور کرو کہ دیوبندیوں کے فتوے سے یہ دونوں حضرات کیا ٹھہرے۔ نیز حضور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محابہ ام ابان کے دادا فرماتے ہیں:-

ان جدها الثامن بن عامر قال قد منا فقیل ذاک من رسول اللہ فاخذنا
بیدیه ورجلیہ فقبلہا (ادب المفرد، ص ۱۰، سطر ۱)
یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست
اقدس اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان اسلام کے ہاتھوں اور پاؤں
کو بوسہ دینا منکرات صحابہ کرام کا معمول تھا۔ تو ابھتو اُسے دیوبند کیا حضرت جبریل علیہ السلام اور یہ سب منکرات ایسے
ہی تھے۔

بدعتی پیروں سے لوگوں کو روکو! اور ان سے سویت توڑ کر تمھانوی سویت کراؤ
(دیوبندی کوششیں)

سو کوئی ایسا بات کرنا چاہیے جس سے وہ بدک بائے اور حکمت یہ بتلاتے ہیں کہ کبھی بدعتیوں کے
ہاتھ نہ جائیں۔ الخ۔ (افاضات ایومیہ تمھانوی ج ۳ ص ۱۴، سطر ۵)

(۱) میں نے، اس بیان میں موجود مرذوبہ کا بدعت ہونا قولاً وفعلاً
ثابت کیا ہے۔

میلاد شریف منانے والے بدعتی

(افاضات ایومیہ ج ۳ ص ۱۴، سطر ۱)

(۲) یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۵، سطر ۱)

(۳) انعقاد مجلس میلاد ہر سال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۵، سطر ۱)

(۴) سوال :- محفل میلاد میں جس میں ردایات سمیج پرسی جادیں اور لاف گزاف اور ردایات و عنوہ اور
کا ذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب :- ناجائز ہے، بسبب اور وجوہ کے۔ فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۵، سطر ۱)
نوٹ ہے :- دشمنان میلاد شریف دیوبندیوں کا یہ فتوے دشمنان اسلام انگریزوں اور ہندوؤں کی حکومت
میں تو خوب چلتا تھا۔ مگر اب پاکستان میں دیوبندیت کا پیرا عرق ہو گیا ہے۔ یوم میلاد البنی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیوبندی
ملاں مجلس مارے مارے پھرتے ہیں تو کیا دیوبندی بھی بدعتی ہوئے یا نہیں؟

مجھ سے کیا رہویں کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے
گہارہویں شریف منانے والے بدعتی

(افاضات ایومیہ ج ۳ ص ۱۴، سطر ۱)

گیا رہویں شریف منانے والے کافر | ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا، الی قولہ وہ شخص اس آیت کے بموجب
(تقویۃ الایمان ص ۸۶ سطر ۳ و نیزہ) مسلمان نہیں۔

نوٹ :- گیارہویں شریف تمام خاسان حق اور سرکارِ غوثیت سے مستفیض حضرات کا معمول ہے۔ خواجہ
خواجگان حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کا گیارہویں شریف کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو:-

گیارہویں شریف کے متعلق حضرت شاہ علی تونسوی کا ارشاد

شخصی از علماء از یازدہم کہ بنام پیر صاحب علیہ الرحمۃ مقرر است پرسید کہ آن چگونہ است در جواب فرمودند
کہ در کتاب سخاۃ الانبیاء اجرائے آن خود از رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آوردہ نیز از پیر صاحب علیہ الرحمۃ
آوردہ کہ اکثر یازدہم ہر ماہ می کردند، و بعضے آن را از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ کہ جناب پیر صاحب
ببازدہم ہر ماہ می کردند و اگر چه عرس در ماہ ربیع الاول مقرر است، اما او شاں بہ نیت عرس در ہر ماہ پیر سے موجود
از طعام و شیرینی و شیر ختم خواندہ صرف می فرمودند، پس بدین صورت باز است۔

(انتخاب مناقب سلیمان، ص ۱۳، سطر ۷ و نیزہ)

گیارہویں شریف کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ارشاد

روایت حضرت غوث الاعظم را کہ کافی گویند تا یازدہم بادشاہ و غیرہ کا برین شریح گشتہ بعد نماز عصر
کلام اللہ و قصائد مدحیہ و آنچه حضرت غوث در وقت سبہ حالات فرمودند و شوق انگیز اشعار بے مزہ میر نامزد
سے خواندہ الی قولہ، باد پیر سے از قبیل سابق خواندہ آنچه بتارے باشد از مثل طعام و شیرینی نیاز کردہ تقسیم
نمودہ نماز عشا خواندہ رخصت سے شوند۔

(ملفوظات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مطبوعہ مجتبیٰ، میرٹھ ص ۶۲)

تو دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی و ذریت دیوبندیہ کے فتوے سے معاذ اللہ تمام ادلیائے
کرام ایسے ہی تھے۔ (استغفر اللہ)

قیام فی المیلاد اور فاتحہ میں کیا فرق ہے ؟
(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۵۶۳، سطر ۴)

معاذ اللہ طعام پر فاتحہ پڑھنے والے بیوقوف

(افاضات اليوميه ج ٢ ص ١٢٣، سطر ١)

طعام یا مٹھائی پر ختم پڑھنے والے مسلمان ہندو ہیں

(امداد الفتاویٰ مصنف اشرف علی رحیم صفحہ ۵۵، سطر آخر)

طعام نخورده شود -

(۲) کھانے پر ختم پڑھنا اہل ہنود سے مشابہت ہے۔

رضم مر سوت الهند، مسددة مولوی خیر محمد و محمد علی جالندھری سطر ۱۱

تمام کتب و سیر میں اس کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا کہ بھڑمرو ج کھانے پر فاختہ کسی نے یہ دعو

طعام پر فاتحہ پڑھنے والے بدعتی و دوزخی ہیں

جو اس لیے بدعت و ضلالتہ (گمراہی) ہے کما فی الحدیث۔ ضلالتہ و ضلالتہ و
حل ضلالتہ فی الناس۔ فقط۔

رفقاؤمی دارالعلوم دیوبند ج ۲، ص ۹، سطر ۹،

نوٹ :- معلوم ہوا کہ جو طعام و شیرینی پر فاسخہ پڑھے وہ گمراہی کی بدعت کا مرتکب ہے اور واقعی

دوزخی ہے تو پھر :-

منڈی چشتیاں شریف کے دیوبندی مولوی بھی اپنا ایمان نبھالیں

مندھی چشتیاں شریف کا علاقہ ایک ہزار سال سے بھی زائد مدت سے اہل سنت و جماعت کی آماجگاہ ہے۔ مگر چند سالوں سے یہاں دیوبندیوں نے بھولے بھالے سنیوں کی سادگی سے فائدہ اٹھا کر اپنا مشن چالو کیا ہو ہے۔ چند سال تو ان کا راز فاش ہی نہ ہوا۔ مگر جب سنی علماء نے گیدڑ سے شیر کی کھال کھینچ ماری، تو دیوبندیت کے لیے اب سخت اُلجھن پیدا ہو گئی۔ چونکہ یہ خواجگانِ چشت اہل بہشت کا روحانی مرکز ہے۔ اور آٹھ صد سال کے قریب سے تیار شدہ پیشوائے عارفین سلطان التارکین حضرت تاج الدین سرور رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک اور دو سو سال کے قریب سے خواجہ خواجگانِ چشت اہل بہشت مرشدنا و مولانا حضرت قہر عالم خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ متعنا اللہ بفیوضاتہ و بکرمہ و منہ کا مزار مقدس رونق دہ ایمان خاس و عام ہے۔ اس لیے دیوبندی مولویوں کی یہاں دال نہیں گلتی۔ اب اگر وہ اپنا مذہب بحال رکھتے ہیں تو چندہ بند ہوتا ہے اور سنیوں پر دیوبندیوں کا راز فاش ہوتا ہے اور اگر مذہب چھوڑتے ہیں، تو دیوبندیت جاتی ہے، اس لیے یہاں انہوں نے دورنگی چال

شروع کی ہے کہ اگر کسی منکر کے پاس پہنچے تو وہاں میلاد و فاستح کو بدعت قرار دے کر دیوبندیت کو سنبھال لیا اور اگر کسی مال دار سنی کے ہاں پہنچے، کچھ طمع و لالچ ہوا، تو وہاں دیوبندیت پر تعزین کر کے سب کچھ کو گزرے۔ چنانچہ میلاد شریف منانے والوں اور طعام پر ختم پڑھنے والوں کو بدعتی اور دوزخی دہندہ ہونے کے دیوبندی فیصدہ کے مطابق تو خود ہم نے اپنی آنکھوں سے کسی دیوبندی مولویوں کو بدعتی و دوزخی بننے دیکھا۔ میلادوں میں شرکت ہوتی ہے اور ۲۹ رمضان ۱۳۴۲ھ کو جگیاں والی مسجد میں تو سنہ ۱۳۴۲ھ کو لڑوا اور ریشی دستار دیکھ کر ایک دیوبندی "قاری" صاحب کو وجد ہو گیا تھا اور خوب جھوم جھوم کر لڑوؤں پر ختم پڑھ کر بے چارے بدعتی بن رہے تھے۔ اور اس سے دوسری شب چکٹ میں جب اسی مولوی صاحب کو کچھ ملتا نظر نہ آیا تو ختم کے بدعت ہونے کی ڈگری کر دی گئی اور مورخہ ۲۹ صفر ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز پیر تو جناب مولوی صاحب پھر اپنی ہی مسجد میں ایک لڑکی کے قل خوانی کے سلسلے میں تو دیوبندیت کو صرف جلیبی کے ایک لٹافہ اور دو روپے کی نذر کر گزرے اور ۲۹ رمضان ۱۳۴۳ھ کو اسی جگیاں والی مسجد میں ہمارے سامنے ایک دوسرے دیوبندی مولوی صاحب "ظہور" بدعت سے مشرف ہو کر کل ضلالت فی الناس ہوئے یا نہ؟

انصاف کیجئے جب یہ کام بفتوائے دیوبند دوزخ میں پہنچاتے ہیں تو یہ حضرات کہاں پہنچے۔ اور اگر واقعی دیوبند کا یہ فتوے جھوٹا ہے۔ تو پھر محض اپنی چندہ اندوزی کی خاطر جمہور مسلمانوں کو بدعتی قرار دے کر علیحدہ پارٹی بنانا خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے اور جس طرح دیوبند کے اس فتوے پر لعنت بھیج چکے ہیں۔ دیوبند کے جھوٹے مذہب کو چھوڑ کر اہل سنت و جماعت اور یارے کرام و ائمہ احناف کے سچے مذہب میں شامل ہو جائیں۔ در نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرتک لگالیاں دینے والے ان کے اکابرین روز محشر انہیں خدا کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔

مسلمانو! غور کرو، کہ جب مسلمان ختم پڑھتے ہیں تو بدعتی و دوزخی دہندہ بنائے جاتے ہیں اور خود ہی دیکھ لو کہ مرکز دیوبند کے فیصدہ کے مطابق یہ مولوی صاحبان و الاشان بھی ہندو دوزخی بنے یا نہ؟ دوسروں کی باری بل کھڑی اور اپنی باری منڈا منڈا۔ سنی مولوی پیٹ پرست ہوئے یا دیوبندی؟ حرام سمجھنا اور پھر بے پردوں کے ہڑپ کر جانا یہ ہے پیٹ پرستی اور یہ ہے دارالعلوم دیوبند کا فیضان۔ کہ جس نے دیوبندیوں کو ہندو اور دوزخی بنا کر چھوڑا۔ دیکھئے۔

مذہب بدل رہا ہے ضرورت کے ساتھ ساتھ

شوال میں عید کے روز سیویاں پکانا اور بعد نماز عیدین کے بغلیگر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا الی قولہ، وہ شخص اس آیت کے مطابق مسلمان نہیں۔

(تقریبہ الایمان ص ۵۷، سطر ۶، ص ۵۸، سطر ۲۲)

عید کے دن سیویاں پکانے
دکھانے والے کافر

**قرآن مجید کے ختم کے وقت
لوگوں کو بلانا جائز**

مولانا احمد حسن صاحب امر دہلی نے ایک مرتبہ اپنے دوست کے ختم قرآن کا نشر کیا، سب کو بلایا، مگر مجھ کو نہ بلایا۔ میں اس لیے خوش ہوا کہ شاید رسم کے شبہ سے مجھ کو غور کرنا پڑتا۔

(انفانت ایرمید تھانوی ج ۲ ص ۱۵۱ سطر ۱)

نوٹ:۔ آج کل کے دیوبندی مولوی تو ختم قرآن مجید کے دن سب سے پیش پیش نظر آیا کرتے ہیں اور جھوم جھوم کر لڑوں پر فاستحہ پڑھ کر بدعتی بھی بنتے ہیں۔ اگر جناب کو یقین نہ ہو تو منڈی چشتیاں شریف میں جگیاں والی مسجد نور خہ ۲۹ رمضان ۱۳۶۲ھ اور پھر اسی مسجد میں ۱۳۶۳ھ کو ختم شریف کا واقعہ منڈی چشتیاں شریف کے عوام خواص سے دریافت کر لیجئے کہ کیا وہاں دیوبندیوں کے برادر مولویوں نے ختم شریف میں شرکت نہیں کی اور کیا انہوں نے طعام پر خود مست ہو کر خود ختم نہیں پڑھا۔ ؟ فاعبدوا یا اولی الابصار۔

قبروں پر حافظوں کو بچھانے والے اور قل خوانی و تیجہ دسواں عرس وغیرہ کرنے والے مسلمان کا فرہی

(۱) قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا اور تیجہ، دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی اور عرس مردوں کے کرنا اور اسقاط مردہ کرنا، حافظوں کو قبروں پر بٹھلانا، قبروں پر چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا۔ قبروں پر تار بچھنا جیسا کہ منڈی چشتیاں شریف کے دیوبندیوں کے مردہ مولوی کی قبر متصل عید گاہ پر لکھی ہوئی ہے، الی قولہ توصات جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں۔

(تقریر الایمان ص ۸۸، ملبورہ مرکز قلم دہلی)

**عید کے دن ایک دوسرے سے
ملاقات کرنے والے سب بدعتی**

عید کے دن معاقلہ کرنا بدعت ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۱، سطر ۱۲)

تیجہ دسواں کرنے والے سب بدعتی

تیجہ دسواں وغیرہ سب بدعت ضلالتہ ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۱، سطر ۱۳)

شرعی پر ختم پڑھنے والے بدعتی

فاستحہ کھانے یا شرعی پر پڑھنا بدعت ضلالتہ ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۵۱، سطر ۲)

بعد نماز مصافحہ کرنے والے بدعتی

یہ نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے۔

(انفانت ایرمید تھانوی ج ۲ ص ۱۵۱، سطر ۲)

جلے کرنے والے اور جھنڈیاں لگانے والے بدعتی
جلسہ و جلوس کا منعقد کرنا، مثلاً جھنڈے اور جھنڈیوں
کا ہونا بازاروں میں آواز ملا کر نعرہ لگانا۔۔۔۔۔
ایسے امورات جائز ہیں یا ناجائز؟۔

الجواب ہے۔ حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ صفحہ ۳۶، سطر ۶)

میلاد شریف منانا کرشن کے
سانگ سے بھی بدتر ہے۔
ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل بنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال
کرتے ہیں۔

(برائین قاطعہ امام دیوبند صفحہ ۱۴۸، سطر ۱)

میلاد منانے والے کافروں سے بھی بُرے ہیں | بلکہ یہ لوگ اس قوم (کفار سے بھی بُرے سمجھے۔

(برائین قاطعہ امام دیوبند صفحہ ۱۴۹، سطر ۱۶)

یوم عید میلاد شریف منانے والے بدعتی
(۱) دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کرنا کیسا ہے۔ میں نے
جواب میں لکھ دیا کہ کیا خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر پائی

جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو بدعت کے لفظ سے لوگ گھبراتے ہیں۔ اب اس سے جواب
بھی ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ صفحہ ۵۳۶، سطر ۱)

(۲) انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۵، سطر ۴)

(۳) یہ مجلس بدعت ضلالتہ گمراہی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۴۵، سطر ۷)

کسی چیز کو بدعت یا سنت بنانا دیوبندیوں و ہابیوں کی مرضی پر موقوف ہے
جسے چاہا بدعت کہہ دیا۔ جسے چاہا سنت کہہ دیا کوئی معیار ہی نہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۵ صفحہ ۳۲، سطر ۶)

نوٹ ہے۔ یہ تو ہے دیوبندی مذہب، اب آج کل کے چندہ پرست دیوبندی مولویوں کا اتفاق تو
دیکھو کہ اپنی گندگی پر پردہ ڈالنے کے لیے خود بھی بدعتی بن رہے ہیں اور لوگوں کو بھی بدعتی کہہ رہے ہیں۔ جب
مجلس میلاد ہر حال ناجائز ہے تو پھر دیوبندیوں کو پاکستان سے کو تاج کر جانا چاہیے کیونکہ یہ تو مسیلا دیوبندوں کا
ملک ہے۔

خود وہابی اور دیوبندی بھی بدعتی ہیں

آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہو گا کہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پاس مسلمانوں کو بدنام کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ لفظ بدعت ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ دیوبندی وہابی خود بھی از حد بدعتیں کرتے ہیں اور وہ بفتوئے خود مسلمانوں سے بھی زیادہ بدعتی ہیں مگر فرق صرف اتنا ہے کہ اپنی باری منہ مندا اور مسلمانوں کی باری بل کھڑی، خود وہابیوں اور دیوبندیوں کی زبان ان کے بدعتی ہونے کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

مٹھانوی صاحب بدعتی ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا دیکھ کر گئے تھے۔ لکھا کہ مٹھا، انضباط اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ خیر العتدوں میں نہیں پایا جاتا۔ (افاضات ایومیہ مٹھانوی ج ۲ ص ۵۱ سطر ۱)

مٹھانوی صاحب کے ماموں صاحب بدعتی ماموں صاحب میں یہ بات خاص تھی کہ تارک الدنیا سے ان کو عشق کا درجہ ہوتا تھا۔ یہ اس وقت کے بدعتیوں کی حالت تھی۔ (افاضات ایومیہ مٹھانوی ج ۲ ص ۵۱ سطر ۲)

ختہ کی رسموں میں شرکت قصبہ رام پور میں ایک رئیس مولوی صاحب کے بڑے کی ختنہ تھی۔ اور اس تقریب میں مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا خلیل صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ میں قاضی انعام الحق صاحب کے مکان پر بٹھرا۔۔۔ خیال ہوا کہ تو اصلاح رسوم لکھ چکا ہے اگر شرکت کی تو کتاب کا خاک اترے۔ ہے گا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو اس تقریب میں شرکت کی اور فلاں شخص (یعنی میں نے) شرکت نہیں کی۔ یہ کیا بات ہے جواب میں فرمایا کہ بھائی تم نے فتوے پر عمل کیا اس نے تقویٰ پر۔

رافاضات ایومیہ مٹھانوی ج ۲ ص ۵۱ سطر ۱۵
لوٹے۔۔۔ تو خلیل احمد، محمود الحسن بدعتی ہوئے یا نہیں۔ جب ختنہ کے وقت دعوت دینا ہی بدعت ہے (دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۲) اور مٹھانوی صاحب بھی دعوت پر گئے تو کیا بدعتی نہ بنے۔۔۔

قبروں کی زیارت کو تازیخ مقرر عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نادرست ہے۔ تعین قیام سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۳ سطر ۶)

مٹھانوی صاحب اور ان کے
ماموں غیر مٹھانے یہ بدعت کی

ایک بار جب کہ ماموں صاحب کا جیدر آباد دکن میں قیام تھا۔ نواب محبوب
علی خاں صاحب نے ایک تاریخ مقرر کی کہ آج ہم سب مزارات
کی زیارت کریں گے۔ چنانچہ مزار پر گئے۔ وہاں کے خدام نے پر جوش

(افاضات الیومیہ مٹھانوی ج ۳ صفحہ ۲۴، سطر ۱)

استقبال کیا۔ الخ۔

مٹھانوی صاحب عرس پر جا کر بدعتی بنے
میں ایک بار اپنے صاحب سماع بزرگ کو تلاش کرنے
کے لیے سلطان جی کے عرس میں قبل وقت عرس میں

حاضر ہوا۔ میں اس وقت کانپور میں تھا۔ ان سے ملنے دہلی آیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ عرس میں ملیں گے۔

(افاضات الیومیہ مٹھانوی ج ۱، صفحہ ۱۴۱، سطر ۱)

نوٹ ہے :- زمانہ کانپور میں مٹھانوی صاحب میلاد اور قیام بھی کرتے رہے اور عرس میں بھی گئے۔ مگر
جب مٹھانہ بھون آکر گنگوہی صاحب کے نجدیانہ رنگ میں رنگے گئے تو پھر قیام، میلاد، عرس سب کو بدعت و
کفر بتاتے تھے۔ تو پھر کیا مٹھانوی صاحب بھی پہلے بدعتی نہ رہے؟

میلاد شریف کا جلسہ جلوس بنانا بدعت و کفر ہے
جابل قویں بھی اپنی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات
کی یاد میں ٹھیلوں اور جلوسوں سے مناتی ہیں۔
اگر تم نے بھی (عید میلاد میں) ان میلوں اور تداروں کی نقل اتاری تو جیسے وہ ہیں ویسے ہی غم بن کر رہ جاؤ گے۔

(اخبار اشیا سودر مذہب، سیرت منبر جریہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء، صفحہ ۲۹ کالم منبر، سطر ۱۱ عنوان عید میلاد)

عید میلاد کے جلسے و جلوسوں کے اعلان کمرے مودودی جماعت بھی بدعتی بنی

لاہور ۲۹ اکتوبر آج ملک کے طول و عرض میں مسلمانوں نے اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا یوم میلاد بڑی سنجیدگی، متانت اور تزک و احتشام سے منایا گیا۔ جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے۔ جلوس اٹھائے
گئے اور رات کے وقت چراغاں کیا گیا۔ ایک ایک شہر میں کمی کی مقامات پر نعت خوانی کی مجلسیں منعقد کی
گئیں اور اہم بازاروں کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا۔ الخ۔ (اخبار سینٹ مودودی مذہب مراکش منبر ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء کالم منبر، سطر ۱۱ عنوان عید میلاد)

مودودیوں کے جلسے و جلوس میلاد کو جاہلیت کا کلمہ اور مودودی اصطلاح میں جہالت کا معنی کا فربہ ہے۔ کچھ جدید ایجادیں مودودی
نوٹ ہے :- کیوں جناب اب وہ آپ کے گنگوہی و مٹھانوی صاحب کا فتوے کے عید میلاد بدعت ہے اور
مجلس ہر حال ناجائز ہے۔ (دیخو افاضات الیومیہ ج ۵ صفحہ ۵۲۵۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۵) اب وہ فتوے کہاں
گئے اور بدعت کی خبریں شائع کر کے کیا تم بھی بدعت کے حصہ دار بننے یا چندہ کے طبع میں سب کچھ درست

یہ غیر مقلدین ۔۔۔۔۔ یہ فرقہ بھی بدعتی ہوا۔

تمام غیر مقلد بھی بدعتی ہیں

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۶، ص ۹، سطر ۱۵)

آپ نے خود طریقہ بدعت سے کتب میں ختم کی ہیں کیونکہ مدرسہ میں اسباق کے گھنٹے مقرر تھے اور خیر القرون میں نہ تھے۔

تمام دیوبندی مولوی بدعتی ہیں

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۳، ص ۴، سطر ۱۹)

کسی میں بدعت ہونے کے لیے یہ ضروری منظور اسی ہے کہ اس میں ساری ہی باتیں بدعت کی ہوں جیسے کفر کی لیے ایک بات بھی کافی ہے۔ کیا کفر کی ایک بات بھی کرنے سے کافر نہ ہو گا۔ اسی طرح ایک بات بھی بدعت کی کرنے سے بدعتی ہو گا۔

بدعت کی ایک بات سے بھی بدعتی ہو جائے گا

(افاضات ایومیہ ج ۶، ص ۴، سطر ۴)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ جو شخص صرف ایک بدعت بھی کر نیچے۔ دیوبندی علماء کے نزدیک وہ بدعتی ہو جاتا ہے اور مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ دیوبندیوں کے پیشواؤں نے بھی بدعتیں کی۔ لہذا دیوبندی بھی رجسٹرڈ بدعتی ہوئے۔ اب دیوبندیہ کی بدعت بازی کے اس کھیل کا رزلٹ نتیجہ بھی سن دیجئے۔

بدعت نہایت ہی بُری چیز ہے

(افاضات ایومیہ ج ۶، ص ۴، سطر ۳)

میں نے کانپور کے بدعتیوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ (میلاد شریف منانے کی وجہ سے) ایسے بدعتی تھے، جیسے ایک شخص کا گدھا۔ الخ۔

تمام بدعتی گدھے ہیں

(افاضات ایومیہ ج ۶، ص ۴، سطر ۴)

نوٹ :- تبھی تو کچھ زمانہ تھانوی صاحب بھی ان کے ساتھ شریک ہو کر ان گدھوں کے بھجنے بیٹھے۔ ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ ہندو بدعتی۔

بدعتی و ہندو

(افاضات ایومیہ ج ۶، ص ۴، سطر ۴)

اہل بدعت کی ۔۔۔۔۔ ایسی مثال ہے۔ جیسے شیطان کی۔

تمام بدعتی شیطان

(مزید المجید تھانوی ص ۴، سطر ۱)

نوٹ :- تو یہ تمام دیوبندی علماء اور مودودی وغیرہ مقلد سب کے شیطان ہوئے کیونکہ انہوں نے بھی بدعت کی۔

تمام بدعتی سناتن دھرمی آریہ ہیں

بدعتی تو ایسے ہیں۔۔۔۔۔ مگر غلط تعلق کا ایسا ہی فرق ہے
جیسے آریہ اور سناتن دھرمی ہیں۔

(افاضات ایومیہ ج ۴ ص ۱۷، سطر ۱۰)

تمام بدعتی کافر ہیں

سوال (۱) :- قبروں پر چادریں چڑھانا ہو اور مددبرہ گوں — بدعتی ہو۔ یا بدعتی مثلاً جواز عرس و سوئم وغیرہ ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال کفر سے ہیں، تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۸۰، سطر ۱۸)

(۲) جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔۔۔۔۔ ایسے عقائد والے بوگ بالکل یکے کا سر ہیں۔ اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔ (جواہر القرآن ص ۸، سطر ۳)

معاذ اللہ بریلی میں رہنے والے

تمام مسلمان کافر ہیں

اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔

(افاضات ایومیہ ج ۲ ص ۱۸۵، سطر ۱۱)

نوٹ :- معلوم ہوتا ہے کہ بقول نور عثمانی صاحب بھی مسلمان نہیں تھے کیونکہ خود بخانا بھون میں بھی ہندو موجود تھے۔

بدعتی کے معنی ہیں، باادب، بے ایمان۔

تمام بدعتی بے ایمان ہیں

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۱۶۶، سطر ۱۱)

تمام بدعتی کافر بھی برے ہیں

کافر کی مدارات میں تو فتنہ نہیں، بدعتی کی مدارات میں فتنہ ہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۴ ص ۴۴، سطر ۱۰)

نوٹ :- مگر آج کل تو سب دیوبند کے بڑے بڑے علماء و قاری و شیخ الحدیث کہلانے والے مولوی عا جان عرس کرنے والوں اور میلاد کرنے والوں اور فاسق پڑھنے والے عوام کی بھی چالپوسی کرتے پھرتے ہیں۔ کیا چندہ کی خاطر بدعتیوں کی مدارات اب جائز ہو گئی ہے؟

تمام دنیا کے مسلمان کافر ہو گئے ہیں

پھر اللہ آپ ایسی بات بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں مقور اس ایمان ہو گا وہ مر جائیں گے اور دنی لوگ

سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا روز تو مقرر ہو گا جب تک اللہ چلے گا

وہ سب کچھ مبدلانی نہیں، الی قولہ، سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔

(تقویت الایمان صفحہ ۵، سطر ۱۶ و ۱۷)

نوٹ: یہ فتویٰ مولوی اسماعیل صاحب شہید دیوبند کا ہے۔ قیامت سے پہلے جس کفر کی سوا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہوا چلے گی اور ایک دفعہ تمام دنیا میں کافر رہ جائیں گے اور کوئی روئے زمین پر مسلمان نہ رہے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے فرمانے کے مطابق ہو گیا۔ یعنی وہ ہوا چل گئی اور سب دنیا کافر ہو گئی اس سے تو معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل اور سب دیوبندی دہابی بھی کافر ہیں کیونکہ وہ بھی دنیا میں ہی ہیں اور وہ کفر کی ہوا دنیا پر چل چکی، تو دیوبندی بھی مسلمان نہ رہے۔ یہ سب دیوبندیوں کی کفر بازی کا عالم کہ ہر مسلمان کو کافر کا نذر اور بدعتی اور مشرک کہنے کے ثبوت میں خود بھی کافر بن بیٹھے اور پھر شہید دیوبند کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ جس حدیث کا ترجمہ کر کے وہ حکم لگائے ہیں کہ وہ ہوا چل گئی یہ حدیث اختتام دنیا کے متعلق ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ہوا کفر کی خردج و جال دزدان حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد چلے گی۔ چنانچہ خود بھی اسماعیل اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

نکلے گا دجال سو بھیجے گا۔ اللہ عیسیٰ بنی مریم کو سودہ ڈھونڈے گا۔ اس کو اور تباہ کر دے گا۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک باز ٹھنڈی کرے۔
(تقویت الایمان صفحہ ۵، سطر ۱۷)

اب دیکھئے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف فرمایا تھا کہ دجال لعین دیکھ کر مسیح علیہ السلام کے بعد وہ ہوا چلے گی کہ جس سے سارے مسلمان مرجائیں گے اور نہ کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب نے سب دنیا کو کافر بنانے کے لیے حکم جڑ دیا۔ کہ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے مطابق ہوا۔ یعنی مولوی اسماعیل صاحب کے زمانے میں وہ ہوا چل چکی۔ نہ دجال کی آمد نہ مسیح علیہ السلام کی ضرورت (مرزائی بھی نہیں کہتے ہیں) اور اسطرح یہ کہ دنیا کو کافر بنانے کی لگن میں مولوی اسماعیل صاحب کو یہ نہ سوچھی کہ جب وہ ہوا چل چکی ہے اور مسلمان سب ختم ہو چکے ہیں۔ اس سے تو آپ کے تمام دہابی دیوبندی بھی کافر ثابت ہوئے۔ یہ دیوبندیت کے کرشمے ہیں

اہل دیوبند کا تمام دنیا کے مسلمانوں سے اعلان جنگ

افلان تمام پر بدعتی لوگ اس حق کے مدرسہ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور آئے دن چند دہندگان کو زبانی و اشتہاراً اس کے بارے میں سے ہر کھاتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ اب ضرورت محسوس ہوئی اس لیے اب

اجازت ہے، اپنی قوت اور وسعت کے موافق مقابلہ کیجئے۔ بلکہ اب تو اس کو جہاد سمجھیے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۶ ص ۲۱، سطر ۱۰)
نوٹ ہے:- اب تو ہر مسلمان کو دیوبندیوں کی تحریکوں اور مجاہدین دیوبند کے جہاد اکبر کا راز پورا معلوم ہو گیا کہ ان "حضرات" کے نزدیک جہاد کا سب سے بڑا سبب چنہ ہے۔ جو ان کو چنہ دے دے۔ پکا مسلمان رہتا ہے اور جو ان کو چنہ نہ دے دے۔ پکا کافر ہو جاتا ہے اور اس سے جہاد کر کے اس بدعتی مشرک کافر کو قتل کر دینا حکیم الامت کی ڈگری اور دیوبندی لا ارقانون اسے فرض ہو جاتا ہے۔ میرے معزز اجاب انصاف فرمادیں کہ ہر مسلمان کو کافر کہنا دیوبندی علماء کی فطرت ثابت ہوئی یا سنی علماء کی۔

خود بخور ہو گیا فیصلہ دل کا

سلطان المشائخ حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے متعلق

دیوبندیت کے امیر شریعت کا ناپاک فتویٰ

جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب ساکن محلہ قصاباں سیالکوٹ قریب ریلوے اسٹیشن متصل ماہیٹ گوشت نے بندہ سے خود بیان کیا، کہ تحریک خلافت کے ایام میں ایک جلسہ بمقام ڈنگہ تحصیل کساریاں ضلع گجرات منعقد ہوا۔ میں خود اس میں موجود تھا، تو دیوبندی دین کے امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ خواجگان چشت اہل مہشت مرشدنا و مولانا حضرت پیر مر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ ناپاک کلمات کہے کہ:-

”میں حضرت پیر مر علی شاہ صاحب کا غلام تھا۔ مگر چنانچہ آپ ہمارے ساتھ نہیں گئے اور تحریک خلافت میں نہ ملنا کفر ہے۔ اس لیے میں نے سعیت توڑ لی ہے۔“

چنانچہ حضرت قبلہ عالم کو اس ناپاک جرأت کا علم ہوا تو آپ کو از حد صدمہ و رنج ہوا۔ فرمایا کہ اس کا خانہ خراب ہو گا۔ (اس مضمون کی ذمہ داری حافظ صاحب نے لی ہے)

(نور بالائے) اجمیر شریف جانے کا گناہ زنا سے بھی زیادہ ہے
 جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سلا مسعود کی قبر پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں، وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا اس سے کم ہے۔

(محدث و احادیث، ص ۱۳۱، ص ۱۳۲، ص ۱۳۳)

بزرگان دین کے وجد سماع
کو لذت زنا سے تشبیہ

سوال۔۔۔۔۔ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم کو بغیر سماع

چین نہ تھا۔ اس میں کیا اسرار تھا اور غالباً وجہ انتقال جناب
مولانا محمد حسین صاحب مرحوم حضور نے بھی سماعت فرمائی

ہوگی۔ اس واقعہ سے مجوزان سماع کے واسطے ایک بہت بڑا موقع اس کے جواز کامل ہو گیا۔ الحمد۔

الجواب۔۔۔۔۔ بعض لوگوں کو عین معصیت میں موت آگئی ہے۔ چنانچہ پانچ چھ سال
ہوئے کہ سہارن پور میں ایک بوڑھا آدمی ایک بازاری عورت سے عین مشغولی کی حالت میں مر گیا۔ الحمد۔

(رہوادر النوادر، تھانوی، ص ۱۹)

نوٹ۔ ناظرین مولوی اشرف علی صاحب کی شستہ کلامی و شیریں بیانی ملاحظہ فرمائیں کہ جن کے
بارے میں یہ ارشاد ہو رہا ہے۔ یہ مولانا محمد حسین مرحوم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے
خلیفہ اعظم تھے۔

تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے والوں پر بھی دیوبندی فتوائے کفر

تقسیم ملک کے بعد جب مرزائی پاکستان میں فتنہ ارتداد پھیلانے میں مصروف ہوئے اور مسٹر ظفر اللہ
وزیر خارجہ پاکستان نے اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر غیر ممالک میں مرزائیت کی تبلیغ کا جال پھیلایا تو لاہور
میں مختلف مکاتیب فکر کے علماء کی مینگ ہوئی۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا
ابوالحسنات سید محمد احمد صدر جمعیتہ العلماء پاکستان لاہور اور رئیس الملتہ حضرت مولانا صاحبزادہ سید
فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلودہار شریف حال منیم گوجرانوالہ اور دیوبندی و ہابیوں کی طرف سے
مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی محمد علی جالندھری و مولوی داؤد غزنوی غیر مقلد و قاضی احسان احمد
شجاع آبادی اور وافض کی طرف سے مظفر علی شمسی شریک ہوئے۔ طے یہ پایا کہ گورنر حکومت پاکستان
ملک غلام محمد اور وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اور صوبائی وزیر محمد ممتاز خان دولتانہ سے مطالبہ کیا جائے کہ
ممبران۔۔۔۔۔ مرزائیوں کو پاکستان میں قانوناً بغیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ممبران۔۔۔۔۔ مسٹر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے برطرف کیا جائے و غیرہ مطالبات پیش ہوں
مگر منظور نہ ہوں۔ دوبارہ مینگ ہو کر طے پایا کہ ایچی ٹیشن کے ذریعہ مختلف مقامات سے رضا کاروں کے
قائد کراچی پہنچیں اور گورنر ہاؤس کے سامنے مظاہرے کریں اور مطالبات منوائیں۔ اس کے بعد

ایک مجلس گل بنی۔ صدر مولانا ابوالحسنات مرحوم اور صدر رضا کا زان حضرت قبلہ صاحب جزادہ صاحب اور سیکرٹری مجلس گل داؤد غزنوی منتخب ہوئے۔ دیوبندی چندہ خوری کے لیے از خود منتخب ہو گئے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ اور مطالبات مذکورہ سے تمام فرقوں کے علماء کو اتفاق تھا۔ مگر ایچی ٹیشن یعنی سول نافرمانی کے جیلوں میں جانے کے مسئلہ میں دیوبندی اور بھٹی اور غیر مقلدہ فرقہ کے اکثر علماء کو اس کے شرعی جوازیں اختلاف تھا اور وہ کافر کی بیخ کنی کے لیے اپنے آپ کو مجبوس کرانے کو ولا تعلقو باید یکر الی التہلک کا مصداق قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ افاضات الیومیہ میں مولوی اشرف علی مٹھانوی بھی اسے حرام قرار دے چکے تھے۔ اس لیے رضا کار تحریک میں اُمید سے بہت کم لوگ شریک ہوئے مگر مارچ ۱۹۵۳ء کو تحریک شروع ہو گئی۔ سب سے اول رئیس اہل سنت حضرت مولانا صاحب جزادہ صاحب رضا کار لے کر کراچی روانہ ہوئے اور گرفتار کر لیے گئے۔ بعد ازاں اکثر شہروں سے رضا کار مظاہرے کرتے اور روانہ ہوتے رہے اور راستوں میں گرفتار کر لیے جاتے رہے۔ پھر یکے بعد دیگرے مولانا ابوالحسنات، مولوی عطاء اللہ شاہ، مولوی محمد علی جالندھری کو گرفتار کر کے بمعہ صاحب جزادہ صاحب مدظلہ سب کو سکھر جیل میں مجبوس کر دیا گیا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی گرفتاری سے بچنے کے لیے پہلے شجاع آباد سے بھاگ کر کہیں روپوش ہو گئے۔ مبینہ طور پر سب سے پہلے مولوی محمد علی جالندھری جیل میں بدل گئے اور حکومت سے عرض معروض کر کے پیروں میں بالفاظ دیگر تحریک سے معافی ہو کر جیل سے نکل گئے۔ تحریک کمزور پڑ گئی، نئے رضا کاروں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور مجبوس رضا کاروں نے حکومت سے مایوس ہو کر مختلف ذرائع سے جیلوں سے باہر آنا شروع کر دیا مگر رضا کاروں کے اس انفرادی تقدم و تاخر سے مطالبات کی قائمی پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اور عوام کی نظریں مرکز کے قائدین پر مرکوز و حوصلے نہجۃ اور مولانا ابوالحسنات مرحوم و صاحب جزادہ صاحب ابھی سکھر جیل میں عزم مصمم لیے مطالبات پر قائم تھے کہ دیوبندی مولویوں عطاء اللہ شاہ بخاری، محمد علی جالندھری، داؤد غزنوی نے ۱۰ مئی ۱۹۵۳ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۷۲ھ کو تحریک سے مکمل استعفاء کا اعلان کر کے تمام تحریک اور مطالبات کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا یہ عجیب اور بے سرو پا بیان جنگ کراچی میں شائع ہوا۔ مولوی داؤد کے بیان کے چند الفاظ یہ ہیں :-

”ہم سب بشمول عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جالندھری اس بات پر متفق ہیں کہ مرکز اور صوبہ میں نرارتی تبدیلی کے بعد ہم کو ہر قسم کی سول نافرمانی بند کر دینی چاہیے۔“

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰ مئی ۱۹۵۳ء)

دیوبندی مولویوں کا یہ بیان فہیدہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اور اس سے ان کے کسی مخفی دنیاوی پروگرام کے خدشات پیدا ہو گئے۔ کیونکہ مطالبات مذکورہ واجب اور دائمی تھے صرف وزارت کا تبدیلہ مقصد ہی

کا اظہار اور مطالبات سے دست برداری بعید از فہم تھی۔ کیا تحریک کا مقصد وزارت کی تبدیلی تھی اور بس، مہر حال مطالبات پورے نہ ہونا مسئلہ قوم کی بد قسمتی تھی اور شاید یہ تحریک میں بد فقیہہ لوگوں کی شرکت اور ان کے عدم اخلاص کا نتیجہ تھا۔ اگر مطالبات پورے ہو جاتے تو قادیانی دشمن مزید فتنہ ارتداد کے دامن نہ پھیلا سکتا۔ خیر جو کچھ ہوا ہو گیا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جس مسلمان نے جتنا بھی کام کیا اس کا ضرور اجر پائے گا۔ مگر قابل تعجب بات یہ ہے کہ حکومت نے تو مرزا یوں کو کا فر قرار نہ دیا۔ البتہ دیوبندیوں نے الٹا تحریک ختم نبوت کے رضا کاروں کو کا فر قرار نہ دیا۔ چنانچہ مؤرخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ کو دیوبندیوں کی مسجد مدینہ چک منبر امندی چشتیاں شریف کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انہیں مولوی محمد علی صاحب نے ایک جاہل نابکار کے اشارے پر باجرت و خطبہ کے اضافہ کے لائحہ میں یہ الفاظ کہہ ڈالے کہ جن لوگوں نے تحریک میں معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان نہیں رہتے، ان کے پیچھے نماز نہ جائز ہے الخ۔

مولوی صاحب کو شاید یہ الفاظ کہتے خیال نہیں آیا کہ وہ خود اور ان کی ساری برادری اس کفر کی زد میں آگئی کہ وہ خود پیروں (معافی) پر جیل سے نکلے اور اکثر دیوبندی بھی مختلف طریقوں سے قبل از میعاد سزا یا فینسہ تحریک جیلوں گھاگ نکلے۔ چنانچہ مولوی صاحب کے اس معاندانہ فتوے کے بعد بعض لوگوں نے دیوبندی فرقہ کے معتد مفتیوں سے جو فتوے طلب کئے اور انہوں نے اصل جواب دے کر جالندھری صاحب اور دیوبندیوں کی مکاری کا معاندانہ پھوڑا۔ وہ مختصر بالفاظہ ملاحظہ ہو۔

کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین دریں مسئلہ کہ ہمارے چک کے امام سید صاحب جو کہ عالم فاضل ہیں سوال ۱۔ وہ تحریک خلافت مرزاویت ۱۹۵۳ء میں رضا کاروں کے ساتھ جیل میں گئے تھے۔ پھر وہ معافی مانگ کر باہر آگئے تھے (الی قولہ) دریافت طلب امر ہے کہ جن لوگوں نے معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان رہے یا نہیں اور ان کی امامت نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ (مختصراً)

الجواب :- ۱۔ امام موسوف کی اقتدار میں نماز درست ہے۔ رہندہ عبادت ر عفی عنہ نائب مفتی خیرالمدارس ملتان۔ ۲۔ اس تحریک کے اختتام پر کافی حضرات نے معافی مانگ کر رہائی حاصل کی۔ لہذا اس وجہ سے ان پر ملامت نہیں کی جاسکتی۔ فقط و ابواب صحیح۔

مہر مدرسہ خیرالمدارس
ملتان

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیرالمدارس ملتان۔ ۱۵/۱۱

سوال :- (مذکور)

الجواب :- اگر امام مذکور میں اور کوئی خلافت شرع باقی نہ ہوں تو اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا درست ہے۔

مہر مدرسہ

فقط والسلام۔ بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

ان دونوں فتووں کو پڑھ لیجئے اور مولوی عبداللہ صاحب کے الفاظ ”کافی حضرات“ بھی بغور پڑھ لیجئے یہ کافی حضرات کون تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی فرقہ کے ہی تھے، ہم ان کی طویل فہرست یہاں دینا فضول سمجھتے ہیں کیونکہ وقت گزر گیا اور دفن شدہ مردے اکھڑنا بے فائدہ کام ہے اور پھر یہ ذاتیات پر اتر آنے کا معاملہ ویسے بھی اخلاقیات سے باہر ہے۔ یہ تو دیوبندیوں کا ہی شیوہ ہے کہ جب وہ علمائے اہل سنت پر کوئی اعتقادی گرفت نہیں کر سکتے تو ذاتیات کو موضوع بحث بنا کر اپنی امت کو خوش کیا کرتے ہیں۔ عرض صرف یہ کرنا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنا خود کفر ہے۔ اب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے مفتی آپس میں بہت لیں کہ میں کون مسلمان ہے اور کون نہیں اور انہیں سنیوں پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے اپنے گھر کی پڑتال بھی کر لینا چاہیے۔

اتنی نہ بڑھا پا کئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد

صول مربعہ جاست زمین ○ آرٹھت کی دکائیں

دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم ہی تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکیدار ہیں۔ واقعی سنی بریلویوں نے اس کو پیٹ پرستی کا کارڈ بنا کر ختم نبوت کے روپیہ سے کاروبار بھی نہیں چلایا۔ البتہ سنی علماء کی مخلصانہ تبلیغی سرگرمیاں محتاج تعارف نہیں اور اعظم اہل سنت کی تالیفات مثلاً امام العلماء الربانیین قدوة المحققین حضور قبلہ عالم سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمائے گولڑہ شریف کی تصنیفات ”سلیف چشتیاں“ ”جیات مسیح“ وغیرہ۔ اور مجدد الملت امام، اسنت العظیم حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”السود الغائب علی انبیاء الکذاب“ وغیرہ کتب مثلاً افادۃ الافہام وغیرہ اس باب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ دور نہ جاسیے تحریک ختم نبوت ۱۹۰۶ء میں ہی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری اہلسنت کے مقتدر علماء حضرت مجاہد اعظم مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد وزیر خان لاہور صدر مجلس علم اور شیریشہ خطابت حضرت مولانا ساجد زادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ کی بڑیاں چائے پڑھتے تھے اور انہیں کے نام پر دیوبندی دلاکھ روپیہ لوگوں سے بٹور کر ثواب دارین سے منسخت ہوئے۔

خود دزد خود پاسبان

اہل فہم کو یہ دیکھ کر واقعی حیرانی ہوگی کہ تحفظ ختم نبوت کے نام پر زمینوں کی ملکیت اور آڑھت کی دکانوں کے اجر جمیل سے مشرف ہونے والے اس دیوبندی گروہ نے ہی پورے ۱۳ سو سال بعد سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو جس قدر نقصان پہنچا کر چھوٹے بیویوں کی مدد کی ہے کسی بہترین سے بدترین فرقہ کو یہ جرأت نہیں ہو سکی حضور رسالت مآب خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ارشاد ربانی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے لفظ خاتم النبیین کے متعلق پورے ۱۳ سو سال تک تمام علمائے امت کا قطعی و حتمی اجماع رہا کہ لفظ خاتم النبیین صرف آخری نبی کے معنی میں محصور اور بند ہے اس کا ہرگز کوئی اور معنی نہیں اور اس معنی کے علاوہ کوئی اور تاویل کرے یا معنی کرے وہ منکر اجماع کافر و مرتد ہے۔

انگریزوں کی شرارت

مگر چونکہ انگریز ہندوستان میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں ایک جھوٹا نبی بنانا چاہتے تھے اس لیے فرنگی دشمن کسی عبد البطن مولوی سے خاتم النبیین کے معنی میں اجماع امت کے خلاف ترمیم کرانا چاہتا تھا اور سارے ہندوستان میں مسلمانوں کے دشمن اور انگریزوں کے ازخود غلام عرف دیوبندی مولوی تھے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید گنگوہی اور ان کا ٹولہ ہی انگریزوں کی حمایت میں مجاہدین اسلام سے جنگ کرتا رہا بلکہ کئی دیوبندی مولوی تو اپنے سفید آقا کے ناموس پر "شہید" بھی ہو گئے۔ دیکھو کتاب دیوبندیوں کی تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۱۸۷ اور ہماری اس کتاب دیوبندی مذہب کے صفا پر ہم حوالہ دے چکے ہیں۔ اس لیے اس موقع پر بھی بانی دیوبند نے ہی انگریزی نبی کے لیے راستہ صاف کرنے کے لیے اجماع امت کا منکر ہو کر خاتم النبیین کا معنی نکالا "ذاتی" اور مرتبی خاتم اور اجماعی معنی "آخر الزمان نبی" اور "خاتم زمانی" کو بے فضیلت بنا کر اس کے ساتھ یہ معنی گھڑ کر انگریزی نبی کے لیے گنجائش نکال دی۔ پھر سب کی پانچوں گھسی میں ہو گئیں۔ بانی دیوبند پر اس کا گورا داتا راضی ہوا۔ مرزا غلام احمد کے لیے خاتم النبیین کے ذاتی عارضی اصل ظلی معنی گھڑنے کا میدان صاف ہو گیا اور بانی دیوبند کے صالح متبعین کے لیے تحفظ ختم نبوت کے لیے قربانی کی کھالیں اور چندہ اندوزی کا مستند دھند اکھل گیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی اسلامی خدمات

دیوبندیوں کے ہر کام میں زرا اندوزی کا اسی مقصد درپیش ہوتا ہے۔ چنانچہ تحفظ ختم نبوت کا صدر مشہور قصہ خوانی مولوی محمد علی جالندھری جس نے دو تین کاروباری حصہ دار مبلغ بھی اپنے ساتھ نھتی کر رکھے ہیں۔ لاکھوں روپیہ نبی کی ناموس کے نام پر جمع کر کے زمین کے مربیعے اور آڑھت کی دوکانوں سے مشروف ہو کر نعیم دارین و اجر جمیل سے ثواب عظیم حاصل فرما چکے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ کے مرشد اعظم جناب غشی عبدالحکیم شورش کشمیری اپنے رسالہ چٹان میں اپنے ہی اس مرید و مخلص مولوی محمد علی جالندھری کے تعلق لکھتا ہے۔

وہ (مولوی محمد علی جالندھری) اجماع ہے۔ اب بھی اسی طرح محترم ہے جس طرح پہلے تھے، لیکن ایک چیز ہے مولانا محمد علی کی ذات۔ ساری چیز ہے مجلس تحفظ ختم نبوت کیسری چیز ہے۔ اس مجلس کے نام پر جمع کردہ روپیہ الخ۔ (اس کے چند سطور بعد پر شورش صاحب لکھتے ہیں) مولانا محمد علی جالندھری بہر حال اس مجلس اور اس روپیہ کے امین بنے ہوئے ہیں۔ اب اگر وہ اس مجلس کو اپنی ذات تک محدود کر لیں اور جس مقصد کے لیے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ان کے مشاہرہ میں صرف ہو یا اس سے اراضی خرید لی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا روپیہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز مجروح ہو رہے تو ہمارے کرم فرما ہی ہمیں بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتساب جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن و موزون ہے۔ مقصد روپیہ جمع کرنا۔ تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت

(سہفت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۲۳ مارچ ۱۹۵۳ء)

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ سب رونا ان کے گھر سے رو یا جا رہا ہے اور اس سے واضح ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا دیوبندی مقصد کیا ہے اور روپیہ ان کے تقوے کا کس طرح دیوالہ نکال رہا ہے۔

ختم نبوت کے نام پر دو لاکھ روپیہ کی بندر بانٹ

حکومت سے مرزا یوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے مارچ ۱۹۵۳ء میں عظیم عالم اہلسنت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد شاہ صاحب خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور کی صدارت

میں ایک تحریک چلی۔ دیوبندی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری نے بھی تحریک میں شمولیت حاصل کر کے اسی تحریک کے نام پر ملک کے مختلف شہروں سے دو لاکھ روپیہ جمع کر لیا کہ یہ روپیہ رضا کاروں اور تحریک کے ضروری مصارف پر خرچ کیا جائے گا۔ حکومت پاکستان اس تحریک کے خلاف سختی اس لیے اس نے اس تحریک کے مشہور افراد حضرت مولانا ابوالحسنات مرحوم و حضرت مولانا ساجزادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ اور مولوی عطاء اللہ شاہ و محمد علی کو گرفتار کر کے سکھر جیل بھیج دیا۔ مبینہ طور پر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری گرفتاری کے وقت یہ دو لاکھ روپیہ اپنے بیٹے کے سپرد کر گئے کہ اس ثواب دارین کی پوری نگرانی کرنا۔ تمہاری پشتوں کے لیے کافی ہوگا۔ مگر جب جیل میں محمد علی جالندھری کو پتہ چلا کہ اس روپیہ پر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کتنے لگے کہ تحریک کو گرم کرنے کے لیے میرا جیل سے باہر جانا ضروری ہے۔ بخاری صاحب بھی معاملہ سمجھ گئے کہ یہ جرات محض اس روپیہ سے پیٹ گرم کرنے کے لیے کی جا رہی ہے۔ انہوں نے بہتیرا بھجایا مگر جالندھری صاحب بالآخر (پیرول) ضمانت و معافی پر جیل سے نکل آئے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو پیغام بھیجا کہ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر آچکا ہے۔ جردار ہو جاؤ۔ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے معافی لے کر آ رہا ہے۔ بخاری کا بیٹا یہ جانکاہ خبر سن کر روپیہ لے کر مظفر گڑھ بھاگ گیا۔ ادھر جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جا رہے تھے کہ تحریک ختم ہو گئی اور بخاری صاحب نے آئندہ خطرات سے بچنے کے لیے جالندھری کو برابر کا حصہ دے کر باہمی بندوبست کر کے یہ تمام روپیہ بھٹم کر گئے۔ صدر مجلس عمل مولانا ابوالحسنات نے بار بار اس روپیہ کا حساب مانگا۔ چنانچہ جمعیتہ العلماء پاکستان کے داعی رسالہ "السواد الاعظم" لاہور جو کہ مولانا ابوالحسنات کی سہولت میں چھپتا تھا کے ایڈیٹر مولانا معین الدین نے بذریعہ رسالہ ہذا بار بار اس دو لاکھ روپیہ کے حساب کا مطالبہ کیا چنانچہ اسی مطالبہ کو سواد اعظم مجریہ، نومبر مطابق ۱۴ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں دہرایا گیا۔ مگر دیوبندیوں کو ایسا ساپ سونگھ گیا کہ آج تک عدائے بازگشت نہ اٹھی اور بقول شورش کشمیری زمینیں اور آڑھت کی دکانیں بنالی گئیں۔

کیا دیوبندیوں و ہابیوں کے نزدیک پاکستان کے تمام مسلمان مشرک ہیں

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام کی روحانی امدادیں اور ۱۹۶۵ء کی

جنگ میں نعرہ یار رسول اللہ و نعرہ یا علی کی جلالت و کرامت کا ظہور

دیوبندی کہتے ہیں کہ یار رسول اللہ و یا علی کا نعرہ شرک و کفر ہے اور کوئی مسلمان یار رسول اللہ و یا علی کا نعرہ

۴۰۰۰۰ لاکھ تحریک قاضی ہر ایک کو جالندھری صاحب کا وارث فیل ہو گا اور جالندھری صاحب

لکے تو دیوبندیوں کے قہر و غضب کا درجہ حرارت ۱۲۵ ڈگری سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ چہرے کا رنگ ولیدانہ اور قلب و نظر کے اطوار نیربدانہ اور روسیاسی کی حالت قابل دید ہوتی ہے مگر اس نعرہ مبارک کی عظمت و جلالت اور تصرفات و کرامات پاک و ہند کی ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان اسلام نے جو میدان کارزار میں مشاہدہ کئے اور علی رغم انف المنکرین تمام پاکستانی اخبارات نے شائع کیے۔ روزنامہ جنگ کراچی اشاعت منگل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ کی سب سے اوپر کی موٹی سرخیاں اور عبارت بلعظمہ ملا منظم ہوں۔ الفاظیہ۔

پاکستانی افواج نے یارسول اللہ کا نعرہ لگا کر بھارت کی ٹٹی دل فوج کا صفایا کر دیا۔
 بمباری سے پہلے ایک بزرگ سیالکوٹ شہر خالی کرینگی ہدایت کرتے رہے۔
 سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک درویش کو جھولی میں بم لیے دیکھا گیا۔

راولپنڈی ۱۰ اکتوبر (نمائندہ جنگ) پاکستانی افواج نے یارسول اللہ اور یاعلیٰ مدد کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹٹی دل فوج کو بری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں بنی آخر الزمان اور شیر خدا اپنے مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔ ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جرمی دیکھے گئے۔ چونکہ کے نزدیک ایک لورانی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ یارسول اللہ مدد کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈے پر ایک بزرگ اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھے گئے۔ لاہور ٹیٹو چونکہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی اور بعض مقامات پر یارسول اللہ اور یاعلیٰ کے نعرے سنے گئے۔ سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بزرگ شہر کو خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور باواز بند کلام پاک پڑھتے رہے مختلف محاذوں سے ان مجیر العقول اور ایمان افروز کرامات کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کرامات اور غیبی امداد کے واقعات کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنے کے لیے ایک مذہبی انجمن محاذ کے جوانوں اور گرد و نواح کے علاقوں سے ایسے افراد کے ذریعے عنقریب کام شروع کر رہی ہے۔ ان کرامات اور مجیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا۔

(اخبار جنگ کراچی منگل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء ۱۶ رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ)

نوٹ:- پاکستانی افواج نے یارسول اللہ و یاعلیٰ کا نعرہ لگا کر میدان جیتا۔ اخباروں نے یہ خبریں شائع کیں پاکستان کے تمام مسلمان پڑھ کر خوش ہوں۔ دیوبندی بتائیں کہ کیا یہ ساری دنیا مشرک ہو گئی۔

۱۶
 ایشانزوم

باب شانزدہم

چاہا کہتے رہا چاہا دس پیشے
دیوبندیوں کے کفریاست

اُن کے طواغیتِ اربعہ کا کھلا کفر

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کی
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

اصول :- جس مسلمان کا بنیادی عقیدہ خراب ہو جائے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تائید :- اشاعت الی تکفیرہ بفساد اعتقادہ

یعنی عقیدہ خراب ہو جانے کی وجہ سے تکفیر کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

(راکفا الملحدین مصنف مولوی نور شاہ اصرار دیوبند، ص ۱، سطر ۱۶)

اصول :- جو مسلمان دین کی ضروری بات (جیسے عزت خدا اور رسول) کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تائید :- جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے، بہر صورت کافر ہے مرتد ہے پھر
جو اُسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

(اشد العذاب مصنف مولوی مرتضیٰ حسن درہمکنی ناظم دیوبند ص ۱۲، سطر ۷)

خدا تعالیٰ جل شانہ کا یہ اہل قانون ہے کہ جو شخص کسی انسان کو بلا وجہ کسی گناہ سے ملوث کرتا ہے، تو خدا تعالیٰ
خود اسی شخص کو اسی گناہ کے اندر مبتلا کر دیتا ہے، دیوبندی مذہب کے اکابرین وہابی مولویوں نے جب
تمام عالم اسلام، مشائخ کرام و اولیاء اللہ پر بدعتی مشرک اور کافر ہونے کے فتوے چلائے و جمہور اُمت مسلمہ
کی تکفیر کی۔ یہاں تک کہ سوائے چند ایک دیوبندی ملاؤں کے کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور
اپنے مقبولوں کے گستاخ دیوبندی وہابی مولویوں پر غضب فرمایا اور ان کے بڑے بڑے شیخ الحدیث اور

حکیم الامت کملانے والے چار مولوی ضروریاتِ دین کا انکار کر کے خدا تعالیٰ جل شانہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کر کے خود کفر و ارتداد کا شکار ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کو جھوٹ سے متصف کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں، حیوانوں ایسا بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ابلیس لعین سے بھی کم بتایا۔ تو دیوبندیوں کے جن چار پیشواؤں، محمد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد سہارنپوری، اشرف علی تھانوی نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک حملے کر کے اسلام کی ضروری بات، ختم نبوہ و ایمان باللہ و ایمان بالرسول کے ضروریات کا انکار کیا ہے۔ وہ یقیناً مرتکب کفر ہیں اور تمام امتِ محمدیہ و جمہور علمائے اسلام عرب و عجم اس بات پر متفق ہیں اور ان کے اذنا ب دیوبندی ذریت میں جو شخص ان کے کفر پر مطلع ہو کر رضا بالکفر ظاہر کرے اُن کے کفر میں شک کرے اور خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر راضی ہو کر اپنے پیشوا کے کفر پر پردہ ڈالے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ یہ سہ تمام امتِ محمدیہ کا متفقہ ہے۔

دیوبندیوں کے طوائفِ اربعہ کے کھلے کفریات

کفریہ عبارتِ نمبر ۱

بانی دیوبند محمد قاسم نانوتوی کا کھلا کفر، ختم نبوت کے معنی پر اجماع سے مکمل انکار

خاتم النبیین کے معنی اجماعی منقول بنقل متواتر کا انکار

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فیصلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔

(تذیر الناس مصنف محمد قاسم نانوتوی ص ۱۶، سطر ۱۶)

نوٹ :- جس طرح قرآن مجید کے الفاظ منقول بنقل متواتر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے معنی اجماعی و منقول بنقل متواتر کا انکار بھی کفر ہے اور قرآن مجید کے ارشاد خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدی منقول بنقل متواتر ہے اور خاتم النبیین کے اسی معنی فرمودہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمیع امتِ محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں زمانہ آخری نبی ہیں۔ اور بعد اسی ہی معنی کا حامل ہے۔ اور محمد قاسم نے اسی معنی اجماعی منقول بنقل متواتر کو جاہلانہ و عامیانہ خیال تاکر

فرمان نبوی لانی بعدی اور خاتم النبیین کے معنی اجماعی منقول بنقل متواتر کا صاف انکار کر دیا ہے جو کھلا کفر ہے اور پھر منکر اجماع کا کافر ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے، خود صدر دیوبند بھی لکھتا ہے۔
 ”فعل مسئلۃ یقطع فیہا بالاجماع الی قولہ ومخالف ہذا لاجماع
 یکفر کما یکفر مخالف النص البین۔“

(اکفار الملحدین مصنفہ مولوی انور شاہ ص ۱، سطر ۱)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اجرائے نبوت کا صاف اقرار

(۱) سو اسی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات

ہیں اور سو آپ کے اور بنی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اور وہ آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں، آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔
 (تحدیر الناس ص ۱۱)

(۲) ایک مراد ہو تو شایان شان آپ کے خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ (تحدیر الناس ص ۱۱)

(۳) اگر اختتام بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم النبیین ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص ہو گا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔
 (تحدیر الناس ص ۱۲)

(۴) اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے۔ جیسے اس پیچہ ان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوہائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور بنی تجویز کیا جائے۔
 (تحدیر الناس ص ۱۳)

نوٹ :- مولوی نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری بنی کو جابلانہ خیال بتا کر خاتم نبوت کے خودی معنی گھڑے ہیں کہ حضور خاتم النبیین بایں معنی ہیں کہ آپ میں وصف نبوت بالذات ہے اور دیگر انبیاء کے کوام میں بالفرض جیسا کہ مرزا قادیانی بھی ہی کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری بنی نہیں بلکہ ذاتی اور اصلی بنی کے ہیں۔ دیکھو ازاں اداہم) تو نانوتوی کے تراشیدہ معنی کے لحاظ سے حضور کے بعد ہمیشہ کے لیے نبوت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور افراد مقدرہ کے لفظ سے واضح ہے کہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی افراد نبوت تقدیر الہی

میں موجود ہے۔ و ہذا کھریا لاجماع مؤلف "چراغِ سنت" فرمادیں کہ کیا ہم نے بھی ایک ہی لفظ نقل کیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر دیوبندیوں کی یہی تحقیق و "حکمت" جاری رہی تو چند دنوں کے بعد ساری "تخذیرات" ایک حرف بھی نہ بن سکے گی پھر محمد قاسم کا نبوت کے افراد مقدر مانتا صاف بتا رہا ہے کہ اس کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی نبوت کے کچھ افراد تقدیر میں موجود ہیں اور یہاں مقدرہ کا معنی مفروضہ لینا باطل ہے کیونکہ وہ خود اس سے آگے بلکہ بالفرض کہہ رہا ہے۔ بل اضطراب کے لیے ہے اور اضطراب الشیء عن نفسه قطعاً باطل ہے یعنی یوں کہنا کہ افراد مفروضہ بلکہ بالفرض یہ تو کلام ہی باطل ہے یا کوئی یوں کہے کہ آپ آئیں بلکہ آپ آئیں۔ یہ تو کلام ہی باطل ہے۔ ہاں کلام تب درست ہو گا۔ کوئی شخص کسی شخص سے یوں کہے کہ آپ خط لکھیں بلکہ آپ آجائیں۔ تو معلوم ہوا کہ بل کے ماقبل اور مابعد کا مغائر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ کلام باطل ہوتا ہے تو لازماً ماننا پڑے گا کہ اس کے نزدیک مقدرہ سے مراد مفروضہ نہیں بلکہ تقدیر الہی میں مقدرہ افراد مراد ہیں اور حضور کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبیوں کے مقدر ماننا دیوبندیوں کا ہی کرشمہ ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۲

رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھوی کا کلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم الخلق ہونے کا انکار !!

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابلیس | الحی صل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا سے بھی کم علم ہونے کا صاف اقرار اس | حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے الخ۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد مطبوعہ دیوبند ص ۵، سطر ۱۱)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرشتے | ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت ملک الموت سے کم علم ہونے کا صاف اقرار | نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت

کے برابر بھی ہو چکا ہے زیادہ۔ (براہین قاطعہ مذکورہ ص ۵، سطر ۱)

نوٹ :- حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق الہی سے وسیع العلم ماننا ضروریات دین سے ہے اور ملک الموت اور دیوبندیوں کا صاحب نسبت ابلیس بھی حضرت آدم علیہ السلام کے علمی مقابلہ میں ہی خدا تعالیٰ سے لاعلم لانا علامتنا عرض کر چکے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح بڑھ سکیں۔ اور مولوی خلیل احمد و رشید احمد نے شیطان اور ملک الموت کو صاف لفظوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم اور وسیع العلم لکھا ہے اور یہ صاف کفر ہے۔ کیوں کہ یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ جو شخص کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے لکھا ہے :

”جو شخص یہ کہے، کہ فلاں مخلوق بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم رکھتی ہے، وہ کافر ہے۔“

(ترجمہ عبارت عربی المہمند، مصنفہ و مصدقہ جمیع مولویاں دیوبند، ص ۲۵، سطر ۱۲)

کفریہ عبارت نمبر ۳

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو پاگلوں، حیوانوں سے تشبیہ

اشرف علی مہمانوں کے کا کھلا کفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب مبارک کا
پاگلوں حیوانوں کے برابر ہونے کا صاف اقرار
آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم
کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت
طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد
بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب
زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے الخ :-

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی مطبوعہ دیوبند ص ۶، سطر ۶)

نوٹ :- خاصہ اور عدم خاصہ کا معنی ہر شخص جانتا ہے، خاصۃ الشئ ما لا یوجد فی غیرہ اور عدم خاصہ اس کو کہتے ہیں کہ وہی صفت جو ایک فرد میں پائی جائے وہی صفت دوسرے فرد میں
نپائی جائے مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ وحدہ لا شریک ہے ہونے میں خدا تعالیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے تو اس کے
اس مردود قول سے معلوم ہو گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت خاصہ کا منکر ہے اور اسی صفت کو اسی حیثیت سے وہ غنہ
کے لیے بھی مانتا ہے۔ لہذا وہ کافر ہے۔ اس پر کچھ علماء مسلمین انور کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

اپنی ہر صفت میں مختص و ممتاز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت حضور کا ہی خاصہ ہے کسی غیر میں نہیں پائی جاتی مگر مولوی اشرف علی صاحب کتا ہے، کے لفظ سے وہ حضور کے ہی خاصہ علم کو پاگلوں حیوانوں کے لیے ثابت کرتا ہے اور حضور ہی کی کیا تخصیص ہے کے بعد محتالوں کا یہ کہنا کہ ایسا علم تو پاگلوں، حیوانوں کے لیے بھی حاصل ہے صاف بتا رہا ہے کہ وہ پاگلوں اور جمیع حیوانات گیدڑ، گتے وغیرہ کے علم غیب کو حضور کے بالکل برابر کہہ رہا ہے اس میں صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور یہ گھلا کفر ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے بھی لکھ دیا ہے ”جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے“

(المہند ص ۳، سطر ۱۳)

خود دیوبندیوں کا اقرار کہ واقعی

یہ عبارات کفریہ ہیں

مولوی محمد ادریس دیوبندی کا ندھلوی لاہوری کا اقرار کہ ان عبارات میں توہین رسول

میں صراط مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، رسالہ الامداد اور مرثیہ محمود الحسن نامی کتابوں کے مصنفین اور علمائے دیوبند کا عقیدت مند ہوں۔ لیکن ان کی عبارت میرے دین کو نہیں لگ سکی ہیں۔

(بیان مولوی ادریس مندرجہ ماہنامہ تجلی دیوبند اگست دسمبر ۱۹۵۷ء)

نوٹ :- دیکھئے مولوی ادریس صاحب اقرار کر رہا ہے کہ دیوبندیوں کی متنازعہ کفریہ عبارات گستاخانہ ہیں۔ اسی لیے تو اس کے دل کو نہیں لگتی مگر براہوش شخصیت پرستی کا اور اندھی عقیدت کا دل تو ان گستاخانہ عبارات پر مطمئن نہیں مگر ان کا عقیدت مند ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتاخ کے ساتھ عقیدت گویا علمائے عوام دیوبندیوں کے لیے قابل فخر چیز ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولوی مابر القادری دیوبندی کا اقرار کہ ان عبارات میں حضور کے لیے غلط الفاظ استعمال ہوئے ہیں

ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض موحدین (دیوبندی و ہابی) علماء سے لفظوں میں بے احتیاطی ضرور ہو گئی ہے۔ بات قرینہ اور خوبصورتی کے ساتھ محتاط انداز میں کہنی چاہیے تھی۔ ہمیں اعتراف ہے کہ لفظوں کی بے احتیاطی اور

اور بدسیقتی کے باعث خود ان کے مشن کو نقصان پہنچا ہے۔

(ماہنامہ فاران کراچی بابت جون ۱۹۵۷ء ص ۱۹)

مولوی عامر عثمانی دیوبندی کا اقرار کہ ان کفریہ عبارات میں حضور کے شان کے متعلق بے حیاطی لکھی

(۱) ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نہ صرف الشہاب الثاقب (مسنفہ حسین احمد دیوبندی) کا اندازہ تحریر واقعی غیر محمود لائق اجتماع ہے بلکہ ہم وہابیوں کے، اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں اندازہ بشریت الفاظ و انداز کی ایسی لغزشیں ہو گئی ہیں کہ انہیں قابل اصلاح کہنا چاہیے۔ (تجلی دیوبند فروری مارچ ۱۹۵۹ء ص ۸۳)

(۲) میں صاف کہتا ہوں کہ ان علمائے (دیوبند) کی بظاہر قابل اعتراض غلو آمیز اور وحشت افزا تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق حذف کہا جاسکتا ہے بلکہ معنوی اعتبار سے بھی کتنے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں۔ (تجلی دیوبند اگست دسمبر ۱۹۵۷ء ص ۴۲)

(۳) حضرت مولانا فی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے ائمہ حق کی پیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے؟ اور اکابر دیوبند (اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی و خلیل احمد و رشید احمد گنگوہی) کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص و لہیت سے کام لیا ہے۔

(تجلی دیوبند فروری مارچ ۱۹۵۷ء ص ۷۵)

مولوی غلام نبی دیوبندی فورٹ عباس کا اقرار کہ عبارت گمراہ کن ہیں۔

پہلی فرصت میں یہ مسائل ان کتابوں سے کھرج دیجئے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں (الاقولہ) دنیا والوں کو تاویلوں اور تخریضوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا خیر و دانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ تسنیم لاہور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء) مفصل عبارات باب سوم میں ملاحظہ کریجئے

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند پر اس کی کفریہ عبارت کی وجہ سے خود علمائے دیوبند کا فتوای کفر

مولوی نانوتوی نے اپنی کتاب تصفیۃ العقائد میں لکھا کہ نبی ہر قسم کے گناہ جھوٹ سے معصوم نہیں ہوتا

اس کی عبارات ہماری اس کتاب میں بحث "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقائد" میں ملاحظہ کر لیں۔ کسی شخص نے نانوتوی کی یہ کفریہ عبارات لکھ کر علمائے دیوبند سے فتویٰ مانگا تو عام عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:-

ایک شخص نے مولانا نانوتوی کی کتاب تصفیۃ العقائد میں سے دو عبارتیں دو مختلف صفحات سے بغیر کسی تغیر و تبدل کے لیں اور مفتیان دارالعلوم کی خدمت میں بغیر مصنف کا نام لکھے بھیج دیں۔ مفتیان دارالعلوم نے آؤ دیکھنا تاؤ۔ لکھتے سے فتویٰ جرڈیا کہ ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا نکاح فاسد ہوا۔ دوبارہ نکاح کرے۔ گویا دوبارہ نکاح نہ کیا تو آگے سے سلسلہ نسب فاسد الخ۔

(تجلی دیوبند مئی ۱۹۵۶ء ص ۳)

مولوی اشرف علی کی کفریہ عبارت دیوبندیوں کی وحی نگاشتی برایک نے دوسرے کو کافر بنا دیا

تھانوی نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق جب یہ گستاخانہ عبارت لکھی کہ:
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان تھانوی ص ۳)

علمائے اہلسنت نے اعتراض کیا کہ اس عبارت میں لفظ "ایسا" سے معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی کے نزدیک
ہاں کلموں حیوانوں کا علم حضور کے برابر اور حضور کا علم معاذ اللہ حیوانوں پاگلوں ایسا ہے۔ ایسا کہنا یقیناً کفر ہے۔ یہ عبارت
شان رسول میں از حد گتخی اور کفر ہے۔ تھانوی کو چاہیے کہ یہ عبارت واپس لے کر توبہ کرنے۔ مگر تھانوی
کفر پر اڑا رہا۔ دوسرے علمائے دیوبند اعتراض کی معقولیت کو پا گئے۔ ان کو یقین ہو گیا کہ تھانوی خواہ مخواہ ضد کر رہا
ہے۔ حقیقت میں یہ عبارت یقیناً کفریہ ہے۔ کیونکہ اس میں لفظ "ایسا" کا جو معنی بھی کریں کفر سے عبارت متہین نکل
سکتی۔ انہوں نے بھی احتجاج کیا مگر تھانوی پھر بھی عبارت واپس لینے کو تیار نہ ہوا۔

الہی کیوں نہیں اٹھتی قیامت ماجر کیا ہے

بالآخر اس گندہ ایمان سوز عبارت کو واپس لینے کے بجائے گنہگار، مخانہ بھون، دیوبند، سہارن پور کے
سب اصاغر و اکابر دیوبند جمع ہوئے اور اس عبارت کو حفظ الایمان سے خارج کرنے یا اس میں مناسب ترمیم کرنے
کے لیے چار آدمیوں کی ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کے ارکان مولوی حسین احمد دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن درہیلگی

مولوی عبد الشکور لکھنوی۔ مولوی منظور احمد سنبھلی۔ مقرر ہوئے۔ ان ارکان نے اس کفریہ عبارت پر جو حاشیہ آرائی کی اس کا مختصر نقشہ ملاحظہ ہو۔

مولوی مرتضیٰ درہبھنگی نے یوں ہیر پھیر کیا کہ لفظ "ایسا" کبھی تشبیہ کے لیے آتا ہے جس کے معنی مانند اور مثل کے ہوتے ہیں اور کبھی اندازہ بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے ہوتے ہیں۔
مختاوی صاحب کی عبارت میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی یہ عبارت کفریہ تھی، کیوں کہ حضور کے علم کو پاگلوں حیوانوں کے علم سے تشبیہ کفر ہے۔ مگر یہاں ایسا اندازہ کے لیے ہے۔ یعنی "اتنے اور اس قدر" کے معنی میں ہے۔ چنانچہ مرتضیٰ حسن لکھتا ہے۔

(۱) واضح ہو کہ ایسا کا لفظ مانند اور مثل ہی کے معنی میں ہی مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متعین ہیں۔

(توضیح البیان فی حفظ الایمان مصنف مرتضیٰ حسن ص ۱)

(۲) عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی "اس قدر" آتا ہے پھر تشبیہ کیسی ہو (توضیح البیان ص ۱)
مولوی حسین احمد دیوبندی نے اس عبارت کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ لفظ ایسا اگر یہاں "اتنا" کے معنی میں ہوتا تو یہ عبارت یقیناً کفریہ تھی۔ مگر یہاں تو ایسا تشبیہ کے لیے ہے اس کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت مولانا (مختاوی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا۔

(الشہاب الثاقب حسین احمد ص ۱)

(۲) اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۱)

(۳) نفس بعصیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۱)

اب ناظرین غور فرمائیں مرتضیٰ حسن نے کہا کہ لفظ "ایسا" اس عبارت میں اتنا کے معنی میں ہے نہ تشبیہ کے لیے اگر تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی مختاوی پر کفر عائد ہوتا، مگر حسین احمد کہتا ہے کہ لفظ ایسا اس عبارت میں تشبیہ کے لیے ہے اگر اتنا کے معنی میں ہوتا تو واقعی مختاوی پر کفر لازم آتا۔ اب بتائیے کہ ان دونوں میں سے کون صحیح اور کون غلط کہہ رہا ہے۔ مرتضیٰ حسن کی تاویل پر مختاوی اور حسین احمد کی تاویل پر مختاوی اور مرتضیٰ حسن پر کفر لازم ہے۔

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود و بے بدل

مگر تخریب نظم گدا ستاں تک بات جا پہنچی !

غرضیکہ ایسا کا جو معنی بھی کیا جاوے اس عبارت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھانوی نے سخت

تذہین کی ہے۔

خود مولوی مرتضیٰ حسن ناظم دیوبند کا فیصلہ کہ واقعی مذکورہ بالا عبارتیں لکھنے والے

چاروں اشخاص کا فرھو چکے ہیں

ان دیوبندیوں کو کافر کہنا فرض ہو گیا کیونکہ وہ یسینی کافر ہیں، جو انہیں کافر نہ

کہے وہ خود کافر نہ ہو جائے گا

اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند (محمد قاسم و رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی) واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں (سنی علماء) نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے کرام

ان چار علمائے دیوبند کو کافر کہنا فرض ہے، مرزائیوں کی طرح

دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے، تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر اور مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں۔ چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ، تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب مصنف مرتضیٰ حسن دیوبندی، ص ۱۱، سطر ۱)

نوٹ ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس طرح مرزائیوں کو کافر کہنا فرض ہے اسی طرح ان دیوبندی پیشواؤں کو بھی کافر کہنا فرض ہے جو انہیں کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے تو تمام اہل اسلام ان دیوبندیوں کو کافر سمجھتے ہیں تاکہ کہیں خود کافر نہ ہو جائیں۔

ہوا ہے۔ مدعی کا فیصلہ میرے حق میں

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنگاں کا

دیوبندی اماموں کی کفریہ عیارتوں کی عام فہم شرح

بعض عربی الفاظ کی وضاحت کیساتھ

(۱) مولوی اشرف علی صاحب مقلانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص ۵ پر حضور پیغمبر اسلام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو حضور کے لیے ثابت کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لکھ دیا کہ:

اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

شرعیات اسلامیہ میں علم غیب اُن باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے خواص سے معلوم نہ کر سکیں۔ زید و عمر و فریضی نام ہیں۔ جیسے ہندوستانی زبان میں کلو، بدھو، ننھو کہا کرتے ہیں جیسی کے معنی بچہ، مجنون کے معنی پاگل، جمیع کے معنی سب حیوان کے معنی جانور، حیوان کی جمیع حیوانات، بہیمہ کے معنی چار پایہ۔ بہیمہ کی جمع بہائم، یہ فقرہ کہ کیا تخصیص ہے، لفظ میں سوال ہے، لیکن انکار کے معنی میں ہیں۔ یعنی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسے سوال کو استفہام انکاری کہتے ہیں۔ تو اس بات کا صاف و صریح واضح مطلب صرف یہی ہوا کہ بعض علم غیب جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو کلو، بدھو، ننھو کو بھی بلکہ ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر ایک جانور، ہر ایک چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ مولوی مقلانوی صاحب نے اپنے ان کلمات میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو ہر شخص خاص و عام بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دیکر سخت توہین کی ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب انہیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص ۵ پر لکھا:

(۲) شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرکت ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ ناپاک، سب سے زیادہ بُری شے کا نام شیطان ہے، ملک الموت کے معنی موت کا فرشتہ، وسعت کے معنی وسیع اور زیادہ ہونا۔ وسعت علم کے معنی علم کا زیادہ

ہونا۔ نص کے معنی قرآن عظیم کی آیت یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، جس کے معنی واضح و روشن ہیں۔ اور وہ آیت یا حدیث اسی معنی کے لئے ارشاد فرمائی گئی ہو۔ قطعی کے معنی وہ قول جس کے معنی میں شک و شبہ نہ ہو، فخر عالم کے معنی وہ ہستی جس کی وجہ سے سارے جہانوں کو فخر حاصل ہوا ہو۔ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب فخر و عالم بھی ہے۔ نص کی جمع نصوص، شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی اور کو شریک کرے۔ دہ۔ شریعت اسلامیہ میں مشرک ہے۔

اسلامی شریعت کے حکم سے مشرک بھی کافر ہے۔ یعنی مسلمان نہیں۔ کافر کے معنی غیر مسلم ہیں تو اس بات کا صاف اور صریح واضح مطلب صرف یہی ہوا کہ شیطان کے لئے اور موت کے فرشتے کے لئے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث کے کھلے ہوئے ارشادوں سے ثابت ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا زیادہ نہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ موت کے فرشتے کے لئے اور شیطان کے لئے جو شخص وسیع اور زائد علم مانے وہ تو مومن مسلمان ہے۔ لیکن رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک اور بے ایمان ہے۔ مولوی ابلیشی صاحب نے اپنے ان الفاظ میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاک اور مبارک علم کو موت کے فرشتے اور شیطان کے علم سے بھی کم بتا کر سخت شدید گستاخی کی ہے۔

مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے:

(۳) "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولكن رسول الله وخاتم النبیین فرمایا، اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟"

(تحذیر الناس مطبوعہ دیوبند ص ۲)

عوام کے معنی عام لوگ، اہل فہم کے معنی سمجھدار لوگ، جس وقت اہل فہم کے مقابلے میں عوام کا لفظ بولا جائے گا۔ اس وقت عوام کے معنی بے سمجھ لوگ ہوں گے۔ تقدم کے معنی پہلے اور آگے ہونا، تاخر کے معنی بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زمانی کے معنی زمانے کے اعتبار سے بالذات کے معنی اپنی ذات کے اندر۔ فضیلت کے معنی خوبی اور بزرگی۔ مدح کے معنی تعریف۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے

ماکان محمد اباً احدا من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم

النبیین وکان اللہ بعل شیء علیما

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے کچھ بڑی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اور ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی زیادہ پیشتر سے اب تک اگلے کچھ اولیاء و عوام و علماء اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف معنی یہی ہیں کہ حضور سب سے کچھ بڑی ہیں اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی لکائے گا وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کے حکم سے کافر مرتد اور بے دین ہے۔ لیکن مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہی ہو کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے کچھ بڑی ہیں۔ یہ تو نا سمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے کچھ ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی اور بزرگی نہیں بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیین کے معنی سب سے کچھ بڑی مراد ہوں۔ تو چونکہ یہ آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ لہذا اس تعریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمانا سرے سے غلط ہو جائے گا۔ یہی مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحذیر الناس کے ص ۳ پر ایک مثال دیتے ہیں کہ دیکھو زمین پہاڑ، درو دیوار، چاند، آئینہ، آفتاب ہیں سب میں نور کی صفت موجود ہے۔ جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ زمین پہاڑ کو دروازے کو دیوار کو نور کی صفت کہاں سے حاصل ہوئی۔ تو پتہ چلتا ہے کہ آئینہ ان چیزوں کے مقابل دکھا ہوا ہے۔ اس آئینہ کے واسطے ان چیزوں کو نور کی صفت حاصل ہوئی۔ پھر ہم دریافت کرتے ہیں کہ آئینے کو نور کی صفت کس چیز سے حاصل ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے مقابلے میں چاند ہے۔ چاند کا نور آئینے کو بھی نور کی صفت دے رہا ہے۔ پھر ہم تجسس کرتے ہیں کہ چاند کو نور کی صفت کس سے ملی تو یہ ہیئت فلکی و نظام شمسی سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند کو بھی نور کی صفت خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ چاند کے مقابلے میں آفتاب ہے۔ آفتاب کا ہی نور چاند کو صفت سے موصوف کر رہا ہے۔ آفتاب تک پہنچ کر یہ تجسس و جستجو کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ آفتاب صفت نور کے ساتھ بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے موصوف ہے اور آفتاب کے سوا چاند، آئینہ، دیوار، دروازہ، پہاڑ، زمین سب سے نہیں۔ بلکہ اسی آفتاب ہی کے واسطے سے نور کی صفت کے موصوف ہیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ پر لکھتے ہیں:-

”رسو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت

بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور بنی بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت اور کسی کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔

وصف کے معنی صفت، نبوت کے معنی پیغمبری، خاتمیت کے معنی خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہستی ہے جس کو خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے کوئی صفت حاصل ہوئی ہو۔ مختتم کے معنی ختم ہو جانے والا۔

مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مندرمایا گیا ہے۔ اس کے صرف یہ معنی تصور کرنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور ہر ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے نبوت حاصل ہوئی یعنی بیوں کو رسولوں سے نبوت حاصل ہوئی اور رسولوں کو مرسلین اولوالعزم سے نبوت حاصل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہوئی ہے تو جیسے آفتاب پر تفحص و جستجو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تجسس و تلاش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اس معنی کا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے بنی ہیں۔ جو تمام اگلے پچھلے مسلمانوں کی ضروریات ایمانیہ میں داخل ہے، ختم زمانی اور خاتمیت زمانی نام رکھا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنی گھڑے کہ حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کے واسطے خود اپنی ذات سے بنی ہیں۔ کتب تفسیر و حدیث و کلام اور اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ و خراشیدہ معنی کا نام ختم ذاتی اور خاتمیت مرتبی رکھا ہے اور اپنی اسی کتاب تنذیر الناس کے صفحہ ۹ پر پکھتے ہیں کہ :-

”شان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی“

اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور بغیر کسی دوسرے واسطے کے خود اپنی ذات سے بنی ہیں۔ لیکن خاتم بمعنی آخر الزمان آپ کے شان کے لائق نہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تنذیر الناس ص ۹ پر لکھتے ہیں :-

”اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا، تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لیے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں تو یہ خرابی ہوگی کہ حضور اس صورت میں صرف انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں تشریف لائے۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لیے جائیں جو میں نے بیان کئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے۔ یعنی حضور کے زمانے میں جو ادنیٰ نبی ہوں گے وہ سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے، لیکن حضور بغیر کسی اور نبی کے واسطے کے خود اپنی ہی ذات سے نبی رہیں گے۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اس کتاب تحذیر الناس کے ص ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ:-

”اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجے جیسا کہ اس پیچیدان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

اتصاف ذاتی بوصف نبوت کے کسی اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا، مماثل نبوی کے معنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کا مثل، افراد مقصودہ بالخلق کے معنی وہ لوگ، جن کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے، انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف لائے، انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں تو پیدا تو نہیں ہوئے لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا تقدیر الہی میں لکھا ہوا ہے۔

اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی مراد ہوں جو خود میں نے بیان کئے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خوبی ہے کہ جو نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ تقدیر الہی میں ان کا پیدا ہونا مقدر ہے۔ ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا اور جو دنیا میں پیدا ہو چکے اور جو نبی پیدا نہیں ہوئے ان سب میں سے کسی کا بھی حضور کے مثل نہ

ہونا ثابت ہوگا۔ بلکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے بعد بھی اور بنی پیدا ہوں گے تو بھی حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ فرق نہ پڑے گا۔ کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو بنی پیدا ہوں گے وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے بنی ہوں گے۔ اور حضور اسی طرح بغیر کسی دوسرے بنی کے واسطے کے خود اپنی ذات سے بنی رہیں گے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی عبارتوں میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے بنی ہونے کی جو عقائد ضروریہ دینیہ سے ہے۔ سخت شدید تکذیب کی اور خود اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید بنیوں، نئے پیغمبروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ مولوی نانوتوی صاحب سے سیکھ کر ہر شخص معاذ اللہ کہہ سکتا ہے کہ میں بنی و پیغمبر ہوں۔ لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے بنی و پیغمبر ہونے کا دعوے کیا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالے ”ایک غلطی کا ازالہ“ وغیرہ میں بالکل عجیب و غریب اسی طرح اپنے بنی و رسول و پیغمبر ہونے کا دعوے کیا ہے۔ جن کی عبارات اس کی تمام کتب میں صاف موجود ہے۔ دیکھو دعوت الایمیرؒ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی لکھے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مرتبہ نبوت حاصل کرنے تک پہنچنے کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی راستہ نہیں۔ ایک یہ بات بھی گزارش کرنی ہے کہ آیت مبارکہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے بنی ہیں، ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے اب تک عوام و خواص تمام اہل اسلام مانتے چلے آئے ہیں۔ یعنی یہی معنی تمام علمائے کرام و صوفیائے عظام و متکلمین فحام و مفسرین عالی مقام نے بتائے۔ یہی معنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تابعین کو، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم نے تبع تابعین کو، تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد والوں کو سمجھائے، بلکہ یہی معنی خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینکڑوں حدیثوں میں ارشاد فرمائے بلکہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیسیوں آیات مبارکہ میں متعدد طریقوں سے خاتم النبیین کے صرف یہی معنی سکھائے ہیں اور اس امر کا اقرار قادیانی مرزائیوں کے مقابلہ میں خود دیوبندی مولویوں کو بھی بار بار کرنا پڑا۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبندی کی کتاب ختم النبوة فی القرآن و ختم النبوة فی الحدیث و ختم النبوة فی الآثار سے اسی مضمون کے متعدد حوالے ہم اپنی اس کتاب کی بحث ”دیوبندیوں کی فریب کاریوں“ کے عنوان میں لائے ہوئے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی اسی کتاب تحذیر الناس کے ص ۲۹ پر لکھتے ہیں:-

”باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر لغو ذبا اللہ لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط ازراہ بے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ

اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے۔ المرء لقیس علی نفسه اپنا یہ وطیرہ نہیں، نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز۔ اگر بوجہ کم الفتاویٰ بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا، تو ان کی شان میں کیا نقص آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ہے

گاہ باشد کہ کودک نادان

بہ غلط بردہ ف زندقہ ترے

اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے آج تک کسی مولوی، کسی عالم، کسی متکلم، کسی مفسر، کسی صوفی، کسی ولی، کسی تابعی تابعین کے کسی تابعی، کسی صحابی نے حتیٰ کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں بتائے جو مولوی نانوتوی صاحب نے تصنیف کئے ہیں کہ حضور بغیر کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں اور خاتم النبیین کے یہ معنی گھڑنے کی یہ مشقیں تو صرف مولوی نانوتوی صاحب نے فرمائیں اور نانوتوی صاحب نے ہی سب حضرات کے بتائے ہوئے سکھائے ہوئے، ارشاد فرمائے ہوئے، معنی میں غرایاں، خامیاں غلطیاں بتائیں تو مولوی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر سے اب تک کے تمام اکابر پیشوایان اسلام کے بتائے ہوئے معنی کو غلط جاننے اور ان کے مقابلہ میں میرے تصنیف کئے ہوئے معنی کو صحیح ماننے سے ان اکابر اسلام کی کوئی توہین نہیں ہوتی۔ خاتم النبیین کے معنی سمجھنے میں ان حضرات کا اکابر اسلام سے بھول چوک تو ضرور ہو گئی۔ لیکن اس بھول چوک سے ان کی شان میں کچھ کمی نہیں آگئی۔ ان تمام حضرات اکابر اسلام اولین و آخرین میں سے کسی نے اس مسئلہ ضروریہ دینیہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی۔ اس لیے ان میں سے کوئی بھی خاتم النبیین کے صحیح معنی نہیں سمجھ سکا۔ اس سے ان کا مرتبہ کچھ گھٹ نہیں گیا اور میں نے باوجود ایک نادان بچہ ہونے کے ٹھکانے کی بات کہہ دی۔ خاتم النبیین کے صحیح معنی بتا دیے اس سے میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نا سمجھ لڑکا غلطی سے صحیح نشانے پر تیر مار لیتا ہے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے ان عبارات میں تمام اکابر اسلام اولین و آخرین کو بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ٹوام یعنی بے سمجھ لوگوں میں شامل کر کے سخت شدید اہانت کی ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک مہری دستخطی فتوے ہے جس کے فوٹو اکثر حضرات مناظرین اہلسنت کے پاس ہیں اور اس کا عکس اسی "دیوبندی مذہب" میں بھی ہم پیش کر رہے ہیں اس کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

"دو شخص کذب باری میں گفتگو کر رہے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے

شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں، یہ قائل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہلسنت و جماعت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کے؟

مولوی گنگوہی صاحب نے جو اس سوال کا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے کیونکہ وقوع خلف و عید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے۔ خلف و عید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ و عید ہوتا ہے، گاہ وعدہ، گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے۔ ان اگر ہو گا تو حیوان بالضرر موجود ہو دے گا۔ لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض کسی فرد کے ہو، پس بناؤ علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ ہر چیز یہ قول ضعیف ہی ہے، مگر تاہم صاحب دلیل قوی کو تفصیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں حنفی شافعی پر اور عکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تشہیل نہیں کر سکتا، اس ثالث کو تفصیل و تفسیق سے مومن کرنا چاہیے۔ البتہ بزری اگر فحاش ہو تو بہتر ہے۔ اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں۔ یعنی وہ اس بات کا قائل ہے کہ معاذ اللہ خدا جھوٹ بول چکا۔ خدا جھوٹا ہے۔ ایسا کہنے والا بھی نہ کافر ہے نہ گمراہ، نہ گنہگار، بلکہ سنی صراح مسلمان ہے، اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہ کہنا چاہیے۔ خدا کے سچے جھوٹے ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے درجے کا اختلافی ہے۔ جیسے حنفی شافعی کے اختلافی مسائل حنفی نے کہا نماز میں ہاتھ ناف سے نیچے باندھو، شافعی نے کہا کہ ہاتھ ناف سے اوپر باندھو۔ اسی طرح کسی امام نے کہا خدا سچا ہے، کسی امام نے کہا خدا جھوٹا ہے۔ خدا کو جھوٹا کہنے والے کے کافر کہنے سے اگلے زمانے کے علمائے اسلام کو کافر کہنا لازم آجاتا ہے۔ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ خدا جھوٹا ہے۔ پھر مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے نزدیک ایک دلیل سے ثابت بھی کر دیا کہ وقوع کذب باری تعالیٰ کے معنی درست ہو گئے۔ یعنی یہ بات ٹھیک ہے کہ خدا جھوٹا ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی گنگوہی صاحب نے جس دلیل سے معاذ اللہ خدا کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔ اس دلیل کی حقیقت بھی مختصر الفاظ سے واضح کر دی جائے۔ جس کلام کے کہنے والے کو سچا اور جھوٹا کہا جاسکے۔ اس کو خبر کہتے ہیں۔ جس کلام کے کہنے والے کو سچا جھوٹا نہ کہا جاسکے، اس کو انشاء کہتے ہیں۔ خبر کا واقع کے مطابق ہونا صدق اور سچائی ہے جو خبر واقع کے مطابق ہو۔ وہ سچی خبر اور خبر صادق ہے۔ خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا کذب اور جھوٹ ہے۔ جو خبر واقع کے مطابق

نہ ہو وہ جھوٹی خبر اور خبر کاذب ہے۔ کلامِ اثنائہ سچا ہو سکتا ہے نہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ سچا یا جھوٹا ہونا صرف خبر ہی کے ساتھ خاص ہے۔ کسی جرم پر کسی سزا کا مقرر کرنا وعید ہے، کسی اطاعت گزار کی، فرمانبرداری، وفا شعاری پر کسی انعام کا اعلان کرنا وعدہ ہے۔ وعدے اور وعید سے کبھی کسی واقع کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ وعید کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ جرم کرنا چاہتے ہیں ان کو ڈرایا جائے، دھمکایا جائے۔ جرم کرنے سے باز رکھا جائے۔ وعدے کا مقصد صرف اس قدر ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کا لوگوں کو شوق دلایا جائے۔ ان کو خدمت گزار کی و اطاعت شعار کی طرف متوجہ کیا جائے، ان کے دلوں میں خدمت و اطاعت کا جذبہ پیدا کیا جائے جس کا رخدمت پر کوئی انعام مقرر کیا جائے۔ اس کے بجالانے والے کو انعام نہ دینا عیب ہے۔ ونامت و خست کینگی و رذالت ہے۔ لہذا خلف وعدہ یا وعدہ خلافی عیب و نقصان ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس عیب و نقصان سے جو بپاک و منزہ ہے۔ لیکن کسی جرم کرنے والے کو کسی وجہ سے اس جرم پر مقرر کردہ سزا نہ دینا، معاف کر دینا، چھوڑ دینا ہرگز عیب نہیں بلکہ اس کو جو دو کرم، بخشش و رحم کہتے ہیں، ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص چابازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور ایک سپاہی اس جان بازی کو پورے طور پر ادا کر دے پھر بھی بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو وعدہ خلاف کہا جائے گا۔ اس کو بدنام کیا جائے گا۔ اگر کچھ لوگ زبان سے ڈر کے مارے نہیں کہیں گے تو کم از کم دلوں میں تو ضروری سمجھیں گے کہ بادشاہ نے بہت برا کیا۔ وعدہ خلافی کر کے دغا بازی اور فریب کاری سے کام لیا۔ لیکن اگر وہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں جان بچا کر بھاگ آنے والے کی سزا یہ ہے کہ اسے گولی سے اڑایا جائے گا۔ پھر اسی کی رعایا میں سے کچھ ایسے سپاہی اس کے سامنے پیش ہوں گے جو دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوں اور وہ بادشاہ ان کو چھوڑ دے، معاف کر دے تو کوئی عقل مند ہرگز یہ نہیں کہے گا کہ بادشاہ نے اپنے قانون کو اپنے اعلان کو جھوٹا کر دیا۔ بلکہ یہی کہا جائے کہ بادشاہ نے بے چارے سپاہیوں پر اور ان کے بال بچوں پر رحم فرما کر ترس کھا کر معاف فرما دیا، بخش دیا، لہذا یہ خلعت و عید مجرم کو بخش دینا، معاف کر دینا ہرگز عیب نہیں، نقصان نہیں، بلکہ خوبی و کمال ہے۔ اس کو رحم و کرم کہتے ہیں۔ اس کو ہرگز جھوٹ اور کذب نہیں کہہ سکتے۔

اس مضمون کو علامہ ابن عابدین شامی شامی اپنی کتاب رد المختار کی اس عبارت میں جس کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص ۲ پر نقل کیا ہے۔ یوں لکھتے ہیں :-

هل يجوز الخلف في الوعيد فظا هرما في المواقف والمقاصد
ان الاشاعة قائلون بجوازها لانه لا يعد نقصا بل جودا وكرما،

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے گنہگار بندوں کے لئے جن سزاؤں کا اعلان فرمایا ہے۔ ان کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ان گنہگاروں کو بخشا جاسکتا ہے یا نہیں، تو کتابِ موافقت و کتابِ مقاصد کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وعید کے خلاف ہو سکتا ہے۔ گنہگاروں کے لیے جو وعیدیں فرمائی گئی ہیں۔ ان کو ان سے معافی دی جاسکتی ہے کیونکہ ایسا کرنا عیب نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس کو بخشش اور مہربانی کہا جاتا ہے اس تحریر سے ظاہر ہو گیا کہ خلف وعید برگز کذب نہیں، عیب نہیں، نقصان نہیں، خلف وعید کو کذب یعنی جھوٹ سے قطعاً کوئی علاقہ نہیں۔ لیکن مولوی ابی نعیمی صاحب نے براہین قاطعہ کے ص ۳۲ پر کذب کو اصل اور خلف وعید کو اس کی فرع بتا کر یہ لکھ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں کذب کو جنس اور عام اور خلف وعید کو اس کی نوع اور خاص بتا کر لکھ دیا کہ:

” وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے “

یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا جھوٹ بول چکا، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے کیونکہ وقوع تینوں زمانوں کو شامل ہے۔ کسی چیز کا زمانہ گزشتہ میں یا زمانہ موجود میں یا زمانہ آئندہ میں واقع ہونا سب وقوع میں داخل ہے۔ مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے اس مہری دستخطی فتوے میں اللہ عز و جل کی سخت شدید تکذیب کی، اور مہر کبر اللہ تبارک و تعالیٰ کو جھٹلایا بنا بریں یہ چاروں اشخاص تکذیب باری تعالیٰ و توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والکار ختم نبوت کرنے کی وجہ سے مبتلائے کفر ہوئے اور دیوبندیہ کے مایہ ناز امام کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ (سنی علماء مولانا احمد رضا خان صاحب) پر ان علمائے دیوبند کی کجی فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ الخ۔

(اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری ص ۱۳)

اور آج سے چوالیس سال پیشتر عرب و عجم کے جمیع رؤسائے ملت و اکابرین علماء اور تمام ممالک اسلامیہ کے مفتیان شریعت محمدیہ مطہرہ نے ان چاروں مولویوں کو صاف لفظوں میں ترکیب کفر اے دین فرمایا۔ جن کے صرف دستخطوں کے منونے عربی زبان سے اردو میں منتقل کر کے آئندہ صفحات میں آرہے ہیں اور ہم نے از حد خارج کر کے گنگوہی صاحب کے فتوے کا اصل فوٹو حاصل کر کے اس کا عکس اتروایا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمادیں، اور خود فیصلہ کریں کہ گنگوہی کے اس فیصلہ کے بعد کہ وقوع کے معنی درست ہو گئے یا ابلیس لعین سے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کو کم بتانے تصریح مندرجہ براہین قاطعہ پر تصدیق کے بعد کیا کوئی مسلمان ایسے شخص کو مسلمان تصور کر سکتا ہے۔ اب گنگوہی کے اپنے قلم سے لکھا ہوا فتوے ملاحظہ کر لیجئے۔ جس میں وہ خدا تعالیٰ کو فی الواقع جھوٹا کہتا ہے، چونکہ اس اصل فتوے کو کافی عرصہ گزر چکا ہے، اس لئے اس کے فوٹو سے (بلاک) اتروانے میں پریس سے گوبعض

حروف اور مہر کے حروف ضائع ہو گئے ہیں۔ تاہم سوال و جواب اور گنگوہی کے یہ ناپاک الفاظ کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ بخوبی پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر تمام حروف و الفاظ و صحیح مہر والا عکس و فتوے ملاحظہ کرنا ہو، تو ہندوستانی حضرات، حضرت شیریشیہ اہل سنت مولانا حسنت علی خان صاحب دامت برکاتہم پہلی مصیبت و پاکستانی حضرات دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں نشر لیت لے جا کر اطمینان کر سکتے ہیں۔

خدا پہ یہ جو ذہبہ جھوٹ کا محظوظ
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

دیوبندیہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کے

قلمی دستخطی و مہری فتوے کی عبارت جس میں

اس نے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہا جس کے اصل کا

عکس سامنے والے صفحہ پر موجود ہے۔

اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

سوال

بسم الله الرحمن الرحيم

ما قولکم رحمکم اللہ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك** الخ، لفظ عام ہے شامل ہے معصیت قتل مومن کو۔ پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد بھی فرماوے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے **ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاءه جہنم خالداً** الخ۔ لفظ من عام ہے شامل مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قاتل کے ختم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں **ولا يغفر** نہ و **لا يمكن** ان يغفر یہ سن کر اس قاتل نے جواب دیا۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں۔ اور دوسرا قول اسی قاتل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی منافق للطبع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے بعض مواضع میں جائز رکھا ہے اور توریہ و عین کذب بعض مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں۔ نہ فقط توریہ، آیا یہ قاتل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت و جماعت باوجود قبول کرنے کے کذب باری تعالیٰ کے، **بدینوا و توجروا۔** **الجواب** :- اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر

کہنا یا بدعتی ضال نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علماء و سلف کی قبول کرتی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں۔ بقول علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حجت قالوا لانه ليس بنقص بل هو كمال۔ الخ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء خلف وعید کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے۔ کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو۔ سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعدہ گاہ خبر۔ اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے، انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہووے گا۔ لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض کسے فرد کے ہو۔ پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماء و سلف کی لازم آتی ہے۔ ہرچند یہ قول ضعیف ہے۔ مگر تاہم مقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تفصیل صاحب دلیل ضعیف ہے۔ مگر تاہم مقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تفصیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تفصیل نہیں کر سکتا **انما یؤمن انشاء اللہ** کامسند کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تفصیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ البتہ بزمی اگر فہمائش ہو بہتر ہے۔ البتہ قدرہ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسند اتفاق ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ اگرچہ اس زمانے میں لوگوں کو اعتقاد بیجا ہو گیا ہے۔ **قال الله ولو شئنا کل نفس هداها ولكن حق القول منی لا ملین جہنم من الجنة والناس اجمعین۔** **الآیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔** کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

دیوبندیوں کا مشہور اعتراض

تمام علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ یہ فتوے ہمارا نہیں ہے بلکہ افتراء ہے۔ اس لیے اس کو گنگوہی صاحب کی طرف سے منسوب کرنا درست نہیں۔

فیصلہ کن جواب

دیوبندی ایک مشہور مقدمہ باز فرقہ ہے۔ فیض آباد میں حضرت شیر بشیہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب اور لاہور میں حضرت شیخ الحدیث پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب دامت برکاتہما پر دیوبندیوں کی جھوٹی مقدمہ بازی اور پھر دیوبندیوں ہی کی شکستیں و ذلتیں، کسی سے مخفی نہیں، یہ فتویٰ گنگوہی کی زندگی میں ہی تردید ہو کر کئی بار چھپا۔ گنگوہی صاحب انگریزی آدمی تھے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں انگریزوں کا گھٹ جوڑا۔ اگر یہ فتوے افتراء ہوتا تو وہ اپنے ان دانا انگریزوں سے سنی علماء پر سینکڑوں جرم عائد کروا دیتے۔ نیز فتوے دے دینے کے بعد اس سے منکر ہو جانا یہ دیوبندی مولویوں کی پرانی عادت ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم صرف دو نظریں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ نانو توہی پر دیوبندی مفتیوں نے حال ہی میں بوجہ بے خبری کے کفر کا فتویٰ دیا اور جب شورش ہوئی تو پھر اس فتویٰ کفر میں قسم قسم کے ہیر پھیر کئے گئے۔ خود دیوبندیوں کو ہی اس بددیانتی پر یہ بکھتا پڑا کہ:

”اگر بعد میں یہ ثابت نہ ہو جاتا کہ یہ عبارتیں اور یہ عقیدہ خود اپنے ہی گھر کا ہے تو ہزار برس بھی اس فتویٰ کو غلط نہیں کہا جاتا۔“ دیکھو تفصیل کے لیے تجلی دیوبند مئی ۱۹۵۶ء۔

۲۔ دیوبند کے حالیہ مہتمم محمد طیب نے ایک خط میں کسی شخص کو لکھا کہ۔

”حضرات صحابہ کرام معیار حق نہیں ہو سکتے۔“

مودودی پارٹی نے اس پر شورش برپا کر کے اخبار ”دعوت“ دہلی میں مہتمم صاحب کی خوب خبری مہتمم صاحب کو سپوڑ گئے اور کذب بیانی پر اڑ کر یہ شائع کر دیا کہ۔

”اخبار دعوت فروری ۱۹۵۶ء میں میری طرف منسوب کر کے ایک خط شائع کیا گیا ہے یہ مضمون

(الجمیعت ۲۵ فروری ۱۹۵۶ء)

میرے مسک کے بالکل خلاف اور منافی ہے۔“

مودودی پارٹی نے جب مہتمم صاحب کی یہ دیانت دیکھی تو انہوں نے اس کے خط کا فوٹو شائع کرنے کا اعلان کر دیا۔ اب مہتمم صاحب کو اپنا کذب واپس لینے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو مودودیوں کے سامنے سر

جھکا کر مان گئے کہ:-

”یہ خط میرا ہی ہے جو آپ نے شائع فرمایا ہے۔“ (دعوتِ دہلی ۲۵ مارچ ۱۹۵۶ء)

ناظرینِ کرام کے سامنے ہم نے دیوبندیوں کی کذب بیانی اور اپنے غلط فتوؤں سے منکر ہو جانے کی یہ ایسی

دو مثالیں پیش کر دی ہیں جن کی تفصیل مولوی شبیر احمد عثمانی کے اخلافِ مسلم دیوبندی مولویوں

کے رسالہ ”تجلی دیوبند“ ماہ مئی ۱۹۵۶ء میں موجود ہے جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ گنگوہی کے فتوے سے

دیوبندیوں کا منکر ہو جانا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسے پائپر پلینے کے یہ پرانے عادی ہیں۔ نیز خود دیوبندیوں نے بھی گنگوہی کی

دستی تحریر کا نوٹ اپنی کتاب ”مکاتیب رشیدیہ کے ص ۱۲ پر دیا ہے۔ دنیا کے کسی بھی سپیشلسٹ کے سامنے پیش

کر کے انصاف کا دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے۔ معلوم ہو جائے گا کہ یہ دونوں تحریریں ایک ہی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔

کچھ فرق نہیں ہے۔

دیوبندیوں کی ان کفریہ عبارات کے متعلق دیوبندیوں کی مکاریوں

کا صفا

فتاویٰ حسامِ الحرمین وغیرہ کے متعلق ملاں شنبلی کے معرکہ القلم فیصلہ کن مناظرہ کی

خصوصی فریب کاریوں کا دفعیہ

(عبارت ”تخذیر الناس کے متعلق)

فریب: مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس جگہ ”تخذیر الناس کی عبارت نقل کرتے ہیں نہایت افسوسناک

تخریف سے کام لیا ہے۔ الخ۔ یہ عبارت ”تخذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ الخ۔ خات

صاحب موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے ص ۱۳ کا فقرہ لکھا ہے۔ اس کے

بعد ص ۲۸ کا پھر ص ۳ کا الخ۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۲۵، چراغِ سنت و غیرہ)

الجواب:- مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”تخذیر الناس کی عبارت کا مفہوم عربی عبارت

میں بیان فرمایا ہے۔ عبارت میں تخریف کا سوال تو تب پیدا ہوتا کہ اعلیٰ حضرت مرحوم ”تخذیر الناس کی اردو عبارت

نقل فرماتے اور پھر اس کے الفاظ ترک کر دیتے یا علمائے عرب کے سامنے پیش کرنے کے لئے اردو عبارت

سے یہ فتویٰ بانی دیوبند کی ان عبارتوں پر دیا گیا ہے جن میں اُس نے بیوں کو جھوٹ سے غیر معصوم مانا ہے دیکھو اس کی تصفیۃ العقائد

ص ۱۲۵، ۱۲۵ اور دیکھو ہماری اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں کے حضور کے متعلق ناپاک عقائد۔ (مؤلف)

کا۔ عربی میں مفہوم پیش کرنے میں تغیر و تبدل معنوی کرتے، حالانکہ اعلیٰ حضرت نے لفظ بہ لفظ پوری دیانت سے پیش فرمایا ہے لہذا یہ تحریف کا دھوکہ سنبھلی صاحب کی عقل و فہم کی کوتاہی یا محض حسد و تعصب کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی اردو کتاب کی اردو عبارات کو بحروف کسی طرح بھی دوسری زبان میں نقل نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اس کا معنی بیان کیا جاسکتا ہے جو کہ مکمل طور پر دیانتداری سے اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا ہے۔ ترتیب بدل دینے کا دھوکہ بھی بے معنی ہے کیونکہ سوال میں ساری کتاب کا پیش کرنا ہی ممکن تھا۔ اب ضروری تھا کہ اس کے مختلف مقامات کی قابل اعتراض عبارات کو پیش کیا جاتا۔ اعلیٰ حضرت نے غیر تمام فقرے نہیں نقل فرمائے بلکہ تحذیر الناس کی مختلف مقامات کی کفریہ عبارات کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ مسلمان جب قادیانی عبارات پیش کرتے ہیں تو کیا قادیانیوں کو بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ تم مختلف فقرے نقل کرتے ہو۔ حالانکہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے جن فقروں کا مفہوم نقل فرمایا ہے۔ وہ مستقل فقرے ہیں اور کلام تام ہے جن کے مستقل مفاہیم ہیں۔ لہذا ان کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دیوبندی ملا صاحب کس قدر چالاکی سے مستقل عبارتوں کو غیر تام فقرہ کا نام دے کر ٹوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے ترتیب ہرگز نہیں بدلی۔ بلکہ پہلے ص ۱۴ پھر ص ۲۸ کی عبارت کا بالترتیب مفہوم بیان فرما کر پھر ص ۳۱ کی عبارت کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ تو عبارت کی علیحدگی کا یہ (سر) دے دیا ہے جو کہ وانما یتخیل کے لفظ پر اب بھی موجود ہے۔ دن دہاڑے ایسا دھوکہ دیتے ہوئے دیوبندیوں کو کچھ تو خوف خدا بھی کرنا چاہیے اور پھر ترتیب کوئی فرض بھی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کے مولوی کا ہی کلام ہے۔ خود کلام الہی کی ترتیب بحالت نماز بھی بدل دینے کے متعلق آپ کے تھانوی صاحب سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہونے دیتے چنانچہ لکھتے ہیں کہ درمختار میں ہے۔

وبكره الفصل بسورة قصيرة وان يقر من كوما۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی اور سجدہ سہو لازم نہیں (امداد الفتاویٰ حصہ ۱ صفحہ ۲۰) اب فرمائیے کہ آپ کے امام کے کلام مقدس کے بدلنے میں کون سی تعزیرات لگتی ہیں؟۔

فریب۔ تحذیر الناس کی عبارت میں بالذات کا لفظ تھا اور اس عبارت میں صرف بالذات فضیلت کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے۔ الخ

(خلاصہ اعتراض فیصلہ کن مناظرہ ص ۳۸)

الجواب :- اولاً تو دیوبندیہ کا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے لفظ بالذات ادا کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے نا نو تو می کی جس عبارت کا ترجمہ فرمایا ہے۔ اس میں جملہ لافضل فیہ احصا صاف موجود ہے اور یہ لفظ اصلاً ہی لفظ بالذات کا ترجمہ ہے۔ لفظ اصل ذات کے معنی میں آتا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق بے شمار لغوی استشادات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ یہاں ہم اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ خصوصاً اسی کتاب تحذیر الناس میں تو لفظ ذات اور لفظ اصل ہر جگہ ایک ہی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ نا نو تو می صاحب لکھتے ہیں :-

”یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مؤمنین میں بالعرض آپ اس امر میں مؤمنین کے حق میں والد معنوی میں۔ یعنی اوروں کا ایمان آپ کے ایمان سے پیدا ہوا ہے اور آپ کا ایمان اوروں کے ایمان کی اصل ہے۔“ الخ۔

(تحذیر الناس ص ۱۱)

تو یہاں ذات کا بدل اصل اور اصل کا بدل ذات موجود ہے۔ افسوس کہ اگر سنبھلی صاحب ہمارے سامنے ہوتے تو ہم ضرور عرض کر دیتے کہ یا تو دیوبندی علمیت کا ہی دیوالیہ ہے اور یا پھر ایمان داری کا تو نام ہی نہیں۔ خیر یہ تو دیوبندیوں کے جاہلانہ اعتراض کا اصل جواب تھا۔ اب ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ملا صاحب کا لفظ بالذات سے مفاد اٹھانا ہی بے کار ہے۔ کیونکہ اگر اسے قید احترازی تصور کر کے بقول سنبھلی صاحب یہاں بطور مفہوم مخالفت بالعرض بھی ملحوظ ہوتی تو تحذیر الناس کی اس عبارت کا یہ حصہ کہ :-

”پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔“

یہ عبارت بالکل بے کار ہو جاتی ہے کیونکہ ختم زمانی کی فضیلت بالعرض کی صورت میں بھی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مقام مدح میں فرمانا تو پھر بھی صحیح ہو جائے گا۔ چونکہ نا نو تو می بالکل ہی ختم زمانی کی صورت میں آیت مذکورہ کو مقام مدح میں صحیح نہیں سمجھتا۔ اس لیے واضح ہے کہ اس کے نزدیک نہ بالذات نہ بالعرض کوئی بھی فضیلت ملحوظ نہیں اور اس کے ثبوت کے لیے اس کی دوسری بے شمار عبارتوں میں سے بطور نمونہ یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ :-

”بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں۔“ الخ۔

(تحذیر الناس ص ۱۱)

یہاں نہ بالذات نہ بالعرض ہر قسم کی افزائش (فضیلت) سے انکار ہے۔ ویسے تو منظور صاحب جو دل

چاہے بنائیں مگر کج:

کیا بنے بات جہاں بات بنانے بنے

اسالہ چراغ سنت کا فریب گڑھ

صاحب ”چراغ سنت“ نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بلکہ اپنے کذاب پیشوا سنبھلی کی دروغ گوئیوں کی نقال کی ہے۔ فرماتے ہیں:-

”یہ عبارت جو بریلویوں کے بزرگ نے یہاں لکھی ہے۔ یہ عبارت اس کتاب میں سرسے سے موجود ہی نہیں۔ البتہ یہ لفظ موجود ہیں“ الخ (چراغ سنت ص ۱۴)

پھر فرماتے ہیں:-

ایک لفظ یہاں سے اٹھاؤ دوسرا وہاں سے۔ الخ۔ (ص ۱۴)

ہمیں مولف ”چراغ سنت“ کی بدھو ذہنیت پر بائیں وجہ ضرور تعجب ہے کہ جس شخص کو عبارت اور لفظ کے معنی کا ہی پتہ نہیں، وہ امت دیوبندیہ کا مصنف سنت ہے۔

اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین۔ کیوں حضرت؟ لفظ تو تحذیر اناس میں اسی طرح موجود ہیں۔ تو پھر عبارت کیا مسجد شہید گنج کے بدلے وصول شدہ سبز نوٹوں کا نام ہے یا پاکستان کی مخالفت میں انگریزوں اور ہندوؤں کے چندوں کا نام ہے۔ ہاں تو فرمائیے کہ یہ عبارت ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں“ الخ (تحذیر اناس ص ۱۲) کیا دیوبندی حساب سے ابھی تک ایک لفظ ہوا ہے۔ کیا دیوبندی سب کے سب ایسے جاہل ہیں کہ آپ ایسے جھوٹ بول کر بھی ان کو مطمئن کر لیتے ہیں۔ کفر کی حمایت میں اتنے باپڑہ ملتے وقت کچھ بھی خوفِ خدا نہ آیا۔ زندگی چار روز ہے۔ آخر کار با خدا۔

جو فقرے خان صاحب نے اس موقع پر نقل کئے ہیں۔ ان کا ماسبق و مالحق نہ حذف کر دیا ہے۔

(فیصد کن مناظرہ ص ۲۸)

الجواب :- اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس دیگچے کے منہ پر لکڑی رکھ کر ایک تاگہ میں خنتر پر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا۔ کیونکہ سب

حرام ہو گیا۔ پلانے والا کہے کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھے سو تو لے ہوتے ہیں۔ آپ فقط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہو۔ دیکھو اس بوٹی کے آگے دیکھئے دائیں بائیں اور نیچے چار اینچ گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے۔ وہ مسلمان یہی کہے گا کہ یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہو گیا۔

(حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی۔ مصنفہ احمد علی دیوبندی لاہوری ص ۸)

بالکل یہی قصہ محمد قاسم صاحب سکے ماسبق و مالحق کا ہے کہ خواہ اُن کے ماسبق و مالحق میں کس قدر ہی اچھائی کیوں نہ ہو اس سور کی بوٹی نے ان کے سارے مالحق و ماسبق کو خراب کر دیا ہے۔

فریب :- مولوی محمد قاسم صاحب کی دوسری عبارات میں ختم نبوت زمانی کا اقرار ہے تو پھر اب یہ بہتان کیوں لگاتے ہو کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ چنانچہ آپ کی اسی کتاب اور دوسری کتب کی دوسری تقریحات سے یہ امر ثابت ہے۔
(خلاصہ اعتراض فیصلہ کن مناظرہ ص ۲۰ وغیرہ)

الجواب :- مولوی صاحب خواہ کچھ بھی تصریحیں کرتے رہیں۔ ہمیں تو اُن کی ان قابل اعتراض کفریہ عبارات پر اعتراض ہے۔ اس کفریہ کی عبارت کی صفائی میں اس کی دوسری عبارات پیش کرنا تو ایسا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے دعوائے نبوت والی عبارات کی صفائی میں اس کی ”ہر نبوت رابرود شد اختتام“ والی عبارت پیش کر کے مرزائی جان بچاتے ہیں۔ بہر حال وہ عبارت سور کی بوٹی ہے۔ جس سے سارا دودھ حرام ہے۔ اپنے ہی پیشوا احمد علی صاحب کا مندرجہ بالا دودھ اور سور کی بوٹی والا فیصلہ دیکھ لیجئے اور یہ تو بالکل ایسا ہے کہ جیسے کوئی بد مذہب کہہ دے کہ میں نماز کو فرض مانتا ہوں۔ لیکن اقموا الصلوٰۃ سے صرف نماز کی فرضیت کو نہیں مانتا بلکہ ایک عام مفہوم مراد لیتا ہوں جو کہ ہر قسم کی عبادات نماز، روزہ وغیرہ پر شامل ہو۔ ایسے ہی نانوتوی صاحب خاتم النبیین سے صرف ختم زمانی کے منکر ہیں۔ تو جیسے اقموا الصلوٰۃ سے صرف فرضیت نماز کے منکر کا جو حال ہے وہی نانوتوی صاحب کا ہے اور خود مولوی حسین احمد دیوبندی اس امر کا اقرار کرتا ہوا لکھتا ہے۔

”معلوم کرنا چاہیے کہ آیت ولکنت من رسول اللہ وخاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین

اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے، خاتمیت مرتبی نہیں۔ حضرت مولانا

نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس چہر پرانکار فرما رہے ہیں۔“

(الشباب آتاقب ص ۴۴)

فریب :- صاحب تحذیر الناس نے خاتم سے خاتم زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ صرف خاتم زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتایا ہے۔ الخ۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۵۳)

الجواب :- استغفرا للہ من الکذابین۔ انسان کو جھوٹ بولتے ہوئے کچھ تو خوف خدا

کرنا چاہیے۔ کیا تحذیر الناس کی اس کفریہ عبارت میں کوئی ایک بھی لفظ دکھا سکتے ہو کہ جس میں صحر کرنے کے معنی ہو۔ وہ تو صاف لکھ رہا ہے کہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے الخ، کیا اس میں کوئی لفظ صرف وغیرہ ہے جس سے صحر کی نفی کی دلالت ہو۔ نیز یقیناً حضور کی خاتمیت ذاتی تو ہے شمار دوسرے دلائل سے ثابت ہے جس پر سب کا ایمان ہے مگر اس آیت خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی کے علاوہ کوئی اور خاتمیت نکالنا آپ کے مولوی علمائے دیوبند بھی کفر تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع مفتی دیوبند تصریح کرتے ہیں،

آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

(ختم النبوة فی الآثار مطبوعہ دیوبند ص ۱۷، سطر ۱۱، مصنف محمد شفیع دیوبندی)

مولوی محمد شفیع کی اس تصریح سے بالکل عیاں ہو گیا کہ آیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے فرض ہے اور اس ظاہری معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا مفہوم ظاہری وہی ہے جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لابی بعدی سے ارشاد فرمایا۔ کیا کوئی نا عاقبت اندیش کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ کہ خاتمیت ذاتی بھی اس آیت کا ظاہری مفہوم تھا۔ مگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تریسٹھ سالہ ظاہری زندگی میں یہ ظاہری مفہوم سمجھنے سے ہی قاصر رہے۔ معلوم ہوا کہ اس کا ظاہری مفہوم صرف خاتمیت زمانی ہے اور یہ آیت اسی معنی میں منحصر ہے اور اس صحر کو توڑ کر اس کے ظاہری معنی میں تاویل کرنا جس طرح محققان نے کی ہے یہ صریح کفر ہے اور لطف یہ کہ خود مولوی محمد قاسم نے تسلیم کیا کہ یہ معنی جو اس نے کئے ہیں۔ بیترہ سو سال میں کبھی کسی نے بھی نہیں کئے، لکھا ہے ۷

گاہ باشد کہ کو دک ناداں

بغلط بردہوت بوند تیرے

یعنی اجماعی عقیدہ اور اجماعی معنی کا منکر صرف یہی کو دک ناداں ہے تو اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار مفتی کی اس تصریح کے بعد خاتم النبیین کے اس معنی پر اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے اور آخری نبی ہیں اور اس کے اس معنی میں تاویل و تخصیص کرنے والا کافر و مرتد ہے نا تو توئی کے کفر و ارتداد پر کسی اور تصریح کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو لیجئے پاکستانی دیوبندیوں کے ایک سب سے معتبر مولوی کی صاف تصریحات ملاحظہ کیجئے۔ مولوی ادریس کاندھلوی فی الحال مدرسہ اشرفیہ لاہور اپنی

کتاب مک الخاتم فی ختم النبوة علی سید الانام میں آیت خاتم النبیین کے معنی کے متعلق آخری فیصلہ کرتا ہوا لکھتا ہے:-

(۱) قرآن و حدیث نے یہ اعلان کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں الخ۔

(مک الخاتم مطبوعہ ملتان ص ۱۱)

(۲) لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا۔ تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوں گے۔ لہذا آیت مذکورہ میں چونکہ خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے کے ہوں گے۔ (ص ۱۵)

(۳) خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کئے یعنی آخر النبیین کے تمام ائمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت و عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا۔ (۲۰)

(۴) ہم مزید توضیح کے لیے اس آیت کی دوسری قرات پیش کرتے ہیں۔ وہ قرات یہ ہے ولکن نبیاً ختم النبیین۔ یہ قرات حضرت عبداللہ بن مسعود کی ہے۔ جو تمام تفاسیر معتبرہ میں منقول ہے۔ اس قرات سے وہ تمام تاویلات اور تحریفات بھی ختم ہو جاتی ہیں جو مرزائی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کی ہیں (ص ۲۱) واضح ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔ (ص ۲۳)

(۶) انا خاتم النبیین کے بعد لابی بعدی کا اضافہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ خاتم کے معنی مہر نہیں بلکہ آخر کے ہیں (ص ۲۲)

(۷) خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں، جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی۔ انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے، فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (ص ۲۵)

(۸) خاتم النبیین اور خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی۔ (ص ۲۶)

(۹) خاتم النبیین سے یہی مراد ہے نہ کچھ اور وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی درحقیقت خاتم النبیین ہی کی تفسیر ہیں اور بہت سی ہیں۔ (ص ۲۷)

(۱۰) اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری کہا گیا ہے۔ چھ ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے

کسی مسلمان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بیانات اور اصول دین سے انکار ہے۔

(۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصول دین کا انکار ہے اور ظاہر ہے کہ اصول دین کا

(۱۲) اب سوال یہ ہے کہ..... مرزا صاحب نبوت کے مدعی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے منکر تھے۔ تو مرزا صاحب اس اصول دینی کے انکار کی بنا پر کافر ہوئے یا نہیں؟..... اور اگر نہیں تو باوجود اصول دین کے انکار کے کیوں کافر نہیں اور اگر کافر ہیں تو ان کی تکفیر کا اعلان ضروری ہے۔ تاکہ عوام کو اشتباہ نہ رہے۔ (صفحہ ۲۹)

(۱۳) لغت اور محاورہ کا عرب کے اعتبار سے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔ (صفحہ ۳۴)

(۱۴) لابی بعدی اور خاتم النبیین کے مفہوم اور مدلول میں کوئی فرق نہیں اور لابی بعدی کا بعینہ یہی مطلب ہے جو خاتم النبیین کا ہے۔ اختتام نبوت پر دونوں لفظیں اس طور پر درست کرتے ہیں (صفحہ ۳۵)

(۱۵) معلوم ہو گیا کہ ختم نبوت امت محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے..... کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اور آپ آخری نبی ہیں۔ (صفحہ ۶۶)

صاحب مسلک الختم کی ایسی بے شمار فیصد کن تصریحات میں سے صرف یہ پندرہ نمونے حاضر ہیں۔ آپ ان عبارتوں خصوصاً خط کشیدہ الفاظ پر دوبارہ نظر فرماویں تو بہر حال آپ کو یقین ہو جائے گا کہ دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار مصنف کو صاف اقرار کرنا پڑا ہے کہ آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتم النبیین کا معنی صرف آخر النبیین ہے اور یہ آیت صرف اسی معنی خاتم زمانی میں محصور ہے۔ چنانچہ تصریح راوٹے الفاظ صرف اور (اسی) اس امر کا واضح اور بین ثبوت ہیں۔ اب ان تصریحات سے

نتیجہ یہ نکلا کہ:-

۱۔ اس آیت و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور یہ آیت صرف اسی معنی ختم زمانی میں ہی محصور ہے۔

۲۔ جو شخص خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کو عوام کا خیال بتائے اور انکار کر کے خاتم النبیین کا معنی ذاتی نبی یا مرتبی نبی یا افضل نبی کر کے اس کے صرف اس حتمی یقینی اور اجماعی معنی آخر الزمان نبی سے انحراف کرے یا اسے بے فضیلت بتائے وہ یقیناً کافر ہے، مرتد ہے، بے ایمان ہے، لعنتی ہے۔

۳۔ مرزا غلام احمد بھی اس وجہ سے مرتد ہوا تھا کہ اس نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو عدم فضیلت پر محمول کر کے خاتم النبیین کے معنی ذاتی و مرتبی نبی کے گھرے تھے، اس لیے جو شخص بھی اس آیت کے اس معنی سے منحرف ہو کر کوئی اور تعمیم یا تاویل کرے گا وہ یقیناً کافر اور مرتد ہوگا۔ اب یہ

سکھونا خدا سے کہ لنگرا مٹھا دے میں طوفاں کی ضد دیکھنا چاہتے ہوں

مولوی کا نہ صلوٰی کی تصریحات کو ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمائیے اور

اب دیوبندیہ کے امام نانوتوی کی یہ ناپاک عبارات پڑھیے

۱۔ سووام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ تمام انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر دشمن ہو گا۔ کہ تقدم۔ یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکت رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔
(تحدیر الناس ص ۳)

۲۔ اگر خاقیت بمعنی اتصاف ذاتی بوسعت نبوت لیجئے، جیسا اس پیچیدان نے عرض کیا ہے تو پھر سو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی افراد مقصودہ بالخلق، الخ۔ (تحدیر الناس ص ۳)

مولوی نانوتوی بانی دیوبندیہ کی ایسی بے شمار تصریحات سے جن میں اس نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین سے انحراف کر کے ذاتی اور مرتبی نبی کے گھرے ہیں۔ صرف یہ دو نمونے حاضر خدمت ہیں۔ ان عبارات کو اور اس کی عبارات خصوصاً نمبر ۱، ۲، ۳ سے مقابلہ کر کے پڑھئے اگر اب بھی کوئی بذبح نعت انسان کہے گا۔ کہ نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی سے انحراف نہیں کیا یا مرزا غلام احمد کی طرح نانوتوی منکر نہیں تو پھر اس کی اس اکابر پرستی پر ہم انسانیت کی شرافت اور ایمان و جہاد سے اپیل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں اسلام کا بدترین دشمن کوئی بھی نہ ہو گا۔ نہ ماننا اور ضد کرنا یہ تو دیوبندیوں کے بس کی بات ہے۔ مگر ہم اپنے فریضہ اظہار حق سے سبکدوش ہو چکے ہیں اور گو ہم سراسر عاصی و خطاکار ہیں۔ مگر انشاء اللہ اس مسئلہ میں اہل اسلام اور دیوبندیوں کا فیصلہ یوم محشر خدا تعالیٰ جل شانہ کی بے لاگت عدالت اور اس کے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے حضور ہو گا۔ اللہم اغفر لنا وامننا فناء شفاعتہ بجرمتہ الشیخ السید المرشد مہر علی رحمۃ اللہ علیہ ایداً ایداً۔

گنگوہی کے فتوے تکذیب باری تعالیٰ کے متعلق

فریب :- حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف کسی ایسے فتوے کی نسبت کرنا سراسر افتراء بہتان ہے الخ۔ بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔

(خلاصہ فیصد کن مناظرہ از ص ۵۹ تا ص ۶۰)

الجواب :- آپ تو گنگوہی کے صرف قلمی فتوے سے ہی انکار فرما رہے ہیں۔ ہم پیشہ غلام احمد قادیانی نے تو اپنی طبع شدہ کتابوں کے مضامین سے بھی انکار کر دیا تھا۔ کہ میں نہ ختم نبوت کا منکر ہوں اور نہ ہی میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ، مگر جس طرح ایسے غلط بیانوں سے مرزا صاحب کی جان نہ چھوٹی، اسی طرح جناب کے گنگوہی صاحب کی جان چھوٹنا بھی مشکل ہے۔ آپ کے گنگوہی کا وہ اصل مہری فتوے آج تک بریلی کے دارالعلوم میں محفوظ ہے اور اس کا عکسی فوٹو آج بھی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں موجود ہے اور اس کتاب میں بھی اس کا عکس پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آپ کو اطمینان ہو جائے۔ جب مدعی کے پاس (بیئت) ثبوت موجود ہے تو منکر کی (تسمین) صفائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

باقی رہا یہ کہ گنگوہی کے مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ میں اس کے خلاف فتوے موجود ہیں۔ تو اس کا جواب وہی ہے جو کہ سور کی بوٹی والے دودھ سے جناب کے پیشوا احمد علی صاحب لاہوری نے آپ کے دل و دماغ کو مرغن کیا ہے۔ ایسے غلط فتوے دے کر منکر ہو جانا دیوبندی کی پرانی عادت ہے۔ دیکھو اسی کتاب کا ص ۴۱۹۔

عبارت برائین قاطعہ کے متعلق

فریب :- شیطان کو بُری چیز کا بھی علم ہے تو وہ حضور کو وہ علم کیسے ہوگا۔ ایسے علم جناب اس اور گنگوہی وغیرہ۔ (عام اعتراض فیصد کن مناظرہ وغیرہ)

الجواب :- علم ہر چیز کا کمال ہے، بُری چیزوں کا کرنا بُرا ہے۔ علم بُرا نہیں۔ دیکھو ساحرین فرعون کو سحر کا علم تھا۔ انہوں نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ عصا دیکھا تو ان کو سحر اور معجزہ میں فرق معلوم ہو گیا اور وہ ایمان لائے۔ گویا علم سحر ان کے لئے ذریعہ نجات بنا اور فرعون سحر کا عالم نہ تھا۔ اسی لئے سحر اور معجزہ میں فرق معلوم نہ کر سکا اور کافر ہی رہا۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان چیزوں کے علم کو برا کہا جائے تو خدا تعالیٰ کو بھی معاذ اللہ ان چیزوں کے علم سے جاہل ماننا پڑے گا۔ کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ

ان علما کان وصف نقص فی حق العبادۃ فالباری تعالیٰ منزہ عنہ

وہو محال علیہ تعالیٰ (مسامہ ۲ ج ۲ ص ۶)

یعنی جو چیز بندوں کے لئے وصف نقص قرار پائے گی وہ لازماً اللہ تعالیٰ کے لئے بھی نقص ہوگی اور ذات باری کے لئے محال ماننی پڑے گی اور اس کو ہر چیز کا علم تو سب کو مسلم ہے۔ یا کیا اس کو بُری چیزوں کا

علم نہیں۔ (معاذ اللہ) اسی طرح اگر علم جناب اس وغیرہ کمال نہیں تو بتاؤ یہ علوم خدا تعالیٰ کو ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو پھر کیا خدا کو بھی صفت عدم کمال سے متصف مانو گے اور اگر یہی علوم خدا کے لیے کمال ہیں۔ تو حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کمال ہوں گے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات و صفات الہیہ کے منظر اتم ہیں۔

قریب :- مولوی خلیل احمد نے شیطان کو حضور سے وسیع العلم نہیں کہا۔

(فیصلہ کن مناظرہ)

الجواب :- مولوی خلیل احمد کے الفاظ یہ ہیں۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟

یہاں تو وسعت کا لفظ موجود ہے اور تم کہتے ہو کہ وسیع العلم کہا ہی نہیں۔ ایسا جھوٹ؟ مولوی خلیل احمد نے صاف لفظوں میں شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع العلم مانا ہے۔ اب اپنا یہ فیصلہ خود پڑھ لیجئے کہ:

۱۔ ان دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا انتہائی بلاوت اور اعلیٰ درجے کی حماقت اور ضلالت ہے۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۹۳، سطر ۴)

۲۔ کون احمق اور شیطان کا کون سا اُمتی ہو گا۔ جو ان علوم سفلیہ کی وجہ سے شیطان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے بنی علیہ السلام سے زیادہ وسیع العلم کہہ دے۔

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۹۳، سطر ۶)

اب جناب ہی فیصلہ فرما دیں کہ جناب کے پیشوا کس کے اُمتی ہوئے۔

قریب :- مولوی عبد السمیع صاحب بھی ناپاک مقدمات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۱۱)

الجواب :- علم اور حاضر ہونے میں فرق ہے۔ کیونکہ حضور سے مراد حضور جسمانی بھی ہوتا ہے اور یہی مولوی عبد السمیع صاحب مرحوم کی مراد ہے۔ نیز کیا چیز کا عدم ادعا اس کے عدم حکم مستلزم ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انوارِ مطہر کی عبارت جس میں صرف دعوے کی نفی ہے۔ اس سے دیوبندیت کو کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

قریب :- شیطان کے لئے صرف علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے۔

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۱۱)

الجواب :- مولوی خلیل احمد کی اس کفریہ عبارت میں قطعاً ذاتی و عطائی کا ذکر نہیں ہے۔ یہ جناب کا سراپا فقر ہے۔ مولانا عبد السمیع صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عطائی کا ہی اثبات فرمایا ہے۔ جس کے جواب میں مولوی خلیل احمد صاحب اسی وسعت عطائی کے منکر ہو کر ایمان برباد کر بیٹھے۔

فریب۔ غریبی کا علم بھی کسی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں: ویجو نرا ن یکوت
غیرا سنی فوق النبی فی علوم۔ الخ۔ (فیصلہ کن منظرہ ص ۸۴)

الزامی جواب:- یہ بھی جاہلانہ فریب ہے۔ جو کہ دیوبند کے شیخ الحدیثوں کے لئے ہی زیلب ہے۔ یہ عبارت
یا اس قسم کی دوسری عبارات جن میں یجو نرا یا یہ کن کا لفظ آتا ہے۔ (قطع نظر اس کے کہ ہمارے نزدیک
ایسے بجز یا ممکن کا کیا حال ہے اور ایسے بجز یا ممکن کہنے والے کون ہیں) مگر ہمارے لئے تو یہ بجز بھی مفید نہیں۔
کیونکہ یہاں صرف امکان مراد ہے اور ہمارا اعتراض تسلیم وقوع ہے۔ یعنی ہمارے مولوی خلیل احمد صاحب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کی وسعت علمی کا وقوع مان چکے ہیں اور اس کے جواب میں تم امکانات کی عبارات
پیش کر کے جان چھوڑنا چاہتے ہو۔ اگر ہمارے نزدیک امکان اور وقوع ایک ہی چیز ہیں جیسا کہ ہمارے اس رویہ
سے ظاہر ہے۔ تو دیکھو تمام دیوبندیوں و ہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل بنی کا پیدا ہونا ممکن
ہے۔ چنانچہ آپ کے مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:-

”اس شہنشاہ کی یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کمر وڑوں بنی اور ولی اور
جن و فرشتہ جبرائیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کر دے۔“

(تقویۃ الایمان، ص ۳۵، سطر ۱۶)

اور پھر اس کی وضاحت کرتا ہوا صاف لکھتا ہے:-

”پس وجود مثل بنی صلی اللہ علیہ وسلم داخل باشد تحت قدرت الہیہ و ہوا المطلوب و ثانیاً آنکہ وجود مثل مذکور
شی ممکن است و ہر شے ممکن بالذات داخل است قدرت الہیہ۔ الخ۔“

(ایر دزی مسند مولوی اسماعیل صاحب ص ۱۳، سطر ۱۸)

ان ہر دو عبارات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ ہی
جیسا احمد و محمد پیدا ہونا ہر طرح ممکن ہے۔ اب دیکھئے مرزا غلام احمد دعوئے کرتا ہے کہ میں ہی محمد و احمد ہوں۔ ۷

آدم نیز احمد مختار
در برم حب امہ ابرار

(درمیں دیوان قادیانی ج ۱ ص ۱۴، سطر ۲)

تو اب فرمائیے کہ مرزا غلام احمد مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع کا دعویٰ کرتا ہے اور آپ کے تمام دیوبندی
مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امکان مان چکے ہیں۔ تو کیا مرزا کا دعویٰ وقوع مثل محمدی درست مان لو گے؟ ہمارے
قاعدے کے مطابق تو یہ دعویٰ ہر طرح درست ہو جائے گا۔ کیونکہ جس طرح وقوع وسعت علمی کے ثبوت میں امام

رازِ دیگرہ کی عبارات امکان پیش کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دے چکے ہو۔ اسی طرح مرزا بھی اپنے دعوائے محمد واحد ہونے کے ثبوت میں تمہارا عقیدہ امکانِ نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر کے اپنا اَلوسیدہ ہاکم چکا ہے۔ نیز دیکھو تم خود امکانِ جھوٹ کے خدا کے لئے مدعی ہو چنانچہ مسد امکانِ کذب تمہارا مشہور مسئلہ ہے۔ تو اگر تمہاری براہِ رازی کا کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں تو خدا تعالیٰ کے لئے جھوٹ کا وقوع مانتا ہوں اور اس کے ثبوت میں تمہارے فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۸ اور براہین قاطعہ ص ۲ اور جہد المقل وغیرہ کی عبارات امکانِ کذب پیش کر کے اپنا مطلب نکال بے تو یہ علمائے دیوبند کی ہی عالمانہ فریب کاریوں کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ نیز اس سے تو لازم آئے گا کہ واقعی تم وقوعِ کذبِ باری کے قائل ہو۔ کیونکہ وقوع اور امکان تمہارے نزدیک شے واحد ہے اور امکان کے غم صحت مدعی ہو۔ بہر حال تمہارے لئے امامِ رازی کی عبارت ہرگز مفید نہ ہوئی ورنہ تمہاری ہی خیر نہیں۔

الجواب پاؤں یار کا زلف درازیں
لو آپ اپنے دام میں نصیب آ گیا

تحقیقی جواب

یہ ہے کہ کتب شیطان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اطمینان و توقیت ثابت کرنے کے لئے امامِ رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تفسیر کبیر کا نام لے کر سرامریک میٹنگ کی ہے۔ کیونکہ امامِ رازی نے یہ عبارت یجوز ان یکون غیر انبیاء اپنی طرف سے نہیں بلکہ ان بعض لوگوں کی طرف سے لکھی ہے۔ جو کہ فوجد عبد آمن عبادنا میں اس عبد کو بنی تسلیم نہیں کرتے اور لطف یہ کہ خود ان بعض لوگوں نے جب اس عبد کو غیر بنی قرار دے کر یہ قول کیا: یجوز ان یکون غیر النبیؐ الخ تو انہیں خود اپنے اس خطرناک اصول سے خطرہ لاحق رہا۔ تو خود انہیں بھی اپنے اس اصول کو باطل قرار دے کر بالآخر کھنپڑا کہ۔

ان موسیٰ هذا غیر موسیٰ صاحب التورۃ (تفسیر کبیر تحت آیت فوجد عبد آمن عبادنا)

(پارہ پنجمہ رکوع ۷)

اب بتائیے کہ جب وہ عبد بھی بنی نہیں اور یہ موسیٰ بنی نہیں، تو اب غیر بنی کی بنی پر علمی توقیت کا سوس ہی نہ رہا تو بتاؤ کہ کیا تم اس موسیٰ کو بھی بنی نہیں مانتے؟ تم نے شیطان کو ہمارے بنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں برتر ثابت کرنے کے لئے منکرینِ نبوت عبد کی وہ عبارت تو نقل کر دی۔ مگر انہیں کی دوسری عبارت نقل نہ کی۔ کیا تم نے یہ خیانت نہیں کی۔ ان اللہ لایہدی کید الخائنین۔

مصنف "فیصلہ کن مناظرہ" و مصنف "چراغِ سنت" کی ایک تاریک

مصنف چراغِ سنت قسوری نے شیطان کو فوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کر کے فردوس بریں حاصل کرنے اور مصنف فیصلہ کن مناظرہ نے اسی شیخ کی بارگاہ میں "منظور" ہونے کے لئے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پیش کر کے جس دیانت کا ثبوت دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے اٹھائی گیارہویں دونوں حضرات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھئے جس صفحہ سے ان دیوبندیوں نے بعض غیر معتبر لوگوں کے قول مجوزات یکوون عیوالنبی والی مذکور عبارت نقل کر کے شیطان کی وسعت علمی کی گنجائش نکالی ہے۔ اسی صفحہ پر امام حضرت رازی نے اپنا مذہب یوں سمات فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

کون الخضر اعلیٰ شأن من موسیٰ غیر جائز لان الخضر اما ان
یقال انه کان من بنی اسرائیل او ما کان من بنی اسرائیل فان قلنا
انه کان من بنی اسرائیل کان من امة موسیٰ علیہ السلام لقوله تعالیٰ
حکایہ عن موسیٰ علیہ السلام انه قال لفرعون امرسل بنی اسرائیل والامة
لا تكون اعلیٰ حال من النبی الخ۔

(تفسیر کبیر امام رازی ج ۵۔ تحت آیت فوجد اعبدا من عبادنا ۱۵۱۰ اخر)

یعنی امت کسی حال میں بھی بنی سے برتر نہیں ہو سکتی۔

اب بتائیے کہ جس امام رازی کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی امتی بھی بنی سے کسی بھی صفت میں فوقیت نہیں رکھ سکتی۔ وہ بھلا خود اس امر کا کس طرح قائل ہو سکتا ہے کہ نوح باللہ غیر بنی بنی سے کسی بھی علم میں برتر ہو جائے۔ دیوبندی صاحب شیطانِ اعین کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے کے لئے ایسی خیانتیں کرتے ہیں۔۔۔ بے عالمین کو محشر میں کیا جواب دیں گے۔ خدا انہیں ہدایت بخشنے۔ آمین۔

ناظرین غور فرمائیے کہ یہ مولوی منظور صاحب دیوبندیوں کے چوٹی کے عالم ہیں۔ مگر ان کے علم و فضل کا اندازہ لگا کر باقی سب حکیم الامتوں کے شانِ علمیت کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔

قبس کن ز گلستان من بہار مرا

براہین قاطعہ کی ناپاک عبارات کے متعلق دیگر فریب کاریوں کے جوابات اعتقادات "دیوبندی مذہب" کی

بحث میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں محنت طوالت چھوڑ دے گئے ہیں۔

عبارت حفظ الامیسان کے متعلق

غریب :- تھانوی کی عبارت میں فقرہ "اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے" کے لفظ اس میں سے مراد مطلق بعض علم غیب ہے، حضور کا بعض علم غیب مراد نہیں، نیز "ایسا" کے لفظ سے بھی مطلق بعض غیب کا علم مراد تھا، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس، الخ۔

(مشور غریب دیوبندیہ فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۴۵)

الجواب :- تھانوی صاحب کی اس ساری عبارت میں کسی جگہ بھی مطلق بعض علم غیب کا ذکر نہیں ہے۔ لفظ "اس" ضمیر ہے جس کا مرجع یقیناً وہی بعض غیب ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے، اور اس سے پہلے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی بعض علم غیب مذکور ہے نہ کہ مطلق بعض علم غیب، کیونکہ اول آپ کی ذات مقدسہ دوم اس غیب سے مراد سہم اس میں حضور کی چارم کیا تخصیص ہے۔ یہ تمام الفاظ اس امر پر صراحتہ دال ہیں کہ اس تمام عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی بعض علم غیب کا ذکر ہے اور اسی کی بحث شروع ہے اگر یہاں حضور کا بعض علم غیب مراد ہی نہیں تو پھر تخصیص و عدم تخصیص کے لفظ کا کوئی مفہوم ہی نہیں بن سکتا، اس عبارت میں یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بعض علم غیب سے مجاہدین و حیوانات کو تشبیہ دے کر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی از حد تنقیص کی گئی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بھی صفت مبارک کو حیوانات کی صفت سے تشبیہ دینا کفر ہے اور خود دیوبندیوں نے تشبیہ کو کفر مانا ہے، چنانچہ دیوبندیوں کے معتبر رسالہ "چراغ سنت" مصنف دیوبندیاں قصور میں تصریح کی ہے کہ:-

بریلویوں کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ "ایسا" صرف تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ اور یہاں معاذ اللہ حضرت تھانوی نے حضور کے علم کو جانوروں اور دیوانوں جیسا کہا ہے۔

(چراغ سنت ص ۱۴)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر تھانوی کی عبارت میں "ایسا" تشبیہ کے لئے مانا جائے تو کفر ہے۔ چنانچہ "معاذ اللہ" کا لفظ شاہد ہے۔ اور اس عبارت کے بعد دیوبندیوں نے اس لفظ کے دوسرے معنی بھی اسی وجہ سے نکال کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے کہ "ایسا" کو یہاں تشبیہ کے لئے ماننا کفر ہے، اب دیکھئے دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی صاف اقرار کر چکے ہیں کہ لفظ "ایسا" یہاں تشبیہ کے لئے ہی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ الخ۔ (الشباب الثاقب ص ۱۱۱)

غرض سیاق عبارت اور سابق کلام ہر دونوں بوجہ صحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعینیت میں تشبیہ

(الشہاب الثاقب مبین احمد ص ۱۱۳)

دی جاری ہے۔

تو مولوی حسین احمد نے تھانوی جی کی عبارت میں ایسا کو تشبیہ کے لئے متعین کر دیا ہے اور دیوبندی ہی اقرار کر چکے ہیں کہ اگر ایسا یہاں تشبیہ کے لئے ہو تو کفر ہے۔ اب تو چراغ سنت دالے نہایت خوش ہو کر اپنی سنت کے چراغ سے تھانوی جی اور حسین احمد وغیرہ سب دیوبندیوں کے خرمن امید کو نذر آتش کر چکے ہیں اور خود دیوبندی دیوبندیوں کے فتوے سے کفر کا شکار ہوئے۔ "فرد من المطرقام تخت المیزاب"

قریب: حفظ الایمان میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد الزامی نتیجہ کے طور پر یہ فقرہ تھا کہ تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ خالص صاحب نے اس کو بھی صاف اڑا دیا۔ کیونکہ اس فقرے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۴۶)

الجواب: یہ فقرہ کیا، اگرچہ ہزاروں فقرے ہوں، تب بھی تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت کو کفر سے منہیں نکال سکتے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنے یا نہ کہنے سے تو ہمیں یہاں بحث ہی نہیں، بلکہ اس کی اس کفریہ عبارت پر اعتراض ہے جو کہ تمامہ نقل کر دی گئی ہے اور اس فقرہ کے ہوتے ہوئے بھی یقیناً یہ عبارت کفر سے لبریز ہے دیکھو اگر کوئی دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب کو عالم کہتے اور دوسرا شخص یہ کہہ دے کہ بھائی تھانوی صاحب کو عالم نہ کہو، کیونکہ

حفظ الایمان کی عبارت کا مثالی فوٹو

تھانوی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندیہ درست ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد کل علم ہے۔ یا بعض علم اکل ہونا تو عقلاً و نقلاً محال ہے، اور اگر اس سے بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو ہر کتے، خنزیر کو بھی حاصل ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جاوے۔

اب بتائیے کہ یہاں "تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جاوے" ملا کر بھی کیا جناب کو یہ عبارت منظور ہے۔ حالانکہ یہ عبارت بعینہ اسی مذکورہ بالا عبارت کا مکمل مثالی فوٹو ہے۔ یا کوئی بد بخت یوں کہہ دے کہ۔

دوسرا فوٹو: خدا تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر قادر ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول اہل اسلام

سمیع ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت سے کل شئی پر قدرت مراد ہے۔ یا بعض پر کل شئی پر تو قدرت تو عقلاً و نقلاً محال ہے۔ کیونکہ شریک باری اور اپنی موت و فنا وغیرہ محالات پر قدرت کا

تعلق ہی نہیں ہے، اگر بعض قدرت مراد ہے تو اس میں خدا تعالیٰ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت تو ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو چاہیے کہ سب کو قادر کہا جائے تو خدا وین علمائے دیوبند کہ اس بد بخت کا یہ کفر کیا تھا۔ اسے نزدیک درست ہو گا اور تمہارے نزدیک یہ عبارت کیا ہے غبار کھلائے گی۔ ہمارے نزدیک تو جس طرح اس عبارت میں خدا تعالیٰ کی توہین کا مرتکب ہو کر وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح مذکورہ عبارت میں بھی مخافوی صاحب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کر کے مرتکب کفر ہوئے۔

فتریب :- حفظ الایمان میں صلی اللہ علیہ وسلم چھپا ہوا مخافا خان صاحب نے اس کو اڑا دیا۔

(فیصد کن مناظرہ ص ۱۲۹)

الجواب :- افتراء باندھنا تو خیر دیوبندی علماء کا ایک محبوب مشغلہ ہی ہے۔ مگر ایسا افتراء ہم نے کسی کی زبان سے نہیں سنا۔ مولوی منظور صاحب خدا کے لیے بتائیں کہ کیا آخرت پر ان کا ذرہ برابر بھی ایمان نہیں اور عذاب الہی ایسے نڈر ہو گئے ہیں کہ ایسا سفید جھوٹ بول کر اپنی دیوبندی امت کو خوش کرتے ہوئے انہیں بھی خیال نہیں آتا کہ خیر ہمارے دیوبندی معتقدین تو ہماری علمیت کا جنازہ لٹکا ہوا دیکھ کر بھی ضرور خوش ہوں گے مگر ہمارے خدمت گزار بھی تو موجود ہیں۔ کیا وہ ہمارے اس جھوٹ پر مطلع ہو کر دیوبندی مذہب کو مجموعہ کذب نہ سمجھیں گے۔

ناظرین کرام کو دعوت فیصلہ !!

ملاں سنبھلی صاحب۔ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے حفظ الایمان کی عبارت نقل کرنے میں خیانتیں کی ہیں۔ چنانچہ وہاں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا خان صاحب نے اڑا دیا۔ اب ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پُرزدہ راپیل کرتے ہیں کہ بندہ کے پاس حفظ الایمان کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کی طبع شدہ موجود ہے۔ ناظرین کرام تشریف لاکر ملاحظہ فرمائیں، اس کتاب میں ہرگز صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا نہیں ہے اور یہ دیوبند ہی کی طبع شدہ ہے تو ناظرین کرام ملاں سنبھلی کے دجل و فریب اور کذب و افتراء کی ساری حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ یہ جھوٹ تو بالکل سامنے موجود ہے۔ ایسے ہی باقی جھوٹوں کا حال ہے۔ اور ”فیصد کن مناظرہ“ بہتانات فریب و دجل اور مکر کا مجموعہ سمجھئے۔

اگر کوئی شخص ہمارے پاس موجودہ رسالہ حفظ الایمان میں اس جگہ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھا ہوا دکھا دے تو اس کو۔

مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام

دیاجائے گا۔ ورنہ ثابت ہو گیا کہ علمائے اہل سنت و جماعت نے ہرگز خیانت نہیں کی۔ بلکہ دیوبندی لائسنس یافتہ خائن ہیں۔ سنبھلی کی کتاب فیصلہ کن مناظرہ کے بڑے بڑے اعتراضات کا صفایا کر دیا گیا۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین کی کارروائی بالکل بے غبار ہے اور سنبھلی کی بعض فریب کاریوں کو بالکل نظر انداز کر کے اسے ذکر نہیں کیا۔ کہ محض تضييع اوقات ہے اور یہاں اختصار بھی ملحوظ ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام دیوبندیوں کی فریب کاریوں اور ان کے کھلے کفر سے مکمل طور پر مطلع ہو چکے ہوں گے۔

دیوبندی مذہب کے چار مولویوں کی تکفیر کے جانے والے عام سوالات (جوابات دیوبندی کتب سے)

سوال :- دیوبندیوں کے یہ پیشوا مسلمان تھے اور مسلمانوں کو کیسے مرتد و کافر کہہ سکتے ہیں؟
الجواب :- (۱) اب تو اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہو گئے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی، ج ۳، ص ۱۸۲، سطر ۱۱)

(۲) دوسرے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ کافر اس شخص کا نام ہے جو مومن نہ ہو۔ پھر اگر وہ ظاہر میں ایمان کا مدعی ہو تو اس کو منافق کہیں گے اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلا ہوا ہے تو اس کا نام مرتد رکھا جائے گا۔ (۱)۔
(کفر و اسلام کی حقیقت، مصنف مولوی محمد شفیع دیوبندی، ص ۲۱، سطر ۲۱)

(۳) وان طرأ کفره بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعه عن الاسلام
(اکفار المحدثین، مصنف مولوی نور شاہ دیوبندی، ص ۱۷، سطر ۱۷)

سوال :- وہ کس وجہ سے کافر و مرتد ہو گئے تھے؟

الجواب :- اشارۃ الی تکفیرہ بفساد اعتقاده۔ یعنی عقیدہ خراب ہونے سے تکفیر کرنی پڑے گی۔
(اکفار المحدثین، ص ۱۷، سطر ۱۶)

سوال :- دیوبندی علماء کی عبارات کو پیش کرتے وقت ان کے آگے پیچھے کو تو دیکھا نہیں جاتا۔ بس مختصر سی عبارت پر

کفر کا فتوے لگا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ جب ق کتاب کا مضمون اعلیٰ ہے تو اس مقتوری سی عبارت سے کیا خرابی لازم آسکتی ہے؟

الجواب :- اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے بیگچے میں ڈال دیا جائے اور اس بیگچے کے منہ پر ایک لٹری رکھ کر ایک تاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لٹری میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے۔ وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا۔ کیونکہ سب حرام ہو گیا ہے۔ پلانے والا کہے گا کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں۔ آپ فقط اس بوٹی نو کیوں دیکھتے ہیں۔ دیکھئے اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اس کے نیچے پار اینچ کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے، وہ مسلمان یہی کہے گا۔ یہ سارا دودھ خنزیر کی بوٹی کے باعث حرام ہو گیا۔

اعلمائے حق کی سو دودیت سے ناراضگی، مصنف مولوی احمد علی دیوبندی لاہوری ص ۱۱۱ سطر ۴ تا آخر)۔
یہی قصہ دیوبندی مولویوں کی ناپاک عبارات کا ہے کہ اگرچہ ان کی کتب میں کیا کچھ نہ لکھا ہو۔ مگر جب ان کی یہ کفریہ عبارت درج ہے تو سارا دودھ حرام ہے اور دیکھئے احمد علی صاحب لکھتے ہیں :-
"ایک شخص کسی خاندان کی بڑی تعریف کرے کہ آپ کا خاندان بہت ہی شریف ہے اور آپ کے والد صاحب بزرگ آدمی ہیں اور آپ کے دادا صاحب ماشاء اللہ قابل زیارت ہیں۔ آخر میں یہ کہہ دے کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ آپ حرام زاد۔ یہ میں تو کیا اس آخری فقرے سے اس شخص کا دل جل نہیں جائے گا۔"

(اعلمائے حق کی دیوبندیت سے ناراضگی ص ۱۱۱، سطر ۱۲)

بعینہ یہی حال ان نام نہاد خادمان اسلام علمائے دیوبند کا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں سبب کچھ لکھنے کے بعد خدائے تعالیٰ جل شانہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایمان سوز توہین کر جاتے ہیں کہ جس سے ان کا سارا کیا دھرا از تدا کا شکار ہو گیا ہے۔

سوال :- دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو پھر مدعی اسلام کو آپ کافر کیوں کہتے ہیں؟

الجواب :- دوسری طرف تو تعلیم یافتہ آزاد خیال جماعت ہے۔۔۔۔۔ وہ ہر مدعی اسلام کو مسلمان کہنا فرس سمجھتے ہیں۔۔۔ جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک سخت پر خطر معاملہ ہے اسی طرح کافر کو بھی مسلمان کہنا اس سے کم نہیں۔
(کفر و اسلام کی حقیقت ص ۱۱۱، سطر ۸)

سوال :- کیا کسی شخص کو کافر کہہ سکتے ہیں جو اسلام کا مدعی ہو؟

الجواب :- ۱۔ اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل و تخریف کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کرے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تاویل نہ کہ جائزہ رکھنا سارا

کی حقیقت ص ۱۲ سطر ۸)

(۱) حبیب کہ محمد قاسم نے خاتم النبیین کے لیے معنی کئے ہیں جو کہ اس اجماعی معنی کے خلاف ہیں۔

(۲) ضروریات دین کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے۔ ص ۵ سطر ۵
(اشد العذاب مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم دیوبند)

(۳) ولا نزاع فی الکفار منکرشی من ضروریات دین

(اکفار الملحدین ص ۵ سطر ۱۲، کفر اسلام)

سوال :- دیوبندی تو کعبہ معظمہ کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں۔ عبادتیں کرتے ہیں۔ خدا کو مانتے ہیں، رسول کو مانتے ہیں، لمبی نمازیں پڑھتے ہیں اور خشوع و خضوع سے عبادت الہیہ میں مشغول رہتے ہیں، توحید کے عاشق اور اسلام کے سچے خادم ہیں، ایسے لوگوں کو کافر کیسے کہا جاسکتا ہے؟

الجواب :- (۱) اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگرچہ تمام عمر طاعات و عبادات میں گزارے مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے۔ اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجبات کفر میں سے صادر ہو جائے۔
(کفر و اسلام کی حقیقت ص ۱۱ سطر ۱۱)

(۲) لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبۃ

المواظب طول عمر علی الطاعات۔

(اکفار الملحدین ص ۱۲، سطر ۱۸)

سوال :- دیوبندی حضرات تو نماز روزہ کے پورے پابند اور دین اسلام کے سچے پرستار ہیں نماز پڑھنے روزہ رکھنے والے شخص کو کافر کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

الجواب :- (۱) دعائے اسلام و صلوٰۃ (نماز) و صیام (روزہ) و استقبال بیت الحرام، ترتیب احکام اسلام کے لئے کافی نہیں، جب تک کہ ان موجبات سے تائب نہ ہو جائے۔

(کفر و اسلام کی حقیقت ص ۳۵، سطر ۲۰)

(۲) موجبات کفر کے ہوتے ہوئے محض دعائے اسلام و صلوٰۃ و صیام و استقبال بیت الحرام ترتیب احکام

(ابو دار النوادری، تھانوی ص ۴، سطر ۱۳)

سوال :- دیوبندی خدا اور رسول کو تو مانتے ہیں۔ تو اگرچہ انہوں نے کوئی ایسی تحریر لکھ دی کہ جس سے خرابی لازم

آئے۔ مگر ان کو کافر تو نہ کہنا چاہیے؟

الجواب :- ومخالف هذا لا جماع یکفر کما یکفر مخالف النص البین۔ (کفار الملحدین)

صفحہ ۶، سطر ۱۱

سوال :- دیوبندی علماء نے اسلام کی اس قدر خدمت کی ہے، کہ ہر شہر، ہر جگہ دیوبندی علماء کے فیض یافتہ علماء موجود ہیں۔ پھر انہوں نے کتاب اللہ کی تفسیر اور احادیث نبوی کی مشرّح تحریر فرمائیں۔ ساری عمر اشاعتِ دین اسلام میں صرف کی تمام دنیا ان کے فیض سے مستفیض ہے۔ ناموس رسالت کے میدان میں اکابرین دیوبند سب سے آگے آگے رہے اور جس قدر علمائے دیوبند نے کتب تصنیف فرما کر مذہب کی خدمت کی ہے۔ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں۔ پھر ہر زمانہ میں یہ لوگ دینی و سیاسی خدمات کے ہیرو رہے ہیں، ایسے مبلغین دین اسلام کو کافر کہنا یہ کس قدر بے جا بات ہے۔

(علمائے حق اور عشقِ رسول ص ۱۰۰ وغیرہ)

الجواب :- جو نماز روزہ بھی ادا کرتا ہو اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان میں ہی نہیں تمام یورپ کی خاک بھی چھانتا ہو۔ بلکہ فرض کرو کہ اس کی سعی سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان و اسلام بھی عنایت فرما دے مگر اس دعوائے اسلام ایمان اور سعی تبلیغ اور کوشش و سیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو اور ضروریات دین کا انکار کرے۔ وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے۔

(اشد العذاب، ناظم دیوبند ص ۵، سطر ۸ وغیرہ)

سوال :- مان لیا کہ علمائے دیوبند سے کوئی کفریہ سرزد ہو گیا، مگر ایک بات کو ہی لے کر کفر کی ڈگری کر دینا، کوئی انصاف کی بات ہے؟

الجواب :- کفر کے لئے ایک بات بھی کافی ہے۔ کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہو گا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۴، سطر ۵)

سوال :- ہم نے تو یہ سنا ہے کہ اگر کسی میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور صرف ایک بات بھی ایمان کی ہو، تب بھی سے کافر نہیں سمجھا چاہیے؟

الجواب :- اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے۔ بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں۔ تب بھی وہ مزید ایمان نہ ہوتی گی۔ حالانکہ یہ غلط ہے اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ج ۲ ص ۲۴، سطر ۱۱)

سوال :- علمائے دیوبند اپنی عبارات کی تاویل کرتے ہیں تو پھر خواہ مخواہ انہیں کافر بنانے میں ہمیں فائدہ ہی کیا؟

الجواب :- (۱) جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے مہر صورت کافر ہے، مرتد ہے۔ پھر جو اسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

(اشد العذاب ص ۱۶، سطر ۱)

(۲) ضروریات دین میں تاویل و افح کفر نہیں۔ (افاضات ایومیہ تھانوی ص ۳۳۶ ج ۲، سطر ۲۱)

(۳) اگر مرید کو شیخ سے سچی محبت ہو، تو کبھی اس کے سامنے اپنی غلطی کی تاویل نہیں کر سکتا۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۳۶ سطر ۱۱)

سوال :- آپ لوگ تو لوگوں کو کافر بناتے رہتے ہیں۔

الجواب :- (۱) اعتراض لکھا ہے کہ اتنے لوگوں کو کافر بنا جاتا ہے، میں نے لکھا ہے کہ بنایا نہیں جاتا، بتایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ کا فرق ہے۔ یعنی کافروہ خود بنے ہیں صرف بتلایا جاتا ہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۱۸، سطر ۱۲)

(۲) آج کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں، میں کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ تمہارے

کم کر دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور برہاد و تو کلام صحیح ہو جائے وہ یہ کہ وہ کافر بناتے ہیں (باللہ) بناتے نہیں (بالنون) بنانے کے معنی کی تحقیق کر لو۔ وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کس کو کہتے ہیں اسی کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دی جائے کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کی تعلیم و ترغیب ہوں گے۔ تو کیا تم نے کسی مسلمان کو دیکھا کہ علماء اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص۔۔۔۔۔ خود کفر کرے، اس کو علماء کافر بتا دیتے ہیں، یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔ (افاضات ایومیہ ج ۱ ص ۳۲۶، سطر ۳ و غیرہ)

سوال :- خیر وہ کافر ہوں یا مسلمان، مگر ان کو کافر کہنے میں ہمیں کیا فائدہ؟

الجواب :- (۱) ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے۔ جو کفر کو کفر نہ کہے۔

(افاضات ایومیہ تھانوی ج ۲ ص ۳۱۸، سطر ۱۶)

(۲) کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ (اشد العذاب ص ۹، سطر ۲۱)

(۳) فلاں صاحب کے ایک سرب خاص نے وعظ ہی میں بیان کیا بڑے فخر کے ساتھ کہ ندوہ پر ہم نے کفر کا

فتوے دیا۔ دیوبندیوں پر ہم نے کفر کا فتوے دیا۔ خلافت والوں پر ہم نے کفر کا فتوے دیا۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا کہ جو چیز کسی کے پاس ہوتی ہے وہی تقسیم کیا کرتا ہے۔ لیکن اگر ڈرانے دھمکانے شرعی انتظام کے لئے کسی وقت کافر کہہ دیا جائے، اس کا معنائہ نہیں۔ اس میں انتظامی شان کا طور ہوگا۔

(افاضات ایومیہ ج ۱ ص ۳۲۶، سطر ۱۴)

نوٹ :- بحکم تھانوی صاحب بروقت دیوبندیوں کو کافر کافر نہیں کہنا چاہیے۔ لیکن اگر گاہے بگاہے اُن کو کافر کہا جائے تو مضائقہ نہیں۔

سوال :- ہمیں اپنا کام کرنا چاہیے۔ ہمیں ان دیوبندی مولویوں کو کافر کہنا کوئی فرض واجب تھوڑا ہی ہے۔

الجواب :- (۱) اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقاید کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ، تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب مصنفہ ناظم دیوبند ص ۱۲، سطر آخر وغیرہ)

(۲) ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی تشریف رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن صاحب امرہی اور امیر شاہ خان صاحب بھی تھے۔۔۔۔۔ امیر شاہ خان صاحب نے مولوی (احمد حسن) صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک برج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے۔ سنا ہے وہاں امام صاحب قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ مولوی (احمد حسن) صاحب نے کہا کہ اسے پہچان، جاہل (اپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے۔ وہ تو ہمارے مولانا (محمد قاسم صاحب) کی تکفیر کرتا ہے۔ مولانا نے سن لیا اور زور سے فرمایا۔۔۔۔۔ میں تو اس کی دینداری کا معتقد ہو گیا۔ اس نے میری کوئی ایسی بات ہی سنی ہوگی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی، گو روایت غلط پہنچی ہو۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ص ۲۷ سطر ۳۳ وغیرہ)

سوال :- علمائے دیوبند نے جو عبارات لکھی ہیں۔ آخر کوئی نہ کوئی منشا تو ان کا بھی ہوگا۔ وہ کوئی جاہل نہ تھے۔ وہ اتنے بڑے عالم فاضل محدث تھے۔

الجواب :- بے منشا سمجھے تو کوئی غلطی ہو ہی نہیں سکتی، کوئی منشا ہی سمجھ کر غلطی ہوتی ہے۔ شیطان بھی تو کچھ سمجھا ہی تھا اور وہ یہ سمجھا تھا کہ میں بڑا ہوں اور یہ جھوٹا۔ مگر وہ سمجھ غلط نکلی، معلوم ہوا کہ محض منشا کا ہونا برأت کے لئے کافی نہیں۔

(افاضات الیومیہ تھانوی ص ۲۷ سطر ۶۶، ۱)

سوال :- دیوبندی مولوی جان کی ان عبارات سے جو غلط معنی نکلتا ہے۔ وہ علماء ان غلط مفہام و عقائد سے ہمیشہ بیزاری ظاہر کرنے سے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم صاحب پر الزام ہے کہ انہوں نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ موصوف اپنی اسی کتاب "تحدیہ الناس اور دوسری کتب" مناظرہ عجیبہ "د قبلہ نما" میں تو صاف تصریحیں کر گئے کہ ختم نبوت زمانی پر ہمارا مکمل ایمان ہے تو پھر ان کی صرف اسی سہ والی عبارت کو لے کر ان پر یہ الزام لگانا کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ ان کی دوسری تحریریں بھی دیکھنی چاہئیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنڈوی، خلیل احمد صاحب پریہ الزام ہے کہ انہوں نے شیطان لعین کو حضور سے وسیع العلم مانا ہے۔ حالانکہ وہ حضرات تو فرماتے ہیں کہ ہم ہرگز ایسا عقیدہ نہیں رکھتے، بلکہ ہم تو حضور کو تمام مخلوق الہی سے وسیع العلم مانتے ہیں تو صرف براہین قاطعہ کی اس عبارت کو پورا کر جس سے

ضرور سے وسیع العلم ہونے کا معنی نکلتا ہے اور دوسری تحریروں کو چھوڑ کر ان پر ایسا الزام لگانا بھی درست نہیں اور
تھانوی صاحب پر تشبیہ علم مجاہدین کا الزام بھی درست نہیں کیونکہ بسط البنان وتفسیر العنوان میں صاف انکار موجود ہے۔ تو
صرف انہیں قابل اعتراض عبارت کو ہی نہیں دیکھنا چاہیے۔ جب وہ عقیدہ اپنا اس الزام کے خلاف بار بار ظاہر فرماتے
ہیں تو پھر اس عبارت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔؟

الجواب :- کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یقینی طور سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے
اگرچہ انکار میں تاویل بھی کرتا ہو، اور صاف انکار کرنے سے بڑی بھی کرتا ہو۔ مثلاً قرآن مجید کے محرف و ناقابل اعتبار ہونے
پر اگر کسی شخص کی ایسی صاف عبارت ہے کہ اس سے یقینی طور پر یہی مفہوم نکلتا ہے۔ پھر باوجود اس کے وہ اپنی عبارت کو
غلط مان کر اس سے رجوع ظاہر نہیں کرتا مگر عقیدہ تحریف قرآن سے بڑی کرتا ہے تو اس بڑی کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ باتفاق و
باجماع کافر مرتد ہے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ رکھنا جائز نہیں نہ اس سے کسی مسلمان کا نکاح جائز الہ۔
(کنز و اسلام کی حقیقت مصنف مولوی محمد شفیع مفتی دیوبند، ص ۲۹، سطر ۱۸)

سوال :- ممکن ہے کہ ان مولوی صاحبان نے اپنے کفر سے توبہ کر لی ہو؟
الجواب :- ہم نے تو آج تک کسی کتاب و تحریر میں ان کی توبہ ہرگز نہیں دیکھی۔ (مؤلف)
سوال :- ممکن ہے کہ انہوں نے دل میں توبہ کر لی ہو؟
الجواب :- جس درجہ کی غلطی ہے۔ اسی درجہ کی معذرت ہو، تب اس کا تدارک ہو سکتا ہے وہ یہ کہ تحریری غلطی ہے
تحریری ہی معذرت ہو۔ (افاضات ایومیہ تھانوی ج ۳ ص ۲۱۵، سطر ۱۵)

سوال :- ممکن ہے کہ انہوں نے تحریری توبہ کی ہو۔ مگر اس کو ظاہر نہ کیا ہو۔
الجواب :- چونکہ اس تحریر کا اعلان ہو چکا ہے۔ لہذا معذرت کا بھی اعلان ہونا چاہیے۔
(افاضات ایومیہ ج ۳ ص ۲۱۵، سطر ۱۶)

سوال :- ان دیوبندیوں کو کافر کہنے کی سنی علماء کو کیا ضرورت تھی؟
الجواب :- اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔
(اشد العذاب ناظم دیوبند مطبوعہ دیوبند صفحہ ۱۳، سطر ۲۲)

خدا تعالیٰ جل شانہ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے دیوبندیہ کے اماموں کی کفریہ تحریریں پختہ تمام عالم اسلام کے علمائے اسلام کی فیصلہ کن آراء عُلَمَاءِ عَرَبِ مَكَّةَ مُعَظَّمَةٍ

المنقص لشان الالوهية والرسالة قاسم النانوتوى وراشيد احمد الكنگوهي
وخيل احمد الانبيتهوى واشرف على التانوى ومن هذا حذوهم الى قوله
يحق عليهم الوبال وسوء الحال الخ۔

ترجمہ :- شان الوہیت و رسالت گھٹانے والا قاسم نانوتوی و رشید احمد کنگوی و خلیل احمد انبیٹھوی
و اشرف علی تھانوی اور جو ان کی چال چلا۔ ان پر وبال اور خرابی حال لازم ہو چکی الخ۔ (حسام ص ۱۸)
لا شبهة في كفرهم بلامجال بل لا شبهة فيمن شك بل فيمن توقف في كفرهم الخ
ترجمہ :- ان کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی حال میں ان کو کافر
کہنے میں توقف کرے، اُس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ۔

- (۱) محمد سعید بن محمد بالبصیل مفتی شافعیہ مکہ معظمہ (۲) احمد ابوالخیر میر داد خطیب مسجد حرام مکہ معظمہ (۳) محمد
سالح حنفی مفتی مکہ معظمہ (۴) علی ابن سید بن کمال مکہ معظمہ (۵) محمد عبدالحق بن مولانا شیخ شاہ محمد الہ آبادی مکہ معظمہ
(۶) سید اسماعیل بن سید خلیل حافظ کتب حرم مکہ معظمہ (۷) محمد مرزوقی مسجد حرام مکہ معظمہ (۸) عمر بن ابی بکر باجنیہ مکہ
معظمہ (۹) محمد عابد بن شیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ معظمہ (۱۰) محمد علی مالکی مدرس مسجد حرام و مفتی مالکیہ (۱۱) محمد جمال بنیرہ شیخ حسین
مفتی مالکیہ (۱۲) اسد بن احمد الدہان مدرس مسجد حرام (۱۳) عبد الرحمن ابن المرحوم احمد الدہان (۱۴) محمد یوسف افغانی مدرس
درسہ صولتیہ مکہ معظمہ (۱۵) احمد مکی خلیفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مکہ معظمہ (۱۶) محمد یوسف خیاط مکہ معظمہ
(۱۷) محمد صالح بن محمد افضل مکہ معظمہ (۱۸) عبد الکرم و افغانی مکہ معظمہ (۱۹) سعید بن محمد البیانی مکہ معظمہ (۲۰) محمد احمد ساد
الجدادی مکہ معظمہ

علمائے عرب و مدینہ طیبہ

۱۱) محمد تاج الدین ابن المرحوم مصطفیٰ ایاس حنفی مفتی مدینہ منورہ (۲۲) عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ (۲۳) سید احمد الحجازی المدنی الاشعری المالکی (۲۴) خلیل بن ابراہیم خرہوئی خادم العلم المسجد النبوی -
 ۲۵) محمد سعید ابن السید محمد المغربی (۲۶) شیخ الدلائل محمد بن احمد العمری احد طلبتہ العلم بالحرم النبوی ۲۷) عباس رضوان خادم العلم فی مسجد افضل المخلوقات (۲۸) عمر ابن احمد المحرری المالکی مدرس مسجد نبوی محمد بن محمد الجیب الدیداوی محمد بن محمد السوسی النجاری خادم العلم الشریف السید احمد ابن السید اسماعیل الحسینی مفتی الشافعیہ مدینہ البریۃ -
 ۲۹) عبد القادر توفیق الشبلی المدرس الحنفی فی المسجد النبوی -

نوٹ :- ان اساطین ملت کی مفصل تحریریں ہم ۲ صفحات کی کتاب حسام الحرمین میں مل سکتی ہیں۔ ہم نے بطور نمونہ صرف دستخط زبان اردو اور وہ بھی مختصر کر کے نقل کئے ہیں۔ گویا مرکز اسلام مد معتمد مدینہ منورہ عالیہ کے جمیع مفتیان شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء دیوبندیہ کے طرائق اربعہ کے کفریہ عبارات مندرجہ (حفظ الایمان تھانوی، و تحذیر الناس نانوٹوی، و براہین قاطعہ گنگوہی، انہیضوی، کو ملاحظہ فرما کر یقین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دیوبندی علماء بوجہ توہین کرنے خدا و رسول کے مرتد ہو چکے ہیں۔ ان سے ان کے چلوں چانٹوں سے مسلمان الگ رہیں۔

دیوبندیوں کے کفریات کے متعلق تمام علمائے اہلسنت و جماعت

ملک عجم میں ہندوستان کا فیصلہ کن بیان

مختصر خلاصہ کتاب الصوایم الہندیہ

الاستفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ مرزا قادیانی نے سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء) کہہ کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور دیوبندیوں کے پشیوا، رشید احمد گنگوہی نے وقوع کذب کے معنی درست ہوئے کہہ کر اللہ عز و جل کوئی الواقعہ جھوٹا کہا۔ اور اسی گنگوہی اور خلیل احمد دیوبندی نے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نفس قطعی ہے (براہین قاطعہ ۵۲) کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم

سے کم بتایا اور اشرف علی تھانوی نے یہ کہہ کر کہ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضورؐ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم فیہ توزید و لم و بلکہ ہر جی و مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان اشرف علی ص ۱۷) اس نے ان الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین کی اور قاسم نانوتوی نے عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ الخ اور تقدم و تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں (تحذیر الناس ص ۱۷) اور اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۱۸) کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے معنی مصرحہ از اجماع امت کا انکار کیا۔ اور آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل ٹھہرایا، ان لوگوں کے متعلق حرمین شریفین کے علمائے کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے اقوال ملعونہ کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ یہ فتاویٰ حسام الحرمین حتی ہیں یا نہیں؟ اور تمام مسلمانوں پر ان کا ماننا لازم و ضروری ہے یا نہیں؟ اظہار حق فرمائیے اور اللہ عز و جل سے اجر پائیے۔ **بیتوا و نوجروا۔**

المفتی عرب حسن بن احمد مصری غنی عنہا از گونڈل کا بیٹا دارالمدار، پشاور یا ست جونا گڑھ، ۱۴۱۵ھ

الجواب

بیشک فتاویٰ حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین حق و صحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیشوی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے ان کفریات و اسخہ صریحہ ناقابل توجیہ و تاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور مجموعہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین میں ہے۔ ضرور کفار و مرتد و ملعونین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خود کافر، مسلمانوں پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازمی حتمی، واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ بل مجدہ اتم و احکم۔

کتبہ: الفقیر الاولاد رسول محمدیوں القادری البرکاتی عفی عنہ، خانقاہ برکاتیہ، مارہرو

۱۳۲۵ھ جمادی الآخر

تصدیقات علمائے بریلی

الجواب صحیح

الفقیر مصطفیٰ رضا القادری النوری، عفی عنہ

فقیر اسماعیل حسن، عفی عنہ قادری احمد برکاتی

الفقر الی رحمۃ ربہ ورضوان المدعو بحی مدرسۃ القادری النوری البریلوی

رحمہ اللہ غفرلہ صدر المدین دارالعلوم المہنت وجامعت

خویدم الطلبة محمد حسین رضا القادری البریلوی

الفقر القادری محمد عبد العزیز عفی عنہ مدرس دوم
دارالعلوم منظر الاسلام

محمد ابرہیم رضا رضوی عفی عنہ بہتم مدرسۃ العلوم منظر الاسلام

سر دار علی البریلوی عفی عنہ

محمد تقدس علی قادری رضوی غفرلہ نائب مہتمم منظر الاسلام

فقیر احسان علی عفی عنہ منظر پوری مدرس منظر الاسلام

محمد نور الہدی، جیات پوری

محمد عبد الرؤف عفی عنہ فیض آبادی

فقیر سید غلام محی الدین ابن سید مولانا مولوی
رحمۃ اللہ قادری رانڈیری عفی عنہ

العبد المسکین غلام معین الدین لکھنوی

محمد نور عفا اللہ عنہ، آروی

فقیر محمد صدیق اللہ بناری

فقیر غلام حبیبی، اعظمی، قادری برکاتی، غفرلہ
مدرس دارالعلوم منظر الاسلام

ابوالانوار سید محمد شریف الدین اشرف، اشرفی
جیلانی جالسی غفرلہ

فقیر حسین الدین قادری رضوی فرید پوری

فقیر عبد العزیز قادری رضوی المصطفوی المنظر پوری ثم الگور کھپوری غفرلہ
محمد شاہ الحق عفی عنہ قادری

فقیر ابوالمعانی محمد ابراہیم، صدیقی المہری عفا اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الخفی والجلی مفتی دارالافتاء جامعہ رضویہ منظر الاسلام پٹی

عبد العاصی سلطان احمد البریلوی عفی عنہ

فقیر پشچدان وزیر احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری بوالحسینی
رضوی غفرلہ

الفقیر ابو الفرج عبیدہ الحامد محمد علی سنی القادری الحامدی
الآنولوی غفرلہ

فقیر ابو الطغر محب الرضا محمد محبوب علی قادری رضوی
لکھنوی، غفرلہ ربہ القوی

الفقیر حمت علی السنی الحنفی القادری البریلی غفرلہ

کیچھو چھ شریف

کتبہ العبد المسکین محمد المدعو با فضل الدین البہاری غفرلہ اللہ الباری
امین الافتاء فی الجامعة الاشرفیہ نعم الجواب وجہ التحقيق وبالقبول
والاتباع وی وحقیق وانا العبد الفقیر السید احمد اشرف القادری الحشری
الاشرفی الجیلانی کان لہ الفضل الربانی۔

لا یریب ان فتاوی علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر ہؤلاء المذکورین
صحیحۃ وانا الفقیر ابو المحامد السید محمد الاشرفی الجیلانی عفا عنہ
اللہ الحمد۔

الفقیر معین الدین احمد غفرلہ لاحد صدر المدرسین
فی الجامعة الاشرفیہ

العبد المسکین ابو المعین السید محی الدین الاشرفی الجیلانی
المتوطن فی الکیچھو چھہ المستست۔

الجواب صحیح۔ سید حبیب اشرف

الجواب صحیح۔ فقیر محمد سیمان، اگر پوری۔

جبلپور

الفقیر عبد الباقی محمد برہان الحق القادری الرضوی الجبلپوری غفرلہ

الجواب صحیح محمد عبد السلام منیاء صدیقی جبل پوری غفرلہ۔

دربار عالی علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

حسام الحرمین کے فتاویٰ حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جو شخص ان کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہ راست سے دُور ہے۔ الخ۔

الراحم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور
سیدان ضلع سیالکوٹ پنجاب

الجواب صحیح: محمد حسین عفا اللہ عنہ، مہتمم
مہتمم نقشبندیہ علی پور سیدان

محمد کرم الہی بی اے، سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ
علی پور سیدان

الجواب حسن، خان محمد بقلم خود، مدرس اول، مدرسہ
اسلامی ٹولہ ضلع سیالکوٹ

الجواب صحیح: محمد کامران بقلم خود

سرکار اعظم اجمیر شریف

یہ لوگ ان اقوال خبیثہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ الخ۔

فقیر ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ،

محمد عبد المجید عفی عنہ مدرس دارالعلوم معینیہ

امتیاز احمد انصاری مفتی دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف

عبدالحی عفی عنہ، مدرس دارالعلوم عثمانیہ اجمیر شریف

فقیر غلام علی عفی عنہ، فقیر محمد حامد علی عفی عنہ،

قاسمی محمد اسحاق الحق نعیمی بہرائچ شریف

غلام محی الدین احمد عفی عنہ بیادوی احمدین رام پوری

احمد مختار الصدیقی صدر جمعیتہ العلماء صوبہ بلوچستان

ابوالحنات سید محمد احمد رهنوی قادری، الوری

ابوالہدیٰ محمد عظیم اللہ اعظمی عفی عنہ

خادم الشرف از ظہور حسام، غفرلہ

فقیر سید غلام زین العابدین سہسوانی

الفقیر محمد عبد العتید قادری

فقیر محمد حسن عفی عنہ

فقیر اسد الحق مراد آبادی عفی عنہ

فقیر محمد فخر الدین بہاری پور نوری

فقیر غلام معین الدین بہاری عفی عنہ الساری

الفقیر الحافظ عبد العزیز المراد آبادی غفرلہ اللہ ذوالامادی

غلام سید الاولیاء محی الدین الجیلانی علیہ رحمۃ

مراد آباد

العبد الملتزم بحبلہ المتین محمد نعیم الدین
عفا عنہ المعین

ما اجاب بہ سیدی فرحوق صراح
محمد عمر النعیمی

الجواب صحیح محمد عبد الرشید

علمائے لاہور

ابو محمد دیدار علی عفی عنہ۔ فتاویٰ صام الحرمین حق بجانب ہے، الخ۔

قالہ بفہمہ ومنتقہ بقلمہ العبد الراجی رحمتہ ربہ القوی ابوالبرکات
سید احمد حنفی قادری رضوی الوردی مدرس دایم العلوم حنفیہ مرکزی انجمن حزب
الاحناف لاہور۔

یہ فضل حید نقشبندی گجراتی، سید عبدالرزاق مجددی، حیدر آبادی، نور محمدت درہ شیخ پوری

مفتی محمد شاہ پونچھوی، عبدالغنی ہزاروی، محمد مقصود علی عفی عنہ، خاک راجی احمد نقشبندی عفی عنہ

محمد عبدالغنی لاہوری

مدرسہ فیض الغرباء آراء ضلع شاہ آباد

فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء، محمد عبدالغفور عفی عنہ مدرس اول مدرسہ فیض العربیہ آباد
 محمد اسماعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء، محمد نور العتیم عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء -
 فقیر محمد صنیف آرومی عفی عنہ، سلطان احمد آرومی عفی عنہ، محمد نعیم الدین آرومی عفی عنہ،
 عبدالجلیم آرومی عفی عنہ، فقیر محمد عبدالحمید غفرلہ الحمید رضوی آرومی، عبدالرحمن درہنگی
 محمد حنیف مدرس مدرسہ فیض العربیہ آباد - محمد نصیر الدین آرومی عفی عنہ، محمد غریب اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ
 فیض الغرباء

بانکی پور پٹنہ

محمد طہار الدین قادری ضوی غفرلہ ملک العلماء فاضل بہاری

سیتاپور

فقیر سید ارتضائین قادری برکاتی

جلال آباد ضلع فیروزپور پنجاب

محمد اسماعیل محمود آبادی، مفتی ریاست جلال آباد ضلع فیروزپور،

پوکھریہ ضلع مظفرپور

ابوالولی محمد عبدالرحمن مجتبیٰ ناظم نور الاسلام پوکھریہ، فقیر رشید احمد درہنگی

محمد شغاد الرحمن کان اللہ، مدرس سوم مدرسہ نور الہدیٰ، شرف الدین مدرس اول مدرسہ نور العلوم واقع کرمان

محمد عطاء الرحمن عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ نور الہدیٰ ، محمد ولی الرحمن غفرلہ المنام مدرس اول مدرسہ نور الہدیٰ
محمد رحیم بخش قادری عفی عنہ ، محمد حبیب الرحمن مدرس چہارم نور الہدیٰ ، فقیر عبد الحکیم بلباری عفی عنہ
فقیر عبد الحفیظ در بھنگوی غفرلہ ، فقیر ابوالحسن منظر پوری

بہاول پور

اشخاص مذکورین فی سوال اعلیٰ مرزا غلام احمد قادیانی وقاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی
وانشرف علی تھانوی بلائک وشبہ اپنے اقوال ملعونہ جنبہ مجموعہ کفر و ضلال کے باعث یقیناً کافرو مرتد ہیں اللہ
عبدہ المذنب الفقیر ابو محمد محمد المدد تو غلام رسول البھا و لغوری عفی عنہ

گڑھی اختیار خان بہاول پور

عبد البنی المختار، محمد یار فریدی محمدی چشتی قادری بقلم خود از گڑھی اختیار خان

کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

ابو یوسف محمد شریف الحنفی الکوٹلوی، عفی عنہ ، ابوالعباس امام الدین حنفی قادری عفی عنہ از کوٹلی لوہاراں
ابوصالح سید میر حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں

کھڑوہ سیداں ضلع سیالکوٹ

الفقیر سید فتح علی شاہ القادری عفی عنہ

چتوڑ راجپوتانہ

ایک قادیانی حاکم الحرمین حق میں ہے۔

الفقیر عبد الحکیم غفرلہ مولیٰ الرحیم چتوڑی

فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ، سنی حنفی، معتمد لدھیانہ، پنجاب۔

لودھیانہ۔

دہلی | محمد منظر اللہ، غفرلہ، امام مسجد فتح پوری، دہلی۔

انا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابو رشید محمد عبد العزیز عفی عنہ خطیب جامع مسجد مزنگ۔

مزنگ لاہور | گل محمد امام مسجد مرزا احمد دین

بیچپان محمد عبد الحمید عفی عنہ

سہاور ضلع ایٹہ

خاکسار ابو الفضل محمد کرم الدین عفا اللہ عنہ از بھین، ضلع جہلم۔

تحصیل چکوال، احمد دین واعظ الاسلام از بادستہائی

بھین ضلع جہلم

محمد فیض الحسن عفا عنہ مولوی فاضل مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول چکوال

کتبہ: محمد اجمل قادری مدرس المدرستہ الاسلامیہ

الحنفیہ سنبھل

سنبھل ضلع مراد آباد

وانا الفقیر القادری محمد المدعو بجمادالہ بن الجمالی غفرلہ۔

فقیر غلام محی الدین قادری جمالی غفرلہ

دادون ضلع علی گڑھ

فقیر سلامت اللہ قادری رضوی عفی عنہ،

شاہ جہان پور

فقیر سید محمد صغیر چشتی مفتی نکودر، ضلع جالندھر۔

نکودر ضلع جالندھر

ابوالحاجہ احمد علی ازٹو۔

مٹو ضلع عظیم گڑھ

الراجی بلطف ربہ القوی امجد علی غفرلہ الولی

کھنورہ ضلع ہوشیار پور

السید حیدر شاہ القادری حنفی۔

معسر ضلع بنگلور

الجواب صحیح۔ محمد ذیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اہل سنت و جماعت المعروف بمدرسہ

امروہہ ضلع مراد آباد

حنفیہ امروہہ۔ سید محمد عبدالعزیز، سید احمد سعید عفی عنہ، عبدالحمید بقلم خود عفی عنہ
 فقیر صانہ القدیر۔ محمد بنی بخش صلوٰتی لاہوری کان اللہ، سید مختار علی شاہ لاہوری،
 لاہور محمد فضل الرحمن عفی عنہ۔

وزیر آباد خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی۔

رام پور محمد ریحان حسین العمری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

حرہ مشتاق احمد عفا عنہ الصمد سابق مدرس مدرسہ شمس العلوم، بدایون،

کانپور الجواب صحیح۔ العبد فقیر محمد غفرلہ مدرس مدرسہ احسن المدارس، کان پور،

محمد سبحان عفی عنہ، خادم العلماء محمد رستم خان، دارالعلوم کان پور،

حرہ۔ ابوالفیاض عبدالحی علیمی غفرلہ مدرسہ معین الاسلام، کتبہ محمد اسماعیل،

ہلاوانی ضلع مینی تال

الفقیر قادری محمد عبدالحفیظ الحنفی السنی۔

الفقیر محمد عبد اللطیف قادری عفی عنہ،

الوزر ضلع بریلی

حسام الحرمین کے فتاویٰ بیشک حق ہیں۔ الخ۔

فقیر ابوالکشف محمد یحییٰ علیمی مدرس مدرسہ اسلامیہ کنواڈہ،

ضلع مان بھوم

حیدر آباد دکن

الفقیر الی اللہ العفی، سید محمد بادشاہ واعظ مکہ مسجد۔ حیدر آباد دکن۔ احمد حسین، السید وحید القادر

سید شاہ لطیف محی الدین قادری، فقیر عبد القادر قادری حیدر آبادی سینر پروفیسر شعبہ دینیات کلیلہ جامعہ
 عثمانیہ حیدر آباد دکن۔

المسکین سید غیاث الدین غفرلہ۔ الجواب صحیح، غلام محی الدین ستادری،

سید احمد علی عفی عنہ۔ غلام محمد فقیر نظام الدین قادری۔

الفقیر بستہ عباس میاں

سورت

بھرتھ

مبئی و بدایوں و دہلی

افقر الوریٰ میرزا احمد قادری کان اللہ لا ناظم سنی کانفرنس صوبہ مبئی، نذیر احمد جندی مدیر غالب مبئی،
ابو المسعود محمد سعد اللہ مکی، محمد ابرار الحق عفی عنہ، حافظ عبد المجید دہلوی، محمد جمیل احمد قادری، محمد معراج الحق
عفی عنہ، احقر الطلبة محمد ابراہیم الحنفی قادری، غلام محمد لکھنوی، محمد عبد السلام صدیقی متوطن میرٹھ،
محمد فضل کریم دہلوی، عبد الحلیم النوری الشاہجہان پوری، محمد شمس الاسلام نلف مولوی عبدالرشید مرحوم
مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی، محمد عبد الحلیم امام مسجد دھوبی تالاب، حافظ عبد الحق عفی عنہ مبئی، حررہ العبد الائم
محمد عبد اللہ عفی عنہ، محمد عبد الخالق، خادم الطلبة محمد اسمد خان دہلوی، عبد الرحیم بن محمد علی دہلوی،
محمد عبد الغفار دہلوی۔

الحفیظ المدعو محمد امین قادری، فقیر محمد جمیم،
سید لائق اللہ شاہ، محمد اسدین مدرس مدرسہ نجم الاسلام، محمد نور الحق قادری غفرلہ

بھیمتری منسلح تھانہ

العبد المفتقر الی مولانا الصمد محمود جان السنی الحنفی، حافظ غلام رسول۔

جودھپور کا مٹھیا دار

العبد العاسی غلام مصطفیٰ السنی الحنفی عفی عنہ،

مذکورین گروہ کے عقائد باطل و مردود ہیں۔ الخ۔

دھوراجی کا مٹھیا وارڈ

الساظر الخاطی خادم العلماء عبد الکریم بن المولوی حامد صاحب، عبد الحلیم،

احقر حاجی نور محمد، خادم العلماء صالح محمد بن احمد میاں، سید الدین مدرس مدرسہ جامع مسجد، بندہ حقیر
محمد عبد الرشید خان بدایونی، فقیر حقیر خاک محمد علی، خادم العلماء محمد میاں،

عبد الحمی قادری رنوی، سبیل بھیتی بقلم خود، محمد شمس الدین قادری ناگوری غفرلہ، فقیر

مارہہ شریف

ابوالضیاء محمد حفیظ اللہ اعظمی غفرلہ، العبد امیر حسن عفی عنہ مراد آبادی، ابوالارشاد سید مجاہد حسین

ریشیش گڑھ نسلج بریلی، خادم العلماء غلام احمد فریدی بقلم خود، فضل احمد عفی عنہ، اما العبد السید محمد حسن عرب المدنی قادری
الغائب عن الفضل الرحمانی، بشیر حسن دہلوی رنوی،

ابوالفضل محمد عبد الاحد بن مولانا شاہ وحی احمد محدث سورتی،

بیلی بھیت

آگرہ | نثار احمد عفی اللہ عنہ مفتی جامع مسجد آگرہ

مقتدہ تمام مومنین اینست کہ در حسام المحرمین مذکور است الخ۔
العبد ابوالنصر کمال الدین بن الحلیفۃ المولوی محمد اللہ۔

پی صلح پشاور

بدایون عبد السلام عفی عنہ مدرس اول شمس العلوم

فرنگی محل محمد عبد القادر عفا اللہ عنہ مدرسہ عالیہ نظامیہ، فرنگی محل لکھنؤ۔

سراج گنج بنگال بندہ آثم ابوناظم محمد کاظم رحمتی چشتی۔

پارہ ضلع اعظم گڑھ فقیر نور محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ۔

کرمر ضلع بلیا فقیر ابوالسعود محمد عبد العظیم، قادری۔

فتح پور مہسود فقیر محمد عبد العزیز خان قادری، فقیر محمد یونس سنبھلی، فقیر احمد یار خان قادری عفی عنہ
محمد عبد اللہ المراد آبادی غفرلہ۔

ریاست ام پور محمد نور الحسین الرامفوری کان اللہ العبد محمد معوان حسین مدرسہ ارشاد العلوم -
محمد شجاع علی عفی عنہ مدرس ارشاد العلوم - محمد سراج الحسین عفی عنہ

العبد عبد اللہ البھاری عفی عنہ مدرس ارشاد العلوم - محمد عبد الغفار عفی عنہ، سید یار محمد دہلوی، الفقیر محمد عمر غفرلہ ابن
حضرت مولانا ہدایت الرسول رحمۃ اللہ علیہ۔

کانپور عبد الغنی غفرلہ مدرس مدرسہ خفیہ کانپور، الفقیر ابوالقاسم محمد حبیب الرحمن کان اللہ - محمد عبد الکریم عفی عنہ
محمد آصف عفی عنہ، العبد الفقیر عبد الغنی العباسی المدرس دار العلوم کانپور، عبد الرزاق عفی عنہ المدرس
اداء العلوم کانپور، ابوالمظفر شاکر حسین غفرلہ۔

جاو محمد مصاحب علی عفی عنہ

سید محمود زیدی الوری، سید محمد میران الشافعی المدرس مدرسہ نجم الاسلام
بھیمڑی (تھانہ) فقیر شہزاد احمد ناگوری، فقیر شمس الدین احمد جوہوری

احمیر شریف حاضرین عرس

فقیر محمد ساند علی عفی عنہ بہتم مدرسہ اصلاح المسلمین رائے پوری۔ سی۔ پی۔ حبیب الرحمن غفرلہ۔ سید رشید الدین غفرلہ

محمد عبد اللطیف اجمیری، عبد المجید قادری،

الانولوی محمد زاہد قادری دہلوی، محمد احمد دہلوی

بہتتی محرم شکرہ تصدیقات علمائے اردین

صوفی ظہور احمد سہارن پوری، محمد عارف حسین قریشی علیگرہی، عبد الفقیر ابوالحسن المدعو محمد علی حسین الاشرافی الجیلانی

ننگل منسلح حصار

فقیر ابوالفیض چشتی سلجانی عفی اللہ عنہ۔

گوئڈل کاٹھیاوار

خادم الطلاب قاسم میاں رضوی عفی عنہ۔

جوناکڑہ خادم محمد قاسم ہاشمی ساکن دھوراجی نزیل جوناکڑہ، احقر محمد عبد الشکور گیسو دراز عفی عنہ۔

جلال پور جٹاں پنجاب

فقیر تقصیر حافظ سید ظہور شاہ قادری جلال پوری عفی عنہ۔

برودہ درنگون

الفقیہ محمد صدیق ابرودی غفر اللہ لہ (سابق مفتی رنگون) الرافق سید خالد شامی عفا اللہ عنہ

احقر الزمان محمد عبد اللہ برودی غفرلہ الرحمن۔

علاقہ سندھ پنجاب

الفقیہ صاحب دادہ سندھی السلطان کوٹی غفرلہ، الفقیر محمد حسن، خادم حسین غفرلہ

ملیہ نہ آبادی، محمد ابراہیم الیاسینی، الفقیر قمر الدین العطائی مدیر سالہ "مر" الفقیر

محمد قاسم المتوطن فی گڑھی یاسین ضلع سکھر۔ فقیر عبد الشکور مدرس مدرسہ آباد ضلع سیلوچستان، الفقیر عبد الباقی الہایونی عفی عنہ، الفقیر محمد حسن الفاروقی المجددی۔

ڈیرہ غازی خان پنجاب

العبد العاصی المدعو محمد بخش عفی عنہ ساکن ڈیرہ غازی خان۔ الفقیر فضل الحق

عفا عنہ مدرس نعمانیہ ڈیرہ غازی خان۔ الفقیر محمد امانت الرسول غفرلہ ابن

حضرت مولانا ہدایت الرسول رحمۃ اللہ علیہ اللمکنوی۔

ماترہ ضلع کھیرہ

فقیر سید شیخ میاں غفرلہ، سجادہ نشین حضرت سید میاں صاحب قادری، علوی ماترہ ضلع

کھیرہ۔ ملک گجرات فقیر سید زین الدین ابن حضرت سید میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: فتوائے الصوارم الہندیہ سے مصدقین علمائے کرام و مفتیان عظام کے صرف دستخط بطور نمونہ نقل کر

دیئے گئے ہیں۔ باقی ہر مفتی کے الفاظ بھی قابل دید ہیں۔ ملاحظہ ہوں الصوارم الہندیہ علی مکہ شیطین الدیوبندیہ۔ یتعلم

پیشوایان ملت اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ فتاویٰ حسام البحرین میں مرزا قادیانی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انیسٹھوی، محمد قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی کو ان ناپاک تحریروں کی وجہ سے جو انہیں کافر و مرتد کہا گیا ہے یہ حکم بالکل درست ہے بلکہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو کر شان رسالت کی پاس نہ کرے اور ان دیوبندیوں کی حمایت میں ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر و مرتد ہے۔

**دیوبندیوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے متعلق اُمتِ محمدیہ کو حضرات
مشائخ کرام و اولیاء عظام و علمائے اہلسنت و جماعت کی ہدایات
دیوبندی عقیدہ کے مولویوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی**

استفتاء

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں مشائخ عظام و علمائے کرام دین حق اس مسئلہ میں کہ دیوبندی مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کاذب (جھوٹ) ممکن ہے۔ جن کی عبارتیں یہ ہیں:-

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ خدا نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادیانی یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ الخ۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۷۸)

(۲) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ قدامی اختلاف ہے الخ۔

(براہین قاطعہ ص ۱ و نیز عبارات جہد المقل و غیرہ)

نیز لکھا ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعض علم غیبی یا گلوں حیوانوں ایسا ہے جن کی عبارت یہ ہے:-
اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیبی تو زید و عمر بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانا و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان مصنفہ تھانوی ص ۱۷۸)

نیز لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شیطان اور ملک الموت سے بھی تھوڑا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:-
(۱) شیطان اور ملک الموت کو وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے الخ۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد سہارنپوری و مصدقہ رشید احمد گنگوہی)

۲۱، ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے برگزیدہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا علم ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔ الخ۔
(براین قاطعہ ص ۵۲)

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق الہی سے وسیع العلم اور اعلم ماننا ضروریات دین سے ہے۔ نیز لکھا ہے کہ آیت خاتم النبیین سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمانی خاتم النبیین ماننا یہ جاہلانہ خیال ہے۔ جس کی عبادتیں یہ ہیں۔

(۱) عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا سابق انبیاء کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولكن رسول الله وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ الخ۔
(تخذیر الناس مصنف محمد قاسم بانی دیوبند ص ۲)

(۲) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ الخ۔
(تخذیر الناس ص ۲)

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس آیت کا معنی لاینبی بعدی سے ختم نبوت زمانی ہی ارشاد فرمایا ہے نیز لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر ہے۔ (اسراط مستقیم مولوی اسماعیل ص ۱۲) اور حضور کا میلاد شریف کرشن کہنیا کے سانگ سے بھی بُرا ہے۔ (براین قاطعہ ص ۱۲) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دیوبندی خیال کے مولوی جو خود ایسے عقائد رکھتے ہیں اور ایسے عقائد رکھنے یا لکھنے والے مولویوں کو اپنا پیشوا اور مجدد اور پکا مومن سمجھتے ہیں جس طرح اس زمانے کے اکثر دیوبندی مذکورہ بالا عقائد رکھنے والے اکابر دیوبند یہ کونیک سمجھتے ہیں تو کیا ان دیوبندیوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی شرعی حکم سے فتویٰ صادر فرمایا جاوے۔ بینوا و توجروا
(سائل محمد دین اچھرہ لاہور ۲۰ سفر المنظر ۱۲۰ھ)

الجواب بعون الوهاب وهو الموفق للصواب
واقعی یہ عقائد ہابیدہ دیوبندیہ کے ہیں اور نماز اس قسم کے اشخاص کے پیچھے باطل محض ہے۔ ان کو قصد امام بنانا سخت کبیرہ اشد حرام ہے اور جو نماز ان کے پیچھے پڑھی جائے گی اس کا ابعادہ فرس ہے۔ ان کے ساتھ سلام و کلام میل جول نشست و برخاست سب حرام و ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر ابوالبرکات میداحد غفرلہ ناظم و مفتی دارالعلوم
مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان، لاہور،



الجواب :- صورت مسئلہ میں امکان کذب کا مسئلہ جس کے دیوبندی قائل ہیں۔ یہ عقیدہ معتزلیوں کا ہے۔

قال الامام الدانقري ان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يخرج بذلك عن الايمان اور شرح موافق میں ہے کہ ابو موسیٰ علی بن صالح امام المعتزلہ کا یہی عقیدہ تھا کہ ان اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم تو دیوبندی بھی معتزلیوں کا عقیدہ رکھتے ہیں اور تمام اہلسنت و جماعت کذب باری تعالیٰ کو ممتنع و محال بالذات سمجھتے ہیں۔

باقی سوال مذکورہ میں دیوبندیہ کی جو ناپاک تحریریں درج ہیں۔ ایسا لکھنے والا کسی طرح بھی مسلمان نہیں رہ سکتا، علامہ خفاجی شرع شفا میں فرماتے ہیں جو شخص کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے وہ مرتد و کافر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دیوبندیوں کے ائمہ اشرف علی درشید احمد و خلیل احمد و محمد قاسم پر فتوائے کفر تمام روسائے ملت علمائے عرب و عجم سے صادر ہو چکا ہے اور آج کل کے دیوبندیہ ان تمام مولویوں کو اپنا امام برحق مانتے ہیں اور ان کے کفریات کی بے جانا و بیس و بہانے بنانے میں ضد کرتے ہیں۔ لہذا ان کے پیچھے کسی مسلمان کی بھی نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی فریضہ ادا ہوتا ہے۔ اس کا اعادہ فرض ہے خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر بد اعتقاد سے محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و اکمل۔

(العبد غلام مہر علی حنفی گولڑوی، ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۱ھ)

الجواب :- مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے علیحدہ رہیں اور ان کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور جتنی نمازیں ان کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا اعادہ کریں۔ الخ۔

مہر

فقیر ابو الفضل محمد سرور احمد غفرلہ خادم اہلسنت خادم جامعہ رضویہ منظر الاسلام
جنگ بازار لاہور۔ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ

الجواب :- دیوبندیوں کی عبارات ناقص و دلیل ہیں۔ توہین و تنقیص رسالت کا کفر ہونا امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے توہین و تنقیص کرنے والے اور تنقیص شان رسالت پر مطلع ہو کر حق ماننے والے یقیناً کافر ہیں۔ ان کے کفر میں شک کرنے والے بھی کافر و مرتد ہیں۔ کافر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا قول سوائے کافر کے کوئی نہیں کر سکتا بنا براین ان لوگوں کی امامت قطعاً حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مہر

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ بہتم مدرسہ انوار العلوم ملتان

الجواب صحیح

ابوالشاہ محمد عبدالقادر غفرلہ احمد آبادی جامعہ رضویہ لائل پور

الجواب صحیح

نذیر احمد علوی خطیب جامع مسجد سلانوالی ضلع شاہ پور

الجواب صحیح

ابوالشاہ محمد عبدالقادر غفرلہ احمد آبادی جامعہ رضویہ لائل پور

الجواب صحیح

ابوالخیر محمد شفیع الدین خطیب جامع مسجد پنڈی گھیب

کی مجلس سے بھی پرہیز لازمی ہے۔ خان محمد تونسوی عفی عنہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ۔

حضرت قبلہ خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب تونسوی

الجواب صحیح۔ بندہ غلام مرتضیٰ بقلم خود، ۳ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ۔
مخزن شریعت و طریقت عارف باللہ حضرت قبلہ خواجہ خدابخش صاحب مدظلہ العالی مہاروی

مہار شریف و دربار عالی چشتیاں شریف

الجواب صحیح۔ خادم درگاہی خدابخش مہاروی۔
فیاض خاص و عام فخر السادات حضرت قبلہ مولانا سید ولبر حسین شاہ صاحب مدظلہ

زیب سجاد و دربار عالی چورہ شریف (ضلع کیمبلپور)

الجواب صحیح۔ سید ولبر حسین شاہ سجادہ نشین چورہ شریف بقلم خود۔
سلطان العارفین امام العابدین بحر العلوم شیخ الشائخ حضرت قبلہ خواجہ مولانا

مولوی حسین بخش صاحب ملتانی ملتان شریف سجادہ نشین حضرت محمد موسیٰ پاک شہید

الجواب صحیح۔ حسین بخش عفی عنہ ۳ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ۔

ارشاد عالی قبلۃ الصالحین فیاض عالم جامع الشریعت و الطریقت حضرت قبلہ پر سید فیض علی شاہ صاحب
دامت برکاتہم العالیۃ زیب سجاد و دربار عالی سادات کرام درگاہ مقدس حضرت قبلہ سید سخی شوق الہی شاہ صاحب رحمۃ
اللہ علیہ

دربار عالی مارتی شریف سید سخی شوق الہی شاہ صاحب (ضلع بہاولنگر)

حضرات علمائے کرام نے جو استفادہ کا جواب عطا فرمایا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے ایسے بدعتیہ اور بد خیالات
شخص کے پیچھے حنفی مسلمان کو نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ ایسے بدعتیہ لوگوں سے میل ملاقات بھی حرام ہے۔ ایسے
لوگوں سے رشتہ کرنا بمنزلہ حرام کاری کے ہے۔ چونکہ حضرات علمائے اخاف ان بدعتیہ لوگوں پر کفر کے فتوے
لگا چکے ہیں، خاندان سلسلہ چشتیہ کے تمام مریدان خاندان سلسلہ قادریہ و سلسلہ نقشبندیہ کے تمام مریدان پر فرض ہے کہ ایسے

لوگوں کو امام نہ بنایا جائے۔ ایسے بدعتیہ لوگوں کے مدرسہ جات میں حنفی صاحبان مسلمانوں کو چاہیے کہ چندہ وغیرہ نہ دیں ورنہ بسزائے حرام کے ہوگا اور نہ حنفی مسلمانوں کے بچے ان بدعتیہ لوگوں کے مدارس میں داخل کئے جائیں ورنہ وہ بچے اس زہر سے تباہ ہو کر فارغ ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سلطان العارفین حضرت خواجہ محمود بخش صاحب سجادہ نشین دیگاہ شریف علیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ العزیز تمام پیشیہ کے پیشوا ہیں۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی نے فتوے کیا ہے ایسے بدعتیہ لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ تمام مخلصان سلسلہ کو چاہیے کہ ان سے میل جول رشتہ وغیرہ بند کر دیا جائے۔ فقط والسلام۔



الراقم خادم الفقراء و علمائے دین سید محمد فیض علی شاہ نقوی البخاری
الحیدری سجادہ نشین دیگاہ شریف حضرت سید سخی شوق الہی صاحب
تحصیل چشتیاں ریاست بہاول پور
۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۷ھ

ازم کز فیوضات دربار مقدس شیربانی معدن محمدانی شیخ الاولیاء قطب ولایت پیشوائے نقشبند قبلہ میاں
شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

مفتی اعظم دربار مقدس شرفیور شریف

وہابیہ نجدیہ غیر مقلد اور وہابیہ دیوبندیہ اور وہابیہ نجدیہ فرقہ پنجویہ غلام خانیہ ایسے عقائد مذکورہ بالا رکھتے والے جو کہ باقی تمام اہل اسلام کو مشرک کا فرکتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے عقائد متذکرہ بالاسے اور بہ اعتبار نسبت مشرک و کفر کرنے کے طرف اہل اسلام کی خود کافرو مشرک ہو چکے ہیں، باعتبار مجموعہ امین اور بہ اعتبار ہر ایک امر کے ایسے عقائد رکھنے والوں سے تمام اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔ میل جول غم شادی قبر جنازہ سب میں احتراز کریں اور مطابق حکم قرآن مجید لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین کے عامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں، اور ایسے لوگوں کی اقتداء کرنا نمازیں ہرگز جائز نہیں اور ان کو مدارس اسلامی میں مقرر کرنا ظلم عظیم ہے اور ایسے لوگوں کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ بنا بریں فتوے محرمہ بالا اور جواب مجیب درست ہے اور فاضل مجیب کی سخی مشکور

جامعہ حضرت
میاں صاحب
شرفیور شریف

مہر

حررہ محمد عبدالمصطفیٰ عنہ المنان مفتی مدریہ جامعہ حضرت ولی برحق
میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز مجددی نقشبندی شرفیور شریف

۱۔ ناد عالی مرکز فیض و عرفان زیب سجاد دربار شریف خیر پور ٹامیوالی ریاست بہاول پور

دربار عالی خیر پور شریف

الجواب صحیح

محمد عبدالرزاق خیر پوری

ارنادر مقدس قطب ربانی محدث صدیقی سلطان الاولیاء حضور بی بارگاہ نبوت شیخ المشائخ قبلہ عالم حضرت پیر سید اسماعیل شاہ صاحب متعنا اللہ بفیوضاتہم العالیہ ابدًا ابدًا خدا تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ جلوہ فرمائے

حضرت کرمانوالہ

یکم ذی الحجۃ ۱۳۰۲ ہجری المقدس کو مرشد عالم قبلہ خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس شریف پر فخر الاولیاء مخزنِ جود و کرم حضرت صاحب کرمانوالہ (فاضل اللہ تعالیٰ علینا من شایب کرمہ) و بچے کی گاڑی سے تشریف لائے۔ اس گنگار خادم (غلام مہر علی) و دیگر اراکین انجمن حزب الرسول کو شرف خدمت نصیب ہوا۔
اسے کما دمت باعث آبادی ما

حضرت والا نے تین روزہ میں چشتیاں میں قیام فرمایا۔ سبحان اللہ کرمانوالے کی مبارک مجلس میں عوام و خواص کا ایک بحرِ مواج نظر آتا تھا اور حضور کی زیارت سے مجھنا چیز کو بھی تین روزہ ظاہری و باطنی سیری حاصل ہوتی رہی۔ حضور کے ملفوظات شریفہ سے اتباع شریعت و عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گراں بہا موتی برستے تھے۔ فرمایا کہ متبع شریعت قیامت میں صدیقین کی جماعت سے اٹھے گا۔ اور فرمایا کہ زندگان خدا کی خداداد قوت کے سامنے ڈوبی بیڑیوں کو ترا دینا کوئی بڑی بات نہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی بالعلم والقدرة حاضر ناظر ہیں۔ اور فرمایا کہ بے ادبوں کا رد کرنے والے کچھ سخت آدمی بھی ہونے چاہئیں۔

دہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

۳۔ ذوالحجہ کی شب صوفی نور محمد صاحب مرید فاضل حضرت صاحب بوجہ شدت گرمی کے ہنکا ہلا رہے تھے تو صوفی صاحب نے عرس کی کہ حضور والا علمائے اہلسنت کہتے ہیں کہ دہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بے ادبوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ صوفی صاحب نے مزید وضاحت کے لیے دوبارہ عرض کیا کہ حضرت کہ اگر کوئی دیوبندی دہابی بظاہر بے ادبی نہ کرتا ہو تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں، حضرت صاحب نے فرمایا کہ بزرگان دین کے محمولات کو بدعت و شرک کہہ دینا

کوئی تھوڑی سی ادبی ہے۔ تو آج کل کوئی دیوبندی بے ادبی نہیں کرتا (یعنی نماز کے معاملے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے)۔

نوٹ :- سو فی نور محمد صاحب چک نمبر ۳۴ نمرہ اول تحصیل چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر میں رہتے ہیں نیز واضح باد کہ دیوبندیوں نے جو عبارات اپنے موافق حضرت والا کی طرف منسوب کر کے ناجائز فائدہ اٹھانے و کوشش کی ہے۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ حضرت والا سے ہرگز ان دیوبندیوں کے متعلق کفریہ عبارات ذکر کے استفسار نہیں کیا گیا جن کی عبارات کفریہ موجود ہیں، اور بلاوجہ کسی کو کافر کہنا اہل حق کا شیوہ نہیں، اگر دیوبندی سمجھے ہیں تو وہ تقویت الایمان، حفظ الایمان، برائین قاطعہ، اتحاد یرائس کی وہ عبارات جن میں حضور سید عالمؐ تا بہ ارمی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین کی گئی ہے۔ حضرت والا کی خدمت میں پیش کر کے ان عبارات کی تائید میں حضرت اقدس کی کوئی ایسی تحریر حاصل کریں جس سے ان کا مقصد حل ہو جائے۔ لیکن میں دعوائے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی دیوبندی اپنے موبوں کی عبارات کفریہ کی تائید میں حضرت والا کی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گا۔

از دربار مقدس حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابداً ابداً

بلا شک گت خان بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبندیہ وہابیہ امام بنانے کے لائق نہیں۔ نہ ان کی نماز نہ ان کی اقتداء جائز بلکہ حرام، جان بوجھ کر نماز ادا کی تو کبیرہ کامرتکب، سخت گناہ گار، والحمد للہ العلیٰ عند الملک الغفار و اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

فقیر قادری محمد اعجاز دلی خان مفسر القرآن بارگاہ حضرت مخدوم داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور۔

رقم حضرات مشائخ کرام کے ارشادات کی اصل کاپی قلمی بندہ کے پاس محفوظ ہے۔

دیوبندی وہابیہ کے رد میں لکھی گئی کتاب مصاصم قادری کا خلاصہ

مع نمونہ دستخط

علمائے کرام احناف و مشائخ عظام کے مقدس عقائد کا نمونہ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۲۷۵ھ میں جب مولوی عبدالغنی کے فرزند مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے شورش کی اور اعتقاد علمائے احناف و صوفیائے عظام پر طعن و تشنیع شروع کیا اور شان رسالتؐ

صلی اللہ علیہ وسلم میں گناہیں شروع کیں۔ تو حضرت مولانا محمود حسنی و حسینی قادری دہلوی نے وہابیوں کے رد میں کتاب مصمصام قادری لکھ کر اس میں عقائد اہلسنت و جماعت کے درج کر کے بر موقع سالانہ عرس خواجہ خواجگان سلطان علیہ السلام حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیائے کرام و علمائے عظام کے سامنے پیش کی تو تمام شرکاء عرس شریف نے ان عقائد کی تصدیق کی اور اس کتاب پر دستخط فرمائے ان عقائد کا نمونہ و تصدیقات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وجود با مسعود محمود احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط صورت بشری ہی نہیں جیسے کہ بعض متفاضل کج رائے بدکیش نا عاقبت اندیش اپنے جیسا بشر تصور کرتے ہیں بلکہ فی الاصل وہ گوہر نورانی نور اعلیٰ خدائے تعالیٰ عروج کے ہیں۔ اس پر جبہ دینی بے حدیث انامن نور اللہ والخلق کلہم نور۔

(مصمصام قادری ص ۹)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانا اور قیام کر کے علوۃ و سلام پڑھنا مورد ثواب و مہر ارحم الراحمین ہے۔ (مصمصام قادری ص ۱۰)

(۳) جو حضور کو اپنے جیب بشر کہے وہ شیطان ہے اور اس پر کفر عائد ہوتا ہے۔ (مصمصام قادری ص ۱۱)

(۴) مزارات پر عرس کرنا فاتحہ وغیرہ تحفیات سب امور مستحسن ہیں۔ (مصمصام ص ۱۲)

(۵) اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

پڑھنا امر مستحب ہے۔ اور اس کا التزام افضل ہے۔ (مصمصام ص ۱۳)

(۶) علم غیب اضافی اولیائے کرام انبیائے عظام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار رب نے دیا

ہے اور حضور کو علوم خمسہ وقت قیامت وغیرہ کا بھی علم ہے۔ (ص ۱۴)

(۷) حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کو حون الہی کا منظر سارہ کران سے غائبانہ امداد مانگنا حیات و

ممات ہر طرح جائز ہے۔ (ص ۱۵)

(۸) تظیف یا رسول اللہ، یا علی، یا حسین، یا شیخ عبد القادر جیلانی شینا اللہ کا ہر طرح جائز ہے۔

(ص ۱۶)

دستخط مبارک تصدیق کنندگان اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین :

(خواجہ) اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (مولوی) نور اللہ سکنہ مبار شریف

(خواجہ) غلام رسول توگیر دی۔ (مولوی) نور بخش سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد مہاروی۔ (مولوی) غلام فخر الدین

مہاروی۔ مولوی عبد اللہ المعروف بدادر بخش پاک پٹی۔ مولوی گنج بخش مہاروی، مولوی نصیر بخش سکنہ مگھیراں۔ مولوی

غلام ذہیر مہاروی، عبد الوہاب خیر پوری، عبد الشکور خیر آبادی۔ مولوی محمد مہاروی۔ امام الدین ابو ہریرہ۔ عبد الرحمن خیر پوری

عبدالرحمن خیر پوری، مولوی شرف الدین ابوہری، محمد اکرم سکندر چلی داہن، غلام فخر الدین سکندر چلی داہن، محمد ذوالفقار قرنیہ، محمد عظیم سلطان احمد نیرہ، عبدالرحمان کلوری، مولوی بدر الدین گوٹھ قائم رئیس۔ مولوی عبدالرحمن سکندر ڈیہل علاقہ ریاست بیکانیر شیخ محمد سکندر رحموں کا۔ مولوی خدابخش بن مولوی عبداللہ ملتانی۔ صالح ملتانی (حافظ) جان محمد ملتانی، غلام حسین ملتانی (مولوی)، امام بخش ملتانی، مولوی محمد عمر تونسوی، علی محمد تونسوی، یار محمد سنگھری محمد حسین کشوری، شمس الدین سکندر دائر دین پناہ، عبدالرحمن تونسوی، شیخ احمد تونسوی۔ مولوی رحیم الدین ڈیرہ غازی قاضی محمد حسین ڈیرہ غازی خان، مولوی احمد تونسوی، غلام فرید مہاروی، قاضی غلام محی الدین سکندر کالا باغ۔ سرفراز ڈیرہ اسماعیل خان، مولوی محمد امین تونسوی، غلام مرتضیٰ مگھیری، امید علی راجن پور وغیرہ، خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ غلام رسول صاحب توگیروی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ نور بخش صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ متعنا اللہ فیوضا تہم فی الدنیا والاخرۃ مقدس ہستیوں کی تصدیق، اہل ایمان کے لیے کافی ودائی ہے۔ اب ناظرین کرام، ہی فیصلہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا عقائد کو شرک و بدعت کہنے والے دیوبندی وہابی کن کن ہستیوں کو مشرک کہہ کر اپنی غیر اسلامی ذہنیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

۷ از خدا خواہیم تو فیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف ادب

منکر حریت ڈاکٹر اقبال کی نظریں دیوبندیت تمام بولہبی است

عجم ہنوز نہ داند رموز دین و دہن
زیوبند حسین احمد ایں چہ بولہبجی است
سرد بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر مقام محمد عمری است!
بمصطفیٰ بر میاں خویش را کہ دین است
اگر باد نہ سیدی تمام بولہبی است

دیوبندی مذہب کے متعلق یہ چند صفات سپرد قلم کے لجد ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ حق و باطل کا خود فیصلہ فرمائیں اور بارگاہ ایزدی میں جہیں نیاز جھکا کر عرض کرتا ہوں بار الہامی

جو کچھ ہوا۔ ہوا کرم سے تیرے
جو بھی ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

واختر دعوانا الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ جمعین
بندہ ابوالفضل محمد مہر علی کفاح مولانا علی بحر متہ سیدنا و مرشدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ گولڑوی خطیب منڈی چشتیہ شریف ۱۹۵۶ء مطابق ۱۳۷۵ھ

باب ۱۷

توضیح

شعرو سخن

فاضل جلیل حضرت مولانا غلام مہر علی نے جہاں دلائل و براہین کی یلغار سے اپنے غنیم کے تار و پور
نثر سے بچھیرے ہیں، وہاں وہ شعرو سخن کے ہم ٹھیک ٹھیک نشانوں پر گراتے نظر آ رہے ہیں۔ ایک
زمانہ تھا، حبیب ایوب خان مرحوم کی کامینہ میں عبدالقادر رائے پوری صاحب کے ایک مرید مرکزی
وزیر تھے۔ اس بل بوتے پر جناب آغاز شورش کا شیریں نے اہل سنت کے خلاف نظم و نثر کا ایک معرکہ
رچایا تھا۔ وہ ایک خطرناک دشمن کی طرح اپنے مخالف پر چھپتے اور گالی گلوچ کا بازار گرم کرتے تھے
اور اپنے قلم پر سجدہ نازاں تھے۔ اسی وجہ سے کسی بھی شریف کی پگڑی اچھالنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہ
تھا۔ تقریباً ہر مشہور آدمی آغا صاحب کے نوک خامہ پر رہتا تھا وہ چاہے مولانا ظفر علی خاں ہوں یا مولانا سید
ابوالبرکات۔ آغا صاحب نے ہر ایک سے یدھر چایا۔ اور نظم و نثر کے انبار لگائے۔ ان کے چٹان کی اشاعت
کا راز اسی صحافت میں مضمر تھا۔ بڑے سے بڑا آدمی ان سے دامن بچانا معیار شرافت سمجھتا تھا۔ لیکن ہر فرعون یا
موسیٰ کے مطابق آغا صاحب کے مقابلے میں بھی کمی مردان صحافت و ادب اُبھرے۔ اور آغا صاحب کو
صدائے گنبد سننا پڑی۔ اُن مردانِ حرم میں ظہور الحسن ڈار مرحوم، شوکت حسین شوکت اور ریاض شاہد مرحوم بھی ہیں
جنہوں نے حضرت شورش کا قلمی محاسبہ کیا۔ اور اُن کی زبان میں ہی جواب سے نوازا۔ عبد الحمید عدم کو کون نہیں
جانتا۔ وہ ظہور الحسن ڈار کے ساتھی، شورش کا شیریں کے مخالف اور نعر گو شاعر تھے۔ حبیب ڈار اور شورش
کا معرکہ عروج پر تھا، اُس وقت عبد الحمید عدم ڈار کے پرچے میں شورش کی ہر نظم کا جواب لکھتے تھے۔ ایک
مرتبہ انہوں نے یہ دلچسپ قطعہ کہا:۔

ابے اد صحافت کی گھوڑی کے بچے
ہیں بھی دولتی سے دھمکا رہا ہے !
ادھر آتھے ریشمی گھاس ڈالوں
تو کیوں ٹوٹی بھپوٹی منیں کھا رہا ہے !
اسی طرح اور بھی بہت سے معرکوں میں شورش صاحب کو ان کے مزاج کے مطابق جواب ملتا رہا
لیکن ۱۹۶۲ء میں شورش نے جو علما شے بریلی کو مخاطب کیا۔ اور اپنی ٹکسائی زبان میں سب و شتم کی برکھا کی
اس پر پوری سنی قوم اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ہمارے شعراء نے شعرو سخن کو وہ رنگ و روپ دیا کہ شورش کے
پیچھے پیچھے صاحبان دانش اور علمبرداران احسان بھی انگشت برنداں رو گئے۔ اسی زمانہ میں ان کے ایک

پرچہ طوفان نامی نکلا جس کے رئیس التحریر جناب امیر البیان سہروردی تھے۔ ان کا تخلص حسان الحیدری بھی تھا۔ ان کا فلم شعر رقم شورش سب و شتم پر برق الہی بن کر گرا۔ اور بڑے بڑے طو اغیبت علم و ادب کو پیوند خاک کر دیا علاوہ ازین "رضوان" "سواد اعظم" بریلی شریف سے "نوری کرن" وغیرہ جرائد و رسائل نے خوب معرکہ سر کیا۔ تعجب یہ ہے کہ اس جنگ میں دیوبندی قوم شورش کی پشت پناہ تھی۔ بڑے بڑے صاحبانِ جیبہ و دستار اور وارثانِ علوم و ینبہ شورش کے ہاتھ چومتے، اسے امام احمد بن حنبل قرار دیتے اور اس کے دروازے کے پھرے لگاتے دیکھے گئے۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب بھی شورش کی حمایت میں تن کھڑے ہوئے لیکن امیر البیان نے ایسا قلمی وار کیا کہ پورا دیوبند اس شعر کی عملی تفسیر بن گیا۔

طوفان اڑا دے گا چٹانوں کا یہ قلعہ !

حسان سے شورش کے خدا کا تپ رہے ہیں

حضرت مولانا غلام مہر علی نے یہ قیمتی منظومات محفوظ رکھیں۔ اور اس کتاب کا باب ۱۷ انہی منظومات پر مبنی ہے۔ میں نے اسے صرف ترتیب دیا ہے۔ اس کا ذہن اور اس حضرت مصنف مولانا غلام مہر علی ہی کے ہیں۔ لیجئے یہ دلچسپ باب حاضر ہے، اس میں زیادہ تر نظمیں تو حضرت امیر البیان ہی کی ہیں۔ ان کے علاوہ جناب افضل کوٹلوی، جناب صابر براری، جناب صائم حشمتی وغیرہ شعراء بھی شامل ہیں۔

(شبیر احمد شاہ ہاشمی)

مولوی گل شیر خان

حضرت امیر البیان سہروردی نے مندرجہ ذیل نظم اس وقت ارشاد فرمائی جب دیوبندی علماء نے سواد اعظم اہل سنت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور اس کے سربراہ مولوی غلام خان (پنڈی) ہوئے۔ ضیاء القاسمی، لقمان علی پوری وغیرہ دیوبندی مقررین نے ایک ادوہم مچا دیا۔ انہوں نے یہ پہلا احتجاج کیا، جسے ہم ہفت روزہ "افت" ۸ تا ۲۴ دسمبر ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۷ تا ۲۲ محرم ۱۳۸۹ھ کے شمارے سے یہاں درج کر رہے ہیں۔

(ہاشمی)



ہیں یزید وقت بھی اب یازید اسے آسمان
اہل سنت کے نئے یہ رہنمائی کرام
ہے سواد اعظم اب دو چار ملاؤں کا نام
گر بسواد اعظم اس کا نام ہے اے اہل دل
چھپ نہیں سکتی کسی سے ان کی تاریخ سیاہ
ارض پاکستان ان کو راس آسکتی نہیں
اہل سنت ان کو کہلانے کا کوئی حق نہیں
جو نمازوں میں خیال یار کو کہتے ہیں شرک
حب اہل بیت جن کے دین میں شامل نہیں
جن کے ملاؤں کی پیغمبر سے طاقت کم نہیں
جن کا ہے اللہ جھوٹا۔ اور نبی مٹی کا ڈھیر
جو صحابہ کو کہیں خائن، نبی کو بے خبر
گر بھی کچھ ہے سواد اعظم اس کا منہ سیاہ
اہل سنت کون ہیں اسے کم سواد و بے بصر
جن کا دیں، دین صحابہ۔ جن کا ایسا مصطفیٰ
شرک و بدعت پر کبھی جو جمع ہو سکتے نہیں
جن کے قول و فعل میں ہرگز نہیں کوئی تضاد
جن کی ٹھوکر میں سدا رہتا ہے دور کج نہاد
مجمع نور انیاں بڑھتا ہی جائے گا سدا
بڑھ گیا ہے نام اب چوہے کا بھی اسفند یار
ظلمت شب کی ہے پیداوار قاسم کی ضیاء

مٹکر سنت بنے ہیں سینوں کے ترجمان
ظلمتوں کے ہیں نقیب اور بدعتوں کے پاسبان
ریت کے تودوں کو یاروں نے بنا ڈالا چٹان
سود اللہ وجہد مٹ جائے بے نام و نشان
خانہ زاد افرنگ اور ہندو کے، ان کے خاندان
روح جن کی کانگریس ہے روس و امریکہ میں جان
جو رسول اللہ کو کہتے ہیں اپنا بھائی جان
بے صلوٰۃ و بے وضو جن کی نمازیں اور آذان
جو کرامات ولی کو جانتے ہیں داستان
جن کے مقتبیوں کو جائز ہے سبھی کچھ بے گمان
جن کے فرطاس و قلم کی زد میں ہیں کون و مکان
کر بلا کو جنگ شخص اور غیظ کو پہلوان
ایسے ٹوٹے کو برادر افتخار دجال جان
عاشقان اہل بیت اور مصطفیٰ کے مدح نماں
جن کا قرآن، سیرت، اقدس کا ہے کامل ایمان
اور نفاق و کفر سے ہیں پاک جو اہل ایمان
پاک ہے جن کی سیاست، زندگی جن کی نشان
کا نپٹے ہیں جن کی آواز اور قلم سے حکمران
نے خیال بیش و کم نے خطرہ سود و زیان!
خیر سے مفتی بنے پھرتے ہیں بھولو پہلوان
نام نامی بندہ زر کا غلام اللہ خان!

فیل بدست ابرہہ کا بن گیا بامست سانڈ

نے خد کا خوف دل میں نے خیال پلیاں



سب طفیلی اب تو آقائے ولی نعمت بنے
مرگئے مردود کیسی فاتحہ؟ کیسا درود !
جو نبی کو مانتا ہے مردہ و بے اختیار
قاری طیب ہتھم دیوبند کے خاموش ہیں
کیا رچایا تھا یہ سارا ڈھونگ میر سیم و زر
پڑھ کے جمیل و قاسم کو بسا مرزا نبی !
بن کے معمول اگیا بحپہ جمہور امتاسمی
ٹھمریاں گاتا پھرے ہے۔ کو بے مٹکاتا پھرے
ساز اور آواز والے اب دکان اپنی بڑھائی
زادہ مروان اور ابن سبا کی یادگار
وہ بھی اب لٹکارتا پھرتا ہے سہکو کو یہ کو
نسبت گیلان ہے بدنام جن کے نام سے
قاضی ہمدان۔ علی پور کا ہے لقمان لیسم
دین پور کے دوستوں نے مسخ کر ڈالا ہے دیوان
والدہ کو جن کی شوہر کے سوا سب کچھ ملا !
آگے شورش کے سارے لطفہ ہائے معنوی
مختلف ناموں سے چربہ ساز دھمکانے لگے
کر دیا انکار کچی نوکری سے ہم نے جب
واہ رے جنرل ضیا ! اور آہ تقدیر وطن
خوب کھیلا جارا ہے اب شکار ملک و قوم
کس طرح پہنچیں گے کعبے کو وہ اسلامی گدھے؟
اینٹ روڑے مختلف جگہوں کیجا کر دیئے

شیر ملت بن گیا ہے مولوی گل شیر خان
اور زندہ باد پسندی کا غلام بد زبان !
دیو کے بندوں نے اس کے ہاتھ میں دیدی کمان
پہلا فتویٰ ٹھیک تھا؟ یا اب لیا ہے اسکو مان
ورنہ مردہ ہو نہی تو کیوں نہ جیوے فتادیان
الامان، اے امت دجال ! تجھ سے الامان
رعب جرنیلوں کا۔ سرسنتو کی۔ شہیدوں کی زبان
رونق لبستر، یلغی از زیب داستان !
قاسمی جی آگئے بن کر صدائے منی حبان
کعبہ جن کا ناسپارہ اور دیں پارہ نان
آہ یاران سرسری ! حیف اے دور زمان
وہ بھی بالو کی طرح پڑھنے لگا شہد اور گیان
عقل کا دشمن، شہر اور ابن ملجم کی زبان
المدد اے روح حافظ ! اے خلیفہ ! لچھ دھیان
بن گئے ہیں وہ بھی ملت کے نقیب و نرجان
پھر سے میدان صفاقت میں بہ انداز چٹان
لیکے شورش کے قلم قتلے اور انداز بیان
مہربان سارے کے سارے ہو گئے نامہربان
تو نے بخشی ہے جمہداروں کو بھی شاہی کمان
اتحادی ساند کو باندھا۔ بنا ڈالی مچپان
جن گدھوں کا آہ اجھی کارٹر ہو کو چوان !
خوب کنبہ جوڑ کر بیٹھی ہے مائی منی حبان

پھر ضرورت ہے کسی طوفان کی اس قوم کو

پھر نکل میدان میں اے حضرت میر ساربان



عقیدت بحضور ریس المجاہد مولانا شہداء احمد اللہ شاہ صاندرا سی علیہ



پیکر عشق و محبت نازشیں قوم و وطن
شکرِ احرار کا وہ رہنمائے اولین
خوب دی دادِ شجاعت کا نثارِ عشق میں
گو بجتا تھا، اس طرح میدانِ حرب و ضرب میں
برق و شہسباز طبع، شعلہٴ جوالہ نو
جس نے سب کچھ راہِ آزادی میں قربان کر دیا
جس کی تقریروں نے پیدا کر دیا جوشِ جہاد
جس نے گوروں کی سیما کی نمایاں کر دیا
جس سے باطل کے بہادر سورما ڈرتے رہے
سیدِ قربان و محرابِ قلندر کے طفیل
جس نے قطروں سے لیا تھا کامِ مومنِ نیل کا

نالد و طارق کا ثانی مظہرِ حیدر تھا وہ
ہند میں روحِ جہاد و زہد کا پیکر تھا وہ

(ترجمانِ اہل سنت)

(امیر البیان سہروردی)



شہیدِ حریت حضرت مولانا مفتی تنہا احمد صا. کا کوری علیہ الرحمۃ



اللہ اللہ اس پر حق کے مسافر کا چلن
وہ نشانِ عظمتِ اسلام، بطلِ حسرتیت
جو رہا باطل کے ہر ظلم و ستم پر خندہ زن
جس کی ٹھوکر میں رہا آج سلاطینِ زمین

ہند کے ظلمت کدوں پر چور ہا پر تو لنگن !
تاج شاہی سے بے بڑھ کر جس کی تاپ رہیں
مرد میدان قوت بازوئے حق ، باطل شکن
زندگی سے کھیلنے والا شہید بے بس
تیرہ و تار یک صحرا میں رہا جو خیرہ زن
مدتوں رد میں گئے جس کو ہم صغیر ابن حبیب
کاٹ ڈالے جس نے محکوموں کے زنجیر رس
ماحی کفر و ذلالت ، حامی دین حسن !
اب بھی جس کی قبر پر بے سایہ بے سایہ فگن

آسمان اہل سنت کا درخشاں آفتاب
جس کی درویشی پہ داراد سکندر ہوں نثار
شیر دل ، بے باک ، جرات آزما جنگ آشنا
موت کا رسیا ، طلبگار شہادت ، مرد حق
پابجولاں جرم آزادی میں گھس کر چھوڑ کر
جس کے نعموں نے پریشاں کر دیا صیاد کو !
جس نے بنیادیں ہلا دیں قصیر استعمار کی
کعبہ اہل صفاؤ ، قبلہ ارباب دین
تامام آخر عنایت جس پہ احمد کی رہی

جس سے تاریخ جہادِ عریث تابندہ ہے
نام جس کا زندہ ہے جس کا عمل پائندہ ہے

(۱)

بخصوصِ امام المجاہدین متکلم الاسلام حضرت مولانا فضل حق خیر باری علیہ الرحمۃ

جس نے زندہ کر دیا تھا قصہ دار و سن
اللہ اللہ جنگ آزادی کے حرکاں بانی ہیں !
دانش و حکمت میں حاصل تھا اسے معراج نبی
اس کی شمشیر نگہ سے کانپتا تھا اہر من
اس نے پیدا کی تھی آزادی کی ہر دل میں لگن
گو نجاتا ہے آج تک یہ نعرہ باطل شکن
جس کے نعروں سے ہوئے بیدار شیران وطن
جامع دہلی گرما رہا جس کا سخن
عاشق میر عرب عبد خدا ئے ذوالمنن
پیکرِ علم و ہنر ظلمت میں شمع انجمن
جس کا بر کو چہ ہے علم و رشک صدیق

وہ امام فلسفہ وہ نازشیں علم و سخن
موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جہنم
زندگی اس کی سراپا سوز و ساز عشق سخی
دیو استبداد اس سے لرزہ بر اندام مقتدا
سما مراحى طاقنوں کا توڑ کر زور جنوں
اس نے سمجھایا " نہیں ممکن نظیر مصطفیٰ "
کائب اٹھا اس کے فتوؤں سے فرنگی سامراج
وہ خطیب حریت شعلہ نوا جوشِ انصاری
اس کا وہ فرزندِ فاضل اس کی سچی یاد گار
بند میں روشنی کیا جس نے چہرہ فلسفہ
خاک خیر آباد ہے ہم پائے خسلدِ بریں !

مردِ حر غازی ، مجاہدِ حق ہرست و فضل حق
تھا کتابِ حریت کا بے گناہ ہلا درن

بنگال کا جادوگر



یہ کوئی نٹ ہے کہ بنگال کا جادوگر ہے
 پہلے انگریز کا کھاتا رہا پھر ہندو کا
 نہ یہ اقبال کا مداح تھلے قائد کا
 قصہ مہر و وفا اس کی زباں پر کیوں ہو
 جب سے ہے منبر و محراب کو زینت بخشی
 دین فردشی کا یہ دھنداجو کیا ہے قائم
 میں نے دیوبند کے پنڈت کا فلول توڑا ہے
 ان کا "ڈیڈی" بھی تو قوموں کو لڑا دیتا تھا
 گھر میں ہے اطلس و کمخواب کے انبار مگر
 "خاکسارانِ جہاں" راہِ حقارت منگر
 کیوں ہوا خواہ فرنگ آج اڑے پھرتے ہیں
 دوستو! تیشہ فرادے کیا کام بنے
 ساتھیو! ٹھو! کفن باندھ کے سر سے نکلو
 میں ضحانہ دیوبند کا کیا حال لکھوں
 "شیخ دیوبند نے چیلوں کو یہ لکھ بھیجا ہے
 اس کی تابید کرو اس پر کٹاؤ گردن
 اس کو دربارِ مدینہ کے بھی خواب آنے لگے
 میں ہوں سلطانِ مدینہ کا ازل سے بندہ
 مجھ میں اسلاف کا خون اور محبت ان کی
 میں تو درویش بھی ہو کر ہوں سکند کا حریف
 ہائے کیا ظلم ہے ہندو تو بڑے پیغمبر امن

نت نیا شعبہ ہے روز نیا چکر ہے
 اب سیاست کے پٹے مہروں کا یہ لڑکھ ہے
 اس سے بیزار ظفر تھا تو خفا جو ہر ہے
 یہ تو مداح سلاطین ہے لا بہ گر ہے
 پسح ہے "بازارِ زنا" کی بھی فضا ابتر ہے
 بالا خانوں کی تجارت سے بھی یہ بدتر ہے
 حشرِ برہمہ پا ہے کہ "مندرا" کی فضا ابتر ہے
 ان کو آبائی سیاست کا سبق از بر ہے
 مسندِ وعظ پہ مرعوب بدن کھڑا ہے
 ساکم دقت کی پیشی ہو تو یہ منتر ہے
 ابلق خانہ بھی بگٹٹ ہے کہ زرد دل پر ہے
 دشمن حق کا ہے دل، یہ نہ کوئی پتھر ہے
 کفر بپھرا ہوا ہے ظلم کا ادسچا سر ہے
 اس کا ہر فرد مسلمان کشم کا فرگر ہے
 اک پری چہرہ نے کر لو کھا جو برہم پاشر ہے
 شورشِ عشق ہے یہ حکم پری پیکر ہے
 سجدہ گہ جس کی ہمیشہ سے ہی اتر ہے
 اور تو درہم د دینار کا ایک چاکر ہے
 تیری رگ رگ میں برہمن کا لہو مضمر ہے
 اور تو صورت دارائی میں گداگر ہے
 اور مسلمان کو یہ لوگ کہیں کافر ہے

شور برپا ہے زمانے میں مرے شعور کا
میرا بر لفظ ہے نشتر تو زبان خنجر ہے
بندۂ شیر خدا دارِ ث شہیر ہوں میں
میری زد میں کوئی عنتر ہے کوئی خیبر ہے
ہاں پلا بادۂ توحید کا حجام اے ساتی
روح بے چین ہے اور قلب میرا مضطر ہے

امیر البیان سہروردی ملتان

ماہِ خراز طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء



حسان سے شورش کے خدا کانپ رہے ہیں

شورش انہیں دوشلے میں گودھانپ رہے ہیں
محفوظ نہیں ان سے کوئی اپنا پرایا
یہ اگلے جہنم میں بھی کہیں سانپ رہے ہیں
اخلاص کے پردوں میں یہ چھپ سکتے ہیں کینک
ارباب زمانہ تو انہیں بھانپ رہے ہیں!
درڑے ہیں یہ محراب سے ناقصِ صداوت
ملائے ہزارہ جو بہت کانپ رہے ہیں!

طوفان نے دیوبند کی بنیاد ہلا دی
حسان سے شورش کے خدا کانپ رہے ہیں

طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

درویش کو نیکی پہ بھروسہ نہیں ہوتا
جس دل میں بھی خالق کی محبت ہو لگن ہو
اچھوں کو بروں سے کوئی شکوا نہیں ہوتا
کہتے ہیں سردار بھی حق ”بات“ ”مجاہد“
مخلوق سے وہ دل سمجھی میلا نہیں ہوتا
اپنوں کو بھی جو سبب و شتم سے کوڑھلنی
اندازِ بیاں ان کا پر ایسا نہیں ہوتا
گر ہم ہیں خطاوار تو تم کون حُسنِ راہو
وہ امن کا شیدائی و والہ نہیں ہوتا
کہ دار ہے بے سوز تو گفتار ہے وہی
انسان ہے انسان، فرشتہ نہیں ہوتا
سہراہل نظر تیرے تسلیم سے ہوا زخمی
اقبال کا ”مومن“ کبھی ایسا نہیں ہوتا
”جو تیرا نہیں سے وہ خدا کا نہیں ہوتا“

اقبال ہو یا ماجد و ماہر سا ہنرور!
 چوے نہ صحیفوں کو تیرے جب تک دست
 جو مستار شاد سے تیری نہ چلا ہو
 در پوزہ گری جس کا سدا پیشہ رہا ہو
 جس شخص کو ”مجرد“ سے نہ فرصت ہو میسر
 جس شخص کی راتیں ہوں بسر غیر کے گھر میں
 مانا کہ تمہیں زور قلم پہ ہے بہت ناز
 بازار سیاست کے ارے تا جرزیرک
 سید سے کبھی ”عشق“ کبھی ”خان“ سے بازی
 اے صادق کاذب تو بدلتا رہا کبھی
 جو مٹ نہ سکے دہریں زندہ ہو ہمیشہ!
 ہم عرض کریں تو نبییں غدار و گنہگار
 ہم صلح کا ذکر کریں ”ملک“ کے دشمن
 ہم عشق پیغمبر کا کریں ذکر تو مفسد
 ہم شاتم احمس کا کریں تم سے جو شکوہ
 اے کوچہ دلدار کے کتوں کا فندائی
 جو علم نبی کا ہے وہ مجنوں کو ہے حاصل
 ”آجائے خیال ان کا منبازوں میں تو فاسد“
 جو لوگ کہ اسلام کو پھیلا میں جہاں میں
 جو لوگ نبوت کے زمانے سے قریں ہوں
 گفتار کو جو لوگ کہ کردار میں ڈھالیں
 پھر کیوں ہو جنید اور حسن بصری کے دشمن
 کیا قطب و ولی غوث تھے اسلام کے دشمن
 پھر کیوں ہمیں کہتے ہو بدعت کے ہیں وارث
 ہم لوگ کتاب اور خبر کے ہیں فندائی

کوئی تیرے معیار پہ لوہا نہیں ہوتا
 کوئی تیرے نزدیک ابوالاعلیٰ نہیں ہوتا
 وہ کتنا ہی حق کیوں نہ ہو ”فتویٰ“ نہیں ہوتا
 ہے بندہ زر۔ بندہ مولانا نہیں ہوتا
 وہ محفل رنداں کا شناسا نہیں ہوتا
 وہ صحبت مرشد کا تو جو یا نہیں ہوتا
 ”پرہیزگار ابلق خیر ابلہ“ نہیں ہوتا
 ایمان کی دولت کا تو سودا نہیں ہوتا
 ”بازی“ کے سوا تیرا گزارا نہیں ہوتا
 کیا دل میں تیرے نقشہ عجبے نہیں ہوتا
 وہ نام کبھی ”شور“ سے پیدا نہیں ہوتا
 تم گالیاں دو ملک کو خط نہ نہیں ہوتا
 تم جنگ کی باتیں کرو صبر گڑا نہیں ہوتا
 تم اپنا سا ان کو کہو دنگا نہیں ہوتا
 تم میں کوئی جنبش کوئی لرزہ نہیں ہوتا
 کیا امتی ان سے کہیں اچھا نہیں ہوتا
 مجنوں تو مگر ”دشمن لیلیٰ“ نہیں ہوتا
 مائے ایسا مسلمان تو ”شہدا“ نہیں ہوتا
 کیا ان میں کوئی دین کا شیدا نہیں ہوتا
 ان میں کوئی توحید کا دانا نہیں ہوتا
 ان میں کوئی قرآن کا شناسا نہیں ہوتا
 کیا ان کا عقیدہ کوئی اچھا نہیں ہوتا
 کیا ان کا عمل کوئی نمونہ نہیں ہوتا!
 اس کہنے سے دل میں کوئی کھٹکا نہیں ہوتا
 جو ان کا ہے دشمن وہ ہمارا نہیں ہوتا

ہم ”اسوہ حسنہ“ کے طلب گار ازل سے
 ہم حسن ازل کے ہیں پرستار حقیقی
 بہر سجدہ امانت ہے اسی یار ازل کے
 ہم لوگ تو بدکار ہیں اسے شبلیؒ و دراز
 پہچان مقام اپنا ایاز اپنی نظر سے
 امت میں یہ باتیں صدا ہوتی رہی ہیں
 جب گالیاں بکتے ہو بہت ملامت اسلام
 دنیا کو تو دے سکتے ہو دھوکہ مگر اسے دوست
 ہے ڈھیل بہت بارگاہِ لطف و عطا میں
 نادان بھی یہ بات سمجھتے ہیں مری جاں
 دشنام طرازی کو شعار اپنا بنائیں
 انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے

”ہم آہ بھی کر بیٹھیں تو ہو جاتے ہیں بدنام“
 وہ قتل بھی کرتے ہیں تو حیر چاہتے ہیں ہوتا

طوفان ۷ نومبر ۱۹۶۲ء

جو یار کا پیرو نہ ہو سچا نہیں ہوتا
 کوئی بھی یہاں ”غیر خدا کا“ نہیں ہوتا
 ہاں تیری طرح ”نذر کف“ پا نہیں ہوتا
 لیکن تیری خلوت میں کبھی کیا نہیں ہوتا
 جوشِ تم کو گھرائے وہ بھولا نہیں ہوتا
 کس بات پہ ہر دور میں جھبکڑا نہیں ہوتا
 کیا پیش نظر ”اسوہ حسنہ“ نہیں ہوتا!
 جھوٹے کا کبھی لول تو بالا نہیں ہوتا
 منہ بلعم با عور کا کالا نہیں ہوتا
 زخموں کا ”نمکِ داں“ سے مداوا نہیں ہوتا
 مردانِ خدا کا تو یہ شیوہ نہیں ہوتا
 ”وہ قتل بھی کرتے ہیں تو حیر چاہتے ہیں ہوتا“

امیر البیان سہروردی لٹان

احرار کے دفتر میں تھا ایک شاہد بازار

احرار کے دفتر میں ہو تھا شاہد بازار
پھر اس نے صحافت میں بھیری ہے غلاظت
تقسیم سے پہلے صف اعدا سے نکل کر
ہو لنگ کی تنظیم پر کرتا رہا حملے
ہندو کا ہوا خواہ مسلمانوں کا دشمن
بھر دی و در دھما سے کوئی تار ہلا ہے
مرتا ہے ارباب و فسا کے ارے تو ہوا
رہاں جو رہا گاندھی و نہرو کی دھنوں پر
اصد غلاموں کا اڑانا ہے قسطنطنیہ
انکروں کا ایجنٹ انہیں کہتا ہے مفند
سوئے ہوئے شیریں کو جگانا ہے صحافت
تنگنی کا اسے ناچ نہادیں نہ کہیں پیر
عشاق کی ٹولی سے الجھنا نہیں اچھا
جذبات سے کھیلے نہ غلامانِ نبی کے
اس بندہ طاعت سے پوچھے ذرا کوئی !
اخیار کے ناموس سے کیوں کھیل رہا ہے
کیوں چلی آتی ہے اسے اہل صفا سے
چڑتا ہے مہلا کس لئے وہ ذکرِ نبی سے

پھر فتنے جگاتا ہوا اٹھتا ہے وہ عیتار
پھر اس نے کیا پست خطابت کا بھی معیار
کرتا تھا مسلمانوں کے دستوں پر جو یلغار
جو قائد اعظم سے رہا برسرِ پیکار ! !
گاندھی کا جو چیلہ تھا جو نہرو کا علم دار
بھر دھپٹے تخریب سے وہ مردِ طرار
دشمن کے اشاروں پر پھرتا تھا جو ستار
اللہ کی قدرت میں کتنا ہے وہ خداداد
دلو بند لی آغوش میں گشتا تا برستار
ناموسِ محمدؐ پر جو کٹ مرنے ہیں ارار
روباہ سے کہہ دو کہ نہ یوں شیعہ وں نو بکا
مینحائے طبقہ کے بد نوش اہلِ حواء
اس طفلِ گستاخ سے کہہ دو کہ خبردار
گستاخی کی حد تک نہ بڑے شو کہ تار
مردانِ راہِ حق سے ہے کیوں برسرِ پیکار
وہ زادۃ الوجہ سل وہ بردرو! اشرار
کیوں تذکرۂ غوث سے رہتا ہے وہ بیزار
کیوں صلے علی پڑھتے ہوئے مرنے ہمارے

مداحِ نبیؐ کو جو برا کہتا ہے رضوی

شیطان ہے شیطان پہ اللہ کی پھٹکار !

الاستفعا

(کیا فرماتے ہیں اس بازار کے تماش بین بیچ ان سائل کے)

جہل کے فرمانرواؤں کیا یہی اسلام ہے
بند حجروں میں تباہ سیمین اندر بغسل
دوم ڈھاڈھی کو بنا کر تم سفیر اسلام کا !
کو لے شکا کر ہوا میں زلف لہرا کر کبھی !
آکے سرسوں میں پلاؤ تو رمے بھی چٹ کر د
یا رسول اللہ سے برق تپاق تم پر گرے
مفتیانہ روپ میں انیار کی جاسوسیاں
سرزمین پاک میں رہ رہ بھی مستحراً کی گن
دل میں بت قبرے بت لیکن زبان پر نام حق
جاں نثاران رسالت پر تبرائے بازیاں
اہل دل اہل نظر اہل صفا و صدق پر
لذت کام و دہن آسائش تن کے لئے
میرے مرنے پر میری بیوہ کو نذرانے ملیں
خواب صدیقہ کی بیوی سے کر د تعبیر تم
رازدان علم الاسماء کے علم پاک کو
زندگی جن کی ضمانت ہے بقائے دین کی
دشمنوں کے واسطے جن کی دعائیں وقف تھیں
جن کی بلا طواریوں سے مسجدیں ویران ہیں
حب محک اور ملذذ بھی ہیں جزو علم دین
کیف صہبا اور ربیعہ کے نشے میں جھوم کر
سے شہید گنج کو احرار سے اب تک گلہ

علم کے ناکتخداؤں کیا یہی اسلام ہے ؟
بوتلوں کے کاگ اڑاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
خوب منبر پر نہ نچاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
وعظ کی قیمت بڑھاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
ہمیں مشرک بناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
ذکر حق سے سٹھاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
یہ تصنع یہ بناؤ ! کیا یہی اسلام ہے ؟
کفر سے آنا لگاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
رازدول لب پر نہ لاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
پندتوں کے گیت گاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
اشرک کے فتوے لگاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
انٹے نئے قتبے جگاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
یہ وصیت میں کھاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
ماں کو بھی بیگم بناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
علم شیطان سے گھٹاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
ان کو مٹی میں ملاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
گالیاں ان کو سناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
ان کو مولانا بناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
اے ہوس کار و بناؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
منبروں پہ لڑکھڑاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟
مسجدیں بھی بیچ کھاؤ کیا یہی اسلام ہے ؟

گر تمہیں غلطی پہ ٹوکا جائے از راہِ خلوص
گالیاں دو تملاد کیا یہی اسلام ہے؟

طوفان ۲۱ نومبر ۱۹۶۲ء

امیرالنبیاء سروردی ملتان

سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاس ہے

فکر ہے پرداز میں اور عرش پر احساس ہے!
شورشِ احرار کے فتنے سے یہ عقیدہ کھلا
ایک عامی اور رسول پاک ہیں ہم مرتبہ
ٹاپتا پھرتا ہے اس بازار کا جو ہر فردش
کیوں نہ دے منصور کو دار و دُشمن کی دھمکیاں
ہو گئی کلکِ عدو مصروفِ تحریفِ یزید
ایک اک گالی پہ جھوم اٹھی ہے ادلہ رشید
چینچ چنچ اٹھے ہیں پیرِ نالواں کی ضرب سے
یہ جو ہیں غوثِ ہزارہ اور پنڈی کے غلام
قصہ عشقِ ربیعہ ہے کھکھ قرآن پڑا
اس طرح زور دل پہ گڑھ طوفانِ حق چلتا رہا
ہم جواب آں غزل لکھیں گے صبر و ضبط سے
سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاس ہے

(طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء)

امیرالنبیاء سروردی ملتان

کہہ رہی تھی ایک فنکارہ ”یہ اس بازار کی“

تاکہ پیدا ہو صباحت نثر میں اس شمار میں
اس لئے ملبوس ہیں آپکن میں اور شلواریں
شاعر رنگین بیباں زہرہ و شوں کی ڈار ہیں
اور کیا رکھا ہے ”مولانا“ ترے افکار میں
تھا بندھا کل تک کسی کی ریشمی شلواریں
تاجرانِ معصیت کے سایہ دیوار میں
آنچلوں کی دھجیاں ہیں طرہ دستار میں
محبو متا ہے ”لوالکلام“ الفاظ کے انبیا ہیں
مطمئن ہوتی ہیں ان کے حجبہ گفتار میں
فرق کہا ہے مجھ میں اس بازار کے فنکار ہیں

حلوہ گر ”اقبال کا مومن“ ہے اس بازار میں
جُتہ و دستار سدرہ نہ ہو جائیں کہیں
”ناری رہی“ کی فضا میں ”مرشد لارہ خاں“
زائیدہ پردیں زربیدہ اور رثا پر غزل
جو نقیبوں کی عبا کو نوچتا پھرتا ہے آج
جنگ آزادی کا یہ ہانکا سپاہی ”مردِ محر“
ایک ”مولانا“ مجاہد محتسب کی کائنات؟
میں پری چہرہ بت تو بہ شکن زیر وزبر
کئی بنانِ عالیہ مو، دخترانِ معصیت!
کہہ رہی تھی ایک فنکارہ یہ اس بازار کی

امیر البیان

میر و مرزا کا تغزل و آغ کی سیرِ زبان
دیکھ لے شورشِ امیر سے اشعار میں فنکار ہیں

(ماخوذ از طوفان)

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

شاعر دو ابوالکلام سے معذرت کے ساتھ

⑤

وہ بھی ابوالکلام تھا، یہ بھی ابوالکلام
گہنا گیا تھا خیر سے اس کا تو اہلال
زلف بتان ہند کا وہ نور نا اسیر
اس کے قلم سے سینہ مسلم ہوا فگار
نسبت ہے اس کو خواجہ عالی مقام سے
اس کا نشان قبر بھی مٹ جائے گا مگر!
اس کے لیے تھے حاصل کوہِ ماہر و!
وہ علم و فضل میں تھا یگانہ بجا مگر
اندر سبھا کی پریاں رہیں اس کی ہم جلو
وہ تھا "ہلال ہند" یہ بدرِ حجاز ہے
وہ خیر دین کا پوتہ، جالندھر کا چوہدری
اسلامیان ہند کو اس نے کیا زبول
ہر ذرہ وطن کی حفاظت ہے اس کا دیں
یہ مضطرب ہے قسمت بنگال پر بھی آج
اس کے سخن میں اہل نظر کو کلام ہے
محبوب اس کی صبح مدینہ کی چاندنی
مشکر غری کے زور پر وہ بظلم حریت

وہ مقتدی کفر تھا، یہ دین کا امام
یہ بن چکا ہے فضل خدا سے مہ تمام
نکلا ہزار دام سے لیکن یہ خوش خرام
اس کی زبان عدو کے لیے تیغ بے نیام
متھرا کے گولوں میں مگر اس کا مقام
جاری رہے گا تا بہ آبداس کا فیض عام
اس کے لیے متارِ دو عالم نبی کا نام
اس کا ہے عشق و فقر میں اعلیٰ ترین مقام
دارو سن کے شوق میں اس کا ہر ایک گام
ٹوٹا ہوا وہ تارا تھا اور یہ مہ تمام
یہ زادہ رسول خدا صاحب مقام
یہ پاسبان ملت بیقرار مدام
اس نے بنایا ہند کا کشمیر کو غلام
کرتار "ستوطر و کن" کا وہ انتظام
اس کی ہر ایک بات پتے کہے لاکلام
معشوق اس کا شام اودھ کا، اک شام
کافر بھی اس کی "مجلس عرفان" سے شاد کام

وضوح بحث نقص نبوت بزعم خویش مقصود و بس مظاہرہ علم ناتمام
 بانا کہ خوبیوں کا مہر تھیں ابوالکلام
 نقص کمال ہے مگر داغ مہ تمام

اک سمت گلزار ہیں اک سمت لالہ فام
 جاتا رہا سبھاؤں کے در پہ بہ التزام
 تا عمر دشمنان نبی کا رہا غلام
 تعریف اندر اپہ ہوا اس کا اختتام
 صبح بنارس اور مقدس اودھ کی شام
 کرتا رہا شراب صبوحی کا ہر تمام
 چلتا رہا ہے محفل رنداں میں رام رام
 باطل کا اس کے ہاتھ سے برپا ہوا نظام
 کتنے خدائے حسن و جمال اس نے شاد کام
 لاتا رہا وہ ہند کی پرلیوں کو زیرہ دام
 کرتا تھا "مہوشوں" کا ٹکڑول سے احترام
 گاندھی کا پھیلا اور جواہر کا ایک علام
 اس "شولہوانے" کی ضد سے ہوا تھا قیام
 وہ شاعر دچٹان ہو یا خود ابوالکلام
 یہ دین حق کی صبح، وہ باطل کی ایک شام
 کرتا رہا وہ "مرقد گاندھی" سے التام
 از ہند تا بہ مصر و عراق و حجاز و شام
 وہ اس صدی میں مشرق و مغرب کا امام
 ایسے ادیب و شاعر و فن کار کو سلام

اس نے تمام عمر گزاری کچھ اس طرح
 کرتا رہا ثقافتی مسیوں کا افتتاح
 ثانی ابن تیمیہ، و بطل حدیث
 تفسیر و تاج سے ہوئی جس کی ابتداء
 اس کے تمام فلسفہ و فن کی انتہا
 پیتا رہا، پلاتا رہا تا دم حیات
 ایاک نعبد کے معارف کا نکتہ داں
 نعرہ تھا جس کا ایک حکومت خدا کی ہو
 کتنے بتان تو بہ شکن اس سے بہرہ ور
 جادوئے چشم و ریش مقطع کے زور پر
 نفرت تھی اس کو "قائد اعظم" کے نام سے
 شبلی کا میچہ تھا سیماں کا ریزہ چیں
 کیا خوب کہہ گئے ہیں محمد علی جناح
 قامت کے اعتبار سے ہے خارج از جور
 کیا کیا بتاؤں دوست تجھے ائی کا امتیاز
 اس کے لیے وسیلہ رحمت ہیں اولیاء
 وہ اپنا موت مر گیا اس کے ہممنوا
 احمد رضا سے اس کو عقیدت ہے سچ کہا
 جس کی زباں ہو شوکت باطل کی مدح بے نیچے

منظور ہے گزارش احوال واقعی ماخوذ از طوفان

۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء

اس پر بھی آپ چین بچیں ہو تو والسلام

امیر البیان سہروردی ماتان،

صاحبزادہ فیض الحسن کے حضور



وہ خطابت کے شہنشاہ اور طریقت کے امیر
آپ کی تقریر کا انداز ہر موضوع پر!
نسبت عالی ہے تم کو اس شہ کوئین سے
تم گلستان محمد کے شگفتہ پھول ہو!!
ان سنا انداز تکلم ان سنا انداز بیباں
فاطمہ کے لال پر الزام نا جاننا ترے
جس کھینے کا ہے دامن معصیت سے تارار
جن کی زلف گفتگو کا ہے زمانہ بھرا سیر
دلربا، دلکش، دل آرا، دل فریب و دل پذیر
وقت کے سلطان جس کے آستانہ کے فقیر
غیر ممکن ہے تمہارے جدا مجد کی نظیر
تو کہاں سے لائے گا؟ بے جان پتھر کے مدبر
باخبر ہے تیری چالوں سے خداوند خیر
وہ شریفوں کی قبائل کو پکڑتا ہے تیرے
کس قدر گستاخ ہے یہ نطفہ گنم بھی
دیو کا بندہ بنا ہے اور نہرو کا سفیر

(طوفان) ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

خطیب ملت صاحبزادہ سید فیض الحسن کے نام!



اے خطیب ملک و ملت شاہ اقلیم سخن
آپ کے دم سے شگفتہ علم و عرفان کا تین
وقت کہتا ہے بنام سنت خیر البشر!
بد عقیدوں کے عقائد کو تہ و بالا کریں!

شورشوں کی گرم بازاری کو ہم ٹھنڈا کریں
صورتِ ظاہر کا باطن کیوں نہ ہم نہنگا کریں
دین ان بے دین لوگوں کا جہاں پر داکریں
اشتہائے بغض کی شدت ستاتی ہے جنہیں
آپ کا طرزِ تکلم غیر معیاری نہیں
حزب حق سے آپ باطل کو دباتے جائیے
شہر کفر آباد میں ایمان کا چہرہ چا کریں
کس لیے حزبِ مخالفت کا نہ منہ کالا کریں
امتِ ناتواں سے اس طرح پٹا کریں
آپ کے زورِ سخن کی مار وہ کھایا کریں
تولنے والے ترازو میں اسے تول کر لیں
منحرف ٹاپا کریں اچھ کریں، کسو داکریں

ٹوٹ جائے سب ظلم سحرانے کا آن میں
ایک فتنہ کار کو زورِ قلم پناہ ہے
زیب دیتے ہیں انہیں یہ ”منبر و محراب“ کب
بادہ خانوں میں ”بتانِ غالبہ“ مُودِ رغزل
مشغلہ ملت کے باغی کرگسوں کا ہے یہی
جن کی چشمِ کم نظریں زندگی بھی موت ہے
واعیانِ کفر کو نیچا دکھانے کے لیے
خود کہیں یا خواجہ بطنیا تو جائز ہے انہیں
ہم رسول اللہ کو مولا کہیں مشرک نہیں
ان سے ”بازاری مسلمان“ اس لیے پیدا ہوئے
افترا بازی کسی صدیق کا شیوہ نہیں

گر عصائے موسیٰ سے ہم اشارہ سا کریں
اس کے اندازِ تہمت کا قلم قتل کریں
ہے یہی زیبا کہ ”اس بازار میں ناچا کریں
دین کے یہ پاسیاں شغلِ مے و مینا کریں
روٹیاں توڑا کریں یا بوٹیاں نوچا کریں
کیوں نہ ایسے لوگ قبل از مرگ وادِ بلا کریں
”یا رسول اللہ“ کے نعروں کو ہم اونچا کریں
ہم پکاریں تو صادرِ شرک کا فتوے کریں
وہ عطا ملاؤں کو اتقا ب مولانا کریں
کفر کا سودا کریں، ایمان کو بیچ کریں
کام جھوٹوں کا ہے یہ سچوں کو ہٹلایا کریں

ہم وہی کہتے ہیں جو کہنے کے لائق ہو عزیز
کیوں کسی کے حق میں کوئی بات نازیبا کریں

طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۹۲ء
عزیز الشعراء حضرت عزیزہ حاصل پوری

حزب الرسول کے نام !

ناموس رسالت پہ تو کوئین لٹا دے
ہاں قوتِ ایمان سے ہر سر کو بھکا دے
بت خانہ دیوبند کی بنیاد ہلا دے
اس عہد کے مرحب کو ذرا آٹھ دھکے لے
گالی سے تواضع کرے کوئی تو عامانے
پیغام یہ سرکار کو اسے بادِ صبا لے

اللہ تجھے عشقِ نبی ذوقِ فنا دے
تو لوپوں سے اڑا دے نہ تنگدوڑ کے مٹا دے
اُٹھ خواب سے بیدار ہواے شیرِ بریلی
اب وقت ہے اے فاتحِ خیبر کے فدا دے
پتھر کے عوض پھول بکھیراے میرے ہدم
دیوبند کے ہاتھوں ترا سلام ہے سوا

اے زاوۃ اسلام یہ نقشِ مٹا دے
کشمیر میں پانی کی طرح خون بہا دے
ویرانوں میں صحراؤں میں جا کر یہ صدے
لے دُرّہ فاروق انہیں خوب نیرا دے
اس جال میں خود ان کی ہی امت کو بھنڈا دے
رستے میں چٹانیں اگر آئیں تو ہٹا دے
مال اور ذرا اور ذرا اور پلا دے

کاشی ہو کہ دیوبند وہ عزّی ہو کہ گاندھی
یہی اسی ہے زمین آج بھی خون ہشدار کی
ہم غفلتِ اسلام کا لہرائیں گے جھبٹا
اسلام کے غدار وہ کمی ہوں کہ مدفن سے
لائے ہیں نیا جال یہ مذہب کے شکاری
طوفان کی مانند تو کونین پہ بھیجا جا
میں بادۂ توحید سے سرمست ہوسا قی

یہ عشقِ محمدؐ کا مریض ازل ہے !

حسان کو اللہ نہ وار دے شفا دے !

طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء

امیر البیان حسان المجہدی



صدائے گنبد

غلمان الاصرار شورشِ کشمیری کے نام !

مچھوں کو ہے گلہ پیر مغاں گستاخ ہے
دیو کے بندوں کا ہر پیر و جواں گستاخ ہے
لوگ کہتے ہیں وہ شاہِ گلرغاں گستاخ ہے
وائے طوطی کا بھی اندازِ بیاں گستاخ ہے
شاہِ اعلیمِ صحافت کی زباں گستاخ ہے
ادر پکارا اٹھا ہے ہر بھکشو کہ باں گستاخ ہے
میں زباں کھولوں تو کہتے ہیں زباں گستاخ ہے
قائدِ اصرار امت 'بد زباں گستاخ ہے
اس لئے تھانے کا ہر اشرافِ خان گستاخ ہے
ریش کو شکوہ ہے یہ زلفِ بیاں گستاخ ہے

گر درہ کو ہے یہ شکوہ آسمان گستاخ ہے
شاہِ ملت ہے اسماعیل کی امت تمام
جس پری چہرہ کی شوخی پر بخاری مرٹے
حیف اس بازار کا قوال شاعر بن گیا
چھیڑ کر کشمیر کے 'ہاتو' برہمن زاد کو !
کہ گیا احمد رضا کو ایک 'پنڈت' بد زبان
وہ مسلمان کو کہیں مشرک تو یہ توحید سے
شاہدِ بازار اب محذوم ملت ہو گیا
مست کر دیتی ہے یہ تھانہ بھون کی خانہ ساز
مفتی بے ریش ہے ریشاؤں سے شکوہ سنج

کابک احرار کی یہ ماکپاں گستاخ ہے
جو سمجھتا ہے کہ یہ سارا جہاں گستاخ ہے
جو چلائے اس پر تیر ایسی کاں گستاخ ہے

شرم سے آنکھ اور دل غیرت سے خالی ہو گیا
شورش احرار اک آوارہ گالی ہو گیا

کہہ رہا تھا کل یہ تارا سنگھ کا ہم زلف ایک
باعث رسوائی دین حنیفہ ہے وہی !
فیض سے جس کے ہوئے ہیں خوشہ چیں اہل بہر

طوفان ۲۳، اکتوبر ۱۹۶۲ء

(امیر البیان سہروردی ملتان)

گردش ایام کے آگے نہ جھک

تیشہ الزام کے آگے نہ جھک
شوکت اہرام کے آگے نہ جھک
اس خیال خام کے آگے نہ جھک
شورش دہرام کے آگے نہ جھک
اس نئے السلام کے آگے نہ جھک
پر تو صبح و شام کے آگے نہ جھک
خطرہ اخبار کے آگے نہ جھک
صلح کے پیغام کے آگے نہ جھک
مفتی اسلام کے آگے نہ جھک
دفترِ اہام کے آگے نہ جھک
نطفہ گمنام کے آگے نہ جھک
مردِ نافر حجام کے آگے نہ جھک
اس موادِ خام کے آگے نہ جھک
طفلِ خاص و عام کے آگے نہ جھک
نار و احکام کے آگے نہ جھک

دشمنہ دشنام کے آگے نہ جھک
گنبدِ خضراء سے ہی وابستہ رہا
عاشق احمد ہیں غدارِ وطن !
نفرہ باطل سے حق دبتا نہیں
دشمنِ اسلام صالِح بن گئے !
وہ تو ابنِ الوقت ہیں بدلیں گے یوں
مردِ حق ہیں اسوہ شہید دیکھ
جنگ کے اعلان سے گھبرا نہیں
یہ تو ناموسِ نبی کا ہے حریف
نکڑے ہو جائے گی باطل کی اچٹان
ہاں پرستارِ طوائف سے نہ ڈر !
وہ تو گستاخ در محبوب ہے
جس کا نفرہ ہے کہ ”بندے ماترم“
چھوڑ کر مردانِ حق کا راستہ
دینِ قیم کی صداقت کے امین !

جرات شیر سے کچھ کام لے ! بندہ حکام کے آگے نہ جھک
حق پرستوں کا بھی دور آجائے گا
گر دشمن ایام کے آگے نہ جھک

(امیر الہیان سہو دردی ملتان)

از طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

ہفت رنگ



نہ وفا ہے نہ محبت کا چلن ہے ساقی
کیا کوئی فتنہ تاتار کہیں سے اٹھا؟
مرد مومن کی زباں پر ہے ربیعہ کی صفت
اس کے ابریشمی ہونٹوں پہ لکھا کرتا ہے
اہل دنیا کے قصائد تیکر بندوں کا گلہ
دین فردشتوں کو ہے توحید کی مسند حاصل
بندگان ہوس "ارشاد" کے منبر پہ مکین
ہم کو "گاندھی" کے پرستار بھی غدار کہیں
اہل زمزم کو "یہ توحید" سے عاری جانیں
اس کو "صیاد" نے غدار کی گالی دی ہے
یہ جو ہے "مفتی بے ریش" میں سچ کہتا ہوں
ترے ناموس پر مرنے کی قسم کھائی ہے
مجھ کو بطحا کی قسم ارض حرم کی سوگند
میں وطن دوست ہوں تخریب سے کیا کام مجھے
وہ ہیں غدار جو "شورش" کو بہت چاہتے ہیں
ان سے کہہ دو کہ رہیں امن سے یا جائیں نکل
میرے گھر میں میرے آباد پہ کریں "سب دشت"م
ترے عارض کی یہ رُخنی ہے کہ صبح تاباں

لب پہ بس نازِ ستمگر کا سخن ہے ساقی
وقت کے ماتھے پہ اک بل ہے شکن ہے ساقی
اور سراپائے بُت سیمیں زرقن ہے ساقی
ترے اسلام کی تفسیر بہ فن ہے ساقی
اس زمانے کے ادیبوں ناچسن ہے ساقی
حق پرستوں کے لئے دارورسن ہے ساقی
اور شاہیں کی جگہ زاغ و زغن ہے ساقی
ہائے کیا فیصلہ اہل فتن ہے ساقی
جن کی تقدیر میں ہی گنگ دھن ہے ساقی
اشکِ خونیں سے پھلا جس کے چمن ہے ساقی
بندہ لات و پھل عبد و دشمن ہے ساقی
ترے دیوانوں کے کاندھوں پہ کفن ہے ساقی
میرے دل میں تو بسی حُبِ وطن ہے ساقی
نہ ہی کچھ دبدبہ دارورسن ہے ساقی
ان سے ہی خطرہ میں اب نظم چمن ہے ساقی
ان کی زد میں میری تقدیر وطن ہے ساقی
ہائے کیا ظلم ہے! کیا طرزِ سخن ہے ساقی
تیری پیشانی کہ سورج کی کرن ہے ساقی

میری ہر بات شگفتہ میرا انداز نیا
یترے درویش کا اعجاز کہ فن ہے ساقی

امیر البیان سہروردی ملتان۔

(طوفان ۷، نومبر ۱۹۶۲ء)

ہر لفظ سردارِ رُقم ہو کے رہے گا !



اللہ کا بریلی پہ کرم ہو کے رہے گا
بت خانہ دیوبند حرم ہو کے رہے گا

دیوبند کا پا مال علم ہو کے رہے گا
ابرار بریلی کی دساؤں کے اثر سے

جو ہاتھ بھی اٹھے گا قلم ہو کے رہے گا
شیرازہ اسلام بہم ہو کے رہے گا !
جو سر بھی ذرا اٹھے گا خم ہو کے رہے گا
ہر بندہ حق عبد صنم ہو کے رہے گا
دنیا پہ یہ الزام علم ہو کے رہے گا
ہر لفظ سردارِ رُقم ہو کے رہے گا
بدنام زمانہ پہ دھرم ہو کے رہے گا
تعداد میں جو بیش ہے کم ہو کے رہے گا

ناموس رسالت پہ دلیوں کے کفن تک
اٹھیں گے بہت شور نہاں خانوں سے لیکن
ہاں نیچا دکھانے کے لئے دین حسن کو
گاندھی سے تیرے مشائخ نے تہد کیا تھا
ابرار بریلی کو جو وہ کہتے ہیں غلامی
ہم خون سے لکھیں گے اکابر کی کہانی
طوفان نے اگر کھول دیئے راز ہفتہ
طوفان اڑا دے گا چٹانوں کا یہ قلعہ

اللہ نے تاثیریاں مجھ کو عطا کی
دنیا پہ عیاں زور قلم ہو کے رہے گا

(طوفان ۲۳، نومبر ۱۹۶۲ء)

اعلانِ حق

ہم پیرویِ حنبلیہ و نعمان کریں گے
اس جان دو عالم پہ فدا جان کریں گے
ہم دلولہ عشق کا اعلان کریں گے
غدار و دغا دار ہیں پہچان کریں گے

سہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
یوں عشق کی تکمیل کا سامان کریں گے
ہم عزت و ناموس محمد کے پرستار
وہ دن بھی کبھی آئے گا اربابِ حکومت

ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
لہرائیں گے بت خاتون پہ اسلام کے پرچم
بھارت کے وفادار نمک خوار و صہابی

ہم جب مرے موت پر احسان کریں گے
کچھ اور فزوں قوت ایمان کریں گے
کب تک وہ یہاں شور شرعہ بیان کریں گے

واللہ وہ دن آئے گا دیوبند کے ملاں
خود اپنے صنم خانوں کو ویران کریں گے

از سواد اعظم ۱۴ نومبر ۱۹۸۲ء

ابلیس کی اولاد کا پھر چرٹھ گیا پارا

ابلیس کی اولاد کا پھر چرٹھ گیا پارا
جو توں سے عبوران کا میں کر سکتا ہوں دھارا
بل سکتا نہیں اس کو سلامت کا کنار
جب ہی تو ہے بے ریش سپوتوں کو اُبھارا
کھٹ پٹی کو ملتا ہے پس پردہ اشار
ڈالوں گا بہت کچھ اسے اشعار کا چارا
موجود تیرے سر پہ دلائل کا ہے آرا
میدان میں رہنے کا نہیں شکر دارا
جب ہم نے سر عام صداقت کو پکارا
کس نے ہے سیاہ رنگ کو پوڑ سے نکھارا
اس سمت کا مدت ہوئی ڈوبنا ہے کنار
تھا کون جو انگریز کا ڈھوتا رہا گارا
کس نے کیا گوروں کے و ظیفے پہ گزارا
دیتا ہے جنہیں زورِ مسلم کا تو سہارا

روباہ نے اللہ کے شیروں کو اُبھارا
چاہوں تو ابھی موڑ دوں ”گنگا کی یہ نہریں“
ہے نجد کے گرداب میں دیوبند کی نیا
تک ہار کے بیٹھے ہیں بڑے گھاگ و ہابی
معلوم ہے آشور شش کو نہچتے ہیں مداری
جامے میں ستانا نہیں کیوں؟ بات کافر خون
اتنا نہ اچھل نجد کی شہتیر کے کبڑے
ہم نے اگر اک تیر بھی ترکش سے نکالا
گڈی سے نکل جائیں گی طرار زبانیں
وڑھلتے نہیں باتوں سے کبھی عیب کے دھبے
جس سمت کو ملاح نے اب موڑ دی کشتی
تاریخ پہ خود اپنی ذرا ایک نظر ڈال
تھا کون جو انگریز کو کہتا رہا رحمت
انگریز کے جاسوس تھے سارے ترے آبا

گستاخ نبیؐ بن کے جو کرتا محض گزارا
بتلاؤ یہ ہے حجت الاسلام تمہارا
ہے پیر ترا نجد کی آفات کا مارا
لندن کی طرف دست سوال اب بھی پارا
ہیں تیرے قدم اور جہنم کا کتارا
یہ قوم ہماری ہے یہ ہے ملک ہمارا

صارم انہیں کہہ دو کہ نہ ہوں حسن پہ نازاں
بے پردہ ہو رُخ تو گرا زخ تمہارا

ماخوذ از طوفان ۷، نومبر ۱۹۶۲ء

صارم ملتان

اے قہر دیوبند

معمار نے بنیاد میں ہے تیری مہر اگندے قہر دیوبند
اچڑا ہے یہاں علم بنجارا دُسمر قہر دیوبند
ہے زہر ملاہل تو سمجھتا ہے جسے قند اے قہر دیوبند
جس روز سے تو اس کا بنایا رُسکِ قند اے قہر دیوبند
لیکن تیری اُمت ہے پرستارِ ہری چند اے قہر دیوبند
مردوں کے لٹے تیرے، درود اور دعا بند اے قہر دیوبند
گاندھی سے مدد لیتے ہیں لیکن تیرے فرزند اے قہر دیوبند
نہرو کی محبت میں ہے جکڑا ہوا ہر بند اے قہر دیوبند

یہ تھا تری تعلیم ترے فضل کا دفتر صارم نے کیا سر
ہے کوئی ترے حلقہ بگوشوں میں خرد مند اے قہر دیوبند

ماخوذ از طوفان ۷، نومبر ۱۹۶۲ء

صارم ملتان

مغرور رہا اپنے سپہنوں پر تو ہر چند اے قہر دیوبند
بانی تیرے کرتے رہے بھگوان کو خورند اے قہر دیوبند
تو بہین محمدؐ کا تجھے ٹھیکہ ملا ہے، کیوں ٹھوم رہا ہے؟
تھا کتے، مدینے کے مقابل وطن نجد پر اس کو ہوا وحید
مانا کہ تجھے راس نہیں آتا مدینہ، پہننے میں ہے کینہ
تو بہین نبیؐ، کذبِ خدا، شرک کا بہتان یہ ہیں تیرے سامان
امداد نہیں دیتے نبیؐ اور ولی سے۔ جلتے ہیں انہیں سے
اللہ کے بندوں سے تو رکھتے ہیں یہ نفرت پر ہے حقیقت

جواب آل غزل



گذری ہے اس بازار ہی میں جس کی زندگی
عقل و شعور سے جو سراسر ہے خود بخشی
چہرے پر جس کے حسنِ فسرنگی کی ہے جھلک
ہاتھوں میں لے کے پرچم گستاخی رُسولؐ
جہان کا نہ اس نے اپنے گریباں میں کبھی
میر پوچھتا ہوں اس سے کہ اے بانیِ فساد
دوں گا ضرور تیرے سوالوں کا میں جواب
”پر شاد“ مستدروں کا بتا کون کھا گیا
بھارت کی جگہ کے نعرے لگاتا رہا ہے کون
آزادٹی وطن کا مخالف بتا کون
نہرو کو ”یار سول“ بتا کس نے محقا کہا
نالوثوی پہ کفر کا فتوے لگے نہ کیوں
کس نے کہا ہے ”باپ نبوت“ نہیں ہے بند
دیئے ہیں اہرمن کے زمانے میں کس نے گیت
کرتا ہے کون ذکرِ حبیبِ خدا کو بند
کس نے سکھائی ہے تجھے تو ہیں مصطفیٰ
کس نے بتا ہے گنبدِ خضریٰ کو بیت کہا
تھا کون جو گرانے لگا تھا مزارِ پاک
دشنام ہے ہمارے لئے نامِ دیو کا
میں کیا کہوں تھے کون شہیدانِ بالاکوٹ

ہم کو سنار رہا ہے وہ ”باتیں“ کھرنی کھری
دینے لگا ہے ہم کو وہی درس آگہی
کرنے لگا ہے اب وہ بیانِ سیرت نبویؐ
کرنے لگا ہے دہر پہ ظاہرِ شناردی
آئی نظر نہ اس کو کبھی اپنی کافری
کب سے ملی ہے تجھ کو سندِ علمِ دین کی
سُن لے تو پہلے غور سے اک میری بات بھی
ہندو کی مہر کس کی جیس پر بتالگی
خود سوچ کس نے بیچی ہے شرعِ پمبری
تھی گانگرس کے ساتھ بتا کس کی دوستی
روندی تھی کس نے سوچ رسالت کی برتری
کیونکر یہ مان لیں کہ مسلمان ہیں تھانوی
کی قادیانیوں کی بتا کس نے رہبری
کس نے بنی یہ اس کی دکھائی ہے برتری
گاڑی ہے کس نے توپ بتا شرک و کفر کی
سیکھے ہیں تو نے کس سے یہ آدابِ کافری
کس نے جہاں میں عام کی ہے رسمِ کافری
کن کے دلوں سے سوچ کہ شرمِ خدا گئی
تعریفِ اہرمن کی کریں کیوں بریلوی !
اچھی طرح ہے اہلِ حقیقت کو آگہی !

گستاخی رسول پر مارا گیا تھا کون
 احمد علی کی ہمسری ہو کیوں تجھے پسند
 بیشک نہیں ہے النور و محمود کا جواب
 گمراہیوں میں کب ہے کوئی ان کے ہم مثال
 ہم وارثِ سموم و خنداں ہی ہیں مگر !
 ہم فتنہ و فساد کے خوگر سہی مگر !
 انسانیت کے نام پر دیتے ہو گالیاں ؟
 ننگے ہوئے ہو خود ہی شرافت کے نام پر
 پھیلانے فتنے ختم نبوت کی آرٹ میں
 چندے بڑھاتے ہو نبوت کے نام پر
 کرتب دکھانے بازی گری کے سیٹج پر
 نعروں سے ہے امیر شریعت کوئی بنا
 تیرا وجود ننگِ صحافت ہے سر بسر
 وہ سیلِ حق بریلوی کہتے ہو تم جسے !

افضل کا کوئی شعر بھی نشر سے کم نہیں
 وہ جانتا ہے کیا ہیں ادا ہائے شاعری

(افضل کوٹلوی)

منشی شورش کی کتاب چہ قلندرانہ گفتم کے سہ ماہی کی نظم کے جواب میں -

کھری کھری یا ہری ہری

یہ اشعار کتاب چہ قلندرانہ گفتم کی نظم فی سبیل اللہ فساد کا جواب ہیں۔ جو وظیفہ خوران لارڈ ہسٹنگ کی عبرت کیلئے کافی ہیں۔

اچھا نہیں ہے شیوہ تکدیر و دشمنی
 چھپڑا ہے تو نے خود ہی تو سس لے کھری کھری

اے اگر علمائے دیوبند کانگریس کا ساتھ نہ دیتے تو تقسیم ملک کے وقت مسلمانوں کا عظیم جانی و مالی نقصان نہ ہوتا۔

جہاں لو سنا نہ پاکی داماں کی داستان
 نہ دی جی ہے خدا تیرا اور دھاطوان گاہ
 سمجھوں کے ہاتھ بیچ دی مسجد شہید گنج
 ازار پہ بھی تو نے کئے خوب ہاتھ صاف
 میں پوچھتا ہوں تجھے زرد سیم کے غلام
 کس عبا کا عشق ہے دل میں پترے کساں
 اسلام ہے شناسا ہے کب تیرا خاندان
 کس منہ سے لیتا ہے، شیر خدا کا نو
 مانگی میں ڈر سے جیل میں تو نے معافیاں
 ہے مستحق پرچم سازان کس طرح
 ہے ناز تجھ کو اپنے ادب پہ بہت مگر
 لازم ہے برہمی میں بھی تابو حواس پر
 الفاظ سوتیلے، ہے بود تیرا بیاں !
 نکالا تھا گانگوس سے ابھی کل تو کھا کے جوت
 کھا کر ملک ہمارا ہمیں سے مقابلہ !
 ڈرتے نہیں ہیں شورش باطل سے اہل حق
 ہم جانتے ہیں قلعے جو تو نے کئے ہیں ہر
 بے لب پہ ذکر حیدر و فاروق گرتو کیا
 الزام اور حضرت شیخ الحدیث پر
 نانوتوی و قاسمی و مفتاحی کا پاس
 احمد علی سے پیار ہے احمد رضا سے بیر
 ک حریت گیری قاسمی کے شور پر نہ کیوں
 لائل پور بھتا مرکز شر و فساد کب
 شعروں سے تو نے اپنے اٹھالا ہے خوب گند
 کرتا اگر تو دونوں فرقوں کو انتباہ

پنہاں نہیں ہے قوم سے کچھ تیسری مہٹری
 نہرو سے ساز باز ہمیشہ سری رہی ! !
 خون حرام سے ہوئی ہے پرورش تیسری
 دیوبندیوں کو لوٹنے کی اب ہے ٹھان لی
 یہ نظم کتنے دام میں تیار کی گئی !
 کی تو نے ہندوؤں کی لڑکپن سے چاکری
 تبلیغ دین تیرے مقدر میں کب ہوئی
 او بے حیا ہے پیشہ ہی جب تیرا آفری
 بھولی نہیں ہے قوم کو تیسری تہوری !
 ہے داغدار چادر عصمت ابھی تری
 رکھ دوں گا ساڑ پھونکے میں تیری شاعری
 پرچم سے کیا تعلق دربط شناری !
 سیکھا ہے کس نقال سے فن منخوری !
 آئی نہ کام کچھ تیرے، نہ سی سپہ گری
 محسن کشی کی رسم ہے ورثہ میں کیا ملی
 رخ پھیر دیتے ہیں یہ تھپیڑوں کا آج بھی
 ہم پر عیاں ہے خوب تری "لاب پنجگی"
 وضع و لباس سے تو ٹپکتی ہے "کافری"
 دکھلائی تو نے خوب ہے اپنی کیتگی
 لیکن ہے غوث پاک کی الفت سے دل تہی
 یہ رسم دین پروری ہے یا کہ دین کشی !
 صدیق کے بیان پہ تنقید کیوں نہ کی !
 پھیلا تو نے آکے یہاں پر ہے ابتری
 عاری ہو جو ادب سے وہ ہڈیاں ہے شاعری
 ہم بھی سمجھتے پھر تو اسے عدل گستری

تھی امن و اتحاد کی اس وقت احتیاج
سوچا نہ یہ کہ اصل فساد ہی ہے ان میں کون
فٹوے نہ دیکھے شرک کے دیوبندیوں کے کیوں
مذہب سے کام کیا تجھے! تو اپنا کام کر
لے عیش، لوٹ قوم کو، جیبوں میں دام بھر

(حامد الوارثی)

کہتے ہیں لوگ مجھ کو یکے از بریلوی
انجان بنکے اپنی ہی باتیں ذری ذری
ان سے ہی پوچھ لیتے تھے حالاً سری
ماری گئی ہے ان کو بھی تکفیر کی چسری
کس کس نے آزمائے ہیں فن یہ گری
کس ابر کفر بار کی بجیل یہاں گری
رہتی تھی ان کے ہونٹوں پہ تحفیر کی تری
اک رہنما کی راکھ پہ ریوڑی چڑھا گئی
التدربے بانیاز جبینوں کی خود سری
اکنوں نثار جلوہ بہلے آذری
بھارت میں اب تو کرنے لگے ہیں مجاوری
ان عالموں کے دین کا شیوہ ہے بت گری
ہنست ہے جس کی رفعت باطل پہ مشتری
کرنے لگے ہیں جس کے گدا بھی سکندری
مرغے اڑا رہے ہیں کلاغوں کے لالچی
اڑی تھی جن پہ جیل میں آیت نئی نیا
بکتی ہے اس درکان پہ شرع پو مہری
کچھ اپنے دل میں خود ہی کریں اس کی منہنی
تھے ایک تھڑے آؤنگے آؤنگے

منظور ہے گذارش احوال واقعی
کیا خوب کی ہیں حضرت شورش نے بے نقاب
تھے پاس ہی امیر جماعت جناب کے
کھولے گئے ہیں ان کی قابو کچھ و خم
شہیلی پہ اور حمید فراہی یہ مدتوں
کس دست کفر باز کے یہ سب قتل ہیں
سب ان کو جانتے ہیں یہ بندے تھے دیو کے
وہ دیکھئے جماعت علمائے با وقتار
تھایہ خوشی میں نعرہ متا زیر لب
عمرے کہ با حدیث و بقرآن گذشت وقت
یہ سن رہا ہوں حلقہ بگوشان بجداب
نازاں ہیں کفر و شرک کی رسموں پہ سب سب
اونچی سی وہ دوکان ہے جو دیوبندی
ہے پانچ لاکھ جس کا بجٹ ایک سال کا
سجادہ مانے رشد و ہدایت کی آڑ میں
اقبال نے کہا ہے جنہیں دین سے بے خبر
یہ کھا رہے ہیں دین فروشی کی روٹیاں
تھے کون لوگ "لارڈ کلائیو کے خزانہ زاد"
معلوم یہ ہوا ہے ہمیں راز دار سے

کہتے ہیں چند لوگ کہ اکبر تھا اس کا نام
 شاید اسی کے فیض سے سرکار با وقار
 یہ ”دست غیب“ لطف خدا کا بہانہ تھا
 شاید بتا سکیں اسے تھانہ بھون کے شہر
 یوں کاروبار شرک فروش پر نور تھا
 ان نادیان قوم کے جوہر تھے بے مثال
 تھا کوئی چھوٹا بھائی رسالت مآب کا
 پڑھتے تھے جن کے نام یہ اہل صفا درود
 آپس میں صرف ایک ایکشن کی دیر تھی
 کیا لاسکے گا دہر میں ان کا کوئی جواب
 ”غالب نثار دیو بشورش گدا شتیم“
 ان پر اڑاؤ پرچم فاروق ذی وقار
 ایسوں کے سامنے تو شرافت کا نام لو
 میں جانتا ہوں تم سے نہ خنجر اٹھے نہ تیغ
 شورش سے سیکھے شیلوہ الحادیت کوئی

یہ عزم یہ ارادہ یہ آہنگ دست خیز
 اہل فسوں کے آئینہ خانے میں بیٹھ کر
 دنیا میں اہل دین کو رہ حق سے روکنے
 اے تاجدار گنبد حضری تیسرے نثار

نکلیں گے ارض نجس سے شیطانوں کے سینک
 اٹھے گا اس زمیں سے فتنہ کبھی کبھی

رئیس احمد بستوی مبارک پور عظیم گڑھ

نومبر ۱۹۶۲ء چٹان



اشرف علی سے تھا اسے زعم برادری
 دیتی تھی بھائی جان کو بھی مانا اشرفی
 تھی اس ”حکیم قوم“ کی حکمت ہی دہری
 جاری رہی ہے کتنے دنوں تک نوکری
 یوں کر رہے تھے شرع پیغمبر کی چکری
 کس کو بھلا ہوا ان سے مجال سخن دری
 حاصل ہوئی تھی کس کو عمل میں برابری
 کلمہ تھا جن کے نام کا ذکر سحر گہی
 تھے جیتنے ہی والے، نشست پیغمبری
 کس طرح سے جلتے گا ایسوں پر برتری
 کو شد قلیل عین ودلال رخ پر ہی
 ان کو سکھا سکو تو سکھا دو شنادری
 اور ہو سکے تو لے کے رہو تیغ حیدر
 لے دے کے رہ گئی ہے قلم کا لغد ری
 ہے جس کے دم سے کفر کی کھیتی ہری بھری
 یہ دل کے دلوے یہ لواہائے شاعری
 پھنکیں گے آپ دین کے پتھر یہ لنگری
 شورش ہزار بار اٹھی خود ہی سڑ گئی
 بخشی ہے سے ہمیں تو نے آہی

نگارشات صابر براری



اے شر پسند شورش و مفسد و منتری
بدعت پسند کہتا ہے ان کو زبان دراز
سُنی سواد اعظم اسلام اب بھی ہے
فرمایا مصطفیٰؐ نے جسے جلتی گروہ
اصحاب و اہل بیت و اکمہ ادلیاء
تاریخ میں ہیں سنی بزرگوں کے تذکرے
ٹکراتا ہے پہاڑ سے کیوں بد نصیب تو
ہر شعر پہ دیں گے ہم تجھے دندان شکن جواب
کر دیں گے ننگے خود ہی عقائد تجھے تیرے
کافر گری کی رسم تیرے ہی دھرم میں ہے
گستاخ شانِ مصطفویٰؐ مثلِ ابولہب
تھے خانہ زاد لارڈ کلايو کے چار بار
انگریز کے غلام تہارے امام تھے
انگریز کا محبہ نقل بنا تھا کون
سکھوں سے مار کھا کے گیا بالا کوٹ کون
گتے کی موت مارا گیا کون جنگ میں
ارباب دیوبند تھے برٹش کے فضلہ خوار
شیطان کا سینک نکلے گا نجد و حبار سے
علامہ شامی لکھتے ہیں اپنی کتاب میں
پھیلائی شیخ نجد نے ہے کیا کیا شیطنیت
ڈھائے ہیں کس نے دیکھ مزارات اصفیاء
تقلید کو فساد دیا اس نے ناروا
کہتے ہو لاڈ انور و محمود کا جواب

تیری تو ساری کھوٹی تھیں اب سن کھری کھری
فصل بہار جن کے ہے دم سے ہری بھری
تعدا جس کی خلق میں (اسی) ہے فی صدی
حقاکہ سینوں کی جماعت ہے یہ وہی!
لاریب اہل سنت و ابرار تھے بھی
آئینہ ہیں حقیقتِ حالاتِ واقعی!
تیری چٹان کی تو ہے بنیاد پُھس پُھس
برگام پر لگائیں گے ہم ضربِ حیدری
رکھ دیں گے دھجیاں وہ اڑا کر تیسری ابھی
تیری چٹان ہی میں ہے آئینِ بُت گری
خیبر سے بڑھ کے نجد کا فتنہ ہے کشتی
ضامن نانوتوی دگنگوہی اور مہتانوی!
روندی گئی ہے جن کے عماموں کی برتری
تھا کون بھاڑ کھاؤ بتارس کا ایلچی
کس نے بتاؤ جنگِ مسلمانوں سے لڑی
تیر قضا نے کس کی رگ جسم کھول دی
پاتے تھے ماہوار یہ رقمیں بڑی بڑی
ہے یہ حدیثِ پاک رسالتِ مآب کی
ہے نجدی فرقہ اصل میں اولادِ خارجی
سرموندھے عورتوں کے دم جنگِ زرگری
روضہ کو بُت کدہ ہے لکھا کس نے اے شقی
کہتا تھا اہل حق کو وہ مشرک و بدعتی
ہاں گمراہی میں دونوں کے ہمسر نہیں کوئی

احمد علی کی ذات پر تنقید ناپسند
کس نے حسنِ حسین کو باغی کہا ہے دیکھ
لکھا ہے ایک گھرے نے اپنی کتاب میں
کس نے لکھا ہے مر کے وہ مٹی میں مل گئے
کس نے لکھا یہ دیکھ لے تختہِ رِئاس میں

گستاخی رسول مگر تجھ کو سب لگئی !
کس نے کتابِ مدحِ یزیدی میں جے لکھی
مختار ہی نہیں وہ محمد ہو یا علی
کس نے لکھا حضور کو گاؤں کا چودھری
بڑھ جانے میں عمل میں نبی سے اُمتی !

عہ نانوتوی دنگوہی انگریز کی ایجنسی میں مجاہدین ۱۸۵۷ء سے لڑنے رہے (تذکرۃ الرشید ص ۵۱) اور نٹھانوی کو چھ سو
روپے ماہوار انگریز جاسوسی کا ملتا تھا۔ ر مکالمۃ الصدرین ص ۷۔

کس نے کہا یہ شانِ رسالت مآب میں
جے کون مدعی کہ بڑے مہبانی ہیں حضور
میلادِ مصطفیٰ تو کنھیا کا ہے جسم
جائز و پاک نعمتِ ربانی جھوڑ کر
جے شربتِ دہلی محرم تجھے حرام
علم نبی کو جس نے بہائم سے دی مثال
حکام و لیڈروں سے مراسم کی آڑ میں
علمائے سٹو ہیں کون؟ ہیں علمائے دیوبند
مکرو فریب ہو چکے سب ان کے اشکار
رسوا تو خود ہی اپنے عقائد سے ہو چکا
دیے گئے یقیناً ایٹم کا پتھر سے ہم جواب

صدقے میں دیوبند کے اردو بھی آگئی
کرتا ہے کون دعوائے شانِ پیمبری
جائز ہے تیرے دین میں ماں گاندھی جینتی
زراغِ سیاہ کھانے میں سمجھی ہے بہتری
جائز ہیں کھیلیں پوریاں لیسکن ہنود کی
خارج ہے دینِ حق سے وہ بے شک جہنمی
دکھلاتے ہیں عوام کو یہ رعبِ گسٹرن
فطنوں سے جن کے دین میں پھیلی ہے اجڑی
نجدی دہرم کی پوں جہاں بھرمیں کھل گئی
کیا اب بھی منہ دکھانے کی صورت تیری ہی
جوتوں کی بھوت باتوں سے مانے بھی ہیں ہیں

صابر نے کی ہے نظم حقیقتِ خد گواہ

مطلق نہیں مراد نوا علمائے شاعری !

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۷۲ء



ضربِ یَدِ اللہی



ادشورش بد بخت اد بندہ بھرتی
تو بھی وہی ہے اور ہیں ساتھی تیسرے وہی
تیری زبان و فکر میں نفسرت کا ہے زہر
تو وہ ہے جس نے سینکڑوں بچے کئے یتیم
گوئی کا تو نشانہ ابھی تک نہ بن سکا
دامن ہے یزرا مخرج شہیدوں کے خون سے
تو وہ ہے جو خلافت مٹا اس ارض پاک کے
نسبت ہے تجھ کو کیا بھلا خیر الانام سے
تو عالمانِ دین پر کرتا یہ اعتراض
ننگا بھلا تو کیا کرے گا ہم کو بے حیا
تیری حیا و شرم کا دامن ہے تار تار !
تو قوم کو ہے کر رہا آمادہ فساد ! !
تو وہ ہے جس نے قوم کو لوٹا ہے بار بار
تو جنس سے وہ برسرِ بازار جو بچے ! !
کرتا رہا شکار تو مذہب کی آڑ میں !
کس منہ سے دوسروں کو کہتا ہے دی فردش
ہے شور و شر و شورشیں پیہم تیسرا وجود
ملت کے ماتھے پر ہے نو سٹیک کلینک کا
ہتھان باندھنا ہے تو شیخ الحدیث پر
تو اُن کو کافر ساز کا فتوے سے دے رہا
ہیں گشتی بریلوی کہتا ہے بے حیا !
ہمسرنی کا ہے کوئی بنتا تو تو ہے خوش

اب سن لے ہم سے بھی ذرا باتیں کھری کھری
گاندھی کے ساتھ جو رہے کرتے ہری ہری
نس نس میں ہے ازل سے تری شیطنت بھری
تو وہ ہے جس کو مانتا اب تک ہے روہی
پنہاں نہیں ہے قوم سے تری سپہ گری
تو وہ ہے جس نے ملک میں پھیلائی ابتری
تو نے ہمیشہ گاندھی کی چمچہ گسری ہے کی
صورت ہی جبکہ ہے تری اہل ہنود سی
دیکھا نہ اپنے آپ کو اللہ سے بے حسی
تو خود ہی تنگ دیں ہے اور مقہور و لعنتی
رگ رگ میں تری ہے بھری بس فتنہ پروری
تغریرِ جرم پر بھی نہ تیسری نظر گئی
دکانِ قریب و دجل کی ہے تیسری شاعری
جس نے بھی پیسے دئے اُس نے خرید کی
جیموں پہ ڈاکہ ڈالتا ہوئی تیسری دی
ناموس دیں خود ہتھ دڑوں کو تو نے بیچ دی
کافی ہے جس کو ایک ہی ضربِ یَدِ اللہی
اُگودے غداروں سے تیسری زندگی
اد بے حیا کمینہ و کذاب و مفتری
زندہ ہے جن کے فیض سے رسمِ قلندی
شائد کہ یزرا آگیا ہے وقتِ آخری
کرتی ہے سیخ پا تجھے مٹا کی ہمسری !

مانا کہ تو ہے سرکش و چالاک و فتنہ کش
 بیٹھا تھا یا کھڑا تھا تو شیئے کے سامنے
 پاؤں تلے میں روندوں گا تیسری یہ خود سرن
 جب نظم فتنہ بیز یہ تیسار کی گئی
 اب بھی نہ دی زبان کو تو نے اگر لگام

اب بھی نہ آیا باز تو بے باکیوں سے گر
 صائم کس نکال دے گا پھر رہی سہی
 (محمد ابراہیم صائم لاٹپوری)

موج سیلاب

نہ کیجئے سجد اچھڑ غائبیاں مجھ سے
 نہ تھا نوی ہوں نہ نجدی نہ دیوبندی ہوں
 بہت دلوں سے شیاطین کا ایک گردہ عظیم
 ہر اک منافق و فتنہ پسند و فتنہ طراز !
 مگر یہ سمجھ رہا ہے ہر اک ضمیر فروش
 ہیں ان کے کمر و فریب و ریاسے واقف ہوں
 غلام سرور کو نہیں ہوں خدا کی قسم !
 مجھے کسی کے برا ماننے کی فکر نہیں !
 حضور سے بھی جو گستاخیوں کے عادی ہوں
 ہر ایک انہیں سے زیر زمین پڑا ہے گر
 بزمِ خود جو شریعت کے پاسان میں آج
 مجھے ہے شانِ رضا ئے بریلوی معلوم
 انہیں کے دم سے ہر قائم و قرار دین مبین

ادب ہے شرط نہ کھلوائے زباں مجھ سے
 مگر کسی کی حقیقت نہیں نہاں مجھ سے
 بگھارتا چلا آتا ہے شیخیاں مجھ سے
 یہ جانتا ہے زمانہ ہے بدگماں مجھ سے
 کہ دین میں ہوں ہویدا تباہیاں مجھ سے
 منافقین ازل سے ہیں سرگرداں مجھ سے
 اڑینگے کفر و ضلالت کی دھجیاں مجھ سے
 مگر خفانہ ہوں آقا ئے دو جہاں مجھ سے
 وہ لوگ کیوں نہ کریں بدکلامیاں مجھ سے
 یہ چاہتا ہے ملے جھک کے آسمان مجھ سے
 نظر ملائیں وہ گمراہ ہستیاں مجھ سے !
 قریب تر ہے بریلی کا آستان مجھ سے
 چھپی ہوئی نہیں انکی لمبندیاں مجھ سے

میں اک غلامِ غلامانِ مصطفیٰ ہوں موج
 گریں گی فرمنِ باطل پر بھلیاں مجھ سے

عزم بالجہدم

قسم خدا کی مسلمان بنا کے چھوڑ دوں گا
تیرے قلم نے لگائی ہے آگ ملت میں
مذاق تو نے اڑایا ہے اہلسنت کا
تیرے سرور کی مٹائی کو رکھ کے چولہے پر
لفاق و بغض کا بیج بویا ہے تو نے
وہ ہاتھ جس میں سرشار حجام آتا ہے
تیرے مقام سے واقف ہیں خوب اہل نظر
چلائے تیر چٹالوں کی آڑ سے تو نے
تجھے خبر ہی نہیں کیا ہے خانقاہوں میں
زمانہ جان گیا تیری فتنہ انگیزی
جو آگ تو نے لگائی ہے ملک ملت میں
تمام سمر گزاری ہے تو نے چندوں پر
تیری زبان و قلم ہے کلید بھارت کی
تیرا دماغ ملک پہ چڑھا دیا کس نے
تیری نظر میں خودی کا کوئی جواز نہیں
ابھی تو صوف ہے پہلا جواب شاعر کا
لا ہے حکم مجھے بارگاہ رحمت سے

در رسول پہ تجھ کو جھکا کے چھوڑ دوں گا
میں تیرے کفر کی شورش دبا کے چھوڑ دوں گا
تجھے بھی ایک تماشہ بنا کے چھوڑ دوں گا
میں تیری دال کو بالکل جلا کے چھوڑ دوں گا
یہ تیرا ضمیر منستی جلا کے چھوڑ دوں گا
اسی ہتھیلی پہ سروں جما کے چھوڑ دوں گا
غلط مقام سے تجھ کو ہٹا کے چھوڑ دوں گا
تیری چٹان پہ لاکٹ چلا کے چھوڑ دوں گا
خدا نے چاہا تو اک دن بنا کے چھوڑ دوں گا
یہ میرا عزم ہے فتنہ دبا کے چھوڑ دوں گا
اسے میں اپنے قلم سے بچھا کے چھوڑ دوں گا
تیرا افسانہ میں سب کو سنا کے چھوڑ دوں گا
یہ راز قوم کو اپنی بتا کے چھوڑ دوں گا
تیرے دماغ کا کیڑا جھڑا کے چھوڑ دوں گا
تیری نگاہ سے پردہ ہٹا کے چھوڑ دوں گا
تجھے تو خون کے آنسو رلا کے چھوڑ دوں گا
سرور کو تیرے جھکا کے چھوڑ دوں گا

انشار اللہ تعالیٰ

سواد اعظم ۱۲ نومبر ۱۹۶۲

عیش شاہجہان پوری بہاول نگر

صورِ قیامت

”منافقین ملت کے نام“

خزاں رسیدہ ہے ملت کا گلستاں تم سے
جسے ہوں سیکھنا سیکھے وہ گالیاں تم سے
اسی لئے تو مسلمان ہیں بدگساں تم سے
جہاں میں شاذ ہی نکلیں گے بدزباں تم سے
ہے دور شاہِ مدینہ کا آستاں تم سے
ہے انتشار میں تنظیم کا رواں تم سے !
بڑے فروغ پہ ہیں یہ تباہیاں تم سے
منافقوں میں ہیں کم شاطر جہاں تم سے
گری ہیں گلشنِ ملت پہ بجلیاں تم سے
کہ جس گروہ کے ہوں میر کارواں تم سے
سنی ہیں ایسی بہت لٹرائیاں تم سے
کہ کم ہی نکلیں گے گستاخ و بدزباں تم سے

اگر یقین نہ ہو پوچھ لو یہ عشا مرے !
ہیں دیوبند میں کچھ اور بدزباں تم سے

(نوری کرن بریلی جنوری ۱۹۶۳ء)

ہوئی ہیں دین میں پیدا تباہیاں تم سے
بڑے عروج پہ ہیں بدکلامیاں تم سے
زمانہ جانتا ہے شاتمِ رسول ہو تم !
ہے ایسی کونسی گالی جو تم کو یاد نہ ہو
رہو گے نجد کی وادی میں یوں ہی آوارہ
خدا گواہ کہ تخریب کی بنا تم ہو
دروغ، فتنہ، فریب و فساد، مکر و دغا
کبھی ہو غیر مقلد کبھی دھاباں ہو !
زمانے بھر کے مسلمان بنا دیئے مشرک
یقین ہے کہ تباہی ہے اُس کی قسمت میں

میں یہ ہوں وہ ہوں میں ایسا ہوں اور ویسا ہوں (ق)
مگر زمانے کا یہ فیصلہ مستم ہے !

(امید رضوی)



پس نقاب

یہ قوم کے معمار یہ اس دور کے مَلا
 عادات و خصائل میں ہیں ابلیس کے پیرو
 نئی نان جوئی ہی پہ گزر شاہِ اُمم کی
 تھی ابک روا پوشش سرکارِ مدینہ
 کھاتے ہیں غریبوں کے پیسے کی کمان
 ہیں ان کے لئے عیدِ فسادات کے ایام
 مجنوں ہو کوئی تو یہ اسیدِ بتا کر
 کہتے تھے مقابر کی زیارت کو جو بدعت
 در پردہ بزرگوں کی نیازوں پہ گزر ہے
 خود آج ہیں وہ کذب میں اور مکر میں تکتا
 اسلام گویوں بیچ رہے ہیں سر بازار
 پہنچے ہوئے انسان ہیں یہ ان پعبیاں ہیں
 کہتے ہیں کہ ہم مست مئے عشق ہیں لیکن
 نحوست میں مکر میں رعونت میں ہے نانی
 مذہب بھی نیا ان کی شریعت بھی نئی ہے
 بے قوم فردشی پہ گزر ان کی شب و روز
 یہ عظمتِ دینِ شہد ابیچ رہے ہیں

اس قسم کے ملاؤں سے اللہ بچائے

مذہب کا جنہیں علم نہ توفیق نہ ادراک

بر باد کن دقتہ گرد سرکش و چالاک
 اور خود کو بتاتے ہیں غلامِ شہ لولاک
 اور تورم و ماہی و مرغ ان کی ہے خوراک
 ملا کی مگر اطلس و کنو اب ہے پوشاک
 یہ چور یہ منفسد یہ ریاکار یہ سفاک
 رکھتے ہیں بپا حشرۃ گنبدِ افسلاک
 آیات بھی پڑھتے ہیں بھٹانے کیلئے دھاک
 وہ آج سمجھتے ہیں مزارات کو املاک
 ظاہر میں نیازوں کی برائی میں نہیں باک
 کل تک جو بتاتے تھے ان افسال کو ناپاک
 جیسے کوئی قلائش جواری کوئی املاک
 تقدیر کے اسرارِ خفی عقل کے چپاک
 کیفیت و حبدان بے ممنونِ رگ تاک
 فرود نہ فرعون نہ شداد نہ ضحاک
 ہے عالمِ ہستی میں وجود ان کا خطرناک
 اور قوم ہے بد حال و پریشان و جگر چاک
 ملا نہیں ابلیس میں ولا یہ ناپاک !

اس قسم کے ملاؤں سے اللہ بچائے

مذہب کا جنہیں علم نہ توفیق نہ ادراک

صنم خانہ دیوبند

باب غیرت کو ہوٹے کون گرانے والے
 کون سے شیخ تھے شیخی کے جتانے والے
 مرے مرنے کا کوئی رنج نہ لانا دل میں
 جمع کر کے روپے خود میری بیوہ کے حضور
 عالم نزع میں کس نے یہ نصیحت کی تھی
 محل شیخ کی چمکن کو اٹھائیں تو سہی
 دھوکا اڑو کے نہیں بس میں اس کی عصمت
 آج پھر ارض مقدس پہ یزیدی ظالم
 بے جھجک دیو کے بندوں نے کہا ہے دشنام
 بلبلاتا ہے جہاں فقر وہیں ہیں نخب دی
 دیکھ لو اپنے ہی اُیمینوں میں اپنی صورت
 راکھ گاندھی کی اٹھائی تو سرو پاننگے
 ہر گھڑی اس کی طاعت میں جھکانا گردن
 تم نہیں جانتے طاعت میں نبی کی رہنا
 اس کے محبوب کی طاعت اسی کی طاعت
 تم موحد ہو رسولوں سے تمہیں کیا نسبت

بیوہ خانے میں مریدوں کو بچانے والے
 مرتے دم پیوی کو سمجھانے بچھانے والے
 تم کو کافی ہیں ابھی عیش کرانے والے
 جو بھی لائیں گے وہ ہیں میرے گھرانے والے
 کون تھے اپنے مریدوں کو سکھانے والے
 دھجیان حبیب و گریباں کے اڑانے والے
 وہ تو ہیں مکر کا طوفان اٹھانے والے
 آگے خون سے مسلم کو نہانے والے
 خواہش نفس کا منتر ہیں پڑھانے والے
 سرخ پھینٹوں سے دوکانوں کو سجانے والے
 عکس خود بولیں گے انگریز کے گھرانے والے
 کون آزاد ہیں نہرو کو مسانے والے
 ہم ہیں یہ سنی اسلام بتانے والے
 سراٹھاتے بھی نہیں اپنا جھکانے والے
 تم ہو محبوب سے شیطان کو بڑھانے والے
 سر کو ہم روضہ خفرا پہ جھکانے والے

ڈھول کا پول ضیاء کھول نہ دم بھر کے لئے
 خود ہی جل جائیں گے سب آگ لگانے والے

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

ضیاء المتین ملتان۔

نعرہ رسالت

تو منتظر دید کے قابل ہے پھر غیروں کی حالت کا
اثر یہ ہے رسول پاک سے بغض و عداوت کا
محمدؐ کی دلا کو نام دیتے ہیں یہ بدعت کا
نتیجہ دیکھ لیجئے گا ذرا فہم و ذکا دست کا
نہیں کچھ فائدہ ہے حسب احمد اس عبادت کا
نمونہ بن رہے ہو دوستو اپنی شرافت کا
بنا پھر تائبے تو لاکھ پھر مت کر کرامت کا
مزدہ تم کو بھی مل جائے گا پھر اس کی حلاوت کا
تو بخشا جانے گا پھر کس طرح منکر رسالت کا
بندہ جس دم جبیں پر آپ کا سہرا شفاعت کا
مزا مل جائے گا تجھ کو مگر ہاں یترقی طینت کا
میرے دل کو گناہوں کا عجلہ کیوں خوف ہوشا ہیں

بھروسہ ہے مجھے محشر میں سب ان کی شفاعت کا

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

لگائیں اہل ایمان جب کبھی نعرہ رسالت کا
تڑپتے ہیں وہ اُس دم باہی بے آب کی مانند
نبی کے عاشقوں کو مشرک و بے دین کہتے ہیں
جو پہلے لامکان تک اس کو بھی خالی بشر کہنا
بڑھانہ دارھیاں ملی کر و دن رات تم سجدے
پڑھایا جس نے ہے کلمہ اسی کے بے ادب بن کر
انہیں تو رحمتہ العالمین قرآن کہتا ہے
انگوٹھے جوم کر دیکھو ذرا نام محمدؐ پر
درود پاک پڑھنے سے تڑپنے دیکھے ہیں
پڑیں گے جان کے لالے بہت زور دگے عشر میں
ترے کہنے سے ان کی تان تو کچھ کم نہیں ہوتی

محمد انا ز اصغر شاہین ڈسکوی

بازار کی شورش

کبھی فتنوں کی شورش ہم پر غالب آ نہیں سکتی
یہ گمراہی مرے ایمان کو بہکا نہیں سکتی
مگر روح رسالت پر کہ ضرب آ نہیں سکتی
غلامان محمدؐ سے کبھی ٹکرا نہیں سکتی
بصیرت شب کی تاریکی میں ٹھوکر کھا نہیں سکتی

دھند لکوں سے نگاہ پاک بین دھندلا نہیں سکتی
اذان بتکدہ ہے کھوکھلی توحید کا نعرہ
کئی بوجہ لٹھے خنجر کذب و ریالے کر
وہ شورش فتنہ انگیز نے کی پرورش جس کی
یہ میرا فیصلہ جا کر سنا دو کور باطن سے کو

برا بھی صداقت کو کبھی جھٹلا نہیں سکتی
خدا کی معرفت بھی آئینہ دکھلا نہیں سکتی
میری دہلیز سے اٹھ کر نہاست جا نہیں سکتی
بلندی پر یہ سولی دیر تک لہرا نہیں سکتی
میرے ٹیشے کی دیواروں سے جو ٹکرا نہیں سکتی
ہماری زندگی کو موت بھی ٹھکرا نہیں سکتی
کبھی نوک سناں پر بھی ہمیں نیند آ نہیں سکتی
کبھی عمود کے مدھمت بل آ نہیں سکتی

یہ کہہ دامن کے بازار میں مرد کی شورش
جہالت کے ہیں جن کی آنکھ پر پردے ان ندھوں کو
نئے فتنوں کی شورش کو مقید کرنے لے جہتک
فضائے امن میں ہاں زلف شورش کو لٹکنے دیا
چٹان اس کو زمانہ کہہ رہا ہے کس لیے آخر
تڑپ کر کٹ مرے ہم لوگ ناموس رسالت پر
ہم اہل حق حسینؑ ابن علیؑ کے دستِ بیعت ہیں
خدا کا فیصلہ ہے سومانست کفر کی شورش

زمین کیا آسمانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں
ہم اہل حق چٹانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں

”طوفان“ ملتان ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء

مولانا محمود الرحمن

اخیار کے گستاخ

ملعون بنے احمد مختار کے گستاخ
رسوا ہوئے عثمان پرانوار کے گستاخ
مفلوب ہوئے حیدر کرار کے گستاخ
مشہور ہیں عباس علمدار کے گستاخ
گستاخ یہ سب کے ہیں نہ دوچار گستاخ
کعبے سے پھرے سید ابرار کے گستاخ
احرار ہوئے پھر کیسے احرار کے گستاخ
بن جائیں دلی کیسے وہ اخیار کے گستاخ
مفسد نہ ہوں کیوں ایسے نیکو کار کے گستاخ

مقبور ہوئے واحد قہار کے گستاخ
صدیق کے فاروق وفادار کے گستاخ
مرحب کا گھنڈا ان کو کسی کام نہ آیا
راج یزید اب بھی ہیں شبیر کے باغی
اللہ کے مقبول نبی ہوں کہ دل سے ہوں
برگشتہ رہے گنبدِ خضریٰ سے ہمیشہ!
احرار تو ہیں تو ہیں حلقہ بگوشانِ محمدؐ
رکھتے ہیں جو سینوں میں عداوت کے جراثیم
ماری گئی مت ان کی کہ الجھے ہیں رضا سے

ہے عرض رضا عرض محمد کا وقت یہ اعداء رضا ہیں شہر ابراہیم کے گستاخ

صارم یہ ہوا سند گستاخ کا انجام
بے ریش کی امت بنے اختیار کے گستاخ

صارم ملتانی

احوال واقعی

میں نہیں کہتا فلاں ابن فلاں گستاخ ہے
شاتم اسلاف ہیں کل دیہندی لاکلام
شورش شوریدہ سر کی شوخی گفتار پر
حیف بد انجام بازاری مبلغ بن گیا
جھپٹ کر گل رخسان مجلسِ اخبارات کو
نشدہ آور ہے تو برب کی شراب خانہ ساز
وہ جہاں چاہیں جسے چاہیں اسے کافر کہیں
کچھ منقطع جھالروں کو مفتیانہ روپ میں !
باعث رسوائی دین حلیف ہو گیا
شیخ لاہوری بھی آوارہ لطیف ہو گیا

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

مسلمانوں، سنو تم گرچہ ہوں گی مختلف آراء
جہاں دیکھا یہی ہے اطمینانی ہی نظر آئی
اگر اطمینان ہوتا شاہی میں تو ان کے ہاں ہوتا
موتِ حید بننے ہی میں گر سکوں ملتا تو اسے یارو
یہ اطمینان اگر ملتا فقط تشریک و تہذیب سے
یہ اطمینان اگر ملتا فقط سب و شتم ہی سے
مگر یہ تو غلامانِ محمد ہی کی دولت ہے
مگر پاؤ گے اطمینان ہوں گی مجتمع آراء
سریر و قیصر و کسریٰ در پر ویز اور دارا
مگر ہے یاں بھی وہ ہے اطمینانی معرکہ آراء
وہ شیطان لعین کیوں ایسے پھرتا بھاگتا مارا
تو اسماعیل اور گنگوہی پاتے من و عن سارا
تو بولہب اور شورش اس کو پاتے من و عن سارا
کوئی غیر اس کو کیا پائے پھرے مارا وہ ہے چارہ

غلامانِ محمد کی غلامی جس کو حاصل ہے
سنائیں نے کہ شورشِ کس کے ہیں مرشد گولڑہ والے
اگر شورشِ بزمِ خود مہذب اور مومن تھا
صدا آئی یہ میرے قبل عالم کی تربت سے
چہ سود از راہر کامل تہی دستانِ قسمت را
سمجھ میں آگئیں اس بندہ صاحب کی سب چالیں
سمجھ لیتے ہیں سستی انکر الاحدات سے انکو
مُرتی تو بلا شک آدمی بننا ہے گر گے کا
سنبھل لو وقت ہے اچھا رہو گے ورنہ پچھتاوے

نہ مانے جب تو پھر مذہب کا کافی ہو گا اک ارا

(سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء)

(جناب محمد حسین صاحب مذہب)

مسک احمد رضا کوئی مٹا سکتا نہیں

کوئی باطل رعب ناحق سے ڈرا سکتا نہیں
سُنیوں کے نام کو بڑے لگا سکتا نہیں
مسک احمد رضا کوئی مٹا سکتا نہیں
اعلیٰ حضرت کے مقابل کوئی آ سکتا نہیں
ہاں مگر شورش سے جاہل کو یہ بھا سکتا نہیں
اُن کے در پر بے ادب گستاخ جا سکتا نہیں
مصطفیٰ کا مرتبہ کوئی گھٹا سکتا نہیں
بے وسیلے مصطفیٰ کے رب کو پا سکتا نہیں
طالبِ زر کو کبھی خاطر میں لا سکتا نہیں

میں کبھی تبلیغِ دین سے باز آ سکتا نہیں
کوئی شورش کوئی ایجنٹ کوئی ہندو کا غلام
ایک شورش کیا ہزاروں شورشیں مگر ہوں مگر
میں نے دیکھے ہیں ہزاروں دیوبندی مولوی
متفق اہل نظر میں اُن کے استدلال پر
اولیاء کا یہ تعریف ہے وہابی دیکھ لے
لاکھ چاہیں لاکھ چنیں لاکھ ہم جیسا کہیں
صرف وحدت ہی نہیں کافی رسالت کے بغیر
حق پرست ہوں حق پرستوں کی حمایت میرا کام

ہو عقیدت پر صاحب گولڑہ سے؟ سب فرب
رات دن پر خاش رہتی تھی وہابی سے انہیں
اہل سنت کا رہے گابلول بالا حشر تک
کھو چکے ہیں یہ متارخ دین احمد مصطفیٰ
صدر پاکستان پر کھل جائے گرازدوروں

ان کے پروکار شورش مانا جا سکتا نہیں
منحرف ان کو بریلی سے بتا سکتا نہیں
ان کو اس بازار کا شورش دیا سکتا نہیں
دیو کے بندوں کو ہرگز ہوش آ سکتا نہیں
مہارتی جاسوس طیب پھر تو آ سکتا نہیں

غوث اعظم آئیے بہر خدا امداد کو!

دین پر حملوں کی احمد تاب لا سکتا نہیں

جناب غلام قطب الدین صاحب احمد اشرفی برکاتی۔
(ماخوذ از سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء)

سردار

”ابلیہان دیانہ کے نام“

یہ چاہتی ہیں کریں چھپر خانیوں مجھ سے
اسی لئے تو ہیں یہ بد کلامیاں مجھ سے
رداں ہے دین کی راہوں کا رداں مجھ سے
ملے ہیں دین محمد کو پاسباں مجھ سے
اسی لئے تو ہو تم اب بھی سرگراں مجھ سے
تمہارا کونسا رخ ہے جو ہے نہاں مجھ سے
شکستیں کھائی ہیں تم نے کہاں کہاں مجھ سے
نہ سُن سکے گا کبھی کوئی گالیاں مجھ سے
تو ہے عروج پر تندی کا نشان مجھ سے
بہار مجھ سے ہے تنظیم گلستاں مجھ سے

”مجھ رہی ہیں کچھ ابلیس زادیاں مجھ سے
نہ کہہ سکا میں عدوے رسول کو مسلم
برایک خطرہ شیطان سے بچایا ہے
اس عہد نو میں سکھایا وقار دیں میں نے
نہ کر سکا کبھی تو دین مصطفیٰ برداشت
میں جانتا ہوں تمہاری حقیقتیں کیا ہیں
نہ بھجولے ہو گئے ابھی تم کو یاد تو ہوں گی
یہ دیوبندی ادب ابس تمہیں مبارک ہو
اگر فروغ پہ ہیں بد زبانیوں تم سے
خزاں نصیب ہو تم اور ہے خزاں تم سے

نقیب عظمت سرکارِ دو جہاں ہوں میں!

عبیاں ہے عظمت سرکارِ دو جہاں مجھ سے

تمیز حق و باطل مصطفیٰ کی مدح خوانی ہے



درد اس نام پر جس سے احد کا راز ہے پیدا
تمیز حق و باطل مصطفیٰ کی مدح خوانی ہے
نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے وہ نشان مصطفائی کو
لپٹنے انہیں کیونکہ بھلا تعظیم پیغمبر!
مسلمانوں کا خون ہے آج بھی جن کی تباؤں پر
ہے عذری کا جن کی مشرقی پنجاب فدیادی
قیام ملک پاکستان سے جن کو عداوت ہے
جنہوں نے یکہ دہن سدا سلام کو چھوڑا!
سمجھ جاؤ سمجھ جاؤ قیامت ہونے والی ہے

سلام اس ذات پر جس سے دلوں میں ناز ہے پیدا
نبی کی شان کا انکار ذلت کی نشانی ہے
نہ بھولے گی کبھی تاریخ جن کی کج ادائی کو
جنہیں محبوب ہے سوجان سے تکریم راجندر
ہے گمراہیوں کا آب تک چشم حرم جن بے دناؤں پر
ہے جن کی بے رخی پر لوح خواں کشمیر کی دادی
بتاں مہند سے جن کی رہ درسم محبت سے
رسول اللہ اور اللہ کی الفت سے منہ موڑا
تمہاری پارسائی کی شہادت ہونے والی ہے

جو نہرو کے پجاری ہیں ہمیں مشرک بتاتے ہیں

خدا کی شان ہے ارشاد جھوٹے منہ کو آتے ہیں

ماہوار سواد اعظم ۱۲ نومبر ۱۹۶۲ء

مولانا سید ارشاد علی ارشاد کوشن نگری



لگا رہے ہو جو دست نام تو بنو کے ڈھیر
دیار لالہ دگل میں لگائی تم نے آگ نہ
بجھا رہے ہو دھن کی محبتوں کے چراغ
تمہارے لب پہ ہمیشہ ہے ذکر لات دھات
ہے ساز باز تمہاری ہنود سے جاری
خدا کا خوف ہے تم کو نہ ڈر قیامت کا
دنا کے نام پہ لوٹا ہے تم نے یاروں کو
ثروت ہے نہ کوئی ہے دیسل دعوے کی
دھن کے امن و امان کو کہو نہ تم برباد

جہاں میں کوئی نہیں بڑھ کے بزرگان تم سے
پیاچن میں ہے ہنگامہ فغاں تم سے
بھڑر ہے ہیں اخوت کے کلا دلاں تم سے
بڑے سروج پہ ہے رسم کافروں تم سے
اسی خطا پہ ہے سرکار بدگماں تم سے
دیار پاک میں ہے شورش بتاں تم سے
اسی مئے تو ہیں احباب سرگراں تم سے
لکھی گئی ہے جہالت کی داستان تم سے
نقطا یہ چاہتے ہیں قوم کے جواں تم سے

بیاس امن دھن چپ ہے اب تک انفل

منٹ لے گا بریلی کا یہ جواں تم سے

عطائے ادبہ لقائے اد

اجڑنے جائے بیماروں کا گلستانِ تم سے
اسے شاعر الحاد نہ ہو تیری زبان بند
تو بین رسالت پہ گزارا سے تمہارا
کیا تیرا لگاڑیوں کے بریل کے مسلمان
کی تجھ کو غرض جام سے عشقِ نبی سے
مصرخم نہ ہو تیرا در محبوسِ غم پر
فطرت کے اتقانوں کی سبب فکر ہے تجھ کو
ہر وقت اٹھا ایک نیا فتنہ و طسن میں
دارین کی دولت کی نہ کر فکر ذرا بھی ا

کہ پارہی ہے فردِ رخِ آج پھر فراں تم سے
الحاد کا پیغام زمانے کو دیے جا
تو بین رسالت کو یو نہیں عام کئے جا
کہ نابے کچھ کام جو بے خوف کئے جا
تر بادۂ اغیاد شبِ دروزہ پہنے جا
دیوبند کی دبیز پہ تو سجدے کئے جا
اسلام کے سینے میں لٹی چاک کیے جا
جنیابھی جنیاب اسی طور جئے جا
دیوبند سے ملتی ہے جو امداد لئے جا

شورشِ تیری ہستی پہ بڑا ناز ہے ہم کو
اسلام میں فتنوں کو یوں ہی سلام کئے جا

(جنابِ افسندہ کوثر)

سوارِ اسفہم ۲۰ نومبر ۱۹۸۲ء

دیوبند کے مصرعوں پر بریلی کی گرہ

(جنابِ افسندہ کوثر)

باعثِ شورشِ اسلم ہے فتنہ گر ہے
قصرِ دیوبند کی بنیاد نہ ملتی کیوں کر : !
اب تو مانگے سے بھی چندہ نہیں دیتا کوئی
سیرتِ پاک پہ آیا ہے کہ نے تقریر
چندہ ختمِ نبوت پہ آڑا تا ہے مزے
یوں نہ دکھلائیں ہمیں آپ پر لیونکا غرور
کشتہ تیغِ مسلمان کئے "بی بی" کی کیوں !
رات کو خراب ہیں بھی آکے ڈرنا سے کچھ

وہ جو کافر کو مسلمان کہے کافر ہے
ضربتِ حیدر کہار میرا جو ہر سے
شورِ برپا کہ حجرِوں کی نفسِ رابر ہے
دینِ اسلم کی پھسکار گھرنہ پر سے
ہاں اسے مال اڑانے کا سبق از بر ہے
ہم فقیروں پہ عیاں آپ کا پس منظر ہے
پشتِ بالشت سے سرکارِ لاہ گر ہے
یہ ہے رضوان کا ایڈیٹر کہ پھی پھی ہے

(سوارِ اسفہم ۲۰ نومبر ۱۹۸۲ء)

کیا تباؤں میں تمہیں حال حکیم است
 شہ رگ دین حنیفہ کے لئے خنجر ہے
 سنگدل ہیں یہ بڑے کرتے ہیں توہین نبی
 کفر آباد کے ہر فرد کا دل پتھر ہے
 میں جو مصرعہ شورش پہ لگائی ہے گرہ
 بد زہالوں کی رگ جاں کے لئے خنجر ہے

قطعات

توہین رسالت ہی جس کا شیوہ ہے
 جس کے ضمیر پر ابلیس کا پیرہ ہے
 ابن ابی منافق کی اولاد ہے

کفن کھسوت

اے فصل بیماراں میں چمن بیچنے والے
 اے اپنا ضمیر اپنا چمن بیچنے والے
 اے دن کے اجالے میں جنازوں کے غازی
 اے شب کی سیاہی میں کفن بیچنے والے

منافق

اے تن کے بڑے اُجلے مگر قلب کے کالے
 اے دشمن اسلام اے انگریز کے پالے
 قدرت تجھے بوجہل سے کافر کی جگہ دے
 توہین رسالت پہ کمر باندھنے والے !

غدار

اے شاطر و غیار اے مکار اے بدخود
 اے کاذب و غدار اے کم ظرف اے بدو
 اللہ رے حق بات پر یک لخت خموشی
 شیطان کی آواز پہ لبیک کہے تو !